إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [یوسف:2/12]

یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو

شَرحُ تَیسِیرُ القُرآن

[پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ کی قرآنی/عربی گرامر تَیسِیرُ القُرآن پر مبنی لیکچرز سے ماخوذ]

www.KitaboSunnat.com

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

تدوین وتہذیب

ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ

نظرثانی

راحت حسین

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ولایت سنز

walayatsons

لاہور۔ پاکستان

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ (رجسٹرڈ)

لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [یوسف:2/12]

یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھو

شَرحُ تَیسِیرُ القُرآن

[پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ کی قرآنی / عربی گرامر تَیسِیرُ القُرآن پر مبنی لیکچرز سے ماخوذ]

تدوین وتہذیب

ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ

نظرثانی

راحت حسین

ڈسٹری بیوٹرز

walayatsons

لاہور • کراچی • پاکستان

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ (رجسٹرڈ)

E-94، چناب بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ پاکستان

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پبلشر کی تحریری منظوری کے بغیر اس کتاب کی یا اس کے کسی حصے کی نقل یا مثل بنانا، کسی برقیاتی یا مشینی ذرائع سے منتقل کرنا، فوٹو کاپی یا کسی اور ذریعے سے چھاپنا یا اس کی شکل اور اس کے مواد میں کمی بیشی کر کے اس کو وجود میں لانا بین الاقوامی کاپی رائٹ قانون کے تحت جرم ہے اور ایسے کسی بھی اقدام کے خلاف ادارہ قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

جملہ حقوق بحق فہم قرآن انسٹیٹیوٹ (رجسٹرڈ) محفوظ ہیں

234.1 طارق ش

نام کتاب	**شَرحُ تَیسِیرُالقُرآن** پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ کی قرآنی / عربی گرامر **تَیسِیرُالقُرآن** پر مبنی لیکچرز سے ماخوذ
تدوین و تہذیب	ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ
نظرِ ثانی	راحت حسین
اہتمام	برکت علی لُونا
نگرانِ اشاعت	ابو عاصم رحمت بیگ مرزا
معاون نگران	عاصم مرزا
کمپوزنگ و ڈیزائنگ	عباس مشتاق
ناشر	فہم قرآن انسٹیٹیوٹ (رجسٹرڈ) لاہور
پہلا ایڈیشن	بار دوم، فروری 2012ء
سائز	7.25" x 9.50"
تعداد	1100
صفحات	480
طابع	**ولایت سنز (پبلشرز)** محمدی ہاؤس، ۱۴۔ ایبٹ روڈ، لاہور۔ پاکستان فون: 4 - 513 11 363 فیکس: 042 363 11 512 ای میل: walayatsons@yahoo.com
آئی ایس بی این	969-8738-03-7
قیمت	

ISBN 969-8738-03-7
9 789698 738037

ڈسٹری بیوٹرز: **ولایت سنز** (پبلشرز) محمدی ہاؤس، ۱۴۔ ایبٹ روڈ، لاہور فون: 4 - 513 11 363 042 فیکس: 512 11 363

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اُن تمام مومن مَردوں اور خواتین
کے نام
جو فہم قرآن کے حصول
اور
اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھ کر
نبی آخر الزمان محمّد الرّسول اللہ ﷺ
کی سُنّت پر
عمل پیرا ہونے کے خواہش مند ہیں

المکتبة الرحمانیة
۹۹۔جے ماڈل ٹاؤن۔لاہور
نمبر ....
www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقاماتِ دستیابی

لاہور ❀ دارالسلام ❀ 36۔لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور فون: 7240024
❀ مون مارکیٹ، اقبال ٹاؤن لاہور فون: 7846714
❀ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054
مکتبہ اسلامیہ بالمقابل رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7244973
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7321865
مغل بک ڈپو 20۔امین الدین سنٹر، تاج باغ لاہور فون: 0345-4142481
مغل بک ڈپو 96۔علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور فون: 6364267
البلاغ شاپ نمبر LGF-22، لینڈ مارک پلازہ، جیل روڈ لاہور فون: 5717842
النور اسلامک بک سنٹر شاپ نمبر LGF-40، لینڈ مارک پلازہ، جیل روڈ لاہور فون: 5879659
نعمت خانہ سویکار نو بازار، مغلپورہ لاہور فون: 6842057
ملک بک ڈپو 280۔جی ٹی روڈ، باغبانپورہ لاہور فون: 6815394

کراچی ❀ علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی فون: 2624097, 2628939
دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون: 2213768
بیت القرآن اردو بازار کراچی فون: 2630744
مکتبہ دارالقرآن اردو بازار کراچی فون: 2211998
اسلامک بکس سنٹر نزد مسجد مقدس، اردو بازار کراچی فون: 2736870
طاہر سنز A-45، اردو بازار کراچی فون: 2633840
فضلی بک سپر مارکیٹ اردو بازار، کراچی فون: 2212991, 2629724
المسعود اسلامک بکس UG-114 میٹرو وِل نزد تین تلوار چوک، کلفٹن کراچی فون: 0300-2124814
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس، گلشن اقبال بلاک نمبر 2 کراچی فون: 4975024
ادارۃ الانور دوکان 2، انور مینشن، بنوری ٹاؤن کراچی فون: 4914596
مکتبہ نور حرم دکان نمبر 6، الزاہد مارکیٹ، بلاک 5 گلشن اقبال کراچی فون: 8335566
دارالکتاب 10۔جامع مسجد بیت السلام، عزیز آباد نمبر 2، کراچی فون: 6812820
ٹائم بکس افضل اپارٹمنٹ، کے ڈی اے سکیم، کراچی فون: 4948686

حیدرآباد ❀ سنہری بک لینڈ 2۔بدر سنٹر، کہکشاں، قاسم آباد، حیدرآباد فون: 0222-654271
مسلم کتاب گھر کورٹ روڈ، عقب رحمانیہ ڈیری، حیدرآباد فون: 0333-2730449

اسلام آباد ❀ المسعود اسلامک بکس دکان نمبر 3، کرن پلازہ، F-8 مرکز اسلام آباد فون: 2261356
یونیورسٹی بک شاپ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی H/10 اسلام آباد فون: 4434706
مسٹر بکس D-10، سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون: 2278843-4
دارالعلم 699 فرسٹ فلور، آبپارہ مارکیٹ، اسلام آباد فون: 2875371
دارالسلام F-8 مرکز، ایوب مارکیٹ، شاویز سنٹر، اسلام آباد فون: 2500237

راولپنڈی ❀ النور اسلامک بکس 45 سنگاپور پلازہ نزد کے ایف سی، راولپنڈی کینٹ فون: 5794605
بکس اینڈ بکس کمرشل سنٹر سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی فون: 4420495
ورائٹی بکس بینک روڈ، صدر، راولپنڈی فون: 5583397
پاکستان بک ڈپو صدر بازار، راولپنڈی فون: 5565027
کیپری بک شاپ 55/4، حیدر روڈ صدر، راولپنڈی فون: 5563588

گوجرانوالہ ❀ والی کتاب گھر چوک اردو بازار نزد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ فون: 741613-14

فیصل آباد ❀ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، کوتوالی روڈ فیصل آباد فون: 631204
مکتبہ دارالاندلس دکان نمبر 22، رسول پلازہ، امین پور بازار، فیصل آباد فون: 2623366

ملتان ❀ دارالسلام شوروم، نزد تھانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: 541229

بہاولپور ❀ مکتبۃ الریان المعظم شبلی مارکیٹ، یونیورسٹی چوک، کلب روڈ بہاولپور 0300-8680293

صادق آباد ❀ اسلامک بکس سنٹر سول ہسپتال روڈ، صادق آباد فون: (پی پی) 76574

کوئٹہ ❀ مکتبۃ الہدیٰ پٹیل روڈ، نزد حبیب پلازہ کوئٹہ فون: 825253

پشاور ❀ معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور فون: 214720

مینگورہ ❀ مکتبۃ القرآن والحدیث نیو روڈ مینگورہ فون: 710669

میرپور ❀ الفضل کتاب گھر علامہ اقبال روڈ، میرپور، آزاد کشمیر فون: 44218

قصور ❀ خوشی بک ڈپو اردو بازار قصور فون: 772959

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنِ ترتیب

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سبق نمبر 1		سبق نمبر 8	
لفظ، کَلِمَہ اور ان کی اقسام	1	مرکب اِشاری	61
سبق نمبر 2		سبق نمبر 8(۱)	
اسم کے متعلق معلومات نمبر ❶ جنس	9	مرکب جاری	63
سبق نمبر 3		سبق نمبر 9	
اسم کے متعلق معلومات نمبر ❷ عدد	15	مرکب تام (جُملہ)	68
سبق نمبر 4		سبق نمبر 10	
اسم کے متعلق معلومات نمبر ❸ وُسعَت	25	ضمائر	80
سبق نمبر 5		سبق نمبر 11	
اسم کے متعلق معلومات نمبر ❹ اعراب	34	اسم کو حالتِ نصب میں لے جانے والے حروف	92
سبق نمبر 6		سبق نمبر 12	
مرکبات	42	معرب ۔ مبنی ۔ غیر منصرف	100
سبق نمبر 6(۱)		سبق نمبر 13	
مرکب توصیفی	45	فعل اور جملہ فعلیہ کی "بناوٹ"	117
سبق نمبر 7		سبق نمبر 14	
مرکب اضافی	52	فعل لازم اور فعل متعدی	135

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سبق نمبر 15		سبق نمبر 23	
جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں تبدیل کرنا	151	اسمائے مشتقہ	339
سبق نمبر 15(1)		سبق نمبر 24	
فعل مضارع	162	منصوبات	357
سبق نمبر 16		سبق نمبر 25	
ثلاثی مجرد کے چھ ابواب	182	تعلیلات	370
سبق نمبر 17		سبق نمبر 26	
معلوم اور مجہول	192	تخفیف ثقل + مطابقت	389
سبق نمبر 18		سبق نمبر 27	
ثلاثی مزید فیہ	228	معتل افعال سے فعل امر ___ فعل نہی	403
سبق نمبر 19		سبق نمبر 28	
خاصیات الابواب (ثلاثی مزید فیہ)	268	چند استثنائی صورتیں	417
سبق نمبر 20		سبق نمبر 29	
مجہول (ثلاثی مزید فیہ)	275	ادغام و مہموز	429
سبق نمبر 21		✿ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کام کرنے والوں کا تربیتی نصاب	448
		✿ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کام کرنے والوں کا عملی پروگرام	451
فعل امر ___ فعل نہی	282	✿ اجتماعی جدوجہد	453
سبق نمبر 22		✿ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کام کرنے والوں کے نظم و نسق کی بنیاد	455
		✿ غلبہ دین کے لئے جدوجہد کرنے والوں کی صفات	458
فعل مضارع کی اعرابی حالتیں	307	✿ غلبہ دین کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے	460

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہارِ تشکّر

- **اَلرَّحْمٰنُ** • ہم اللہ رحمٰن کا صدقِ دل سے شکرادا کرتے ہیں جس نے ہمیں اپنی آخری الہامی کتابِ ہدایت قرآن مجید عطافرمائی اور

- **عَلَّمَ الْقُرْآنَ** • ہمیں قرآن کے علم سے نوازا۔ اللہ ربّ العزت کے اس عظیم انعام اور احسان پر ہمارا یہ تشکر حدود و قیود سے ماوراء ہے۔

- **نبی آخر الزمان محمد الرسول اللہ ﷺ** • اُن پر اَن گِنت درود و سلام، جنھوں نے دنیا کو شرک و جہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید و رسالت کے نور سے منور کیا اور قرآن کی تعلیمات سے دنیا کی راہنمائی فرمائی اور اپنی زندگی کو نوع انسانی کیلئے قرآن کا عملی نمونہ بنایا۔

- **پروفیسر عطأ الرحمٰن ثاقب شہیدؒ** • جنھوں نے پاکستان میں فہم قرآن کورس (بلا معاوضہ) کا آغاز کیا اور فہم قرآن کے طلباء کے لئے ایک ایسی بے مثال اور مختصر آسان قرآنی / عربی گرامر کی کتاب **تیسیر القرآن** تالیف کی جس سے مدارس اور قرآن کے دیگر طلباء ہزاروں کی تعداد میں استفادہ کر کے اپنی زندگیوں کو قرآن وسنت کے مطابق ڈال رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اس صدقۂ جاریہ کو قیامت تک جاری رکھے اور اُن کے درجات بلند فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطأ فرمائے۔ آمین۔

- **محترمہ بیگم روحی برکت علی لُونا** • جنھوں نے پروفیسر عطأ الرحمٰن ثاقب شہیدؒ کی آسان قرآنی / عربی گرامر کی بے مثال کتاب **تیسیر القرآن** کے اسباق پر دیئے گئے اُن ہی کے لیکچرز کو کتابی شکل دینے کا نہ صرف مشورہ دیا بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مالی معاونت کی ابتداء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجرِ عظیم سے نوازے اور ان کے اس صدقۂ جاریہ کو قبول فرمائے۔ آمین۔

- **محترم میاں برکت علی لُونا** • سرپرست "فہم قرآن انسٹیٹیوٹ" جنھوں نے فہم قرآن کے عظیم مشن سے اپنی پُرخلوص اور بے مثال محبت کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کتاب کی طباعت کے لئے مالی معاونت کی انتہا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو صحت اور ایمان کے ساتھ عمرِ دراز عطأ فرما کر اجرِ عظیم عطأ فرمائے۔ آمین۔

- **محترمہ رفعت طاہرہ بنت محمد اکبر سلیچ** • جنھوں نے محنت شاقہ سے اپنے استاد مکرم پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ کے لیکچرز کی صوتی لہروں میں موجزن روحانی الفاظ کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیا۔ مالکِ کائنات ان کو اس محنت اور بے لوث کاوش پر بھرپور اجر عطأ فرمائے۔ آمین۔

- **محترم ابو عاصم رحمت بیگ مرزا** • ٹرسٹی، سیکرٹری پبلیکیشن: فہم قرآن انسٹیٹیوٹ، نائب مدیر اعلیٰ: **مجلّہ فہم قرآن** اور مدیر اعلیٰ: ولایت سنز پبلشرز، جنھوں نے بہترین چھپائی وطباعتی تکنیک اور پیشہ وارانہ مہارت کا پُرخلوص اظہار اور مقدور بھر کوشش کرتے ہوئے کتاب کی تزئین وآرائش کی اور اسے ایک معیاری مقام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔

- **محترم عباس مشتاق** • جنھوں نے بڑی لگن اور محنت سے شرح تیسیر القرآن کو کمپوز اور ڈیزائن کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجرِ عظیم اور مزید ترقی عطأ فرمائے۔ آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

برادرم پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ نے فہم قرآن انسٹیٹیوٹ کے نام سے جو پودا لگایا تھا وہ اب ایک تناور درخت بن چکا ہے۔اس ادارے کا یک امتیاز یہ ہے کہ قرآن کا فہم عام کرنے کے لئے ادارے کے منتظمین نے فہم قرآن کے طلباء کے لئے عمدہ اور آسان لٹریچر کا بھی اہتمام کر دیا ہے۔

تیسیر القرآن کے نام سے ایک مختصر کتاب پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ نے تصنیف کی تھی ،جس کے توضیح طلب مقامات کو مزید واضح کرنے کے لئے جناب راحت حسین صاحب نے چارٹوں، نقشوں اور ذیلی عنوانات کے ساتھ عربی قواعد کی مثالوں کا بیش قیمت اضافہ کر دیا۔اب اسی کتاب کے اسباق کی ترتیب بحال رکھتے ہوئے محترم ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ صاحب نے از سرنو برادرم پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ کی قرآن / عربی گرامر ''تیسیر القرآن'' پر مبنی لیکچرز سے ماخوذ **''شرح تیسیر القرآن''** کے نام سے پیش کیا ہے۔محترم ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ صاحب کی اس علمی کاوش کی خوبی یہ ہے کہ قواعد عربیہ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے نہایت سادہ اندازِ بیان اختیار کیا ہے اور عام پاکستانی کے ذہنی معیار کو مدِ نظر رکھا ہے، گویا یہ علمی کوشش ''کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ'' کی صحیح مصداق ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم کو لسانِ مبین میں نازل فرمایا ہے۔اللہ نے اپنے عالمگیر پیغام کے لئے لسانِ مبین کا انتخاب ہی اس لئے کیا ہے کہ یہ زبان بہت عام فہم اور معمولی کوشش سے سیکھی جاسکتی ہے۔خاص طور پر اردو خواندہ طبقوں کے لئے اس زبان کا سیکھنا اس لئے بھی آسان ہے کہ الفاظ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ عربی اور اردو دو زبانوں میں مشترک ہے۔زیبِ نظر کتاب میں محترم ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ صاحب کی پیش کردہ اکثر مثالیں اردو جاننے والوں کو فوراً سمجھ آجاتی ہیں جو کہ سب کی سب قرآن وحدیث سے لی گئی ہیں۔امید ہے فہم قرآن کے اساتذہ اور طلباء اس کتاب سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

جس انداز سے محترم ڈاکٹر صاحب نے تیسیر القرآن کے اسباق کی شرح لکھی ہے، وہ اس پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔نظر ثانی محترم راحت حسین صاحب نے کی ہے۔الحمدللہ! شرح تیسیر القرآن فہم قرآن کے طلباء کیلئے ایک مفید کتاب ثابت ہوگی۔اللہ تعالیٰ پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ، محترم ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ صاحب اور محترم راحت حسین صاحب کی اس گراں قدر خدمت کو قبول فرما کر اجرِ عظیم عطاء فرمائے۔آمین!

محمد اکرم

21 محرم الحرام 1428ھ / 10 فروری 2007ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری
وائس چانسلر
سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا، پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

قرآن مجید وہ عظیم کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔قرآن کا لفظی معنٰی بھی یہی ہے،اس لحاظ سے قرآن مجید کا نام ہی معجزہ ہے۔یہی وہ کتاب ہے جس نے سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے،اس کی آیات پر غور وفکر کیا جائے اور اربابِ فکر ودانش اس سے حصولِ نصیحت اور یاد دہانی کا اہتمام کریں۔بدقسمتی سے برصغیر پاک وہند میں ابتداء ہی سے اسے محض حصولِ ثواب کی کتاب سمجھا گیا۔بعض مذہبی اجارہ داروں نے اپنے مفاد کی خاطر اس غلط مؤقف کو تقویت دی۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری اور مکمل پیغام ہے جسے اس نے پوری انسانیت کے لئے نبی آخرالزّمان محمد الرّسول اللہ ﷺ کے ذریعے رہتی دنیا تک کے لئے پیغامِ ہدایت بنا کر اتارا ہے۔اس آخری پیغام میں دنیا میں زندگی بسر کر کے اللہ کے ہاں سرخروئی اور کامیابی وکامرانی حاصل کرنے کے راہنما اصول و ضوابط اور تزکیۂ نفس کے ذرائع موجود ہیں۔اسی لئے یہ ہدف صرف قرآن مجید کے ترجمہ سے اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا، جب تک عربی زبان کے ابتدائی اور ضروری قواعد سیکھ کر خود اور براہ راست قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی محنت اور جدوجہد کو خسارے کی محنت اور جدوجہد قرار دیا ہے جو اپنے آپ کو مادی ودنیاوی خواہشات اور علوم وفنون کے حصول تک محدود رکھتے ہیں۔ کَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْکُمْ قُوَّةً وَّاَکْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ط فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِکُمْ کَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ کَالَّذِیْ خَاضُوْا ط اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○(التوبہ:69/9)[(تمہارا بھی وہی حال ہے) جیسا ان لوگوں کا جو تم سے پہلے تھے۔وہ تم سے زیادہ قوت والے تھے اور مال واولاد بھی تم سے زیادہ رکھتے تھے۔پھر انہوں نے اپنے (دنیوی) حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا اور تم نے بھی اپنے (دنیوی) حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا،جس طرح تم سے پہلوں نے اپنے حصے سے فائدہ حاصل کیا تھا۔اور ویسی ہی بحثوں میں تم بھی پڑے جیسی بحثوں میں وہ پڑے تھے۔یہی وہ لوگ ہیں کہ دنیا اور آخرت (دونوں) میں ان کا کیا دھرا (سب) اکارت ہوا اور وہی خسارے والے ہیں]۔

قرآن مجید کا فہم حاصل کرنا ہر صاحبِ استطاعت کا فرض ہے۔اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے شکوے کی زد میں آنے سے نہیں بچ سکیں گے جو آپ ﷺ اپنی امت کے ان لوگوں کے خلاف اللہ تعالیٰ کے سامنے فرمائیں گے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○(الفرقان:30/25)[اور رسول ﷺ کہیں گے اے میرے پروردگار! بے شک میری امت نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا (نہ وہ اسے سمجھتے تھے نہ ہی اس کی تعلیمات پر عمل کرتے تھے)]۔

امت مسلمہ پر عائد اسی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے پروفیسر عطأالرحمٰن ثاقب شہیدؒ نے 1995ء میں لاہور سے آسان قرآنی رعربی گرامر پر مشتمل فہم قرآن کورس کا آغاز کیا۔پڑھانے کے ساتھ ساتھ انہوں نے آسان قرآنی رعربی گرامر کورس کے لئے ایک سلیبس مرتب کیا جو کتابی شکل میں تیسیر القرآن کے نام سے مارچ 1996ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب کے مقدمہ میں تحریر کیا گیا تھا کہ یہ کتاب نہایت مختصر ہے اس کے کچھ حصوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل کی ضرورت ہے اوراس کی ایک گائڈ بک بھی شائع کی جائے گی جس میں کچھ اضافوں سمیت اس کی مشقوں کا حل بھی دیا جائے گا۔لہذا 1998 میں 43 صفحات پر مشتمل ایک مختصر گائڈ بک شائع کی گئی جس میں مشقوں کا حل دیا گیا تھا۔ یہ گائیڈ بک بھی جلدی میں وقتی طور پر شائع کی گئی تھی پروفیسر عطأالرحمٰن ثاقب شہیدؒ فہم قرآن کلاسز پڑھانے میں اتنے مصروف رہے کہ مزید نشرو اشاعت پر توجہ نہ دے سکے۔

19 مارچ 2002ء کو صبح 7 بجے پروفیسر عطأالرحمٰن ثاقب شہیدؒ فہم قرآن کلاس پڑھانے آئے اور اپنی کار سے ابھی اترے ہی تھے کہ دشمنانِ دین نے اُن کو ڈرائیور سمیت شہید کر دیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس اہم دینی خدمت کو قبول فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین! ان کی شہادت کے بعد ساری ذمہ داری فہم قرآن انسٹیٹیوٹ کی انتظامیہ پر آ گئی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! انتظامیہ کی کوششوں سے فہم قرآن کلاسز کا دوبارہ آغاز کیا گیا اور اب پاکستان کے تقریباً تمام اہم شہروں اور قصبوں میں فہم قرآن کلاسز ہو رہی ہیں۔

طلباء کی جانب سے گائڈ بک (رہنمائے تیسیر القرآن) کی دوبارہ اشاعت کا بھی مطالبہ تھا،اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ تیسیر القرآن کے ترمیم شدہ آخری ایڈیشن میں ہی مشقوں کا حل اور ذخیرہ الفاظ کو شامل کر دیا جائے۔ چنانچہ کتاب تیسیر القرآن کے 2006ء کے ایڈیشن میں فہم قرآن کے ٹرسٹی اور ماہنامہ مجلّہ فہم قرآن کے ایڈیٹر جناب راحت حسین صاحب نے اضافہ کر کے گائیڈ بک (رہنمائے تیسیر القرآن) کو بہت اچھے انداز میں نئے ایڈیشن میں شامل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی یہ کوشش قبول فرمائے اور اس اہم مشن کو جاری رکھنے میں ہماری مدد فرمائے۔ آمین! اب تیسیر القرآن کے پانچویں ایڈیشن 2007ء کو مزید آسان اور جاذبِ نظر بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ادارے کے پاس پروفیسر عطاءالرحمٰن ثاقب شہیدؒ کے تمام لیکچرز کی ریکارڈ شدہ کیسٹس اور سی ڈی (CD) موجود تھیں جن سے محترمہ رفعت طاہرہ نے ان لیکچرز کو تحریری شکل میں محفوظ کر رکھا تھا جو کہ من وعن مجلّہ فہم قرآن میں ستمبر 1999ء تا اگست 2005ء تک قسط وار شائع ہوتے رہے۔ اس کے باوجود کتاب شرح تیسیر القرآن کی تشنگی شدّت سے محسوس کی جاتی رہی۔

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ کے سرپرست محترم برکت علی لُونا صاحب کی زوجہ محترمہ نے شرح تیسیر القرآن شائع کرنے کا نہ صرف مشورہ دیا بلکہ اس مقصد کے لئے مالی معاونت بھی فرمائی تاکہ گھر بیٹھے خود قرآنی گرامر کو سمجھا جا سکے۔

پروفیسر عطأالرحمٰن ثاقب شہیدؒ کے اس مشن اور بیگم برکت علی لُونا صاحبہ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے شرح تیسیر القرآن کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا۔ اس نیک کام کا آغاز جولائی 2005ء میں کر دیا گیا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اُس نے اِس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ الحمد للہ! فہم قرآن کلاسز کے طلباء، اساتذہ اور دیگر حضرات جو قرآن کا فہم حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں اس کتاب سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

قارئین سے التماس ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پروفیسر عطأالرحمٰن ثاقب شہیدؒ کے اس صدقۂ جاریہ کو قیامت تک جاری رکھے اور ان کے درجات بلند فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطأ فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب للعالمین

انتظامیہ: فہم قرآن انسٹیٹیوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مقصد فہم قرآن

اِنَّ الۡحَمۡدَ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ،
وَاَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ. اَمَّا بَعۡدُ

اللہ تعالیٰ نے کائنات اور اس کے اندر تمام مخلوقات کو ماسوائے آدمؑ کے لفظ کُنۡ کہہ کر پیدا فرمایا۔ مقصدِ تخلیقِ جن و انس کے بارے میں ارشاد فرمایا! وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ۝ مَاۤ اُرِيۡدُ مِنۡهُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ وَّمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ يُّطۡعِمُوۡنِ ۝ (الذاریات:51/56-57)[اور (جان لو کہ) میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔ نہ (تو) میں ان سے روزی چاہتا ہوں نہ (ہی) میری یہ چاہت ہے کہ یہ مجھے کھلائیں]۔

انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے۔ قرآن مجید اللہ رب العزت کی نازل کردہ آخری کتاب ہدایت ہے جو نبی آخر الزماں محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔ یہ اب پوری انسانیت کے لیے تا قیامت کتاب ہدایت (Guide Book) ہے۔ اللہ ربّ العزت نے اس کتاب میں ہدایت اور راہنمائی کی تکمیل کردی۔ قرآن مجید کی یہ آیت حج الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں نازل ہوئی! اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِيۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ۔۔ (المائدہ:3/5)[آج کے دن مَیں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل (مکمل) کردیا ہے اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا ہوں]۔

قرآن کا اصل مرتبہ، مقام اور حیثیت تو اللہ ربّ العزت کی ذات ہی جانتی ہے انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ قرآن مجید کے مقام ومرتبے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحشر میں فرمایا! لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلۡكَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۝ (الحشر:59/21) [(اے پیغمبر ﷺ) اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے جھک جاتا اور پھٹ جاتا۔ اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے (اس لئے) بیان کرتے ہیں تا کہ وہ (لوگ) غور کریں]۔

الحمد للہ! بحیثیت مسلمان ہم سب کا قرآن کے کلام اللہ ہونے پر کامل ایمان ہے۔ کوئی کمی وکوتاہی ہے تو اسے کتاب ہدایت سمجھ کر پڑھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کرنا، سمجھنا اور غوروفکر کرنا: محض قرآت کرنے کو ہم قرآن کا حق ادا کردینا سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ (البقرۃ:2/121)[جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسے پڑھتے ہیں جیسے اس کو پڑھنے کا حق ہے، وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اور جو اس کا انکار کرے (اس کی تعلیمات پر عمل نہ کرے) پس وہی نقصان اٹھانے والے ہیں]۔

قِرَاۃٌ کا مطلب صرف پڑھنا (To Read) ہے اور ضروری نہیں کہ جو پڑھا جا رہا ہو اس کی سمجھ بھی آ رہی ہو۔ {تَلَا یَتْلُوْ کا لفظی معنٰی پیچھے آنا (To Follow) ہے۔ اس لئے تِلَاوَۃٌ میں (لفظ کے پیچھے پیچھے آنا) ساتھ ساتھ معنٰی کا آنا بھی ضروری ہے۔ انسان الفاظ پڑھ رہا ہو اور ان کا معنٰی بھی پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہو اور سمجھ آ رہا ہو تَلَا یَتْلُوْ کہلاتا ہے}۔ معنٰی کا پتہ چلے بغیر خالی پڑھنے سے کسی کے نفس کا تزکیہ نہیں ہو سکتا۔ مختلف انداز سے الفاظ کی ادائیگی سے انسان کے ذوقِ سماعت کو تو تسکین مل سکتی ہے لیکن بات دل میں نہیں اتر سکتی جب تک ان الفاظ کی سمجھ نہ آ رہی ہو کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے۔ اس لئے تَلَا یَتْلُوْ میں ذوقِ سماعت کی تسکین کے ساتھ ساتھ دل تک بات کا پہنچنا ضروری ہے۔ چونکہ قرآن مجید کی تعلیمات میں عبادات (حقوق اللہ) کے علاوہ اخلاقیات اور حقوق العباد (معاملات) کا بھی ذکر ہے یہی وجہ ہے کہ سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 2 میں یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ اسلئے کہا کہ جب ہمارے پیغمبر ﷺ قرآنِ مجید کی آیات کی تلاوت کرتے تو سننے والوں کو سمجھ آ رہی ہوتی تھی۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کے طریقہ دعوت وتبلیغ اور اصلاح وانقلابِ معاشرہ کا ذکر فرمایا! لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (ال عمران:164/3)[بلاشبہ اللہ نے اہل ایمان پر بڑا احسان کیا کہ اس نے انہیں میں سے ایک رسول بھیجا، وہ ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور (ہر طرح کی برائیوں سے) انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، جبکہ (اس کے آنے سے) پہلے یہی لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) تھے]۔

نام نہاد علماء نے عام مسلمانوں کو یہ باور کرا دیا کہ قرآن مجید کو سمجھنا مشکل ہے اور اس کو خود سمجھنا نہیں چاہیے البتہ اس کی تعلیمات سے محض واقفیت کے لئے اُنہیں اِن ہی جیسے علماء سے رجوع کرنا چاہیے۔

جبکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے! وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر:54 / 40,32,22,17)[اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے، پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟]۔ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (الدخان:58/44)[ہم نے اس قرآن کو آپ ﷺ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں]۔

عربی زبان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے! اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (یوسف:2/12)[یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے تاکہ تم سمجھ سکو]۔ لیکن ہمارے ذہن اس بات پہ رُکے ہوئے ہیں کہ عربی بہت مشکل زبان ہے اور قرآن کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

چونکہ نبی آخر الزمان محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا اس لئے اللہ ربّ العزت نے فریضہ وعظ ونصیحت اس آخری امت (امت مسلمہ) کو سونپ دیا۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر 104 میں ارشاد ہوتا ہے! وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. [تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتی رہے اور نیک کاموں کا حکم دیتی رہے اور بری باتوں سے منع کرتی رہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں]۔

آج جب قرآن مجید کے بہت سے تراجم اور تفاسیر اور احادیث کی تمام کتب کے تراجم بھی ہو چکے ہیں، اللہ اور اس کے آخری نبی محمد الرّسول اللہ ﷺ کے پیغامات کو سمجھنا اور آسان ہو گیا ہے۔لیکن امت مسلمہ فرقوں میں بٹ چکی ہے اور ہر فرقے نے اپنے اپنے عقائد کے مطابق تراجم و تفاسیر کی ہیں کہ ایک عام مسلمان کے لئے اللہ کے پیغام (قرآن) کو اور اس کے نبی ﷺ کی احادیث کی صحیح روح کو سمجھنا ناممکن ہو گیا ہے۔ قرآن مجید کو عربی گرامر کی سوجھ بوجھ رکھتے ہوئے سمجھنا تا کہ اللہ رب العزت کی احکامات و پیغامات اچھی طرح ذہن نشیں ہو سکیں بہت ضروری ہے۔

امت مسلمہ کے وہ لوگ جو اپنی زندگیاں اسی امید پر بسر کر رہے ہیں کہ قیامت کے دن نبی مکرم محمد الرّسول اللہ ﷺ کی شفاعت ہمارے حق میں ضرور قبول ہو گی۔ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اعمال کا از سرِ نو جائزہ لیں اور اس آیت مبارکہ پر بار بار غور فرمائیں کہ کہیں وہ نبی مکرم محمد الرّسول اللہ ﷺ کے شکوے کی زد میں تو نہیں آ رہے اور اگر ایسا ہے تو پھر (اللہ نہ کرے) وہ نجات سے دور ہو جائیں گے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس شکوے کی زد میں آنے سے نہ بچ سکیں گے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○ (الفرقان:30/25)[اور رسول ﷺ کہیں گے اے میرے پروردگار! بے شک میری اُمت نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا (نہ وہ اسے سمجھتے تھے نہ ہی اس کی تعلیمات پر عمل کرتے تھے)]۔

قرآن مجید کا فہم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔علماء باطل کی تحریفات اور غلط آراء سے نجات اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہر صاحب بصیرت شخص خود اور براہ راست قرآن مجید کا فہم حاصل کرے۔اللہ رب العزت سے استدعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو قرآن و حدیث سمجھ کر پڑھنے اور اس پر پابندی سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب للعالمین

یکم محرم الحرام، 1428ھ / 21 جنوری، 2007ء

ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا ہی عبادت ہے

نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ ، ثُمَّ قَرَأَ "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ O " [المحتحنة:60/40] دعا ہی عبادت ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! (لوگو) تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہمیں پکارو، ہم تمہاری (دعا) قبول کریں گے، (اور) جو لوگ (مارے غرور کے) ہماری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (ذلیل و) خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ [رواه احمد والترمذی والنسائی وابن ماجة؛ صحیح سنن ابن ماجة،البانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث:3086]

اللہ رب العزت سے مانگنے کے لئے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں

وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ O [البقرة:186/2] اور (اے میرے پیارے نبی ﷺ) جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو (ان کو بتادو کہ) ہم ان سے قریب ہی ہیں۔ پکارنے والا جب ہمیں پکارتا ہے تو ہم اس کی پکار کا جواب دیتے ہیں۔ پس (لوگوں کو) چاہئے کہ ہمارے احکام قبول کریں اور ہم پر ایمان لائیں تاکہ راہ راست پالیں۔

دعا خشوع و خضوع سے مانگنی چاہیے

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ O [الاعراف:55/7] (اے میرے بندو) اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کیا کرو، بے شک وہ (اللہ) حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

غیر اللہ سے مانگنا بہت بڑی گمراہی ہے

وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ O [الاحقاف:5/46] اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا ان کو پکارے جو روز قیامت تک اس کو جواب نہ دے سکیں اور (جواب دینا تو درکنار) ان کو (تو) ان کے پکارے جانے (تک) کی (بھی) خبر نہیں۔

چند منتخب دعائیں

- رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ O [المؤمنون:109/23] اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے پس (ہماری التجا ہے) تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر (رحم کرنے والا) ہے۔
- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ O [آل عمران:8/3] اے ہمارے ربّ! (ہماری التجا ہے) ہمیں ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھ نہ پیدا فرما اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بے شک تو (ہی) بڑا عطا فرمانے والا ہے۔
- رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ O [الاعراف:23/7] اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر (بڑا) ظلم کرلیا ہے اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں ہو جائیں گے۔
- رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ O [البقرة:201/2] اے ہمارے رب! تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز، اور ہمیں آگ کے عذاب (جہنم) سے بچالے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی گرامر اور تدبّرِ قرآن

جو کچھ بھی ہم گرامر میں پڑھ رہے ہیں یا پڑھیں گے یہ صرف عربی زبان یا قرآن کی گرامر کے طور پر نہیں پڑھ رہے بلکہ یہ سب کچھ اس لئے پڑھ رہے ہیں کہ اللہ کا پیغام/اللہ کے احکامات/اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید سمجھ آ جائے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں آدمؑ اور حوا کے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے پر ارشاد فرمایا!

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا وَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ O (البقرة:36/2)

[پھر شیطان نے ان دونوں کو بہکا دیا اور ان دونوں کو بالآخر اس (عیش و آرام) سے نکلوا دیا جس (جنت) میں وہ تھے۔اور ہم (اللہ) نے حکم دیا کہ تم سب (آدمؑ وحوا اور ابلیس) اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص مدت تک زمین میں ٹھکانہ اور گزر بسر کرنا ہے]۔پھر فرمایا!

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ج فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ O وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ O (البقرة:38-39/2)

[ہم (اللہ) نے حکم دیا کہ تم سب (آدمؑ وحوا اور ابلیس) یہاں سے اتر جاؤ، اور جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی انہیں کوئی غم ہوگا۔اور جو کوئی انکار کر کے ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے]۔

اللہ کے پیغام پر تدبر و تفکر کرنا ہی افضل ترین عبادت ہے۔اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے اگر اس پیغام کو سمجھ کر تدبر و تفکر کر کے اس کے مطابق زندگی گزاری جائے۔عربی گرامر کا علم بھی قرآن مجید میں تدبر و تفکر کا ایک ذریعہ ہے۔اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (محمد:24/47)

[کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں؟]

اسی لیے یہ عربی/قرآنی گرامر پڑھنے اور سمجھنے سے ہم قرآن مجید کی آیات پر تدبر کر رہے ہیں اور قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر آج کسی قاعدے کی اچھی طرح سمجھ نہیں آتی تو یہ نہ سوچیئے کہ کچھ نہیں حاصل کیا، کوشش کرتے رہیں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ ضرور اس پر عبور حاصل کر لیں گے۔خلوص نیت سے پڑھتے رہیے اِنْ شَاءَ اللّٰہ یہ لمحات بھی عبادت کا ہی حصہ ہوں گے بلکہ افضل ترین عبادت ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۙ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۙ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۪ [طٰهٰ: 20/ 25 تا 28]

اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان فرما دے اور میری زبان کی گرہ (بھی) کھول دے۔ تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

﴿ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا [طٰهٰ: 20/ 114]

اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الاول

لفظ، کلِمہ اور ان کی اقسام

سبق نمبر 1

لفظ: اللہ رب العزت نے انسان کو قوت گویائی سے نوازا ہے۔ جو کچھ انسان کے دماغ میں ہوتا ہے اس کو وہ اپنی زبان پر لانے کی قوت رکھتا ہے۔ رب کائنات نے دیگر چرند اور پرند کو بھی قوت گویائی دی ہے مگر ہم ان کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے نبی سلیمانؑ کو اس نعمت سے نوازا کہ وہ دوسرے جانداروں کی زبان بھی سمجھ سکیں۔ ہد ہد سے سلیمانؑ کی بات چیت کا ذکر کلام پاک میں سورۃ النمل اور سورۃ سبا میں کیا گیا ہے۔ سورۃ النمل میں ایک آیت میں ہے! قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ (النمل:18/27) [ایک چیونٹی نے کہا، اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمانؑ اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے]۔ سوچنے اور قوت گویائی کی صفت انسان کو دیگر حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے۔ ہمارے گلے میں لگا نرخرا آواز پیدا کرتا ہے، پھر زبان اور ہونٹوں کی حرکات اس آواز کو الفاظ کا روپ دے کر باہر پھینک کر ہوا کے دوش پر بکھیر دیتی ہیں۔ باہر پھینکنے کے عمل کو عربی زبان میں **لفظ** کہا جاتا ہے۔ اور ہماری زبان جس آواز کو باہر پھینکتی ہے عربی زبان میں اسے بھی **لفظ** کہتے ہیں [لفظ کی جمع الفاظ ہے]۔ اسلئے دنیا کی ہر زبان میں الفاظ کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے! مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (ق:18/50) [انسان کی زبان کسی بھی آواز کو باہر نہیں پھینکتی، مگر وہاں (ہماری طرف سے) ایک نگران (نگہبان) مقرر ہوتا ہے (جو اسکو ریکارڈ کر لیتا ہے)]۔

آج کے سائنسی دور میں قرآنی آیات کا معنیٰ مفہوم متعین کرنا قطعاً مشکل نہیں۔ ضروری نہیں کہ ہمارے منہ سے جس آواز کو باہر پھینکا جائے لازماً اس کا کوئی معنیٰ ومفہوم بھی ہو۔ ایک بچہ بے شمار آوازیں اپنی زبان سے باہر پھینکتا ہے جن کا کوئی معنیٰ ومفہوم نہیں ہوتا۔ ہم بھی کئی ایسے **الفاظ** ادا کر جاتے ہیں جن کا کوئی معنیٰ نہیں ہوتا۔ **مثلاً**: پانی شانی، کتاب شتاب وغیرہ۔ لفظ **پانی** کو سن کر ذہن میں کسی خاص چیز کا نقشہ نمودار ہوتا ہے۔ یعنی ایک بے رنگ سیال مادہ جس کو پانی کہا جاتا ہے۔ لہذا لفظ **پانی** سن کر خاص معنیٰ ومفہوم کا پتا چلتا ہے لیکن **شانی** کو سن کر کسی چیز کا نقشہ ذہن کے پردہ سکرین پر نہیں ابھرتا۔ اسلئے **پانی** ایک بامعنیٰ لفظ ہے اور شانی بے معنیٰ لفظ ہے۔ چنانچہ **لفظ** یا تو **بامعنیٰ** ہوتا ہے یا **بے معنیٰ**۔

بامعنیٰ لفظ کو **کلِمہ** اور بے معنیٰ لفظ کو **مہمل** کہتے ہیں۔

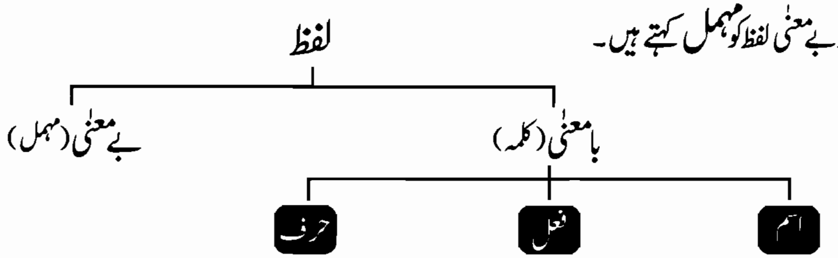

کلمہ: بامعنیٰ لفظ کو عربی گرامر کی اصطلاح میں كَلِمَةٌ (کلمہ) کہا جاتا ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً.. (ابراھیم:24/14)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال بیان فرمائی]۔

مہمل : بے معنٰی لفظ کو مُہمَلُ کہا جاتا ہے۔اردو زبان میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے فلاں شخص نے بڑی مُہمَل گفتگو کی یعنی بے معنٰی گفتگو کی۔مہمل کی جمع مہملات ہے۔سَلَّۃٌ عربی میں ٹوکری (Basket) کو کہتے ہیں۔چنانچہ سَلَّۃُ الْمُھْمَلَاتِ کا معنٰی ہوگا بے کار اشیاء کی ٹوکری،یعنی ردی کی ٹوکری۔اس لئے مہمل لفظ کو سَلَّۃُ الْمُھْمَلَاتِ میں پھینک دیتے ہیں کیونکہ دنیا کی کوئی بھی زبان اپنی گفتگو کا موضوع بے معنٰی ومہمل الفاظ کو نہیں بناتی اس بنا پر مہمل الفاظ کو زیر بحث نہیں لائیں گے۔کلمہ سے تعلق رکھنے والے صرف بامعنٰی الفاظ ہی بحث کا موضوع ہوں گے۔

کلمہ کی اقسام : دنیا کی تمام زبانوں میں بامعنٰی الفاظ کی گروپ بندی کی جاتی ہے۔اور اس کا طریقہ کار بھی ایک جیسا ہے۔یہ گروپ بندی یا تقسیم اس طرح کی جاتی ہے کہ کوئی لفظ (کلمہ) اس گروپ سے باہر نہ رہ جائے۔منہ سے نکلے ہوئے ان کلمات کی اس گروپ بندی کو **اجزائے کلام یا اقسام کلمہ** (Parts of speach) کہتے ہیں۔دنیا کی مختلف زبانوں میں یہ تقسیم مختلف ہے۔اردو،عربی اور فارسی میں اجزائے کلام تین ہیں یعنی اسم،**فعل** اور **حرف** جبکہ انگریزی میں اجزائے کلام آٹھ ہیں۔دنیا کی ہر زبان کا بڑا حصہ اسماء اور افعال پر مشتمل ہوتا ہے۔اردو،عربی اور فارسی میں ضمیر اور صفت کو اسم میں شمار کیا جاتا ہے۔لیکن انگریزی میں یہ الگ اجزائے کلام شمار ہوتے ہیں۔

کلمہ کی پہلی قسم (Noun) اسم

انسان کی زبان سے ادا ہونے والے کچھ الفاظ یا کچھ آوازیں ایسی ہوتی ہیں جن کو سن کر پتہ چلتا ہے کہ یہ الفاظ کسی چیز کے نام ہیں۔**مثلاً** : کرسی،قلم، کتاب،زمین،آسمان،آدمی،لڑکا۔لفظ کرسی سن کر لکڑی یا پلاسٹک کے بنے ہوئے ایک ڈھانچے کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔چنانچہ کرسی کسی وجود،کسی ڈھانچے (Structure) کا نام ہے۔کتاب کاغذوں کی بنی ہوئی ایک چیز کو کہا جاتا ہے۔لہذا کرسی اور کتاب کسی نہ کسی چیز کے نام کو ظاہر کر رہے ہیں۔

نام کو عربی زبان میں **اسم** کہتے ہیں۔

{زبان پہلے معرض وجود میں آتی ہے گرامر بعد میں ترتیب دی جاتی ہے۔عربی زبان تو پہلے سے موجود تھی لیکن جب دیگر اقوام عالم امت مسلمہ کا حصہ بنیں تو ان کو قرآن مجید کی زبان سکھانے کے لئے عربی زبان کی گرامر ترتیب دی گئی۔یہ کام عباسی دور میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ قرآن مجید کے جتنے الفاظ تھے ان کو الگ الگ کر کے ایک بہت بڑی سکرین پر اپنے سامنے بکھیر دیا۔اب ہزاروں الفاظ ان کے سامنے بکھرے ہوئے ہیں۔وہ ان الفاظ پر غور کر رہے ہیں۔انہوں نے دیکھا کہ ان میں کئی الفاظ ایسے ہیں جن میں کسی چیز کے نام کا ذکر ہے۔مثلاً: مَاءٌ [پانی] سَمَاءٌ [آسمان]۔اَرْضٌ [زمین]۔شَمْسٌ [سورج]۔قَمَرٌ [چاند]۔ان کو انہوں نے الگ کر دیا۔پھر انہوں نے دیکھا کہ کچھ ایسے الفاظ ہیں جن میں کسی کی اچھائی یا برائی کا ذکر ہے۔مثلاً: مُسْلِمُوْنَ [اللہ کے فرمانبردار]۔کَافِرُوْنَ [اللہ کی ذات،اس کی صفات،اس کے احکامات کا انکار کرنے والے]۔مُسْلِمُوْنَ ،یہ لفظ اچھائی کو بیان کر رہا ہے جو کائنات کی سب سے بڑی اچھائی ہے۔کَافِرُوْنَ یہ لفظ برائی کو بیان کر رہا ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات کی سب بڑی برائی ہے۔علمائے لغت نے ان لفظوں کو بھی الگ کرلیا۔جن الفاظ میں ❶ کسی کے نام یا ❷ کسی کی اچھائی یا برائی کا ذکر تھا ان کو الگ کرکے اسم کی اصطلاح وضع کرلی گئی}۔

بعض اوقات کسی لفظ کو سن کر کسی چیز کے نام کا تو پتہ نہیں چلتا لیکن یہ ضرور پتہ چل جاتا ہے کہ یہ لفظ کسی کی اچھائی یا کسی کی برائی بیان کر رہا ہے۔جیسے: اچھا، برا، نیک، بد، کافر، مومن وغیرہ **مثلاً**: نیک لڑکا۔لڑکا تو گوشت پوست کے بنے ہوئے کسی ڈھانچے کا نام ہے کسی (Person) وجود کا نام ہے یعنی کسی ذات کا اسم ہے۔لیکن نیک ہونا اسکی **صفت** ہے اس کی اچھائی کو بیان کرنے والا ایک لفظ ہے۔

لہذا اسم وہ لفظ ہے جو کسی کا

❶ ذاتی نام ہو جیسے: اَللّٰہُ ،مُحَمَّدٌ ﷺ ۔مَکَّۃُ {مَکَّۃُ کے شروع میں الف لام[ال] نہیں ہے لیکن اس لفظ کو مَکَّۃٌ (ۃ پر تنوین[ـٌ] کے ساتھ) نہیں پڑھا جاتا}۔بَابٌ[دروازہ]، غُرْفَۃٌ[کمرہ]۔شَمْسٌ[سورج]۔ طِفْلٌ[بچہ]۔لفظ **طفل** اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

❷ کسی صفت یعنی اچھائی یا برائی کو ظاہر کرے۔(کسی ذات کی اچھائی یا برائی بیان کرنے والے الفاظ بھی اسم ہیں) **مثلاً**: **غَفُوْرٌ** [بخشنے والا۔گناہوں کی سزاؤں کو معاف کرنے والا]۔یہ اللہ کی صفت ہے۔

اسم کی تعریفی اقسام

تعریف کے لحاظ سے اسم کی دو اقسام ہیں:۔

❶ **اسم ذات**:۔ وہ لفظ جسے سن کر ہمارے ذہن میں کسی چیز کا رکسی وجود (person) کا نام رنقشہ نمودار ہو اسکو **اسم ذات** کہتے ہیں۔ **مثلاً**: اَلْوَلَدُ [لڑکا] لڑکا جو ایک ڈھانچے یا وجود کا نام ہے اس کو **اسم ذات** کہیں گے اسی طرح مَاءٌ[پانی]۔نَجْمٌ[ستارہ]وغیرہ۔

❷ **اسم صفت**:۔ جس لفظ کو سن کر کسی کے نام کا تو پتہ نہ چلے مگر وہ لفظ کسی کی اچھائی یا برائی بیان کر رہا ہو اسے **اسم صفت** کہا جاتا ہے۔جیسے صَالِحٌ [**نیک**]صَادِقٌ[سچ بولنے والا رسچا]۔فَاسِقٌ[(نافرمان) اللہ کی قائم کردہ حدود کو توڑنے والا]۔{ابھی قوائد سمجھ رہے ہیں ذخیرہ الفاظ (Vocablary) نہیں}۔عربی زبان میں لڑکے کو **وَلَدٌ** کہتے ہیں اور نیک کو **صَالِحٌ** کہتے ہیں۔وَلَدٌ **اسم ذات** اور صَالِحٌ **اسم صفت** ہے۔

اللہ رب العزت نے انسان کا ذہن اتنا تیز بنایا ہے کہ جس کو ایک سیدھی لکیر (Line) بھی لگانی نہیں آتی اس کا ذہن بھی بڑی پیچیدہ سے پیچیدہ تصویر کو فوراً بنا کر اپنے ذہن کے پردہ سکرین پر لے آتا ہے۔ایک شخص کچھ الفاظ ادا کرتا ہے ابھی الفاظ کی ادائیگی مکمل نہیں ہو پاتی کہ اس کے ذہن میں اسکی تصویر نمودار ہو جاتی ہے۔لفظ کتاب ادا کرنے سے فوراً ایک نقشہ ذہن میں ابھر آتا ہے۔کرسی، قلم، آسمان، زمین، دیوار، گھر، مسجد، چھت جتنے الفاظ ادا کئے گئے اتنی تصویریں ذہن کے پردہ سکرین پر ابھر آئیں (یہ سب اللہ کی قدرت ہے) یہ سب چیزوں کے ذاتی نام (اسم ذات) ہیں اور جس لفظ کو سن کر کسی کی اچھائی یا برائی کا پتہ چلے اسے اسم صفت کا نام دیا جاتا ہے۔ان دونوں اسماء کو انگلش میں بالترتیب Noun اور Adjective کہا جاتا ہے۔عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرامر میں یہ دونوں قسم کے اسماء (Nouns) کلمے کی پہلی قسم **اسم** میں ہی شمار کیے جاتے ہیں۔

کلمہ کی دوسری قسم (Verb) فعل

{اسماء کو علیحدہ کرنے کے بعد عربی گرامر والوں نے باقی ماندہ الفاظ پر از سر نو غور کرنا شروع کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ قرآن میں بہت سے ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن میں کسی کام کا ذکر ہے۔ **مثلاً**: نَعْبُدُ [ہم عبادت کرتے ہیں]۔ نَسْتَعِيْنُ [ہم مدد طلب کرتے ہیں]۔ يَسْتَغْفِرُوْنَ [وہ گناہوں کی معافی مانگتے ہیں]۔ یہ الفاظ کسی کے نام کو نہیں بلکہ کسی کام کو بیان کر رہے ہیں [کام کو عربی زبان میں فعل کہتے ہیں]۔ اس کے لئے انہوں نے عربی گرامر میں **فعل** کی اصطلاح بنائی۔ نَعْبُدُ [ہم عبادت کرتے ہیں] نام نہیں بلکہ کام ہے۔ اس لفظ کو سن کر آپ کو پتہ چلتا ہے کہ کچھ لوگ اللہ کے سامنے عجز و انکساری کی تصویر بنے کھڑے ہیں یا جھکے ہوئے ہیں۔ نَسْتَعِيْنُ کچھ لوگ اللہ کے سامنے اپنا دامن پھیلائے ہوئے ہیں لہٰذا نَعْبُدُ اور نَسْتَعِيْنُ نام نہیں بلکہ کام ہیں ایسے الفاظ کو فعل کا نام دیا جاتا ہے۔ ان الفاظ کو بھی عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے الگ کر لیا}۔

لہٰذا کلمہ کی دوسری قسم کو **فعل** کہتے ہیں۔ فعل کا لفظی معنٰی کام ہے۔ کچھ الفاظ کو سن کر پتہ چلتا ہے کہ کرنے والے نے کوئی کام کیا ہے یا کر رہا ہے یا آئندہ کرنے والا ہے۔ **مثلاً**: خالد نے پانی پیا۔ لفظ پیا نام نہیں بلکہ **کام** ہے۔ خالد کے ہاتھ میں پانی کا برتن ہے اور اس نے اپنے ہونٹوں سے لگا رکھا ہے گویا وہ ایک کام کر رہا ہے۔ لہٰذا پیا کو **فعل** کہیں گے۔ خالد نے کھانا کھایا! اس کے ہاتھ میں ایک لقمہ ہے جسے وہ زبان پر رکھ کر نگل رہا ہے اس لئے کھایا کوئی نام نہیں بلکہ کام ہے۔ **کوئی بھی کام یا تو ہو چکا ہوتا ہے یا ہو رہا ہوتا ہے یا کچھ عرصے بعد ہونے والا ہوتا ہے**۔ اس لئے فعل میں لازماً کسی کام کے ساتھ ساتھ کسی زمانے کا ذکر بھی ہوتا ہے۔

زمانے کی باتیں گرامر سے زیادہ عام عقل (Common Sense) سے تعلق رکھتی ہیں۔ لہٰذا زمانے بھی تین ہوئے: پہلا وہ زمانہ جو **گزر چکا** ہے (ماضی/Past)، دوسرا وہ زمانہ جو **گزر رہا** ہے (حال/Present) اور تیسرا وہ زمانہ جو **آنے والا** ہے (مستقبل/Future)۔

یہیں سے **فعل** کے متعلق اردو اور عربی زبان کی تین اصطلاحات (Terms) معرض وجود میں آئیں۔

ماضی: گزرا ہوا زمانہ **حال**: موجودہ زمانہ **مستقبل**: آنے والا زمانہ۔

لہٰذا فعل میں یا تو **ماضی** کا زمانہ مذکور ہوتا ہے (کام کرنے والا اپنا کام کر چکا ہوتا ہے) یا **حال** (موجودہ) کا زمانہ ہوتا ہے یا **مستقبل** کا زمانہ ہوتا ہے۔

مثلاً: خالد کل سکول جائے گا۔ جانا فعل ہے اور گا زمانہ مستقبل کو ظاہر کر رہا ہے۔ لہٰذا فعل میں **کام** اور **زمانے** دونوں کا ذکر ہوتا ہے۔

کلمہ کی تیسری قسم (Letter/Particle) حرف

{اسماء اور افعال کو الگ کرنے کے بعد بھی بہت سے الفاظ بچ گئے۔ ان کو عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے ایک طرف رکھ دیا (کنارے پر لگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا)۔کنارے کوعربی زبان میں **حَرْف** کہتے ہیں۔قرآن میں ہے: **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ** (الحج:11/22)۔وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ [لوگوں کاایک طبقہ ایسا ہے جوکنارے پررہ کراللہ کی عبادت کرتا ہے]۔فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ [اگر پہنچتی ہے اس کو بھلائی تو مطمئن ہوجاتا ہے]۔یعنی حالات اچھے ہیں تواللہ سے تعلقات بھی اچھے ہیں اور ذراسی آزمائش آئی تو:وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ [اوراگر پہنچتی ہے اس (طبقہ) کوکوئی آزمائش تو فوراً منہ پھیر لیتے ہیں،]فوراً تقدیر سے شکوہ شکایت شروع ہوجاتا ہے۔مَعَاذَاللّٰهِ !فوراًاللہ کے فیصلے کے خلاف بغاوت کا جذبہ انسان کے دل میں پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے۔قرآن نے اس دوسرے طبقے کا ذکر اس طرح کیا ہے۔**وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ** ..(حٰمٓ السجدة:51/41)حالات اچھے ہوں تواللہ کی معصیت اور نافرمانی کی جاتی ہے۔خوشحالی کے دنوں میں اللہ کی نافرمانی اور اسراف ہوتا ہے،دولت کا بے جا ضیاع کیا جاتا ہے۔تکلیف آئی تو فوراً لمبی چوڑی دعائیں شروع ہوجاتی ہیں۔قرآن کو نہ یہ انسان مطلوب ہے اور نہ وہ انسان مطلوب ہے۔قرآن کہتا ہے حالات خواہ کیسے بھی ہوں اللہ کے کسی فیصلے پر عدم اعتماد کا اظہار نہ کیا جائے۔اللہ سے تعلقات ہرحال میں اچھے ہی رہنے چاہئیں۔اگر کوئی شخص خود کو اللہ کے حوالے کرچکا ہے تو پھر اس کے لئے اللہ جو بھی فیصلہ کرے گا بہتر ہی ہوگا۔بہتری کی توقع رکھے۔اللہ کی ذات پرتوکل اور بھروسہ رکھے۔اللہ خود اسے آزمائش سے نکال کراس کے لیے خیر کے پہلو پیدا کردے گا}۔

وہ لفظ جو نہ اسم ہو نہ **فعل** ہو اسے عربی گرامر ترتیب دینے والے **حرف** کا نام دیتے ہیں۔

اسماء اور افعال کو علیحدہ کرنے کے بعد جو الفاظ باقی بچے عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے ان کو کنارے پر لگادیا (کنارے کو عربی میں **حَرْف** کہتے ہیں) کیونکہ اسم اور فعل اپنا اپنا معنٰی خود ادا کرسکتے ہیں لیکن حرف میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی۔**مَسْجِدٌ** یہ لفظ سن کر پتہ چلا کہ اینٹوں کی بنی ہوئی کسی مقدس عمارت کا ذکر ہورہا ہے۔**نَعْبُدُ** یہ لفظ سنا تو پتہ چلا کہ کچھ لوگ اللہ کے سامنے عبودیت اور بندگی کا اظہار کررہے ہیں۔لیکن، سے، کو، **تک**، **میں**، ان کو سن کر کسی چیز کا معنٰی ذہن میں نہیں آتا۔سے کے لئے عربی زبان میں مِنْ استعمال کیا جاتا ہے۔کوئی گھنٹوں مِنْ مِنْ کہتا رہے سننے والے کو کوئی بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔مِنْ ازخود اپنا معنٰی ادا نہیں کرسکتا تاوقتیکہ کسی اور لفظ کو اسکے ساتھ شامل نہ کیا جائے۔**مثلاً**:اگر یہ پوچھا جائے کہ کہاں سے آرہے ہو؟جواب ہوگا مِنَ الْمَسْجِدِ[مسجد سے]۔اَلْمَسْجِدِ کے ساتھ مِنْ لگائیں تب جاکر کہیں بات سمجھ میں آتی ہے۔**حرف** کی جمع **حروف** ہے۔

لہٰذا بنیادی طور پر کلمہ کی دو اقسام اسم اور **فعل** ہوئیں اور جولفظ نہ اسم ہو اور نہ ہی فعل ہو اس کو **حرف** کا نام دیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامات اسم

ⓘ ال: عربی گرامر ترتیب دینے والوں کو بہت سے ایسے الفاظ نظر آئے جن کے ساتھ شروع میں الف لام[ال] لگا ہوا ہے۔جیسے اَلْقَمَرُ. اَلسَّمَاءُ. اَلْبِحَارُ. اَلرِّجَالُ۔ایسے الفاظ کو بھی الگ کرلیا اور متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ جس لفظ کے ساتھ الف لام[ال] آرہا ہو اس لفظ کا تعلق بھی **اسم** سے ہوگا۔

ⓘⓘ تنوین: دیگر الفاظ میں عربی گرامر دانوں کو کئی الفاظ ایسے نظر آئے جن کے آخر میں دو زبر[ـً] دو زیر[ـٍ] دو پیش[ـٌ] یعنی تنوین تھی۔ یہ بھی چیزوں، جگہوں، جانداروں اور بے جان چیزوں کے ذاتی اور صفاتی نام ہیں ان الفاظ کو بھی الگ کر کے **اسماء** میں شمار کرلیا۔

حرکات اسم: اردو زبان میں لفظوں کے آخر میں ٹھہراؤ یا سکون ہوتا ہے، حرکت (Movement) نہیں ہوتی۔ **مثلاً**: آپ نے کبھی کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا ہوگا کہ **پَـاکِسْتَـانَ هَـمَـارَا مُـلْکُ هَـئَ** ۔بلکہ یوں کہتے ہیں 'پاکستان ہمارا ملک ہے'۔ ہر لفظ کے آخر میں ٹھہراؤ ہے، سکون ہے، وقف ہے۔اردو میں اسلام کو اِسْلَامُ نہیں کہتے۔اسی طرح ہمارا کہتے ہیں **هَمَارَا** نہیں کہتے۔دین کہتے ہیں دِیْنُ یا دینَ یا دِیْنِ نہیں کہتے۔

لیکن عربی زبان میں لفظ کے آخر میں عموماً حرکت (Movement) ہوتی ہے، اس کو عربی گرامر کی اصطلاح میں بھی **حرکت** کہتے ہیں۔لفظ آگے کو حرکت (Move) کر رہا ہوتا ہے۔اَلْاِسْلَامُ دِیْنُنَا [اسلام ہمارا دین ہے] کہتے ہیں۔اردو زبان میں کہتے ہیں ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں، **اللہ نے ہماری مدد کی**۔لیکن عربی زبان میں کبھی **اَللّٰهُ** استعمال ہوتا ہے(**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**)، کبھی **اَللّٰهَ** استعمال ہو رہا ہوتا ہے(**اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ**)اور کبھی **اَللّٰهِ** استعمال ہو رہا ہے(**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**)۔

تنوین اور حرکات: کسی بھی لفظ کو آگے کی طرف حرکت دینے کے لئے زبر[ـَ]، زیر[ـِ] یا پیش[ـُ] کا سہارا لیا جاتا ہے جیسے: اَللّٰهُ ، اَللّٰهَ ، یا اَللّٰهِ۔اردو زبان میں حرکت کی ترتیب زبر[ـَ] زیر[ـِ] پیش[ـُ] ہے۔جبکہ عربی زبان میں ترتیب پہلے پیش[ـُ] پھر زبر[ـَ] اور پھر زیر[ـِ] ہے۔ان **حرکات** سے لفظ کو حرکت دینے یعنی (Move) کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔یہ حرکات اکیلی (Single) بھی ہو سکتی ہیں اور دوہری (Double) بھی۔ دوہری حرکت کو تنوین کہتے ہیں۔

ال اور تنوین کا عمل: عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے دیکھا کہ جن اسماء کے ساتھ [ال] لگا ہوا ہے، جیسے: اَلْکِتَابُ. اَلْمُسْلِمُ ایسے اسماء کے آخر میں دوہری حرکت یعنی تنوین [ـٌ ـً ـٍ] نہیں ہے۔اور جن کے آخر میں تنوین ہے ان کے ساتھ الف لام[ال] نہیں لگا ہوا۔لہذا الف لام[ال] اور تنوین[ـٌ ـً ـٍ] دونوں کسی اسم پر بیک وقت اکٹھے نہیں آسکتے۔اگر اسم کے شروع میں الف لام[ال] آئے گا تو آخر میں تنوین نہیں آئے گی اور اگر آخر میں تنوین آرہی ہو تو اس اسم کے شروع میں الف لام[ال] نہیں آئے گا۔(اس معاملے میں ان دونوں میں آپس میں عداوت ہے)۔

اسم کی دو نشانیاں

ⓘ جن الفاظ کے شروع میں الف لام[ال] ہوگا تو ایسے الفاظ کا تعلق لازماً اسم سے ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ii) ہر وہ لفظ جس کے آخر میں دوہری حرکت یعنی تنوین ہو اس کا تعلق بھی اسم سے ہوگا۔

اسم کی پہلی نشانی الف لام[ال]:۔ عربی گرامر میں اسم نکرہ کو اسم معرفہ بنانے کے لئے [ال] کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح انگریزی میں کسی اسم کو خاص (معرفہ/Proper Noun) بنانے کے لئے حرف The لگایا جاتا ہے۔ لہذا عربی زبان میں الف لام [ال] لگا کر کسی بھی اسم نکرہ کو اسم معرفہ (Proper Noun) بنایا جاتا ہے۔

اسم کی دوسری نشانی تنوین [ٌ ً ٍ]:۔ حرکات کبھی لفظ کے آخر میں ایک ایک (Single) پیش [ُ] زبر [َ] زیر [ِ] آ رہی ہوتی ہیں کبھی دو دو (Double) دو پیش [ٌ] دو زبر [ً] دو زیر [ٍ] آ رہی ہوتی ہیں۔ اَللّٰهُ کے آخر میں ایک پیش [ُ] آتی ہے لیکن محمدﷺ کے آخر میں دو پیش [ٌ] آتی ہیں (ایک پیش سیدھا اور اس کے اوپر ایک الٹا [ٌ] یا دونوں پیش سیدھے [ُُ] بھی ہو سکتے ہیں)۔ **مثلاً**: **مُحَمَّدٌ، مُسْلِمٌ** وغیرہ۔

حالانکہ اسم کے آخر میں نون [ن] نہیں ہوتا لیکن جب اسم کے آخر میں دوہری حرکت ہو تو اس کی ادائیگی میں آخر میں نون [ن] کی آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ مُحَمَّدُنْ ہوتا تو ٹھیک تھا لیکن مُحَمَّدٌ میں نون [ن] موجود نہیں پھر بھی نون کی آواز پیدا ہو رہی ہے۔ اگر نون [نْ] اسم میں موجود نہ ہو اور نون [ن] کی آواز پیدا ہو رہی ہو تو اس عمل کو عربی زبان کی اصطلاح میں تنوین کہتے ہیں۔

نون اور تنوین میں فرق نون [ن] حروف تہجی میں سے ہے جبکہ کسی لفظ پر تنوین کی وجہ سے نون [ن] کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ ایسا اسی وقت ہوتا ہے جب اسم کے آخری حرف پر کوئی دوہری حرکت [ٌ] یا [ً] یا [ٍ] آ رہی ہوں۔

الف لام (ال) اور تنوین میں امتیاز

پہلا نتیجہ یہ اخذ کیا کہ جس لفظ کے شروع میں الف لام [ال] ہو یا آخر میں دوہری حرکت [ٌ ً ٍ] تنوین ہو تو اس لفظ کا تعلق لازماً اسم سے ہوگا۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ کیا کہ جس اسم کے شروع میں الف لام [ال] آ رہے ہوں اسکے آخر میں ہمیشہ اکہری حرکت آئے گی دوہری حرکت (تنوین) کبھی نہیں ہوگی (اگر اسم کے شروع میں الف لام [ال] ہو اسکے آخر میں **تنوین** استعمال **نہیں** ہوگی)۔ اسی طرح جس اسم کے آخر میں **تنوین** ہو اسکے شروع میں الف لام [ال] نہیں آسکے گا۔ لہذا اَلْكِتَابٌ کہنا غلط ہوگا۔

الف لام (ال) کا استعمال

تیسرا نتیجہ قرآن مجید کے الفاظ پر غور وخوض کے بعد یہ اخذ کیا کہ جن اسماء کے شروع میں الف لام [ال] ہوتا ہے ان میں کچھ اسماء میں الف لام [ال] کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لام[ل] کو پڑھتے ہیں اور کچھ اسماء میں الف لام[ال] کا لام[ل] پڑھنے اور بولنے میں نہیں آتا۔ **مثلاً**: **اَلرَّحْمٰنُ** نہیں کہتے بلکہ **اَلرَّحْمٰنُ** کہتے ہیں۔ اَلرَّحْمٰنُ میں لام[ل] نہیں پڑھا جائے گا۔ لام[ل] موجود تو ہے اس کی آواز نہیں آئے گی۔ وہ خاموش (silent) ہو گیا کہ بولنے اور پڑھنے میں نہیں آیا۔ **اَلْكِتَابُ** میں الف لام[ال] کا لام[ل] بولنے اور پڑھنے میں آ رہا ہے۔ کبھی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** کو **بِسْمِ اللّٰهِ الْرَحْمٰنِ الْرَحِيْمِ** نہیں پڑھتے۔ اَلرَّحْمٰنِ اور اَلرَّحِيْمِ میں لام[ل] پڑھنے میں نہیں آ رہا۔ کہاں الف لام[ال] کا لام[ل] پڑھیں گے اور کس جگہ نہیں پڑھیں گے؟ اس کی پہچان یہ ہے کہ؛

اگر الف لام[ال] کے بعد کے حرف پر **شد**[ّ] موجود ہو تو الف لام[ال] کا لام[ل] پڑھنے میں نہیں آئے گا۔ اور اگر الف لام[ال] کے بعد کے حرف پر **شد**[ّ] نہ ہو تو الف لام[ال] کا لام[ل] پڑھنے میں آئے گا۔ جیسے: '**اَلْكِتَابُ** میں الف لام[ال] کے بعد **شد**[ّ] نہیں نظر آ رہی یہاں لام[ل] کی آواز پڑھنے میں آئے گی لہٰذا ہم **اَلْكِتَابُ** کہیں گے۔ **اَلشَّمْسُ** کے بعد والے حرف پر شد[ّ] ہے اس کو **اَلْشَمْسُ** نہیں پڑھیں گے اور **اَلْقَمَرُ** میں لام[ل] کی آواز بولنے میں آئے گی کیونکہ اس کے الف لام[ال] کے بعد شد[ّ] نہیں ہے۔

حروف شمسی اور حروف قمری

عربی زبان کے **اٹھائیس 28 حروف تہجی** ہیں (الف حروف تہجی میں شمار نہیں ہوتا اگر اسے شمار کریں تو انتیس 29 ہوئے)۔ ان میں سے چودہ (14) الفاظ **حروف شمسی** کہلاتے ہیں کیونکہ جب یہ الفاظ استعمال ہوں تو پھر ان کے شروع میں آنے والے الف لام[ال] کا لام[ل] نہیں پڑھا جائے گا اسی لئے حروف شمسی کے اوپر شد[ّ] **ہوتا ہے**۔

بقیہ (14) الفاظ **حروف قمری** کہلاتے ہیں۔ جب حروف قمری استعمال میں آتے ہیں تو پھر ان کے شروع میں آنے والے الف لام[ال] کا لام[ل] پڑھا جاتا ہے اسی لئے حروف قمری پر شد[ّ] نہیں ہوتا۔

حروف شمسی وہ حروف جن کے شروع میں الف لام[ال] کا لام[ل] نہیں پڑھا جاتا اور الف لام[ال] کے بعد میں آنے والے ان حروف پر شد[ّ] آتی ہے۔ حروف شمسی مندرجہ ذیل ہیں:۔

ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن

حروف قمری وہ حروف جن کے شروع میں آنے والے الف لام[ال] کا لام[ل] پڑھا جاتا ہے۔ حروف قمری مندرجہ ذیل ہیں:۔

ء ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثانی

اسم (Noun) کے متعلق معلومات

سبق نمبر 2

نوٹ: کسی بھی اسم کے بارے میں عربی گرامر کے لحاظ سے مکمل طور پر معلومات حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل چار (4) باتوں کا علم ہونا چاہیے۔

1. جنس (Gender)۔زیر بحث اسم کی جنس کیا ہے۔وہ اسم مذکر ہے یا مونث ہے۔
2. عدد (Number)۔زیر بحث اسم اکیلا ہے یا اس کی تعداد زیادہ ہے (واحد ہے تثنیہ ہے یا جمع ہے)۔
3. وسعت (Capacity)۔زیر بحث اسم معرفہ (Common Noun) ہے یا اسم نکرہ (Proper Noun) ہے۔
4. اعراب/حالت (Case)۔زیر بحث اسم کی حالت کیا ہے۔

ان چار باتوں کی اہمیت کے پیش نظر ان سب کو الگ الگ چار [4] ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اسم کے متعلق معلومات نمبر 1

جنس (مذکر اور مؤنث) (Masculine & Feminine)

جنس
- اسم مذکر
  - حقیقی
  - قیاسی
  - سماعی
- اسم مؤنث
  - حقیقی
  - قیاسی
  - سماعی

مذکر حقیقی اورمونث حقیقی (Real Masculine and Real Feminine)

کچھ اسماء کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یہ اسماء مذکر ہیں یا مؤنث ہیں۔وہ اسماء جن میں نر (Male) اور مادہ (Female) کا تصور موجود ہو **مثلاً:** ماں، باپ، بہن، بھائی وغیرہ، تو پھر دنیا کی کسی بھی زبان میں ان اسماء کے مذکر یا مؤنث ہونے کا فیصلہ قواعد (Formulas) کی روشنی میں نہیں کیا جاتا بلکہ عقل (Common Sense) یہ فیصلہ کرتی ہے۔جیسے لفظ ماں کا تعلق مادہ سے ہے اس لئے یہ لفظ مؤنث ہے۔باپ کا تعلق نر سے ہے اس لئے یہ لفظ مذکر ہے۔عربی زبان میں ماں کے لئے [اُمٌّ] استعمال ہوتا ہے اور باپ کے لئے [اَبٌ] استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح [اُختٌ] بہن اور [اَخٌ] بھائی کے لیے۔اُمٌّ اس لئے مؤنث ہے کہ اس کا تعلق مادہ (Female) سے ہے۔اُمٌّ کے اسم کا مؤنث ہونا ایسی حقیقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کا دنیا کی کوئی بھی زبان انکار نہیں کرسکتی۔لہذا ماں کے لئے استعمال ہونے والا اسم دنیا کی ہر زبان میں مؤنث استعمال ہوگا۔اس لئے اس مؤنث کو مؤنث **حقیقی** (Real Feminine) کہا جاتا ہے۔ **مثلاً:** اُمٌّ[ماں]، اُختٌ[بہن]، عَمَّةٌ [پھوپھی]،بِنتٌ[لڑکی]۔

لہذا جس اسم میں نر اور مادہ یعنی جوڑے (Pair) کا تصور موجود ہو تو نر (Male) سے تعلق رکھنے والا اسم مذکر اور مادہ (Female) سے تعلق رکھنے والا اسم مؤنث ہوگا۔ ہمارے سامنے یہ چار اسماء ہیں دو کا تعلق انسانوں سے ہے اور دو کا تعلق جانوروں سے ہے۔ **اُمٌّ** [ماں] کے مقابلے میں **نر اَبٌ** [باپ] موجود ہے، **اُختٌ** [بہن] کے مقابلے میں نر **اَخٌ** [بھائی] ہے۔ **بَقَرٌ** کے مقابلے میں نر مذکر موجود ہے اسے بیل [ثَورٌ] کہتے ہیں (بَقَرٌ ہو یا بَقَرَةٌ ہو دونوں الفاظ گائے کے لئے استعمال ہوتے ہیں)۔ بھینس کو [جَامُوسٌ] اور بھینسا کو [فَحلٌ] کہتے ہیں۔ جن اسماء میں نر اور مادہ کا تصور موجود ہوتا ہے ان اسماء کے مذکر یا مؤنث ہونے کی پہچان میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ اس لیے کہ یہ **حقیقی مذکر** اور **حقیقی مؤنث** ہیں۔

مذکر قیاسی اور مؤنث قیاسی (Formal Masculine and Formal Feminine)

مؤنث قیاسی (غیر حقیقی مؤنث)

غُرفَةٌ کمرہ کو کہتے ہیں اور یہ مؤنث ہے۔ بے جان چیزوں میں نر اور مادہ کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ اسی لئے مشکل ان اسماء میں پیش آتی ہے جن میں نر اور مادہ کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ کمرہ کے مقابلے میں کوئی کمری نہیں ہے۔ دیوار کے مقابلے میں نر کے طور پر کوئی دیوارا نہیں ہے، کتاب کے لئے کتابا نہیں ہے۔ بے جان اشیاء میں ایسا کوئی تصور نہیں ہوتا پھر ان اسماء کے مذکر / مؤنث ہونے کے متعلق کیسے فیصلہ کیا جائے گا؟ یہ بات گرامر سے متعلقہ ہے۔ اردو میں کمرہ مذکر ہے اور دیوار مؤنث ہے لیکن اردو زبان والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں کہ کمرہ کس طرح مذکر اور دیوار کس طرح مؤنث ہے۔ اگر بعض لوگ اردو میں مذکر کی جگہ مؤنث اور مؤنث کی جگہ مذکر استعمال کرتے ہیں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اردو میں ان کے پاس پہچان کا کوئی فارمولا نہیں ہے۔

عربی میں مؤنث قیاسی کی پہچان

عربی زبان ترتیب دینے والوں نے ایک پہچان، ایک علامت، ایک نشانی دی ہے جس کی روشنی میں یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ وہ اسم جو نر یا مادہ سے تعلق نہیں رکھتا مذکر ہے یا مؤنث۔ عربی گرامر کے مطابق مؤنث کی واضح نشانی ہے کہ جس اسم کے آخر میں گول تا [ۃ] ہو وہ مؤنث ہوگا اور جس اسم کے آخر میں گول تا [ۃ] نہ ہو وہ مذکر ہوگا۔ لہذا **غُرفَةٌ** کو مؤنث کہیں گے اور **جِدَارٌ** کو مذکر کہیں گے۔ مذکر کے لیے عربی میں [یہ] کے معنٰی میں [هٰذَا] استعمال ہوتا ہے اور مؤنث کے لئے [هٰذِهٖ] استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ **غُرفَةٌ** مؤنث ہے اس لئے **غُرفَةٌ** کے ساتھ هٰذِهٖ استعمال ہوگا۔ لہذا [یہ کمرہ ہے] کو هٰذِهٖ غُرفَةٌ لکھیں گے۔ اگر کہنا ہو [یہ دیوار ہے] تو **هٰذَا جِدَارٌ** کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِتَابٌ [کتاب]، قَلَمٌ [قلم]، غُرْفَةٌ [کمرہ]،جِدَارٌ[دیوار]، سَاعَةٌ [گھڑی]، سَيَّارَةٌ [گاڑی]۔ان الفاظ پر غور وخوض کرنے کے بعد چند نتائج ہم خود بھی اخذ کر سکتے ہیں۔ضروری نہیں جو لفظ اردو میں مذکر استعمال ہو وہ عربی میں بھی مذکر استعمال ہو اور ضروری نہیں جو لفظ اردو میں مؤنث استعمال ہو وہ عربی میں بھی مؤنث استعمال ہو۔ **مثلاً**: غُرْفَةٌ [کمرہ]۔اردو میں'نیا کمرہ' استعمال ہوتا ہے۔اردو میں یہ مذکر ہے اور عربی میں کمرے کے لئے استعمال ہونے والا اسم غُرْفَةٌ مؤنث ہے۔عربی میں هٰذِهٖ غُرْفَةٌ کہیں گے۔کتاب کو اردو میں یہ نئی کتاب ہے کہتے ہیں۔لفظ کتاب اردو میں مؤنث ہے جبکہ عربی میں مذکر ہے۔بعض اسماء عربی میں بھی مذکر استعمال ہوتے ہیں اور اردو میں بھی مذکر استعمال ہوتے ہیں۔اسکی ایک مثال قلم ہے۔عربی میں [هٰـذَا قَـلَـمٌ]مذکر کہیں گے۔اور اردو میں [نیا قلم یا پرانا قلم]مذکر کہیں گے۔ایسی مثال کہ جو لفظ عربی میں بھی مونث ہوں اور اردو میں بھی مونث ہوں وہ۔سَاعَةٌ [گھڑی]اور سَيَّارَةٌ [گاڑی] ہیں۔یہ الفاظ اردو میں بھی مؤنث اور عربی میں بھی مؤنث ہیں۔

مذکر قیاسی

جن اسماء میں نر اور مادہ کا تصور موجود نہیں ان میں قیاس پر مذکر کا فیصلہ کیا گیا ہے۔یعنی ان کے آخر میں گول تا[ۃ] نہیں ہوتی۔

مثلاً: عربی گرامر میں مندرجہ ذیل الفاظ مذکر استعمال ہوتے ہیں اس لئے انہیں مذکر قیاسی کہتے ہیں۔

جِدَارٌ [دیوار]۔ كِتَابٌ [کتاب]۔ قَلَمٌ [قلم]۔ مَسْجِدٌ [مسجد]۔ بَيْتٌ [گھر]۔

كُرْسِيٌّ [کرسی]۔ نَهْرٌ [نہر]۔ صِرَاطٌ [راستہ]، سَبِيْلٌ [راستہ]۔

طَرِيْقٌ بھی راستہ کو کہتے ہیں۔صِرَاطٌ کسی معنوی راستے کو کہا جاتا ہے۔

[دین اسلام ایک سیدھا راستہ ہے۔یہ کوئی وجود رکھنے والی سڑک نہیں ہوتی،کوئی مادی راستہ نہیں ہوتا جو نظر آرہا ہوتا ہے کہ اس سڑک پر چلو اسلام تک پہنچ جاؤ گے بلکہ معنوی راستہ ہوتا ہے۔یہ کچھ قواعد وضوابط اور زندگی گزارنے کے طریقوں کا نام ہے۔یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ کچھ احکامات اور ضابطوں کا نام ہے۔اسی کو دین اسلام کہا گیا ہے]۔

لہذا بعض اسماء میں مذکر مؤنث کی پہچان کا تعلق عقل (Common Sense) سے ہوتا ہے اور یہ وہ الفاظ ہوتے ہیں جن میں نر اور مادہ کا تصور موجود ہوتا ہے۔اور جن الفاظ میں نر اور مادہ کا تصور(جوڑے (Pair) کا تصور) نہ ہو یعنی نر کے مقابلے میں مادہ اور مادہ کے مقابلے میں نر نہ ہو ان الفاظ کے آخر میں گول تا[ۃ] ان کے مؤنث ہونے کی پہچان ہے جبکہ مذکر کے آخر میں گول تا [ۃ] نہیں ہے۔اس فارمولے (قیاس) کی رو سے ہم بڑی آسانی سے فیصلہ کرسکتے ہیں کہ لفظ جِـدَارٌ مذکر ہے اور لفظ غُـرْفَةٌ مؤنث ہے۔ایک فارمولے ایک قیاس کی روشنی میں غُـرْفَةٌ کو مؤنث قیاسی [Formal Feminine] کہیں گے۔غُرْفَةٌ کو فارمولے کے تحت، قیاس کے تحت،ایک کلیئے قاعدے،اور ضابطے کے تحت مؤنث قرار دیا گیا ہے۔

قابل توجہ دعوت فکر {انگریزی لفظ Formula کے لئے عربی زبان میں لفظ قیاس استعمال ہوتا ہے۔ہر نشہ آور چیز حرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ ایک قاعدہ ہے۔ جو چیز اس فارمولے پر پوری اترے گی اس کو حرام کہا جائے گا۔ خواہ وہ شراب ہو، بھنگ ہو، چرس ہو، افیون ہو، ہیروئن ہو۔ فارمولے کو فقہ کی اصطلاح میں قیاس کہا جاتا ہے۔ حدیث رسول کریمؐ ہے؛ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ [ہر نشہ آور چیز حرام ہے] خواہ انگور کی شراب ہو، خواہ کھجور کی شراب ہو خواہ جو کی شراب ہو۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ہیروئن کیسے حرام ہے، کیونکہ یہ تو نبی ﷺ کے دور میں تھی ہی نہیں، اس کو تو نبی ﷺ نے حرام قرار ہی نہیں دیا۔ تو پھر قیاس کی روشنی میں ہیروئن کو حرام قرار دیا جائے گا}۔

نوٹ: گول تاء [ة] کے چند استثناء ہیں جو مذکر سماعی میں آتے ہیں۔

حروف مقطعات:۔ قرآن مجید نے عربی زبان کی کوئی نئی گرامر، کوئی نئے حروف، نئے الفاظ، نئے قواعد، نئے کلیے اور نئے ضابطے ایجاد نہیں کئے۔ جو گرامر، جو حروف اور الفاظ عرب استعمال کرتے تھے وہی استعمال کئے، تا کہ کسی کے پاس یہ عذر نہ رہے کہ ہم بھی قرآن جیسی کتاب بنا سکتے تھے مگر اس میں جو حروف، جو الفاظ، جو گرامر، جو قاعدے استعمال ہوئے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں۔ یہ عذر ختم کرنے کے لئے قرآن مجید نے وہی حروف، وہی الفاظ، وہی گرائمر، وہی قواعد استعمال کئے جو عرب استعمال کرتے تھے۔

قرآن مجید نے انتیس (29) سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات استعمال کئے ہیں، یہ باور کرانے کے لئے کہ جو حروف تم استعمال کرتے ہو وہ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ فرمایا! ان حروف کو ملا کر تم قرآن مجید جیسی ایک سورت تخلیق نہیں کر سکتے تمہارے سارے ادباء، سارے شعراء، سارے قادر الکلام، ارباب فصاحت مل کر بھی اس جیسی ایک سورت نہیں بنا سکتے ہیں تو پھر ایک انسان کا ذہن اس جیسی پوری کتاب کیسے تخلیق کر سکتا ہے؟ یہ ایک چیلنج ہے۔ ان حروف کو استعمال کر کے یا تو قرآن مجید جیسا کلام بنا کر دکھاؤ ورنہ مان لو۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقرة 2/2:2)۔ [اس کتاب (کے اللہ کی طرف سے ہونے) میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے]۔ قرآن مجید کا یہ چیلنج رہتی دنیا (قیامت) تک قرآن مجید کے مخالفین کی گردنوں پر قرض ہے۔

مذکر سماعی اور مؤنث سماعی "Heard" or "Exceptional Masculine & Feminie"

تقریباً 98 فیصد اسماء ایسے ہیں جو گول تا [ة] والے فارمولے پر پورے اترتے ہیں۔ زبان پہلے معرض وجود میں آتی ہے اس کے قواعد اور گرامر بعد میں ترتیب دی جاتی ہے۔ کچھ الفاظ کلئے قاعدے سے باہر رہ جاتے ہیں۔ **مثلاً**: ایک اسم ہے اَرْضٌ [زمین] اس لفظ کے آخر میں گول تا [ة] نہیں ہے۔ عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے دیکھا کہ قرآن مجید اس لفظ اَرْض کو مونث استعمال کر رہا ہے۔ چند سنے سنائے مونث اسماء جو قاعدے کے مطابق تو مونث نہیں ہیں لیکن ان کو عربی زبان میں مؤنث قرار دیا گیا ہے۔ عربوں سے سنا گیا کہ وہ ان اسماء کو مؤنث استعمال کرتے ہیں۔ اسلئے ایسے الفاظ جو گول تا [ة] نہ ہونے کے باوجود مونث استعمال ہوتے ہیں ان الفاظ کا نام **مونث سماعی** رکھا گیا ہے (سنے سنائے مونث الفاظ یہ چند ایک گنتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ ہیں)۔ مؤنث سماعی جو قاعدے کلیے سے باہر رہ گئے۔ سماع سننے کو کہتے ہیں [ہمارے ہاں بھی جس محفل میں قرآن اور حدیث کے علاوہ کچھ اور سنا جاتا ہے اسے محفل سماع کہتے ہیں]۔

مؤنث سماعی پہلی قسم (یہ اسماء تعداد میں سولہ 16 ہیں اور قرآن مجید میں یہ سب استعمال ہوئے ہیں)

سَمَاءٌ[آسمان]	حَرْبٌ[جنگ]	شَمْسٌ[سورج]	نَارٌ[آگ]	نَفْسٌ[person کوئی شخص]
عَصًا[لاٹھی]	سَبِيْلٌ[راستہ]	رِيْحٌ[تیز ہوا]	اَرْضٌ[زمین]	دَارٌ[گھر]	بِئْرٌ[کنواں]
دَلْوٌ[ڈول]	خَمْرٌ[شراب]	كَأْسٌ[گلاس]۔	جَهَنَّمُ[جہنم]۔	رُؤْيَا[خواب]

مونث سماعی کے 16 اسماء پر مشتمل ایک کہانی

(خط کشیدہ اسماء مؤنث سماعی ہیں)

<u>سَمَاءٌ</u> (آسمان) ہے اس پر مختلف سیّاروں اور ستاروں کی ایک <u>حَرْبٌ</u> (جنگ) ہو رہی ہے اس میں <u>شَمْسٌ</u> (سورج) سامنے آکر اپنی <u>نَارٌ</u> (آگ) برسانا شروع کر دیتا ہے وہاں پر جائزہ لینے والا ایک <u>نَفْسٌ</u> (شخص) جو رپورٹنگ (خبر رسانی) کر رہا تھا ڈر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ تیز بھاگنے کے لیے وہ اپنے <u>عَصَا</u> (لاٹھی) کا بھی سہارا لیتا ہے۔ خوش قسمتی سے اسے ایک آسان <u>سَبِيْلٌ</u> (راستہ) مل جاتا ہے۔ وہاں پر <u>رِيْحٌ</u> (تیز ہوا) اس کے موافق چل رہی تھی۔ نتیجتاً وہ رپورٹر (شخص) <u>اَرْضٌ</u> (زمین) پر پہنچ جاتا ہے وہاں وہ ایک <u>دَارٌ</u> (گھر) میں داخل ہوتا ہے۔ اسے پیاس کی شدت ہے اس نے اس گھر میں ایک <u>بِئْرٌ</u> (کنواں) دیکھا۔ وہ اس کے پاس گیا اور وہاں پڑے ہوئے ایک <u>دَلْوٌ</u> (ڈول) کو کنویں میں سے بھر کر نکالا اور اسے ایک <u>كَأْسٌ</u> (گلاس) میں انڈیل دیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ کنویں میں سے <u>خَمْرٌ</u> (شراب) نکلی ہے۔ اب انتہائی شدید پیاس اسے مجبور کر رہی ہے کہ شراب پی لینے سے ہی جان بچ سکتی ہے۔ لیکن اس کا ایمان اسے متنبہ کر رہا ہے کہ پھر <u>جَهَنَّمُ</u> (دوزخ) میں جانا پڑے گا۔ شدید کشمکش اور پریشانی نے گھیر رکھا ہے کہ اچانک اس رپورٹر کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ تو یہ اس کی <u>رُؤْيَا</u> (خواب) تھی۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ وہ حرام کھانے پینے اور اس کے نتیجے میں جہنم میں جانے سے بچ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مونث سماعی دوسری قسم

جسم کے وہ اعضاء جو تعداد میں دو(2) دو(2) ہیں وہ بھی عربی زبان میں مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔ یہ سب مونث سماعی ہیں۔

مثلاً: يَدٌ [ہاتھ]۔ کہنا ہو یہ ہاتھ ہے تو **هٰذَا يَدٌ** کے بجائے **هٰذِهٖ يَدٌ** کہیں گے۔ یہ آنکھ ہے **هٰذَا عَيْنٌ** کی بجائے **هٰذِهٖ عَيْنٌ** کہیں گے۔

عَيْنٌ [آنکھ]۔ قَدَمٌ [پاؤں]۔ رِجْلٌ [ٹانگ]۔ سَاقٌ [پنڈلی]۔ اُذُنٌ [کان]۔ خَدٌّ [رخسار]۔

مونث سماعی تیسری قسم

شہروں اور ملکوں کے نام بھی مونث سماعی ہیں۔ **مثلاً**: مَكَّةُ۔ بَاكِسْتَانُ۔ مِصْرُ۔ لَاهُوْرُ۔

مذکر سماعی

1 گول تا [ة] والے چند اسماء:۔

خَلِيْفَةُ اور عَلَّامَةٌ یہ اسماء ایسے ہیں جنکے آخر میں گول تا [ة] ہوتی ہے لیکن یہ مذکر استعمال ہوتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا مشکل اس لئے نہیں ہے کہ یہ دونوں اردو میں بھی مذکر استعمال ہوتے ہیں۔ ایسے اسماء کو مذکر سماعی کہا جاتا ہے۔

2 جسم کے اعضاء۔

(الف) وہ اعضاء جو تعداد میں ایک (1) ایک (1) ہیں وہ بھی مذکر سماعی ہیں۔ **مثلاً**: رَاْسٌ [سر]۔ اَنْفٌ [ناک]۔ بَطْنٌ [پیٹ]۔

(ب) وہ اعضاء جو دو (2) سے زیادہ تعداد میں ہیں وہ بھی مذکر سماعی ہیں۔ **مثلاً**: سِنٌّ [دانت]۔ شَعْرٌ [بال] وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثالث

اسم کے متعلق معلومات نمبر 2

سبق نمبر 3

عدد (Number)

عدد کا معنیٰ گنتی یا گننا (Counting) ہوتا ہے لیکن عربی گرامر میں عدد سے مراد اسم کے متعلق یہ جاننا ہے کہ وہ اسم واحد (Singular) ہے یا جمع (Plural) ہے۔

كِتَابٌ، قَلَمٌ اور مَسْجِدٌ یہ تینوں الفاظ ایک ایک چیز (واحد) کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ان کے مقابلے میں جمع کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ كُتُبٌ [ایک سے زیادہ کتابیں]، اَقْلَامٌ [ایک سے زیادہ قلم] اور مَسَاجِدٌ [ایک سے زیادہ مسجدیں / کئی مساجد] ہیں۔

یہیں سے اردو اور عربی گرامر کی دو اصطلاحات (Terms) واحد اور جمع (Singular and Plural) معرض وجود میں آئیں۔

تمام زبانوں میں ایک کے لئے استعمال ہونے والے لفظ کو واحد کہتے ہیں۔ایک سے زائد کے لئے استعمال ہونے والے لفظ کو جمع کہتے ہیں۔لیکن عربی زبان میں اس کے درمیان دو (2) کی تعداد کے لیے ایک اور مرحلہ (Step) ہے اسے تثنیہ (Dual) کہتے ہیں۔

لہٰذا عربی زبان میں عدد سے مراد ہے کہ وہ اسم واحد ہے یا تثنیہ ہے یا جمع ہے۔

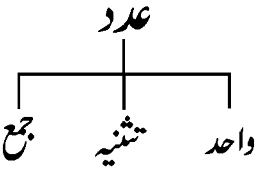

واحد (Singular)

ایسا اسم جو ایک کے لیے استعمال ہو **مثلاً**: اَلْقَلَمُ [قلم]۔ اَلْكِتَابُ [کتاب]۔ اَلسَّاعَةُ [گھڑی]۔

وغیرہ۔اَلْقَلَمُ سے پہلے [ال] کو ہٹا دیجیے تو قَلَمٌ رہ جائے گا۔اَلْكِتَابُ سے كِتَابٌ اور اَلسَّاعَةُ سے سَاعَةٌ ہو جائے گا۔واحد کو پہچاننا کوئی مشکل نہیں۔

تثنیہ (Dual)

عربی زبان کی گرامر میں واحد اور جمع کے درمیان ایک تیسرا مرحلہ (Step) بھی ہے۔

[عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے قرآن مجید کے الفاظ پر جب غور و خوض کیا تو انہیں قرآن مجید میں کئی ایسے الفاظ نظر آئے جن کے آخر میں [انِ] تھا۔هٰذَانِ. خَصْمَانِ. سَاحِرَانِ. عَبْدَانِ. صَالِحَانِ۔انہوں نے تحقیق کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ جس لفظ کے آخر میں الف نون [انِ] آ رہا ہوگا اس اسم میں دو (2) کا معنیٰ پیدا ہوگا]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس اسم میں دو کا معنیٰ پیدا ہو رہا ہو عربی گرامر کی اصطلاح میں اسکو تثنیہ کہتے ہیں اور ان اسماء کی نشانی یہ ہے کہ ان کے آخر میں [انِ] ہوتا ہے۔

تثنیہ بنانے کا طریقہ: کسی بھی واحد سے تثنیہ بنانا ہو تو طریقہ بہت آسان ہے۔ کِتَابٌ واحد ہے اس میں اگر تثنیہ کا معنیٰ پیدا کرنا ہو تو واحد کے آخر میں الف [ا] اور نون زیر [نِ] یعنی [انِ] دو حروف لگا دیتے ہیں۔ کِتَابٌ کے آخر میں [انِ] لگانے کے لئے پہلے کِتَاب کی آخری ڈبل حرکت ختم کر دیجئے (قاعدے کلیے کے مطابق الف [ا] سے پہلے زبر [ـَ] آتی ہے کیونکہ الف کی مطابقت (Coordination) ہمیشہ زبر [ـَ] کے ساتھ ہوتی ہے)۔ کِتَابٌ کے آخر سے دو پیش [ـٌ] کو ختم کر کے پھر آخر میں [ان] لگا دیجئے۔ اس طرح کِتَابٌ سے تثنیہ کِتَابَانِ بنا۔ قَلَمٌ سے قَلَمَانِ، کُرسِیٌّ سے کُرسِیَانِ۔ رَجُلٌ ایک آدمی، تو دو آدمیوں کے لئے رَجُلَانِ۔ وَلَدٌ سے وَلَدَانِ۔ سَاعَةٌ [ایک گھڑی]۔ دو گھڑیوں کے لئے سَاعَتَانِ۔ (سَاعَةٌ کا تثنیہ بنانے کے لئے سَاعَةٌ کے آخر میں [اَنِ] کا اضافہ کرنا ہے۔ لیکن جب گول تا [ۃ] کے بعد کوئی اور حرف آ رہا ہو تو پھر [ۃ] کو شوشے والی، ڈنڈے والی [تَا] میں بدل دیا جاتا ہے)۔ چنانچہ [سَاعَةَ انِ] کو سَاعَتَانِ لکھیں گے۔

جمع (Plural)

گرامر ترتیب دینے والوں کو بہت سے الفاظ ایسے نظر آئے جن کے آخر میں [وْنَ] تھا۔ مُوْمِنُوْنَ. مُسْلِمُوْنَ. کَافِرُوْنَ. صَادِقُوْنَ. کَاذِبُوْنَ. مُشْرِکُوْنَ. فَاسِقُوْنَ۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جس اسم کے آخر میں [وْنَ] ہوگا اس اسم میں جمع کا معنیٰ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا جمع (Plural) ایسا اسم جو دو سے زیادہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

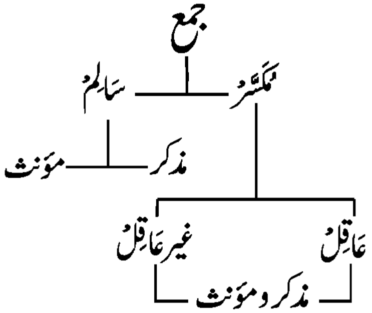

جمع کی اقسام: جمع مُکَسَّر اور جمع سالم

جمع سالم کی اقسام ❶ جمع سالم مذکر اور ❷ جمع سالم مونث۔

جمع مُکَسَّر (Broken Plural)

مکسر کا لفظی معنیٰ ہے ٹوٹا ہوا۔ جمع کا ایسا لفظ جس کا واحد ٹوٹ جائے یعنی جو اپنی اصلی شکل میں نہ رہے۔ **مثلاً:** رَجُلٌ [آدمی] سے رِجَالٌ [دو سے زیادہ آدمی] کِتَابٌ سے کُتُبٌ [کتابیں]۔ اِمْرَأَةٌ [ایک عورت] سے نِسَاءٌ [عورتیں]۔ نِسَاءٌ جمع میں واحد اِمْرَأَةٌ کا کوئی بھی حصہ نہیں رہا بلکہ علیحدہ ہی ایک لفظ بن گیا۔ جمع مکسر کی کوئی علامت (پہچان یا نشانی) نہیں ہے۔

ایک لفظ ہے کِتَابٌ اور ایک ہے کُتُبٌ۔ کِتَابٌ میں چار حروف (ک. ت. ا. ب) ہیں۔ یہ چاروں حروف اپنی جمع کُتُبٌ میں اسی ترتیب کے ساتھ بغیر کسی کی بیشی کے موجود نہیں ہیں۔ کِتَابٌ میں چار حروف ہیں اور اس کی جمع کُتُبٌ میں تین رہ گئے ایک حرف کی کمی ہوئی ہے اور واحد ٹوٹ گیا۔

کُتُبٌ جمع میں اس کا واحد کِتَابٌ ٹوٹ گیا اور اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں رہا۔ اس لئے اس جمع کو **جمع مکسر** کہیں گے۔ لفظ کَسْرٌ سے مُکَسَّرٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا۔مُکَسَّرٌ اس چیز کو کہتے ہیں جسکو توڑ دیا گیا ہو (مکسور یا مکسر ٹوٹی ہوئی چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے)۔کُتُبٌ کو جمع مکسّر کہیں گے اسلئے کہ اسکا واحد توڑ دیا گیا ہے کیونکہ وہ اپنی صحیح سالم شکل میں محفوظ نہیں رہا۔کِتَابٌ کے الف [ا] کو توڑ کر پھینکا تب جا کر جمع کُتُبٌ بنی تھی۔کسی کرسی کے چار پائے ہوں ایک کو توڑ دیں تو وہ کرسی صحیح سالم کرسی تو نہیں کہلائے گی۔اس کرسی کو کہیں گے کہ وہ کرسی ٹوٹی ہوئی ہے۔اس طرح جس جمع کے واحد کا ایک بھی حرف توڑ دیں اس جمع کو جمع مُکَسَّر کہیں گے۔ابھی شروع میں جمع مکسر کے مقابلے میں مُؤمِنٌ سے جمع سالم مُؤ مِنُوْنَ بنائی تھی۔لہٰذا جس جمع کے آخر میں نہ [ـُوْنَ] ہو اور نہ [اِن] ہو وہ لازماً جمع مکسر ہوگی **مثلاً**: کُتُبٌ،اَقْلَامٌ وغیرہ۔

جمع سالم (Sound Plural)

مُـؤ مِنُوْنَ ایک لفظ ہے۔یہ دو سے زیادہ کے لئے استعمال ہوتا۔ایک مومن (جو اللہ کی ذات پر اور اسکے احکامات اور ضابطوں کی حقانیت اور صداقت پر ایمان رکھتا ہو) کے لئے لفظ مُـؤمِـنٌ استعمال ہوتا ہے۔دو ہوں تو پھر مُـؤمِـنَـانِ کہیں گے۔دو سے زائد ہوں تو خواہ وہ تین ہوں خواہ تین کروڑ ہوں تین ارب ہوں دو سے زیادہ مومنوں کیلئے لفظ مُؤمِنُوْنَ استعمال ہوگا۔لیکن مُؤمِنُوْنَ کا واحد مُؤمِنٌ ہے۔مُؤمِنٌ میں (م و م ن) چار حروف بنتے ہیں۔یہ چاروں حروف اسی ترتیب کے ساتھ اپنی جمع مُـؤ مِـنُـوْنَ میں موجود ہیں شروع میں [م] ہے واحد میں بھی جمع میں بھی پھر [واؤ] دونوں میں موجود ہے پھر [م] ہے پھر [ن] ہے۔اس کے آگے جو [ـُوْنَ] وہ جمع میں اضافی ہے۔لیکن واحد کے چار حروف (م و م ن) جوں کے توں اپنی جمع مُـؤمِـنُـوْنَ میں بھی موجود ہیں۔اس جمع کو **جمع سالم** کہیں گے۔

مکسّر کی ضد سالم (Opposite) ہے۔مُـؤمِـنٌ کی جمع بنانے کے لئے [وْنَ] لگائیں گے جس کا ردہم (Rythem) اُونَ بنتا ہے۔[وْنَ] کا اضافہ کر دیجئے (مُؤمِنٌ +ونَ) مُـؤمِنُوْنَ بن جائے گا۔صَـابِرٌ کی جمع صَـابِرُوْنَ۔مُشْرِكٌ کی جمع مُشْرِكُوْنَ۔صَادِقٌ [سچ بولنے والا] اور اگر سچ بولنے والے جمع ہوں تو انھیں صَادِقُوْنَ کہیں گے۔

اسم ذات اور اسم صفت کی جمع میں فرق

اسم ذات وہ اسم جس سے ذہن میں کسی چیز کی تصویر نمودار ہو۔**مثلاً**: **کتاب** کاغذ کی بنی ہوئی ایک تصویر ذہن میں آ گئی۔**قلم** کی ایک شکل ذہن میں نمودار ہوئی۔**مسجد** اینٹوں سے بنی ہوئی ایک مقدس عمارت کی تصویر ذہن میں ابھر آئی: کتاب، **قلم** اور **مسجد** کو اگر عربی زبان کے تلفظ میں ادا کریں تو **کِتَابٌ، قَلَمٌ** اور **مَسْجِدٌ** کہیں گے ان تمام اسماء کا تعلق اسم ذات سے ہے۔

اسم صفت جس اسم کو سن کر کسی اچھائی کا یا کسی برائی کا پتہ چلے۔صَادِقٌ [سچ بولنے والا]۔کَاذِبٌ [جھوٹ بولنے والا]۔مُؤمِنٌ [اللہ کی ذات اور اسکے احکامات اور ضابطوں پر ایمان لانے والا]۔کَافِرٌ [انکار کرنے والا]۔مُسْلِمٌ [اللہ کا فرمانبردار] مُشْرِكٌ [اللہ کی ذات یا اسکے اختیارات میں کسی اور کو شریک کرنے والا]۔یہ الفاظ یا تو اچھائیوں کو بیان کر رہے ہیں یا برائیوں کو بیان کر رہے ہیں۔ایسے اسماء کو اسم صفت کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِتَابٌ اسم ذات ہے اسکی جمع كِتَابُوْنَ غلط ہے قَلَمٌ اسم ذات ہے اسکی جمع قَلَمُوْنَ غلط ہے۔ مَسْجِدٌ اسم ذات ہے ایک ڈھانچے کا ایک وجود کا نام ہے اسکی جمع مَسْجِدُوْنَ غلط ہے۔

مُسْلِمٌ اسم صفت ہے، اللہ کا فرمانبردار یہ ایک اچھائی کو بیان کرنے والا اسم ہے۔ **كَافِرٌ** کائنات کی سب سے بڑی برائی ہے۔ كَافِرٌ اسم صفت ہے۔ برائی کو بیان کرنے والا اسم ہے اس قسم کے اسموں کی جمع [ـُ وْنَ] کے ساتھ استعمال ہوگی۔ مُسْلِمٌ کی جمع مُسْلِمُوْنَ۔ كَافِرٌ کی جمع كَافِرُوْنَ صَادِقٌ کی جمع صَادِقُوْنَ۔ كَاذِبٌ کی جمع كَاذِبُوْنَ۔ لہذا [ـُ وْنَ] صرف اسم صفت واحد مذکر کو اسم صفت جمع مذکر سالم میں تبدیل کرتا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا : ⓘ **اسم صفت** مذکر کی جمع، جمع سالم قاعدے کے مطابق [ـُ وْنَ] کے ساتھ آتی ہے اور

ⓘⓘ **اسم ذات** کی جمع، **جمع مکسر** ہوتی ہے جس کا کوئی قاعدہ نہیں ہوتا۔

جمع سالم مذکر

وہ جمع مذکر جس میں اس کا واحد صحیح سالم رہے۔ (جمع سالم مذکر اسم صفت کی جمع ہوتی ہے)

قرآن مجید میں مُؤْمِنُوْنَ بھی آیا ہے اور مُؤْمِنِيْنَ بھی آیا ہے۔ كَافِرُوْنَ بھی آیا ہے اور كَافِرِيْنَ بھی آیا ہے۔ مُشْرِكُوْنَ بھی آیا ہے اور مُشْرِكِيْنَ بھی آیا ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ.. (التوبة:28/9) اور۔ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.. (النحل:123/16) جس اسم کے آخر میں [نَ] ہو وہ اسم جمع ہوگا اور اس جمع کو جمع سالم کہیں گے۔ وہ جمع مؤنث کی نہیں بلکہ مذکر کی ہوگی۔ مُؤْمِنُوْنَ کا معنٰی ایمان لانے والے مرد ہوگا۔ تو اسکا پورا نام [جمع سالم مذکر] ہوگا۔ لہذا [نَ] جمع سالم مذکر کی پہچان ہے۔ ایمان لانے والیوں کے لئے جو لفظ استعمال ہوگا وہ آگے پڑھیں گے۔ صَالِحُوْنَ نیک لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مُؤْمِنُوْنَ جمع ہے اسکا واحد معلوم کرنے کا طریقہ بہت آسان ہے آخر میں جو دو حروف [وْ نَ] ہیں ان کو ہٹا دیجئے باقی جو اسم ہوگا اسکو مُؤْمِنُوْنَ کا واحد کہیں گے۔ [وْنَ] کو ہٹانے کے بعد مُؤْمِنُ باقی بچے گا۔ اسم کے شروع میں [ال] نہ ہو تو پھر آخر میں ڈبل حرکت [ـٌ] آتی ہے اسلئے مُؤْمِنُ کو ڈبل حرکت [ـٌ] لگا کر مُؤْمِنٌ پڑھیں گے۔ جب مُؤْمِنُوْنَ کا واحد مُؤْمِنٌ ہے تو مُشْرِكُوْنَ کا واحد مُشْرِكٌ ہو گا۔ صَالِحُوْنَ نیک لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کا واحد صَالِحٌ ہوگا۔ كَاذِبُوْنَ جھوٹوں کے لئے استعمال ہوتا ہے واحد كَاذِبٌ ہوگا۔

جمع سالم مذکر کی نشانی :۔ جمع سالم مذکر اسماء کے آخر میں [نَ] آتا ہے۔

[مُسْلِمُوْنَ. مُسْلِمِيْنَ] [صَادِقُوْنَ. صَادِقِيْنَ] [كَاذِبُوْنَ. كَاذِبِيْنَ]

[مُشْرِكُوْنَ. مُشْرِكِيْنَ] [فَاسِقُوْنَ. فَاسِقِيْنَ] [مُؤْمِنُوْنَ. مُؤْمِنِيْنَ] وغیرہ۔

جمع سالم مونث (گول تا [ة] والی مؤنث کی جمع)

جس اسم کے آخر میں گول تا [ة] ہو وہ اسم واحد مؤنث [Singular Feminie] کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ واحد مذکر مُسْلِمٌ کی مؤنث مُسْلِمَةٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کَافِرٌ کی مؤنث کَافِرَۃٌ ہوگی۔ عَابِدٌ کا مطلب ہے عبادت کرنے والا، عبادت کرنے والی کو عَابِدَۃٌ کہیں گے۔ مُشْرِکٌ کی مؤنث مُشْرِکَۃٌ اور اگر شرک کرنے والی عورتیں دو ہوں تو انکے لئے لفظ استعمال ہوگا مُشْرِکَتَانِ۔

گول تا (ۃ) والی مونث کی جمع بنانے کا طریقہ

واحد کے آخر میں گول تاء (ۃ) کو ہٹا کر الف اور لمبی تاء (ات) کا اضافہ کر دیں۔ اس قاعدے کی مشق / اجراء (Application) ایک لفظ پر کرتے ہیں۔

مُسْلِمٌ واحد مذکر کے لئے جمع مُسْلِمُوْنَ ہے اور واحد مؤنث مُسْلِمَۃٌ کی جمع مُسْلِمَاتٌ ہوگی۔ اگر ایک (واحد) مرد مومن کو مُؤْمِنٌ کہتے ہیں تو زیادہ مردوں (جمع) کو مُؤْمِنُوْنَ کہیں گے اور زیادہ عورتوں (جمع) کے لئے لفظ مُؤْمِنَاتٌ استعمال ہوگا۔ صَادِقٌ واحد ہے جبکہ زیادہ مردوں کو صَادِقُوْنَ اور زیادہ عورتوں کے لئے صَادِقَاتٌ کہیں گے۔ مردوں کے لئے لفظ مُشْرِکُوْنَ ہو تو عورتوں کے لئے لفظ مُشْرِکَاتٌ ہوگا۔

پہلا لفظ مُشْرِکٌ جو بنیاد (Origin) ہے۔ اس ایک لفظ سے مذکر اور مؤنث کے واحد تثنیہ اور جمع کی چھ (6) شکلیں بناتے ہیں۔

مُشْرِکٌ مُشْرِکَانِ مُشْرِکُوْنَ مُشْرِکَۃٌ مُشْرِکَتَانِ مُشْرِکَاتٌ

جمع سالم مونث کی نشانی: جمع سالم مونث کے آخر میں الف اور لمبی تاء [ات] آتی ہے جسکی ادائیگی [ـَاتٌ] ہے۔

جیسے: مُسْلِمَاتٌ، مُؤْمِنَاتٌ، فَاسِقَاتٌ، کَافِرَاتٌ، صَادِقَاتٌ۔ لہذا [ـُوْنَ] جمع سالم مذکر اور [ـَاتٌ] جمع سالم مونث کی نشانی ہے۔

ایک لفظ کی چھ 6 اشکال اور ان کا ترجمہ

مذکر اور مونث کے واحد تثنیہ اور جمع بناتے ہوئے ایک ہی لفظ کی چھ شکلیں بنتی ہیں۔ ان چھ شکلوں میں ہر ایک کا الگ الگ معنیٰ ہوتا ہے۔

1. **واحد مذکر:** صَادِقٌ "سچا" ایک مرد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عربی گرامر کی اصطلاح میں واحد مذکر کہیں گے۔
2. **تثنیہ مذکر:** دو سچ بولنے والے مذکر ہوں تو صَادِقٌ میں دو کا معنیٰ [انِ] لگا کر پیدا کریں گے، جسکی ادائیگی (تلفظ) صَادِقَانِ ہوگی۔
3. **جمع مذکر:** دو سے زیادہ مذکر ہوں اور سب ہی سچے ہوں تو انکے لئے لفظ صَادِقُوْنَ استعمال ہوگا۔
4. **واحد مونث:** ایک سچ بولنے والی (واحد مونث) کو صَادِقَۃٌ کہیں گے [ایک سچی عورت]۔
5. **تثنیہ مونث:** دو عورتیں سچی ہوں ان کو صَادِقَتَانِ کہیں گے۔
6. **جمع مونث:** اگر صَادِقٌ کی جمع صَادِقُوْنَ ہو سکتی ہے تو واحد مؤنث صَادِقَۃٌ کی جمع مونث صَادِقَتُوْنَ کیوں نہیں ہو سکتی۔ جمع مونث صَادِقُتُوْنَ کہنا غلط ہے۔ جس اسم کے آخر میں [نَ] ہو وہ اسم مذکر کی جمع کی پکی نشانی ہے۔ عربوں نے کہا کہ سچ بولنے والیوں کو صَادِقَتُوْنَ نہ کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے بلکہ انکے لئے کوئی الگ لفظ استعمال کیا جائے۔ چنانچہ قاعدہ یہ بنا کہ دو سے زیادہ عورتوں کے لئے [و نَ] کی بجائے (ـَاتٌ)] استعمال کیا جائے۔ لہذا صَادِقُوْنَ اور صَادِقَاتٌ میں فرق یہ ہے کہ دونوں ہی جمع ہیں لیکن صَادِقُوْنَ مذکر کی جمع ہے اور صَادِقَاتٌ مؤنث کی جمع ہے۔

صَادِقٌ [سچ بولنے والا]۔ یہ لفظ اچھائی کو بیان کررہا ہے اسکے مقابلے میں ایک لفظ کَاذِبٌ استعمال ہوتا ہے۔

کَاذِبٌ یہ اسم برائی کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور جو بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا ہو اس کو کَذّابٌ کہتے ہیں۔ جو بڑے سے بڑا جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتا جیسے مُسَیلِمَہ کَذَّاب۔ اسم صفت کی جمع بنانے کا طریقہ بہت آسان ہے اسکے آخر میں [و نَ] لگا دیا جاتا ہے جسکی ادائیگی ہے [ـُوْنَ]۔ چنانچہ کَاذِبٌ کی جمع کَاذِبُوْنَ [دو سے زیادہ جھوٹ بولنے والے]۔ اسی طرح کَاذِبَۃٌ سے دو کے لیے کَاذِبَتَانِ بنا۔ اور جب دو سے زیادہ عورتیں ہوں اور سب جھوٹ بول رہی ہوں تو کَاذِبَاتٌ کہیں گے۔

مؤنث کی جمع بنانے کا طریقہ: پہلا اسم مذکر واحد ہوتا ہے اس کو اصل بنیادی (Origin) لفظ قرار دیتے ہیں۔ اسکے آخر میں [الف اور لمبی تاء) (ات)] لگا دیتے ہیں۔

مُشْرِکُوْنَ شرک کرنے والے اور مُشْرِکَاتٌ شرک کرنے والیاں۔ فَاسِقُوْنَ اللہ کی حدوں کو توڑنے والے اور فَاسِقَاتٌ اللہ کی حدوں کو توڑنے والیاں۔ جھوٹ بولنے والے کو کَاذِبُوْنَ اور جھوٹ بولنے والیوں کو کَاذِبَاتٌ کہیں گے۔

تثنیہ کی مثالیں

اَلرَّجُلَانِ: دو مرد اَلْاِمْرَاتَانِ: دو عورتیں اَلْوَلَدَانِ: دو لڑکے اَلْبِنْتَانِ: دو لڑکیاں

مُشْرِکَانِ: دو شرک کرنے والے اَلسَّاجِدَانِ: دو سجدہ کرنے والے (مرد) اَلزَّوْجَانِ: دو جوڑے

اَلنَّبِیَّانِ: (واحد اَلنَّبِیُّ خبر دینے والا)۔ نَبِیٌّ سے پہلے ال [الف لام] لگا تو اَلنَّبِیُّ بن گیا۔ (اللہ رب العزت کی طرف سے جو پیغامات اس ہستی پر نازل ہوتے ہیں وہ ہستی ان پیغامات کی لوگوں کو خبر دیتی ہے)۔ [اللہ کی طرف سے دو (نبی) پیغام دینے والے]۔

عَیْنَانِ: دو آنکھیں یا دو چشمے (عَیْنٌ کا تثنیہ ہے عَیْنَانِ) عَیْنٌ آنکھ کے لئے اور پانی کے چشمے دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وجہ مناسبت گہرائی وغیرہ ہے کیونکہ آنکھ بھی گہری ہوتی ہے اور چشمہ بھی۔ قرآن پاک میں ہے فِیْهِمَا عَیْنَانِ نَضَّاخَتَانِ (الرَّحمٰن: 66/55)۔ جنت میں دو بڑے خوبصورت چشمے ہیں جن سے تیز پانی نکل رہا ہے۔ ابلتے ہوئے جوش مارتے ہوئے۔ ان دو چشموں کا اللہ رب العزت نے خصوصی ذکر کیا ہے جو جنتیوں کی کوئی اہم تفریحی اجتماع گاہ / پکنک پوائنٹ (Picnic Point) ہوگا۔ یہ کوئی بہت خوبصورت اور دلکش دو چشمے ہوں گے اس لئے اللہ رب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت نے انکا علیحدہ سے ذکر کیا؛ کہ جنت کے کیا کہنے اس میں تو بڑے دلفریب نظارے ہیں اور دوا بلتے ہوئے چشمے بھی ہیں۔

لشَّفَتَانِ: دو ہونٹ قرآن کریم میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے (واحد۔ اَلشَّفَةُ ایک ہونٹ) **اَلسَّاحِرَانِ** : دو جادوگر (واحد۔اَلسَّاحِرُ)

لْمَلَكَانِ: دو فرشتے (اَلْمَلِکُ: لام (ل) کے نیچے زیر (ِ) ہو تو اسکا معنٰی بادشاہ، حکمران، صاحبِ اقتدار و اختیار ہوتا ہے۔ **اَلْمَلَکُ** لام (ل) کے اوپر زبر (َ) ہو تو اسکا معنٰی ہوتا ہے ایک فرشتہ) اَلْمَلَكَانِ دو فرشتے۔

لْمَلِكَانِ: دو بادشاہ۔ اَلْمَلِکُ (ایک بادشاہ)

بُرْهَانَانِ: دو دلیلیں (بُرْهَانٌ ایک واضح روشن دلیل کو کہتے ہیں) اللہ رب العزت نے موسیٰ کو ید بیضاء (چمکدار ہاتھ) اور ایک عصا کے دو معجزے دیئے۔ لاٹھی کو پھینکا تو سانپ بن گئی۔ دونوں معجزات عطا کر کے کہا! **ذَانِکَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَّبِّکَ**.. (القصص:32/28). [یہ دو واضح دلیلیں ہیں تیرے رب کی جانب سے]۔ یہ دو دلیلیں لے کر جاؤ یہ دو معجزے لے کر جاؤ اور فرعون کو دعوت دو۔

جمع مکسر کی مثالیں

اَلرُّسُلُ: اَلرَّسُوْلُ واحد ہے۔ رَسُوْلٌ کا لفظ رِسَالَةٌ سے ہے (پیغام [Message])۔ اَلرُّسُلُ (The Messengers): [اللہ کے رسول (اللہ کے پیغامات انسانوں کو پہنچانے والے)]۔

اَلْاَنْبِیَاءُ : کا واحد اَلنَّبِیُّ ہے۔ نَبِی سے پہلے ال لگانے سے اَلنَّبِیُّ پڑھیں گے۔ لام (ل) کی آواز نہیں آئے گی کیونکہ شد [ّ] موجود ہے۔]

اَلْفُقَرَاءُ: کا واحد اَلْفَقِیْرُ ہے۔ **اَلْمَسَاجِدُ**: کا واحد اَلْمَسْجِدُ ہے۔

اَنْهَارٌ: کا واحد نَهْرٌ ہے۔ **اَبْوَابٌ**: دروازوں کو کہتے ہیں۔ ایک دروازے کو بَابٌ اور دو دروازوں کو بَابَانِ کہیں گے۔

اَشْهُرٌ: اسکا واحد شَهْرٌ (مہینہ) ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ (البقرۃ:185/2)۔ [رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا]۔ عربی میں شہر (City) کے لئے مَدِیْنَةٌ یا بَلَدٌ استعمال ہوتا ہے۔

عِبَادٌ: (بندے) کا واحد عَبْدٌ ہے۔ **اَلْاَیَّامُ**: اسکا واحد اَلْیَوْمُ (دن) ہے۔ **اَلْاَمْوَالُ**: کا واحد اَلْمَالُ ہے۔

اَلْاَنْفُسُ: واحد اَلنَّفْسُ ہے۔ نَفْسٌ کی جمع اَنْفُسٌ ہے۔ پہلے ال لگائیں تو اَلْاَنْفُسُ ہو جائے گا۔ ڈبل حرکت ختم ہو جائے گی ایک پیش باقی رہے گا۔

مَلَائِکَةٌ: کسی جمع کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ وہ مذکر ہے یا مونث، جمع سے نہیں بلکہ اسکے واحد سے کیا جاتا ہے خواہ اسکے آخر میں گول تا (ۃ) ہو۔ جس جمع کا واحد مذکر ہو وہ جمع بھی مذکر ہو گی اور جس جمع کا واحد مؤنث ہو وہ جمع بھی مؤنث ہو گی۔ اب مَلَائِکَةٌ بظاہر تو مونث دکھائی دے رہا ہے لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ اسکا واحد مَلَکٌ مذکر ہے اسلئے یہ اسم بھی مذکر استعمال ہوگا۔ مَلَائِکَۃُ (فرشتے) جمع اور مَلَکٌ (فرشتہ) واحد ہے۔

قُلُوْبٌ: (دل) جمع ہے اور واحد قَلْبٌ ہے۔ **اَعْیُنٌ**: (آنکھیں): واحد عَیْنٌ ہے۔ **اَلْاَوْلَادُ**: (لڑکے): واحد اَلْوَلَدُ ہے۔

اَلْسِنَۃٌ: (زبانیں) جمع ہے اور اس کا واحد لِسَانٌ ہے۔ (یہاں ایک مغالطہ ہے کہ شاید اَلْسِنَۃٌ کا [ال] وہ ہو جو معرفہ بنانے کے لئے بعد میں لگایا جاتا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ یہ وہ والا [ال] نہیں یہ اس کا ذاتی (Personal) [ال] ہے اس لئے اس کے آخر میں ڈبل حرکت آرہی ہے۔ زبان جو بطور عضو (Tongue) بھی ستعمال کی جاتی ہے اور جو بطور بولی (Language) بھی استعمال ہوتی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں ایک "شُعْبَۃُ عُلُوْمِ الْاَلْسِنَۃِ الشَّرْقِیَۃِ" ہے۔ اَلْسِنَۃُ الشَّرْقِیَۃُ: شرقی (مشرقی) زبانیں (Oriental languages) عربی، اردو، فارسی، سندھی، پشتو، پنجابی، ہندی وغیرہ۔

جمع سالم مذکر کی مثالیں : ایسی جمع جس کے آخر میں [و ن] ہو۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ: مومن لوگ (اللہ پاک کی ذات، اسکے احکامات، اسکی صفات اور اسکے اختیارات پر ایمان لانے والے) اَلْمُؤْمِنُوْنَ کا واحد اَلْمُؤْمِنُ ہے ایسی جمع جسکے آخر میں واؤ اور نون [وْ نَ] ہو۔ اس کا واحد معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب [وْ نَ] کو اس کے آخر سے ہٹا دیں گے تو جو لفظ باقی بچے گا وہ اس جمع کا **واحد** ہوگا۔

اَلْجَاهِلُوْنَ [سب بے خبر اشخاص]۔ اس کے آخر سے [وْ نَ] کو ہٹا دیں باقی بچا **اَلْجَاهِلُ**۔ [ایک بے خبر شخص]۔

خَالِدُوْنَ: [ہمیشہ رہنے والے]۔ [وْ نَ] کو ہٹا دیں باقی بچا **خَالِدُ** اس پر ڈبل پیش لگا دیں۔ تو خَالِدٌ بنا جو **واحد** ہے۔

مُشْرِکُوْنَ : [مشرک لوگ] [وْ نَ] کو ہٹا دیں پیچھے بچا **مُشْرِکُ** اس پر ڈبل پیش [ٌ] لگا دیں تو اس کا واحد بنا مُشْرِکٌ۔

اَلصَّالِحُوْنَ: [نیک لوگ]۔ **اَلْعَامِلُوْنَ**: [عمل کرنے والے]۔ **اَلصَّادِقُوْنَ** : [سچ بولنے والے]۔

خَاشِعُوْنَ : [دب جانے والے] اللہ کے احکامات کے مقابلے میں سینہ تان کر نہ کھڑے ہونے والے بلکہ اس کی ہیبت کے سامنے دب جانے / سرخم کر دینے والے۔

مُعْرِضُوْنَ: [اعراض کرنے والے] بے رخی برتنے والے۔ بے توجہی سے کام لینے والے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے: **اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ** (الانبیاء:1/21) [لوگوں کا حساب انکے سروں پر آچکا ہے اور وہ غفلت میں (اللہ پاک کے احکامات سے) بے توجہی برت رہے ہیں]۔

حَافِظُوْنَ : [حفاظت کرنے والے]۔ **صَابِرُوْنَ** : [صبر کرنے والے]۔ **صَائِمُوْنَ** : روزہ دار [روزہ رکھنے والے]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُخْلِصُوْنَ: [خالص کرنے والے] قرآن مجید کی اصطلاح میں اپنا ہر کام اللہ کو خوش کرنے کے لئے کرنے والے۔ اپنی نیتوں کو اللہ کے تقرب کے حصول کے لئے خالص کرنے والے۔

رَاجِعُوْنَ: [واپس پلٹنے والے]۔ قرآن مجید میں ہے کہ کسی کو کوئی مصیبت کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ کہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.. (البقرة:156/2)۔ اِنَّا لِلّٰهِ [ہم تو ہیں ہی اللہ کے لئے] یعنی اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اللہ پاک کے غلام ہیں۔ ہم اپنا آپ اللہ کے حوالے کر چکے ہیں ہماری کیا مجال کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کسی بھی فیصلے پر شکوہ شکایت کریں۔ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ [ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں] جو مصیبت اور پریشانی لاحق ہوئی ہے اللہ رب العزت ہمیں اس کا صلہ دے گا اسکے صلے سے ہمیں محروم نہیں رکھے گا۔ قرآن مجید میں ہے جو شخص کسی مصیبت یا پریشانی لاحق ہونے پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہتا ہے تو جواباً اللہ رب العزت فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ.. (البقرة:157/2)۔ [یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی عنایات ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں] پھر اللہ تعالیٰ بھی انہیں بے سہارا نہیں رہنے دیتا اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی عنایتوں کی برکھا ان پر برستی ہے۔ یہ تصور کرتے ہوئے کہا جائے کہ ہم تو اپنا آپ اللہ کے حوالے کر چکے ہیں جو اسنے فیصلہ کیا ہے وہ ٹھیک ہی کیا ہوگا۔

اَلْمُفْلِحُوْنَ: [فلاح پانے والے] کامیابی وکامرانی حاصل کرنے والے۔

تَآئِبُوْنَ: (تَآئِبٌ کی جمع) [توبہ کرنے والے] اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرنی سرزد ہوجانے پر ندامت وشرمندگی کا اظہار کرنا۔ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا اور اللہ پاک کے سامنے ہاتھ پھیلا دینا اس عمل کو قرآن پاک وحدیث مبارک کی اصطلاح میں توبہ کہتے ہیں تو ایسا کرنیوالے کو تَآئِبٌ کہیں گے۔ حدیث مبارک کے الفاظ ہیں کُلُّ بَنِی آدَمَ خَطَّاءٌ۔ [آدم کا ہر بیٹا خطا کار ہے]۔ ہر ایک سے غلطی سرزد ہوجاتی ہے۔ لیکن بہترین خطا کار یعنی بہترین غلطی کرنے والے تَائِبُوْنَ ہیں۔ یعنی جو اپنی غلطی پر اڑے نہ رہیں فوراً ندامت وشرمندگی کا اظہار کرکے اللہ کی طرف پلٹ آئیں۔

کَاذِبُوْنَ: [جھوٹ بولنے والے]۔ **سَيِّئُوْنَ:** [برائی کا ارتکاب کرنے والے] (سَيِّئٌ واحد) برا شخص، برائی کا ارتکاب کرنے والا۔

اَلْمُنَافِقُوْنَ: منافق (جن کا ظاہر کچھ اور ہو باطن کچھ اور) ظاہر میں وہ اسلام کی محبت کے دعوے کرتے ہوں لیکن باطن میں وہ قرآن کے/اسلام کے لائے ہوئے نظام کے مخالف ہوں۔

جمع سالم مؤنث کی مثالیں:۔ (ایسی جمع جس کے آخر میں الف اور لمبی تاء [ات] ہو)

مُسْلِمَاتٌ: [مسلمان عورتیں] (اللہ کی فرمانبردار اسکے احکامات وصفات کو ماننے والی عورتیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلذَّاکِرَاتُ: [ذکر کرنے والی عورتیں] **اَلصَّابِرَاتُ**: [صبر کرنے والی عورتیں]

اَلصَّادِقَاتُ: [سچ بولنے والی عورتیں] **تَائِبَاتٌ**: [توبہ کرنے والی عورتیں]

حَامِدَاتٌ: [حمد وثناء بیان کرنے والی عورتیں] (جب کسی شخص کو کوئی خوشی ملتی ہے، کوئی نعمت میسر آتی ہے، خواہ وہ مال ودولت کی فراوانی ہو یا عزت و شہرت ہو، ملازمت ہو، اقتدار واختیار کی نعمت ہو تو اسکے دل میں تشکر کا، ممنونیت کا ایک احساس پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں اس جذبے کے اظہار کو **حَمْدٌ** کہا جاتا ہے اور قرآن پاک کہتا ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** یعنی کسی نعمت کے میسر آجانے، کوئی خوشی مل جانے پر تمہارے دلوں میں پیدا ہونے والا (تشکر وممنونیت کا جذبہ خالص اللہ کے لئے) ہونا چاہیے۔

صَائِمَاتٌ: [روزہ دار عورتیں] **اَلْحٰفِظٰتُ**: [حفاظت کرنے والی عورتیں] **عَابِدَاتٌ**: [عبادت کرنے والی عورتیں]۔

عورتوں کے علاوہ مؤنث اشیاء کے لئے استعمال ہونے والے اسماء۔

اَلدَّرَجَاتُ: [درجات] رتبے، مرتبے (Classes / Positions) جس طرح دنیا میں زیادہ مال ودولت والے کا رتبہ (Status) بلند سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آخرت میں بھی جسکے پاس جتنی زیادہ نیکیاں ہوں گی جنت میں اتنی ہی زیادہ اس کی حیثیت ہوگی۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کے درجات بلند فرمائے یعنی اللہ پاک کے پاس جو اسکا مقام ومرتبہ ہے اس میں اللہ پاک اضافہ فرمائے۔

کَلِمَاتٌ: بامعنی الفاظ **اَمَانَاتٌ**: امانتیں **اَلسَّمٰوٰتُ**: آسمان (جمع)

اَلصَّدَقَاتُ: [صدقات] (صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے اس کی راہ میں جو مال صدق دل سے دیا جائے جسکا مقصد کوئی معاوضہ یا بدلہ لینا نہ ہو۔

نوٹ ❶ بعض اسماء کی جمع بیک وقت سالم بھی ہوتی ہے اور مکسر بھی ہوتی ہے۔ **مثلاً**: نَبِيٌّ کی جمع نَبِیُّوْنَ بھی ہے اور اَنْبِیَآءُ بھی۔

نوٹ ❷ جس جمع کا واحد مذکر ہو وہ جمع بھی مذکر استعمال ہوتی ہے۔ خواہ اسکے آخر میں گول تا (ۃ) ہو۔

مثلاً: **مَلَائِكَةُ** یہ اسم جمع ہے کسی جمع کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث۔ جمع سے نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے واحد سے کیا جاتا ہے۔ تو جس جمع کا واحد مذکر ہو وہ جمع بھی **جمع مذکر** ہوگی۔ **مَلَائِكَةُ** بظاہر تو مونث دکھائی دے رہا ہے لیکن چونکہ اسکا واحد مذکر ہے اس لئے یہ اسم بھی مذکر استعمال ہوگا **مَلَائِكَةُ** جمع ہے اور **مَلَكٌ** (فرشتہ) واحد ہے۔ اسی طرح جس جمع کا واحد مؤنث ہو وہ جمع بھی **جمع مؤنث** ہوگی۔ جیسے **حَدَآئِقُ** کے آخر میں گول [ۃ] نہیں ہے لیکن یہ مؤنث ہے کیونکہ اس کا واحد **حَدِيْقَةٌ** [باغ] گول [ۃ] کے ساتھ مؤنث ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الرابع — اسم کے متعلق معلومات نمبر 3 — سبق نمبر 4

وُسعت (Capacity)

تعریف: کسی اسم کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ وہ عام اسم [اسم نکرہ] ہے یا خاص اسم/پہچان والا اسم [اسم معرفہ] ہے وسعت کہلاتا ہے۔

دنیا کی تمام زبانوں میں کچھ الفاظ کا دائرہ بڑا وسیع ہوتا ہے اور کچھ کا دائرہ بڑا محدود ہوتا ہے۔ **مثلاً**: آدمی کیلئے عربی زبان میں رَجُلٌ استعمال ہوتا ہے۔اس لفظ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔یعنی دنیا کے اربوں افراد اس دائرے میں سما سکتے ہیں۔ جو بھی آدمی ہے خواہ وہ مسلمان، کافر، چھوٹا، بڑا، امیر، غریب، پاکستان کا ہے سعودیہ کا ہے سب کے لئے لفظ رَجُلٌ استعمال ہوگا اور یہ عام اسم اسم نکرہ کہلائے گا۔ جس اسم کا دائرہ بہت وسیع ہو اس کو عربی گرامر اور اردو زبان کی اصطلاح میں اسم نکرہ کہا جاتا ہے۔

فیصل بھی ایک لفظ ہے ایک اسم ہے اسکا دائرہ بہت محدود ہے ہم میں سے ہر شخص رَجُلٌ تو ہے لیکن فیصل نہیں ہے۔ فیصل اسی کو کہا جا سکے گا جسکا ذاتی نام فیصل ہوگا۔اسلئے جس کا اسم دائرہ محدود ہو اسکو عربی گرامر اور اردو زبان کی اصطلاح میں اسم معرفہ کہا جاتا ہے۔

اسم معرفہ (Definite / Proper Noun) اور اسم نکرہ (Common Noun)

معرفہ اور نکرہ میں فرق

معرفہ کا معنیٰ پہچان ہے اور نکرہ کا معنیٰ انکار سمجھ لیجئے۔ اگر گھر کی گھنٹی (Bell) بجے اور بتایا جائے کہ باہر ایک رَجُلٌ آیا ہے (ایک آدمی آیا ہے)۔ اگرچہ آنے والا آپکا دوست یا بھائی ہوسکتا ہے لیکن آپ اسے نہیں پہچان سکیں گے اور انکار کردیں گے کہ نامعلوم کون ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ فیصل آیا ہے تو آپ پہچان جائیں گے کہ یہ تو راولپنڈی والا دوست ہے۔ اسلئے رَجُلٌ کو نکرہ اور فَیْصَل کو معرفہ کہیں گے۔ دنیا کی تمام زبانوں میں کوئی بھی اسم اگر نکرہ نہیں تو لازماً معرفہ ہوگا اور اگر معرفہ نہیں تو لازماً نکرہ ہوگا۔ رَجُلٌ عام نام [اسم نکرہ۔ Common Noun] ہے اور فیصل خاص نام [اسم معرفہ۔ Definite Noun] ہے۔ یہ صرف اسی کے لئے استعمال ہوگا جسکا نام فیصل ہے۔

اسم معرفہ

اسم معرفہ کی اقسام

1 اسم علم (مخصوص نام) 2 اسم ضمیر 3 اسم اشارہ 4 اسم موصول 5 اسم معرف باللام

نوٹ: جس اسم کا معرفہ کی پانچ 5 اقسام میں سے کسی قسم کے ساتھ تعلق ثابت نہ کیا جا سکے وہ اسم نکرہ ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❶ اسم علم (مخصوص نام) (Proper Noun)

تعریف: ایسے مخصوص نام (اسماء) جو کسی جاندار یا بے جان اشیاء کی پہچان بن جائیں اسم علم کہلاتے ہیں۔

کسی کتاب وغیرہ کا نام **مثلاً**: اَلْقُرْآنُ ..اَلتَّوْرَاۃُ..اَلْاِنْجِیْلُ وغیرہ یا کسی مرد کا مخصوص نام **مثلاً**: خالد، زاہد، حامد یا کسی عورت کا مخصوص نام **مثلاً**: عائشہ، زینب، مریم یا کسی جگہ کا نام **مثلاً**: مکّہ، پاکستان، لاہور، ایسے اسماء کو عربی گرامر کی اصطلاح میں **اسم علم** (علامت رنشانی رپہچان) کہا جاتا ہے۔ کسی قسم کی کوئی بھی مخصوص علامت ہوسکتی ہے اس علامت کو **علم** کہیں گے۔ ہم میں سے ہر شخص کا کوئی نہ کوئی الگ علامت والا نام ہے۔ جیسے فیصل، خالد، محمود، زاہد، عائشہ، مریم، زینب وغیرہ یہ مخصوص نام ہیں رعلامتیں ہیں رنشانیاں ہیں رپہچان ہیں، ان ناموں کو یا ان اسماء کو **اسم علم** کہیں گے۔ لیکن رَجُلٌ یا وَلَدٌ یہ لفظ تو سب کے لئے عام ہے۔ اسی طرح اِمْرَاَۃٌ [عورت] یہ عام نام (Common Noun) ہے۔

❷ اسم ضمیر (Pronoun)

تعریف: کسی کے نام [اسم علم] کی جگہ استعمال ہونے والے اسم کو اسم ضمیر (Pronoun) کہتے ہیں۔

مثلاً: خالد سکول گیا۔ پھر خالد سکول سے واپس آیا۔ پھر خالد نے کھانا کھایا۔ پھر خالد نے نماز پڑھی۔ پھر خالد سو گیا۔ پھر خالد اٹھا۔ اردو میں عموماً ایسے نہیں کہتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ: **’خالد سکول گیا، پھر وہ واپس آیا، پھر اس نے کھانا کھایا، پھر اس نے نماز پڑھی، پھر وہ سو گیا، پھر وہ اٹھا‘**۔ چنانچہ لفظ [وہ] اور لفظ [اس] خالد کی جگہ استعمال ہو رہے ہیں۔ ان لفظوں کو عربی زبان کی گرامر میں **ضمیر** کہتے ہیں **مثلاً**: **ھُوَ**۔ انگریزی میں کسی نام کی جگہ استعمال ہونے والے ایسے الفاظ کو Pronoun کو کہتے ہیں **مثلاً**: He, She, They وغیرہ۔ ضمیر کا معنٰی ہے چھپا ہوا [پوشیدہ]۔ عین ممکن ہے کسی کے باہر کا انسان بڑا دیانتدار ہو لیکن اس کے اندر کا انسان نہایت بد دیانت ہو تو اسکے اندر جو ایک انسان (چھپا ہوا) ہوتا ہے **اسکو** (ضمیر) کہتے ہیں۔

عربی گرامر کی اصطلاح میں بھی اسے **اسم ضمیر** اسلئے کہتے ہیں کیونکہ ضمیر سے تعلق رکھنے والے لفظ میں کسی نہ کسی کا ذکر چھپا ہوا ہوتا ہے۔ **مثلاً**: خالد نیک ہے، وہ مسجد میں ہے۔ اس جملے میں [وہ] کے اندر خالد کا ذکر چھپا ہوا ہے۔ اللہ پاک کائنات کا خالق ہے وہ اس کائنات کا تنہا بلا شرکتِ غیرا نتظام چلا رہا ہے۔ اس جملے میں لفظ [وہ] کے اندر اللہ رب العزت کا ذکر چھپا ہوا ہے۔ **خَالِدٌ صَالِحٌ** [خالد نیک ہے] **ھُوَ فِی الْمَسْجِدِ**۔ اس **ھُوَ** میں خالد کا ذکر پوشیدہ ہے یہاں **ھُوَ** سے مراد خالد ہے۔ چنانچہ کسی کے نام [اسم علم] کی جگہ استعمال ہونے والے اسم کو **اسم ضمیر** کہتے ہیں۔ **مثلاً**: ھُوَ [وہ]۔ اَنْتَ [تو یا آپ] اَنَا [میں]۔ (جب بولنے والا اپنے بارے میں کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنا نام نہیں لیتا بلکہ اپنے نام کی جگہ اَنَا [میں] کا لفظ استعمال کرتا ہے)۔

❸ اسم اشارہ (Demonstrative Noun)

تعریف: کسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے جو لفظ استعمال ہو عربی گرامر کی اصطلاح میں اسے اسم اشارہ کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی زبان میں پنکھے کو مِـرْوَحَۃٌ کہتے ہیں۔ یہ دنیا جہان کے تمام پنکھوں کے لئے عام نام (Common Noun) ہے۔اس لئے اس کو نکرہ کہیں گے۔لیکن کوئی شخص اشارہ کر کے کہہ دے، یہ پنکھا [هٰـذِهِ الْـمِـرْوَحَۃُ] تو پھر یہ پنکھا عام نہیں رہے گا۔ بلکہ جب لفظ [یہ] کا اضافہ کر دیا جائے تو اس سے مراد صرف یہی پنکھا مراد ہوگا جس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔کسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے جو لفظ استعمال ہو عربی گرامر کی اصطلاح میں اسے بھی اسم معرفہ کہتے ہیں۔لڑکا اسم نکرہ ہے اور اگر اشارہ کر دیا جائے [یہ] تو پھر یہ لڑکا عام [نکرہ] نہیں رہے گا بلکہ خاص [معرفہ] ہو جائے گا۔ پھر اس لڑکے سے مراد صرف وہی لڑکا ہوگا جسکی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔

اسم اشارہ کی اقسام

(i) اسم اشارہ قریب (ii) اسم اشارہ بعید

اگر کوئی چیز قریب پڑی ہوئی ہو تو اسکے کے لئے لفظ یہ [This] استعمال کرتے ہیں اور اگر کوئی چیز دور پڑی ہو تو اسکے لئے لفظ وہ [That] استعمال کرتے ہیں۔اردو زبان میں یہ اور وہ سے کام چلاتے ہیں۔لیکن عربی زبان میں اسم اشارہ کے طور پر مناسب تعداد میں بہت سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔اردو کے اسم اشارہ [یہ] اور [وہ] مذکر کے لئے الگ الگ عربی الفاظ ہیں اور مؤنث کے لئے الگ عربی الفاظ ہیں دو ہوں تو الگ، دو سے زیادہ ہوں تو الگ الفاظ۔

(i) **اسم اشارہ قریب:** نزدیک کے اسماء (اشارہ قریب) کے لیے اردو میں استعمال ہونے والے لفظ یہ کے معنٰی میں استعمال ہونے والے عربی کے الفاظ پانچ ہیں۔

اسم اشارہ بعید

(دور کے اسماء کے لئے ’’ وہ ‘‘ کے معنٰی میں)

جنس	عدد	اسم اشارہ بعید	معانی	صیغے
مذکر	واحد	ذٰلِكَ	وہ (ایک مذکر)	واحد مذکر بعید
	تثنیہ	☆ ذَانِكَ	وہ (دو مذکر)	تثنیہ مذکر بعید
	جمع	أُولٰئِكَ	وہ (سب مذکر)	جمع مذکر بعید
مؤنث	واحد	تِلْكَ	وہ (ایک مؤنث)	واحد مؤنث بعید
	تثنیہ	☆ تَانِكَ	وہ (دو مؤنث)	تثنیہ مؤنث بعید
	جمع	أُولٰئِكَ	وہ (سب مؤنث)	جمع مؤنث بعید

تثنیہ کی حالت نصب اور حالت جر ☆ ذَيْنِكَ ☆ تَيْنِكَ

اسم اشارہ قریب

(نزدیک کے اسماء کے لئے ’’ یہ ‘‘ کے معنٰی میں)

جنس	عدد	اسم اشارہ قریب	معانی	صیغے
مذکر	واحد	هٰذَا	یہ (ایک مذکر)	واحد مذکر قریب
	تثنیہ	☆ هٰذَانِ	یہ (دو مذکر)	تثنیہ مذکر قریب
	جمع	هٰؤُلَاءِ	یہ (سب مذکر)	جمع مذکر قریب
مؤنث	واحد	هٰذِهِ	یہ (ایک مؤنث)	واحد مؤنث قریب
	تثنیہ	☆ هَاتَانِ	یہ (دو مؤنث)	تثنیہ مؤنث قریب
	جمع	هٰؤُلَاءِ	یہ (سب مؤنث)	جمع مؤنث قریب

تثنیہ کی حالت نصب اور حالت جر ☆ هٰذَيْنِ ☆ هَاتَيْنِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً: کوئی شخص آرہا ہے اسکے ساتھ ایک بچہ ہے اگر پوچھنا ہے کہ، یہ کون ہے؟ تو کہیں گے **مَنْ هٰذَا؟** اگر بچی ہے تو کہیں گے **مَنْ هٰذِهٖ؟** جبکہ اردو زبان میں دونوں کے لئے لفظ یہ ہی کہا جائے گا۔

اگر دو بچے (مذکر) ہوں تو **مَنْ هٰذَانِ** کہیں گے۔ اگر دو بچیاں (مؤنث) ہوں تو **مَنْ هَاتَانِ** استعمال ہوتا ہے۔ ([انِ] مذکر تثنیہ کا ردھم ہے اور [تَانِ] مونث تثنیہ کا ردھم ہے)۔

اگر بچے دو سے زیادہ ہوں تو پھر پوچھیں گے **مَنْ هٰؤُلَاءِ۔ هٰؤُلَاءِ** مذکر اور مونث دونوں کے لئے استعمال ہونے والا لفظ ہے۔

ⓘⓘ **اسم اشارہ بعید:** دور کے اسماء کے لیے اردو میں استعمال ہونے والے لفظ **وہ** کے معنٰی میں استعمال ہونے والے عربی زبان کے الفاظ بھی پانچ ہیں۔

دور کوئی لڑکا کھڑا ہے پوچھنا چاہتے ہیں کہ، وہ کون ہے؟ تو کہیں گے **مَنْ ذَالِکَ؟** کوئی لڑکی ہے تو کہیں گے **مَنْ تِلْکَ؟**

دو لڑکے ہیں تو کہیں گے (تثنیہ کیلئے یعنی دونوں کے لئے)، وہ دو (مذکر) کون ہیں؟ **مَنْ ذَانِکَ؟**

دو لڑکیاں ہوں تو پھر کہیں گے، وہ دو (مونث) کون ہیں؟ **مَنْ تَانِکَ؟**

پوری کلاس لڑکوں کی ہو تو کہیں گے، **مَنْ اُولٰئِکَ؟** اور اگر لڑکیوں کی ہو تو پھر بھی **مَنْ اُولٰئِکَ** ہی کہیں گے۔ **اُولٰئِکَ** مذکر مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

❹ اسم موصول (Relative Pronoun)

تعریف: دو نامکمل جملوں کو ملانے کے لئے استعمال ہونے والے اسم کو **اسم موصول** کہتے ہیں۔

لفظ **موصول** لفظ **وصل** سے بنا ہے جس کا معنٰی ملانا/جوڑنا ہوتا ہے۔ ہر زبان میں کچھ الفاظ دو نامکمل جملوں کو ملانے کے لئے آتے ہیں۔

مثلاً: ⓘ ایک شخص آیا ⓘⓘ کل بھی آیا تھا۔ یہ دو الگ الگ نامکمل جملے ہیں۔ ان دونوں کو ملا کر ایک جملہ بنانے کے لئے اردو زبان میں ایک لفظ **جو** استعمال ہوتا ہے۔ اب ان دو نامکمل جملوں کو اس طرح کہیں گے کہ: **ایک شخص آیا جو کل بھی آیا تھا۔** تو لفظ جو نے دونوں نامکمل جملوں کو ایک مکمل جملہ بنا دیا ہے۔ اردو میں دونوں اسموں کو ملانے کے لئے استعمال ہونے والے اسماء **مثلاً:** جو، جتنے، جسکو، جسکا، جنہوں نے، جن کا، وغیرہ ہیں اور انگریزی میں who, whom, whose, which, what, as وغیرہ ہیں۔ اردو اور انگریزی میں اسم موصول (اسماء کو ملانے کے لئے استعمال ہونے والا اسم) کے طور پر بہت سے علیحدہ علیحدہ الفاظ ہیں لیکن عربی زبان میں کل سات الفاظ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی زبان میں اسماءِ موصولہ

جنس	عدد	اسم موصول	معانی	صیغے
مذکر	واحد	اَلَّذِیْ	(یہ/وہ) جو/جس کو/جس نے/جس سے (ایک مذکر)	واحد مذکر
	تثنیہ	★ اَلَّذَانِ	(یہ/وہ) جو/جن کو/جن نے/جن سے (دو مذکر)	تثنیہ مذکر
	جمع	اَلَّذِیْنَ	(یہ/وہ) جو/جن کو/جن نے/جن سے (سب مذکر)	جمع مذکر
مؤنث	واحد	اَلَّتِیْ	(یہ/وہ) جو/جس کو/جس نے/جس سے (ایک مؤنث)	واحد مؤنث
	تثنیہ	★ اَللَّتَانِ	(یہ/وہ) جو/جن کو/جن نے/جن سے (دو مؤنث)	تثنیہ مؤنث
	جمع	اَللَّاتِیْ ۔ اَللَّائِیْ	(یہ/وہ) جو/جن کو/جن نے/جن سے (سب مؤنث)	جمع مؤنث

تثنیہ کی حالت نصب وجر ★ ❶ اَلَّذَیْنِ ★ ❷ اَللَّتَیْنِ

واحد مذکر کے جو کے لئے عربی میں اَلَّذِیْ اور جو واحد مؤنث کے لئے عربی میں اَلَّتِیْ استعمال ہوتا ہے۔

تثنیہ مذکر کے لئے استعمال ہونے والے جو کے لئے عربی میں اَلَّذَانِ اور تثنیہ مونث کے لئے عربی میں اَللَّتَانِ استعمال ہوتا ہے۔

جمع مذکر کے لئے عربی میں اَلَّذِیْنَ اور دو سے زیادہ عورتوں جمع مونث کے لئے عربی میں اَللَّاتِیْ اور اَللَّائِیْ استعمال ہوتا ہے۔

یہ کہنا ہو کہ، وہ لڑکا جو مسجد میں ہے، طالب علم ہے۔ اس کو عربی میں اَلْوَلَدُ الَّذِیْ فِی الْمَسْجِدِ طَالِبٌ کہیں گے۔ اور اگر یہ کہنا ہو، وہ لڑکی جو مسجد میں ہے، طالبہ ہے تو اَلْبِنْتُ الَّتِیْ فِی الْمَسْجِدِ طَالِبَةٌ کہیں گے۔

اگر کہنا ہو کہ، وہ دو لڑکے جو مسجد میں ہیں طالب علم ہیں تو اَلْوَلَدَانِ الَّذَانِ فِی الْمَسْجِدِ طَالِبَانِ کہیں گے۔

اور اگر کہنا ہو کہ، وہ دو لڑکیاں جو مسجد میں ہیں، دونوں طالبہ ہیں تو اَلْبِنْتَانِ الَّتَانِ فِی الْمَسْجِدِ طَالِبَتَانِ کہیں گے۔

اَلْوَلَدُ واحد مذکر ہے اور اس کے لئے اسم موصول اَلَّذِیْ ہوگا۔

اَلَّذِیْ (واحد مذکر) کی جمع اَلَّذِیْنَ ہے۔ اگر اَلْوَلَدُ کی جگہ اس کی جمع اَلْاَوْلَادُ آئے تو اس کے لیے اسم موصول اَلَّذِیْ کی جگہ اس کی جمع اَلَّذِیْنَ آئے گی۔ کہنا ہو لڑکے جو تو جملہ ہو جائے گا۔ اَلْاَوْلَادُ الَّذِیْنَ اور اگر کہنا ہو، وہ لڑکیاں جو مسجد میں ہیں طالبات ہیں تو اَلْبِنْتُ کی جگہ جمع اَلْبَنَاتُ آئے گی۔ (اسکو اَلْبِنَاتُ نہیں کہنا بلکہ اَلْبَنَاتُ کہنا ہے یعنی [ب] کے اوپر زبر [َ] ہوگی)۔ مَدْرَسَةُ الْبَنَاتِ [لڑکیوں کا سکول]۔ اَلَّتِیْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(واحد مؤنث) کی جمع اَلّٰاتِیْ اور اَلّٰائِیْ ہے۔اَلْبَنَاتُ کے ساتھ اَلّٰاتِیْ یا اَلّٰائِیْ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں۔

اسم معرفہ کی چار اقسام تو اصلی ہیں پانچویں قسم معرف بِاَلِف وَلَام ہے جو اسم نکرہ سے بنائی جاتی ہے۔

⑤ مُعَرَّف بِاَلِف وَلَام

تعریف: کسی جاندار یا بے جان چیز کے عام نام (اسم نکرہ) کو الف لام (ال) لگانے سے جو اسم بنتا ہے اسے معرف بالف ولام کہتے ہیں۔

اسم معرفہ کی پانچویں قسم مصنوعی (Artificial) ہے اور وہ اسم نکرہ سے بنائی جاتی ہے۔حقیقتاً وہ اسم نکرہ ہوتا ہے لیکن ایک آسان مصنوعی طریقے سے اسے اسم معرفہ بنالیا جاتا ہے۔مثلاً وَلَدٌ نکرہ ہے (کسی بھی لڑکے کے لئے یہ لفظ استعمال ہوسکتا ہے) اسکو معرفہ بنانا ہو تو شروع میں الف لام [ال] لگادیں گے۔وَلَدٌ سے اَلْوَلَدُ بن جائے گا اور اَلْوَلَدُ کو معرفہ کہیں گے۔معرفہ کی اس قسم کو جو اصل میں معرفہ نہیں بلکہ مصنوعی معرفہ ہے اسے **مُعَرَّف** کہتے ہیں۔

معرفه اور مُعَرَّف میں فرق: معرفہ وہ جو معرفہ ہی ہو اور **مُعَرَّف** جسے الف لام [ال] کے ذریعے نکرہ سے معرفہ بنالیا جائے۔اسکا پورا نام **مُعَرَّف بِالْاَلِفِ وَاللَّامِ** ہے۔اردو زبان میں الف لام [ال] کے ہم معنٰی کوئی لفظ نہیں ہے۔انگریزی زبان میں الف لام [ال] کے مترادف "The" استعمال ہوتا ہے۔وَلَدٌ کا معنٰی A boy یا Any boy ہوگا۔لیکن اَلْوَلَدُ کا معنٰی The boy کریں گے۔

{**مثلاً:** بچے کو کوئی کہانی سنانی ہے! مصر میں ایک بادشاہ تھا تو انگریزی میں کہیں گے۔There was a king in Egypt اور جب دوبارہ اس بادشاہ کا ذکر کریں گے تو پھر A King نہیں کہیں گے بلکہ The King کہیں گے The King had two children اسی طرح عربی زبان میں پہلے کہیں گے کَانَ فِیْ مِصْرِ مَلِکٌ [مصر میں ایک بادشاہ تھا]۔جب دوبارہ اس کا ذکر کریں گے تو چونکہ سننے والے کے ذہن میں ایک تصور ہے کہ کسی بادشاہ کی بات ہو رہی ہے جو مصر میں تھا تو دوبارہ مَلِکٌ نہیں کہیں گے بلکہ اَلْمَلِکُ کہیں گے۔مثلاً کَانَ الْمَلِکُ لَهٗ وَلَدَانِ [بادشاہ کے دو بیٹے تھے]}۔

جو فرق مَلِکٌ اور اَلْمَلِکُ (A King اور The King) میں ہے وہی فرق وَلَدٌ اور اَلْوَلَدُ (A boy اور The boy) میں ہے۔

الف لام [ال] ایک ایسی دفعہ ہے جو کسی اسم پر لاگو کردی جائے تو اس اسم سے دو حرکتوں [ـٌ ـً ـٍ] کے استعمال کا حق چھین لیتی ہے۔لہٰذا کسی اسم کے شروع میں الف لام [ال] آجائے تو اسکے آخر میں صرف ایک (Single) حرکت [ـُ یا ـَ یا ـِ] آئے گی دوہری حرکت (Double) [ـٌ یا ـً یا ـٍ] نہیں آئے گی۔یہاں وَلَدٌ پر ڈبل حرکت ہے لیکن الف لام [ال] کی دفعہ لاگو ہوئی دوسری سواری کو اتار دیا تو وَلَدٌ سے اَلْوَلَدُ ہوجائے گا۔الف لام [ال] ایسا نقاب ہے کہ جب تک کوئی اسم اسے اوڑھے رکھتا ہے وہ اسم معرفہ کہلاتا ہے اور جب وہ نقاب ہٹا دیا جائے تو اسم نکرہ کہلائے گا۔وَلَدٌ نکرہ ہے اسکو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرفہ بنانے کے لئے وَلَدٌ کو اَلوَلَدُ بنادیں گے۔ اَلوَلَدُ معرفہ ہے اسے نکرہ بنانے کے لئے الف لام[ال] ہٹادیں گے وَلَدٌ رہ جائے گا۔

نوٹ: معرفہ کی پہلی چار قسموں کے ساتھ الف لام[ال] لگانا درست نہیں **مثلاً**: اَلْمُحَمَّدُ کہنا ٹھیک نہیں۔ایک تو مُحَمَّدٌ سرور کائنات ﷺ کا اسم گرامی ہے اور سعودیہ وغیرہ میں یہ نام عوام بھی رکھتے ہیں اس لئے وہاں پھر مُحَمَّدٌ کے ساتھ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نہیں لکھیں گے۔اگر کہنا ہو کہ محمد میرا بھائی ہے تو انگریزی میں Muhammad is my brother کہتے ہیں The Muhammad is my brother نہیں کہتے۔ عربی زبان میں بھی اَلْمُحَمَّدُ نہیں کہیں گے۔انگریزی میں جہاں The نہیں لگ سکتا وہاں عربی میں الف لام[ال] نہیں لگ سکتا۔کہنا ہو، یہ ایک کتاب ہے تو انگریزی میں This is a book کہتے ہیں This is a the book نہیں کہتے بلکہ This is a book کہتے ہیں۔اسی طرح عربی زبان میں بھی هٰذَا سے پہلے الف لام[ال] نہیں آتا اَلْهٰذَا کہنا غلط ہوگا۔

بعض الفاظ ہوتے تو معرفہ ہیں لیکن الف لام[ال] پہلے سے ہی ان کا حصہ بن جاتا ہے۔**مثلاً**: مدینہ منورہ ایک خاص شہر ہے۔اسکو مَدِيْنَةٌ نہیں کہتے۔اگر مَدِيْنَةٌ کہیں گے تو عربی زبان میں اس سے مراد کوئی بھی شہر ہوگا۔لیکن چونکہ یہ مخصوص شہر ہے نبی آخر الزماں ﷺ کا شہر اس لئے اسکو مَدِيْنَةٌ کہنے کی بجائے اَلْمَدِيْنَةُ کہتے ہیں۔جبکہ مکہ سے پہلے الف لام[ال] نہیں آتا۔اَلْمَكَّةُ کہنا غلط ہے لہٰذا الف لام[ال] کے بغیر مَكَّةُ کہیں گے۔

کوئی صاحب مکہ سے مدینہ جارہے تھے۔انہوں نے عربی زبان میں یوں کہا اَنَا ذَاهِبٌ مِنَ الْمَكَّةَ اِلٰى مَدِيْنَةَ (انہوں نے مکہ کے شروع میں انہوں نے الف لام[ال] لگادیا اور مدینہ کے شروع میں الف لام[ال] نہ لگایا)۔اورانہوں نے پوچھا میرے لائق کوئی خدمت ہوتو بتائیے۔سننے والے صاحب کہنے لگے آپ کے لائق یہی خدمت ہے کہ آپ مکہ مکرمہ سے الف لام[ال] اٹھا کرلے جائیں اور مدینہ پر لگادیں۔

اسم نکرہ

ہر وہ اسم جو اسم معرفہ کی مذکورہ بالا پانچ اقسام میں سے کسی قسم سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ اسم نکرہ ہوگا۔**مثلاً**: وَلَدٌ، وَلَدَانِ ، اَوْلَادٌ وغیرہ۔نکرہ میں ان اسماء کا معنٰی ایک یا کوئی یا چند یا کچھ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔**مثلاً**: وَلَدٌ، [ایک لڑکا یا کوئی لڑکا]۔ اَوْلَادٌ [چند لڑکے]۔جو اسم معرفہ نہیں ہوگا وہ لازماً نکرہ ہوگا۔

بِنْتٌ: اس کے بارے میں یہ پہچاننا چاہتے ہیں کہ یہ اسم معرفہ ہے یا نکرہ۔تو اس اسم کو معرفہ کی پانچوں اقسام کے پاس باری باری لے کر آئیں اگر معرفہ کی کوئی ایک قسم بھی اس لفظ کو قبول کرلے گی تو یہ اسم معرفہ ہوگا۔اگر معرفہ کی کوئی بھی قسم اس کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوا تو پھر یہ اسم نکرہ ہوگا۔بِنْتٌ تمام لڑکیوں کے لئے عام ہے۔کیونکہ بِنْتٌ ہر لڑکی کو کہتے ہیں جبکہ اسم علم صرف مخصوص نام ہوتے ہیں جیسے عائشہ زینب مریم وغیرہ اسلئے بِنْتٌ اسم علم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اسم ضمیر کے مخصوص الفاظ ہیں هُوَ.. هِیَ.. اَنْتَ.. اَنَا.. وغیرہ۔لہذا بِنْتٌ اسم ضمیر بھی نہیں ہے۔اسم اشارہ کے بھی مخصوص الفاظ ہیں۔ هٰذَا..هٰذَانِ .. هٰذِهٖ ..هٰؤُلَاءِ.. وغیرہ۔چنانچہ بِنْتٌ اسم اشارہ بھی نہیں ہے۔**اسم موصول** کے بھی مخصوص الفاظ ہیں۔اَلَّذِیْ .اَلَّتِیْ. اَلَّذِیْنَ وغیرہ اس لئے بِنْتٌ اسم موصول بھی نہیں ہے۔**اسم مُعَرَّف بِاَلِف وَلام** کے شروع میں الف لام[ال] لگا ہونا ضروری ہے جو بِنْتٌ میں نہیں ہے۔اس طرح بِنْتٌ معرفہ کی پانچوں اقسام میں سے نہیں ہے۔لہذا یہ اسم بِنْتٌ نکرہ ہوگا۔

ذَالِکَ۔اسی طرح ذَالِکَ اسم اشارہ ہے اور یہ لفظ ذَالِکَ معرفہ ہوگا۔

مشق

سوال: معرفہ اور نکرہ کو الگ الگ کیجئے۔

بِنْتٌ: یہ لفظ تمام لڑکیوں کے لئے عام ہے کسی کا مخصوص نام نہیں ہے اس لئے اسم نکرہ ہوگا۔

اَلصَّالِحُوْنَ: چونکہ اس کے شروع میں الف لام [ال] ہے اس لئے اسکو معرفہ کہیں گے۔الف لام[ال] نہ ہوتا تو صَالِحُوْنَ کہتے جونکرہ ہے۔صَالِحُوْنَ دنیا جہاں کے نیک لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اصل میں تو یہ اسم نکرہ ہے الف لام [ال] لگا کر اس کو معرفہ بنالیا ہے۔

اَلرِّجَالُ: یہ معرفہ ہے۔اس سے اگر الف لام[ال] کی دفعہ اٹھائیں تو پھر رِجَالٌ پڑھیں گے پھر یہ نکرہ ہوگا۔

نِسَاءٌ: دنیا کی تمام عورتوں کے لئے جمع کی شکل میں استعمال ہونے والا لفظ ہے کسی کا مخصوص نام نہیں ہے لہذا نکرہ ہے۔یہ لفظ اِمْرَاَةٌ کی جمع ہے۔ اِمْرَاَةٌ یعنی عورت اور نِسَاءٌ عورتیں۔

هٰذِهٖ : یہ اسم اشارہ ہے اور یہ معرفہ کی قسم ہے چنانچہ یہ اسم معرفہ کہلائے گا۔

اَنَا: [میں] کے معنٰی میں۔یہ اسم ضمیر ہے اور ضمیر اسم معرفہ کی قسم ہے۔

ذٰلِکَ: یہ لفظ اشارہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی اسم اشارہ ہے اور اشارہ **اسم معرفہ** کی قسم ہے۔

اِبْرَاهِیْمُ : مخصوص نام (اسم علم) ہے۔اسلئے اسم معرفہ ہے۔

فَاسِقَاتٌ: (نافرمان عورتیں)۔ظاہر ہے کہ کوئی بھی عورت اپنا یہ نام رکھنا پسند نہیں کرے گی یہ کسی کا مخصوص نام نہیں ہے۔بلکہ یہ نام دنیا کی ان تمام عورتوں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام پامال کرتی ہوں۔فَاسِقَاتٌ نہ کسی کا نام ہے،نہ اسم اشارہ ہے،نہ اسم ضمیر ہے،نہ ہی اسم موصول ہے اور نہ ہی اسکے شروع میں الف لام [ال] ہے۔اس لئے یہ اسم نکرہ ہے۔

اَلسَّاعَتَانِ [دو گھڑیاں]۔شروع میں الف لام [ال] ہے اس لیے اسم معرفہ ہے۔

جَمِیْلَةٌ: اگر اس سے مراد کسی خاتون کا نام ہو(کیونکہ جمیلہ خواتین کا نام بھی ہوتا ہے)یعنی اگر مخصوص نام ہو پھر یہ اسم معرفہ ہوگا لیکن اگر خوبصورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز کے لئے استعمال ہونے والا اسم ہو مثلاً سَاعَةٌ جَمِيْلَةٌ [خوبصورت گھڑی]۔ سَيَّارَةٌ جَمِيْلَةٌ [خوبصورت گاڑی]۔ تو پھر یہ اسم نکرہ ہوگا۔

سوال: اسم معرفہ کو اسم نکرہ بنائیں۔

اَلف لام [ال] ایسی دفعہ ہے کہ جب یہ اسم نکرہ پر سے اٹھ جائے تو پھر اسم کو دوہری حرکات [ـٌ] استعمال کرنے کا حق واپس مل جاتا ہے۔

اَلْاَوْلَادُ کا الف لام [ال] ہٹا دیں تو **اَوْلَادٌ** بن جائے گا اور یہ نکرہ ہے۔

اَلْكِتَابَانِ: الف لام [ال] ہٹا دیں تو پھر **كِتَابَانِ** پڑھیں گے۔ ذہن میں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہاں ال ہٹا دینے سے ڈبل زیر [ـٍ] کیوں نہیں آئی یعنی تنوین کیوں نہیں آئی۔ تنوین نون کی آواز پیدا کرنے کو کہتے ہیں اور كِتَابَانِ میں تو نون [ن] از خود موجود ہے اسلئے یہاں تنوین کی ضرورت نہیں۔ كِتَابَانِ نکرہ ہے۔

اَلصَّالِحَاتُ: [نیک عورتیں] شروع سے الف لام [ال] ہٹا دیں تو **صَالِحَاتٌ** ہو جائے گا۔ جب الف لام [ال] ہٹ جائے تو دو پیش [ـٌ] آئیں گے۔

اَلْاٰيَاتُ: الف لام [ال] ہٹا دیں تو پھر پڑھیں گے **آيَاتٌ**۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ: الف لام [ال] ہٹا دیں تو پھر پڑھیں گے **مُؤْمِنُوْنَ**۔

سوال: نکرہ کو معرفہ بنائیں۔

رِجَالٌ: الف لام [ال] لگا دیں تو اَلرِّجَالُ بن جائے گا۔ قرآن کریم میں ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ۔

اِمْرَاتَانِ: الف لام [ال] لگا دیں تو بنے گا **اَلْاِمْرَاتَانِ** [دو عورتیں]۔

صَادِقَاتٌ: الف لام [ال] لگا دیں تو بنے گا **اَلصَّادِقَاتُ** [سچ بولنے والی عورتیں]۔

مُشْرِكُوْنَ: الف لام [ال] لگایا تو **اَلْمُشْرِكُوْنَ** بن گیا۔ قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ. (التوبة:28/9) جو اللہ پاک کی ذات یا اسکے اختیارات میں کسی اور ہستی کو شریک کرتا ہے، اس کا باطن ناپاک ہو جاتا ہے اور اسکے دل میں شرک کی نجاست آ جاتی ہے۔

اٰيَةٌ: الف لام [ال] لگا دیں تو اس سے بنے گا۔ **اَلْاٰيَةُ**۔ [نشانی]

سوال: تصحیح کریں۔

اَلْهٰذَا: اسم اشارہ ہے اس لئے اس سے پہلے الف لام [ال] نہیں لگ سکتا۔ لہذا یہ **هٰذَا** ہی لکھا جائے گا۔

اَلْمُحَمَّدُ: **مُحَمَّدٌ** اسم علم ہے اس لیے اس سے پہلے الف لام [ال] نہیں لگ سکتا۔ لہذا یہ **مُحَمَّدٌ** ہی ہے۔ اگر یہ نام اللہ کے آخری نبیؐ کے لئے استعمال ہوگا تو اس کو **مُحَمَّدٌ** کے ساتھ ﷺ لکھیں گے۔ **اَلْمُحَمَّدُ** نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر یہ نام کوئی اور مسلمان رکھتا ہے تو پھر صرف **مُحَمَّدٌ** کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الخامس — اسم کے متعلق معلومات نمبر 4 — سبق نمبر 5

اعراب (The Declensions of Noun)

اعراب کی تعریف: معنٰی کی تبدیلی کے بغیر کسی لفظ کی شکل یا حالت کی تبدیلی عربی گرامر کی اصطلاح میں اعراب کہلاتی ہے۔

اردو زبان میں لفظ کے آخر میں ٹھہراؤ (وقف) ہوتا ہے، آواز رک جاتی ہے۔ ہم یوں نہیں کہتے، **اِسْلَامُ ھَمَاراً دِینُ ھیاً** ۔ بلکہ کہتے ہیں اسلام ہمارا دین ہے، پاکستان ہمارا وطن ہے۔ ہر لفظ کے آخر میں ٹھہراؤ ہے۔ لیکن عربی زبان میں لفظ کے آخر میں عموماً حرکت ہوتی ہے لفظ آگے کو حرکت (Move) کر رہا ہوتا ہے آواز رک نہیں جاتی چنانچہ عربی زبان میں یوں کہیں گے، **اَلْاِسْلَامُ دِیْنُنَا بَاکِسْتَانُ وَطَنُنَا** ۔ اردو زبان میں ہم اللہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں آخر میں ٹھہراؤ کے ساتھ، رک کر۔ یوں نہیں کہ اَللّٰہُ نے کائنات کو پیدا کیا ہم اَللّٰہَ کی عبادت کرتے ہیں بلکہ لفظ کے آخر میں ٹھہراؤ پیدا کر کے کہتے ہیں اللہ نے کائنات کو تخلیق کیا۔ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

لفظ کے آخر میں حرکت کی تبدیلی: عربی زبان میں **اَللّٰہُ** بھی استعمال ہوتا ہے **اَللّٰہَ** بھی استعمال ہوتا ہے اور **اَللّٰہِ** بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ کے آخر میں حرکت (Movement) ہوتی ہے۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** آخر میں پیش [ـُ] ہے۔ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اس میں لفظ اَللّٰهِ کے آخر میں زیر [ـِ] ہے۔ ایک ہی لفظ ہے کبھی پیش [ـُ] کے ساتھ استعمال ہو رہا ہے، کسی دوسرے جملے میں زبر [ـَ] کے ساتھ آ رہا ہے اور یہی اسم کسی اور جملے میں زیر [ـِ] کے ساتھ آ رہا ہے، لیکن ان تینوں لفظوں کا معنٰی ایک ہی ہے۔ مَعَاذَ اللّٰهِ تینوں سے مراد کوئی الگ الگ تین ہستیاں نہیں ہیں، تینوں سے مراد ایک ہی ہستی ہے جس نے کائنات کو تخلیق کیا اور وہ تنہا ہی اس کائنات کو چلا رہا ہے۔ لفظ اَللّٰهُ کے آخر میں اکیلی (واحد) حرکت ایک **پیش** یا ایک **زبر** یا ایک **زیر** ہے۔ اَللّٰهُ.. اَللّٰهَ.. اَللّٰهِ.. جَلَّ شَانُهُ۔ اَللّٰه کا جو ذاتی (Personal) معنٰی ہے وہ ایک ہی ہے۔ وہ ہستی جو الوہیت کی مستحق ہو جو الوہیت کا استحقاق رکھتی ہو۔ اسی طرح اَلْکِتَابُ، اَلْکِتَابَ، اَلْکِتَابِ [The Book] ہے۔ یہ تینوں طرح استعمال ہوتا ہے اور تینوں کا معنٰی اللہ کی نازل کردہ وہ خاص کتاب جسے قرآن مجید کہتے ہیں۔ یہاں معنٰی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

تنوین: بعض اوقات کسی اسم کے آخر میں ایک ایک پیش [ـُ] یا زبر [ـَ] یا زیر [ـِ] کی بجائے دو دو پیش [ـٌ] یا زبر [ـً] یا زیر [ـٍ] آ رہی ہوتی ہیں۔ جسے عربی زبان کی اصطلاح میں تنوین کہتے ہیں۔

اسکی مثال ہے: **مُحَمَّدٌ، مُحَمَّدًا، مُحَمَّدٍ** ﷺ ہے۔ مُحَمَّدٌ کے آخر میں دو پیش [ـٌ] ہیں۔ مُحَمَّدًا کے آخر میں دو زبریں [ـً] اور مُحَمَّدٍ کے آخر میں دو زیریں [ـٍ] استعمال ہوتی ہیں۔ دو پیش [ـٌ] کے ساتھ مُحَمَّدٌ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کلمہ طیبہ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں مُحَمَّدٌ بولنے میں تنوین کی آواز نہیں آتی کیونکہ اس کے فوراً بعد حرف شمسی شدوالاحرف [ر] ہے۔کلمہ تشہد اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں دوزبر [ـً] کے ساتھ مُحَمَّدًا استعمال ہوا ہے۔اوردرودمبارک اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ میں دوزیر [ـٍ] کے ساتھ بھی مُحَمَّدٍ استعمال ہوا ہے.تینوں کا ذاتی معنٰی ایک ہی ہے تینوں سے مراد الگ الگ تین ہستیاں نہیں بلکہ تینوں سے ایک ہی ہستی مراد ہے، وہ مبارک ہستی اقدس ومقدس جسے اللہ رب العزت نے اپنا آخری پیغام دے کر آخری امت کے لئے مبعوث کیا۔ مُحَمَّدٌ، مُحَمَّدًا، مُحَمَّدٍ ﷺ میں لفظ کے آخر میں حرکت تبدیل ہو رہی ہے لیکن معنٰی تبدیل نہیں ہوا۔

{محمدًا کے آخر میں الف کا اضافہ ہے یہ عربی میں لکھنے (املا) کا ایک طریقہ ہے اردو زبان میں ہم اس طریقے سے متعارف (مانوس) ہیں۔ اردو زبان میں جب کسی اسم کے آخر میں دوزبریں [ـً] استعمال ہو رہی ہوں تو پھر لکھنے میں آخر میں الف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جس کا پڑھنے میں کوئی کردار نہیں ہوتا۔ **مثلاً**: [تقریبً] کو یوں نہیں لکھا جاتا بلکہ یوں [تقریباً] کو لکھتے ہیں۔[اندازً] یوں نہیں لکھتے بلکہ [اندازاً] ایسے لکھتے ہیں۔اسی طرح لفظ [مثلاً] بکثرت دیکھا ہوگا اس کو یوں [مثلً] نہیں لکھتے بلکہ الف (ا) کے اضافے کے ساتھ [مثلاً] لکھتے ہیں ۔لیکن جس اسم کے آخر میں گول تا [ۃ] ہو یا ہمزہ [ء] ہو اس پر دوزبر [ـً] کے لئے الف [ا] کا اضافہ نہیں ہوتا}۔

حرکت تبدیل ہو رہی ہو معنٰی تبدیل نہ ہو رہا ہو اسکی کوئی مثال اردو زبان میں نہیں ہے اس لئے کہ اردو زبان میں لفظ کے آخر میں حرکات نہیں ہوتیں۔اسلئے اردو میں حرکت تبدیل ہونے کی مثال نہیں ہے۔

حرف کی تبدیلی: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی لفظ یا کسی اسم کا کوئی پورا حرف بھی بدل جاتا ہے لیکن معنٰی پھر بھی نہیں بدلتا۔ اردو میں اس کی مثال ہے کہ لفظ کا کوئی حرف تبدیل ہو جائے مگر معنٰی تبدیل نہ ہو۔دو جملے لکھے ہوئے ہیں۔کہتے ہیں **"لڑکیاں مسجد میں داخل ہوئیں"**۔اگلے جملے میں **"لڑکیاں نے قرآن مجید پڑھا"** نہیں کہیں گے بلکہ **"لڑکیوں نے قرآن مجید پڑھا"** کہیں گے۔**"لڑکا کمرے میں داخل ہوا"**۔وہی ایک لڑکا جو کمرے میں داخل ہوا ہے اگر اسکے بارے میں کہنا ہو کہ اس نے قرآن پڑھا تو یوں نہیں کہیں گے **"لڑکا نے قرآن پڑھا"** نہیں بلکہ **"لڑکے نے قرآن پڑھا"** کہیں گے۔ انگریزی میں لڑکیاں کو girls کہتے ہیں اور لڑکیوں کی انگریزی بھی girls ہے۔لہذا ان دونوں اسموں کا جو اپنا ذاتی معنٰی ہے وہ تبدیل نہیں ہوا۔لڑکیاں کو عربی زبان میں اَلْبَنَاتُ کہتے ہیں اور لڑکیوں کے لئے بھی عربی زبان میں اَلْبَنَاتُ کا لفظ استعمال ہوگا۔لڑکیاں کا بھی وہی معنٰی ہے جو لڑکیوں کا ہے۔لفظ تبدیل ہو گیا ہے لیکن معنٰی تبدیل نہیں ہوا۔اگر لفظ تبدیل ہو جائے معنٰی وہی رہے اسکو عربی گرامر کی اصطلاح میں **اعراب** کہتے ہیں۔

اِعرابی تبدیلی اور مکمل تبدیلی میں فرق: بعض اوقات کسی لفظ کی حرکت بدل جانے سے معنٰی بھی بدل جاتا ہے **مثلاً**: اَنْتَ مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اَنْتِ مونث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔کسی لڑکے یا کسی مرد سے پوچھنا ہو آپ کون ہیں؟ تو کہیں گے (پوچھیں گے) مَنْ اَنْتَ؟ اور یہی سوال اگر کسی خاتون سے کرنا ہو یا لڑکی سے کرنا ہو آپ کون ہیں؟ تو کہیں گے (پوچھیں گے) مَنْ اَنْتِ؟ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْتَ کا استعمال اور ہے اور اَنْتِ کا استعمال اور ہے۔ یہاں لفظ کی حرکت بدلی اور ساتھ معنٰی بھی بدل گیا اسکو اعراب نہیں کہیں گے کیونکہ یہ مکمل تبدیلی ہے۔ لفظ بھی تبدیل ہوا ہے اور معنٰی بھی تبدیل ہو رہا ہے۔ جبکہ اعراب آدھی (نصف) تبدیلی کو کہتے ہیں! یعنی لفظ تو بدل رہا ہو لیکن معنٰی تبدیل نہ ہو۔

اِعراب کی اقسام

ⓘ اعراب بالحرکت اور ⓘⓘ اعراب بالحرف۔

اِعراب بالحرکت:۔ اَلْکِتَابُ. اَلْکِتَابَ. اَلْکِتَابِ اس میں تبدیلی حرکت کی ہے اس لئے اسے اِعراب بالحرکت کہیں گے۔

اِعراب بالحرف:۔ اَلْمُنَافِقُونَ اور اَلْمُنَافِقِیْنَ میں حرف کی تبدیلی ہے حرکت کی نہیں۔ کیونکہ حرکت جب بھی بدلتی ہے آخر سے بدلتی ہے لیکن یہاں اَلْمُنَافِقُونَ کے آخر میں بھی زبر ہے اور اَلْمُنَافِقِیْنَ کے آخر میں بھی زبر ہے۔ حرکت نہیں بدلی بلکہ حرف بدل گیا ہے۔ نون سے پہلے جو واؤ [و] ہے وہ یا [ی] میں بدل گئی۔ اسے اِعراب بالحرف کہیں گے۔

تبدیل شدہ حالتوں اور اصلی حالت میں فرق

جب تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو اسم کی کسی حالت کو اصلی حالت قرار دینا پڑے گا تب جا کر تبدیلی کو پہچان سکیں گے کہ یہ لفظ جو سامنے ہے وہ تبدیل شدہ حالت میں ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں؟ اَلْکِتَابُ، اَلْکِتَابَ، اَلْکِتَابِ یہ تینوں ایک ہی اسم کی حالتیں ہیں۔ کسی بھی اسم کے آخر میں دوہری پیش [ـٌ] ہوں یا کھڑی پیش [ـٗ] ہو وہ اس اسم کی اصلی حالت کہلاتی ہے۔ اَلْکِتَابُ سے پہلے [ال] کو ہٹا دیا جائے تو کِتَابٌ پڑھیں گے وہ بھی اسکی اصلی حالت ہوگی۔ یہی وجہ ہے جب ہم کسی لفظ کو الگ سے پڑھتے ہیں تو اس کے آخر میں پیش [ـُ] ہی پڑھتے ہیں۔ **مثلاً**: اگر پوچھا جائے کہ پانی کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ تو جواب ہوگا کہ اسے اَلْمَاءُ کہیں گے۔ اَلْمَاءُ کے بجائے اَلْمَاءَ یا اَلْمَاءِ نہیں کہیں گے۔ اگر پوچھا جائے کہ کمرے کو کیا کہتے ہیں؟ تو جواب میں کہیں گے اَلْغُرْفَةُ۔ اَلْغُرْفَةُ کی بجائے اَلْغُرفَةَ یا اَلْغُرْفَةِ نہیں کہیں گے۔ کیوں کہ پیش [ـُ] جب کسی لفظ کے آخر میں ہوتی ہے تو یہ اسکی اصلی حالت ہوتی ہے۔ مثلاً: اَلْکِتَابُ اصلی حالت ہے اَلْکِتَابَ تبدیلی کا آغاز ہے یعنی تبدیل شدہ حالت نمبر ایک ہے اور اَلْکِتَابِ تبدیل شدہ حالت نمبر دو ہے۔

اِعرابی حالتوں کی تبدیلی کی وجہ: عربی زبان میں کچھ حروف کے پاس یہ قوت، یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ اسماء کے آخر سے پیش [ـُ] کو چھین کر زبر [ـَ] لگا دیں یا زیر [ـِ] لگا دیں۔ مثال کے طور پر ایک حرف اِنَّ ہے۔ اِنَّ کو عربی گرامر والوں نے یہ قوت و طاقت دے رکھی ہے کہ وہ کسی بھی اسم سے پہلے آ کر اسکے آخر سے پیش [ـُ] کو چھین کر زبر [ـَ] لگا دے۔ اگر اَلْکِتَابُ سے پہلے اِنَّ آ جائے تو پھر اِنَّ الْکِتَابَ کہیں گے۔ مثلاً یوں کہنا ہو کہ، کتاب نئی ہے تو اَلْکِتَابُ جَدِیْدٌ کہیں گے۔ اگر کہنا ہو کہ بے شک کتاب نئی ہے تو اِنَّ الْکِتَابَ جَدِیْدٌ کہیں گے۔ اسی طرح عَلٰی ایک حرف (Preposition) ہے۔ عَلٰی کا اردو معنٰی [پر] ہے۔ عَلٰی اسم کے آخر سے پیش [ـُ] کو چھین کر زیر [ـِ] لگا دیتا ہے۔ اگر یہ کہنا ہو قلم کتاب پر ہے تو اَلْقَلَمُ عَلَی الْکِتَابُ کے بجائے اَلْقَلَمُ عَلَی الْکِتَابِ کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعرابی تبدیلیوں کے نام: تین اصطلاحات ہیں[رفع]،[نصب]،[جر]۔کسی بھی اسم کی اصل حالت یعنی بلندی کی حالت یہ ہے کہ جس کے آخر میں پیش[ـُ] ہو اس کو(حالت رفع) کہتے ہیں۔پیش[ـُ] کو سمجھئے کہ ایک تاج ہے جو اس لفظ نے پہن رکھا ہے۔تبدیلی کے آغاز میں کہتے ہیں کھڑے ہو جاؤ جس گرامر کی اصطلاح میں(حالتِ نصب) کہتے ہیں یعنی جب کسی اسم کے آخر میں زبر[ـَ] ہو۔اور تبدیلی کی تکمیل کو کہتے ہیں نیچے اتر آؤ۔جس کو گرامر کی اصطلاح میں(حالتِ جر) کہتے ہیں یعنی جب کسی اسم کے آخر میں زیر[ـِ] ہو۔پہلے کرسی اقتدار پر حالت رفع میں تاج پہنا ہوا تھا پھر تاج چھین لیا گیا یہ حالت نصب ہے۔اور پھر نیچے اتار دیا گیا یہ حالت جر ہے۔یہ تین اصطلاحات اسماء میں استعمال ہوتی ہیں۔

اعرابی تبدیلی کا پس منظر: کوئی بھی شخص جب صاحبِ اقتدار ہو اسکی بھی تین حالتیں ہوسکتی ہیں۔

حالت نمبر 1 وہ کرسی اقتدار پر براجمان ہے۔اس کی وہ حالت بلندی کی حالت کہلائے گی۔بلندی کو عربی زبان میں رَفْعٌ کہتے ہیں۔قرآن مجید میں ہے:وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ..(الم نشرح:4/94)[ہم نے آپﷺ(کی حوصلہ افزائی کے لئے) آپﷺ کا ذکر بلند کر دیا ہے] آپﷺ کے مشن کو مکمل کرنے کے لئے آپﷺ کا ذکر بلند کر دیا ہے۔آپﷺ کی ہیبت قائم کر دی ہے۔رَفْعٌ کا معنیٰ بلندی ہے۔کوئی بھی اسم اپنی اصلی حالت (Original Form) میں ہو اس کو کوئی فکر نہیں ہے کوئی پریشانی نہیں ہے۔اس اسم کی یہ حالتِ رفع ہوتی ہے اُس وقت اس اسم کے آخر میں پیش[ـُ] ہو گی۔کوئی صاحب اقتدار ہے کرسی اقتدار پر براجمان ہے اسکی وہ حالت(بلندی کی)رَفْعٌ کی حالت کہلاتی ہے۔کوئی آتا ہے ہاتھ میں ڈنڈا لہراتے ہوئے،کہتا ہے کھڑے ہو جاؤ بہت ہو چکی۔یہ تبدیلی واقع ہو گئی۔

حالت نمبر 2 کھڑا کرنے کو عربی زبان میں نَصْبٌ کہتے ہیں۔اردو میں کھڑے کرنا یا نصب کرنا کہتے ہیں۔جیسے کہتے ہیں[ہمارے گاؤں میں بجلی کے کھمبے نصب کر دیئے گئے یعنی کھڑے کر دیئے گئے]۔

حالت نمبر 3 جب کوئی ڈنڈے والا گریبان سے پکڑ کے گھسیٹتا کھینچتا ہوا کرسی سے اتار دے۔نیچے کھینچنا کو عربی زبان میں جَرٌّ کہتے ہیں(جَرٌّ کا معنیٰ[کھینچنا])۔حدیث کے الفاظ ہیں:مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ..(سنن ابو داود،أبواب للباس،باب في الانتعال)۔مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ[جس نے اپنا کپڑا کھینچا زمین پر گھسیٹا]۔خُيَلَاءَ[تکبر کرتے ہوئے]۔خود کو دوسروں سے بڑا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھتے ہوئے۔لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[اللہ رب العزت قیامت کے روز اسکی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا]۔شاید وہ خود اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے وہ گر جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں وہ بہت چھوٹا اور حقیر ہو جاتا ہے۔اَلْحَدِيْثُ يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا[حدیث کا ایک حصہ دوسرے حصے کی یا بعض احادیث دیگر احادیث کی تفسیر بیان کرتی ہیں]۔کسی حدیث میں خُيَلَاءَ کا لفظ نہیں ہے(کہ تکبر کرتے ہوئے) جبکہ دوسری حدیثوں میں ہے تو مقصد کیا ہے؟تکبّر کرتے ہوئے جس طرح تکبّر میں ہوتا ہے۔کپڑا نیچے لٹکا لیتے ہیں،گریبان کھول لیتے ہیں،اکڑتے ہوئے چل رہے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوسروں سے بہتر ہیں،ایسا شخص اللہ پاک کی نظروں سے گر جاتا ہے،اسکی نظر رحمت سے محروم ہو جاتا ہے اور اگر تکبر نہیں ہے تو پھر یہ حدیث اس پر صادق نہیں آئے گی،ہاں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مشابہت سے بچنا چاہئے۔ایسے لوگوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشابہت نہیں ہونی چاہئے۔یوں تو کہا جاسکتا ہے لیکن یہ فتویٰ لگانا کہ وہ اس حدیث کی زد میں آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے گر جاتا ہے یہ بہت بڑا فتویٰ ہے، معمولی بات نہیں ہے۔ایسا شخص جس کے دل میں تکبّر تو نہیں ہے لیکن ویسے اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہے اس حدیث کی زد میں نہیں آئے گا بلکہ وہ شخص جس کا کپڑا ٹخنوں سے اوپر ہے اور وہ اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر تصور کر رہا ہے شاید وہ اس حدیث کی زد میں آجائے، اس لئے اصل بات دل میں تکبّر پیدا ہونا خود کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھنا اور اس طرح کی ہیئت کو، اس طرح کی کیفیت کو، اس طرح کی حالت کو اختیار کرنا ہے۔

اعرابی تبدیلی میں حروف کا کردار: عربی زبان میں بھی کئی حروف کے پاس ڈنڈا ہوتا ہے جو اسم کو حالت رفع سے نکال کر حالتِ نصب میں یا حالت جر میں لے جاتے ہیں۔ان کو عربی گرامر میں یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی اسم سے پیش[ـُ] کو چھین کر آخر میں زبر[ـَ] یا زیر[ـِ] لگا سکتے ہیں۔عربی زبان کی گرامر کی اصطلاح میں اِن کو کہیں گے کہ اس حرف کے پاس اختیار ہے کہ وہ اسم کو حالتِ رفع سے نکال کر حالتِ نصب میں یا حالت جر میں لے جاتا ہے۔

اِعراب بِالحرف کی حالتیں: اردو زبان میں لڑکیاں اور لڑکیوں کی مثال دی تھی۔عربی زبان میں اس کی مثال اَلْمُسْلِمُوْنَ اور اَلْمُسْلِمِیْنَ ہے۔اَلْمُسْلِمُوْنَ بھی استعمال ہوتا ہے اور اَلْمُسْلِمِیْنَ بھی استعمال ہوتا ہے۔دونوں سے مراد کوئی الگ الگ طبقات نہیں ہیں۔اَلْمُسْلِمُوْنَ سے بھی مراد وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوں اور اَلْمُسْلِمِیْنَ سے بھی مراد وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوں۔

اَلْمُسْلِمُوْنَ کا مخالف لفظ اَلْکَافِرُوْنَ ہے۔اَلْکَافِرُوْنَ بھی استعمال ہوتا ہے اور اَلْکَافِرِیْنَ بھی استعمال ہوتا ہے، دونوں سے مراد اللہ کی ذات یا اسکے احکامات کا انکار کرنے والے لوگ ہیں۔

اَلْفَاسِقُوْنَ بھی استعمال ہوتا ہے اور اَلْفَاسِقِیْنَ بھی استعمال ہوتا ہے۔وہ لوگ جو اللہ کے احکامات کا انکار تو نہ کریں لیکن ان احکامات کے مطابق زندگی بسر نہ کریں۔یہ مان تو لیں کہ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے اور قرآن مجید میں جو بھی احکامات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ہیں، انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں لیکن اس پر عمل نہ کریں۔ان کے لئے لفظ اَلْفَاسِقُوْنَ اور اَلْفَاسِقِیْنَ استعمال ہوا ہے۔ان دونوں کا ایک ہی معنٰی ہے۔

اور وہ لوگ جو بظاہر تو دعویٰ کرتے ہوں کہ ہم اس (قرآن مجید) کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں لیکن اندر سے وہ اس کے مخالف ہوں، مَعَاذَ اللّٰہِ! اس کے پیش کردہ نظام، اس کی بیان کردہ حدود و تعزیرات کو وحشیانہ سزائیں قرار دیتے ہوں، ان لوگوں کے لیے لفظ استعمال ہوا ہے اَلْمُنَافِقُوْنَ بھی اور اَلْمُنَافِقِیْنَ بھی۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ . . (التوبۃ:67/9)[منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں]۔اور: اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ . . (النساء:145/4)[بے شک منافق جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہونگے]۔ان آیات میں اَلْمُنَافِقُوْنَ بھی استعمال ہوا اور اَلْمُنَافِقِیْنَ بھی۔

قرآن مجید میں ہے: اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکَاذِبُوْنَ . . (النحل:105/16) اور لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْکَاذِبِیْنَ . . (آل عمران:61/3)

اَلْکَاذِبُوْنَ سے مراد جھوٹ بولنے والے ہیں اور اَلْکَاذِبِیْنَ سے مراد بھی جھوٹ بولنے والے ہیں۔یہاں لفظ تبدیل ہو رہا ہے اسکی ادائیگی تبدیل ہو رہی ہے بلکہ اس لفظ کا ایک حرف ہی بدل رہا ہے لیکن دونوں کا معنٰی تبدیل نہیں ہوا۔لفظ تبدیل ہو جائے، اسکا تلفظ تبدیل ہو جائے، لیکن معنٰی تبدیل نہ ہو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدھی تبدیلی کو اِعراب کہتے ہیں۔ یہ لفظ اَعراب نہیں بلکہ [اِعراب] ہے۔

اَللّٰهُ اَللّٰهَ اَللّٰهِ میں حرکت تبدیل ہو رہی ہے اور اَلْمُسْلِمُوْنَ. اَلْمُسْلِمِيْنَ میں حرف تبدیل ہو رہا ہے یہاں سے اِعراب کی دو اقسام بنیں۔

اعرابی تبدیلیوں کی پہچان : اعراب بالحرف میں اَلْمُنَافِقُوْنَ اور اَلْمُنَافِقِيْنَ دو الفاظ ہیں۔ ان دونوں میں سے کس کو تبدیل شدہ حالت کہیں گے؟ بہت آسان سا فارمولا ہے اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْعَزِيْز قطعاً کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ بعض اسماء کے آخر میں [ن] ہوتا ہے اور وہ نون [ن] جس سے پہلے الف [ا] ہو یا واؤ [و] ہو تبدیلی کی زد میں آتے ہیں، خواہ وہ [نِ] ہو یا [نَ] ہو یعنی اسم تثنیہ کا نون زیر [نِ] ہو یا اسم جمع کا نون زبر [نَ] ہو ایسے اسماء کا تعلق نون گروپ سے ہوتا ہے۔

لہذا اسماء میں دو ہی گروپ بنتے وہ ہیں۔ اسی بنیاد پر اعراب کی دو اقسام بنیں: (i) **نون گروپ** (ii) **بے نون گروپ**

نون [ن] گروپ کی نشانی

حالت رفع میں اسماء میں تثنیہ میں نون [ن] سے پہلے الف [ا] اور جمع میں نون [ن] سے پہلے واؤ [و] آتا ہے۔

اَلْمُسْلِمُوْنَ کا تعلق نون گروپ سے ہے اور اَلْمُسْلِمِيْنَ کا تعلق بھی نون گروپ سے ہے۔ اب یہاں رفع، نصب، جر، کو کیسے پہچانیں گے۔ بہت آسان قاعدہ ہے مثال سے یہ بات سمجھ لیجیے۔ نون [ن] کو تصور کیجئے ایک گڑھا ہے۔ اس گڑھے کے سامنے کوئی بچہ کھڑا ہے۔ اگر وہ گڑھے سے فاصلے پر ہے تو اپنی اصلی حالت میں ہے، تسلی بخش حالت میں، اطمینان بخش حالت میں ہے۔ اسکی حالت تب بدلے گی جب وہ گڑھے کے اندر گرے گا پھر یا تو اسکے کپڑے خراب ہوں گے یا اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اس کا کوئی ہاتھ پاؤں ٹوٹے گا۔ اگر نون گروپ سے تعلق رکھنے والا اسم گڑھے سے فاصلے پر ہو تو وہ حالت اسکی اصلی حالت یعنی حالت رفع ہوگی۔ (واؤ [و] اور الف [ا] نے اسم کو نون [ن] سے فاصلے پر رکھا ہوا ہے۔ اگر نون گروپ سے تعلق رکھنے والا اسم نون [ن] کے ساتھ لگ جائے تو پھر وہ اسکی بدلی ہوئی حالت ہوگی۔ حالت نصب اور حالت جر میں اسم اور نون [ن] کے درمیان یاء [ی] آجاتی ہے اور اسم اور نون [ن] کے درمیان فاصلہ نہیں رہتا (نون [ن] علیحدہ فاصلے پر نہیں رہتا بلکہ یاء [ی] کے ذریعہ اسم کے ساتھ لگ جاتا ہے)۔

ایک سہولت ہے کہ نون گروپ کی بدلی ہوئی حالت نمبر 1 اور بدلی ہوئی حالت نمبر 2 ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔ اَلْمُنَافِقُوْنَ اور اَلْمُسْلِمُوْنَ تو دونوں حالت رفع میں ہیں۔ لیکن اَلْمُنَافِقِيْنَ اور اَلْمُسْلِمِيْنَ دونوں حالت نصب میں بھی اور حالت جر میں بھی ہوں گے۔

اعراب بالحرف سے مراد ہے کہ کسی لفظ میں موجود حرف واؤ [و]، اور الف [ا] حالت نصب اور جر میں یاء [ی] میں تبدیل ہو جائے۔ **مثلاً**: رَجُلَانِ سے رَجُلَيْنِ ہو جاتا ہے [دو آدمی] دونوں کا معنٰی دو آدمی / دو مرد۔ اَلْمُسْلِمُوْنَ حالت رفع میں ہے اور اَلْمُسْلِمِيْنَ حالت نصب اور حالت جر دونوں میں ہوتا ہے۔

نون [ن] سے پہلے اگر الف [ا] ہو تو تب بھی لفظ نون [ن] سے فاصلے پر رہتا ہے اسم کے ساتھ نہیں ملتا۔ اس کے الف [ا] کی تبدیلی بھی یاء [ی] سے ہوگی۔ جیسے اَلْمُسْلِمَانِ سے اَلْمُسْلِمَيْنِ بن گیا۔ اَلْكَاذِبَانِ [دو جھوٹ بولنے والے] سے اَلْكَاذِبَيْنِ۔

نون [ن] کو تصور کریں گڑھا ہے اس سے پہلے واؤ [و] ہے۔ واؤ [و] اسم اور گڑھے کے درمیان رکاوٹ بن جاتی ہے۔ نون [ن] سے پہلے واؤ [و] ہو تب بھی حالت رفع اور نون [ن] سے پہلے الف [ا] ہو تب بھی حالت رفع۔ لیکن اگر اسم کے بعد نون [ن] سے پہلے یاء [ی] آجائے تو پھر وہ حالت رفع نہیں بلکہ حالت نصب اور حالت جر ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے نون گروپ: اِعراب بالحرکت میں آنے والے الفاظ: بے نون گروپ میں حرکت تبدیل ہوتی ہے۔ بے نون گروپ میں مندرجہ ذیل تین قسم کے الفاظ آتے ہیں۔ ان الفاظ میں حرکت تبدیل ہوگی۔ اسلیئے کہ اس طرح کے اسماء کے آخر میں نون [نِ] یا [نَ] کا حرف موجود نہیں ہوتا۔ واحد خواہ مذکر ہو یا مونث ہو اس سے متعلقہ تمام الفاظ میں حرکت تبدیل ہوگی۔ **مثلاً:**

1. واحد: اَلْوَلَدُ رَسُوْلٌ رَسُوْلًا رَسُوْلٍ یا اَلرَّسُوْلُ اَلرَّسُوْلَ اَلرَّسُوْلِ
2. جمع مکسر: اَلْاَوْلَادُ رِجَالٌ رِجَالًا رِجَالٍ یا اَلرِّجَالُ اَلرِّجَالَ اَلرِّجَالِ
3. جمع سالم مونث اَلْمُسْلِمَاتُ سے اَلْمُسْلِمَاتِ ہوجاتا ہے (جمع سالم مؤنث ایسے اسموں کو کہتے ہیں جن کے آخر میں الف اور لمبی تا [ت] آئے)۔ **مثلاً:** مُسْلِمَاتٌ۔

نون گروپ: اِعراب بالحرف میں آنے والے الفاظ: نون گروپ میں صرف دو قسم کے الفاظ آتے ہیں:

1. وہ الفاظ جن کے آخر میں [نِ] ہو یعنی [انِ] ہو، ان الفاظ کو تثنیہ کہا جاتا ہے۔
2. جن الفاظ کے آخر میں [نَ] ہو، ان الفاظ کو جمع سالم مذکر کہا جاتا ہے۔ ان دونوں قسم کے الفاظ کا تعلق نون گروپ سے ہے۔

(i) **تثنیہ:** جس میں دو کا معنٰی ہو اور جسکے آخر میں [نِ] ہو۔ خواہ مذکر ہو یا مونث۔ اس سے متعلقہ تمام الفاظ میں حرف کی تبدیلی ہوگی۔
مثلاً: اَلْكِتَابَانِ سے اَلْكِتَا بَیْنِ ہوجاتا ہے دونوں کا معنٰی [دو کتابیں] ہے۔ اسی طرح سَاعَتَانِ سے سَاعَتَیْنِ [(دو گھڑیاں]۔

(ii) **جمع سالم مذکر:** ایسے اسماء جن کے آخر میں [نَ] ہو۔ ایسے اسماء میں حرف تبدیل ہوگا۔
مثلاً: مُسْلِمُوْنَ اسکی تبدیل شدہ حالت نصب بھی اور حالت جر بھی مُسْلِمِیْنَ ہوگی۔

اعراب کی دونوں اقسام (گروپوں) کے زمرے میں آنے والے اسماء

گروپ	اقسام اعراب	عدد اور جنس	مثالیں
بے نون (نٌ) گروپ	اعراب بالحرکت	واحد مذکر و مؤنث	مُسْلِمٌ مُسْلِمًا مُسْلِمٍ مُسْلِمَةٌ مُسْلِمَةً مُسْلِمَةٍ
		جمع مکسر	رِجَالٌ رِجَالًا رِجَالٍ اَلرِّجَالُ اَلرِّجَالَ اَلرِّجَالِ
		جمع سالم مؤنث	مُسْلِمَاتٌ مُسْلِمَاتٍ مُسْلِمَاتٍ
نون (نَ) گروپ	اعراب بالحرف	تثنیہ مذکر اور تثنیہ مؤنث	اَلْكِتَابَانِ اَلْكِتَابَیْنِ سَاعَتَانِ سَاعَتَیْنِ
		جمع سالم مذکر	مُسْلِمُوْنَ مُسْلِمِیْنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعرابی تبدیلی کی اقسام اور حالتیں

	اعرابی تبدیلیوں کی اقسام	اعرابی تبدیلی قبول کرنے والے اسماء	اصلی حالت حالت (رفع)	پہلی تبدیل شدہ اعرابی حالت حالت (نصب)	دوسری تبدیل شدہ اعرابی حالت حالت (جر)
1	اعراب بالحرکت (بے نون گروپ)	واحد اور جمع مکسر	ـُـ یا ـٌـ	ـَـ یا ـً	ـِـ یا ـٍ
		جمع سالم مؤنث	اتُ یا اتٌ	اتِ یا اتٍ	اتِ یا اتٍ
2	اعراب بالحرف (نون گروپ)	تثنیہ	ـَـ انِ	ـَـ یْنِ	ـَـ یْنِ
		جمع سالم مذکر	ـُـ وْنَ	ـِـ یْنَ	ـِـ یْنَ

↔ تیر کے دونوں طرف ایک ہی شکل ہے

اسم کی اعرابی حالتیں

جنس	عدد	گروپ	اصلی حالت حالت (رفع)	تبدیل شدہ حالت I حالت (نصب)	تبدیل شدہ حالت II حالت (جر)	اعرابی قسم
مذکر	واحد	بے نون	مُسْلِمٌ	مُسْلِمًا	مُسْلِمٍ	بالحرکت
	تثنیہ	نون	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ	بالحرف
	جمع	نون	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِيْنَ	مُسْلِمِيْنَ	بالحرف
مؤنث	واحد	بے نون	مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَةً	مُسْلِمَةٍ	بالحرکت
	تثنیہ	نون	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ	بالحرف
	جمع	بے نون	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتٍ	مُسْلِمَاتٍ	بالحرکت
جمع مکسر — عاقل	مذکر	بے نون	رِجَالٌ (کئی مرد)	رِجَالًا	رِجَالٍ	بالحرکت
جمع مکسر — عاقل	مؤنث	بے نون	نِسَاءٌ (عورتیں)	نِسَاءً	نِسَاءٍ	بالحرکت
جمع مکسر — غیر عاقل	مذکر	بے نون	كُتُبٌ (کتابیں)	كُتُبًا	كُتُبٍ	بالحرکت
جمع مکسر — غیر عاقل	مؤنث	بے نون	أَعْيُنٌ (آنکھیں)	أَعْيُنًا	أَعْيُنٍ	بالحرکت

↔ تیر کے دونوں طرف حالت نصب اور حالت جر میں ایک ہی لفظ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس السادس

مرکبات (Compounds)

سبق نمبر 6

حکماء کی اصطلاح میں ایک علم **علم المفردات** اور ایک علم **علم المرکبات** کہلاتا ہے۔

علم المفردات : یہ جو ایک جڑی بوٹی ہے اسکا کیا نام ہے؟ اس کے فوائد کیا ہیں؟ اسکی خصوصیات کیا ہیں؟ اسکے نقصانات کیا ہیں؟ یہ پہچاننا، یہ جاننا علم المفردات (Knowledge of Singles) کہلاتا ہے۔ (مفردات مفرد کی جمع ہے)۔

علم المرکبات: یہ علم کہ اس جڑی بوٹی کو دوسری جڑی بوٹی کے ساتھ ملا دیا جائے تو پھر اس میں کیا تاثیر پیدا ہو جاتی ہے؟ پھر اس کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ کیا نقصان ہوتا ہے؟ اس علم کو علم المرکبات (Knowledge of Compounds) کہتے ہیں۔ (مرکب کی جمع مرکبات ہے)۔

عربی گرامر میں مفرد اور مرکب: (Single & Compound)

مفرد کیا ھے؟ کوئی بھی لفظ (اسم، فعل یا حرف) جب تن تنہا (Single) استعمال ہو رہا ہو تو اسکو عربی گرامر کی اصطلاح میں مفرد کہتے ہیں۔

اسماء (Nouns) کی گرامر کا علم المفردات (knowledge of Singles) تو پچھلے اسباق میں حاصل کر چکے ہیں کہ اس مفرد (Single) اسم کی:۔ ❶ جنس کیا ہے ❷ عدد کیا ہے ❸ وسعت کیا ہے اور ❹ اعرابی حالت کیا ہے۔

(اسماء کی طرح اگر **افعال** اور **حروف** بھی علیحدہ علیحدہ استعمال ہوں تو مفرد کہلاتے ہیں)۔

مرکب کیا ھے؟ ایک لفظ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ مل کر آئے یعنی کم از کم دو الفاظ کا مجموعہ بن جائے تو وہ مرکب (Compound) کہلاتا ہے۔ لہذا فارمولا بنا: **{مفرد + مفرد = مرکب}**۔

مثلاً: اَلْوَلَدُ اور اَلصَّالِحُ دو الفاظ ہیں۔ اگر یہ دونوں علٰیحدہ علٰیحدہ استعمال ہوں تو مفرد ہوں گے اور اگر ملا کر استعمال کیے جائیں گے تو مرکب بن جائے گا۔ جیسے اَلْوَلَدُ + اَلصَّالِحُ = اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ۔

علم المرکبات: ایک اسم کو دوسرے اسم کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو پھر اسکے معنٰی میں کیا تبدیلی واقع ہو جاتی ہے؟ ان کو ملا کر کس طرح پڑھتے اور لکھتے ہیں؟ اس علم کو علم المرکبات (Knowledge of Compounds) کہتے ہیں۔ **مثلاً**: عَبْدٌ کا معنٰی [بندہ] ہے اور ایک دوسرے اسم اَللّٰهُ سے مراد اللہ رب العزت کی ذات پاک ہے۔ ان دونوں (مفرد + مفرد) کو جب ملا کر استعمال کریں گے تو پھر ایک مرکب بن جائے گا (عَبْدٌ + اَللّٰهُ = عَبْدُ اللّٰهِ) اور اس جملے میں [کا] کا معنٰی پیدا ہو جائے گا [اللہ کا بندہ]۔ مفرد اسم عَبْدٌ کے آخر میں جو تنوین [ٌ] (ڈبل حرکت) تھی، وہ کہاں چلی گئی؟ اور دوسرے مفرد اسم اَللّٰهُ کے آخر میں جو پیش [ُ] تھی وہ زیر [ِ] میں کیسے بدل گئی؟ دونوں کے ملنے سے جو مرکب بن گیا اس میں [کا] کا معنٰی کہاں سے آ گیا؟ اس علم کا حاصل کرنا **عِلْمُ الْمُرَكَّبَاتِ** کہلاتا ہے۔ کم از کم دو الفاظ یا دو اسماء کا گروپ (Group) یا مجموعہ (الفاظ تعداد میں دو یا دو سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں) مرکب کہلاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ دو مفرد اسماء اکٹھے ہوں تو ان کا معنیٰ ومفہوم (Meaning) بھی مکمل ہو جائے۔ یہ کیسے پتہ چلے گا کہ معنیٰ مکمل ہو گیا ہے یا نہیں؟ یہ معلوم کرنے کا بڑا آسان (Simple) سا طریقہ ہے۔ اردو یا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے سے اگر کسی عربی مرکب میں [ہے (is)] کا معنیٰ پیدا ہو رہا ہو تو وہ مکمل مرکب کہلائے گا۔ اور اگر [ہے (is)] کا معنیٰ پیدا نہیں ہو رہا تو اس مرکب کو نامکمل مرکب کہیں گے۔

مثلاً: نیک لڑکا یہ نامکمل مرکب کہلائے گا جبکہ **لڑکا نیک ہے** کو مکمل مرکب کہیں گے۔ نامکمل کو عربی زبان میں **ناقص** کہتے ہیں لہذا نامکمل مرکب کو **مرکب ناقص** کہیں گے۔ اگر کسی مرکب کے ترجمے میں [ہے] کا لفظ موجود ہو تو اس مرکب کو **مرکب تامّ (جملہ)** کہیں گے۔ (**تامّ** کا معنیٰ **مکمل**)۔ لفظ تام اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مرکبات کی اقسام

1 مرکب ناقص

اگر دونوں اسم معرفہ ہوں یا دونوں اسم نکرہ ہوں تو ان کے ملنے سے [ہے] کا معنیٰ پیدا نہیں ہوتا۔ اَلْوَلَدُ معرفہ ہے اور اَلصَّالِحُ بھی معرفہ ہے دونوں کو ملا کر پڑھیں گے تو مرکب اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ بنے گا۔ اسکا ترجمہ ہوگا [نیک لڑکا]۔

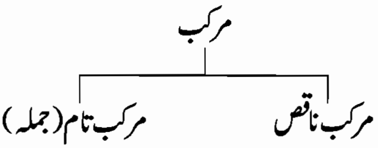

مثالیں: نیک لڑکا [اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ]۔ لڑکے کی کتاب [كِتَابُ الْوَلَدِ]۔

یہ لڑکا [هٰذَا الْوَلَدُ]۔ مسجد میں [فِي الْمَسْجِدِ]۔

2 مرکب تام

دو اسموں کو ملانے سے ان میں [ہے] کا معنیٰ پیدا کرنے یعنی مرکب تام بنانے کے لئے پہلے اسم کو **معرفہ** اور دوسرے اسم کو **نکرہ** استعمال کیجئے۔ کسی عام اسم کے شروع میں الف لام (ال) ہو تو وہ **اسم معرفہ** ہوتا ہے۔ جیسے [صَالِحٌ] کسی کا مخصوص نام نہیں ہے بلکہ نیک کے معنیٰ میں عام صفاتی نام (اسم صفت) ہے اسلئے یہ نکرہ ہے۔ (صَالِحٌ کا معنیٰ ہے 'کوئی بھی نیک شخص') جبکہ [اَلْوَلَدُ] معرفہ ہے اور [صَالِحٌ] نکرہ ہے۔

مثالیں

لڑکا نیک ہے [اَلْوَلَدُ صَالِحٌ]۔ یہ لڑکے کی کتاب ہے [هٰذَا كِتَابُ الْوَلَدِ]۔

یہ لڑکا ہے [هٰذَا وَلَدٌ]۔ لڑکا مسجد میں ہے۔ [اَلْوَلَدُ فِي الْمَسْجِدِ]۔

ان میں سے ہر ایک مرکب تام کہلائے گا کیونکہ سب میں ہے کا معنیٰ پایا جا رہا ہے۔

قاعدہ: پہلا اسم **معرفہ** ہو اور دوسرا اسم **نکرہ** ہو تو ان دو اسموں کے ملنے سے [ہے] کا معنیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔ وَلَدٌ اور صَالِحٌ کو ملانے سے ہے کا معنیٰ پیدا نہیں ہوا کیونکہ وَلَدٌ اور صَالِحٌ دونوں اسم نکرہ ہیں لہذا معنیٰ ہوگا ایک نیک لڑکا۔ (نکرہ + نکرہ) میں بھی ہے کا معنیٰ پیدا نہیں ہوا اسلئے یہ مرکب ناقص ہے۔ اور اگر ایک اسم معرفہ ہے اور دوسرا اسم نکرہ ہے یعنی اَلْوَلَدُ اور صَالِحٌ تو ملا کر پڑھنے سے بنے گا۔ اَلْوَلَدُ صَالِحٌ اس کا ترجمہ ہوگا **لڑکا نیک ہے**۔ لہذا ہے کا معنیٰ پیدا ہو گیا اور اس طرح یہ [مکمل مرکب] مرکب تام/جملہ بن جائے گا۔

اوپر دی گئی مثالوں میں پہلی چار 4 مرکب **ناقص** کی اور دوسری چار 4 مرکب تام کی مثالیں ہیں جن سے چند نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو اسماء ملا کر[ہے] کا معنی پیدا کرنے کا طریقہ

ⓘ دو اسماء میں ہے کا معنٰی پیدا کرنے کا فارمولا یہ ہے کہ پہلا **اسم معرفہ** اور **دوسرا نکرہ** استعمال ہو یعنی اسم معرفہ اور اسم نکرہ کو ملانے سے [ہے] کا معنٰی پیدا ہوتا ہے۔

(اسم معرفہ + اسم نکرہ) = مرکب تام (Proper Noun + Common Noun = Complete Compound)

اَلْـوَلَـدُ اسم معرفہ ہے اور صَـالِـحٌ کسی کا مخصوص نام نہیں بلکہ ہر نیک شخص کے لئے عام نام ہے اور اس سے پہلے الف لام [ال] نہیں ہے اس لئے یہ نکرہ ہے۔ تو ان دونوں اسموں معرفہ + نکرہ کے ملنے سے [ہے] کا معنٰی پیدا ہوتا ہے لہذا۔ اَلْوَلَدُ صَالِحٌ کا معنٰی [لڑکا نیک ہے] کریں گے۔

اوپر دی گئی مثالوں میں سے ایک اور مثال ہے جس میں پہلا اسم معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ ہے۔ **هٰـذَا وَلَدٌ** دو اسم ہیں [هٰذَا] معرفہ ہے۔[هٰذَا] اسم اشارہ ہے جو کہ معرفہ ہے۔ ہر لڑکے کو عربی میں [وَلَـدٌ] کہتے ہیں۔ اس لئے یہ اسم نکرہ ہے۔ هٰـذَا اسم معرفہ ہے۔ چونکہ وَلَـدٌ نکرہ ہے اسلئے قاعدے کے مطابق دونوں کو ملا کر یعنی هٰـذَا وَلَدٌ کا معنٰی [یہ لڑکا ہے] کریں گے۔ لہذا پہلا اسم اگر معرفہ ہو اور دوسرا اسم نکرہ ہو تو [ہے] کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ہے کا معنٰی دینے والا مرکب تام (جملہ) ہوتا ہے۔

ⓘⓘ لیکن اَلْـوَلَـدُ الـصَّالِحُ اور هٰـذَا الْوَلَدُ ان دونوں میں [ہے] کا معنٰی پیدا نہیں ہوگا کیونکہ دونوں (معرفہ + معرفہ) کا مرکب ہیں۔ چنانچہ ان کا معنٰی نیک لڑکا اور یہ لڑکا کریں گے۔

مفرد : کوئی بھی لفظ اگر جملے میں استعمال ہونے کی بجائے تنہا الگ تھلک استعمال ہو رہا ہو تو عربی گرامر کی اصطلاح میں **مفرد** (Single) کہلاتا ہے۔

مرکب: اور اگر کوئی مفرد اسم کسی اور مفرد اسم کے ساتھ مل کر آئے تو عربی گرامر کی اصطلاح میں **مرکب** (Compound) کہلاتا ہے۔

مثلاً: اَلْوَلَدُ اور صَالِحٌ دونوں اگر الگ الگ استعمال ہوں تو مفرد کہلائیں گے اور اگر ملا کر استعمال کئے جائیں تو پھر ان کو مرکب کہا جائے گا۔

مرکب ناقص کی اقسام

❶ مرکب توصیفی ❷ مرکب اضافی ❸ مرکب اشاری ❹ مرکب جاری

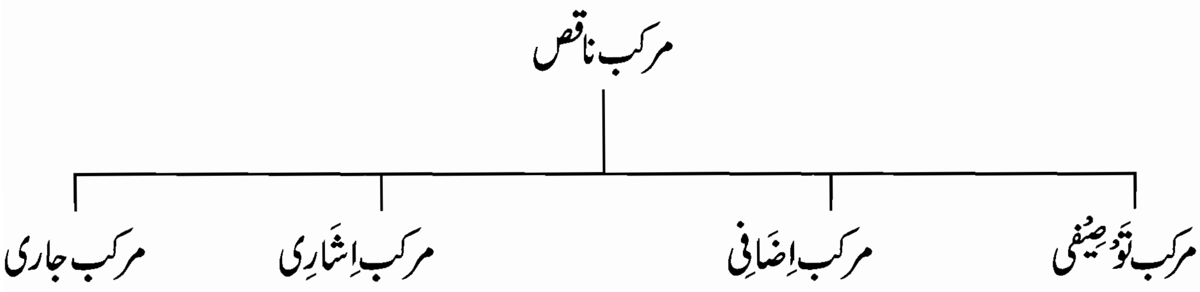

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس السادس — ناقص مرکب نمبر ① مرکب توصیفی — سبق نمبر 6(۱)

(Adjective Compound)

اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ دونوں اسم معرفہ ہیں اور دونوں کے اکٹھے ملنے سے یہ مرکب بن گیا ہے۔اس مرکب میں ایک اسم کی اچھائی اور خوبی بیان کی جارہی ہے جبکہ دوسرا اسم اچھائی اور خوبی بیان کررہا ہے۔اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ میں وہ اسم جسکی خوبی بیان کرجارہی ہے وہ اَلْوَلَدُ ہے اور وہ اسم جو اَلْوَلَدُ کی اچھائی اور خوبی بیان کررہا ہے وہ اَلصَّالِحُ ہے۔کسی اسم کی برائی بھی بیان کی جاسکتی ہے لیکن یہاں اچھائی بیان ہورہی ہے۔یہاں سے دو اصطلاحات بنیں:

اسم مَوْصُوْف: جس اسم کی خوبی (اچھائی یا برائی) بیان کی جارہی ہو اسکو اردو اور عربی گرامر کی اصطلاح میں **موصوف** کہتے ہیں۔عموماً کسی کی وفات کے بعد اکثر کہا جاتا ہے کہ موصوف بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔اسلئے یہاں اسم اَلْوَلَدُ کو **موصوف** کہیں گے۔

اسم صِفَت: جو اسم دوسرے اسم کی خوبی بیان کررہا ہے اس کو اردو اور عربی گرامر کی اصطلاح میں **صفت** کہیں گے۔لہذا اَلصَّالِحُ کو موصوف کی صفت کہیں گے۔

نوٹ: (صِفَةٌ کی [ف] کے اوپر زبر [ـَ] ہے)۔اس لئے تجوید کے لحاظ سے سکون میں اس کا تلفظ صِفَتْ ہوگا۔

موصوف اور **صفت** کے مجموعے کو عربی گرامر کی اصطلاح میں **مرکب توصیفی** کہا جاتا ہے۔(موصوف + صفت = مرکب توصیفی)

مرکب توصیفی بنانے کا فارمولا/قاعدہ

مرکب توصیفی میں دونوں اسم یا تو معرفہ (معرفہ + معرفہ) استعمال ہونگے **مثلاً**: اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ یا دونوں اسم نکرہ (نکرہ + نکرہ) استعمال ہوں گے جیسے وَلَدٌ صَالِحٌ۔دونوں مرکبات کا معنیٰ نیک لڑکا کریں گے۔اَلْوَلَدُ یا وَلَدٌ موصوف ہیں، انکی اچھائی بیان ہورہی ہے اور اَلصَّالِحُ یا صَالِحٌ صفت ہیں جو موصوف کی اچھائی بیان کررہے ہیں۔یوں بھی کہہ سکتے ہیں اَلْوَلَدُ الْفَاسِقُ۔اَلصَّالِحُ کی ضد (Opposite Word) اَلْفَاسِقُ ہے۔فَاسِقٌ کا معنیٰ نافرمان ہے۔فَاسِقٌ کہنے کو برائی ہے پھر گرامر کی اصطلاح میں بھی صفت ہی کہلائے گی۔

اردو زبان اور عربی زبان میں صفت اور موصوف کی ترتیب: اردو زبان میں صفت پہلے آتی ہے اور موصوف بعد میں **مثلاً**: [نیک لڑکا]۔اردو زبان کے اس مرکب کو عربی زبان میں تبدیل کرنے کے لیے نیک کی عربی بعد میں بنائیں گے اور لڑکا کی عربی پہلے بنائیں گے اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ۔کیونکہ مرکب توصیفی میں عربی ترجمہ اردو زبان کے الٹ ہوتا ہے۔

مرکب توصیفی میں اسم موصوف اور اسم صفت میں اسم کے ہر پہلو کے لحاظ سے مطابقت ہوتی ہے۔مطابقت (Co-ordination) یا کہہ لیجئے یکسانیت، مساوات، برابری، تطابق (Symmetry) ہوتی ہے یعنی صفت کی (i) جنس (ii) عدد (iii) وسعت اور (iv) اعراب سب موصوف کے تابع اور موصوف کے مطابق ہوتے ہیں۔جس طرح کی جنس موصوف کی اسی طرح کی جنس صفت کی ہوگی وغیرہ۔ **مثلاً**: اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ [نیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکا]۔اَلْوَلَدَانِ کے ساتھ الصَّالِحُ نہیں اَلصَّالِحَانِ آئے گا (تثنیہ موصوف کے ساتھ تثنیہ صفت)۔اَلْوَلَدَانِ الصَّالِحَانِ [دو نیک لڑکے]۔
اَلْاَوْلَادُ الصَّالِحُوْنَ [دو سے زیادہ نیک لڑکے]۔اَلْوَلَدُوْنَ الصَّالِحُوْنَ نہیں آیا کیونکہ کبھی بھی اسم ذات کی جمع [وْنَ] کے ساتھ نہیں آتی۔عربی زبان میں اَلْوَلَدُ کسی ڈھانچے کا نام ہے۔اسلئے اَلْوَلَدُ اسم ذات ہے اسم صفت نہیں۔وہ اسم جو کسی کی اچھائی یا برائی بیان کر رہا ہو اسم صفت ہوتا ہے۔اسلئے اَلصَّالِحُ اسم صفت ہے۔جس طرح اَلْوَلَدُ کی جمع اَلْوَلَدُوْنَ غلط ہے اسی طرح اَلْکِتَابُ کی جمع اَلْکِتَابُوْنَ بھی غلط ہے۔اَلطِّفْلُ [بچہ] کی جمع اَلطِّفْلُوْنَ غلط ہے۔ان سب کی جمع [وْنَ] کے ساتھ نہیں بلکہ دوسری طرح آتی ہے جسے جمع مکسر کہتے ہیں۔لہٰذا اَلْوَلَدُ کی جمع اَلْاَوْلَادُ آئے گی لیکن اَلصَّالِحُ کی جمع اَلصَّالِحُوْنَ آئے گی۔اَلْبِنْتُ الصَّالِحَۃُ [نیک لڑکی]۔اَلْبِنْتَانِ الصَّالِحَتَانِ [دو نیک لڑکیاں] اَلْبَنَاتُ الصَّالِحَاتُ [دو سے زیادہ نیک لڑکیاں]۔

قاعدے کا استثناء (Exception)

استثناء کو سمجھنے کے لئے یہ بات جان لیجئے کہ مخلوقات تین اقسام کی ہیں۔

مخلوق نمبر 1 وہ مخلوق جس کو اللہ رب العزت نے عقل یعنی خیر اور شر کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت سے تو نوازا ہے لیکن اس مخلوق کو اپنی معصیت اپنی نافرمانی یا کہہ لیجئے گناہ کرنے کی طاقت نہیں دی۔وہ فرشتوں کی مخلوق ہے جو خیر اور شر کے درمیان فرق تو کر سکتے ہیں ورنہ منکر اور نکیر کیسے لکھتے کہ یہ گناہ ہے یا یہ نیکی ہے۔فرشتے گناہ نہیں کر سکتے۔اللہ رب العزت نے انہیں یہ طاقت ہی نہیں دی انکے اندر یہ صفت وصلاحیت ہی نہیں رکھی۔

مخلوق نمبر 2 وہ مخلوق کہ رب العزت نے جس کو گناہ کرنے کی یا کہہ لیجئے کسی کو نقصان پہنچانے کی، کسی کو کاٹ کھانے کی طاقت تو دی ہے لیکن اسکو عقل یعنی خیر اور شر کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت عطا نہیں کی۔وہ حیوانات کی مخلوق ہے۔جانور اگر کسی کو کاٹتا ہے تو ظاہر ہے اسمیں اسکا کوئی قصور نہیں اسکو پتہ ہی نہیں کہ میں جو کام کر رہا ہوں وہ درست ہے یا غلط ہے۔نیکی ہے یا گناہ ہے۔اسکو تو صرف اپنی مادی خواہش کو پورا کرنے سے غرض ہوتی ہے۔وہ آتا ہے کسی کا دودھ پڑا ہوتا ہے پی کے چلا جاتا ہے اسے کوئی احساس نہیں ہوتا کہ کسی نے بڑی محنت سے کما کر حاصل کیا ہے اور اپنے بچے کے لئے رکھا ہوا ہے اسے اسکا کوئی احساس نہیں ہوتا، تو یہ بھی مخلوق ہے۔جس کو اللہ رب العزت نے کسی کو نقصان پہنچانے کی یا گناہ کرنے کی طاقت تو دے رکھی ہے، لیکن عقل کی صلاحیت سے محروم رکھا ہے۔

مخلوق نمبر 3 یہ مخلوق انسان ہے۔اللہ رب العزت نے اس کو عقل یعنی خیر اور شر کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت سے بھی نوازا ہے اور اس کو گناہ کرنے یعنی معصیت ونافرمانی کرنے کی طاقت بھی عطا کر رکھی ہے۔اگر وہ اپنی عقل یعنی خیر اور شر کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت کو غالب کر لیتا ہے تو وہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ وافضل اور بالا وبرتر ہو جاتا ہے۔اسلئے کہ فرشتے اگر گناہ نہیں کرتے ہیں تو اسمیں انکا کوئی کمال نہیں وہ کر ہی نہیں سکتے اور اگر انسان اپنی عقل کی، خیر اور شر میں فرق کرنے کی صلاحیت کو مغلوب کر لیتا ہے اور اپنے گناہ کرنے کے مادے کو، نافرمانی کرنے کی قوت وطاقت کو غالب کر لیتا ہے تو وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔اسلئے کہ حیوان اگر کوئی گناہ کرتا ہے، غلط کام کرتا ہے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔اس لئے کمال بھی حضرت انسان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اورقصور بھی حضرت انسان کا ہے۔یہی وجہ ہے جہاں اللہ رب العزت نے انسان کے بارے میں یہ فرمایا:**لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ**(التین:4/95)[یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا]۔اورفرمایا **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ**..(الاسراء:70/17) [یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی]۔تو پھر ساتھ ہی اسی قرآن پاک میں اسی انسان کے بارے میں یہ بھی فرمایا! **أُولٰٓئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ**.. (الاعراف:179/7) کہ یہ لوگ جو اپنے مادۂ شہوت کو، گناہ کرنے کی قوت وطاقت کو خیر اورشر کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت پر غالب کرلیتے ہیں۔یہ لوگ جانوروں اور چوپایوں کی مانند ہیں۔بَلْ هُمْ أَضَلُّ [بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں]۔

عاقل اور غیر عاقل: عاقل وہ مخلوق جس کے پاس خیر اورشر کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت موجود ہےاورغیر عاقل وہ مخلوق جس کے پاس خیر اورشر کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔اَوْلَادٌ [لڑکے] وَلَدٌ کی جمع ہے۔اوراس لفظ کا تعلق عاقل مخلوق سے ہے۔اسی طرح بَنَاتٌ [لڑکیاں] کا تعلق بھی عاقل مخلوق سے ہے۔لیکن کُتُبٌ کِتَابٌ کی جمع ہے اسکا تعلق غیر عاقل سے ہے۔حُمُرٌ جو حِمَارٌ [گدھے] کی جمع ہے اسکا تعلق بھی غیر عاقل مخلوق سے ہے۔**غیر عاقل مخلوق میں حیوانات اورسب بے جان اشیاء آجاتی ہیں اور عاقل میں انسان، فرشتے**، اور جنات شامل ہیں۔

جمع مکسر (i) جمع مکسر عاقل کی بھی ہوتی ہے اور (ii) غیر عاقل کی بھی۔

وہ جمع جس کے آخر میں نہ نون [ن] ہو اور نہ ہی اسکے آخر میں الف اور لمبی تا [ات] ہو جمع مکسر کہلاتی ہے۔جیسے مُسْلِمُوْنَ یہ لفظ جمع تو ہے لیکن جمع مکسر نہیں ہے اور مُسْلِمَاتٌ بھی جمع تو ہے لیکن جمع مکسر نہیں ہے۔

اسی طرح اَوْلَادٌ ، کُتُبٌ ، حُمُرٌ سب جمع مکسر ہیں۔ان میں دو الفاظ [حُمُرٌ] اور [کُتُبٌ] ہیں۔جن کا تعلق جمع مکسر غیر عاقل سے ہے۔یہ جمع ہی، مکسر بھی ہیں اور غیر عاقل بھی ہیں۔

مرکب توصیفی کے قاعدہ میں پڑھا تھا کہ جس طرح کا موصوف ہوتا ہے اسی طرح کی صفت ہوتی ہے۔**یہاں آکر قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے پھر استثناء کا قانون (Rule of Exception) استعمال ہوتا ہے**۔عربی گرامر والوں نے گرامر کی حد تک **جمع مکسر غیر عاقل کو واحد مؤنث** کے برابر قرار دیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ایک لفظ جمع بننے کو تو بن جائے لیکن اگر (i) جمع ہو (ii) ٹوٹی ہوئی (جمع مکسر) اور ہو بھی (iii) بے سمجھ [غیر عاقل] کی تو گرامر کے قواعد لاگو یا استعمال کرتے وقت اسکو **واحد مؤنث** کے برابر قرار دیا جائے۔لہٰذا وہ لفظ جو جمع بننے کو تو بن جائے لیکن جمع مکسر ہو اور غیر عاقل بھی ہو تو اسکو گرامر کی حد تک واحد مؤنث کے برابر قرار دیا جاتا ہے۔**مثلاً**: ایک لفظ کُتُبٌ کے ساتھ جو صفت آئے گی وہ جَدِیْدَةٌ ہے۔جبکہ جَدِیْدَةٌ کا لفظ ایک (واحد) مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔**مثلاً**: ایک طالبہ ہے مؤنث (Female) اسکے بارے میں کہنا ہے کہ وہ نئی داخل (New Comer) ہوئی ہے تو اس کو عربی زبان میں طَالِبَةٌ جَدِیْدَةٌ [نئی طالبہ] کہیں گے۔اسی طرح سَیَّارَةٌ جَدِیْدَةٌ ، سَاعَةٌ جَدِیْدَةٌ۔تو جَدِیْدَةٌ کا لفظ واحد مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اگر ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ کُتُبٌ جَدِیْدَةٌ اس طرح کیوں استعمال کیا گیا ہے۔جبکہ عربی زبان میں کُتُبٌ موصوف ہے اور مذکر ہے اسکے ساتھ جو صفت آرہی ہے وہ واحد مؤنث لائی جارہی ہے تو موصوف اور صفت کی برابری تو ختم ہوگئی۔ایسا کیوں ہے یہ استثناء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Exception) کیوں ہے؟ تو جہاں ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو وہیں اسکا جواب بھی موجود ہونا چاہئے کہ کُتُبٌ (i) جمع ہے (ii) مکسر ہے (iii) غیر عاقل ہے اور جمع مکسر غیر عاقل کو (لکھتے، بولتے، پڑھتے) عربی گرامر میں واحد مؤنث کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ موصوف کُتُبٌ چونکہ جمع مکسر غیر عاقل ہے اسلئے اسکے ساتھ جو اسکی صفت استعمال ہوئی ہے وہ جَدِیْدَۃٌ واحد مؤنث ہے۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل مرکبات توصیفی کا اردو میں ترجمہ کریں۔

مرکب توصیفی کا اردو میں ترجمہ کیسے کیا جائے؟

مرکب توصیفی کا ترجمہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ❶ اردو میں اس کا ترجمہ الٹ کرتے ہیں۔ یعنی عربی زبان میں لکھے ہوئے دوسرے اسم کا اردو ترجمہ پہلے اور عربی زبان میں لکھے ہوئے پہلے اسم کا اردو ترجمہ بعد میں کیا جاتا ہے۔ ❷ دونوں کے ترجمہ میں [ہے] معنیٰ پیدا نہیں کیا جاتا۔ مرکب توصیفی کے متعلق دیکھئے منطق (Logic) کے بالکل عین مطابق ہوتا ہے۔ یعنی کہ جس طرح کا موصوف ہوتا ہے اسی طرح کی صفت ہوتی ہے۔ موصوف اگر اچھا ہے تو اسکی عادتیں بھی اچھی ہونگی۔ موصوف اگر بُرا ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے توقع بھی بُرے سلوک کی ہی رکھنی چاہئے۔ یعنی

نوٹ: اسم صفت کی اپنے موصوف کے ساتھ تمام ان پہلوؤں / اطراف میں مطابقت ہونی چاہئے جن میں سے اسم گزر سکتا ہے۔ جیسے

❶ موصوف اگر مذکر ہے تو اس کی صفت بھی مذکر ہوگی۔

❷ موصوف اگر مونث ہے تو اسکی صفت بھی مونث استعمال ہوگی۔

❸ موصوف اگر واحد ہے تو اس کی صفت بھی واحد ہوگی۔

❹ موصوف اگر تثنیہ ہے تو اسکی صفت بھی تثنیہ ہوگی۔

❺ موصوف اگر جمع ہے تو اسکی صفت بھی جمع ہوگی۔

❻ موصوف اگر معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہوگی۔ اگر موصوف نکرہ ہے تو اسکی صفت بھی نکرہ ہوگی۔

❼ موصوف اگر حالتِ رفع میں ہے تو اسکی صفت بھی حالتِ رفع میں ہوگی۔

❽ موصوف اگر کسی وجہ سے حالت نصب میں چلا گیا ہے تو اسکی صفت بھی حالتِ نصب میں چلی جائے گی۔

❾ موصوف اگر حالتِ جر میں ہے تو اسکی صفت بھی حالت جر میں استعمال ہوگی۔

جمع مکسر غیر عاقل کے لئے استثناء (Exception) کے قاعدہ کا خیال رکھنا ہوگا۔

❶ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ (فاطر:10/35) [نیک عمل]۔

❷ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ (النور:35/24) [برکت والا درخت] ایک بابرکت درخت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3 مَتَاعٌ قَلِيْلٌ (آل عمران :197/3) (مَتَــاعٌ [فائدہ]۔قَــلِيْــلٌ [تھوڑا]) [تھوڑا فائدہ]۔یا اسکا معنیٰ عیش وآرام بھی ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید نے دنیوی زندگی کے بارے میں کہا کہ دنیوی زندگی کیا ہے۔آخرت کے مقابلے میں مَتَــاعٌ قَــلِيْــلٌ ہے۔جس کی مقدار بھی کم جس کا دورانیہ بھی کم۔اگر پھر اعمال اعمال صالح نہیں ہونگے تو اذیّتوں کا،تکلیفوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا کہ دنیوی زندگی اسکے مقابلے میں گھڑی دو گھڑی ہی نظر آئے گی۔اسلئے قرآن پاک نے کہا مَتَاعٌ قَلِيْلٌ (تھوڑا فائدہ،تھوڑا عیش وآرام)۔

4 اَجْرٌ عَظِيْمٌ..(آل عـمـران :172/3) ۔اَجْرٌ [معاوضہ،بدلہ،پھل،اجرت،مزدوری]۔عَـظِيْمٌ [بہت بڑا،بہت زیادہ]۔اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کو قبول کیا باوجود زخم کھانے کے،نیکی کرتے رہے اور پرہیزگاری برتتے رہے ان کے لئے بہت زیادہ اجر(معاوضہ)ہے۔

5 اَلـصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ..(الـفـاتـحـہ:5/1)اَلصِّرَاطَ کہتے ہیں[معنوی راستے کو]اور اَلْمُسْتَقِيْمَ [سیدھا]یعنی وہ سیدھا راستہ جس پر چل کر ایک مومن فلاح پا جاتا ہے۔

6 اَلدِّيْنُ الْخَالِصُ..(الزمر:3/39)[خالص دین]۔

7 اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ..(الاحزاب:21/33)اُسْوَةٌ[نمونہ،طریقہ]۔حَسَنَةٌ [عمدہ،بہترین]بہترین نمونہ

8 اَلدَّارُ الْآخِرَةُ..(القصص:83/28)[اُخروی گھر]یعنی آخرت والا گھر۔

9 كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ..(ابراھیم:24/14) كَلِمَةٍ [بات]۔طَيِّبَةٍ[پاکیزہ]۔[پاکیزہ بات]

10 عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ..(الانبیاء:26/21) عِبَادٌ[بندے]۔مُّكْرَمُوْنَ[عزت وتکریم والے]۔[عزت وتکریم والے بندے]۔

11 نِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ..(الفتح:25/48)نِسَاءٌ[عورتیں]۔مُؤْمِنَاتٌ[مومن عورتیں]۔

12 اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ..(الطارق:3/86) اَلنَّجْمُ [ستارہ یا سیارہ]۔ اَلثَّاقِبُ[روشن،چمکتا ہوا،درخشاں]۔چمکتا ہوا ستارہ

13 رَبٌّ غَفُوْرٌ..(۱۵:۳۴..سبا:15/34)[بخشنے والا رب]۔

14 بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ..(سبا:15/34) [پاک،شہر]

15 غُلَامَانِ يَتِيْمَانِ / غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ..(الکھف:82/18)[دو یتیم بچے]۔

16 عَيْنَانِ نَضَّاخَتٰنِ..(الرّحمٰن:66/55)[دو ابلنے والے چشمے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17 آیَاتٍ بَیِّنَاتٍ..(البقرۃ:99/2)[روشن (واضح) دلیلیں]۔

18 صُحُفٍ مُّکَرَّمَةٍ..(عبس:13/80)[عظمت والے صحیفے]۔

مُّکَرَّمَةٌ لفظ واحد ہے اسکا معنٰی ہے عزت والے (معزز) صحیفے۔ اللہ رب العزت نے آسمان سے جو صحیفے نازل کئے جن میں بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کے اصول اور ضابطے موجود تھے انکو کہا صُحُفٌ مُّکَرَّمَةٌ [معزز صحیفے]۔ صُحُفٌ چونکہ جمع مکسر غیر عاقل ہے اسلئے اسکے ساتھ جو لفظ صفت استعمال ہوا ہے وہ واحد مؤنث ہے۔

19 کُتُبٌ قَیِّمَةٌ..(البینہ:3/98)۔[مضبوط یعنی ٹھوس دلیلوں پر مبنی کتابیں]۔

قَیِّمَةٌ [مضبوط۔ ٹھوس دلائل پر مبنی]۔ کُتُبٌ قَیِّمَةٌ آسمان سے نازل کی جانے والی کتابوں کیلئے استعمال ہوا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کی تصحیح (Correction) کریں:

1 اَلْوَلَدُ الصَّالِحَةُ کی بجائے اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ کہیں گے۔(مذکر کے ساتھ صفت مذکر)۔

2 اَلْبِنْتُ الصَّالِحُ کی بجائے اَلْبِنْتُ الصَّالِحَةُ کہیں گے۔ آخر میں گول تا (ۃ) آجائے گی (نیک لڑکی)۔

3 اَلْبَابَانِ الْقَدِیْمَیْنِ کی بجائے اَلْبَابَانِ الْقَدِیْمَانِ کہیں گے۔ اگر موصوف میں نون [ن] سے پہلے الف [ا] ہے تو صفت میں بھی نون [ن] سے پہلے الف [ا] آئے گا برابری رہے گی [دو پرانے دروازے]۔

4 اَلْقُرْآنُ الْمَجِیْدُ کہئے یا قُرْآنٌ مَجِیْدٌ دونوں کو معرفہ رکھئے یا دونوں کو نکرہ۔ ایسا نہیں ہے کہ موصوف کے شروع میں تو الف لام [ال] آجائے اور صفت کے شروع میں الف لام [ال] نہ آئے اور موصوف کے آخر میں تنوین آئے اور صفت کے آخر میں تنوین نہ آئے۔ قرآن کا لفظی معنٰی پڑھنا ہے۔ یعنی یہ کتاب اتنی پڑھی جائے گی گویا کہ پڑھنا ہی اس کا نام ہو جائے گا۔ قرآن کا نام ہی معجزہ ہے۔ اللہ پاک کی کتاب کو قرآن اس وقت کہا گیا جبکہ حالات انتہائی نا مساعد تھے، تمام ادیانِ باطلہ اسکے خلاف متحد ہو چکے تھے۔ تمام بڑی بڑی قوتیں اور طاقتیں اسکو مٹانے پر تلی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا نام قرآن رکھ کران کو اشارہ دیا کہ تم جس بھول (مغالطے) میں ہو اس بھول کو/اس مغالطے کو ذہنوں سے نکال دو کہ تم اس کتاب کو ختم کر سکتے ہو سن لو! یہ کتاب تو قیامت تک رہے گی اور اس قدر پڑھی جائے گی کہ پڑھنا ہی اس کا نام ہو جائے گا۔ قرآن پاک نے کہا: بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِیْدٌ o فِیْ لَوْحٍ مَحْفُوْظٍ o (البروج:21-22/85) یعنی اس کو سب سے زیادہ پڑھا بھی جائے گا اور اس کی سب سے زیادہ عزت بھی کی جائے گی۔ اصل میں یہ معنٰی ہے قرآن مجید کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 مَدْرَسَةُ الْكَبِيْرَةُ [بڑا اسکول] اس کو کہیے مَدرَسَةٌ كَبِيْرَةٌ یا اَلْمَدْرَسَةُ الْكَبِيْرَةُ۔

6 اُمَّةُ الْمُسْلِمَةُ نہیں بلکہ اُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ یا اَلْاُمَّةُ الْمُسْلِمَةُ ہوگا۔

7 اَلْاَوْلَادُ الصَّالِحِيْنَ کی بجائے اَلْاَوْلَادُ الصَّالِحُوْنَ۔ اَلْاَوْلَادُ بھی حالتِ رفع میں ہے اور اگلا اسم (صفت) بھی حالت رفع میں آئے گا اور اَلصَّالِحِيْنَ کی حالت رفع اَلصَّالِحُوْنَ ہے یہاں (اعراب بالحرف) ہے۔ جس میں حرف تبدیل ہوتا ہے حرکت نہیں۔

8 اَلنِّسَاءُ الْمُوْمِنَتَانِ کی بجائے اَلنِّسَاءُ الْمُوْمِنَاتُ (مومنہ عورتیں)۔

9 اَلرِّجَالُ الْمُؤْمِنَانِ کی بجائے اَلرِّجَالُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

10 اَلْاَقْلَامُ الْجَدِيْدُوْنَ کی بجائے آئے گا۔ اَلْاَقْلَامُ الْجَدِيْدَةُ کیونکہ اَلْاَقْلَامُ 1 جمع ہے 2 مکسر ہے 3 غیر عاقل ہے۔ اسکے ساتھ جو صفت آئے گی وہ واحد مؤنث گول تا [ۃ] کے ساتھ آئے گی۔ (نئے قلم)

11 اَلْاَوْلَادُ الصَّالِحَةُ۔ اَلْاَوْلَادُ جمع مکسر تو ہے لیکن غیر عاقل نہیں بلکہ عاقل ہے اسلئے اسکے ساتھ جو صفت آئے گی وہ قاعدے کے مطابق ہو گی۔ چنانچہ اَلْاَوْلَادُ الصَّالِحَةُ کی بجائے کہیں گے۔ اَلْاَوْلَادُ الصَّالِحُوْنَ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس السابع — ناقص مرکب نمبر 2 مرکب اضافی — سبق نمبر 7

(Relative Compound)

تعارف: بعض اوقات دو الفاظ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور آپس میں انکا صرف اتنا تعلق ہوتا ہے کہ ایک اسم کو دوسرے اسم کی طرف منسوب کیا جا رہا ہوتا ہے۔ **مثلاً:** كِتَابُ الْوَلَدِ [لڑکے کی کتاب]۔ کتاب ایک عام اسم ہے کوئی بھی کتاب ہو سکتی ہے۔ یہاں کتاب کی نسبت لڑکے کی طرف ہو گئی۔ اسی طرح كِتَابُ اللّٰهِ میں كِتَابُ اور اللهِ دو اسم ہیں۔ كِتَابُ اللهِ اس مرکب میں کتاب کی نسبت اَللّٰه کی طرف کی جا رہی ہے۔ نسبت ہو جانے سے یہ عام کتاب نہیں رہی بلکہ كِتَابُ اللّٰهِ سے مراد اللہ کی وہ نازل کردہ کتاب ہے جسے اَلْقُرْآنُ الْكَرِيْمُ کہتے ہیں۔

نسبت اور اضافت: ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنا یا ایک اسم کو دوسرے اسم کی جانب منسوب کرنا عربی گرامر کی اصطلاح میں اضافت کہلاتا ہے یعنی تعلق (Relation) قائم کرنا یا نسبت کرنا۔ اردو زبان میں بھی کہتے ہیں کہ فلاں کی فلاں کے ساتھ نسبت طے پا گئی ہے۔

مضاف: جس اسم کو کسی کی طرف منسوب کیا جائے اس کو **مضاف** کہتے ہیں۔ كِتَابُ اللّٰهِ میں لفظ كِتَابٌ مضاف ہے۔

مضاف الیہ: جس کی طرف کسی کو منسوب کیا جائے وہ اسم مضاف الیہ کہلاتا ہے۔ [مُضَافُ اِلَيْهِ = اِلٰی + ہ]۔ **مثلاً:** كِتَابُ اللّٰهِ میں لفظ اللّٰهِ مضاف الیہ ہے۔

مرکبِ اضافی: وہ مرکب جو مضاف اور مضاف الیہ سے مل کر بنتا ہے مرکب اضافی کہلاتا ہے۔ (مضاف + مضاف الیہ = مرکب اضافی)

مرکبِ اضافی کے اجزاء: مرکب اضافی کے دو حصے ہوتے ہیں۔ (i) مضاف (ii) مضاف الیہ

نوٹ: اردو میں مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد میں آتا ہے جبکہ عربی میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔

مضاف اور مضاف الیہ کا قاعدہ

1. مضاف کے شروع میں الف لام [ال] نہیں آتا۔ اگر مضاف کے شروع میں الف لام [ال] ہو تو اَلْكِتَابُ اللّٰهِ ہو جائے گا۔ دونوں لفظ معرفہ بن جائیں گے، لفظ اللہ پہلے ہی معرفہ ہے۔ (معرفہ + معرفہ) یہ فارمولا مرکب توصیفی کا ہے۔ اس لئے مضاف کے شروع میں الف لام [ال] نہیں لگے گا۔

2. مضاف کے آخر میں تنوین یا نون [ن]۔ مضاف کے آخر میں تنوین استعمال نہیں ہوتی۔ مضاف کو نون [ن] کی آواز ہی برداشت نہیں تو وہ نون [ن] کو کیسے برداشت کرلے گا۔ اگر کسی لفظ کے آخر میں نون [ن] آ رہا ہو تثنیہ کا نون [ن] ہو یا جمع کا [ن] ہو تو یہ مضاف سے برداشت نہیں ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا مضاف کے آخر سے تثنیہ یا جمع کا نون [ن] حذف ہو جاتا ہے (گر جاتا)۔ **مثلاً:**

(i) **مسجد کے دو دروازے۔** دروازے کی عربی بَابٌ ہے اور دو دروازوں کے لئے بَابٌ کا تثنیہ بَابَانِ ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے مضاف اور مضاف الیہ لگتے ہیں۔ اس لئے ہونا تو بَابَانِ الْمَسْجِدِ چاہیئے۔ بَابَانِ مضاف ہے اور اَلْمَسْجِدِ مضاف الیہ ہے۔ چونکہ مضاف سے تنوین یعنی نون [ن] کی آواز برداشت نہیں ہوتی اس لئے خود نون [ن] بھی برداشت نہیں ہوتا۔ چنانچہ [ن] کو گرا دیں گے۔ تب جا کے مضاف مطمئن ہو گا چنانچہ بَابَانِ الْمَسْجِدِ کے بجائے کہیں گے **بَا بَا الْمَسْجِدِ** [مسجد کے دو دروازے]۔

(ii) **ابی لہب کے دو ہاتھ۔** عربی زبان میں۔ **یَدٌ** [ایک ہاتھ]۔ دو (تثنیہ) ہاتھوں کو **یَدَانِ** کہیں گے۔ اردو میں **ابولہب کے دو ہاتھ** کو عربی میں اِیَدَانِ اَبِیْ لَهَبٍ کہنا چاہیے لیکن قرآن مجید میں تَبَّتْ **یَدَآ** اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ o..(لھب:1/111) استعمال ہوا ہے۔ یَدَانِ کا نون [ن] گر گیا اور **یَدَا** ہو گیا ہے۔ دو ہاتھوں کو منسوب کیا جا رہا ہے ابولہب کی جانب۔ جس کو منسوب کیا جا رہا ہو اس کو مضاف کہتے ہیں اور مضاف کے آخر میں تثنیہ اور جمع کا نون [ن] باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ یَدَانِ اَبِیْ لَهَبٍ کی بجائے کہا گیا یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ۔

(iii) **دیہات کے مسلمان۔** مُسْلِمٌ کی جمع مُسْلِمُوْنَ ہے۔ ان سے مرکب اضافی بنتا ہے مُسْلِمُوْنَ الْقَرْیَةِ۔ لیکن مضاف کے آخر میں جمع کا نون بھی باقی نہیں رہتا چنانچہ مُسْلِمُوْنَ الْقَرْیَةِ کی بجائے ہوگا مُسْلِمُوْا الْقَرْیَةِ (بستی/دیہات کے مسلمان) کہیں گے۔

3 **مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں استعمال ہوتا ہے۔** پچھلے سبق میں گذر چکا کہ اگر اسم کا تعلق [ن] گروپ سے نہ ہو تو حالت جر میں اسم کے آخر میں زیر [ـِ] آتی ہے۔ اسلئے کِتَابُ اللّٰهَ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ کِتَابُ اللّٰهِ میں لفظ [اللہ] مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا **کِتَابُ اللّٰهِ** کہنا صحیح ہے۔

4 **نون [ن] گروپ کی حرکت تبدیل نہیں ہوتی بلکہ حرف تبدیل ہوتا ہے۔** اگر اسم میں نون [ن] سے پہلے الف [ا] ہو اس کو حالت جر میں لانے کے لیے [ی] میں بدل دیتے ہیں۔ اگر نون [ن] سے پہلے [و] ہو اسکو بھی حالت جر میں لانے کے لیے [ی] میں بدل دیتے ہیں۔ رَبُّ الْعَالَمُوْنَ کہنا درست نہیں ہے اسلئے کہ اَلْعَالَمُوْنَ یہاں مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر [ـِ] میں استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ اَلْعَالَمُوْنَ حالت رفع میں ہے۔ حالت رفع اصل حالت (Original) تسلی بخش، اطمینان بخش حالت کو کہتے ہیں۔ اس لفظ کو حالت جر میں لانا ہو تو ایک ہی صورت ہے اَلْعَالَمُوْنَ کی [و] کو [ی] میں بدل دیں۔ لہٰذا اَلْعَالَمُوْنَ کی بجائے اَلْعَالَمِیْنَ ہو جائے گا۔ کہیں گے۔ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ [سب جہانوں کا رَبّ]۔ رَبٌّ کی نسبت اَلْعَالَمِیْنَ کی طرف کی جا رہی ہے۔ کیونکہ رَبٌّ مضاف ہے۔ رَب کس کا ہے؟ سب جہانوں کا۔ [تمام عَالَمِیْنَ (مضاف الیہ) کا خواہ وہ عالم الانسان ہو، عالم الحیوان ہو، عالم الارض ہو، عالم النباتات ہو، عالم الجن ہو کوئی بھی ہو]

احتیاط: مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) پڑھنے میں تو دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن لکھنے میں فرق ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھنے میں ان دونوں میں دوسرا رَسُوْلُ اللّٰہِ درست ہے جو کہ مرکب اضافی ہے۔رَسُوْلٌ کا معنٰی (پیغام پہنچانے والا)۔لیکن جب رَسُوْلٌ کے لفظ کو اَللّٰہ کی طرف منسوب کر دیا جائے تو معنٰی ہو جائے گا کہ وہ عام پیغام پہچانے والا نہیں ہے بلکہ اس پیغام کو پہنچانے والا ہے جو اللہ کا بذریعہ وحی اس پر نازل ہوتا ہے۔رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وہ ہستی اقدس ومقدس جو اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچانے والی ہو۔

مرکب اضافی کا پہلا حصہ مضاف کہلاتا ہے۔مضاف کے شروع میں ال نہیں آتا۔چنانچہ اَلرَّسُوْلُ اللّٰہِ کی بجائے رَسُوْلُ اللّٰہِ کہیں گے۔

5 **مرکب اضافی کے ترجمے میں [کا ۔ کے ۔ کی] کا معنٰی پیدا ہوتا ہے۔** لہٰذا جن دو اسموں میں کا۔کے۔کی کا معنٰی پیدا ہو رہا ہو ان کا آپس میں تعلق ہوتا ہے۔

مضاف اور مضاف الیہ میں امتیاز: پہلا اسم دوسرے کا مضاف ہوتا ہے۔اور دوسرا پہلے کا مضاف الیہ ہوتا ہے۔عربی سے اردو ترجمہ میں جملے میں کہاں 'کا' کہنا ہے اور کہاں 'کی' کہنا ہے عربی زبان اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کرتی یہ ہماری اپنی زبان اردو کا مسئلہ ہے۔رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (سب جہانوں کا رب)۔یہاں 'کا' کا معنٰی پیدا ہوگا۔ کِتَابُ اللّٰہِ [اللہ کی کتاب]۔اگر کوئی اسکا ترجمہ کرتے وقت کہتا ہے [اللہ کا کتاب] تو پھر اسکی اردو زبان درست کرائی جائے گی عربی گرامر اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کرے گی۔

(مفرد درمرکب) عِبَادٌ جمع ہے عَبْدٌ [بندے] کی۔عِبَادٌ + اللّٰہ یہ دو اسم الگ الگ استعمال ہو رہے ہیں۔دونوں مفرد ہیں۔دونوں کو ملا کر مرکب اضافی بنانا ہو تو عِبَادٌ اللّٰہِ کی بجائے عِبَادُ اللّٰہِ [اللہ کے بندے] پڑھیں گے۔اس مرکب کے اندر 'کے' کا معنٰی پیدا ہو گیا۔

6 **ایک سے زیادہ مضاف اور مضاف الیہ۔** بعض اوقات ایک اسم کی نسبت دوسرے کی طرف ہو رہی ہوتی ہے اور دوسرے کی تیسرے کی طرف ہو رہی ہوتی ہے اور تیسرے کی چوتھے کی طرف ہو رہی ہوتی ہے۔درمیان میں کئی [کا ۔ کے ۔ کی] آ رہے ہوتے ہیں۔

مثلاً: (i) بادشاہ کے وزیر کا گھر۔ (ii) بادشاہ کے وزیر کے گھر کا دروازہ۔ (iii) بادشاہ کے وزیر کے گھر کے دروازے کا رنگ۔ (iv) بادشاہ کے وزیر کے گھر کے دروازے کے رنگ کی سفیدی وغیرہ۔جتنا مرضی لمبا کرتے جائیں۔

[ملا نصیر الدین نے مرغابی پکائی شوربہ بہت لذیذ تھا۔دوست کو دعوت دی۔دوست نے آگے جا کر کسی اور کو بتایا وہ بھی آ گیا۔کہنے لگا میں آپ کے دوست کا دوست ہوں۔انہوں نے شوربہ پیش کر دیا۔اس نے آگے جا کر بتایا وہ آ کر کہنے لگا میں آپ کے دوست کے دوست کا دوست ہوں اس نے آگے جا کر بتا دیا اس نے آ کر کہا میں آپ کے دوست کے دوست کے دوست کا دوست ہوں۔ملا نصیر الدین اندر گئے پانی گرم کیا مرچیں ڈالیں، تھوڑا سا نمک ڈالا اور مکس کر کے لے آئے۔اس نے کہا یہ کیا ہے؟ میں نے تو بڑی شہرت سنی تھی۔ملا نصیر الدین کہنے لگے کہ یہ اصل میں مرغابی کے شوربے کے شوربے کے شوربے کا شوربہ ہے۔]

ایسی صورت میں پہلے اسم کو مضاف کہیں گے اور سب سے آخری کو مضاف الیہ کہیں گے۔درمیان میں جو الفاظ آ رہے ہوں گے انکو کہیں گے کہ وہ ایک ہی وقت میں مضاف الیہ بھی ہیں اور مضاف بھی ہیں۔**مثلاً:** [بادشاہ کے وزیر کا گھر] بَیْتُ وَزِیْرِ الْمَلِکِ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَیْتُ + وَزِیْرِ + الْمَلِکِ

مضاف + [مضاف الیہ و مضاف] + مضاف الیہ

مرکب اضافی کا اردو ترجمہ الٹ کیا جاتا ہے یعنی آخر کی طرف سے شروع کریں گے۔گھر کس کا ہے۔وزیر کا۔وزیر کس کا ہے۔بادشاہ کا۔[بَیْـــتُ] کو منسوب کیا جا رہا ہے [وَزِیْرِ] کی طرف جسکو منسوب کیا جائے اسکو مضاف کہتے ہیں۔جبکہ آخر میں جو اسم ہے وہ مضاف الیہ ہے۔درمیان میں جو وَزِیْرِ ہے یہ بیک وقت مضاف الیہ بھی ہے اور مضاف بھی۔وَزِیْرٌ لفظ بَیْتُ کا مضاف الیہ لگے گا اور اَلْمَلِکُ کے ساتھ اسکا مضاف کا رشتہ ہوگا۔

ایک لفظ پر دونوں قاعدوں کا اطلاق: وہ اسم جو بیک وقت مضاف الیہ بھی ہو اور مضاف بھی ہو اس پر مضاف اور مضاف الیہ دونوں کے قواعد لاگو ہونگے۔مضاف کا قاعدہ ہے کہ اس سے پہلے [ال] نہیں آتا۔اور مضاف الیہ کا قاعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ حالت جر [ـِ] میں استعمال ہوتا ہے۔اگر یہ پوچھا جائے کہ وَزِیْــــرِ کا لفظ حالت جر [ـِ] میں کیوں ہے؟ تو کہیں گے کہ یہ مضاف الیہ ہے اور اگر یہ پوچھا جائے کہ پھر اس سے پہلے [ال] کیوں نہیں آیا؟ تو کہیں گے اسلئے کہ یہ مضاف ہے۔وَزِیْرِ کا تعلق دونوں کے ساتھ ہے۔

وزیر ہوتے بھی اسی طرح کے ہیں عوام کے سامنے کچھ اور غیر ملکی آقاؤں کے سامنے کچھ اور۔بالکل شتر مرغ کی طرح۔کسی نے پوچھا کہ؛ بوجھ کیوں نہیں اٹھاتے؟ کہنے لگا! میں تو پرندہ ہوں۔پھر اڑتے کیوں نہیں؟ جواب دیا! میں تو جانور ہوں۔

شیخ کا پاؤں یوں بھی ہے اور یوں بھی
راضی رہے رحمان بھی خوش رہے شیطان بھی

مشق

سوال: مندرجہ ذیل مرکبات اضافی کا اردو میں ترجمہ کریں اور مضاف اور مضاف الیہ کی نشاندہی کریں؟

نوٹ: ترجمہ آخر کی طرف سے شروع کریں۔دوسرے اسم کا پہلے اور پہلے اسم کا بعد میں ترجمہ کریں۔

رَحْمَةُ اللّٰهِ:(ھود:73/11)	اللہ کی رحمت۔	(رَحْمَةُ مضاف ہے اور اَللّٰهِ مضاف الیہ)
نَصْرُ اللّٰهِ:(نصر:1/110)	اللہ کی مدد۔	(نَصْرُ مضاف ہے اور اَللّٰهِ مضاف الیہ)
يَوْمَ الْقِيَامَةِ:(البقرۃ:85/2)	قیامت کا دن۔	(يَوْمَ مضاف ہے اور اَلْقِيَامَةِ مضاف الیہ)
صَلٰوةُ الْفَجْرِ:(النور:58/24)	فجر کی نماز۔	(صَلٰوةُ مضاف ہے اور اَلْفَجْرِ مضاف الیہ)
ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ :(آل عمران:145/3)	آخرت کا ثواب۔	(ثَوَاب مضاف ہے اور اَلْاٰخِرَةِ مضاف الیہ)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ:(الرحمٰن:17/55) دومشرقوں کارب۔(رَبُّ مضاف ہےاور ''اَلْمَشْرِقَيْنِ'' مضاف الیہ)۔قرآن مجید میں رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ بھی ہے[دومغربوں کارب]۔رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ دواس لئے کہا کہ سورج کے طلوع ہونے کی بھی اورغروب ہونے کی بھی جہت(Direction)تبدیل ہوتی رہتی ہے۔سردیوں میں چھت پر چڑھ کردیکھیں سورج کسی اور کے گھر کے اوپر سے طلوع ہورہا ہوگا اورگرمیوں میں کسی اور کے۔اس لئے کہارَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔بعض مفسرین کہتے ہیں کہ چونکہ کسی ایک جگہ پراگرسورج طلوع ہورہا ہوتو دوسری جگہ غروب ہورہا ہوتا ہے،ایک جگہ پرغروب ہورہا ہوتو دوسری جگہ طلوع ہورہا ہوتا ہے اسلئے کہارَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ:(النمل:61/27) (دوسمندروں کے درمیان) [بَيْنَ مضاف ہے اور اَلْبَحْرَيْنِ مضاف الیہ]۔اس میں ایک سوال ہے کہ بَيْنَ کا نون[ن] کیوں باقی ہے جبکہ مضاف کے آخر میں نون[ن]باقی نہیں رہتا(مضاف کے آخر میں تنوین یعنی نون کی آواز نہیں آتی اسلئے تثنیہ اورجمع کا نون بھی باقی نہیں رہتا)۔لیکن بَيْنَ (مضاف) کا نون[ن] نہ گرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ نون[ن] اسکا اپنا ذاتی Personal ہے۔لیکن بَيْنَ کا نون([ن]اصلی ہے اسکو اگر گرادیا جائے تو پھراس لفظ[بَیْ] کا کوئی معنٰی نہیں ہے۔اسلئے اس نون[ن] کو باقی رکھا جائے گا۔بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ [دو سمندروں کے درمیان]۔قرآن مجید میں ہے کہ اللہ رب العزت نے دوسمندروں کے درمیان ایک باریک سا غیر مرئی(Unseen) نہ نظر آنے والا پردہ حائل کررکھا ہے جو دونوں کا پانی ایک دوسرے میں خلط ملط (Mixup) نہیں ہونے دیتا۔قرآن کہتا ہے۔**وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ**. .(الفرقان :53/25)[اوروہی ہے جس نے ملادیا دوسمندروں کو،اس کا پانی بڑا میٹھا ہے(خوش گوار ہے، شیریں ہے)اوراس کا پانی نمکین اورکڑوا ہےاورایک دوسرے میں خلط ملط (Mixup) نہیں ہوتا]۔**مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ o بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ o فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ o**(الرحمٰن:55/19-21)۔[اس(اللہ) نے ملادیئے دوسمندر جو باہم ملتے ہیںoان دونوں میں پردہ ہے کہ وہ(حد سے) تجاوز نہیں کرسکتےoتو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم جھٹلاؤ گے]۔تم اللہ رب العزت کی کن کن قوتوں،کن کن طاقتوں،اسکے کن کن تصرفات،اسکے کن کن عجائبات کا انکار کروگے،اسکی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے؟کسی نے یہ آیت سن کر پوچھا تھا کہ تمھارے پیغمبر محمد ﷺ نے کبھی سمندر کا سفر کیا تھا؟جواب دیا نہیں۔اس نے کہا:اگر کیا بھی ہوتا تو چودہ سوسال پہلے انہیں پتہ نہیں چل سکتا تھا جس کا ذکران آیات میں ہے۔لگتا ہے کہ یہ آیت اس اللہ کی نازل کردہ ہے جوان دوسمندروں کا خالق ہے۔یہ آیت سن کر وہ غیر مسلم مسلمان ہوگیا۔

جَزَآءُ الْكَافِرِيْنَ:(التوبہ:26/9) کافروں کا بدلہ[سزا]۔(جَزَآءُ مضاف ہےاور اَلْكَافِرِيْنَ مضاف الیہ ہے)۔ظاہر ہے بُرے اعمال کا بُرا بدلہ ہی ہوگا۔یہ اللہ ربّ العزت کا طے شدہ ضابطہ ہے۔برے بدلے کواردو زبان میں سزا کہتے ہیں۔جَزَاءُ الْكَافِرِيْنَ کا ترجمہ کرتے وقت کہیں گے(کافروں کی سزا)۔

اَصْحَابُ الْجَنَّةِ : (الحشر:20/59) [جنت کے ساتھی]۔(اَصْحَابُ مضاف ہےاور اَلْجَنَّةِ مضاف الیہ ہے)۔لیکن بامحاورہ ترجمہ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا(جنت والے)۔جنت کے باشندے،جنت کے رہنے والے، اصحاب کا معنٰی ساتھی ہوتا ہے۔

آیَاتُ اللّٰہِ: [اللہ کی آیات]۔اللہ کی نشانیاں یا اللہ کے احکامات اور ضابطے۔(آیَاتُ مضاف ہے اور اللّٰہِ مضاف الیہ)

اَبْوَابُ السَّمَاءِ:(الاعراف:40/7) [آسمان کے دروازے]۔باب کی جمع ابواب۔(اَبْوَابُ مضاف ہے اور اَلسَّمَاءِ مضاف الیہ)

صَاحِبَا السِّجْنِ: (یوسف:39/12)[جیل کے دوساتھی]۔(صَاحِبَا مضاف ہے اور السِّجْنِ مضاف الیہ ہے)۔یوسفؑ کے پاس جو دو قیدی آئے تھے انکا ذکر ہو رہا ہے۔صَاحِبَا السِّجْنِ اصل میں صَاحِبَانِ السِّجْنِ تھا۔نون کو گرا کر صَاحِبَا السِّجْن پڑھا جائے گا اسلئے کہ مضاف کے آخر میں تثنیہ کا نون باقی نہیں رہتا۔

یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ: (اللھب:1/111) یَدَانِ اَبِیْ لَھَبٍ کی بجائے پڑھا جائے گا یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ (یَدَا مضاف ہے اور اَبِیْ لَھَبٍ مضاف الیہ ہے) **تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ ○ مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ ○** (اللھب :1-2/111)۔ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اسکا سارا سرمایہ اور وہ جو(نام ونمود)اس نے کمایا تھا اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا۔

سوال: تصحیح کریں۔

اَلنَّاقَةُ اللّٰہِ: کی بجائے کہیں گے نَاقَةُ اللّٰہِ(اللہ کی اونٹنی)۔وہ اونٹنی جو صالح علیہ السلام کی قوم کے مطالبے پر پہاڑ سے برآمد ہوئی تھی۔

مَسْجَدُ الْمُسْلِمُوْنَ : مضاف الیہ حالت جر میں ہوتا ہے۔اور حالت جر میں نون سے پہلے آنے والی[و] بدل جایا کرتی ہے[ی] سے۔اس لیے مَسْجَدُ الْمُسْلِمِیْنَ صحیح ہوگا۔

نُوْرُ السَّمٰوَاتُ: کی بجائے نُوْرُ السَّمٰوَاتِ

اَلذِّکْرُ اللّٰہِ: کی بجائے کہیں گے ذِکْرُ اللّٰہِ

کِتَابُ الْوَلَدَانِ: کی بجائے کِتَابُ الْوَلَدَیْنِ۔نون سے پہلے آنے والا الف[ا] بھی حالت جر میں یاء[ی] سے بدل جاتا ہے۔[دو لڑکوں کی کتاب]۔

غُرْفَتَانِ الْبَیْتِ: [گھر کے دو کمرے]۔غُرفَتَا الْبَیْتِ [ن] کو گرادیں گے۔کیونکہ مضاف کو نہ نون کی آواز پسند اور نہ نون کا وجود۔

مُشْرِکُوْنَ الْعَرَبِ: [عرب کے مشرک]۔اس کو کہیں گے مُشْرِکُوْا الْعَرَبِ [ن] کو گرادیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکب اضافی اور مرکب توصیفی میں فرق:

مرکب توصیفی کا قاعدہ ہے کہ مرکب توصیفی میں دونوں اسم یا معرفہ ہوتے ہیں یا دونوں نکرہ ہوتے ہیں۔یعنی [معرفہ + معرفہ] یا [نکرہ+ نکرہ]

مرکب اضافی کا قاعدہ یہ ہے کہ مرکب اضافی میں پہلا اسم نکرہ ہوتا ہے اور دوسرا معرفہ [نکرہ+معرفہ]= مرکب اضافی

سوال: مرکب توصیفی اور مرکب اضافی کو الگ الگ کریں۔

مرکب توصیفی میں دونوں اسم یا معرفہ ہوتے ہیں یا دونوں نکرہ ہوتے ہیں۔اور دوسری پہچان، مرکب توصیفی کی ہے کہ اس کے دونوں اجزاء میں مساوات ہوتی ہے، یکسانیت ہوتی ہے برابری (Symmetry) ہوتی ہے۔مرکب توصیفی میں اگر پہلا اسم حالت رفع میں ہے تو دوسرا بھی حالت رفع میں ہو گا۔اور اگر دونوں اسموں میں مساوات یکسانیت برابری نہ ہو تو پھر مرکب اضافی ہوگا۔

رُسُلُ اللّٰهِ: (الانعام :124/6)[اللہ کے پیغمبر]۔**رُسُلٌ** تو ہے حالت رفع میں اور لفظ **اَللّٰه** ہے حالت جر میں۔تو ان دونوں اسموں میں مساوات اور برابری، مطابقت(Co-ordination) نہیں ہے، اسکو مرکب اضافی کہیں گے۔

اَلدِّيْنُ الْحَقُّ:(التوبة :33/9) [سچا دین]۔[مرکب توصیفی]۔حق سے مراد جو سچ بھی ہو اور سچ کا معیار اور کسوٹی بھی ہو۔

آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ:(البقرة:99/2) [واضح نشانیاں]۔دوٹوک احکامات۔[مرکب توصیفی]۔

زِيْنَةَ اللّٰهِ:(الاعراف:32/7) [اللہ کی زینت]۔[مرکب اضافی]۔مراد کیا ہے اللہ کی پیدا کردہ دنیوی زیبائش وآرائش۔رہبانیت میں کہا جاتا تھا کہ اللہ کی پیدا کردہ دنیوی زیبائش وآرائش سے فائدہ اٹھانا تقرب اِلَی الله [اللہ کی قربت] کے منافی ہے، اس سے انسان اللہ رب العزت سے دور ہو جاتا ہے۔اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے دنیا سے مکمل کنارہ کشی ضروری ہے۔قرآن نے کہا: نہیں ایسا نہیں ہے۔**قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ..** (الاعراف :32/7)۔[کہہ دیں اے نبی محترم ﷺ! کس نے حرام قرار دیا ہے اللہ کی پیدا کردہ زیبائش وآرائش سے فائدہ اٹھانے کو]۔فرمایا کہ **تَقَرُّبُ اِلَی اللّٰهِ** اور ولایت کا راستہ جنگلوں صحراؤں، بیابانوں اور ویرانوں سے ہو کر نہیں انہی دکانوں مکانوں، فیکٹریوں اور دفتروں سے ہو کر گزرتا ہے۔اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ شاید صحراؤں کا رخ اختیار کر لینا، بیابانوں اور صحراؤں میں ڈیرہ ڈال لینا ہی ولایت اور تقرب ہے تو قرآن کہتا ہے یہ ولایت اور تقرب نہیں یہ رہبانیت ہے۔

عَذَابٌ شَدِيْدٌ:(آل عمران:56/3) [سخت عذاب]۔کڑی سزا۔[مرکب توصیفی]۔

نَارُ اللّٰهِ:(الهمزة:6/104) [اللہ کی آگ]۔[مرکب اضافی]۔

بَيْتُ الْوَلَدَيْنِ: [دو لڑکوں کا گھر]۔[مرکب اضافی]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَجْـرُ الْـمُـحْسِنِيْنَ: [احسان کرنے والوں کا اجر]۔احسان کہتے ہیں اپنے رویئے میں حسن پیدا کرنا۔اپنی ذمہ داری کو اچھے طریقے سے نبھانا۔ (**مُـحْسِنِيْنَ** وہ لوگ جو اللہ سے کئے گئے عہد کو اچھی طرح نبھاتے ہیں، اپنے رویئے میں حسن پیدا کرتے ہیں اور بڑی خوبی سے اپنا کام سرانجام دیتے ہیں)۔[مرکب توصیفی] ہے۔

رِزْقٌ طَيِّبٌ: [پاکیزہ رزق]۔پاکیزہ سے مراد کہ جس میں حرام کی آمیزش اور ملاوٹ نہ ہو۔[مرکب توصیفی]۔کسی اور جملے میں رِزْقٌ حالت نصب میں چلا جاتا ہے اور رِزْقٌ کی بجائے رِزْقًا استعمال ہوتا ہے۔عربی گرامر کے لحاظ سے وہ وجوہات آگے چل کر پڑھیں گے۔لیکن کسی وجہ سے اگر رِزْقٌ کی بجائے رِزْقًا استعمال ہوتا ہے تو طَيِّبٌ کی بجائے طَيِّبًا استعمال ہوگا۔جس طرح کا موصوف اسی طرح کی صفت۔چنانچہ ہم دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ .عِلْمًا نَافِعًا. وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا .وَ رِزْقًا طَيِّبًا۔[یہ سب مرکب توصیفی ہیں]۔

عَبْدَانِ صَالِحَانِ: [دو نیک بندے]۔[مرکب توصیفی]۔

اَلْعِبَادُ الْمُؤْمِنُوْنَ: [مومن بندے]۔[مرکب توصیفی]۔

عَذَابَ الْاٰخِرَةِ: (ھود:103/11) آخرت کا عذاب۔آخرت کی سزا۔[مرکب اضافی]۔

سوال: عربی میں ترجمہ کریں۔

نوٹ: مرکب توصیفی کا ترجمہ عربی زبان میں الٹ کرتے ہیں۔یعنی دوسرے لفظ کا پہلے اور پہلے کا بعد میں۔مرکب اضافی کا ترجمہ بھی عربی زبان میں الٹ کیا جاتا ہے۔دوسرے اسم کا پہلے اور پہلے کا بعد میں بالکل مرکب توصیفی کی طرح۔لیکن پہلے اسم کو نکرہ استعمال کرتے ہیں اور دوسرے کو معرفہ یعنی پہلے اسم کے شروع میں [ال] نہیں آتا جبکہ دوسرے اسم کے شروع میں [ال] آتا ہے اور مرکب اضافی میں دوسرا اسم (مضاف الیہ) حالت جر میں استعمال کرتے ہیں۔

دونئی کتابیں: اَلْكِتَابَانِ الْجَدِيْدَانِ یا دونوں کو [ال] کے بغیر استعمال کرتے ہوئے۔ كِتَابَانِ جَدِيْدَانِ۔ (مرکب توصیفی)

کتابوں کی قیمت: ثَمَنُ الْكُتُبِ۔قیمت کے لئے عربی زبان میں قِيْمَةٌ کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے یوں بھی کہہ سکتے ہیں قِيْمَةُ الْكُتُبِ. (مرکب اضافی)

لڑکے کا نام: اِسْمُ الْوَلَدِ۔(مرکب اضافی)

پرانا قلم: دونوں کو معرفہ یا دونوں کو نکرہ۔ اَلْقَلَمُ الْقَدِيْمُ یا قَلَمٌ قَدِيْمٌ۔ (مرکب توصیفی)

گھر کا دروازہ: دروازہ کا ترجمہ پہلے، گھر کا بعد میں ۔بَابُ الْبَيْتِ ۔(مرکب اضافی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی سمجھ: فَهْمُ الْقُرْآنِ۔(مرکب اضافی)

لڑکیوں کا مدرسہ: مَدْرَسَةُ الْبَنَاتِ۔(مرکب اضافی)

ایک بات ذہن میں رکھیئے کہ یہ لفظ **مَدْرَسَة** شَدّ[ّ] کے ساتھ مدرسہ نہیں بلکہ **مَدْرَسَةُ** ہے اور دوسرا **اَلْبِنْتُ** کی جمع **الْبِنَاتُ** صحیح نہیں ہے کیونکہ لفظ [ب] پر زبر[َ] کے ساتھ **اَلْبَنَاتُ** ہے۔مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اَلْبَنَاتُ کی بجائے **الْبَنَاتِ** پڑھیں گے (لڑکیوں کا مدرسہ/لڑکیوں کا سکول)۔

نیک عورت: عورت کو عربی میں اَلْاِمْرَأَةُ کہتے ہیں۔نیک(مؤنث) کیلئے اَلصَّالِحَةُ استعمال ہوتا ہے تو ملاکر اَلْاِمْرَأَةُ الصَّالِحَةُ پڑھیں گے(مرکب توصیفی)۔اَلْاِمْرَأَةُ کو اَلْمَرْاَةُ بھی پڑھا جاسکتا ہے۔حدیث کے الفاظ ہیں **خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ** دنیا کا بہترین ساز وسامان دنیا کی بہترین نعمت کیا ہے۔ اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ نیک عورت، نیک بیوی۔

کمرے کی دیوار: جِدَارُ الْغُرْفَةِ۔(مرکب اضافی)۔

خوبصورت گھڑی: (مرکب توصیفی) اَلسَّاعَةُ [گھڑی] اور[خوبصورت] اَلْجَمِيْلَةُ دونوں کو ملاکر اَلسَّاعَةُ الْجَمِيْلَةُ پڑھیں گے یا دونوں کو نکرہ سَاعَةٌ جَمِيْلَةٌ لکھیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثامن — ناقص مرکب نمبر 3 مرکب اِشاری — سبق نمبر 8

(Demonstrative Compound)

تعریف: مرکب اشاری دولفظوں کے اس گروپ کو کہتے ہیں جن میں سے ایک اسم کا تعلق اسم اشارہ سے ہو۔ **مثال کے طور پر**: ھٰذَا الْوَلَدُ [یہ لڑکا] میں ھذَا اسم اشارہ ہے اور ذٰلِکَ الْبَیْتُ [وہ گھر] میں ذٰلِکَ اسم اشارہ ہے۔ان دونوں مرکبات کو مرکب اشاری کہیں گے۔ھٰذَا لْقَلَمُ [یہ قلم]۔ تِلْکَ السَّاعَةُ [وہ گھڑی]۔ھٰؤُ لَاءِ الرِّجَالُ [یہ (دو سے زیادہ) آدمی] بھی مرکب اشاری ہیں۔

اسم اشارہ:۔ جولفظ اشارہ کرنے کے لئے استعمال ہوا سے [اسم اشارہ] کہتے ہیں۔ **مثلاً**: [ھٰذَا .تِلْکَ .ذٰلِکَ .ھٰؤُ لَاءِ]

اسم مشارالیہ:۔ جیسے مرکب اضافی میں جس اسم کی طرف منسوب کیا جائے یا نسبت کی جائے اس اسم کو مضاف الیہ کہتے ہیں اسی طرح جس اسم کی طرف اشارہ کیا جائے اسکو مُشارالیہ [مُشَارُ اِلَیْهِ] کہتے ہیں۔ **مثلاً**: ھٰذَا الْکِتَابُ [یہ کتاب ہے] میں ھٰذَا اسم اشارہ ہے اور اَلْکِتَابُ کو عربی گرامر کی اصطلاح میں مُشَارٌ اِلَیْهِ کہتے ہیں۔

نوٹ: اردو زبان کی طرح عربی زبان میں بھی اسم اشارہ پہلے اور مشارالیہ بعد میں آتا ہے۔

قاعدہ : مرکب اشاری میں بھی مرکب توصیفی کی طرح جس کی طرف اشارہ کیا جارہا ہو تو اسم اشارہ اور مشارالیہ میں مطابقت، یکسانیت، برابری (Co-ordination) کا ہونا ضروری ہے۔ **مثلاً**:

(i) **اگر اسم مشارالیہ مذکر ہو تو اسم اشارہ بھی مذکر استعمال ہوگا**۔اور اگر اسم مشارالیہ مؤنث ہو تو اسم اشارہ بھی مؤنث استعمال ہوگا۔

(ii) **واحد کے لئے واحد**۔جیسے [یہ لڑکا] ھٰذَا الْوَلَدُ ۔اور [یہ لڑکی] کے لیے کہیں گے ھٰذِہِ الْبِنْتُ ۔اور **تثنیہ کے لئے تثنیہ۔ مثلاً**: کہنا ہو [یہ دو لڑکے] تو ھٰذَ انِ الْوَلَدَانِ کہیں گے۔کہنا ہو یہ [دولڑکیاں] تو ھٰذَ انِ کی بجائے **ھَاتَانِ الْبِنْتَانِ** کہیں گے۔اسی طرح **جمع کے لیے جمع۔ مثلاً**: کہنا ہو [یہ لڑکے (جمع) (سب کے لئے)] تو دونوں جمع ھٰؤُلَاءِ الْاَوْلَادُ ۔کہنا ہو [یہ لڑکیاں] (جمع) تو ھٰؤُلَاءِ الْبَنَاتُ کہیں گے۔

ضمیر اور اشارہ میں فرق:

اردو زبان میں جس وہ (Pronoun) کا ترجمہ He ہوتا ہے اس وہ کے لئے عربی زبان میں ضمیر ھُوَ استعمال کرتے ہیں اور جس وہ کا ترجمہ اشارہ کرکے That کا ہوتا ہے اسکے لئے ذَالِکَ استعمال کرتے ہیں۔ھُوَ کو ضمیر کہیں گے اور **ذَالِکَ** کو اسم اشارہ کہیں گے۔اشارے میں بندے کا سامنے ہونا یا اس چیز کا سامنے ہونا اور اسکی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔

مثلاً: دو جملے ہیں، پہلے اردو زبان کا جملہ پھر عربی زبان کا جملہ ہے۔یہ معلوم کرنا ہے کہ اردو زبان کے جملے میں استعمال ہونے والا لفظ وہ اسم ضمیر ہے یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسم اشارہ ہے؟[خالد میرا بھائی ہے وہ مسجد میں ہے]۔اس میں وہ اسم ضمیر ہے۔ کیونکہ خالد اس وقت سامنے نہیں ہے۔لیکن اگر کونے میں کھڑے ہوئے کسی لڑکے کی طرف اشارہ کر کے کہا جائے کہ [وہ میرا بھائی ہے] تو اس جملے میں وہ ضمیر نہیں بلکہ اسم اشارہ ہے۔عربی زبان کے جملے میں خَالِدٌ اَخِیْ [خالد میرا بھائی ہے] کہیں گے۔هُوَ فِي الْمَسْجِدِ [وہ مسجد میں ہے]۔یہاں هُوَ[وہ] اسم ضمیر ہے۔لیکن ذٰلِکَ اَخِیْ [وہ میرا بھائی ہے]، میں ذٰلِکَ اسم اشارہ ہے۔سورہ بقرۃ کے آغاز میں آیت ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ (البقرة:2/2) ہے[وہ کتاب (قرآن مجید) اس میں (اللہ کی طرف سے ہونے میں) کوئی شک نہیں]۔اس ذٰلِکَ کا معنٰی وہ [اسم اشارہ] ہے۔اس وقت قرآن مجید جلدوں کی شکل میں نہیں تھا۔اسلئے کہا گیا ذٰلِکَ الْکِتَابُ[وہ کتاب جو لوح محفوظ میں ہے اور جبریلؑ امین جسے لے کر نبی آخر الزمان ﷺ کے قلب اطہر پر اترتے ہیں وہ کتاب جس کے متعلق تم شک اور تردّد میں پڑے ہوئے ہو اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے (اللہ کی طرف سے ہونے میں) کوئی شک وشبہ نہیں ہے]۔ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ کا یہ معنٰی ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثامن

ناقص مرکب نمبر 4 مرکب جاری

سبق نمبر 8 (۱)

حروف کا علمی کردار: حرف کا معنٰی 'کنارہ' ہے۔عربی گرامر والوں نے معمولی/ قلیل تعداد رکھنے والے الفاظ کو کنارے پر لگا دیا تھا اور ان کا نام حرف رکھ دیا اور اہمیت اسم کو یا فعل کو دی تھی۔حروف نے بھی اسماء اور افعال سے چن چن کر انتقام لیا۔کبھی کسی اسم کو حالت رفع میں، (بلندی کی حالت میں) نہیں رہنے دیا۔اسماء کو چین سے نہیں بیٹھنے دیا کسی اسم کو حالت نصب میں لے گئے اور کسی کو حالت جر میں لے گئے۔حالت نصب میں لے جانے والے حروف سبق نمبر 11 میں پڑھیں گے۔یہاں وہ حروف پڑھیں گے جن کا کام ہے اسماء کو اصلی حالت، تسلی بخش حالت/بلندی کی حالت سے نکال کر سب سے آخری حالت میں یعنی حالتِ جر میں لے جانا۔

مرکب جارّی

عربی میں کچھ حروف ایسے ہیں جو اسم کو حالت جر میں لے جاتے ہیں۔انہیں حروفِ جارّہ کہا جاتا ہے۔یہ لفظ جاری (Continuous) کے معنٰی میں نہیں بلکہ یہ لفظ جارّی 'ر' کے اوپر شد [ّ] کے ساتھ ہے۔لہٰذا حرف جَرّ اس حرف کو کہیں گے کہ جس کا کام اسموں کے آخر سے پیش [ُ] کو چھین کر زیر [ِ] لگا دینا۔عربی گرامر کی اصطلاح میں کہیں گے کہ اسموں کو اصلی حالت یعنی حالتِ رفع سے نکال کر حالت جر میں لے جانا۔جس مرکب میں ان حروف میں سے کوئی حرف آ جائے اس مرکب کو **مرکب جارّی** کہتے ہیں۔

ہر مرکب کے دو دو حصوں کے الگ الگ نام ہم پڑھ چکے ہیں۔

مرکب توصیفی کے پہلے حصے کو **موصوف** کہتے ہیں اور دوسرے کو **صفت** کہتے ہیں۔

مرکب اضافی کے پہلے حصے (جز) کو **مضاف** کہیں گے۔اور دوسرے کو **مضاف الیہ** کہیں گے۔

مرکب اشاری کا پہلا حصہ **اسم اشارہ** کہلاتا ہے اور دوسرا **مشار الیہ** کہلائے گا۔

مرکب جاری کے دو اجزاء دو حصے (Parts) ہیں جن کے الگ الگ نام ہیں۔

پہلا حصہ **حرف جارّ** اور دوسرا حصہ **مجرور**۔

حروف جارّۃ [جَرّ]: مرکب جارّی کے شروع میں آنے والے حصے کو جر یا جارّ کہتے ہیں کیونکہ وہ ہوتا ہی حرف جارّ ہے۔جس کا کام اسموں کو ان کی اصلی حالت، تسلی بخش حالت، بلندی کی حالت سے نکال کر سب سے آخری حالت میں یعنی حالتِ جرّ میں لے جانا ہے۔یعنی پیش [ُ] چھین کر زیر [ِ] لگا دینا ہے۔ **مثلاً:** [فِيْ . مِنْ . عَلٰى . اِلٰى] وغیرہ حروف جارّہ ہیں۔

مجرور: حرف جر کے بعد آنے والے حصے کو یعنی دوسرے حصے کو مجرور کہیں گے۔کیونکہ اس کے شروع میں جب کوئی حرف جارّ آ جائے تو یہ حصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت جرّ میں جانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔فِي الْمَسْجِدِ میں فِيْ حرف جارّ ہے اور اَلْمَسْجِدِ مجرور ہے۔لہٰذا فِي الْمَسْجِدِ مرکب جاری ہے۔

قرآن مجید میں استعمال ہونے والے حروف جارّہ

نمبر شمار	حروف جر	ترجمہ	مرکب جاری
1	بِ	سے/ساتھ(with)میں، کا ، کو ، بدلہ، بسبب	بِسْمِ اللهِ (اللہ کے نام سے)
2	تَ	(قسمیہ)	تَاللهِ (اللہ کی قسم)
3	کَ	مشابہ/ مانند/ طرح	کَالْجَنَّةِ (جنت کی طرح)
4	لِ	کے/ لئے/ کا	لِلّٰهِ (اللہ کے لئے)
5	وَ	(قسمیہ) قسم ہے	وَالْعَصْرِ (زمانے کی قسم)
6	مِنْ	سے (From)	مِنَ السَّمَاءِ (آسمان سے)
7	فِيْ	میں / متعلق	فِي الْاَرْضِ (زمین میں)
8	عَنْ	کی طرف سے / کے متعلق	عَنْ عَلِيٍّ (علیؓ کی طرف سے)
9	عَلٰی	پر	عَلَی الْكُرْسِيِّ (کرسی پر)
10	حَتّٰی	تک	حَتَّی الْمَغْرِبِ (مغرب تک)
11	اِلٰی	طرف، تک	اِلَی الشَّمْسِ (مشرق کی طرف)

1 بِ :۔ کے معنٰی [سے] یا [ساتھ] ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ ۔اللہ کے نام سے۔اصل لفظ اِسْمٌ ہے یہاں اس کے آخر میں زیر کیوں ہے تو کہیں گے حرف جر [بِ] کی وجہ سے اور لفظ اللّٰهِ کے آخر میں زیر کیوں ہے؟۔اس لیے کہ یہاں اللّٰهِ مضاف الیہ ہے۔ہم پڑھ چکے کہ (جن دو اسموں میں [کا۔کے۔کی] کا معنٰی پیدا ہو رہا ہو ان میں سے پہلا اسم مضاف کہلاتا ہے اور دوسرا مضاف الیہ کہلاتا ہے۔مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں ہوتا ہے)۔

2 تَ :۔ تَاللهِ۔اللہ کی قسم۔[تَ] قسمیہ،قسم کے معنٰی میں استعمال ہونے والا حرف ہے۔

نوٹ: یہ حرف صرف لفظ اللہ سے پہلے استعمال ہوتا ہے۔اگر کہنا ہو زمانے کی قسم تو تَالْعَصْرِ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

3 کَ :۔ کا معنٰی [مانند] یا [جیسا] یا [طرح] (انگلش میں like یا as) کے معنٰی میں ہے۔کَالْجَنَّةِ [جنت کی مانند، جنت جیسا جنت کی طرح]،حدیث کے الفاظ میں قَبْرُ الْمُؤْمِنِ کَالْجَنَّةِ۔[مومن کی قبر جنت کی طرح ہے/جنت کی مانند ہے/جنت جیسی ہے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 لِ :۔ [لئے] لِلّٰہِ۔بظاہر ایسے لگ رہا ہے لِلّٰہِ ایک (Single) لفظ ہے لیکن یہ ایک لفظ نہیں ہے بلکہ مرکب (Compound) ہے یا ربی گرامر کی اصطلاح میں کہیں گے مفرد نہیں بلکہ مرکب ہے۔اسکے دو اجزاء (Parts) ہیں [لِ] اور [اَللّٰہُ]۔یہ بات پڑھ چکے ہیں کہ اللّٰہ کا ف [ا] پیچھے مل کر ساکت (silent) ہو جاتا ہے یعنی پڑھنے میں نہیں آتا۔چنانچہ [لِ اور اللّٰہِ] کو الگ الگ پڑھنے کی بجائے ملا کر پڑھیں گے لِلّٰہِ ور [لِ + اللّٰہ] نہیں بلکہ لِلّٰہِ لکھیں گے۔جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔اسی طرح [بِ اِسْمِ اَللّٰہُ] کی بجائے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھتے اور لکھتے ہیں۔لِ کو حرف جَر یا بارّ کہیں گے اور لفظ اَللّٰہِ کو مجرور کہیں گے۔دونوں مل کر مرکب جارّی بن جائے گا۔

5 وَ :۔ قسمیہ۔(قسم کے معنٰی میں)۔[وَ] کا دوسرا معنٰی [اور] ہے۔اسلئے اگر [وَ] کا معنٰی [اور] ہو تو پھر یہ حرف جر نہیں ہوگا [وَ] کو حرف جرّ تب کہیں گے جب یہ قَسم کے معنٰی میں استعمال ہو۔کہنا ہو اللہ کی قسم تب وَاللّٰہِ کہہ سکیں گے۔کہنا ہو رب کعبہ کی قسم تب بھی وَرَبُّ الْکَعْبَۃِ کہیں گے۔کہنا ہو زمانے کی قسم تب بھی واؤ [و] استعمال ہوگا وَ الْعَصْرِ۔سورج کی قسم وَالشَّمْسِ۔قسم کا معنٰی ہوتا ہے کسی کو گواہ بنانا شاہد بنانا۔تو اللہ ربّ العزت اپنی مخلوقات کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ جو بات کہی جا رہی ہے اس پر میری یہ مخلوقات بھی گواہی دے رہی ہیں۔سورج اور چاند گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ ربّ العزت کی کبریائی اللہ ربّ العزت کی توحید کا عقیدہ برحق ہے۔اسلئے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ یہ بات یوں ہے۔[وَالْعَصْرِ] زمانے کی قسم، حوادثِ زمانہ، یہ زمانے کا گزرنا بتا رہا ہے، یعنی زمانہ گواہ ہے۔میں زمانے کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں، زمانے کے حالات کو دیکھو بات واضح ہو جائے گی۔

[تَ] قسمیہ اور [وَ] قسمیہ میں فرق یہ ہے کہ:۔

[تَ] قسمیہ صرف اور صرف اَللّٰہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔جبکہ باقی ہر قسم کے الفاظ کے ساتھ [وَ] بطور قسمیہ استعمال ہوتا ہے۔

6 مِنْ :۔ [سے] (From) کے معنٰی میں۔مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے۔بِ اور مِنْ دونوں کا معنٰی [سے] ہے۔[بِ] (ساتھ) [with] کے معنٰی میں اور مِنْ [سے] (From) کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔

7 فِيْ :۔ کا معنٰی ہے [میں] (In)۔فِي الْاَرْضِ [زمین میں]۔

8 عَنْ :۔ [کی طرف سے] یا [کے متعلق] یا [بارے میں] (About) تینوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہُ (حضرت علیؓ کی طرف سے یہ روایت ہے)۔عَنْ اَبِيْ بَکْرٍ رَضِيَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ (حضرت ابی بکرؓ کی طرف سے یہ روایت ہے) وغیرہ۔

9 عَلٰی :۔ [پر] کے معنٰی میں عَلَی الْکُرْسِيِّ (کرسی پر)۔

10 حَتّٰی :۔ [تک] کے معنٰی میں۔حَتَّی الْمَغْرِبِ۔[مغرب تک]۔حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o ..(القدر:5/97) [صبح کے آغاز تک]

11 اِلٰی :۔ [طرف] یا [تک] اِلَی الشَّمْسِ [سورج کی طرف]۔حَتّٰی اور اِلٰی میں فرق یہ ہے کہ حَتّٰی استعمال ہوتا ہے صرف (تک) کے معنٰی میں اور اِلٰی (طرف یا تک) دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: اردو میں ترجمہ کریں (ان مرکبات میں مرکب اشاری اور مرکب جاری دونوں شامل ہیں)۔

هٰذَا الْوَلَدُ ۔ [یہ لڑکا] (مرکب اشاری)   **تِلْکَ الْبِنْتُ** ۔ [وہ لڑکی] (مرکب اشاری)

ذَانِکَ الرَّجُلَانِ ۔ [وہ دو آدمی]، (مرکب اشاری)   **هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ** [یہ آدمی (جمع) یہ سب آدمی] (مرکب اشاری)

أُولٰئِکَ النِّسَاءُ [وہ عورتیں] (مرکب اشاری)

ایک مرکب ہے۔ لِلنِّسَاءِ بظاہر ایک (Single) لفظ دکھائی دے رہا ہے لیکن یہ مرکب ہے، اور مرکب جاری ہے (لِ + النِّسَاءِ) اس کو ملا کر پڑھیں گے (لِلنِّسَاءِ) النِّسَاءِ کا الف [ا] پیچھے مل کر ساکت (Silent) ہو جائے گا اور پڑھنے میں نہیں آئے گا۔

کَالْقَمَرِ [چاند کی مانند، چاند کی طرح]۔ اسکا Break-up (تجزیہ) کریں گے (کَ + الْقَمَرِ) لیکن ملا کر کَ + الْقَمَرِ کی بجائے کَالْقَمَرِ پڑھیں گے (مرکب جاری)۔ شعراء کہتے ہیں فلاں کا چہرہ کَالْقَمَر (چاند کی مانند)

وَ الْعَصْرِ [زمانے کی قسم] (مرکب جاری)   **مِنَ الْبَيْتِ** [گھر سے] (مرکب جاری)

عَلَى السَّمَاءِ [آسمان پر] (مرکب جاری)   **تَاللّٰهِ** [اللہ کی قسم] (مرکب جاری)

سوال: تصحیح کریں (Correction)

1. **هٰذِهِ الْجِدَارُ** کی بجائے هٰذَا الْجِدَارُ کہیں گے۔ اس لئے کہ لفظ دیوار اردو زبان میں تو مؤنث استعمال ہوتا ہے لیکن دیوار کے لئے عربی زبان میں استعمال ہونے والا لفظ اَلْجِدَارُ مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اردو زبان میں دیوار مؤنث ہے دلیل کوئی نہیں۔ عربی زبان میں مذکر ہے، دلیل کیا ہے؟ دلیل یہ ہے کہ آخر میں گول تاء (ۃ) موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اس کو مذکر کہیں گے۔ لہذا اس کے لئے اسم اشارہ مذکر (هٰذا) استعمال ہوگا۔

2. **ذٰلِکَ الْکِتَابُ** (مرکب اشاری) اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ ذٰلِکَ الْکِتَابُ (وہ کتاب)۔ اس کا ترجمہ کر چکے [وہ کتاب جو لوح محفوظ سے جبریلؑ امین کے ذریعہ سے سرور کائنات ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوئی]۔ لفظ کتاب مذکر ہے اس کے لئے اسم اشارہ بھی ذٰلِکَ مذکر استعمال ہوا۔

3. **هٰؤُلَاءِ الْوَلَدَانِ** هٰؤُلَاءِ کے ساتھ کیا آئے گا؟ اَلْوَلَدُ کی جمع اَلْاَوْلَادُ۔ (هٰؤُلَاءِ الْاَوْلَادُ) (یہ لڑکے) یا پھر تثنیہ اَلْوَلَدَانِ کی مناسبت سے هٰؤُلَاءِ کی بجائے کہئے هٰذَانِ الْوَلَدَانِ۔

4. **فِي الْمَسْجِدُ** کی بجائے فِي الْمَسْجِدِ ہوگا۔

5. **عَلَى الْكَاذِبُونَ** کی بجائے عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ نون گروپ سے تعلق رکھنے والے اسم کو کوئی بھی حرفِ جر پہلے آ کر حالت جر میں لے جاتا ہے۔ حالت جر میں لے جانے کیلئے نون [ن] سے پہلے والی واؤ [و] کو یاء [ی] سے بدلنا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ عَلَى الْكَاذِبُونَ کی بجائے استعمال ہوگا عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اگر ذہن میں سوال پیدا ہو کہ عَلَى الْكَاذِبُونَ کی بجائے عَلَى الْكَاذِبُوْنِ کیوں نہیں ہو گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نون گروپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ اعرابی تبدیلی میں اپنی حرکتیں نہیں بلکہ اپنے حرف تبدیل کرتے ہیں۔ چنانچہ عَلَی الْکَاذِبُوْنَ کی بجائے کہیں گے عَلَی الْکَاذِبِیْنَ آخر میں نون [ن] پر آنے والی زبر [نَ] کو نہیں چھیڑیں گے یہ حرکت وہیں کی وہیں رہے گی لیکن حرف تبدیل ہوجائے گا۔

6 لِلْمُتَّقُوْنَ کی بجائے لِلْمُتَّقِیْنَ کہیں گے۔ [لِ] کا حرف جر بعد میں آنے والے اس اسم میں حرف کی تبدیلی کرے گا کیونکہ اس کا تعلق نون گروپ سے ہے۔

7 کَا لنَّارَ کی بجائے کَالنَّارِ استعمال کریں گے۔ (آگ کی طرح، آگ کی مانند)۔

8 اِلَی الْبَیْتَانِ کی بجائے اِلَی الْبَیْتَیْنِ کیونکہ حرف کی تبدیلی کرتے وقت لفظ کو صحیح پڑھنے کے لیے تثنیہ میں یاء [ی] سے پہلے زبر اِلَی الْبَیْتَیْنِ (دو گھروں کی طرف)

9 هٰذَا السَّاعَةُ کی بجائے هٰذِهِ السَّاعَةُ کہا جائے گا۔ [یہ گھڑی]

10 لِلْمُسْلِمُوْنَ کی بجائے لِلْمُسْلِمِیْنَ (یہاں یاء [ی] سے پہلے زیر [ـِ] آئے گی کیونکہ یہ جمع سالم مذکر ہے) تاکہ یاء [ی] کو پڑھا جا سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس التاسع

مرکب تام (جُملہ) (Sentence)

سبق نمبر 9

تعریف: کم از کم دو ایسے الفاظ کا مرکب جس کا مفہوم مکمل ہو مرکب تام کہلاتا ہے۔ مرکب تام کا دوسرا نام جملہ (Sentence) ہے۔

جملہ کی پہچان

جملہ کا ترجمہ ہے یا ہیں یا ہوں میں کیا جاتا ہے۔ ہے کے لئے انگریزی میں **is** اور فارسی میں **است** استعمال ہوتا ہے۔ لیکن عربی میں ہیں یا ہے یا ہوں کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے۔ ہیں یا ہے یا ہوں کا معنٰی یا مفہوم خود پیدا ہو جاتا ہے اور اسکا فارمولا طریقہ بہت آسان ہے۔

قاعدہ: ہیں یا ہے یا ہوں کا معنٰی پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو اسموں کو اسطرح سے استعمال کریں کہ **پہلا اسم معرفہ** ہو اور **دوسرا اسم نکرہ** ہو (معرفہ + نکرہ) تو اس میں ہیں یا ہے یا ہوں کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔ **اَللّٰہُ** معرفہ ہے لیکن اللہ کے باقی تمام نام جو اسکے صفاتی نام ہیں وہ اللہ کے ساتھ نکرہ استعمال ہوتے ہیں۔ **مثال کے طور پر**: **اَللّٰہُ** معرفہ اور **غَفُوْرٌ** نکرہ ہے، اللّٰہ کو اور غَفُوْرٌ کو ملایا تو **اَللّٰہُ غَفُوْرٌ** بن گیا اور قاعدے کے مطابق ان دونوں میں ہے کا معنٰی پیدا ہو گیا اسلئے اب ترجمہ [**اللہ بخشنے والا ہے**] کریں گے۔ گناہوں کی پاداش میں ملنے والی جو سزا ہوتی ہے اگر اللہ رب العزت کے سامنے ندامت و شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے حصول معافی کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے جائیں تو اللہ اس سزا کو ختم کر دیتا ہے۔ اس سزا کو ختم کرنا اس سزا کو معاف کرنا قرآن کی اصطلاح میں **مَغْفِرَۃٌ** کہلاتا ہے اور جس ہستی کے پاس یہ اختیار ہو اس ہستی کو **غَفُوْرٌ** کہتے ہیں۔

جملہ کی اقسام

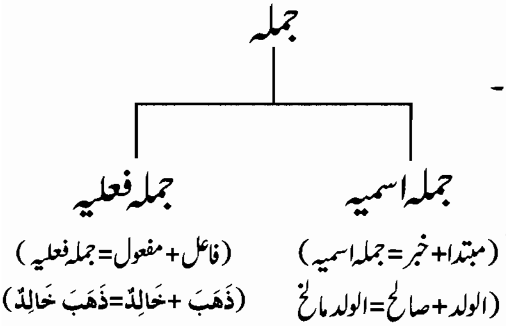

1. جملہ اسمیہ۔ وہ جملہ جو اسم سے شروع ہو جیسے: اَلْوَلَدُ صَالِحٌ [لڑکا نیک ہے]۔
2. جملہ فعلیہ۔ ایسا جملہ جو فعل سے شروع ہو جیسے: ذَھَبَ الْوَلَدُ [لڑکا گیا]۔

(جملہ فعلیہ کے متعلق اس وقت تفصیل سے پڑھیں گے جب فعل کی بحث شروع ہو گی)۔

جملہ اسمیہ

جملہ اسمیہ کے اجزاء: دوسرے مرکبات کی طرح جملہ اسمیہ کے بھی دو حصے (Parts) ہوتے ہیں۔ پہلا حصہ، ایسا اسم جس اسم سے جملے کی ابتداء ہو رہی ہو عربی زبان کی اصطلاح میں **مبتدا** (Starting noun) کہلاتا ہے۔ دوسرا حصہ، ایسا لفظ جو **مبتدا** (جملہ شروع کرنے والے اسم) کے متعلق کوئی اطلاع (information) دے رہا ہو، کوئی خبر فراہم کر رہا ہو، **مبتدا** کی خبر یا خبر کہلاتا ہے۔ **مثلاً**: اَللّٰہُ غَفُوْرٌ میں اَللّٰہُ **مبتدا** ہے اور اس کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے کہ اَللّٰہُ گناہوں کی سزاؤں کو معاف کر دینے والا ہے۔ یہ خبر اسم غَفُوْرٌ دے رہا ہے۔ اسلئے غَفُوْرٌ کو (**مبتدا**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰہُ کی خبر کہیں گے۔ مبتدا کو خبر مل جائے تو جملہ بن جاتا ہے اور یہ جملہ اسمیہ ہوگا۔ (مبتدا+ خبر = جملہ اسمیہ)

دو اسماء میں ہے کا معنٰی پیدا کرنا عموماً بہت آسان ہوتا ہے۔ پہلے اسم کو معرفہ بنا دیجئے اور دوسرے اسم کو نکرہ بنا دیجئے تو ہے کا معنٰی پیدا ہو جائے گا۔ لیکن بعض اوقات جب تک دو اسماء کے ساتھ کسی تیسرے اسم کو شامل نہ کیا جائے جملہ نہیں بنتا۔ **مثال کے طور پر**: دو اسماء کا ایک مرکب کِتَابُ اللّٰہِ [اللہ کی کتاب] ہے۔ اس مرکب کے ترجمے میں ہے کا معنٰی پیدا نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں کسی تیسرے لفظ کا سہارا لیتے ہیں۔ وہ تیسرا لفظ کِتَابُ اللّٰہِ کے شروع میں بھی لگ سکتا ہے اور کِتَابُ اللّٰہِ کے بعد میں بھی لگ سکتا ہے۔ اگر وہ تیسرا اسم شروع میں لگانا ہو تو معرفہ ہونا چاہیے اور اگر بعد میں لگانا ہو تو اسے نکرہ ہونا چاہیے۔

تیسرے اسم اسم معرفہ کے شروع میں اضافہ کے ساتھ مثال: کِتَابُ اللّٰہِ کے شروع میں اَلْقُرْآنُ لگایا تو جملہ اَلْقُرْآنُ کِتَابُ اللّٰہِ بن گیا اور اس میں ہے کا معنٰی پیدا ہو گیا۔ اب اسکا ترجمہ [قرآن اللہ کی کتاب ہے] کریں گے۔

دو اسماء کے بعد تیسرے اسم اسم نکرہ کا اضافہ کر کے جملہ بنانا ہو تو اس کی مثال: کِتَابُ اللّٰہِ حَقٌّ اس کا معنٰی ہوگا کہ اللہ کی کتاب سچی ہے۔ حَقٌّ کا معنٰی سچ کا معیار اور کسوٹی ہے۔ یہ کہیں سے معلوم ہی نہیں کیا جا سکتا کہ فلاں کام نیکی ہے یا نہیں۔ فلاں کام کرنے سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔ سوائے اللہ کی کتاب اور اسکی تشریح و توضیح یعنی سنت رسول اللہ ﷺ کے۔ اسکے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں، کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اپنی طرف سے کوئی شخص ایک عمل ایجاد کر کے کہہ دے کہ یہ نیکی ہے تو یہ غلط ہوگا جبکہ معیار اور کسوٹی قرآن اور اسکی تفسیر حدیث ہے جو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

مبتدا اور خبر میں فرق

(i) مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے جبکہ خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔

(ii) خبر عموماً جنس، عدد اور اعرابی حالتوں میں مبتدا کے مطابق ہوتی ہے۔

(iii) اگر مبتدا جمع مکسر غیر عاقل ہو تو خبر واحد مؤنث ہوگی۔

جملہ بنانے کے قواعد

قاعدہ نمبر 1 مرکب توصیفی اور مرکب اشاری کو [معرفہ + نکرہ] بنانے سے مرکب تام یعنی جملہ بن جاتا ہے اور اس میں "ہے" کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔

مرکب توصیفی سے جملہ:۔ اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ مرکب توصیفی ہے اس کو اگر مرکب تام بنانا ہو اور ہے کا معنٰی پیدا کرنا ہو تو قاعدے کے مطابق الصَّالِحُ کا شروع سے الف لام [ال] ہٹا کر آخر میں ایک پیش [ـُ] کی جگہ دو پیش والی تنوین [ـٌ] لگا دیں گے۔ اس طرح اَلْوَلَدُ صَالِحٌ جملہ بن جائے گا۔

مرکب اشاری سے جملہ: مرکب اشاری هٰذَا الْوَلَدُ [یہ لڑکا] کو اگر جملہ میں تبدیل کرنا ہو اور یہ کہنا ہو یہ لڑکا ہے، تو اَلْوَلَدُ کا لام [ال] ہٹا کر نکرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا دیں گے اور ھٰذَا وَلَدٌ جملہ بن جائے گا۔

قاعدہ نمبر② مرکب اضافی اور مرکب جاری سے پہلے اسم معرفہ لگانے یا بعد میں اسم نکرہ لگانے سے مرکب تام (جملہ) بن جاتا ہے۔ان مرکبات میں کسی تیسرے اسم کا اضافہ کئے بغیر ہیں یا ہے یا ہوں کا معنٰی پیدا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر: كِتَابُ الْوَلَدِ کے شروع میں ھٰذَا کا اضافہ کیا تو جملہ ھٰذَا كِتَابُ الْوَلَدِ [یہ لڑکے کی کتاب ہے] بن گیا۔اسی طرح كِتَابُ الْوَلَدِ جَدِيْدٌ [لڑکے کی کتاب نئی ہے]۔فِي الْبَيْتِ سے پہلے اَلْوَلَدُ کا اضافہ کرنے سے اَلْوَلَدُ فِي الْبَيْتِ [لڑکا گھر میں ہے] جملہ بن گیا۔یا فِي الْبَيْتِ وَلَدٌ [گھر میں لڑکا ہے]۔

فِي الْبَيْتِ وَلَدٌ اور اَلْوَلَدُ فِي الْبَيْتِ دونوں میں فرق: اگر کوئی سوال کرے کہ اَيْنَ الْوَلَدُ؟ [لڑکا کہاں ہے] تو اس کا جواب ہوگا؛ اَلْوَلَدُ فِي الْبَيْتِ [لڑکا گھر میں ہے]۔اور اگر سوال پوچھا جائے کہ؛ مَنْ فِي الْبَيْتِ ؟[گھر میں کون ہے؟] پھر اسکا جواب ہوگا۔فِي الْبَيْتِ وَلَدٌ [گھر میں لڑکا ہے] دونوں مختلف جملے الگ الگ سوالوں کے جوابات ہیں۔

قاعدہ نمبر③ بعض اوقات دو ناقص مرکب مل کر ایک مکمل مرکب (مرکب تام) بنا دیتے ہیں اس طرح جملہ بنانے کا ایک اور فارمولا بن گیا مرکب ناقص + مرکب ناقص = مرکب تام۔

[کہتے ہیں کسی گاؤں (دیہات) میں آگ لگ گئی تھی یا سیلاب آ گیا تھا۔سارے آدمی وہاں سے نکل گئے۔صرف دو ناقص باقی رہ گئے ایک ناقص تھا آنکھوں سے اور دوسرا ناقص تھا ٹانگوں سے یعنی، ایک معذور تھا آنکھوں سے اور دوسرا معذور تھا ٹانگوں سے۔ان دونوں نے یہ کیا کہ؟ جو ٹانگوں سے معذور تھا اسکو اس شخص نے اٹھالیا جو آنکھوں سے معذور تھا اس طرح وہ دونوں ناقص مل کر مکمل بن گئے اور وہاں سے بچ نکلے۔]

كِتَابُ الْوَلَدِ [لڑکے کی کتاب] مرکب اضافی ہے جو مرکب ناقص ہے اس میں ہے کا معنٰی پیدا نہیں ہو رہا ہے۔اسی طرح مرکب جاری فِي الْغُرْفَةِ [کمرے میں] یہاں بھی ہے کا معنٰی پیدا نہیں ہو رہا، یہ بھی مرکب ناقص ہے۔(فِيْ حرف جر ہے اس وجہ سے اَلْغُرْفَةِ مجرور کے آخر میں زیر [ـِ] ہے اور كِتَابُ الْوَلَدِ کے آخر مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے میں زیر [ـِ] ہے)۔یہ دونوں مرکب ناقص ہیں دونوں کو ملا دیتے ہیں دونوں ناقص چیزوں کا اتحاد (ناقص + ناقص) کریں اور ملا کر پڑھیں گے۔كِتَابُ الْوَلَدِ فِي الْغُرْفَةِ اب ترجمہ ہوگا؛ لڑکے کی کتاب کمرے میں ہے۔اس طرح دونوں میں ہے کا معنٰی پیدا ہو گیا اور جملہ بن گیا۔جملے کے دو حصے (Parts) ہوتے ہیں پہلے کو مبتدا اور دوسرے کو خبر کہتے ہیں (جسکے متعلق خبر دی جائے وہ مبتدا اور جو حصہ اطلاع یا خبر دے اسکو خبر کہتے ہیں)۔فِي الْغُرْفَةِ یہ اطلاع فراہم کر رہا ہے کہ [لڑکے کی کتاب کمرے میں ہے]۔اسلئے اب لڑکے کی کتاب كِتَابُ الْوَلَدِ کو مبتدا اور فِي الْغُرْفَةِ کو خبر کہیں گے۔[مبتدا + خبر] = جملہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالیں

جملہ بنانے کی مثالیں:

مرکب توصیفی سے جملہ بنانا

موصوف کو معرفہ (مبتدا) بنا کر اور صفت کو نکرہ (خبر) بنا کر جملہ بنانا۔ (معرفہ + نکرہ) = جملہ

اللہ رب العزت کا ذاتی نام اَللّٰہُ ہے جو معرفہ ہے اور باقی صفاتی نام ہیں غَفُوْرٌ، وَدُوْدٌ، کَرِیْمٌ، غَفَّارٌ، قَھَّارٌ یہ سب کے سب نکرہ ہیں۔

1. اَللّٰہُ غَفُوْرٌ:۔ [اللہ بخشنے والا ہے]۔ اَللّٰہُ معرفہ ہے اور صفاتی نام غَفُوْرٌ نکرہ ہے۔ معرفہ + نکرہ میں ہے کا مفہوم پیدا ہو گیا۔
2. اَلْعَذَابُ شَدِیْدٌ:۔ [عذاب سخت ہے] یا سزا کڑی ہے۔
3. اَلْاَجْرُ عَظِیْمٌ:۔ اَلْاَجْرُ [معاوضہ] عَظِیْمٌ [بڑا]۔ بداعمالیوں کی سزا بھی کڑی اور نیکیوں کا معاوضہ یا اجرت بھی بڑی بھرپور ہے۔
4. اَلْمَاءُ طَھُوْرٌ:۔ [پانی پاک ہے]۔
5. اَلْقُرْآنُ نُوْرٌ:۔ [قرآن نور ہے/روشنی ہے]۔ جس سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔ انسان کے دل کی بھی اور معاشرے کی بھی۔
6. اَلصَّلٰوۃُ قَائِمَۃٌ:۔ [نماز کھڑی ہے]۔
7. اَلْعَبْدَانِ صَالِحَانِ:۔ [دونوں بندے نیک ہیں]۔
8. اَلصَّحَابَۃُ صَادِقُوْنَ:۔ [صحابہ سچے ہیں]۔
9. اَلْمُؤْمِنُوْنَ فَائِزُوْنَ:۔ [مومن کامیاب ہیں]۔
10. اَلْمُشْرِکَاتُ ظَالِمَاتٌ:۔ [شرک کرنے والی عورتیں ظالم ہیں]۔ قرآن مجید میں شرک کو ظلم کہا گیا ہے! اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان: 13/31) [یقیناً یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے]۔ ظلم کا معنیٰ ناانصافی اور حق تلفی ہے۔ کائنات کی سب سے بڑی حق تلفی سب سے بڑی ناانصافی اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ کی صفات اور اسکے اختیارات میں دیگر ہستیوں کو شریک کر دیا جائے یہ اللہ کی ذات کے ساتھ سب سے بڑی ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس لئے شرک کرنے والی عورتوں کو اَلْمُشْرِکَاتُ ظَالِمَاتٌ کہیں گے اور مردوں کو اَلْمُشْرِکُوْنَ ظَالِمُوْنَ کہیں گے۔

مرکب اشاری سے جملہ بنانا

اسم اشارہ تو معرفہ ہی ہوتا ہے اس کو مبتدا بنا دیا جائے اور مشار الیہ کو معرفہ سے نکرہ بنا دیا جائے تاکہ خبر بن جائے۔ اس طرح مرکب اشاری میں ہے کا معنیٰ پیدا کرنے سے جملہ بن جاتا ہے۔ **مثلاً:**

1. ھٰذَا رَجُلٌ:۔ [یہ آدمی ہے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 هٰذِهٖ شَجَرَةٌ:۔ [یہ درخت ہے]۔

3 هٰذَانِ سَاحِرَانِ:۔[یہ دونوں جادوگر ہیں]۔

4 ذَانِکَ بُرْهَانَانِ(القصص:32/28):۔[وہ دونوں واضح دلیلیں ہیں]۔بُرْهَانَانِ [دوواضح دلیلیں]۔مُوْسٰیؑ کواللہ رب العزت نے دوواضح معجزے عصااور ید بیضاء عطا کئے اور کہا تھا! ذَانِکَ بُرْهَانَانِ (وہ دونوں جو ابھی تم نے دیکھے ہیں،جن کا تم نے ابھی مشاہدہ کیا دونوں تمہاری نبوت کی واضح دلیلیں ہیں)۔

5 هٰؤُلَاءِ مُؤْمِنُوْنَ:۔ [یہ سب مومن ہیں]۔

6 تِلْکَ قَرْيَةٌ:۔ (اشارہ کرتے ہوئے)[وہ گاؤں ہے]وہ بستی ہے،وہ دیہات ہے۔

7 اُولٰئِکَ ظَالِمَاتٌ:۔ [وہ ظالم عورتیں ہیں]وہ ظلم کرنے والیاں ہیں۔

مرکب اضافی سے جملہ بنانا

مرکب اضافی میں ہے کا معنٰی پیدا کرنے کے لئے کسی تیسرے اسم کا اضافہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔وہ تیسرا اسم یا تو شروع میں یا آخر میں بھی آسکتا ہے۔اگر شروع میں لگانا ہو تو اسم معرفہ ہونا چاہیے اور آخر میں لگانا ہو تو اسم نکرہ ہونا چاہیے۔

(i) معرفہ + مرکب اضافی

1 اَللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ:۔ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ [سب جہانوں کا رب] مرکب اضافی ہے(جن دواسموں میں کا یا کے یا کی میں سے کوئی معنٰی پیدا ہو رہا ہو اسکو مرکب اضافی کہتے ہیں)۔سب جہانوں کی پرورش کا،انکی نشوونما کا اہتمام کرنے والا۔آسمان سے بارش کا نازل ہونا۔زمین سے اناج کا پیدا ہونا،ہوا سے آکسیجن کا حاصل ہونا،اس نظام کو نظام ربوبیت کہتے ہیں اور جس ہستی کے ہاتھ میں یہ سارا نظام ہے اسکو رَبُّ الْعَالَمِيْنَ کہیں گے۔اس میں ہے کا معنٰی پیدا کرنے کیلئے اسم معرفہ اللّٰهُ کا شروع میں اضافہ کیا گیا ہے۔اَللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ اللہ سب جہانوں کا رب ہے۔مفہوم مکمل ہو گیا اور جملہ بن گیا۔

2 مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ:۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ[اللہ کا پیغمبر] مرکب اضافی ہے۔شروع میں ایک تیسرے اسم معرفہ مُحَمَّدٌ کا اضافہ ہوا اور ہے کا معنٰی پیدا ہو گیا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ(محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں)۔اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں،اللہ کے پیغامات اپنی امت کو پہنچانے والے ہیں۔

3 اَلْقُرْآنُ کِتَابُ اللّٰهِ:۔ [قرآن اللہ کی کتاب ہے]۔مرکب اضافی کِتَابُ اللّٰهِ سے پہلے معرفہ اَلْقُرْآنُ کا اضافہ کر دیا ہے۔

4 هٰؤُلَاءِ عِبَادُ اللّٰهِ:۔ [یہ سب اللہ کے بندے ہیں]۔جس طرح this کی جمع these ہے اسی طرح هٰذَا کی جمع هٰؤُلَاءِ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ:۔ جس طرح that کی جمع those ہے اسی طرح عربی زبان میں ذَالِکَ کی جمع اُولٰئِکَ استعمال ہوتی ہے۔ اُولٰئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّۃِ [(اشارہ کرکے) وہ جنت کے ساتھی ہیں/وہ جنت والے ہیں]۔قرآن پاک کچھ لوگوں کا، ان کے اعمال کا، ان کی صفات کا ذکر کرتا ہے۔ پھر انکی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے اُولٰئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّۃِ چنانچہ اُولٰئِکَ کا معنٰی [وہ لوگ جن کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے] ہوگا۔ پھر قرآن کچھ لوگوں کا ذکر کرتا ہے ان کی بد اعمالیوں کا، ان کی بُری صفات کا پھر انکے بارے میں کہتا ہے۔ اُولٰئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ وہ لوگ جن کا ذکر پچھلی آیات میں پیچھے گزرا (وہ جہنم کی آگ والے ہیں)۔

6 ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ:۔ [یہ اللہ کی اونٹنی ہے]۔مرکب اضافی نَاقَۃُ اللّٰہِ سے پہلے ھٰذِہٖ (معرفہ) لگانے سے ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ بن گیا۔

7 اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ:۔ [اللہ آسمانوں کا نور ہے]۔شروع میں معرفہ اَللّٰہُ لگانے سے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ جملہ بن گیا۔

8 اَللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ:۔ [اللہ تقوٰی اختیار کرنے والوں کا سرپرست ہے]۔ولی کا معنٰی دوست کیا جاتا ہے۔اگر کوئی چھوٹا آدمی بڑے کے متعلق یہ کہے کہ میں اسکا دوست ہوں۔ میں اسکا ساتھی ہوں تو معنٰی ہوگا کہ میں اسکا پیروکار ہوں میں اسکا متبع (تابع) ہوں۔عوام اگر اپنے لیڈروں کے بارے میں کہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں تو مطلب ہوگا کہ ہم آپکے وفادار ہیں لیکن اگر کوئی بڑا آدمی چھوٹے کے بارے میں کہے، **میں تمہارا دوست ہوں/میں تمہارا ساتھی ہوں** تو اسکا معنٰی ہوتا ہے کہ میں تمہارا سرپرست ہوں، پشت پناہ ہوں۔ جب کوئی ممبر اسمبلی (MNA/MPA) کسی کو کہتا ہے کہ، **'میں تمہارا ساتھی ہوں'** تو مطلب ہوتا ہے کہ جو مرضی کرتے رہو آکر میرے ڈیرے پر پناہ لے لینا، تو وہ سرپرستی ہوتی ہے۔ جب بندے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بندہ اللہ کا دوست ہے تو مطلب ہوا کہ بندہ اللہ کا وفادار ہے، اسکا اطاعت گزار ہے، اسکے احکامات کا متبع اور پیروکار ہے۔ اسلئے جب اللہ کے بارے میں کہا جائے کہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ [اللہ بندوں کا دوست ہے]، تو اس کا مطلب ہوگا کہ، **اللہ انکا پشت پناہ ہے، انکا حامی و ناصر ہے، انکا مددگار ہے**۔اولیاء اللہ کا معنٰی اللہ کے وفادار ہے۔ اس کے احکامات کی بالادستی کیلئے کٹ مرنے والے، قربانیاں پیش کرنے والے۔ اس کے برعکس کونوں کھدروں میں بیٹھ جانے والے نہیں، بیابانوں اور ویرانوں کا رخ کرنے والے نہیں۔

ii مرکب اضافی + نکرہ (مرکب اضافی کے بعد کسی تیسرے اسم نکرہ کا اضافہ کرنا اور [ہے] کا معنٰی پیدا کرنا)۔

1 رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ غَفُوْرٌ:۔ [سب جہانوں کا رب بخشنے والا ہے]۔ جو ربوبیت کا اہتمام فرما رہا ہے اگر بندوں سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو معاذ اللہ وہ اسکو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنالیتا بلکہ اگر بندہ ندامت و پشیمانی کا اظہار کرے اور اس سے معافی مانگے تو وہ گناہ کو معاف کرنیوالا ہے لہذا غَفُوْرٌ کا معنٰی سزا کو معاف کرنے والا ہے۔

2 کِتَابُ اللّٰہِ نُوْرٌ:۔ [اللہ کی کتاب روشنی ہے]۔

3 رَسُوْلُ اللّٰہِ صَادِقٌ:۔ [اللہ کا پیغمبر سچا ہے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 رَحْمَةُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ :۔ [اللہ کی رحمت وسیع ہے]۔

5 آيَاتُ اللّٰهِ بَيِّنَاتٌ:۔ [اللہ کی آیات واضح ہیں/اللہ کے احکامات واضح ہیں]۔

6 رُسُلُ اللّٰهِ مُبَشِّرُوْنَ :۔ [اللہ کے پیغمبر (اللہ کے اطاعت گزاروں، وفا شعاروں کو) بشارت دینے والے ہیں]۔ وہ جنت کی نعمتوں، اللہ کی رحمتوں کی خوشخبری سنانے والے ہیں۔

7 نَصْرُ اللّٰهِ قَرِيْبٌ :۔ [اللہ کی مدد قریب ہے]۔

8 اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ :۔ [اللہ کی زمین کھلی ہے/کشادہ ہے]۔ اَرْضٌ مونث سماعی ہے اسلئے وَاسِعَةٌ آیا ہے وَاسِعٌ نہیں آیا ہے۔

9 اَجْرُ الْمُحْسِنِيْنَ عَظِيْمٌ :۔[احسان کرنے والوں کے لئے صلہ بہت بڑا ہے (انکا معاوضہ بھرپور ہے)]۔ مُحْسِنِيْنَ یعنی اپنے رویئے کو درست کرنے والے، اپنی ذمہ داری کو اچھے طریقے سے انجام دینے والے۔

10 مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ :۔ [دنیا کا ساز وسامان/دنیا کا عیش وآرام کم ہے] تھوڑا ہے، چندروزہ ہے۔

11 اَصْحَابُ الْقَرْيَةِ صَابِرُوْنَ :۔ [بستی کے ساتھی/بستی والے/دیہات والے صابر ہیں]۔ ان میں برداشت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے وہ بڑی کٹھن زندگی بسر کرسکتے ہیں۔

12 دَعْوَةُ الْاَنْبِيَآءِ صَادِقَةٌ :۔ [انبیاء کی دعوت سچی ہے]۔

13 حَبْلُ اللّٰهِ مَتِيْنٌ :۔ [اللہ کی رسی مضبوط ہے]۔ رسی سے مراد سہارا ہے۔ اللہ کا سہارا مضبوط ہے باقی سب سہارے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں صرف ایک سہارا ہے جو مضبوط ترین سہارا ہے اور وہ ہے اللہ کا۔ اگر اللہ رب العزت کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہو تو اسکا واسطہ/ذریعہ/وسیلہ کتاب اللہ ہے جس کے متعلق کیا کہا گیا وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا..(آل عمران:103/3) یہ (اللہ کی رسی) ہی مضبوط سہارا ہے، اسکو مضبوطی سے تھام لو، آپس میں تفرقہ بازی میں نہ پڑو۔ یہ ہے مضبوط سہارا جو تمہیں اللہ تک پہنچائے گا اور اگر اسے نہیں تھامو گے تو پھر شیطان تمہیں گمراہی کی وادیوں میں بہکاتا پھرے گا۔

مرکب جاری سے جملہ بنانا

مرکب جاری میں ہے کا معنی پیدا کرنے کیلئے کسی تیسرے اسم کا اضافہ مرکب جاری سے پہلے یا بعد میں کرنا ضروری ہے۔ شروع میں کریں تو معرفہ اور بعد میں کریں تو نکرہ ہونا چاہیے۔

(i) معرفہ + مرکب جارّی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ :۔[تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے]۔کسی نعمت اور کسی احسان کے بدلے میں انسان کے دل میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے جو جذبہ تشکر، جذبہ ممنونیت ہوتا ہے اس کو حَمْدٌ کہتے ہیں۔ جب کوئی بچہ اپنے والدین کو دیکھتا ہے کہ وہ اسکی ضروریات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ وہ اسکو آرام پہنچا رہے ہیں تو بچے کے دل میں اپنے والدین کے لئے عقیدت، تشکر، ممنونیت کا ایک بے لوث جذبہ پیدا ہوتا ہے اسکو حَمْدٌ کہا جاتا ہے۔ یہاں کہا گیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی یہ جتنی بھی نعمتیں مل رہی ہیں جن کی وجہ سے تم زندہ ہو، جن نعمتوں جن احسانات کی وجہ سے تمہارے دل میں جو جذبہ تشکر و ممنونیت پیدا ہوتا ہے وہ کس کیلئے ہے؟ لِلّٰهِ (محض) اللہ کیلئے اور دلیل کیا ہے۔ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہ سب جہانوں کی ربوبیت کا وہی اہتمام فرما رہا ہے اسی لئے تمہارے دلوں میں پیدا ہونے والے ممنونیت اور تشکر کے تمام جذبات و احساسات کا مستحق بھی صرف اللہ ہی ہے۔ یہی اختلاف تھا مشرکین مکہ کے ساتھ، اسی لئے قرآن مجید کا آغاز ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے ہوا۔ مشرکین مکہ کہتے تھے، ہاں! ہم مانتے ہیں یہ ساری نعمتیں اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن جب جذبہ حمد کے اظہار کا وقت آتا تھا تو وہ دیگر ہستیوں ہبل، لات، منات کا رخ کر لیتے تھے۔ جونہی اقتدار ملا یا مال و دولت میں فراوانی ملی پھر وہاں سلام کرنے چلے گئے۔ جبکہ جذبہ تشکر اور ممنونیت کا اظہار صرف اللہ کے سامنے کیا جائے کیونکہ سب نعمتیں صرف وہی عطا کرنے والا ہے۔

2 عَلِيٌّ كَا لْاَ سَدِ :۔[علیؓ شیر کی مانند ہیں]۔ اگر اس سے مراد علیؓ ہوں تو معنٰی کریں گے علیؓ شیر جیسے ہیں۔ بہادری سے دشمن پر حملہ کرنے میں شیر کی مانند ہیں۔

3 اَللّٰهُ عَلَى الْعَرْشِ :۔ [اللہ عرش پر ہے]۔

4 اَلْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ :۔ [جنت تقویٰ اختیار کرنے والوں کیلئے ہے]۔

5 اَلنَّارُ لِلْكَافِرِيْنَ :۔ [جہنم کی آگ کافروں کیلئے ہے]۔

6 اَللَّعْنَةُ عَلَى الظَّا لِمِيْنَ :۔ [لعنت ظالموں پر ہے]۔ لعنت کا معنٰی ہے۔ اللہ کی رحمت سے دور ہونا، اللہ کی نظروں سے گر جانا۔

7 اَلْحَقُّ فِي الْقُرْآنِ :۔ [حق قرآن میں ہے]۔

8 اَلْمُؤمِنُ فِي الْمَسْجِدِ :۔ [مومن مسجد میں ہے]۔

9 كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ :۔ كَالسَّمَكِ [مچھلی کی طرح]۔ فِي الْمَاءِ [پانی میں]۔ جس طرح مچھلی کی زندگی پانی کے ساتھ وابستہ ہے اسی طرح مومن کی زندگی بھی وابستہ ہوتی ہے مسجد کے ساتھ۔ جس طرح مچھلی کو پانی میں سکون ملتا ہے اسی طرح مومن کو مسجد میں سکون حاصل ہوتا ہے۔ اَلْمُؤمِنُ فِي الْمَسْجِدِ كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ [مومن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے پانی میں مچھلی]۔

10 اَلْمُؤمِنُوْنَ عَلَى الْهِدَايَةِ :۔ [مومن ہدایت پر ہیں]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11 اَلْكُفَّارُ فِي الضَّلَا لِ:۔ [کافر گمراہی میں ہیں]۔

ii مرکب جارّی+اسم نکرہ

1 لِلصَّابِرِيْنَ جَنَّةٌ:۔ [صبر کرنے والوں کیلئے جنت ہے]۔

2 عَلَى الشَّيْطَانِ لَعْنَةٌ:۔ [شیطان پر لعنت ہے]۔

3 فِي الصُّلْحِ خَيْرٌ:۔ [صلح میں بہتری ہے]۔

4 فِي الْفَسَادِ شَرٌّ:۔ [فساد میں شر ہے/برائی ہے]۔

5 فِي الْبَيْتِ وَ لَدَانِ:۔ [گھر میں دولڑکے ہیں]۔

6 فِي الْغُرْفَةِ وَلَدٌ:۔ [کمرے میں ایک لڑکا ہے]۔

7 لِلْمَسْجِدِ بَابَانِ:۔ [مسجد کیلئے دو دروازے ہیں]۔اردو زبان کے اسلوب میں (مسجد کے دو دروازے ہیں) کہیں گے۔

8 لَهُمْ عَذَابٌ:۔ [انکے لئے عذاب ہے]۔ لَ حرف جارّ ہے لیکن هُمْ اسم ضمیر ہے۔اس لئے مجرور ہونے کے باوجود آخر میں زیر [ـِ] نہیں لگ سکتی کیونکہ هُمْ مبنی ہے۔

9 فِيْ حَيَاةِ الرَّسُوْلِ اُسْوَةٌ:۔[رسول ﷺ کی زندگی میں نمونہ (اسوۃ) ہے]۔آپ ﷺ کی حیات طیبہ لوگوں کے لئے ماڈل ہے۔

10 فِيْ قُلُوْبِ الْمُنَافِقِيْنَ مَرَضٌ:۔[منافقوں کے دلوں میں بیماری ہے]۔ فِيْ [میں]۔قُلُوبِ[دل (جمع)]۔مُنَافِقِيْنَ[منافق لوگ]۔مَرَضٌ[بیماری]۔قرآن کہتا ہے! انکے جسم کتنے ہی تندرست وتوانا کیوں نہ ہوں،منافقوں کے دلوں میں بیماری (نفاق کا مرض) ہے۔

نوٹ نمبر 1 مرکب ناقص+ مرکب ناقص بھی جملہ بن جاتا ہے۔

1 رَاسُ الْحِكْمَةِ مُخَافَةُ اللّٰهِ:۔ رَاسُ سر (Head) کو کہتے ہیں (چوٹی/عروج)۔رَاسُ الْحِكْمَةِ [حکمت ودانائی کا عروج/حکمت ودانائی کی چوٹی]۔مُخَافَةُ اللّٰهِ[اللہ کا خوف ہے]۔یہ الفاظ حدیث کے ہیں انکا مطلب ہے کہ:حکمت ودانائی یہ ہے کہ انسان کائنات کا مطالعہ کرے اس پر اللہ رب العزت کی قدرتیں عیاں ہوں اور جیسے جیسے اس پر اللہ کی قدرتیں عیاں ہوتی چلی جائیں گیں اتنا ہی اسکے دل میں اللہ کے خوف اور اللہ کی ہیبت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔قرآن مجید ان لوگوں کو جو کائنات کا مشاہدہ نہیں کرتے عقلمند، ارباب فکر و دانش اور بڑے ذہین (Genius) تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔اللہ کی معرفت اور کبریائی انکی نگاہوں سے اوجھل رہتی ہے۔ان پر اللہ کی معرفت اور کبریائی عیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتی۔اس کے برعکس قرآن مجید ان لوگوں کو اُوْلُو الْاَلْبَابُ یعنی عقل منداور بڑے بڑے ذہن قرار دیتا ہے جو کائنات کا مشاہدہ کریں اور کائنات کا شاہدہ اور مطالعہ کرنے سے ان کے دلوں میں اللہ رب العزت کے خوف وخشیت اور ہیبت وعظمت کا اضافہ ہو۔ رَاسُ الْحِكْمَةِ مُخَافَةُ اللّٰهِ [حکمت و انائی کی معراج اللہ کا خوف ہے]۔یعنی جوں جوں اللہ کی قوتیں اور قدرتیں انسان پہ عیاں ہوتی چلی جاتی ہیں توں توں اس کے دل میں موجود اللہ کے خوف میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے قرآن مجید انکو اُوْلُو الْاَلْبَابِ قرار دیتا ہے یہی اس حدیث کا اصل مفہوم ہے۔

2 مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ :۔[عالم کی موت جہان کی موت ہے]مَوْتُ الْعَالِمِ [عالم کی موت]اور مَوْتُ الْعَالَمِ [جہان کی موت]۔یہ دونوں مرکب اضافی (مرکب ناقص) ہیں۔دونوں کو ملا کر جملہ بن جائے گا۔واقعتاً اگر کوئی عالِم ہو تو اس کے دنیا سے رخصت ہو جانے سے علم کا جہان رخصت ہو جاتا ہے۔[عالِم کی موت عالَم کی موت ہے]۔

3 كِتَابُ الْوَلَدِ فِي الْغُرْفَةِ :۔[لڑکے کی کتاب کمرے میں ہے]۔

4 رَبُّ الْعَالَمِيْنَ عَلَى الْعَرْشِ :۔ [سب جہانوں کا رب عرش پر ہے]۔

5 اَجْرُ الْمُتَّقِيْنَ عَلَى اللّٰهِ :۔[تقویٰ اختیار کرنے والوں کا اجر اللہ پر ہے]۔یعنی اللہ رب العزت کا طے شدہ ضابطہ ہے کہ وہ متقین کو تقویٰ اختیار کرنے والوں کو انکی کسی نیکی کے اجر ومعاوضے سے محروم نہیں کرتا۔یہ اللہ کی ذمہ داری ہے۔اللہ رب العزت کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کی معصیت ونافرمانی سے اپنا دامن بچا کے رکھنا تقویٰ کہلاتا ہے۔

6 لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ:۔[اللہ کی لعنت جھوٹوں پر ہے]۔

7 رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى الصَّادِقِيْنَ:۔[اللہ کی رحمت سچوں پر ہے]۔

8 اَلْوَلَدُ الطَّوِيْلُ وَلَدٌ صَالِحٌ:۔[لمبا لڑکا نیک لڑکا ہے]۔

9 اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ فِي الْمَسْجِدِ:۔[نیک لڑکا مسجد میں ہے]۔

10 فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ (الذاریات:22/51):۔ [آسمان میں تمہارا رزق ہے]۔رشوت میں، چالاکی، ہوشیاری، عیاری ومکاری میں نہیں بدعنوانی اور ملاوٹ میں نہیں۔

نوٹ نمبر 2 استثناء (Exception):۔ معرفہ کو نکرہ بنانا ممکن نہ ہو تو معرفہ + معرفہ ہی جملہ بن جایا کرتا ہے۔

دو اسماء میں ہے کا معنیٰ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اسم کو معرفہ استعمال کریں اور دوسرے اسم کو نکرہ بنا دیں۔لیکن بعض اوقات دوسرے اسم کو نکرہ بنانا ممکن نہیں ہوتا۔اس طرح کی صورتحال سے بہت کم واسطہ پڑتا ہے اسکو استثناء کہہ لیجئے۔اگر اس صورتحال سے واسطہ پڑ جائے تو پھر مجبوری سمجھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے (معرفہ+معرفہ) میں بھی ہے کا معنیٰ پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اَنَا [میں] معرفہ ہے کیونکہ ضمیر (Pronoun) ہے۔ اَنَا اور مَحْمُوْدٌ دونوں اسم معرفہ ہیں کیونکہ محمود کسی کا مخصوص نام ہے۔ محمود کو اگر نکرہ بنانا چاہیں تو ساری زندگی نہیں بنا سکتے۔ کسی کے مخصوص نام کو کیسے نکرہ بنا سکتے ہیں۔ اگر اس کے شروع میں الف لام [اَلْ] ہوتا تو [اَلْ] کو ہٹا دیتے۔ ایسی صورت میں مجبوری سمجھتے ہوئے جب معرفہ کو نکرہ بنانا ممکن نہ ہو تو (معرفہ + معرفہ) ہی جملہ بن جایا کرتا ہے۔ عام طور پر اَنَا مَحْمُوْدٌ اور هٰذَا حَامِدٌ کا ترجمہ [میں محمود] [یہ حامد] کیا جاتا ہے۔ لیکن اب یہ ترجمہ نہیں کریں گے بلکہ اسی کو ہی جملہ قرار دے دیں گے۔ چنانچہ اَنَا مَحْمُوْدٌ کا ترجمہ [میں محمود ہوں] اور هٰذَا حَامِدٌ کا ترجمہ [یہ حامد ہے] ہوگا۔

نوٹ نمبر ③ ایک اور استثنائی قاعدہ (Exceptional Rule):۔

وہ اسم جو جمع بننے کو تو بن جائے لیکن ہو بھی جمع مکسر (ٹوٹی پھوٹی) اور ہو بھی غیر عاقل (بے جان یا بے سمجھ مخلوق) کی ایسی جمع کو عربی گرامر والوں نے واحد مونث کے برابر قرار دیا ہے۔ **مثلاً:** مرکب اَلْاَقْلَامُ جَدِيْدَةٌ میں اَلْاَقْلَامُ تو جمع ہے اسکے ساتھ جَدِيْدَةٌ واحد مونث کا لفظ اس لئے آیا ہے کیونکہ اَلْاَقْلَامُ جمع ہے، مکسر ہے اور غیر عاقل ہے۔ ترجمہ [قلم نئے ہیں] ہوگا۔ اسی طرح اَلْاَبْوَابُ مَفْتُوْحَةٌ کا ترجمہ [دروازے کھلے ہوئے ہیں] ہوگا۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل کا عربی میں ترجمہ کریں۔

① جنت صبر کرنے والوں کے لئے ہے۔ اَلْجَنَّةُ لِلصّٰبِرِيْنَ ۔ لِلصّٰبِرِيْنَ اصل میں ہے۔ (لِ + اَلصَّابِرِيْنَ) لیکن ملا کر لِلصّٰبِرِيْنَ پڑھیں گے۔ لِلصّٰبِرُوْنَ اس لئے نہیں آیا کیونکہ [لِ] حرف جر ہے۔ حرفِ جر کی وجہ سے لِلصّٰبِرُوْنَ کی بجائے لِلصّٰبِرِيْنَ کہیں گے۔

② ہم اللہ کے بندے ہیں۔ نَحْنُ عِبَادُ اللّٰهِ ۔ کہنا ہو [میں اللہ کا بندہ ہوں] تو اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ کہیں گے۔ اَنَا کی جمع نَحْنُ ہے اور عَبْدٌ کی جمع عِبَادٌ ہے۔

③ لڑکے حاضر ہیں اور لڑکیاں غائب ہیں۔ اَلْاَوْلَادُ حَاضِرُوْنَ وَالْبَنَاتُ غَائِبَاتٌ۔

④ وہ سب جاہل ہیں۔ اُولٰئِكَ جَاهِلُوْنَ۔ اگر اشارہ کر کے کہنا ہو [وہ (جو خرافات میں مشغول ہیں) سب جاہل ہیں]۔ تو پھر اسم اشارہ استعمال کریں گے۔ ایک شخص کی طرف اشارہ کرنا ہو تو کہتے ہیں [ذٰلِكَ]، دو ہوں تو کہتے ہیں [ذَانِكَ]، دو سے زیادہ ہوں، سب کو کہنا ہو تو پھر کہیں گے [اُولٰئِكَ]۔ اگر کہنا ہو وہ سب کے سب جاہل ہیں (تاکید کا معنیٰ پیدا کرنا ہو) تو پھر كُلُّهُمْ کا اضافہ بھی کر دیتے ہیں اُولٰئِكَ كُلُّهُمْ جَاهِلُوْنَ [وہ سب کے سب جاہل ہیں]۔

⑤ حامد کے والد گھر میں ہیں۔ چونکہ حامد کے والد مرکب اضافی ہے اس لئے ترجمہ الٹ کریں گے پہلے والد کا اور بعد میں حامد کا۔ وَالِدُ حَامِدٍ فِي الْبَيْتِ۔ حَامِدٌ اسلئے نہیں آیا کہ والد یہاں مضاف ہے اور حامد مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6 اللہ کی کتاب سچی ہے۔ كِتَابُ اللّٰهِ حَقٌّ یا كِتَابُ اللّٰهِ صَادِقٌ بھی کہہ سکتے ہیں۔

7 کمرہ نیا ہے۔ کمرہ اردو میں مذکر اور عربی میں کمرے کے لئے استعمال ہونے والا اسم اَلْغُرْفَةُ مونث ہے۔ اَلْغُرْفَةُ جَدِيْدٌ نہیں آئے گا بلکہ مونث مبتدا کے ساتھ خبر بھی مونث آئے گی۔ اَلْغُرْفَةُ جَدِيْدَةٌ صحیح ترجمہ ہوگا۔

8 اللہ علیم ہے۔ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ۔ جاننے والا کا ترجمہ عَالِمٌ ہے۔ عَالِمٌ سے عَلِيْمٌ بنا ہے جس کا معنٰی خوب جاننے والا ہے۔

9 ظہر کی نماز کھڑی ہے۔ ظہر کی نماز مرکب اضافی ہے۔ ظہر کا پہلے اور نماز کا بعد میں ترجمہ کریں گے صَلٰوةُ الظُّهْرِ۔ اَلصَّلٰوةُ الظُّهْرِ نہیں کہہ سکتے کیونکہ مضاف سے پہلے الف لام [ال] نہیں آتا۔ صَلٰوةُ الظُّهْرِ قَائِمَةٌ۔

10 اذان کا وقت قریب ہے۔ اَلْوَقْتُ الْاَذَانِ نہیں کہیں گے اذان کے وقت کے لئے وَقْتُ الْاَذَانِ کہیں گے۔ اَلْاَذَانُ مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں ہوتا ہے اس لئے اَلْاَذَانِ کہیں گے۔ وَقْتُ الْاَذَانِ قَرِيْبٌ۔

11 اللہ بندوں کا رب ہے۔ اَللّٰهُ رَبُّ الْعِبَادِ۔

12 یہ کتاب ہے۔ هٰذِهٖ نہیں کہیں گے بلکہ هٰذَا كِتَابٌ [یہ کتاب ہے] کہیں گے۔

13 وہ گھڑی ہے۔ چونکہ گھڑی مونث ہے اسلئے ذٰلِكَ سَاعَةٌ نہیں بلکہ تِلْكَ سَاعَةٌ کہیں گے۔

14 ظالموں کے لئے عذاب ہے۔ لِلظَّالِمِيْنَ عَذَابٌ چونکہ لام [لِ] حرف جر ہے اس لئے یہاں لِلظَّالِمُوْنَ استعمال نہیں کریں گے۔

15 مومنوں کیلئے اجر ہے۔ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرٌ۔

16 قیامت قریب ہے۔ قیامت کے لئے اَلسَّاعَةُ بھی کہہ سکتے ہیں اور اَلْقِيَامَةُ بھی۔ قرآن مجید میں اَلْقِيَامَةُ قَرِيْبَةٌ اور اَلسَّاعَةُ قَرِيْبَةٌ دونوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

17 قبر کا عذاب سخت ہے۔ قبر کا عذاب کا ترجمہ آخر سے شروع کریں گے (عذاب کا پہلے اور قبر کا بعد میں) عَذَابُ الْقَبْرِ۔ اَلْعَذَابُ نہیں کہیں گے کیونکہ عَذَابُ مضاف ہے اور مضاف سے پہلے [ال] نہیں آتا ترجمہ ہوگا۔ عَذَابُ الْقَبْرِ شَدِيْدٌ۔

18 مومن کی قبر جنت کی طرح ہے۔ مومن کی قبر قَبْرُ الْمُؤْمِنِ اور جنت کی طرح ہے کا ترجمہ كَالْجَنَّةِ ہوگا۔ قَبْرُ الْمُؤْمِنِ كَالْجَنَّةِ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس العاشر | ضمائر (Pronouns) | سبق نمبر 10

تعرف: ایسا لفظ جو کسی نام کی جگہ استعمال ہو اسے **ضمیر** کہا جاتا ہے۔

اَللّٰهُ عَلَى الْعَرْش [اللہ عرش پر ہے]، وَ هُوَ خَالِقُ الْكَوْنِ [اور وہ کائنات کا خالق ہے]، وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُهٗ [اور محمد ﷺ اسکے پیغمبر ہیں]۔ اس جملے میں اس عبارت میں دو ضمیریں پہلی **هُوَ** اور دوسری **ہٗ** استعمال ہوئی ہیں۔ **هُوَ** الگ تھلگ، اسم سے فاصلے پر رہ کر استعمال ہونے والی ضمیر ہے اور رَسُوْلُهٗ میں ضمیر ہٗ اسم کے ساتھ مل کر استعمال ہوئی ہے۔

[خالد ایک طالب علم ہے۔ **وہ** میرا بھائی ہے]۔ اس جملے میں **وہ** خالد کی جگہ پر استعمال ہو رہا ہے۔ اردو زبان میں وہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کسی کی طرف اشارہ کرنے کیلئے مثال کے طور پر آپ کسی لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ جو کونے میں **کھڑا ہے میرا بھائی ہے**۔ اس جملے میں وہ کو اسم اشارہ کہیں گے۔ لیکن **خالد ایک طالب علم ہے، وہ میرا بھائی ہے**، اس جملے میں وہ کو ضمیر کہیں گے۔ **ذٰلِکَ** کا معنٰی بھی وہ اور **هُوَ** کا معنٰی بھی وہ ہے۔ پہلا اسم اشارہ ہے اور دوسرا لفظ اسم ضمیر ہے۔ **ذٰلِکَ** اور **هُوَ** میں وہی فرق ہے جو That اور He میں ہے۔

ضمیر کو ضمیر کیوں کہتے ہیں؟ ضمیر میں کسی نہ کسی کا ذکر پوشیدہ ہوتا ہے۔ **خالد ایک طالب علم ہے وہ میرا بھائی ہے**۔ اس جملے میں وہ کے اندر خالد کا ذکر چھپا ہوا ہے۔ اردو زبان میں تو سب کیلئے وہ سے ہی کام چلاتے ہیں۔ مذکر، مونث، واحد، تثنیہ اور جمع سب کیلئے وہ استعمال کرتے ہیں۔ **مثلاً:** خالد ایک طالب علم ہے [وہ] میرا بھائی ہے۔ زینب ایک طالبہ ہے [وہ] میری بہن ہے۔ خالد اور حامد طالب علم ہیں [وہ] میرے بھائی ہیں۔ زینب اور عائشہ طالبات ہیں [وہ] میری بہنیں ہیں۔ جمع کیلئے بھی [وہ] جمع مذکر اور مونث سب کیلئے **وہ** استعمال ہوتا ہے۔ لیکن عربی گرامر چونکہ وسیع زبان ہے اس لئے اس میں [وہ] مذکر، مونث، تثنیہ اور جمع کیلئے الگ الگ الفاظ ہیں۔

غائب، حاضر اور متکلم ضمیریں (ضمائر)

انگریزی زبان میں اپنے آپ (**متکلم**) کو پہلی ہستی / شخصیت (First Person)، جس سے گفتگو ہو رہی ہو (**مخاطب**) کو دوسری ہستی / شخصیت (Second Person) اور جس کے متعلق گفتگو ہو رہی (جو حاضر نہ ہو، موجود نہ ہو) کو تیسری ہستی / شخصیت (Third Person) کہا جاتا ہے۔ لیکن عربی زبان کی گرامر میں اپنے آپ کو ترجیح نہیں دی جاتی خود کو **تیسری ہستی / شخصیت** (Third Person) کہیں گے۔ جس سے بات ہو رہی ہو (**مخاطب**) اسکو دوسری ہستی / شخصیت (Second Person) کہیں گے۔ اور جس کے متعلق ہو رہی ہو وہ **پہلی ہستی / شخصیت** (First Person) ہوگی۔ میں بھی اپنا دفاع کرسکتا ہوں، جس سے گفتگو ہو رہی ہو وہ بھی اپنا دفاع کرسکتا ہے اور جس کے متعلق گفتگو ہو رہی ہو وہ اپنا دفاع نہیں کرسکتا۔ اسلئے قابل ترجیح اسی کو ہونا چاہئے جس غائب کے متعلق گفتگو ہو رہی ہو۔ اس لئے غائب **پہلی ہستی / شخصیت** (First Person) ہے۔ چنانچہ عربی گرامر میں ضمیروں (ضمائر) کا آغاز غائب (Absent) (جو موجود نہیں) سے ہوتا ہے۔ **يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ**.. (الحشر: 9/59)۔ اللہ رب العزت نے فرمایا! [میرے نبیؐ کے صحابہ کی صفت ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں]۔ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفادات کو دوسروں کے مفادات کیلئے قربان کر دیتے ہیں اسی کو ایثار کہتے ہیں اور اسی سے **یُؤْثِرُوْنَ** بنا۔ دوسروں کو ترجیح دی جائے انکو پہلی حیثیت میں سمجھا جائے انکی عزت و آبرو کا خیال رکھا جائے، انکے متعلق اپنی زبان سے دل آزاری والا کوئی کلمہ ادا نہ کیا جائے۔ جو سامنے موجود ہو اسکو عربی گرامر کے لحاظ سے بھی اور انگلش گرامر کے لحاظ سے بھی حاضر (Second Person) کہیں گے (**حاضر یا مخاطب** جو سامنے موجود ہو)۔

ضمائر کی اقسام

دنیا کی تمام زبانوں میں دو قسم کی ضمیریں (Pronoun) استعمال ہوتی ہیں۔ **مثلاً**: پہلی انگریزی میں He, She, You, I, We وغیرہ جن کے لیے اردو کے الفاظ وہ، تم، میں، ہم اور دوسری جیسے اردو زبان کی **اضافت کی ضمیریں مثلاً**: **اسکا، ان کا، تیرا، میرا** وغیرہ کے لیے جن کے لیے انگریزی میں ضمائر اضافت His, Him, Her, Yours, Mine, My, Their, Them (Possessive Pronoun) ہیں۔

هُوَ : (He کے معنی میں)۔ یہ ضمیر ہمیشہ لفظ سے علیحدہ (Separate) اور پہلے استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے اسے **ضمیر منفصلہ** (منفصل یعنی فاصلے پر/الگ تھلگ) کہتے ہیں۔ مثلاً کہنا ہو کہ؛ خالد میرا بھائی ہے، وہ طالب علم ہے تو **هُوَ طَالِبٌ** کہیں گے۔

هٗ : (His کے معنی میں)۔ یہ ضمیر لفظ کے آخر میں ساتھ مل کر (Attach ہو کر) استعمال ہوتی ہے۔ اسلئے اسے **ضمیر متصلہ** (متصل/ساتھ ملی ہوئی) کہتے ہیں۔ چنانچہ [كِتَابُ +هٗ] کو یوں **كِتَابُهٗ** کہیں/لکھیں گے [اس کی کتاب]۔

یہیں سے عربی زبان کی دو اصطلاحات ضمائر منفصلہ اور ضمائر متصلہ وجود میں آئیں۔

ⓘ **ضمائر منفصلہ**: جو ضمیریں اسم سے فاصلے پر (علیحدہ ہو کر) اور لفظ سے پہلے استعمال ہوتی ہیں انکو **ضمائر منفصلہ** کہتے ہیں۔

ⓘⓘ **ضمائر متصلہ**: جو ضمیریں ساتھ مل کر (لفظ کے آخر میں) استعمال ہوتی ہیں اور انکو **ضمائر متصلہ** کہیں گے۔

ضمائر منفصلہ و متصلہ میں فرق

1. ضمائر منفصلہ (فاصلہ پر) اسم سے الگ (Separate) رہ کر استعمال ہوتی ہیں اور ضمائر متصلہ (متصل) اسم کے ساتھ جڑ کر (Attach) ہو کر استعمال ہوتی ہیں۔
2. ضمائر منفصلہ کو اسم سے پہلے لگایا جاتا ہے۔ مثلاً: نَحْنُ طُلَّابٌ [ہم طلبا ہیں/Students ہیں]۔ **نَحْنُ** ضمیر منفصلہ میں سے ہے۔ اور ضمائر متصلہ کو اسم کے بعد لگایا جاتا ہے۔ **مثلاً**: هٰذَا مُدَرِّسُنَا یہاں **نَا** ضمیر متصلہ ہے جسکا معنیٰ **ہمارا** ہے۔
3. ضمائر منفصلہ کا ترجمہ **وہ یا تو یا تم یا میں یا ہم** سے کیا جاتا ہے۔ اور ضمائر متصلہ کا ترجمہ **اسکا یا انکا یا تیرا یا میرا یا ہمارا** وغیرہ سے کیا جاتا ہے۔ اگر مونث ہو تو **اسکی یا تیری یا میری** وغیرہ سے کیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر: بَيْتُهٗ کا ترجمہ **اسکا گھر** کریں گے۔ اور كِتَابُهٗ کا ترجمہ **اسکی کتاب** کریں گے۔ اَنَا مُسْلِمٌ [میں مسلمان ہوں]۔ اَللّٰهُ رَبِّی [اللہ میرا رب ہے]۔ **هٗ** مذکر کیلئے **هَا** مونث کے لئے کہا جاتا ہے **مثلاً**: سَيِّدُنَا اَبُوْبَكْرٌ صَدِّيْقٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، میں ضمیر **هٗ** اور سَيِّدَتُنَا عَائِشَةُ صِدِّيْقَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا میں ضمیر **هَا**۔ مذکر حاضر کے لئے **كَ. كُمَا. كُمْ** اور مونث حاضر کے لیے **كِ. كُمَا. كُنَّ** ضمائر متصلہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ی اور نَا متکلم کے لئے ضمائر متصلہ ہیں۔

			ضمائر منفصلہ		ضمائر متصلہ
مقام	جنس	عدد	غائب (Absent) وہ	صیغہ	غائب (Absent) اس کا، ان کا، اس کو، ان کو
غائب	مذکر	واحد	هُوَ وہ ایک مذکر	واحد مذکر غائب	هٗ اس ایک مذکر، کا/کے/کی
		تثنیہ	هُمَا وہ دو مذکر	تثنیہ مذکر غائب	هُمَا ان دو مذکروں کا
		جمع	هُمْ وہ سب مذکر	جمع مذکر غائب	هُمْ ان سب مذکروں کا
	مؤنث	واحد	هِيَ وہ ایک مؤنث	واحد مونث غائب	هَا اس ایک مؤنث کا
		تثنیہ	هُمَا وہ دو مؤنث	تثنیہ مونث غائب	هُمَا ان دو مؤنثوں کا
		جمع	هُنَّ وہ سب مؤنث	جمع مونث غائب	هُنَّ ان سب مؤنثوں کا
			حاضر (Present) تو ۔ تم ۔ آپ		حاضر (Present) تیرا، تمہارا، آپ کا
حاضر	مذکر	واحد	أَنْتَ تو ایک مذکر	واحد مذکر غائب	كَ تجھ ایک مذکر کا
		تثنیہ	أَنْتُمَا تم دو مذکر	تثنیہ مذکر غائب	كُمَا تم دو مذکروں کا
		جمع	أَنْتُمْ تم سب مذکر	جمع مذکر غائب	كُمْ تم سب مذکروں کا
	مؤنث	واحد	أَنْتِ تو ایک مؤنث	واحد مونث غائب	كِ تجھ ایک مؤنث کا
		تثنیہ	أَنْتُمَا تم دو مؤنث	تثنیہ مونث غائب	كُمَا تم دو مؤنثوں کا
		جمع	أَنْتُنَّ تم سب مؤنث	جمع مونث غائب	كُنَّ تم سب مؤنثوں کا
			متکلم (Self) میں، ہم		متکلم (Self) میرا، ہمارا
متکلم	مذکر/مؤنث	واحد	أَنَا میں ایک مذکر/مؤنث	واحد/مذکر/مونث متکلم	ی مجھ ایک مذکر/مؤنث کا
		جمع	نَحْنُ ہم دو یا سب (مذکر/مؤنث)	تثنیہ/جمع/مذکر/مونث متکلم	نَا ہم دو یا سب مذکروں/مؤنثوں کا

غائب ضمائر (First Person)

ضمائر منفصلہ

هُوَ:۔ کہنا ہو: خالد طالب علم ہے وہ میرا بھائی ہے۔ یہاں اسم ضمیر هُوَ استعمال کریں گے۔ هُوَ ایک مذکر کیلئے استعمال ہوتا ہے اسلئے عربی گرامر کی اصطلاح میں هُوَ کو ضمیر واحد مذکر کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمَا :۔ کہنا ہو: خالد اور حامد طلبہ ہیں وہ دونوں میرے بھائی ہیں۔تو یہاں وہ دونوں کیلئے **هُمَا** استعمال کریں گے۔ان عربی زبان میں اسم ضمیر **هُمَا** وہ دو کو کہتے ہیں۔عربی گرامر کی اصطلاح میں اسکو **ضمیر تثنیہ** مذکر کہیں گے۔

هُمْ :۔ خالد، حامد اور زاہد طلبہ ہیں وہ میرے بھائی ہیں۔یہاں وہ کے لئے **هُمْ** استعمال ہوگا۔اسم ضمیر **هُمْ** کو عربی گرامر کی اصطلاح میں **اسم ضمیر جمع مذکر** کہیں گے (دو سے زیادہ مذکروں کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر)۔

هِيَ :۔ زینب ایک طالبہ ہے وہ میری بہن ہے۔یہاں وہ کے لیے **هِيَ** استعمال کریں گے۔جیسے **هِيَ أُخْتِي** [وہ میری بہن ہے]۔ **هِيَ** کو عربی گرامر کی اصطلاح میں **اسم ضمیر واحد مؤنث** کہیں گے۔ایک لڑکی یا عورت کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر۔

هُمَا :۔ دو مذکر ہوں یا دو مؤنث ہوں دونوں کیلئے **هُمَا** استعمال ہوگا۔اصل میں تثنیہ کا استعمال عربی زبان میں بھی بہت کم ہوتا ہے۔قرآن مجید میں زیادہ تر الفاظ واحد کے یا جمع کے استعمال ہوئے ہیں، تثنیہ کا استعمال خال خال ہے۔اسلئے دو الگ الگ الفاظ بنانے کی بجائے ایک ہی ضمیر **هُمَا** تثنیہ مذکر کے لئے اور تثنیہ مؤنث کے لئے وضع کی گئی۔

هُنَّ :۔ دو سے زیادہ عورتیں ہوں۔ **مثلاً**: زینب، خالدہ، عائشہ اور حفصہ طالبات ہیں وہ میری بہنیں ہیں۔جمع مؤنث کی وہ کے لئے **هُنَّ** کا لفظ استعمال ہوگا۔**هُنَّ** دو سے زیادہ عورتوں کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر کو عربی زبان میں **اسم ضمیر جمع مؤنث** کہیں گے۔

غائب ضمائر منفصلہ کا جملوں میں استعمال

مذکر

(واحد مذکر غائب) خَالِدٌ طَالِبٌ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ

(تثنیہ مذکر غائب) خَالِدٌ وَ حَامِدٌ طَالِبَانِ هُمَا فِي الْمَسْجِدِ

(جمع مذکر غائب) خَالِدٌ وَ حَامِدٌ وَ زَاهِدٌ طُلَّابٌ هُمْ فِي الْمَسْجِدِ

مونث

(واحد مؤنث غائب) زَيْنَبُ طَالِبَةٌ هِيَ فِي الْمَسْجِدِ

(تثنیہ مؤنث غائب) زَيْنَبُ وَخَدِيْجَةُ طَالِبَتَانِ هُمَا فِي الْمَسْجِدِ

(جمع مؤنث غائب) زَيْنَبُ وَخَدِيْجَةُ وَ حَفْصَةُ طَالِبَاتٌ هُنَّ فِي الْمَسْجِدِ

ضمائر متصلہ

(واحد مذکر غائب) ایک مرد کے لئے **ہٗ** استعمال کریں گے۔

(تثنیہ مذکر غائب) دو مرد ہیں تو **هُمَا** استعمال کریں گے۔

(جمع مذکر غائب) دو سے زیادہ مرد ہوں تو پھر **هُمْ** استعمال کریں گے۔

(واحد مؤنث غائب) ایک غائب مؤنث کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر **هَا** ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تثنیہ مؤنث غائب) دو غائب مؤنثوں (عورت/لڑکی) کے لئے استعمال ہونے والی ضمیر **هُمَا** ہے۔

(جمع مؤنث غائب) دو سے زیادہ عورتیں غائب ہوں ان سب کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر **هُنَّ** ہے۔

حاضر ضمائر (Second Person)

ضمائر منفصلہ

(واحد مذکر حاضر) اگر ایک مرد ہے اسکے لئے **اَنْتَ** استعمال کریں گے

(تثنیہ مذکر حاضر) اور اگر دو مرد ہیں تو **اَنْتُمَا** کہیں گے۔

(جمع مذکر حاضر) دو سے زیادہ مرد ہوں (خواہ وہ تین ہوں یا وہ تین لاکھ ہوں) سب کے لئے کہنا ہو پھر **اَنْتُمْ** استعمال کریں گے۔

(واحد مؤنث حاضر) ایک موجود مونث (عورت/لڑکی) (Present Feminine) کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر **اَنْتِ** ہے۔

(تثنیہ مؤنث حاضر) دو موجود مؤنث (عورت/لڑکی) کے لئے استعمال ہونے والی ضمیر **اَنْتُمَا** ہے۔

(جمع مؤنث حاضر) دو سے زیادہ عورتیں موجود ہوں ان سب کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر **اَنْتُنَّ** ہے۔

حاضر ضمائر منفصلہ کا جملوں میں استعمال

مذکر

گھر کے دروازے کی گھنٹی بجی باہر نکلے سامنے ایک لڑکا ہے اس سے پوچھنا ہے تو کہیں گے **مَنْ اَنْتَ؟**[تو کون ہے؟]۔

دو ہوں گے تو ان سے پوچھیں گے۔ **مَنْ اَنْتُمَا؟**[تم (دونوں) کون ہو؟]۔

اور اگر محلے کے سارے شرارتی بچے ہوں اور گھنٹی بجانے آ گئے ہیں تو پھر ان سے پوچھیں گے **مَنْ اَنْتُمْ؟**[تم سب کون ہو؟]۔

مؤنث

ایک بچی سے پوچھنا ہے تو کہیں گے: **مَنْ اَنْتِ؟**[آپ کون ہیں؟]۔

دو بچیوں سے پوچھنا ہو تو کہیں گے: تو **مَنْ اَنْتُمَا؟**[آپ کون ہیں؟]۔

طالبات کی پوری کلاس سے پوچھنا چاہتے ہیں **مَنْ اَنْتُنَّ؟**[آپ کون ہیں؟] تو کہیں گے۔

حاضر ضمائر متصلہ کا جملوں میں استعمال

(واحد مذکر حاضر) اگر ایک مرد ہے اسکے لئے **كَ** استعمال کریں گے۔

(تثنیہ مذکر حاضر) اور اگر دو مرد ہیں تو **كُمَا** کہیں گے۔

(جمع مذکر حاضر) دو سے زیادہ مرد ہوں (خواہ وہ تین ہوں یا وہ تین لاکھ ہوں) سب کے لئے کہنا ہو پھر **كُمْ** استعمال کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(واحد مونث حاضر) ایک موجود مؤنث کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر کِ ہے۔

(تثنیہ مونث حاضر) دو موجود مؤنثوں (عورت/لڑکی) کے لئے استعمال ہونے والی ضمیر کُمَا ہے۔

(جمع مونث حاضر) دو سے زیادہ عورتیں موجود ہوں ان سب کیلئے استعمال ہونے والی ضمیر کُمْ ہے۔

متکلم ضمائر (Third Person)

جو خود بول رہا ہے عربی گرامر کے لحاظ سے تیسری شخصیت (Third Person) کہلاتی ہے اور انگریزی زبان کے اعتبار سے پہلی شخصیت (متکلم) (First Person) کیلئے استعمال ہونے والی ضمیریں اردو زبان میں دو اور انگریزی میں بھی دو ہیں۔ خود بولنے والے کو متکلم کہتے ہیں۔ جو خود (اکیلا) بول رہا ہو وہ اپنے لئے ضمیر میں استعمال کرے گا۔ اگر دوسروں کو بھی شامل کرنا ہو تو اس کے لئے ضمیر ہم ہے۔ عربی زبان میں واحد میں کے لئے ضمیر اَنَا ہے اور جمع ہم کیلئے ضمیر نَحْنُ ہے۔ اَنَا اور نَحْنُ دونوں کو متکلم کی ضمیریں کہیں گے۔

ضمائر منفصلہ

(واحد مذکر/مؤنث متکلم) [میں] مذکر اور مؤنث کے لئے اَنَا استعمال کریں گے

(جمع مذکر/مؤنث متکلم) [ہم] دو سے زیادہ مذکر/مؤنث کے لئے کہنا ہو پھر نَحْنُ استعمال کریں گے۔

ضمائر متصلہ

(واحد مذکر/مؤنث متکلم) [میرا/میری] مذکر اور مؤنث کے لئے [ی] استعمال کریں گے

(جمع مذکر/مونث متکلم) [ہمارا/ہماری] دو سے زیادہ مذکر/مؤنث کے لئے کہنا ہو تو نَا استعمال کریں گے۔

ضمیر کا مرجع: (مرجع رجوع سے ہے) عبارت میں جب ضمیر استعمال ہوتی ہے تو وہ ضمیر کسی نہ کسی اسم کی طرف لوٹ رہی ہوتی ہے (رجوع کر رہی ہوتی ہے)۔ **مثلاً:** خالد نیک ہے وہ مسجد میں ہے۔ اس جملے میں ضمیر 'وہ' اسم **خالد** کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس لئے خالد کو ضمیر کا مرجع کہیں گے، ایسا اسم جس کی طرف ضمیر لوٹ رہی ہو وہ اسم اس ضمیر کا مرجع کہلاتا ہے)۔ **مثلاً:** اَللّٰهُ خَالِقُ النَّاسِ [اللہ لوگوں کا خالق ہے] وَهُوَ رَبُّهُمْ [اور وہ انکا رب ہے]۔ کسی کو عدم سے وجود میں لانا جبکہ پہلے کسی کا وجود نہیں ہے اسکو وجود بخشنا یہ نظام **خلق** کہلاتا ہے۔ اور جسکے ہاتھ میں یہ نظام ہے اسکو **خالق** کہتے ہیں۔ عدم سے وجود میں لانے کے بعد اسکی پرورش کا اسکی نشو ونما کا اہتمام کرنا یہ نظام **ربوبیت** کہلاتا ہے اور جسکے ہاتھ میں یہ نظام ہے اسکو **رَبّ** کہیں گے۔ اللہ ہی عدم سے وجود میں لانے والا ہے اور وہی انکی پرورش کا، انکے زندہ رہنے اور پروان چڑھانے کا اہتمام کرنے والا ہے یہ معنٰی اَللّٰهُ خَالِقُ النَّاسِ وَهُوَ رَبُّهُمْ کا ہے۔ اس عبارت میں **هُوَ** ضمیر **اَللّٰهُ** کی طرف لوٹ رہی ہے (هُوَ کا مرجع اَللّٰهُ ہے)۔ رَبُّهُمْ انکا رب، یعنی اَلنَّاسُ کا رب۔ ضمیر **هُمْ** اسم **اَلنَّاسُ** کی طرف لوٹ رہی ہے (**هُمْ** کو اَلنَّاس کا مرجع کہیں گے)۔

ضمائر کے ساتھ تخصیص کا معنٰی: (جملے میں حصر (ہی) کا مفہوم پیدا کرنا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ جملے بالکل سادہ ہوتے ہیں۔لیکن کچھ جملوں میں بڑی شدت کا زور (Stress) کا معنٰی ہوتا ہے ان جملوں میں بیان کردہ اسم پر زور دینا ہوتو اسے ضمیر کے ذریعے مختص (Specify) کر دیا جاتا ہے **مثلاً**: اَللّٰهُ غَفُوْرٌ ۔سادہ سا جملہ ہے کسی سے گناہ سرزد ہوجاتا ہے اللہ کی کوئی نافرمانی ہوجاتی ہے تو اس نافرمانی کی سزا کو معاف کرنا اللہ کا اختیار ہے۔اَللّٰهُ غَفُوْرٌ [اللہ بخشنے والا ہے،گناہوں کی سزاؤں کو معاف کرنے والا ہے]اور اگر اس میں تخصیص کا معنٰی پیدا کرنا ہو اسکو مختص (Specify) کرنا ہو کہ،اللہ ہی بخشنے والا ہے۔یہ اختیار اللہ کے سوا کسی اور کے پاس ہے ہی نہیں۔اس انداز سے یا ہاتھ اور چہرے کے تاثرات سے بڑے زور دار انداز میں جملے یا بیان کو ادا کرنا عربی گرامر کی اصطلاح میں **حصر** کہلاتا ہے (کسی جملے میں **ہی** کا مفہوم پیدا کرنا)۔اَللّٰهُ مبتدا ہے اور غَفُوْرٌ خبر ہے۔اَللّٰهُ غَفُوْرٌ جملہ اسمیہ ہے(معرفہ + نکرہ)۔

حصر کا معنٰی پیدا کرنے کے مراحل: **ہی** کا معنٰی پیدا کرنے کیلئے **پہلا مرحلہ** جملہ اسمیہ میں **مبتدا** اور خبر کے درمیان **ضمیر** لانا اور دوسرا مرحلہ میں خبر کو معرفہ بنانا۔

پہلا مرحلہ (step):۔ مبتدا اور خبر کے درمیان ایک ضمیر لائی جاتی ہے۔ اَللّٰهُ غَفُوْرٌ میں مبتدا اَللّٰهُ کی مناسبت سے **واحد مذکر** کی ضمیر **هُوَ** لائی جائے گی اسے اَللّٰهُ اور غَفُوْرٌ کے درمیان لگادیں گے۔**اَللّٰهُ هُوَ غَفُوْرٌ** (ابھی **ہی** کا معنٰی پیدا نہیں ہوا)۔

دوسرا مرحلہ (step):۔جملہ اسمیہ میں خبر ویسے تو نکرہ ہوتی ہے(معرفہ + نکرہ) لیکن جب جملے میں حصر کا معنٰی پیدا کرنا ہو تو پھر خبر کو نکرہ کی بجائے معرفہ استعمال کرتے ہیں۔چنانچہ **اَللّٰهُ هُوَ غَفُوْرٌ** تبدیل ہوکر **اَللّٰهُ هُوَ الْغَفُوْرُ** ہوجائے گا۔

اَللّٰهُ غَفُوْرٌ اور اَللّٰهُ هُوَ الْغَفُوْرُ میں فرق۔اَللّٰهُ غَفُوْرٌ [اللہ بخشنے والا ہے]اور اَللّٰهُ هُوَ الْغَفُوْرُ [اللہ ہی بخشنے والا ہے]۔یہ اختیار کسی اور کے پاس نہیں۔عیسائیوں کے علماء پروانہ مغفرت جاری کیا کرتے تھے اتنے پیسے دے دو پروانہ مغفرت لے لو۔گناہوں کو معاف کرنے کا اختیار انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔قرآن نے کہا! اَللّٰهُ هُوَ الْغَفُوْرُ [مغفرت (بخشنے) کا اختیار صرف اور صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے]۔اَللّٰهُ سَمِيْعٌ [اللہ سننے والا ہے]۔اگر ہو اَللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ پھر معنٰی [**اللہ ہی سننے والا ہے**] کریں گے۔سنتے تو ہم بھی ہیں لیکن ہمارا سننا کیا ہے۔دس آدمی بیک وقت بات کرتے ہوں،ہم بیک وقت دس آدمیوں کی بات نہیں سن سکتے۔کوئی بندہ اپنی زبان میں بات کر رہا ہو،ہم اسکی بات نہیں سن سکتے۔بہت دور کھڑا بات کر رہا ہو،ہم اسکی بات نہیں سن سکتے۔قرآن نے کہا! اَللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ ۔اگر کوئی اسے سمندر کی تہوں سے بھی پکار رہا ہو،وہ اس کی پکار کو بھی سن رہا ہوتا ہے۔اگر کوئی اسے زیر لب پکار رہا ہو،وہ اس کی پکار کو بھی سن رہا ہوتا ہے۔دو کیا دو ارب آدمی بھی اسے بیک وقت پکار رہے ہوں،وہ ان کی پکار کو سن رہا ہوتا ہے۔اگر سب جاندار اسے اسی لمحے اپنی اپنی زبان میں پکار رہے ہوں،وہ سب کی پکار کو سن اور سمجھ رہا ہوتا ہے۔اس طرح کا سننا صرف اور صرف اللہ کا اختیار ہے اور اگر ہم نے یہ اختیار کسی اور ہستی کیلئے مان لیا تو یہ شراکت ہوگی جو اللہ کو گوارا نہیں ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ.. (لقمان:13/31)۔[یقیناً یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے]۔اس طرح کی شراکت [اللہ کی] سب سے بڑی حق تلفی ہے۔اللہ کے ساتھ سب سے بڑی ناانصافی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالیں

1 اَللّٰهُ غَفُوْرٌ [اللہ بخشنے والا ہے]:۔ اَللّٰهُ غَفُوْرٌ میں ہی (حصر) کا معنٰی پیدا کرنے کے لیے اَللّٰهُ هُوَ الْغَفُوْرُ (الشوریٰ:5/42) کہیں گے۔ [اللہ ہی بخشنے والا ہے]۔

2 اَلْکَافِرُوْنَ ظَالِمُوْنَ [کافر ظالم ہیں]:۔ اگر کہنا ہو [کافر ہی ظالم ہیں] تو اَلْکَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ کہیں گے۔ (البقرۃ:254/2) اس مرکب میں مبتدا اَلْکَافِرُوْنَ کی مناسبت سے جمع مذکر کی ضمیر هُمْ لائی گئی۔ اللہ رب العزت جب انکے لئے جہنم کی آگ کا فیصلہ کرے گا تو اللہ کی طرف سے اس میں کوئی ظلم یا ناانصافی شامل نہیں ہوگی۔ خود کافر ہی قصوروار ہوں گے۔ جنہوں نے راستہ ہی وہ اختیار کیا تھا جو جہنم کی آگ کی طرف جاتا تھا۔ اسلئے کہا گیا! اَلْکَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ [کافر ہی ظالم ہیں] سارا قصور انکا اپنا ہے۔

3 اُولٰٓئِکَ مُفْلِحُوْنَ [وہ کامیاب ہیں]:۔ مومنوں کے بارے میں فرمایا۔ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرۃ:5/2) اب معنٰی کریں گے [وہ ہی کامیاب ہیں]۔ اللہ رب العزت نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا کہ جن کی یہ یہ صفات ہوں گی وہ ہی کامیاب ہیں۔ فرمایا! یہ صفات اپنے اندر پیدا کرو پھر سمجھو کہ ہم ہی کامیاب ہیں۔ باقی کوئی اپنے آپ کو کامیاب نہ سمجھے۔

4 اَصْحَابُ الْجَنَّةِ فَائِزُوْنَ [جنت والے کامیاب ہیں]:۔ کہنا ہو [جنت والے ہی کامیاب ہیں] تو پھر کہیں گے: اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ (الحشر:20/59)۔ اگر کہنا ہو [جہنم کی آگ والے ہی گھاٹے میں ہیں] تو ترجمہ کریں گے اَصْحَابُ النَّارِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا کہ! دنیا میں خواہ انہوں نے کامیابی و کامرانی کے جتنے مرضی زینے طے کئے ہوں، کامیابی کے جتنے پرچم چاہے گاڑے ہوں، اگر انکے حق میں جہنم کی آگ کا فیصلہ ہوگیا تو فرمایا وہ ہی ناکام و نامراد ہیں اور جنت والوں کے بارے میں کہا گیا کہ؛ جنت والے ہی کامیاب ہیں۔

5 هٰذَا حَقٌّ [یہ حق ہے]:۔ مبتدا هٰذَا کی مناسبت سے حصر کا معنٰی پیدا کرنے کے لئے هُوَ کا اضافہ کریں گے۔ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ [یہ ہی حق ہے] (الانفال:32/8)۔ اللہ کی طرف سے نازل کردہ باقی سب کتابیں تبدیل ہوچکیں۔ اب حق کا معیار اور کسوٹی صرف اور صرف کیا ہے؟ قرآن کو ہاتھ میں پکڑ کر کہا جائے گا هٰذَا هُوَ الْحَقُّ [یہ ہی حق ہے]۔

6 ذٰلِکَ ضَلَالٌ [وہ گمراہی ہے]:۔ قرآن میں ایک جگہ ہے ذٰلِکَ هُوَ الضَّلَالُ (ابراهیم:18/14) یعنی جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے [وہ ہی تو گمراہی ہے] اور گمراہی کس کو کہتے ہیں؟

مشق

ضمائر منفصلہ اسم سے پہلے اور الگ جبکہ **ضمائر متصلہ** ساتھ مل کر متصل ہو کر اسم کے ساتھ جڑ کر آتی ہیں اور اسم کے بعد استعمال ہوتی ہیں۔ کہنا ہو؛ اسکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب تو ٗ کِتَابٌ نہیں بلکہ کِتَابُہٗ کہتے ہیں۔لیکن اگر کہنا ہو کہ؛ وہ طالب علم ہے،تو پھر طَالِبٌ ھُوَنہیں بلکہ ھُوَ طَالِبٌ کہتے ہیں۔

1 اَیْنَ حَامِدٌ ؟ [حامد کہاں ہے]

2 ھُوَ فِی الْمَسْجِدِ۔[وہ مسجد میں ہے]

3 ھَلْ اَنْتَ مُسْلِمٌ؟ [کیا آپ مسلمان ہیں؟]ھَلْ کے بغیر بھی فقرہ استعمال ہوسکتا ہے دونوں کا ایک ہی معنٰی ہے۔چنانچہ اَنْتَ مُسْلِمٌ بھی کہہ سکتے ہیں۔

4 نَعَمْ اَنَا مُسْلِمٌ۔جواب ہوگا [جی ہاں میں مسلمان ہوں]۔اگر یہ سوال کسی خاتون سے کرنا ہو تو پھر کہیں گے۔

5 ھَلْ اَنْتِ مُسْلِمَةٌ؟ اَنْتَ کی بجائے اَنْتِ استعمال ہوگا۔ھَلْ اَنْتِ مُسْلِمَةٌ ؟[کیا آپ مسلمان خاتون ہیں؟]تو وہ جواب میں کہے گی۔

6 نَعَمْ اَنَا مُسْلِمَةٌ۔[جی ہاں میں مسلمان (عورت) ہوں]۔

7 ھٰذَا کِتَابُہٗ۔[یہ اسکی کتاب ہے]۔ھٰذَا کِتَابُہٗ سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ لڑکے کی کتاب۔اگر کسی لڑکی کی ہوتی تو پھر ھٰذَا کِتَا بُھَا کہتے ہیں جیسے ابو بکر صدیق رضی اللّٰہ عَنْہُ اور عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ عَنْھَا۔اگر کسی مونث کی کتاب ہوتی تو ھٰذَا کِتَا بُھَا کہتے۔

8 اَلْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَدِیْنُکَ ۔ اَلْاِسْلَامُ دِیْنِیْ [اسلام میرا دین ہے]۔ وَدِیْنُکَ [اور آپکا دین ہے]۔

9 اَللّٰہُ رَبُّنَا وَ رَبُّکُمْ۔اَللّٰہُ رَبُّنَا [اللہ ہمارا رب ہے]۔وَ رَبُّکُمْ [اور تمہارا رب ہے]۔

10 ھَلْ ھٰذَا قَلَمُکَ ؟[کیا یہ آپکا قلم ہے؟]یہی سوال اگر کسی طالبہ سے کرنا ہو تو ھَلْ ھٰذَا قَلَمُکِ؟ کہیں گے۔

11 نَعَمْ ھٰذَا قَلَمِیْ ۔نَعَمْ[جی ہاں]ھٰذَا قَلَمِیْ [یہ میرا قلم ہے]۔

12 مَنْ اَنْتِ؟[آپ (مونث) کون ہیں؟]۔اگر مذکر ہو تو مَنْ اَنْتَ؟ پوچھیں گے۔

13 اَنَا طَالِبَةٌ۔[میں طالبہ ہوں]۔

14 ھَلْ ھٰذِہٖ غُرْفَتُکُمْ ؟[کیا یہ تمہارا (تم سب طلباء کا) کمرہ ہے؟]یہی سوال اگر طالبات سے پوچھنا ہو تو ھَلْ ھٰذِہٖ غُرْفَتُکُنَّ؟ کہیں گے اور [کُمْ] کی بجائے [کُنَّ] آئے گا۔

15 نَعَمْ ھٰذِہٖ غُرْفَتُنَا۔[جی ہاں یہ ہمارا کمرہ ہے]۔

16 مَدْرَسَتُنَا کَبِیْرَةٌ وَ مَدْرَسَتُکُمْ صَغِیْرَةٌ ۔مَدْرَسَتُنَا کَبِیْرَةٌ [ہمارا اسکول بڑا ہے]۔وَ مَدْرَسَتُکُمْ صَغِیْرَةٌ [اور تمہارا اسکول چھوٹا ہے]۔

17 اَیْنَ کِتَابُکَ یَا اَخِیْ؟ [آپکی کتاب کہاں ہے اے میرے بھائی؟]۔اگر کسی طالبہ سے پوچھنا ہو تو پھر کہیں گے۔اَیْنَ کِتَابُکِ ؟ اور یَا اَخِیْ کی جگہ یَا اُخْتِیْ کہیں گے۔اَیْنَ کِتَابُکِ یَا اُخْتِیْ؟[آپ کی کتاب کہاں ہے اے میری بہن؟]۔

18 کِتَابِیْ فِی الْبَیْتِ۔[میری کتاب گھر میں ہے]۔

19 مَنْ رَبُّکُمْ ؟[تمہارا رب کون ہے؟]۔مردوں سے پوچھنا ہو تو مَنْ رَبُّکُمْ کہیں گے اور خواتین سے پوچھنا ہو تو مَنْ رَبُّکُنَّ کہیں گے۔جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی آیات ہوتی ہیں وہاں تجوید کے اصول استعمال ہوتے ہیں۔ عام عربی بول چال میں نہیں اس لئے یہاں (ر) کے اوپر شد نہیں ہے۔ ورنہ مَنْ رَّبُّكُنَّ اصولاً [ر] کے اوپر شد [ّ] کے ساتھ ہوتا۔

20 اَللّٰهُ رَبُّنَا۔ [اللہ ہمارا رب ہے]۔

مشق

سوال: عربی میں ترجمہ کریں۔

1 آپ کا گھر کہاں ہے؟ اگر ایک مرد سے سوال کرنا ہو تو اَيْنَ بَيْتُكَ ؟ کہیں گے اور کسی خاتون سے یہی سوال کرنا ہو تو اَيْنَ بَيْتُكِ ؟ کہیں گے۔ اگر دولڑکے ہیں ان سے کہیں گے [تمہارا گھر کہاں ہے؟] اَيْنَ بَيْتُكُمَا ؟ اور دو سے زیادہ ہوں تین چار لڑکے ہوں تو پھر ان سے کہیں گے [تمہارا گھر کہاں ہے؟]۔ اَيْنَ بَيْتُكُمْ؟

2 ہمارا گھر اسلام آباد میں ہے۔ بَيْتُنَا فِيْ اِسْلَامَ آبَاد ۔الف لام [ال] استعمال نہ کیجئے اور جو غیر عربی نام ہوتے ہیں انکے آخر میں زبر یں یا زیریں لگانے کے تکلّف کی ضرورت نہیں۔ یوں کہنے کی ضرورت نہیں بَيْتُنَا فِيْ اِسْلَامَ آبَادِ۔

3 خالد اور حامد کہاں ہیں؟ اَيْنَ خَالِدٌ وَّ حَامِدٌ ؟

4 دونوں سکول میں ہیں۔ ایک کے لئے هُوَ اور دو ہوں تو هُمَا استعمال ہوتا ہے۔ هُمَا فِي الْمَدْرَسَةِ [وہ دونوں مدرسہ میں ہیں]۔

5 کیا آپ سعودی ہیں؟ (هَلْ) بھی کہہ سکتے ہیں اور (أ) بھی کہہ سکتے ہیں۔ هَلْ اَنْتَ سَعُوْدِيٌّ ؟ یا اَ اَنْتَ سَعُوْدِيٌّ ؟ وقف کر کے کہنا ہو تو یوں کہا جاسکتا ہے هَلْ! اَنْتَ سَعُوْدِيٌّ کہنا ہو [کیا آپ پاکستانی ہیں]؟ تو کہیں گے اَاَنْتَ بَاكِسْتَانِيٌّ؟ یا هَلْ اَنْتَ بَاكِسْتَانِيٌّ؟

6 جی نہیں میں فلسطینی ہوں۔ لَا اَنَا فَلَسْطِيْنِيٌّ۔

7 ہم مطمئن ہیں۔ مُؤْمِنٌ کی جمع مُؤْمِنُوْنَ تو مُطْمَئِنٌّ کی جمع ہوگی مُطْمَئِنُّوْنَ۔ عربی ترجمہ یوں لکھیں گے [نَحْنُ مُطْمَئِنُّوْنَ]۔ اور اگر یہی بات خواتین نے کہی ہو تو مُسْلِمُوْنَ کی مؤنث مُسْلِمَاتٌ اور مُطْمَئِنُّوْنَ کی مؤنث مُطْمَئِنَّاتٌ ہوگی۔ خواتین نے کہنا ہو کہ ہم مطمئن ہیں تو نَحْنُ مُطْمَئِنَّاتٌ کہیں گیں۔

8 تُو میرا بھائی ہے۔ اَنْتَ اَخِيْ

9 کعبہ ہمارا قبلہ ہے۔ اَلْكَعْبَةُ قِبْلَتُنَا قبلہ کا لفظی معنٰی ہے جو [ہر وقت پیش نظر رہے / جسکو ہر وقت سامنے رکھا جائے]۔ قُبُلٌ سامنے کی چیز کو کہتے ہیں او ردُبُرٌ پیچھے کی چیز کو کہتے ہیں۔

10 قرآن ہماری کتاب ہے۔ اَلْقُرْآنُ كِتَابُنَا۔

11 تم کون ہو؟ اگر ایک مذکر سے پوچھنا ہو تو مَنْ اَنْتَ ؟ کہیں گے۔ اگر دو ہوں تو مَنْ اَنْتُمَا ؟ کہیں گے۔ اور اگر سب مذکروں سے پوچھنا ہو تو مَنْ اَنْتُمْ؟ کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12 کیاتم سب مسلمان ہو۔اگر مرد حضرات سے پوچھا جائے تو اَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ؟ کہا جائے گا۔یہی سوال اگر خواتین سے کرنا ہو تو اَنْتُمْ کی جگہ پر اَنْتُنَّ اور مُسْلِمُوْنَ کی جگہ پر مُسْلِمَاتٌ کہا جائے گا۔تو فقرہ اَنْتُنَّ مُسْلِمَاتٌ؟ ہو جائے گا۔کہنا ہو جی ہاں ہم مسلمان ہیں،تو کہا جائے گا نَعَمْ نَحْنُ مُسْلِمَاتٌ اور مرد حضرات نَعَمْ نَحْنُ مُسْلِمُوْنَ کہیں گے۔

13 کیا تو حامد کی بہن ہے؟ کیا[اَ] یا[هَلْ]۔تو[اَنْتِ]. حامد کی بہن (مضاف،مضاف الیہ) ترجمہ الٹ ہوگا۔بہن کا ترجمہ پہلے اور حامد کا ترجمہ بعد میں کریں گے[اُخْتُ حَامِدٍ]۔اَاَنْتِ اُخْتُ حَامِدٍ؟ یہاں حَامِدٍ حالت جر میں ہے کیونکہ بہن کی اضافت کی جارہی ہے کہ وہ حامد کی بہن ہے اور حامد مضاف الیہ ہے۔اور مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں استعمال ہوتا ہے۔اگر کہنا ہو[جی ہاں میں اسکی بہن ہوں]تو وہ نَعَمْ اَنَا اُخْتُهٗ کہے گی۔

14 تم سب میرے بھائی ہو۔اَنْتُمْ اِخْوَتِیْ ۔اَخٌ کی دو اقسام کی جمع استعمال ہوتی ہیں پہلی اِخْوَانٌ اور دوسری اِخْوَةٌ ۔ اس کا معنٰی بہنیں نہیں بلکہ بھائی ہے۔[قرآن مجید میں ہے! اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ(الحجرات:10/49)۔

15 آپ کا نام کیا ہے؟ مَا اِسْمُکَ ؟ کی بجائے کہیں گے مَا اسْمُکَ اور اگر کسی خاتون سے پوچھنا ہو تو مَا اسْمُکِ کہیں گے۔

سوال: تصحیح کریں:۔

1 عَائِشَةُ اُخْتِیْ وَھُوَ طَالِبَةٌ فِی الْمَدْرَسَةِ ۔عَائِشَةُ اُخْتِیْ [عائشہ میری بہن ہے]۔وَھُوَ کی بجائے وَھِیَ آنا چاہیے۔ وَھِیَ طَالِبَةٌ فِی الْمَدْرَسَةِ [اور وہ سکول میں طالبہ ہے]۔

2 اَللّٰهُ رَبِّیْ وَ اَنَا عَبْدُھَا ۔ اَللّٰهُ رَبِّیْ [اللہ میرا رب ہے]۔وَ اَنَا عَبْدُھَا کی بجائے وَاَنَا عَبْدُهٗ آئے گا۔ ہم نماز میں کہتے ہیں۔اَشْھَدُ اَنَّ [میں گواہی دیتا ہوں کہ]۔مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ[محمد ﷺ اسکے بندے ہیں]۔وَرَسُوْلُهٗ [اور اسکے پیغمبر ہیں]۔

3 ھٰذَا کِتَابُ اَنَا ۔اردو میں بھی 'میں کی کتاب' نہیں بلکہ 'میری کتاب' کہتے ہیں۔اسلئے ھٰذَا کِتَابِیْ [یہ میری کتاب ہے] کہیں گے۔یہ ہماری کتاب کہنا ہو پھر کِتَابُنَا کہتے ہیں اور اگر کہنا ہو آپ کا نام کیا ہے تو مَا اِسْمُکَ کہتے ہیں۔پوچھنا ہو کہ[آپ کا حال کیا ہے]تو کَیْفَ حَالُکَ کہتے ہیں۔پوچھنا ہو کہ[آپکی کتاب کہاں ہے]۔تو اَیْنَ کِتَابُ اَنْتَ نہیں بلکہ اَیْنَ کِتَابُکَ کہیں گے۔

4 هَلْ وَالِدُ اَنْتَ فِی الْبَیْتِ؟ وَالِدُ اَنْتَ کی بجائے وَالِدُکَ کہیں گے۔ هَلْ وَالِدُکَ فِی الْبَیْتِ؟

5 لَا ھِیَ فِی الْمَکْتَبِ۔کہنا ہو جی نہیں وہ دفتر میں ہیں تو ھِیَ کی بجائے ھُوَ کہیں گے۔لَا ھُوَ فِی الْمَکْتَبِ۔

6 غُرْفَتِیْ وَاسِعَةٌ وَفِیْهِ مِرْوَحَةٌ جَمِیْلَةٌ ۔غُرْفَتِیْ وَاسِعَةٌ [میرا کمرہ کھلا ہے] آگے وَفِیْهِ کی بجائے فِیْھَا کہیں گے۔ کیونکہ غُرْفَةٌ کا لفظ عربی زبان میں مونث استعمال ہوتا ہے اسلئے وَفِیْهِ کے بجائے فِیْھَا مِرْوَحَةٌ جَمِیْلَةٌ کہیں گے۔

7 اَنْتَ اُخْتِیْ وَاَنَا اَخُوْکَ ۔آپ کسی مرد سے بات کر رہے ہوں تو اَنْتَ کہیں گے۔لیکن کسی خاتون سے بات کر رہے ہوں تو اَنْتَ کی بجائے اَنْتِ کہیں گے۔ اَنْتِ اُخْتِیْ [آپ میری بہن ہیں]۔اسی طرح کسی خاتون سے بات ہو رہی ہو تو[کَ] کی بجائے[کِ]استعمال کرتے ہیں خاتون سے مَا اِسْمُکِ کہتے ہیں۔کَیْفَ حَالُکِ کہتے ہیں۔تو یہاں وَاَنَا اَخُوْکِ کہیں گے۔[اور میں آپکا بھائی ہوں]اس فقرے کی تصحیح ہوگی۔ اَنْتِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُخْتِي وَاَنَا اَخُوْکِ۔کسی خاتون سے گفتگو ہورہی ہوتو اَنَا اَخُوْکِ کہیں گے۔

8 هُنَّ اِخْوَانِي ۔[وہ میرے بھائی ہیں]هُنَّ تو مونث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔جبکہ مذکر کے لئے هُمْ استعمال ہوتا ہے۔لہذا کہیں گے هُمْ اِخْوَانِي۔خالد، حامد اور امجد سکول میں ہیں اور [وہ میرے بھائی ہیں]۔

9 هَلْ هٰذَا كِتَابُ اَنْتُنَّ ؟۔چند طالبات سے پوچھنا ہو[تمہارا کمرہ کہاں ہے؟] تو اَيْنَ غُرْفَتُكُنَّ کہیں گے۔خواتین سے پوچھنا ہو[تمہارا رب کون ہے] تو مَنْ رَبُّكُنَّ کہیں گے۔اگر پوچھنا ہو[کیا یہ تمہاری کتاب ہے]۔تو كِتَابُ اَنْتُنَّ کی بجائے هَلْ هٰذَا كِتَابُكُنَّ ؟ کہیں گے۔

10 هٰـذِهٖ زَوْجَتُهَا ۔اس میں گرامر سے زیادہ منطق (Logic) کی غلطی ہے۔یوں تو نہیں کہہ سکتے [یہ خاتون اس خاتون کی بیوی ہے؟]۔بلکہ [یہ خاتون اس مرد کی بیوی ہے] کہیں گے۔تو زَوْجَتُهَا کی بجائے زَوْجَتُهٗ کہیں گے۔ هٰذِهٖ زَوْجَتُهٗ مثال کے طور پر خَالِدُ ابْنِي [خالد میرا بیٹا ہے] وَهٰذِهٖ زَوْجَتُهٗ [اور یہ اسکی بیوی ہے]۔

حصر (ہی) کا معنی پیدا کریں

قاعدہ ہے جملہ اسمیہ کے دو حصے ہوتے ہیں مبتدا اور خبر۔کسی بھی جملہ اسمیہ میں **ہی** کا معنیٰ پیدا کرنے کے لئے مبتدا اور خبر کے درمیان **ضمیر** لے آتے ہیں اور پھر خبر کو نکرہ سے **معرفہ** بنا دیتے ہیں (اسم نکرہ شروع میں الف لام[ال] لگا دیتے ہیں)۔

1 خَالِدٌ مُجْرِمٌ۔[خالد مجرم ہے]۔کہنا ہو کہ [خالد ہی مجرم ہے] تو خَالِدٌ هُوَ الْمُجْرِمُ کہیں گے۔خالد ہی مجرم ہے (سارا قصور اسی کا ہے)۔

2 اُولٰٓئِكَ مُؤْمِنُوْنَ ۔[وہ لوگ (جن کا ذکر پیچھے گزرا ہے) وہ مومن ہیں]۔اگر کہنا ہو کہ [وہ ہی مومن ہیں] تو اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ کہیں گے۔جمع کے لئے ضمیر بھی جمع والی استعمال ہوگی۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ [وہ ہی مومن ہیں]۔یہ جو منافق خالی ایمان کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مومن سمجھ رہے ہیں وہ مومن نہیں۔صحابہ کرامؓ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا جن کا ایمان ان کی طرح کا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ (البقرۃ:5/2)[وہ ہی مومن ہیں]۔

3 اَللّٰهُ سَمِيْعٌ ۔[اللہ سننے والا ہے]۔اگر کہنا ہو [اللہ ہی سننے والا ہے] تو اَللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ کہیں گے۔ایک ساتھ سب بندوں کی بات سننا اللہ ہی کی صفت ہے۔

4 هٰذَا حَقٌّ۔[یہ حق ہے] کہنا ہو کہ (یہ ہی حق ہے) تو هٰذَا هُوَ الْحَقُّ کہیں گے۔

5 اَصْحَابُ النَّارِ خَاسِرُوْنَ ۔ اَصْحَابُ النَّارِ [جہنم والے]۔انکے بارے میں خبر دی جارہی ہے کہ وہ کیا ہیں خَاسِرُوْنَ [ناکام ونامراد ہیں]۔کہنا ہو[جہنم کی آگ والے ہی ناکام نامراد ہیں] تو اَصْحَابُ النَّارِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ کہیں گے۔

6 هٰذِهٖ مُجْرِمَةٌ۔کہنا ہو[یہ ہی مجرمہ ہے]۔تو کہیں گے هٰذِهٖ هِيَ الْمُجْرِمَةُ یہاں هُوَ کی بجائے هِيَ کہیں گے۔

7 هٰذَانِ شِرِّيْرَانِ ۔[یہ دونوں شریر ہیں]۔کہنا ہو[یہ دونوں ہی شریر ہیں (سارا قصور انہی کا ہے)] تو هٰذَانِ هُمَا الشِّرِّيْرَانِ کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الحادی عشر — اسم کو حالتِ نصب میں لے جانے والے حروف — سبق نمبر 11

تعریف: اسم کو حالت رفع [اصلی حالت] سے نکال کر حالت نصب میں لے جانے والے حروف یا مبتدا سے پہلے آ کر اسم کو حالت نصب میں لے جانے والے حروف عربی میں **حُرُوْفِ نَاصِبَۃٌ لِاسْمٍ** اور اردو میں حروف مشبہ **بالفعل** کہلاتے ہیں۔

عربی زبان میں ایک ہی اسم اپنی حالتیں بدلتا رہتا ہے کبھی اسکے آخر میں پیش [ـُ] آتی ہے کبھی زبر [ـَ] اور کبھی زیر [ـِ] آتی ہے۔ اسم کے حالتیں بدلنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں کچھ حروف ایسے ہیں جو اسماء کے آخر سے پیش [ـُ] چھین کر زبر [ـَ] لگا دیتے ہیں (اسماء کو حالت رفع سے نکال کر حالت نصب میں لے جاتے ہیں) اور کچھ ایسے حروف ہیں جو پیش [ـُ] کو چھین کر زیر [ـِ] لگا دیتے ہیں۔ یعنی اسماء کو حالت رفع سے نکال کر حالت جر میں لے جاتے ہیں۔ اسماء کو حالت جر میں لے جانے والے حروف (حروف جارّ) سبق نمبر 8 میں پڑھ چکے ہیں۔

اسم کو حالت رفع سے نکال کر حالت نصب میں لے جانے والے حروف

ایک حرف اِنَّ ہے۔ اَلْمَسْجِدُ سے پہلے اِنَّ آ جائے تو اِنَّ الْمَسْجِدُ کی بجائے **اِنَّ الْمَسْجِدَ** پڑھیں گے۔ اِنَّ کے کچھ ساتھی حروف اور بھی ہیں جو وہی کام کرتے ہیں جو اِنَّ کرتا ہے۔ ان حروف کو **اِنَّ وَ اَخَوَاتُھَا** [اِنَّ اور اس کی بہنیں] بھی کہا جاتا ہے اور **حروف مشبہ بالفعل** بھی کہتے ہیں۔

1 **اِنَّ (یقیناً)** :۔ کوئی بھی جملہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے جملہ کا، پہلا حصہ **مبتدا** کہلاتا ہے اور دوسرے حصے کو **خبر** کہتے ہیں۔ اِنَّ اور اس بہنیں خبر کو تو کچھ نہیں کرتیں لیکن مبتدا کو حالت نصب میں لے جاتی ہیں۔ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ [اللہ سننے والا ہے]۔ اگر کہنا ہو [یقیناً اللہ سننے والا ہے]۔ تو پھر اِنَّ اَللّٰہُ کی بجائے اِنَّ اللّٰہَ کہیں گے۔ قرآن پاک میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ: (التوبہ :99/9) [یقیناً اللہ بخشنے والا ہے]۔ اِنَّ معنٰی کے لحاظ سے جملے میں تاکید کا، یقین کا معنٰی پیدا کر دیتا ہے۔ یعنی اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے / یہ بات بڑی یقینی ہے کہ اللہ گناہوں کی سزاؤں کو معاف کر دینے والا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ [یقیناً اللہ بخشنے والا ہے]۔

ایک اھم نکتہ : اِنَّ کو عربی گرامر میں **حرف تاکید** کہتے ہیں۔ بڑے زوردار طریقے سے کسی جملے کو ادا کرنا ہو تو [اِنَّ] سے شروع کرتے ہیں۔ [لَ] کو بھی حرف تاکید کہتے ہیں۔ [اِنَّ] اور [لَ] میں فرق یہ ہے کہ اِنَّ مبتدا سے پہلے آتا ہے اور لَ خبر سے پہلے آتا ہے (اِنَّ کا معنٰی بھی **یقیناً** اور لَ کا معنٰی بھی **یقیناً** / بے شک)۔ [ہمارے ترجمہ کرنے والوں کے ہاں ابھی پرانی اردو استعمال ہوتی ہے اس لئے لَ کا معنٰی **تحقیق** یا البتہ کر دیا جاتا ہے۔ پڑھنے والے کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ البتہ اور تحقیق کیا ہے]۔ اگر کسی جملے میں اِنَّ بھی آ رہا ہو اور آگے چل کر لَ بھی آ رہا ہو تو پھر اس جملہ میں **یقین در یقین (ڈبل تاکید)** کا دو دفعہ **یقیناً یقیناً** کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں آیت ہے، لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی: **اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ** (لقمان:13/31) شروع میں اِنَّ بھی ہے اور آگے اسم **ظُلْمٌ** سے پہلے لَ بھی لگا ہوا ہے اس لئے اس آیت کا معنٰی [یقیناً یقیناً (یعنی اس بات میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شک وشبہ نہیں اس میں شک وشبہ کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں، یہ بات بہت زیادہ یقینی ہے کہ) شرک عظیم ظلم ہے/ بہت بڑی ناانصافی ہے] کریں گے۔ اللہ رب العزت کی ذات میں یا اسکے اختیارات میں کسی اور ہستی کو شریک کرنا یہ اللہ کی سب سے بڑی حق تلفی ہے/ یہی کائنات کی سب سے بڑی ناانصافی ہے۔ اگر اِنَّ نہ ہوتا پھر اَلشِّرْکَ کی بجائے اَلشِّرْکُ کہتے۔ لیکن اِنَّ کی وجہ سے اَلشِّرْکَ پڑھیں گے۔

اَلْمُنَافِقُوْنَ اور اَلْمُنَافِقِیْنَ دونوں لفظوں کا تعلق نون گروپ سے ہے۔ دونوں میں سے اَلْمُنَافِقُوْنَ اپنی اصلی حالت (حالت رفع) میں ہے۔ نون سے پہلے جو حرف ہے اگر وہ فاصلے پر استعمال ہو تو وہ اس اسم کی اصلی حالت ہوتی ہے۔ اصلی حالت (حالت رفع) کب بدلتی ہے؟ جب لفظ گڑھے کے اندر گرتا ہے اور اَلْمُنَافِقُوْنَ کی حالت بدلنے کیلئے ضروری یہ ہے کہ واؤ [و] کو یاء [ی] سے بدلا جائے۔ لہٰذا اَلْمُنَافِقُوْنَ کی حالت نصب اَلْمُنَافِقِیْنَ ہوگی۔ اب اگر اَلْمُنَافِقُوْنَ سے پہلے اِنَّ آجاتا ہے تو اِنَّ اَلْمُنَافِقُوْنَ کی بجائے اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ پڑھیں گے۔ [یقیناً منافق لوگ] فِی [میں]۔ اَلدَّرْکِ [طبقہ/تہہ]۔ اَلْاَسْفَلِ [سب سے نچلا]۔ مِنَ النَّارِ [جہنم کی آگ سے]۔ قرآن مجید کی آیت اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء:145/4) کا بامحاورہ ترجمہ کریں گے کہ؛ [یقیناً منافق لوگ جہنم کی آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے/ سب سے نچلی تہہ میں ہوں گے]۔

منافق لوگ جو ظاہری طور پر کلمہ گو مسلمان ہوتے ہیں۔ بظاہر تو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا قرآن مجید کی حقانیت وصداقت پر ایمان ہے، لیکن اسکے لائے ہوئے نظام ہی کو رجعت پسندانہ اور معاذ اللہ وحشیانہ قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ چلیں کم از کم ہم کلمہ گو تو ہیں ہمارے ساتھ کافروں سے تو بہتر سلوک ہوگا۔ کہا نہیں ایسے لوگوں کو جہنم کی آگ میں پہلے ڈالا جائیگا اور کھلم کھلا رہنے والے کافروں کو بعد میں اس طرح یہ منافق جہنم کی سب سے نچلی تہہ میں چلے جائیں گے۔

اِنَّ الْقُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا .. (بنی اسرائیل:78/17) [یقیناً نماز فجر کے وقت قرآن کا پڑھنا (گواہی دینے والے فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے]۔ اِنَّ کی وجہ سے اَلْقُرْآنُ کے بجائے اَلْقُرْآنَ آیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! رات کے فرشتے جب اللہ کے پاس جاتے ہیں تو اللہ ربّ العزت ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ (اللہ) خوب جانتے ہیں، "تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟"۔ فرشتے کہتے ہیں کہ "جب ہم ان کے پاس گئے اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس سے آئے ہیں تو انہیں نماز پڑھتے چھوڑ آئے ہیں"۔ (صحیح مسلم، باب فضل صلاتی الصبح و العصر و المحفظة علیها)

2 اَنَّ (کہ):۔ اَشْهَدُ [میں گواہی دیتا ہوں]۔ اَنَّ [کہ]۔ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ [محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں]۔ اگر اَنَّ نہ ہوتا تو پھر مُحَمَّدًا کی بجائے مُحَمَّدٌ پڑھا جاتا۔

نوٹ: مُحَمَّدًا کے آخر میں جو تنوین ہے (نون کی آواز ہے) واضح رہے کہ قاعدہ تجوید کے مطابق تنوین کے بعد اگر چھ 6 حروف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[ی]،[ر]،[م]،[و]، یا [ن] میں سے کوئی حرف آ رہا ہوتو پھر آپس میں ادغام ہو جاتا ہے۔ دونوں کو پھر الگ الگ نہیں بلکہ ادغام (Merge) کر کے پڑھتے ہیں۔ یہاں مُحَمَّدًا کے بعد حرف را [ر] آ رہا ہے مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی بجائے مُحَمَّدَارَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے ہیں۔ چنانچہ پڑھیں گے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدَارَّسُوْلُ اللّٰہِ [میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں]۔ اللہ کے پیغامات ہم تک پہنچانے والے ہیں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرتے۔

3 **کَاَنَّ (گویا کہ)**:۔ کَاَنَّ کسی کو کسی کے ساتھ تشبیہ دینے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ کَاَنَّ اگر نہ ہوتا تو ہم کہتے عَلِیٌّ اَسَدٌ [علی شیر ہے] لیکن کَاَنَّ کی وجہ سے اب کَاَنَّ عَلِیًّا اَسَدٌ کہیں گے [گویا کہ علی شیر ہے]۔ اگر اس سے مراد علیؓ کی ذات ہے تو پھر ترجمہ کریں گے [گویا کہ علیؓ دشمن پر حملہ آور ہونے میں اور جرأت اور بہادری میں شیر ہیں]۔

کَاَنَّ الْکَافِرِیْنَ اَنعامٌ ۔ کَاَنَّ نہ ہوتا تو اَلکا فِرُوْنَ کہتے لیکن کَاَنَّ کی وجہ سے کَاَنَّ الکا فِرِیْنَ اَنعامٌ کہیں گے۔ [گویا کہ کافر جانور ہیں]۔ قرآن کہتا ہے: یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ ..(محمد:12/47) جس طرح جانور اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کر کے کھاپی کر عیش وعشرت کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ روح کی اصلاح کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی۔ اس لئے ایسا لگتا ہے کہ یہ انسان نہیں بلکہ جانور ہیں، جانوروں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں جنہیں اپنی جسمانی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ کسی اور چیز سے سروکار نہیں ہوتا۔

4 **لَیْتَ (کاش)**:۔ لَیْتَ کسی چیز کی خواہش کرنے کے لئے کسی چیز کی تمنا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لَیْتَ الْاِسْلَامَ غَالِبٌ میں اگر لَیْتَ نہ ہوتا تو پھر اَلْاِسْلَامُ غَالِبٌ کہتے۔ [اسلام غالب ہے / بالادست ہے]۔ جس طرح کے حالات مسلمانوں کے جا رہے ہیں ان حالات میں صرف خواہش ہی کی جاسکتی ہے کہ لَیْتَ الْاِسْلَامَ غَالِبٌ [کاش اسلام غالب ہو] اور لَیْتَ الْبَاطِلَ مَغْلُوْبٌ [کاش باطل مغلوب ہو]۔

5 **لٰکِنَّ (لیکن)**:۔ لٰکِنَّ الْکُفَّارَ جَاھِلُوْنَ [لیکن کافر جاہل ہیں]۔ قرآن مجید کی حقانیت اس کی حقیقت، اسکی عظمت وہیبت سے ناآشنا ہیں۔ وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ ..(الحج:2/22)۔ [لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے]۔ اگر لٰکِنَّ نہ ہوتو پھر عذاب کی بجائے عَذابُ اللّٰہِ کہا جاتا لیکن لٰکِنَّ نے آ کر عَذابُ کو عَذابَ کر دیا۔ قرآن مجید کی پوری آیت میں اسطرح ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگ دکھائی دیں گے لڑکھڑاتے ہوئے دوقدم بھی ان سے چلنا مشکل ہوگا، دیکھنے والا سمجھے گا شاید انہوں نے نشہ کر رکھا ہے لیکن قرآن کہتا ہے وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی [انھوں نے نشہ تو نہیں کر رکھا ہوگا]۔ وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ [لیکن اللہ کا عذاب ہی سخت ہوگا] انہیں نظر آ رہا ہوگا کہ ہم سے کیا سلوک ہونے والا ہے فرشتے ان سے جس طرح کا سلوک کر رہے ہونگے اس سے انہیں اپنا انجام نظر آ جائے گا۔ اُس انجام کی ہولناکیوں کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہوگی کہ ان سے دوقدم چلنا بھی مشکل ہوگا لڑکھڑا رہے ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6 **لَعَلَّ** (شاید):۔ لَعَلَّ خَالِدًا مَرِيْضٌ۔ لَعَلَّ نہ ہوتا تو خَالِدًا کی بجائے خَالِدٌ مَرِيْضٌ کہتے [خالد بیمار ہے]۔ اگر پورا یقین ہے کہ خالد بیمار ہے تو پھر کہیں گے اِنَّ خَالِدًا مَرِيْضٌ [یقیناً خالد بیمار ہے]۔ اگر شک ہے/تردد میں ہیں تو پھر لَعَلَّ خَالِدًا مَرِيْضٌ کہیں گے [شاید خالد بیمار ہو]۔ جو دو چار دنوں سے نہیں آ رہا۔ لَعَلَّ الْوَلَدَيْنِ صَادِقَانِ اگر لَعَلَّ نہ ہوتا تو اَلْوَلَدَانِ پڑھتے۔ لَعَلَّ کی وجہ سے لَعَلَّ الْوَلَدَيْنِ صَادِقَانِ پڑھیں گے۔ [شاید دونوں لڑکے سچے ہوں]۔

اوپر دیئے گئے یہ چھ حروف خبر کو کچھ نہیں کہتے خبر حالت رفع میں ہی رہتی ہے اس لئے صَادِقَانِ تو صَادِقَانِ ہی رہے گا لیکن اَلْوَلَدَانِ سے اَلْوَلَدَيْنِ ہو جائے گا۔ لَعَلَّ الْوَلَدَيْنِ صَادِقَانِ [شاید دونوں لڑکے سچے ہیں]۔ بڑے اعتماد سے انہوں نے پوری بات بتائی ہے، شاید دونوں لڑکے سچے ہوں قصوروار نہ ہوں۔

فوائد

مندرجہ بالا چھ حروف کو اِنَّ وَ اَخَوَاتُهَا (اِنَّ اور اُس کی بہنیں) کہتے ہیں۔ اِنَّ اور اس کے ساتھی حروف کو عرب ملکوں میں بھی [اِنَّ وَ اَخَوَاتُهَا] کہا جاتا ہے۔ یہاں برصغیر پاک و ہند میں انکا نام بڑا مشکل سا ہے۔ **حروف مشبہ بالفعل** یعنی ایسے حروف جو فعل سے مشابہت رکھتے ہیں/جو فعل جیسے ہیں۔ ایسا کیوں کہتے ہیں یہ بات اسوقت سمجھ آئے گی جب افعال کے سبق شروع کریں گے۔

فائدہ نمبر (i) یہ تمام حروف اسم سے پہلے آتے ہیں فعل سے پہلے انہیں لانا درست نہیں **مثلاً**: اِنَّ ذَهَبَ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ ذَهَبَ فعل ماضی ہے۔

فائدہ نمبر (ii) اسم سے فاصلے پر آنے والی ضمیریں ضمائر منفصلہ اِنَّ وَ اَخَوَاتُهَا (اِنَّ اور اُس کی بہنیں) کے ساتھ استعمال نہیں ہوتیں۔ ضمائر متصلہ کے ساتھ ان کا استعمال بکثرت کیا جاتا ہے۔ ضمائر متصلہ ان حروف کے بعد ساتھ ملکر استعمال ہوتی ہیں اور پھر ضمائر منفصلہ کا معنٰی دیتی ہیں۔ چنانچہ اگر کہنا ہو: (یقیناً آپ میرے بھائی ہیں) تو پھر اِنَّ اَنْتَ نہیں بلکہ تُو کے لیے اَنْتَ کے مدمقابل جو ضمیر متصلہ ہے وہ استعمال کریں گے۔ لہٰذا اِنَّ اَنْتَ اَخِيْ کے بجائے اِنَّكَ اَخِيْ [یقیناً تم میرے بھائی ہو] کہیں گے۔ اسی طرح اللہ کے متعلق کہنا کہ بے شک وہ بخشنے والا ہے تو اِنَّ هُوَ نہیں کہیں گے بلکہ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ کہیں گے۔

مثالیں

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم o

1 اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ (الزمر: 30/39)۔ اللہ رب العزت نے نبی آخر الزماں ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا! اِنَّكَ مَيِّتٌ (اِنَّ اَنْتَ نہیں کہا بلکہ اِنَّكَ مَيِّتٌ کہا) [یقیناً آپ ﷺ پر موت آنے والی ہے/اس بات میں کوئی شک نہیں]۔ بشری تقاضوں کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ بھی موت سے ہمکنار ہونے والے ہیں۔ وَ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ [اور بے شک وہ (یعنی جو آپ ﷺ کے مخالفین ہیں) بھی مرنے والے ہیں]۔

2 اِنِّیْ سَقِیْمٌ ..(الصافات:89/37) ابراہیمؑ نے جب یہ کہا تھا کہ: یقیناً میں سَقِیْمٌ ہوں (میری طبیعت ناساز ہے، میری طبیعت خراب ہے، میرا موڈ آف ہے) تو اِنَّ اَنَا سَقِیْمٌ نہیں بلکہ اِنِّیْ سَقِیْمٌ (اَنَّ +ی ضمیر متصلہ) کہا۔

3 لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ .. (الانبیاء:111/21) ۔لَعَلَّهٗ [شاید وہ]۔ فِتْنَةٌ [آزمائش ہو]۔لَكُمْ [تمہارے لیے] اور مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ [فائدہ اُٹھانا/فائدہ حاصل کرنا/جو عیش و آرام کی زندگی صرف ایک عرصے تک (محدود مدت تک) ہو]۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! تم جو دعائیں کرتے ہو خواہش کرتے ہو کہ ہمارے مال و اسباب میں فراوانی ہو جائے فرمایا! شاید ہم تمہیں مال و اسباب میں فراوانی سے نواز دیں اور وہ مال و اسباب تمہارے لئے آزمائش بن جائیں اور تم اس آزمائش میں پورا نہ اتر سکو۔ اللہ کسی کو زیادہ دے کر اور کسی کو کم دے کر آزماتا ہے۔ کم مال والی آزمائش میں تو پورا اُترنے والے شاید کچھ لوگ مل جائیں لیکن وہ جن کو زیادہ دے کر آزماتا ہے اس آزمائش میں پورا اُترنے والا شاید خال خال ہی کوئی نظر آئے گا۔ اس لئے کہا جا رہا کہ ہم اگر تمہیں مال و دولت کی فراوانی سے نہیں نوازتے تو اس میں بھی کوئی حکمت ہو سکتی ہے۔ شاید تم وہ سب کچھ پا کر جو تعلق تمہارا ہمارے ساتھ ہے وہ ضائع کر بیٹھو اور کچھ دیر کیلئے (مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ) کچھ دیر تک تم اس مال و دولت کی فراوانی سے فائدہ اُٹھا لو۔ عیش و آرام حاصل کر لو اور پھر اذیتوں کا تکلیفوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے۔ اس لئے فرمایا! ہم نے جو تمہیں دے رکھا ہے اسی پر قناعت کرو شاید تم مال و دولت کی جو فراوانی مانگ رہے ہو وہ تمہارے لئے آزمائش بن جائے اور تم اس آزمائش میں پورا نہ اُتر سکو۔ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ [اور فائدہ اگر اُٹھاؤ تو کچھ دیر کے لئے] پھر وہ سب کچھ تم سے چھن جائے اور تکلیفوں کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ اس لئے حلال اور جائز طریقے سے جو تمہیں مل رہا ہے اسی پر قناعت کرو اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو۔

4 اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ .. (یوسف:98/12)۔ اِنَّهٗ میں ہٗ تو وہ کا معنٰی دے رہا ہے لیکن هُوَ جو بعد میں لایا گیا ہے وہ حصر (ہی) کا معنٰی پیدا کر رہا ہے۔ چنانچہ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ کا معنٰی [یقیناً وہی بخشنے والا ہے] کریں گے۔ گناہوں کی سزاؤں کو معاف کرنے کا اختیار اُس کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہے۔

5 اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ ..(البقرۃ:13/2)۔ اللہ رب العزت نے اہل کتاب، اکابرین قریش کو اور منافقین کو کہا کہ اس طرح کا ایمان کیوں نہیں لاتے جس طرح کا ایمان میرے نبیؐ کے صحابہ لائے ہیں۔ اس طرح کا ایمان لاؤ، تم تذبذب میں، تردّد میں، گومگو کی کیفیت میں مبتلا کیوں ہو۔ سیدھا سادھا ان کی طرح کا پکا اور پختہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ انھوں نے آگے سے یہ کہا؛ ہم بڑے روشن خیال ہیں ہم بڑے ترقی پسند ہیں اور وہ نبی ﷺ کے صحابہ کو کہتے تھے یہ بڑے نادان ہیں، احمق ہیں، رجعت پسند ہیں، ترقی کے دشمن ہیں (معاذ اللہ)۔ اللہ رب العزت نے کہا؛ نہیں بات یوں نہیں ہے: میرے نبی ﷺ کے صحابہ کو کم عقل کہنے والے، ان کو ترقی کے دشمن اور رجعت پسند کہنے والے خود احمق، نادان، بے وقوف اور ترقی کے دشمن ہیں۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ [آگاہ ہو جاؤ (میرے نبیؐ کے صحابہؓ کو کم عقل نادان کہنے والے) یقیناً وہ خود ہی نادان اور بے وقوف ہیں]۔ وَ لٰكِنْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا یَعْلَمُوْنَ [لیکن وہ جانتے نہیں ہیں]۔تھوڑا سا غور وفکر کرلیں تو انھیں پتہ چل جائے گا کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس کا انجام اچھا نہیں ہے۔

6 اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ..(الدخان:6/44) ۔اِنَّهٗ کا ہٗ یہاں وہ کا معنیٰ پیدا کر رہا ہے اور بعد میں جو هُوَ آرہا ہے وہ حصر (ہی) کا معنیٰ پیدا کرنے کیلئے استعمال ہو رہا ہے۔ چنانچہ ترجمہ کریں گے [یقیناً وہ ہی سننے والا جاننے والا ہے]۔مشرکین مکہ اصل میں کہتے تھے کہ: ہم ہبل، لات اور منات کے پاس جاتے ہیں ان کے پاس جا کر اپنی خواہشات پیش کرتے ہیں، وہ ہماری بات سنتے ہیں، ہمارے دلوں کے راز جانتے ہیں اور ہمیں نفع بھی دیتے ہیں نقصان بھی پہنچاتے ہیں وہ اللہ سے ہمیں کچھ باتیں منوا کر دیتے ہیں۔ یہ ان کا نظریہ تھا کہ ہم ان کے پاس جاتے ہیں ان کو پتہ ہوتا ہے ہم کیا کہنے آئے ہیں، کہاں سے آئے ہیں۔فرمایا! نہیں نفع ونقصان کا اختیار تو بہت دور کی بات ہے (یہ کہ وہ تمہاری بگڑی بنا سکتے ہوں تمہاری مشکل دور کر سکتے ہوں) انھیں تو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ آنے والا کون ہے؟ کیا کہہ کر چلا گیا ہے؟ کیا لینے آیا تھا؟ اور کہاں سے آیا تھا؟ اس لئے کہ ایسا سننے کا اختیار اور ایسا جاننے کا اختیار اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ قرآن نے یہ بات کہہ کر حجت قائم کردی۔

فائدہ نمبر (iii) لَ (یقیناً) حرف تاکید کا ضمائر متصلہ سے پہلے استعمال:۔ لَ کا معنیٰ بھی یقیناً ہوتا ہے۔ اِنَّ اور لَ میں فرق یہ ہے کہ اِنَّ مبتدا سے پہلے اور لَ خبر سے پہلے استعمال ہوتا ہے۔

لِ کا لَ بن کر استعمال:۔بعض اوقات لَ کسی ضمیر سے پہلے آرہا ہوتا ہے **مثلاً**: لَهٗ میں لَ در اصل ایک حرف جر لِ ہے اس کا معنیٰ لئے، واسطے ہے۔لیکن جب ضمیروں کے ساتھ لِ استعمال کرتے ہیں تو پھر لِ کے بجائے لَ سے بدل جاتا ہے۔جیسے لَـهٗ اصل میں [لِ + ہٗ] ہوتا ہے۔ اگر اردو زبان میں [اس کے لئے] کہنا ہو تو لِ کا معنیٰ [لئے] اور ہٗ کا معنیٰ [اس] (لَ +ہٗ=لَـــهٗ [اس کے لئے]) ہوتا ہے۔لیکن عربی زبان میں لفظوں کی ادائیگی کی طرف بہت زیادہ توجہ دی جاتی ہے کہ کہیں اس لفظ کو ادا کرنا زبان پہ ثقیل یا گراں تو نہیں یا بھاری پن محسوس تو نہیں ہو رہا۔ اگر اس کو ادا کرتے وقت زبان کو بھاری پن محسوس ہو تو اس کو ثقل محسوس ہونا کہتے ہیں۔عربی زبان کے لفظ کی ادائیگی میں ثقل کو ختم کر دیا جاتا ہے جس کو عربی زبان کی فصاحت کہہ لیں۔اس طرح زبان میں بہت زیادہ روانی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے الفاظ کی ادائیگی میں دقت محسوس نہیں ہوتی۔ اگر لِهٗ، لِهُمَا، لِهُمْ، لِکَ، لِکُمَا اور لِکُمْ کو یوں ہی ادا کرتے تو زبان پر ان الفاظ کی ادائیگی بہت گراں اور بوجھل گزرتی۔ چنانچہ لِهٗ، لِکَ اور لِکُمْ کی بجائے عربوں نے کہا کہ لَهٗ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَکَ، لَکُمَا اور لَکُمْ پڑھا جائے۔ لِهٗ کو ادا کرنا ثقیل ہے اور لَهٗ کو ادا کرنا نسبتاً خفیف ہے تو ثقل دور کرنے کیلئے لِهٗ کی بجائے لَهٗ پڑھا جاتا ہے۔

نتیجہ: لہذا [لَ] اگر کسی ضمیر (Pronoun) سے پہلے آرہا ہو تو پھر اس کا معنیٰ یقیناً نہیں ہوتا بلکہ لئے ہوتا ہے۔اس لئے کہ یہ لَ اصل میں لَ نہیں بلکہ لِ ہوتا ہے۔لہذا ضمائر متصلہ کے ساتھ حرف جر لِ کی بجائے لَ استعمال ہوتا ہے **مثلاً**: لَهٗ، لَهُمَا، لَکُمْ اور لَکَ۔البتہ یاء [ی] کے ساتھ [لِ] ہی استعمال ہو گا کیونکہ یاء [ی] کی مطابقت (Coordination) زیر [ـِ] کے ساتھ ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالیں

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم

1 اِنّی لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ..(القصص:20/28) - اِنّی [یقیناً میں]- لَکَ [تمہارے لیے](لَکَ اصل میں لِکَ تھا)-مِنَ النّٰصِحِیْنَ [خیرخواہوں میں سے]-نَصِیْحَۃٌ [کسی کے متعلق خیر کے جذبات رکھنا]- کسی کو خیرخواہی کا کلمہ کہنا- النّٰصِحُوْنَ [خیرخواہ] حرف جرّ مِن کی وجہ سے حالت جر میں چلا گیا اور النّٰصِحِیْنَ ہو گیا- بامحاورہ ترجمہ کریں گے![یقیناً میں تمہارے لئے خیرخواہوں میں سے ہوں]-موسیٰؑ کو فرعون کے درباریوں میں سے ایک شخص نے اطلاع دی، تمہارے خلاف فرعون کے دربار میں قتل کی سازش ہو رہی ہے یہاں سے نکل جاؤ اور کہا میں تمہیں خواہ مخواہ مصر سے نہیں نکلوانا چاہتا بلکہ اِنّی لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ [یقیناً میں تمہارے لئے خیر چاہنے والوں میں سے ہوں]-خیرخواہوں میں سے ہوں/تمہاری خیرخواہی کے تحت ایسا کہہ رہا ہوں-

2 هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ..(البقرۃ:187/2)- هُنَّ [وہ عورتیں (جو تمہاری بیویاں ہیں)]- لِبَاسٌ [لباس ہیں]- لَكُمْ [تم مردوں کے لئے]- وَاَنْتُمْ [اور تم مرد]- لِبَاسٌ [لباس ہو]- لَهُنَّ [ان عورتوں کے لئے]-لَكُمْ اور لَهُنَّ اصل میں لِكُمْ اور لِهُنَّ تھے- [وہ عورتیں لباس ہیں تمہارے لئے اور تم مرد لباس ہو ان کے لئے]-

3 لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ..(البقرۃ:139/2)- لَنَا اَعْمَالُنَا [ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں]- وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ [اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں]-ہم جو اعمال کر رہے ہیں ان کی جزا ہمیں ملے گی اور تم جو بداعمالیاں کر رہے ہو، اسلام کی مخالفت کر کے اس کی سزا تمہیں ملے گی-لَنَا اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ [ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال]-لِنَا اور لِكُمْ کی بجائے لَنَا اور لَكُمْ استعمال ہوا ہے-

4 لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَاَجْرٌ كَبِيْرٌ (ھود:11/11) اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کا ذکر کیا پھر کہا! لَهُمْ [ان کے لئے]-مَغْفِرَةٌ [بخشش ہے]-ان سے جو لغزشیں صادر ہوئی ہیں ان لغزشوں کو معاف کر دیا جائے گا- وَاَجْرٌ كَبِيْرٌ [اور بڑا اجر ہے]-اور انہوں نے جو نیکیاں کیں ان کا انہیں پورا صلہ دیا جائے گا-پورے صلہ کو [اَجْرٌ كَبِيْرٌ] کہا- لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَاَجْرٌ كَبِيْرٌ [ان کے لئے بخشش ہے گناہوں کی معافی ہے اور بڑا اجر و ثواب ہے]-

5 لِیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ..(یونس: 41/10) لِیْ عَمَلِیْ [میرے لئے میرا عمل] وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ [اور تمہارے لئے تمہارا عمل] (عمل سے مراد یہاں محنت ہے) جو محنت میں کر رہا ہوں (عِنْدَاللّٰهِ) اس کا مجھے ثواب ملے گا اور جو تم محنت کر رہے ہو (اسلام کے خلاف ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہو) تمہارے لئے تمہاری محنت (منفی جدوجہد) کی سزا تمہیں ملے گی-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: عربی میں ترجمہ کریں۔

1 بے شک قرآن سچی کتاب ہے۔اِنَّ الْقُرْآنَ کِتَابٌ حَقٌّ۔اگر اِنَّ نہ ہوتا تو پھر ہم اَلْقُرْآنَ کی بجائے اَلْقُرْآنُ کہتے۔اِنَّ الْقُرْآنَ صَادِقٌ بھی کہہ سکتے ہیں لیکن حَقٌّ میں نسبتاً زیادہ زور ہے جو صرف سچ ہی نہ ہو بلکہ سچ کا معیار بھی ہو۔

2 بے شک تو میرا بھائی ہے۔اِنَّ اَنْتَ کی بجائے اِنَّکَ اَخِیْ کہیں گے۔

3 شاید تو بیمار ہے۔کسی کو بڑا ڈھیلا ڈھالا بیٹھا دیکھتے ہیں اور اُسے کہنا چاہتے ہیں:'شاید تو بیمار ہے'، تو عربی زبان میں [لَعَلَّ اَنْتَ] نہیں بلکہ لَعَلَّکَ مَرِیْضٌ [شاید آپ بیمار ہیں] کہیں گے۔

4 گھر خوبصورت ہے لیکن وہ دور ہے۔گھر پسند آ گیا لیکن وہ آبادی سے ذرا ہٹ کر ہے تو اَلْبَیْتُ جَمِیْلٌ لٰکِنَّهٗ بَعِیْدٌ کہیں گے۔

5 بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں۔بے شک میں اِنَّ + اَنَا = اِنَّا کی بجائے اِنِّیْ کہیں گے (اِنَّ + نِیْ) کو اکٹھا اور مختصر کر کے اِنِّیْ عَبْدُاللهِ کہیں گے۔عیسیٰؑ نے شیر خواری کی عمر میں سیدہ مریمؑ اپنی (ماں) کی گود میں اِنِّیْ عَبْدُاللهِ کہا تھا۔

تصحیح کریں : Correction

1 اِنَّ اَنْتَ صَادِقٌ۔یقیناً تم سچے ہو (مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم سچے ہو مجھے کوئی شک نہیں رہا تم واقعتاً سچ بول رہے ہو)۔یہ بات کسی کو اگر کہنا ہو تو اِنَّ اَنْتَ نہیں بلکہ اِنَّکَ کہیں گے۔اِنَّ کے ساتھ اَنْتَ نہیں بلکہ کَ آتا ہے۔اِنَّکَ صَادِقٌ [یقیناً تم سچے ہو]۔

2 لَعَلَّ هُوَ مَرِیْضٌ۔چار دن سے آپ کا ساتھی نہیں آیا آپ کہنا چاہتے ہیں شاید وہ بیمار ہے تو لَعَلَّ هُوَ نہیں بلکہ لَعَلَّهٗ مَرِیْضٌ کہیں گے۔

3 اِنَّ الْعَرَبِیَّةُ سَهْلَةٌ۔اِنَّ الْعَرَبِیَّةُ کی بجائے اِنَّ الْعَرَبِیَّةَ کہیں گے۔اِنَّ الْعَرَبِیَّةَ سَهْلَةٌ [بے شک عربی زبان آسان ہے]۔

4 لِهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔[ان کے لئے سخت عذاب ہے رکڑی سزا ہے]۔لِهُمْ کی بجائے لَهُمْ کہیں گے۔لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْد۔

5 اِنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ فِی الْجَنَّةِ۔اَلْمُؤْمِنُوْنَ اپنی اصلی حالت (حالت رفع) میں ہے۔اَلْمُؤْمِنُوْنَ کی حالت نصب اَلْمُؤْمِنِیْنَ ہے۔چنانچہ کہیں گے اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْجَنَّةِ [یقیناً مومن جنت میں ہیں]۔

6 وَاِنَّ الْکَافِرُوْنَ فِی النَّارِ۔اَلْکَافِرُوْنَ کی بجائے اَلْکَافِرِیْنَ استعمال ہوگا۔وَاِنَّ الْکَافِرِیْنَ فِی النَّارِ [اور یقیناً کافر آگ میں جائیں گے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثانی عشر — معرب ۔ مبنی ۔ غیر منصرف — سبق نمبر 12

اِعراب: عربی زبان کی گرامر کا ایک ایسا قاعدہ (علم) ہے جس میں الفاظ کی ایک ایسی تبدیلی سے روشناسی (جان پہچان) ہوتی ہے جس میں عربی لفظ کی شکل اور حالت تو بدل جاتی ہے لیکن اس کے معنٰی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

اسماء کی اعرابی حالتیں: اسماء کی **ایک** اصلی حالت ہوتی ہے اور **دو** تبدیل شدہ حالتیں ہوتی ہیں۔ یہ تینوں حالتیں بالترتیب رفع، نصب اور جرّ ہیں۔

اعرابی تبدیلی اس تبدیلی کو کہتے ہیں کہ لفظ کی حالت بدل جائے لیکن معنٰی تبدیل نہ ہو۔ **مثلاً**: اگر شروع میں اِنَّ آیا تو پیش[ـُ] کی بجائے زبر[ـَ] آ گئی اور فِیْ آیا تو آخر میں زیر[ـِ] آ گئی۔ جو اسماء اعرابی تبدیلی کو قبول کر لیتے ہیں ان کو **معرب اسماء** کہیں گے۔

کچھ **معرب اسماء** دونوں اقسام کی تبدیلیوں (**حالت نصب** اور **حالت جرّ**) کو قبول کر لیتے ہیں ان کو **منصرف اسماء** کہتے ہیں۔ عربی زبان میں کچھ اسماء ایسے بھی ہیں جو **حالت نصب** تو قبول کر لیتے ہیں لیکن **حالت جر** قبول نہیں کرتے وہ **غیر منصرف اسماء** کہلاتے ہیں۔

کچھ [اکھڑ مزاج قسم کے] حضرات اپنے موقف کے ایسے پکے ہوتے ہیں خواہ جتنے بھی دلائل دے دیئے جائیں اپنے موقف سے نہیں ہٹتے۔ اسی طرح کچھ اسماء بھی ایسے ہوتے ہیں جو کسی قسم کی تبدیلی قبول نہیں کرتے انہیں **مبنی اسماء** کہتے ہیں۔

- **اسماء**
  - معرب
    - معرب منصرف
    - معرب غیر منصرف
  - مبنی

مُعْرَبْ اَسْمَاء (The Declinable Noun)

وہ اسماء جو اپنی حالت بدل لیتے ہیں **معرب** اسماء کہلاتے ہیں۔ **مثلاً**: اگر کسی اسم کے شروع میں اِنَّ آجائے تو آخر میں پیش[ـُ] کی بجائے زبر [ـَ] آجائے گی۔ اگر اس کے شروع میں فِیْ آجائے تو آخر میں پیش [ـُ] کی بجائے زیر [ـِ] آجائے گی۔ یعنی جو اسم اس قسم کی تبدیلیوں کو قبول کر لیں ایسے اسماء کو مُعْرَبْ کہتے ہیں۔ معرب اسماء کی دو اقسام ہیں۔ (۱) منصرف اسماء اور (۲) غیر منصرف اسماء

(i) منصرف اسماء (Totally Declinable Noun):

جن اسماء میں ضرورت پڑنے پر پیش(ـُ) کی بجائے زبر(ـَ) لگائی جا سکے یا ضرورت پڑنے پر زیر(ـِ) لگائی جا سکے ایسے اسماء کو **منصرف اسماء** کہتے ہیں۔ **مثلاً**: اَلْکِتَابُ سے پہلے اِنَّ آجائے تو اِنَّ الْکِتَابَ پڑھتے ہیں۔ فِیْ آجائے یا عَلٰی آجائے تو فِی الْکِتَابِ اور عَلَی الْکِتَابِ کہتے ہیں یعنی کبھی اَلْکِتَابُ کبھی اَلْکِتَابَ اور کبھی اَلْکِتَابِ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ⓘⓘ **غیر منصرف (Partially Declinable Noun)**: معرب اسماء کے ذخیرہ میں بعض اسماء ایسے ہوتے ہیں جو جزوی لحاظ سے (Partially) معرب ہوتے ہیں۔ ان کے آخر میں پیش (ـُ) کی بجائے ضرورت پڑنے پر زبر [ـَ] تو آجاتی ہے لیکن یہ اسماء زیر [ـِ] لگانے کی اجازت نہیں دیتے، لہٰذا اس لحاظ سے یہ آدھے مبنی اور آدھے معرب ہوئے انہیں **غیر منصرف** اسماء کہتے ہیں۔

قائدہ نمبر ⓘ غیر منصرف اسم گرامر کے قواعد کے مطابق جزوی (Partially) لحاظ سے معرب ہے۔ کیونکہ ان اسموں کے آخر میں پیش [ـُ] کی بجائے زبر [ـَ] تو آجاتی ہے یعنی وہ پیش کو ہٹا کر زبر [ـَ] لگانے کی اجازت تو دے دیتے ہیں لیکن زیر [ـِ] لگانے کی اجازت نہیں دیتے۔ ایک اسم اِبْرَاهِيْمُ ہے اس سے پہلے اگر اِنَّ آجائے تو اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ہوجائے گا۔ یہ اسم کے اپنے آخر سے پیش [ـُ] کو ہٹا کر زبر [ـَ] لگانے کی اجازت تو دے دیتا ہے لیکن زیر [ـِ] کی نہیں۔ (قرآن پاک میں اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً (النحل:120/16) استعمال ہوا ہے)۔ حرف عَلٰى جس اسم کے شروع میں آجائے اس کے آخر سے پیش [ـُ] کو چھین کر زیر [ـِ] لگا دیتا ہے۔ اَلْكِتَابُ سے پہلے عَلٰى آئے تو عَلَى الْكِتَابِ پڑھتے ہیں۔ اللّٰهُ سے پہلے آئے تو عَلَى اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔ اَلْعَرْشُ سے پہلے آئے تو عَلَى الْعَرْشِ پڑھتے ہیں۔ اِبْرَاهِيْمُ سے پہلے عَلٰى آجائے تو پھر قائدے کے مطابق عَلٰى اِبْرَاهِيْمِ پڑھنا چاہیے لیکن پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ کیوں کہ اِبْرَاهِيْمُ کا تعلق ان اسماء سے ہے جو جزوی طور پر **معرب** اور جزوی طور پر **مبنی** ہوتے ہیں۔ اس طرح کے اسماء کو جن کے آخر میں جہاں پیش [ـُ] ہٹا کر زیر [ـِ] آنی چاہیے وہاں بھی زبر [ـَ] آتی ہے اسلئے انہیں **غیر منصرف** کہتے ہیں۔ عربی زبان میں اس قاعدے کا پورا نام **غَيْرُ مُنْصَرِفٍ مِنَ النَّصْبِ اِلَى الْجَرِّ** ہے۔ ایسا لفظ جو نصب سے جر کی طرف نہ پھرنے والا ہو یعنی جو نصب تک تو آجائے لیکن جر تک جانے پر آمادہ و تیار نہ ہو۔ **غَيْرُ مُنْصَرِفٍ** [نہ پھرنے والا]۔ مِنَ النَّصْبِ [نصب سے]۔ اِلَى الْجَرِّ [جر کی طرف] یعنی [نصب سے جر کی طرف نہ آنے والا]۔ اسکا مختصر نام غیر منصرف ہے۔

قائدہ نمبر ⓘⓘ معرب غیر منصرف اسماء کے آخر میں ڈبل حرکت (تنوین) دو پیش [ـٌ] یا دو زبر [ـً] یا دو زیر [ـٍ] نہیں آتی۔ عربی گرامر کی اصطلاح میں کہیں گے کہ معرب غیر منصرف کے آخر میں تنوین استعمال نہیں ہوتی اکیلی (Single) حرکت [ـُ] یا [ـَ] یا [ـِ] آتی ہے۔

غیر منصرف کی پہچان یہ ہے کہ ایسے اسماء جن کے آخر میں تنوین اور حالت جر میں زیر [ـِ] استعمال نہیں ہوتی۔

غیر منصرف اسماء:

❶ عورتوں کے سب نام:۔ **مثلاً**: خَدِيْجَةُ . عَائِشَةُ . حَفْصَةُ . فَاطِمَةُ۔ اگر یہ کہنا ہو کہ یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہے۔ اردو کے الفاظ طرف سے کے لیے عربی زبان کا لفظ عَنْ ہے تو (عَنْ جس اسم سے پہلے آجائے اسے حالت جر میں لے جاتا ہے اور حالت جر میں اسم کے آخر میں زیر [ـِ] آتی ہے)۔ لیکن عَائِشَةُ کا لفظ غیر منصرف ہے۔ لہٰذا عَنْ عَائِشَةِ کے بجائے عَنْ عَائِشَةَ کہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ احادیث کی سند میں لکھا ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ۔غیر منصرف کے آخر میں جہاں زیر[ـِ] آنی چاہیے وہاں بھی زبر[ـَ] آتی ہے۔

2 انبیائے کرام کے اکثر نام:۔مثلاً اِبْـرَاهِيْـمُ . يُوْسُفُ . هَارُوْنُ . سُلَيْمَانُ . دَاوُوْدُ . يُوْنُسُ وغیرہ۔(یہ نام غیرعربی ہیں،عبرانی یا سریانی زبان کے ہیں)۔غیر عربی الفاظ غیر منصرف ہوتے ہیں۔ان ناموں کے آخر میں زبر[ـَ] آئے گی لیکن زیر[ـِ] نہیں آئے گی۔

3 جمع مکسر کے ایسے الفاظ جن کے آخر میں اگر الف[ا] آرہا ہو اور اس کے بعد دو یا دو سے زائد حروف ہوں:۔ **مثلاً**: مَسَاجِدُ.. قَوَارِيْرُ.. مَقَابِرُ (ان سب میں[ا] کے بعد دو یا دو سے زائد حروف ہیں)۔رَجُلٌ کی جمع رِجَالٌ ہے اس میں الف[ا] کے بعد ایک حرف ہے لیکن مَسْجِدٌ کی جمع مَسَاجِدُ ہے اس میں الف[ا] کے بعد دو حروف[ج]اور[د] ہیں۔لہذا جس جمع مکسر میں الف[ا] کے بعد دو حروف ہونگے وہ جمع مکسر بھی غیر منصرف ہوگی۔قَارُوْرَةٌ کی جمع قَوَارِيْرُ ہے [بوتل یا شیشی]۔اس میں الف[ا] کے بعد تین حروف[ر]،[ی]اور[ر] ہیں۔مَقْبَرَةٌ کی جمع مَقَابِرُ ہے یہ بھی غیر منصرف ہے۔

4 اَفْعَلُ کے وزن پر آنے والے اسماء:۔اَحْمَدُ.. اَمْجَدُ.. اَكْبَرُ.. اگر کہنا ہو[میں احمد کی طرف گیا]۔اس کی عربی ہے[ذَهَبْتُ اِلٰى اَحْمَدَ]۔چونکہ اَحْمَدُ غیر منصرف ہے اسلئے اِلٰی اسے زیر[ـِ] نہیں دے سکا۔

5 مردوں کے ایسے نام جن کے آخر میں[ان] ہو:۔ عُثْمَانُ.. سَلْمَانُ.. عَدْنَانُ.. عِمْرَانُ۔کہنا ہو[میں عثمان کی طرف گیا]۔اس کی عربی ہے ذَهَبْتُ اِلٰى عُثْمَانَ۔چونکہ عُثْمَانُ غیر منصرف ہے اسلئے اِلٰی اسے زیر[ـِ] نہیں دے سکا۔

6 مردوں کے ایسے نام جن کے آخر میں گول تا[ۃ] ہو:۔ سَلْمَةُ.. طَلْحَةُ.. اُسَامَةُ.. مُعَاوِيَةُ۔

7 فرشتوں کے نام:۔جِبْرَائِيْلُ.. مِيْكَائِيْلُ.. هَارُوْتُ.. مَارُوْتُ۔

8 شہروں اور ملکوں کے نام:۔ مَكَّةُ.. بَاكِسْتَانُ.. مِصْرُ.. بَابِلُ۔

9 چند دیگر اسماء:۔ جَهَنَّمُ.. اِبْلِيْسُ.. فِرْعَوْنُ.. قَارُوْنُ.. يَاجُوْجُ وَ مَاجُوْجُ۔

10 جن اسماء کے آخر میں الف ممدودہ[ـَاءُ] آئے:۔ رُحَمَاءُ.. اَغْنِيَاءُ.. فُقَرَاءُ۔

11 فَعْلَاءُ کے وزن پر آنے والے اسماء:۔ حَمْرَاءُ.. زَرْقَاءُ.. خَضْرَاءُ۔

نوٹ: غیر منصرف اسماء کے شروع میں الف لام[ال] آنے یا ان کے مضاف بن جانے سے وہ منصرف بن جاتے ہیں۔اور حالت جر میں ان پر زیر[ـِ] آجاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔شَیْطٰنُ غیر منصرف ہے لیکن شروع میں الف لام[ال] آنے سے منصرف ہو گیا۔اسی طرح لفظ رَحْمٰنُ غیر منصرف ہے لیکن الف لام[ال] آنے سے منصرف ہو گیا۔مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ میں شَعَائِرُ مضاف بن کر آیا ہے اس لئے حالت جر میں چلا گیا۔اسی طرح فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ میں اَحْسَنُ مضاف ہونے کی وجہ سے حالت جر میں چلا گیا۔

غیر منصرف کی مثالیں

❶ اِنَّ جَهَـنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِا لْكٰفِرِیْنَ . .(التوبة:49/9) اس آیت میں [اِنَّ] بھی ہے اور[لِ] بھی ہے چنانچہ اس میں یقیناً یقیناً کا معنٰی پیدا ہو جائے گا۔اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اس بات میں شک اور شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ ہمارا حتمی فیصلہ ہے[یقیناً یقیناً جہنم گھیرے میں لئے ہوئے ہے(احاطہ کئے ہوئے ہے)]۔بِـا لْكٰفِرِیْنَ [کافروں کا]۔قرآن پاک میں ہے!وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۔یہ لوگ جہنم کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس عذاب کی آپ ﷺ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں وہ کہاں ہے؟ کب آئے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بھی آئے گا آئے گا ضرور،اورتم اس کی گرفت سے بچ کر نہیں جاسکتے،جلدی کیوں مچائے ہوئے ہو! اِنَّ جَهَـنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِا لْكٰفِرِیْنَ اورتم اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔یہاں جَهَنَّمًا تنوین[ـً] کے ساتھ استعمال نہیں ہوا بلکہ جَهَنَّمَ ایک حرکت کے ساتھ استعمال ہوا ہے کیونکہ جَهَنَّمُ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف کے آخر میں تنوین نہیں آتی۔ لَـمُحِیْطَةٌ کا تجزیہ(Breakup) ہے(لَ +مُحِیْطَةٌ) یقیناً گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔لَـمُحِیْطٌ استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ لَمُحِیْطَةٌ گول تا[ۃ] کے ساتھ استعمال ہوا ہے اسلئے کہ جَهَنَّمُ مونث سماعی ہے۔

❷ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی o صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی o(الاعلیٰ:18-19/87)اس میں اِنَّ بھی ہے اور آگے چل کر[لَ] بھی ہے۔لَـفِی اصل میں[لَ+فِی] ہے۔لَ[یقیناً] فِـی الـصُّحُفِ الْاُوْلٰی [پہلے صحیفوں میں ہے]۔صُـحُفِ اِبْـرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی [ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں]۔یہاں دو ہستیوں ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا حوالہ دیا جارہا ہے۔کہا گیا کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے(توحید کی دعوت ہو،عقیدہ آخرت ہو،عقیدہ نبوت ورسالت ہو) وہی کچھ پہلے صحیفوں میں تھا۔قرآن مجید کی دعوت کوئی نئی یا اجنبی دعوت تو ہے نہیں تم اس کی مخالفت کیوں کرتے ہو؟ یہی دعوت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی تھی۔ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ اس لئے دیا کہ ان کی شخصیت مشرکین مکہ کے ہاں غیر متنازعہ،متفقہ،محترم ومقدس شخصیت تھی۔اور موسیٰؑ کا حوالہ اس لئے دیا کہ موسیٰؑ کی شخصیت یہودیوں کے ہاں غیر متنازعہ،متفقہ شخصیت تھی۔یہ دونوں ہی گروپ(مشرکین مکہ اور یہودی) سب سے زیادہ اسلام کی مخالفت کر رہے تھے اسلئے فرمایا کہ تمہارے پاس کیا جواز ہے اس مخالفت کا۔صُـحُفِ مضاف ہے اور اِبْـرَاهِیْمُ مضاف الیہ ہے۔مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اِبْـرَاهِیْمُ کو حالت جر میں آنا چاہئے تھا۔لیکن غیر منصرف ہونے کی وجہ سے اِبْرَاهِیْمَ استعمال ہوا ہے۔

❸ اِلٰی فِرْعَوْنَ (طٰهٰ:24/20)اللہ رب العزت نے موسیٰؑ کو حکم دیا! اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی [جاؤ جا کر فرعون کو سمجھاؤ وہ حد سے بڑھتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہاہے]۔ اِلٰی فِرْعَوْنِ ہونا چاہئے تھا لیکن فِرْعَوْنُ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے اِلٰی کے ساتھ فِرْعَوْنَ استعمال ہوا ہے۔

4 عَنْ عَائِشَةَ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے عَنْ عَائِشَةِ کے بجائے عَنْ عَائِشَةَ کہیں گے۔

5 مُلْكُ مِصْرَ (الزخرف:51/43)..[مصر کی حکومت]۔ پوری آیت یوں ہے: وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ [اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرادی]۔ قَالَ یَا قَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ [اور کہا اے میری قوم! کیا مصر میرا ملک نہیں ہے؟] وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ج اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ o [اور میرے (محلوں کے نیچے) یہ نہریں بہہ رہی ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟]۔ فرعون نے اپنی قوم سے کہا تھا: کہ یہ نہریں، باغات یہ وسائل معیشت سب میرے ہاتھ میں ہیں اسلئے میں ہی تمہارا اِلٰہ ہوں۔ (آج کل لوگوں میں بھی جو گھمنڈ اور غرور آ جاتا ہے اور لوگ اپنے آپ کو اِلٰہ سمجھنے لگتے ہیں یہ بھی حقیقت میں فرعونیت ہے)۔ مُلْكُ مِصْرَ [ملک مصر کی حکمرانی]۔ جن دو اسموں میں [کا۔کی] کا معنٰی پیدا ہو رہا ہو ان کا آپس میں تعلق مضاف اور مضاف الیہ کا ہوتا ہے۔ مُلْكُ مضاف ہے اور مِصْرَ مضاف الیہ ہے۔ اور مضاف الیہ حالت جرّ میں ہوتا ہے۔ لیکن یہاں زیر [ـِ] نہیں ہے بلکہ زبر [ـَ] ہے اسلئے کہ لفظ مصر غیر منصرف ہے۔

6 بِبَابِلَ (البقرة:102/2)۔ قرآن پاک میں بابل شہر کا نام استعمال ہوا ہے: وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ۔ [اور بابل میں ہاروت اور ماروت (دو فرشتوں) پر جو اتارا گیا]۔ حالانکہ [بِ] حرف جرّ ہے جو بَابِلَ کے شروع میں ہے اس لئے آخر میں زیر [ـِ] آنی چاہئے تھی اور یہاں بَابِلَ حالت نصب میں اس لئے استعمال ہوا کیونکہ بابل ایک شہر کا نام ہے اور یہ غیر منصرف ہے۔ [بِ یہاں فِیْ (میں) کے معنٰی میں ہے]۔

7 هٰذَا كِتَابُ طَلْحَةَ .. [یہ طلحہ کی کتاب ہے] کِتَابُ مضاف ہے اور اس کی نسبت طَلْحَةَ کی طرف کی جارہی ہے۔ طَلْحَةَ مضاف الیہ ہے لیکن غیر منصرف ہونے کی وجہ سے حالت جرّ میں نہیں جاسکا۔

8 اَلْكَعْبَةُ فِیْ مَكَّةَ..[کعبہ مکہ میں ہے] فِیْ مَکَّةِ استعمال نہیں ہوا کیونکہ اکثر شہروں کے نام غیر منصرف ہوتے ہیں۔

9 نَارُ جَهَنَّمَ..[جہنم کی آگ]۔ جَهَنَّمَ مضاف الیہ ہے لیکن غیر منصرف ہونے کی وجہ سے حالت جرّ میں نہیں جاسکا۔

10 اَنَا مِنْ بَاكِسْتَانَ [میں پاکستان سے ہوں] اکثر شہروں اور ملکوں کے نام غیر منصرف ہوتے ہیں۔ اسلئے مِنْ بَاكِسْتَانِ کے بجائے مِنْ بَاكِسْتَانَ استعمال ہوگا۔

مبنی اسماء (Indeclinable Nouns)

عربی زبان میں کچھ الفاظ (تقریباً 10 فیصد) ایسے بھی استعمال ہوتے ہیں جو اپنی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیتے۔ یا یوں کہہ لیجئے کچھ اسماء عربی زبان میں ایسے ہیں جو اپنی بناوٹ میں، اپنی ساخت میں، اپنے ڈھانچے میں کسی قسم کی تبدیلی قبول نہیں کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند الفاظ ہمارے سامنے موجود ہیں۔[ھٰذَا، ھٰؤُلَاءِ، ھُوَ، نَحْنُ، ھٰذِہٖ] کبھی بھی عربی زبان کی کسی بھی عبارت میں ھٰذِہَ یا ھٰذِہُ استعمال نہیں ہوتا۔ اسکی ایک ہی بناوٹ رہتی ہے ایک ہی ڈھانچہ (Structure) ہے ھٰذِہٖ۔ اسی طرح ھٰؤُلَاءِ عربی زبان کا سارا ذخیرہ کھنگال ماریں یہ لفظ کہیں بھی ھٰؤُلَاءَ یا ھٰؤُلَاءُ استعمال ہوتا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ یہ لفظ ہمیشہ ھٰؤُلَاءِ ہی استعمال ہوگا۔ اپنی ساخت میں اپنی بناوٹ میں یہ لفظ کسی کو کسی قسم کی تبدیلی کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ ھٰؤُلَاءِ سے پہلے اِنَّ آجائے تب بھی اِنَّ ھٰؤُلَاءِ کہیں گے، فِیْ آجائے عَلٰی آجائے پھر بھی ھٰؤُلَاءِ رہے گا (فِیْ ھٰؤُلَاءِ اور عَلٰی ھٰؤُلَاءِ)۔ اسی طرح ھُوَ کبھی بھی ھُوْ یا ھُوِ استعمال نہیں ہوتا۔ نَحْنُ بھی نَحْنُ ہی رہے گا کوئی حرف اسے نَحْنَ یا نَحْنِ میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ ایسے لفظوں کو مبنی کہتے ہیں یعنی ناقابل تبدیل (Unchangeable) مبنی کا لفظ بِنَاءٌ سے بنا ہے جس کا مطلب ہے ساخت، بناوٹ، چونکہ یہ اسم اپنی ساخت پر قائم رہتا ہے اس کو عربی گرامر کی اصطلاح میں مبنی کہتے ہیں۔

مبنی اسماء جو اعرابی تبدیلی قبول نہیں کرتے

1 تمام ضمیریں [ضمائر]: ھُوَ، نَحْنُ وغیرہ مبنی ہیں۔ اگر ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ لَعَلَّهٗ میں لَعَلَّ (شاید کہ، تاکہ) ہٗ سے پیش [ـُ] چھین کر زبر [ـَ] نہیں دے سکا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہٗ ایک ضمیر ہے اور ضمیریں (متصلہ اور منفصلہ) سب مبنی ہوتی ہیں۔

2 تمام اسماء اشارہ: [سوائے تثنیہ کے]۔ ھٰذِہٖ کسی مؤنث کی طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ھٰؤُلَاءِ بھی اسم اشارہ ہے سب کی طرف اشارہ کر کے کہنا ہو کہ [یہ میرے بھائی ہیں] تو کہیں گے ھٰؤُلَاءِ اِخْوَانِیْ۔ تثنیہ کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔ اسم اشارہ کا تثنیہ مبنی نہیں معرب ہے۔ ھٰذَانِ تثنیہ ہے اس سے پہلے اَنَّ آجائے تو اَنَّ ھٰذَانِ کی بجائے اَنَّ ھٰذَیْنِ کہیں گے۔

3 تمام اسماء موصولہ: اَلَّذِیْ اَلَّذِیْنَ بھی تبدیل نہیں ہوتے ان سے پہلے اِنَّ آجائے تب بھی اِنَّ الَّذِیْ رہے گا پہلے فِیْ آجائے تب بھی، اَلَّذِیْ کہیں گے۔ اسی طرح اَلَّذِیْنَ کبھی بھی اَلَّذُوْنَ استعمال نہیں ہوگا اس سے پہلے اَنَّ ہو تب بھی اَلَّذِیْنَ، اِنَّ آجائے تب بھی۔ البتہ تثنیہ معرب ہے لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔

4 تمام حروف [مِنْ . فِیْ . عَلٰی . اِلٰی] اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ یہ بھی تمام مبنی ہیں۔

5 ایسے اسماء جن کے آخر میں الف [ا] یا کھڑی زبر [ـٰ] ہو۔ **مثلاً**: اَلدُّنْیَا۔ اس سے پہلے اگر فِیْ ہو تب بھی اَلدُّنْیَا اور اگر اس سے پہلے اِنَّ ہو تب بھی اَلدُّنْیَا کہیں گے۔ اسی طرح جن اسماء کے آخر میں کھڑی زبر [ـٰ] ہو۔ **مثلاً**: مُوْسٰی ایسے ہی رہتا ہے مُوْسَیُ . مُوْسَیَ . مُوْسَیِ استعمال نہیں ہوتا۔

6 ایسا اسم جس کے آخر میں متکلم کی ضمیر [ی] ہو جس کا معنی میرا یا میری ہوتا ہے۔ **مثلاً**: کِتَابٌ سے کِتَابِیْ [میری کتاب]۔ قَلَمٌ سے قَلَمِیْ [میرا قلم]۔ کِتَابِیْ اس سے پہلے اِنَّ نہ ہو تب بھی کِتَابِیْ پڑھیں گے اور اِنَّ آجائے تب بھی کہیں گے اِنَّ کِتَابِیْ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبنی اسماء کے استعمال کی چند مثالیں:

1 اِنَّهٗ لَقُرْآنٌ کَرِیْمٌ (الواقعہ: 77/56) اِنَّهٗ [یقیناً وہ] (جس کے متعلق تم شک وتردد میں مبتلا ہو، اختلاف کررہے ہو، جسکی مخالفت کررہے ہو) کسی آیت میں [اِنَّ] بھی آرہا ہو اور اس کے بعد [لَ] بھی آرہا ہو تو اس میں دو دفعہ یقیناً یقیناً کا معنٰی پیدا ہوجاتا ہے۔ یہ حتمی بات ہے، اس میں شک وتردد کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں ہے اِنَّهٗ لَقُرْآنٌ کَرِیْمٌ [یقیناً یقیناً وہ عزت والی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے]۔ قُرْآنٌ کا مطلب ہے سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب اور کَرِیْمٌ کہتے ہیں سب سے زیادہ عزت کی جانے والی۔ پوری کائنات آج گواہی دے رہی ہے کہ وہ کتاب جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے اور جس کی سب سے زیادہ عزت کی جاتی ہے وہ ہے اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید۔ یہ دعویٰ قرآن مجید نے اس وقت کیا جب حالات انتہائی نامناسب تھے۔ تمام باطل قوتیں اس کے خلاف متحد ہوچکی تھیں اس وقت قرآن نے کہا: تم اپنے ذہنوں سے ہر قسم کی غلط فہمی نکال دو اس کتاب کو تم ختم نہیں کرسکتے ہو نہ اس کا راستہ روک سکتے ہو خواہ سب متحد ہوجاؤ۔ یہ تو سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور سب سے زیادہ عزت کی جانے والی کتاب ہوگی۔ گویا کہ قرآن مجید کا نام ہی اس کی حقانیت وصداقت کی ایک دلیل ہے۔

2 کَاَنَّهٗ هُوَ (النمل: 42/27) ملکہ سبا جسے بلقیس کہا جاتا ہے اس کے سامنے اس کا تخت لایا گیا اور اس کی نگاہوں کے سامنے سے گزارا گیا۔ سلیمانؑ نے پوچھا، کیا یہی تمہارا تخت ہے؟ قرآن کہتا ہے تھوڑی سی اس میں تبدیلی کردی گئی تھی۔ ملکہ دیکھ کر کہنے لگی کَاَنَّهٗ هُوَ گویا کہ وہ وہی ہے (جو میرا اپنا ہے) لگتا ہے وہی ہے۔ سلیمانؑ نے یہ بتانے کیلئے ایسا کیا کہ تمہارا اقتدار واختیار ہمارے قبضے میں ہے۔ کَاَنَّهٗ کا تجزیہ ہے (کَاَنَّ + هٗ) یہاں بھی کَاَنَّ حرف [هٗ] کی پیش [ُ] کو زبر [َ] میں تبدیل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ اس لئے کہ [هٗ] ضمیر ہے اور ضمیریں سب مبنی ہوتی ہیں۔

3 لَعَلَّکِ مَرِیْضَةٌ .. کسی خاتون کو کہنا ہو شاید آپ بیمار ہیں تو لَعَلَّکَ نہیں کہیں گے بلکہ لَعَلَّکِ کہیں گے لَعَلَّ ضمیر [کِ] کو زبر [َ] نہیں دے سکتا۔ چونکہ کِ ضمیر خاتون کیلئے استعمال ہوتی ہے تو اس لئے کِ ہی رہے گا کیونکہ یہ مبنی ہے۔

4 وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ (الزخرف: 35/43)۔ وَالْاٰخِرَةُ [اور آخرت]۔ آخرت کی نعمتیں، آخرت کا عیش وآرام، آخرت کی لذتیں اور راحتیں۔ عِنْدَ [پاس]۔ رَبِّکَ [تمہارے رب]۔ اللہ ربُّ العزت نے سرور کائنات ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ! دنیا میں تو میں کسی قسم کی تمیز اور فرق نہیں کرتا ہوں لیکن آخرت کا عیش وآرام آپ ﷺ کے رب کے ہاں لِلْمُتَّقِیْنَ [تقویٰ اختیار کرنے والوں کیلئے ہے]۔ آخرت کا عیش وآرام صرف انہی کیلئے ہوگا جو مجھ سے ڈرتے ہوئے میری نافرمانی سے بچتے ہیں۔ رَبُّ مضاف ہے کَ مضاف الیہ ہے، مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں ہوتا ہے۔ حالت جر میں اسم کے آخر میں زیر [ِ] آتی ہے لیکن یہاں زیر [ِ] نہیں ہے اس لئے کہ کَ ضمیر ہے اور ضمیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

5 لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (البقرة: 277/2) لَهُمْ [ان کے لئے]۔ اَجْرُهُمْ [ان کا اجر]۔ اَجْرُ مضاف ہے اور هُمْ مضاف الیہ۔ مضاف الیہ کے آخر میں زیر [ِ] آتی ہے چنانچہ اَجْرُهِمْ ہونا چاہیے لیکن اس کے آخر میں زیر [ِ] نہیں آئے گی کیونکہ یہ ضمیر ہے اور ضمیریں مبنی ہوتی ہیں۔ کچھ لوگوں کا ذکر کیا اور فرمایا: جن کے یہ یہ اعمال صالحہ ہوں گے، ان کے لئے، ان کے رب کے ہاں ان کا اجر وثواب ہے۔ لَهُمْ اَجْرُهُمْ [ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے ان کا اجر ہے]۔ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ [ان کے رب کے ہاں]۔ انکی محنت ہم ضائع نہیں جانے دیں گے۔ ان کی کوئی نیکی رائیگاں نہیں جائے گی۔ ہم ایک ایک نیکی کی انہیں اُجرت دیں گے، معاوضہ اور بھرپور صلہ بھی دیں گے۔

6 اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ. (المزمل:19/73). [یقیناً یہ ایک یاددہانی ہے]۔ انسان جو اپنے رب سے عہد کر کے آیا ہے وہ عہد بھلا بیٹھتا ہے۔ اسے جس مقصد کیلئے تخلیق کیا گیا اس مقصد کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔ کہا گیا کہ یہ کتاب انسان کو اس کی تخلیق کا مقصد یاد دلانے والی کتاب ہے، انسان کو اس کا بھولا بسرا عہد یاد دلانے والی کتاب ہے۔ یہاں بھی اِنَّ نے هٰذِهٖ کا کچھ نہیں بگاڑا کیونکہ هٰذِهٖ (اسم اشارہ) ہے جو مبنی ہے۔

7 مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ (النساء:77/4)۔ مَتَاعُ الدُّنۡيَا [دنیا کا سامان، دنیا کا فائدہ، دنیا کا عیش و آرام] قَلِيۡلٌ [کم ہے، تھوڑا ہے]۔ جسکی مدت بھی کم جسکی مقدار بھی کم۔ لفظ دُنۡيَا کے آخر میں الف [ا] ہے اور یہ مبنی ہے۔ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہوتے ہوئے بھی لفظ دُنۡيَا تبدیل نہیں ہوا۔

8 اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ. (البقرة:185/2) [یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں]۔ لفظ صَفَا بھی مبنی ہے۔

9 اِنَّ رَبِّىۡ لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ (ابراهيم:39/14) [یقیناً یقیناً میرا رب دعا کا سننے والا ہے]۔ اس میں رَبِّىۡ مبنی ہے۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل کا اردو ترجمہ کریں۔ اور اس میں موجود اسماء کی قسم اور اعرابی حالت لکھیں؟

1 نَحۡنُ مُسۡلِمُوۡنَ وَاللّٰهُ رَبُّنَا وَ هُوَ خَالِقُ الۡكَوۡنِ وَمُدَبِّرُهٗ..

ترجمہ: ہم مسلمان ہیں اور اللہ ہمارا رب ہے، اور وہ کائنات کا خالق ہے اور اس کا منتظم ہے۔

2 اِنَّ الۡقُرۡآنَ كِتَابُنَا وَ هُوَ مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى قَلۡبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ بِوَاسِطَةِ جِبۡرِيۡلَ..

ترجمہ: یقیناً قرآن ہماری کتاب ہے اور اللہ کی طرف سے محمد ﷺ کے دل پر جبرائیلؑ کے ذریعہ سے نازل کردہ ہے۔

3 وَالۡقُرۡآنِ نُوۡرُ الۡهُدٰى لِلۡعَالَمِيۡنَ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ، فِيۡهِ دَعۡوَةٌ اِلَى التَّوۡحِيۡدِ وَ الۡاِيۡمَانِ بِالرَّسُوۡلِ وَ دَعۡوَةٌ اِلَى الصِّدۡقِ وَالۡعَفَافِ وَالۡعَدۡلِ وَفِيۡهِ نَهۡىٌ عَنِ الۡكَذِبِ وَالۡفُحۡشِ، وَالظُّلۡمِ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اورقرآن ھدایت کی روشنی ہے تمام جہانوں کے لئے، قیامت کے دن تک،اس میں دعوت ہے توحید کی طرف اوررسولوں پرایمان لانے کی طرف اوردعوت ہے سچائی اور پاکدامنی اورانصاف کی طرف،اوراس میں ممانعت ہے جھوٹ سے اور بے حیائی سے اورظلم سے

4 وَ آيَاتُهٗ بَيِّنَاتٌ،

ترجمہ: اوراس کی آیات واضح ہیں

5 وَالرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُرْشِدُنَااِلَى الْخَيْرِ وَاِلٰى طَرِيْقِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: اوررسول اللہ ﷺ بھلائی کی طرف اورجنت کے راستے کی طرف ہمارے رہنما ہیں۔

6 عِبَادَةُ اللّٰهِ وَاجِبَةٌ عَلَى النَّاسِ، وَاِطَاعَةُ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَاجِبَةٌ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ..

ترجمہ: اللہ کی عبادت لوگوں پرفرض ہےاوررسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس امت پرفرض ہے۔

7 اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْخَالِقُ وَ الْمُدَبِّرُوَاِنَّهٗ هُوَ وَلِيُّ الْعِبَادِ..

ترجمہ: بے شک اللہ ہی پیدا کرنے والا ہےاورمنتظم ہےاوروہ ہی بندوں کامددگار ہے۔

8 وَهُوَمُغِيْثُ الْمُضْطَرِّيْنَ وَالْمُحْتَاجِيْنَ..

ترجمہ: اوروہ بے بسوں اورمحتاجوں کافریادرس ہے۔

9 وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ هُوَ الْقَائِدُوَاِمَامُ الَّذِىْ اِطَاعَتُهٗ وَاجِبَةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ..

ترجمہ: اوررسول اللہ ﷺ ہی وہ قائد(رہنما)اور پیشواہیں جن کی اطاعت مومنوں پرفرض ہے۔

10 عَقِيْدَةُ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَّ الْعِبَادَ رَاجِعُوْنَ اِلَى اللّٰهِ بَعْدَ مَوْتِهِمْ ..

ترجمہ: مسلمانوں کاعقیدہ ہے کہ بندے واپس اللہ کی طرف موت کے بعدلوٹنے والے ہیں۔

11 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى! اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ..(ھود:4/11)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!''تمہارالوٹنامیری طرف ہے اوروہ ہرچیز پرقادر ہے''۔

12 وَ قَالَ ! وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ..(البقرۃ:36/2)

ترجمہ: اورفرمایا!''اورتمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہےاورایک وقت تک فائدہ ہے''۔

13 وَ قَالَ ! وَمَاالْحَيٰوةُالدُّنْيَااِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ..(۲۰:۵۷..الحدید:20/57)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور فرمایا! ”اور نہیں ہے دنیاوی زندگی سوائے دھوکے کے سامان کے“۔

14 وَمَعْنٰی ذٰلِکَ اَنَّ مَتَاعَ الْاٰخِرَةِ هُوَ الْبَاقِیْ اِلَی الْاَبَدِ، وَهُوَ خَیْرٌ مِّنْ مَتَاعِ الدُّنْیَا..

ترجمہ: اس کا معنٰی یہ ہے کہ آخرت کا فائدہ ہی رہنے والا ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے، اور وہ دنیا کے فائدے سے بہتر ہے۔

15 قَالَ تَعَالٰی! وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی..(الضحی:4/93)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ”اور آخرت تمہارے لئے پہلی زندگی سے بہتر ہے“۔

16 وَقَالَ تَعَالٰی! مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَّ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ..(النساء:77/4)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ”دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے“۔

17 اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ دَاخِلُوْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ بَعْدَ مَوْتِهِمْ ،

ترجمہ: بے شک متقین اپنی موت کے بعد باغات اور چشموں میں داخل ہونے والے ہیں۔

18 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ! اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ..(المرسلات:41/77)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ”بے شک متقین باغات اور چشموں میں ہونگے“۔

19 وَقَالَ! لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ..(الانفال:4/8)

ترجمہ: اور فرمایا! ”ان کے رب کے ہاں ان کیلئے بخشش ہے اور درجات ہیں، اور عزت والا رزق ہے“۔

20 وَاِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ وَ الْکُفَّارَ الَّذِیْنَ هُمْ مُسْتَهْزِءُوْنَ بِشَرِیْعَتِهٖ وَکِتَابِهٖ دَاخِلُوْنَ فِیْ جَهَنَّمَ وَ هُمْ خَالِدُوْنَ فِیْهَا..

ترجمہ: اور بے شک منافقین اور کفار جو اس (اللہ) کی شریعت کا اس کی کتاب (قرآن مجید) کا مذاق اڑانے والے ہیں جہنم میں داخل ہونے والے ہیں اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

21 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی! اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِیْنَ وَ الْکَافِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعًا.(النساء:140/4)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ”بے شک اللہ منافقین اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے“۔

22 وَقَالَ! اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ..(الزخرف:74/43)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اورفرمایا!”بے شک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں“

23 وَقَالَ! وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ..(الملک:6/67)

ترجمہ: اورفرمایا!”اوران لوگوں کے لئے جنہوں نے کفرکیا،جہنم کاعذاب ہے“۔

24 اِنَّ مَغْفِرَةَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ وَ اِنَّ رَحْمَتَهٗ وَاسِعَةٌ وَكَذٰلِكَ عَذَابُهٗ اَلِيْمٌ وَغَضَبُهٗ شَدِيْدٌ..

ترجمہ: بے شک اللہ کی مغفرت بہت بڑی ہے اور بے شک اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔اوراسی طرح اس کاعذاب بڑا دردناک ہے اوراس کاغضب بھی شدید ہے۔

25 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى! نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ..(الحجر:49/15)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا!”اے میرے پیارے نبیﷺ(آپﷺ) بتلادیں میرے بندوں کو کہ میں ہی بخشنے والا ہوں اور یہ کہ میرا عذاب بڑا ہی دردناک ہے“۔

26 وَقَالَ! اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ..(حٰم السجدہ:43/41)

ترجمہ: اورفرمایا!”یقیناً یقیناً تمہارا رب بخشنے والا ہے اوردردناک عذاب دینے والا ہے“۔

27 فِي الْقُرْاٰنِ دَعْوَةٌ اِلَى الْاِنْفَاقِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْمُحْتَاجِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ الْجِهَادِ..

ترجمہ: قرآن میں فقیروں پر، محتاجوں پر، اورراہ جہاد میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف دعوت ہے۔

28 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى! وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ..(الذاریات:19/51)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا!”اورتمہارے مالوں میں اورسوال کرنے والوں اورتنگ دستوں کا حق ہے“۔

29 وَقَالَ! اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ..(التغابن:15/64)

ترجمہ: اورفرمایا!”بے شک تمہارے مال اورتمہاری اولاد آزمائش ہیں اوراللہ کے پاس بڑا اجر ہے“۔

تشریحات

30 وَاِنَّ الْجِهَادَ لِاِعْلَاءِ كَلِمَةِ الْاِسْلَامِ لَهٗ فَضْلٌ كَبِيْرٌ فِي الْقُرْاٰنِ الْكَرِيْمِ وَلِلْجِهَادِ اَنْوَاعٌ كَثِيْرَةٌ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: بے شک اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے جہاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے، اور قرآن کریم میں ہے کہ جہاد کی بہت سی اقسام ہیں:

31 مِنْهَا الْجِهَادُ بِالنَّفْسِ وَالْجِهَادُ بِالْمَالِ وَالْجِهَادُ بِالْقُرْآنِ

ترجمہ: ان میں نفس کے ذریعے جہاد کرنا، اور مال کے ذریعے جہاد کرنا، اور قرآن کے ذریعے جہاد کرنا۔

32 وَ الْجِهَادُ بِالْقُرْآنِ تَعَلُّمُهُ وَ نَشْرُهُ وَ تَبْلِيغُهُ اِلَى النَّاسِ وَ الْعَمَلُ لِرَفْعِ رَايَةِ الْقُرْآنِ وَ تَطْبِيقُهُ فِي كُلِّ جَانِبٍ مِنْ جَوَانِبِ الْحَيَاةِ كَالْعِبَادَةِ وَ الْاَخْلَاقِ وَالْاِقْتِصَادِ وَ السِّيَاسَةِ وَغَيْرِهَا

ترجمہ: اور قرآن کے ذریعے جہاد کرنا اس کو سیکھنا ہے، اس کو پھیلانا اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرنا ہے، اور اس (تعلیمات) پر عمل کرنا ہے۔ قرآن کا پرچم بلند کرنے کے لئے اور اس کو زندگی کے شعبوں میں سے ہر شعبے میں نافذ کرنا ہے۔ جیسا کی عبادات اور اخلاق اور معیشت اور سیاست اور اس کے علاوہ دیگر (شعبہ جات)۔

33 فَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ الْاِسْلَامِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرَةِ

ترجمہ: تو اسلام کی راہ میں جہاد کرنا فرض ہے ہر ایمان لانے والے پر، اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور یوم آخرت کے ساتھ۔

34 فَالْحَيَاةُ الْآخِرَةُ هِيَ الْحَيَاةُ الْاَبَدِيَّةُ وَالْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَانِيَةٌ..

ترجمہ: تو اخروی زندگی ہی ابدی زندگی ہے اور دنیاوی زندگی فانی (ختم ہونے والی) ہے۔

35 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى! فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ اِلَّا قَلِيلٌ.. (التوبہ:38/9)

ترجمہ: اللہ تعالٰی نے فرمایا! ''نہیں ہے دنیوی زندگی کا فائدہ آخرت (کے مقابلے) میں مگر تھوڑا''۔

36 وَقَالَ! اِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ.. (المومن:39/40)

ترجمہ: اور فرمایا! ''بے شک آخرت ہی سکون کا گھر ہے''۔

مشق

1 اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ.. (یونس:55/10)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَ لَا کوکلمہ تنبیہ (Warning) کہتے ہیں۔ کسی کو متنبہ (Warn) آگاہ اور خبردار کرنے کیلئے استعمال ہونے والا کلمہ ہے۔ اَ لَا [آگاہ ہو جاؤ/غور سے سن لو] اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ [یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے]۔ جو وعدہ اس (اللہ) نے اپنے فرمانبرداروں، اپنے وفاداروں کے ساتھ جنت کی نعمتوں کی صورت میں کر رکھا ہے، وہ بھی سچا ہے اور جو اس نے باغیوں اپنے سرکشوں سے جہنم کی آگ کی صورت میں کر رکھا ہے، وہ بھی سچا ہے۔ جنتی اور دوزخی دونوں گروہوں کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے! [غور سے سن لو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے]۔

2 لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ○ (لقمان:26/31)

لِلّٰهِ [اللہ کیلئے ہے]۔ مَا [جو کچھ]۔ فِی السَّمٰوٰتِ [آسمانوں میں ہے]۔ وَالۡاَرۡضِ [اور زمین میں ہے]۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ [یقیناً اللہ ہی بے نیاز اور قابل حمد و ثناء ہے]۔ باقی ساری دنیا اسکی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں صرف وہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے اس لئے حمد و ثناء کا اظہار بھی صرف اسی کے سامنے کیا جانا چاہئے۔

3 اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ.. (البقرۃ:143/2)

اِنَّ بھی ہے اور آگے لَ بھی ہے۔ اسلئے دو دفعہ یقیناً یقیناً کا معنٰی پیدا ہو جائے گا۔ [یقیناً یقیناً اللہ] بِالنَّاسِ [لوگوں کے ساتھ]۔

لَرَءُوۡفٌ [شفقت کرنے والا ہے]۔ رَحِیۡمٌ [رحم کرنے والا ہے]۔ دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں رَءُوۡفٌ ہے رَأۡفَةٌ سے اور رَحِیۡمٌ ہے رَحۡمَةٌ سے۔ رَأۡفَةٌ کا معنٰی ہے کسی کو تکلیف سے نجات دلانا۔ رَحۡمَةٌ کسی کو خوشیوں سے، مہربانیوں سے، عنایتوں سے نوازنا۔ کوئی شخص بے گناہ ہے، جیل میں ہے، آپ جاتے ہیں، ضمانت کروا کے اسے ساتھ لے آتے ہیں۔ اس کو تکلیف دہ زندگی سے نجات دلانا یہ تو رَأۡفَةٌ ہے۔ گھر لاتے ہیں، اچھا کھانا کھلاتے ہیں، اچھا لباس پہناتے ہیں اور اس کی ملازمت کا بندوبست کرتے ہیں یہ رَحۡمَةٌ ہے۔ اللہ نہ تو یہ چاہتا ہے کہ وہ لوگوں کو جہنم کی آگ میں ڈالے اور نہ ہی یہ چاہتا ہے کہ وہ جنت کی نعمتوں سے محروم کرے، اس لئے کہا: اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَحِیۡمٌ۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے اللہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے بھی محفوظ کرنا چاہتا ہے اور جنت کی نعمتوں سے بھی نوازنا چاہتا ہے۔ یہ ان کی اپنی بدقسمتی / اپنی بدبختی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان نعمتوں سے محروم کر لیں۔

4 مَا خَلۡقُکُمۡ وَلَا بَعۡثُکُمۡ اِلَّا کَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ○ (لقمان:28/31)

خَلۡقٌ [پہلی دفعہ پیدا کرنا]۔ پہلی دفعہ پیدا کر کے مارنے کے بعد پھر دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے قرآن مجید میں بَعۡثٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مَا خَلۡقُکُمۡ [نہیں ہے تمہارا پہلی دفعہ پیدا کرنا]۔ وَلَا بَعۡثُکُمۡ [اور نہ ہی تمہیں دوسری دفعہ پیدا کرنا]۔ اِلَّا [مگر]۔ کَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ [ایک جان کی مانند (ایک نفس کی مانند)]۔ جس طرح اللہ کیلئے جتنا ایک جان کو پیدا کرنا اور اسے دوبارہ اٹھانا آسان ہے اسی طرح پوری کائنات کے تمام انسانوں کو پیدا کرنا اور انہیں دوبارہ اٹھانا اللہ کے لئے آسان ہے۔ اور یہ بھی نہ سمجھو کہ شاید اللہ کو تمہارا حساب و کتاب لینے میں کوئی دقت پیش آئے گی۔ فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تمہاری زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کی نگاہوں میں ہے۔اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ.. یقیناً اللہ۔ سَمِیْعٌ [سننے والا ہے]۔ بَصِیْرٌ [دیکھنے والا ہے]۔سب کچھ سن رہا سب کچھ دیکھ رہا ہے۔انسان کی زندگی کا کوئی لمحہ اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے،اس لئے حساب وکتاب میں بھی اسے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

5 **اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ O** (فاطر: 38/35)

اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض [یقیناً اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اورزمین کے غیب کو/آسمانوں اورزمین کی پوشیدہ چیزوں کو]۔جو چیز بھی آسمانوں کی ہو یا زمین کی ہو وہ نگاہوں سے اوجھل ہو اس کیلئے لفظ غَیْبُ استعمال کیا جاتا ہے۔یقیناً اللہ آسمانوں اورزمین کے غیب کا عالم ہے(جاننے والا ہے)۔عَالِمٌ [جاننے والا]۔عَلِیْمٌ [اچھی طرح جاننے والا]۔بخوبی جاننے والا اس میں شدّت کا،کثرت کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے[یقیناً وہ بخوبی اور اچھی طرح جاننے والا ہے]۔بِذَاتِ الصُّدُوْر [سینوں والی باتوں کو/سینوں میں مدفون رازوں کو]۔اللہ سے کوئی چیز اوجھل نہیں ہے۔

6 **یٰسٓ O وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ O اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ O عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ O** (یٰسٓ: 1-4/36)

یٰسٓ یہ حروف مقطعات ہیں۔حروف مقطعات کو سورتوں کے شروع میں لایا گیا ہے۔تا کہ قرآن مجید کی طرف سے دیا جانے والا وہ چیلنج بار بار یاد دلایا جا سکے کہ وہی انتیس (29) حروف جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں وہی تمہارے پاس ہیں اگر ہمت ہے توان 29 حروف کو استعمال کر کے قرآن مجید جیسی کوئی کتاب بنا کر دکھاؤ ورنہ مان لو کہ یہ اللہ رب العزت کی نازل کردہ کتاب ہے۔کسی انسانی راہنما کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اس جیسی کتاب تو درکنار اس جیسی کوئی سورت ہی تخلیق کر سکے۔ظاہر ہے اگر ساری دنیا کے ادباء،ساری دنیا کے ارباب فصاحت و بلاغت،اہل فکرودانش،ساری دنیا کے قادرالکلام اور شعراء مل کر بھی قرآن مجید کی ایک سورت جیسی سورت نہیں بنا سکتے،اس جیسا کلام ترتیب نہیں دے سکتے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پھر ایک انسان کا ذہن (ایک نبی کا ذہن) اس جیسی پوری کتاب کیسے تخلیق کر سکتا ہے۔یہ قرآن مجید کی حقانیت وصداقت کی بہت بڑی دلیل اور بہت بڑا معجزہ ہے۔اوراس معجزے کو اس چیلنج کو بار بار یاد دلانے کیلئے سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔قرآن مجید میں عربی زبان کے حروف تہجی کی تعداد 29 ہے۔اوران سورتوں کی تعداد بھی 29 ہے جن کے شروع میں حروف مقطعات لائے گئے ہیں۔اور یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں حروف مقطعات آتے ہیں عموماً ان کے بعد قرآن مجید کا ذکر ہوتا ہے۔جیسے کہ قرآن پاک میں ہے۔

الٓمّٓO ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ	یٰسٓO وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ
طٰهٰO مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی	صٓO وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ
قٓO وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ	حٰمٓO تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ

حروف مقطعات کے فوراً بعد قرآن مجید کا ذکر ہوتا ہے۔حروف مقطعات کو قرآن مجید کی حقانیت وصداقت کیلئے دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔اورقرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجید کی حقانیت وصداقت کو یہاں پیش کیا گیا ہے۔خود سرور کائنات ﷺ کی نبوت ورسالت کی حقانیت وصداقت کو ثابت کرنے کیلئے کہا یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ [حکمت بھرے قرآن کی قسم]۔اس میں کوئی طوطے اور مینا کی کہانیاں نہیں ہیں، اس میں کوئی الف لیلوی داستانیں نہیں ہیں۔قرآن کی حقانیت اور صداقت کو ثابت کرنے کے بعد قرآن نے کہا اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ [یقیناً یقیناً آپ ﷺ پیغمبروں میں سے ہیں]۔یقیناً یقیناً آپ ﷺ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوؤں میں سے ہیں۔یہ کتاب آپ ﷺ کے اپنے ذہن کی کوئی تخلیق نہیں ہے۔کتنا سادہ سا انداز ہے قرآن مجید کی حقانیت کو ثابت کرنے کا بھی اور خود نبی آخر الزماں کی نبوت ورسالت کو ثابت کرنے کا بھی۔قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے، نہیں مانتے ہو تو اس جیسی کتاب بنا کر دکھاؤ، نہیں بنا سکتے ہو تو مان لو کہ یہ کتاب اللہ کی نازل کردہ ہے۔اور جب یہ مان لو گے کہ یہ اللہ کی نازل کردہ ہے تو جس پر نازل ہوئی ہے ظاہر ہے وہ اللہ کا پیغمبر ہی ہوگا۔سادہ سی دو دلیلیں ہیں قرآن مجید کی حقانیت کو ثابت کرنے کی بھی اور سرور کائنات ﷺ کی نبوت کو ثابت کرنے کی بھی۔اور آگے فرمایا: عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ [سیدھے راستے پر ہیں]۔اس وقت صرف آپ ﷺ ہی ہیں جو شاہراہ ہدایت پر ہیں اور آپ ﷺ ہی کے پیچھے چل کر، آپ ﷺ ہی کی اتباع کر کے منزل مقصود کو حاصل کیا جا سکتا ہے، باقی سب ادیان باطل ہیں جو سیدھی راہ کو گم کر چکے ہیں۔صرف آپ ﷺ ہی ہیں جو شاہراہ ہدایت پر گامزن ہیں جن کی اتباع منزل مقصود تک پہنچا سکتی ہے۔

7 وَ فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ.. (الذاریٰت:22/51)۔وَ فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ [اور آسمان میں ہے تمہارا رزق]۔بددیانتی (Corruption) اور رشوت میں نہیں بلکہ وَ فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ [آسمان میں ہے تمہارا رزق]۔وَمَا تُوْعَدُوْنَ [اور وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے]۔

8 وَفِی الْاَرْضِ آیَاتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ (الذاریٰت:20/51).. وَفِی الْاَرْضِ آیَاتٌ [اور زمین میں آیات، نشانیاں ہیں]۔اللہ کی معرفت اور کبریائی کی دلیلیں ہیں۔لِّلْمُوْقِنِیْنَ [یقین کرنے والوں کیلئے]۔یہ زمین معجزات سے بھری ہوئی ہے، اللہ کی کبریائی کی دلیلوں سے بھری ہوئی ہے، بس یقین کرنے والی آنکھوں اور دل ودماغ کی ضرورت ہے۔

مندرجہ ذیل احادیث کا اردو ترجمہ کریں۔اور جملوں میں مبتدا اور خبر کو الگ الگ کریں۔

مشق

www.KitaboSunnat.com

1 اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ اَخِیْہِ الْمُؤْمِنُ.. اَلْمُؤْمِنُ [مومن]۔مِرْآۃُ [آئینہ]۔اَخِیْہِ اس کے بھائی کی بجائے ترجمہ کریں گے [اپنے بھائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا] بامحاورہ ترجمہ: [مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے]۔یعنی مومن تنقید کی نیت سے نہیں بلکہ اصلاح کی نیت سے اپنے بھائی کو اس کے عیوب سے مطلع کرتا رہتا ہے۔

2 اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ [مسلمان مسلمان کا بھائی ہے]۔

3 اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ ۔اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ [طاقت ور مومن]۔خَیْرٌ [بہتر ہے]۔ مِّنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ [کمزور مومن سے]۔یہاں ایمان کی قوت بھی مراد ہے اور جسم کی قوت بھی۔وہ مومن جو دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکارنے کی جرأت رکھتا ہو اس مومن سے بہتر ہے جو اس کے سامنے بزدلی کا مظاہرہ کرنے والا ہو۔ظاہر ہے قرآن مجید کی آیت اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ (الفتح :29/48) کی رو سے قوت وطاقت کا اظہار اللہ اور اس کے رسول کے دشمن کے سامنے ہی کیا جائے گا۔تو فرمایا! جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن کے سامنے قوت وطاقت کا اظہار کرنے والا مومن ہو فن حرب (جنگجوئی) سے آشنا ہو وہ مومن بہتر ہے اس سے جو یہ صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا گیا کہ [سب مومن (ایک دوسرے کے ساتھ) آپس میں رحم کرنے والے ہیں]۔یعنی یہ بات بھی ان کی قوت اور کافروں پر رعب کی مظہر ہے۔

4 اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ [نماز مومن کی معراج ہے]۔معراج کا مطلب ہے مومن کے اوپر جانے کا ذریعہ۔اس کے عروج کا ذریعہ مطلب یہ کہ جب مومن نماز میں ہوتا ہے تو اس کی روح اللہ رب العزت سے وابستہ ہو جاتی ہے۔سکون اور اطمینان حاصل کرتی ہے۔یہی وجہ ہے نبی آخرالزماں ﷺ بلالؓ سے کہا کرتے تھے۔بلال! اذان دو تا کہ ہم نماز پڑھیں اور ہمیں سکون حاصل ہو۔اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔اس لئے کہا نماز مومن کی روح کو اللہ کے ساتھ وابستہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

5 اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ [روزہ ڈھال ہے]۔جو قیامت کی ہولناکیوں کے سامنے ڈھال بن کر سامنے آئے گا۔

6 کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ [ہر نشہ آور چیز حرام ہے]۔کُلُّ کا لفظ مضاف بن کر استعمال ہوتا ہے یہی وجہ ہے اس کے بعد آنے والا اسم مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ کُلُّ مُسْکِرٌ کی بجائے کُلُّ مُسْکِرٍ کہا گیا۔

7 اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَۃٌ لِلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِّلرَّبِّ ۔ مَطْهَرَۃٌ [پاکیزگی]۔لِلْفَمِ [منہ کیلئے]۔مَرْضَاۃٌ [خوشی ہے]۔لِلرَّبِّ [رب کیلئے]۔مطلب ہے کہ مسواک کرنے سے منہ پاک صاف ہو جاتا ہے اور رب راضی ہو جاتا ہے۔لِلْفَمِ اصل میں ہے [لِ+ اَلْفَمِ] اور لِلرَّبِّ ہے (لِ+اَلرَّبِّ)۔

8 سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ وَ قِتَالُهٗ کُفْرٌ۔ سِبٌّ [گالی دینا] سِبَابُ الْمُؤْمِنِ [مومن کو گالی دینا]۔فُسُوْقٌ [نافرمانی] فسق سے لفظ فسوق ہے۔وَ قِتَالُهٗ کُفْرٌ [اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے]۔قَتْلُهٗ ہوتا تو معنٰی کرتے [اسے قتل کرنا] لیکن یہ قِتَالٌ ہے۔قَتْلٌ اور قِتَالٌ میں کیا فرق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟۔قَتْلٌ [قتل کرنا] اور قِتَالٌ مسلح جدوجہد کرنا، ہتھیار اٹھانا، (لڑائی کرنا)۔کُفْرٌ [کفر ہے]۔ حدیث میں اس قدر احتیاط کی تاکید کی گئی ہے کہ اگر کسی کو چھری بھی پکڑانی ہو تو اس کا رخ اپنی طرف کر لیا جائے اس کی طرف نہ کیا جائے تا کہ اسلحہ اُٹھانے والے کے ساتھ مشابہت بھی نہ ہو۔

9 **اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ** [محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے]۔راہبوں نے رہبانیت میں عقیدہ وضع کر رکھا تھا کہ ترک دنیا، ترک معاش، صحراؤں بیابانوں، ویرانوں اور جنگلوں کا رخ کرنا، وہاں جا کے ڈیرے ڈال لینا یہ اللہ کے دوست ہونے اور اللہ کے مقرب ہونے کی علامت ہے۔سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: نہیں جو دنیا میں رہ کر کمائی کرتا ہے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، محنت کرنے والا کسب معاش کرنے والا اللہ کا دوست ہے صحراؤں اور جنگلوں کا رخ کر لینا یہ تو آسان ترین راستہ ہے۔، یہ تو راحت طلبی ہے، یہ تو آرام دہ زندگی ہے ایسا کرنے والا اللہ کا مقرب اور ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔سرور کائنات ﷺ نے دوٹوک انداز میں فرمایا اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ جو دنیا میں رہتے ہوئے کسب معاش کی پریشانیوں اور آزمائشوں سے گزرتا ہے ان کا سامنا کرتا ہے وہ اللہ کا دوست ہے۔اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر دوسروں کے نذرانوں کا انتظار کرنے والا نہیں۔

10 **خَيْرُ كُمْ خَيْرُ كُمْ لِاَ هْلِهٖ وَ اَنَا خَيْرُ كُمْ لِاَ هْلِيْ**۔خَيْرُ كُمْ خَيْرُ كُمْ لِاَ هْلِهٖ جملہ اسمیہ ہے، پہلا خَيْرُ كُمْ مبتدا ہے اور دوسرا خَيْرُ كُمْ خبر ہے۔معنٰی کریں گے: خَيْرُ كُمْ [تم میں سے بہتر ہے]۔آگے خبر دی جا رہی ہے۔خَيْرُ كُمْ لِاَ هْلِهٖ [جو تم میں سے بہتر ہو اپنے بیوی بچوں کیلئے]۔لِاَ هْلِهٖ کا تجزیہ کریں گے (لِ [لئے] + اَهْلِ [گھر والے، بیوی بچے] + ہٗ [اسکے یا اپنے])۔[تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے بہتر ہو اپنے گھر والوں کیلئے اپنے بیوی بچوں کیلئے] وَ [اور] اَنَا [میں] خَيْرُ كُمْ [تم میں سے بہتر ہوں] لِاَ هْلِيْ [اپنے گھر والوں کیلئے]۔دفتر میں بیٹھ کر تو انسان بڑا خندہ پیشانی سے سب کا سامنا کرتا ہے سب کا استقبال کرتا ہے، مسکراہٹیں بکھیرتا ہے کہ یہ اس کی کاروباری مجبوری ہوتی ہے۔یہ اس کی ملازمت کی مجبوری ہوتی ہے۔لیکن گھر کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اس کے ماتھے پر شکن نمودار ہو جائیں تو یہ خوش اخلاقی، خوش مزاجی کی علامت نہیں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو پیش فرمایا کہ میں تم میں سے بہتر ہوں اپنے گھر والوں اپنی ازواج مطہرات اور بچوں کیلئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثالث عشر — فعل اور جملہ فعلیہ کی ''بناوٹ'' — سبق نمبر 13

تعریف: ایسا جملہ (مرکب تام) جس کا آغاز کسی فعل سے ہو جملہ فعلیہ کہلاتا ہے۔

مرکب
ناقص — تام (جملہ)
جملہ اسمیہ — **جملہ فعلیہ**

(جملہ اسمیہ کے بارے میں سبق نمبر 9 میں پڑھ چکے ہیں)

فعل: وہ لفظ جس میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کا پتہ چلے اور اس کام کے ہونے کا تعلق کسی نہ کسی زمانے (ماضی، حال یا مستقبل) سے بھی ہو فعل کہلاتا ہے۔

فعل کی ساخت یا بناوٹ: عربی زبان کے انتیس 29 حروف تہجی ہیں ان میں سے کوئی سے تین حروف اکٹھے ہوتے ہیں اور ان تین حرفوں کا ایک گروپ بنتا ہے جسے **فعل کا مادہ** کہتے ہیں (مادہ وہ مواد (Raw material) ہے جس سے فعل بنتا ہے)۔ تین حرفوں کے گروپ کو فعل کی دنیا کے اندر لانے کیلئے کسی نہ کسی دروازے سے گزارا جاتا ہے اور دروازے میں ایک سانچہ یا ڈائی لگی ہوتی ہے۔
فعل کس طرح سے معرض وجود میں آتا ہے یہ سمجھنے کے لئے چند لمحات کیلئے کسی بیکری میں چلتے ہیں جہاں بیکری کی مصنوعات تیار ہوتی ہیں۔ سب سے

(1) مادہ (Root) کی تعریف	(2) وزن (Die) کی تعریف	(3) صیغہ (Form) کی تعریف
وہ مواد (Raw material) جس سے فعل وجود میں آتا ہے۔ جو عموماً تین (3) حروف پر مشتمل ہوتا ہے۔	وہ سانچہ جس میں مادہ (Raw material) رکھا جاتا ہے۔ وزن/سانچہ کے لئے عموماً (ف ع ل) کو استعمال کیا جاتا ہے	فعل سے متعلقہ لفظ کی وہ مستعمل شکل (Applied Form) جو مادہ (Raw material) کو مقررہ وزن (Die) (ڈائی) سانچے میں ڈالنے کے بعد بنتی ہے۔

نوٹ: (مادے اور ان کے وزن عربوں نے خود مقرر کئے ہیں)

پہلے وہاں جس چیز سے واسطہ پیش آتا ہے وہ خمیر ہے (وہ مواد/Raw material) جس سے بیکری کی مصنوعات تیار ہوتی ہیں۔ اسی طرح وہاں کچھ دھات کے بنے ہوئے سانچوں/ڈائیوں اور جو بیکری کی تیار مصنوعات کیک پیسٹری، ڈبل روٹی وغیرہ سے واسطہ پڑتا ہے۔

1. بیکری کی مصنوعات تیاری کے جن مراحل سے گزرتی ہیں ان میں سے سب سے پہلے نمبر پر مواد/خمیر/خام مال (Raw material) ہے۔
2. دوسرے نمبر پر کوئی سانچہ (Die) جس میں اس خام مال کو ڈالا جاتا ہے تاکہ کوئی شکل (Shape) دی جا سکے۔ {سانچہ (Die) کو پیمانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Measurement) بھی کہہ سکتے ہیں}۔ کسی سانچے میں، کسی ڈائی میں اتنا ہی مواد ڈالا جاسکتا ہے جتنی اس میں گنجائش ہوتی ہے۔ ایک قسم کا وہ بھی پیمانہ ہی ہوتا ہے اس لئے ڈائی کو سانچہ یا **وزن** کہتے ہیں۔ جو شکل اس ڈائی میں سے گزرنے کے بعد بنتی ہے اس کو **تیار مال** کہتے ہیں۔

3 اور تیسرے نمبر پر سانچے سے گذر کر وہ آخری شکل (Final Sahpe) تیار مال جو ناشتے کی میز پر استعمال کیا جاتا ہے۔

عربی زبان کی اصطلاح میں ان تینوں مراحل (Stages) کو ایسے کہیں گے۔

(i) پہلی چیز خام مال جسے عربی زبان میں **مادہ** کہتے ہیں۔

(ii) دوسری سانچہ یا ڈائی جسے عربی زبان میں **وزن** کہا جاتا ہے۔ جس میں کوئی مواد (Raw material) شکل (Shape) دینے کیلئے ڈالا جاتا ہے۔

(iii) تیسری آخری شکل (Final shape) جو عربی زبان میں **صیغہ** کہلاتی ہے۔

کسی زبان کا خام مال (Raw material) اس زبان کے حروف تہجی (Alphabats) ہوتے ہیں۔ عربی زبان کا خام مال ہے [ا، ب، ت، ث۔ ل، ء، ی، وغیرہ]۔ عربی زبان کے 29 حروف تہجی ہیں ان میں سے کوئی سے تین حروف اکٹھے ہوتے ہیں تین حرفوں کا ایک گروپ بنتا ہے۔ { تین کیوں تین سے کم کیوں نہیں؟ اس لئے کہ فعل میں تین حروف ہوتے ہیں (ف ع ل) اگر ف کو ہٹا دیں تو [عل] رہ جائے گا ع کو نکال دیں تو [فل] رہ جائے گا۔ ل کو نکال دیں تو [فع] رہ جائے گا}۔ تین حرفوں کا ایک گروپ فعل کا مادہ (Raw material) کہلاتا ہے۔ **مثال کے طور پر**: (ن ص ر) یہ تین حروف اکٹھے ہوئے اس کا ایک گروپ بنا اس کو فعل کا مواد/خام مال یعنی **مادہ** کہیں گے۔ تین حرفوں کے گروپ کو فعل کی دنیا کے اندر لانے کیلئے کسی نہ کسی دروازے سے گزارا جاتا ہے اور دروازے میں ایک وزن سانچہ یا ڈائی لگی ہوتی ہے۔ جب تین حرفوں کا وہ گروپ اس ڈائی میں سے گزر کر فعل کی دنیا میں آتا ہے تو اس کی ایک شکل بن جاتی ہے۔

فعل کو معرض وجود میں لانے کیلئے مطوبہ اشیاء

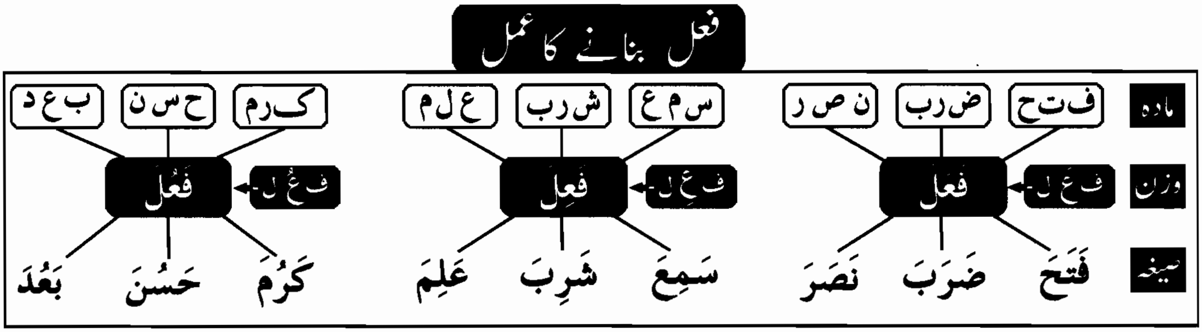

1 تین حروف [مادہ] اور 2 فعل کے سانچے / ڈائیاں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل کی ڈائیاں تین حروف کے مادے/وزن [ف ع ل] سے بنتی ہیں۔فعل کی تین ڈائیاں یا تین اوزان فَعَلَ، فَعِلَ اور فَعُلَ ہیں۔

فَعَلَ ایک سانچہ ہے ایک ڈائی ایک وزن ہے جس میں تین حروف کا ایک مادہ [ن ص ر] کو ڈالنا ہے۔سانچے/ڈائی سے گذرنے کے بعد مادہ کی وہی نوک پلک بن جاتی ہے جو نوک پلک ڈائی کی ہوتی ہے۔کسی سانچے کے اگر تین کونے ہوں گے تو اس سانچے سے جو چیز گزاری جائے گی اس کے بھی تین کونے بن جائیں گے۔جس طرح کا سانچہ ہوگا اسی طرح کا بسکٹ تیار ہوگا۔فعل کی نوک پلک اس کی حرکات ہیں۔جو نوک پلک فَعَلَ کی ہے وہی نوک پلک [ن ص ر] کی بن جائے گی۔لہذا [ن ص ر] کو فَعَلَ کی ڈائی سے گزانے کے بعد جو شکل بنے گی وہ نَصَرَ ہے۔جو کہ آخری شکل ہے جو ڈائی میں ڈھل کر تیار ہوئی ہے۔ڈھل کر تیار ہونے والی چیز کو عربی زبان میں صیغہ کہتے ہیں۔نَصَرَ کو فعل کا پہلا صیغہ کہیں گے۔صیغہ جو آخری شکل ہوتی ہے وہی قابل استعمال ہوتی ہے۔[ن ص ر] خام مال ہے اس کا کوئی معنٰی نہیں ہے۔کوئی ساری زندگی [ن ص ر] کہتا رہے کسی کو کچھ سمجھ نہیں آئے گی، جب تک کہ [ن ص ر] کو فعل کی ڈائی میں سے گزار کر نَصَرَ کی شکل نہ دی جائے۔

ایک فعل نَصَرَ بنایا جس کا وزن فَعَلَ ہے۔تینوں حرفوں کے اوپر زبر [ـَ] ہے۔بعض اوقات کوئی فعل فَعِلَ کے وزن پر بھی آتا ہے (فَعِلَ کی ڈائی میں سے گزر کر استعمال ہوتا ہے)۔اسی طرح فَعُلَ کی بھی ڈائی ہے۔اس ڈائی سے [ف ع ل] گزر کر فَعُلَ بنا ہے۔اگر تین حرفوں کے ایک مادے/گروپ [ش ر ب] کو فَعِلَ کی ڈائی میں سے گزار کر فعل کی دنیا میں لایا جائے تو شکل شَرِبَ بنے گی۔تین حرفوں کے ایک مادے/گروپ [ض ع ف] کو فَعُلَ کی ڈائی میں سے گزارا جائے تو شکل ضَعُفَ بنے گی۔

اس بات کو سمجھنے کیلئے تین مثالوں پر غور کیجئے۔ پڑھا، پیا اور سُنا { تینوں فعل ہیں جس میں کسی کام کا ذکر ہو اس کو فعل (Verb) کہتے ہیں}۔ پڑھا زبان کا کام ہے۔ پیا یہ ہونٹوں کا کام ہے۔سُنا یہ کانوں کا کام ہے۔پڑھا کے شروع میں زبر [ـَ] ہے۔پیا کے شروع میں زیر [ـِ] ہے۔سُنا کے شروع میں پیش [ـُ] ہے۔اگر کہا جائے 'خالد نے پانی پیا' اور کوئی شخص اپنے آپ کو الجھن میں مبتلا کر کے فلسفیوں کی طرح سوچنا شروع کردے کہ یہ پیا کی بجائے پَیا کیوں نہیں ہے یا پُیا کیوں نہیں کہا جا سکتا ہے؟ زبان کو ترتیب دیتے وقت ماہرین صوتیات یعنی آوازوں کے ماہرین کا بڑا کردار ہوتا ہے۔لفظوں کی ادائیگی، لفظوں کا وزن، لفظوں کا ردھم، ماہرین متعین کرتے ہیں۔ایک لفظ دَروازہ ہے اس کو ہم دِروازہ یا دُروازہ نہیں کہہ سکتے کیوں کہ ہمیں اس لفظ میں تبدیلی یا ترمیم کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ہمیں تبدیلی یا ترمیم کا اختیار ہوتا جب ہم اس وقت موجود ہوتے جب اردو زبان تشکیل پا رہی تھی، معرض وجود میں آ رہی تھی، ترتیب دی جا رہی تھی۔اب جبکہ زبان بن چکی ہے ہم مجبور ہیں ان الفاظ کو اسی طرح ادا کرنے پر جس طرح کہ ادا کیے جا چکے ہیں۔ہم نے صرف مطابقت (Follow) کرنا ہے، نہ ہمیں اعتراض کرنے کا حق ہے اور نہ تبدیلی یا ترمیم کرنے کا کوئی اختیار ہے۔اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اسی الجھن میں ڈالے رکھے کہ یہ شَرِبَ کی بجائے شُرِبَ کیوں نہیں تو وہ عربی زبان نہیں سیکھ سکتا۔اگر کوئی فلسفیوں کی طرح سوچنا شروع کردے کہ خالد نے قرآن سُنا، سِنا کیوں نہیں یا سَنا کیوں نہیں۔ظاہر ہے وہ اردو زبان نہیں سیکھ سکے گا اسی الجھن میں رہے گا۔اردو زبان میں زیر [ـِ] زبر [ـَ] پیش [ـُ]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تبدیلی شروع میں ہوتی ہے اور عربی زبان میں درمیان میں ہوتی ہے۔ یعنی آخری سے پہلے حرف (Second Last) پر یا کہہ لیں [عین کلمہ] پر حرکات کی تبدیلی ہوتی ہے۔

ماہرین صوتیات، آوازوں کے ماہرین کو جس لفظ کی جو ادائیگی اچھی لگی انہوں نے اس کو چن (Choose) لیا / پسند کر لیا۔ اگر کوئی دَروازہ بند کرو کی بجائے کہے دِروازہ بند کرو تو سننے والے کو سمجھ تو آ جائے گی کہ کہنے والا کیا کہنا چاہتا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات کی بھی سمجھ آ جائے گی کہ جناب کو اُردو زبان نہیں آتی، اردو زبان پر گرفت مضبوط نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص شَرِبَ کو شَرَبَ کہتا ہے، سننے والے کو سمجھ تو آ جائے گی جناب کیا چاہتے ہیں لیکن ساتھ ہی اس بات کی بھی سمجھ آ جائے گی کہ جناب نے ویسے ہی جُبہ شُبہ پہن رکھا ہے ان کو عربی زبان نہیں آتی۔ اگر ان کو عربی آتی ہوتی تو یہ شَرَبَ نہ کہتے بلکہ شَرِبَ کہتے کسی نے پوچھا تھا کہ اگر شَرِبَ کی بجائے شَرَبَ کہہ دیا جائے پھر کیا معنٰی ہوگا؟ تو اس نے کہا پھر اس کا معنٰی ہوگا اس نے پیا کی بجائے میں نے پیا۔ ظاہر ہے سمجھ تو آ ہی جائے گا لیکن اس لفظ کی ادائیگی غلط ہوگی۔

نَصَرَ، شَرِبَ، ضَعُفَ، تینوں فعلوں پر غور کیجئے۔ نَصَرَ میں درمیان والے حرف پر زبر [ـَ] ہے شَرِبَ میں زیر [ـِ] ہے اور ضَعُفَ میں پیش [ـُ] ہے۔ لہذا عربی زبان میں کسی فعل میں درمیان والے حرف پر زبر [ـَ] ہوگی، کسی فعل میں زیر [ـِ] ہوگی اور کسی فعل کے درمیانی حرف پر پیش [ـُ] ہوگی۔ بالکل اسی طرح جیسے اردو زبان میں کچھ فعلوں کا آغاز زبر [ـَ] سے ہوتا ہے کچھ کا زیر [ـِ] سے اور کچھ کا پیش [ـُ] سے۔

باہر کھلا میدان ہے، تین ہی دروازے ہیں، تینوں دروازوں میں ان کی اپنی الگ الگ ڈائیاں لگی ہوئی ہیں۔ تین تین حرفوں کے گروپ بنتے ہیں اور اس دروازے سے گزر کر وہ فعل کی دنیا میں آ رہے ہیں۔

مثلاً

ع فَعَلَ واحد مذکر غائب	
فَتَحَ	(اس ایک مذکر نے) کھولا
ضَرَبَ	(اس ایک مذکر نے) مارا
نَصَرَ	(اس ایک مذکر نے) مدد کی

ع فَعِلَ واحد مذکر غائب	
سَمِعَ	(اس ایک مذکر نے) سنا
شَرِبَ	(اس ایک مذکر نے) پیا
عَلِمَ	(اس ایک مذکر نے) جانا

ع فَعُلَ واحد مذکر غائب	
كَرُمَ	(وہ ایک مذکر) معزز ہوا
حَسُنَ	(وہ ایک مذکر) اچھا ہوا
بَعُدَ	(وہ ایک مذکر) دُور ہوا

دروازہ نمبر ① فَعَلَ کی ڈائی لگی ہے۔ **دروازہ نمبر ②** فَعِلَ کی ڈائی لگی ہے۔ **دروازہ نمبر ③** فَعُلَ کی ڈائی لگی ہے۔

جس طرح کی ڈائی ہوگی اس طرح کی اس مادے کی شکل بن جائے گی۔

مزید مثالیں

پہلے دروازے کا وزن/ڈائی فَعَلَ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[ن ص ر] ، [ض ر ب] ، [ف ت ح] ۔تین تین حرفوں کے یہ گروپ ہیں انہوں نے دروازے میں سے گزر کر فعل کی دنیا میں آنا ہے۔

[ن ص ر] فَعَلَ کی ڈائی میں سے جب گزر کر فعل کی دنیا میں اندر آیا تو شکل بنی نَصَرَ۔

[ض ر ب] فَعَلَ کی ڈائی سے گزر کر فعل کی دنیا میں آیا تو شکل بنی ضَرَبَ۔

اسی طرح [ف ت ح] سے شکل بنی فَتَحَ ۔

عربی زبان کی گرامر کے علاوہ دنیا جہان کی کسی اور زبان میں فعل کو معرض وجود میں لانے کا اس قدر سائنسی (Scientific) یا منظم (Systematic) طریقہ نہیں ہے۔کوئی سے تین حروف اکٹھے ہوتے ہیں، ان کا ایک گروپ بنتا ہے، وہ کسی سانچے میں سے کسی ڈائی میں سے گزر کر فعل کی دنیا میں آتے ہیں۔یوں فعل کی دنیا معرض وجود میں آتی چلی جاتی ہے۔

دوسرے دروازے میں جو ڈائی جو سانچہ فٹ ہے وہ **فَعِلَ** ہے۔شروع میں زبر [ـَ] درمیان میں زیر [ـِ] اور آخر میں پھر زبر [ـَ]۔چنانچہ اس دروازے میں سے جو بھی مادے گزر کر آئیں گے ان کے درمیان والے حرف کے نیچے زیر [ـِ] آ جائے گی۔[س م ع] سے سَمِعَ بن جائے گا اور [ش ر ب] سے شَرِبَ اور [ع ل م] سے عَلِمَ بن جائے گا۔

تیسرے دروازے کی ڈائی **فَعُلَ** ہے۔اس وزن اس ڈائی پر [ض ع ف] کی شکل ضَعُفَ، [ک ر م] کی شکل کَرُمَ اور [ث ق ل] سے شکل ثَقُلَ بنے گی۔اردو کے افعال میں حرکات کی تبدیلی شروع میں ہوتی ہے۔عربی کے افعال میں حرکات کی تبدیلی درمیان میں ہوتی ہے

فَعَلَ فَعِلَ فَعُلَ یہ تینوں اوزان **فعلِ ماضی** کے ہیں اور ہر وزن **فعل ماضی** کا پہلہ صیغہ ہوتا ہے۔

فعل ماضی (Past Tense Verb)

تعریف: ایسا فعل جس میں کام کرنے یا ہونے کا زمانہ **ماضی** (Past) سے تعلق ہو **فعل ماضی** کہلاتا ہے (ایسا فعل جس میں گزرے ہوئے زمانے کا ذکر ہو یعنی جو یہ بتائے کہ کام پچھلے زمانے میں ہو چکا ہے)۔

فَعَلَ فَعِلَ فَعُلَ یہ تین ڈائیاں ہیں، تین سانچے ہیں اور یہ تینوں فعل ماضی کے ہیں (ہر فعل جو یہ بتاتا ہے کہ کام ہو چکا ہے)۔فعل ماضی تین اوزان میں استعمال ہوتا ہے یعنی تین طرح کی ادائیگیاں، تین طرح کا تلفظ **فَعَلَ** یا **فَعِلَ** یا **فَعُلَ** ہوتا ہے۔کوئی شخص کسی کو مار چکا ہو اس کے لئے عربی زبان میں کہیں گے ضَرَبَ [اس نے مارا]۔کوئی شخص کسی کی بات سن چکا ہو تو کہیں گے سَمِعَ [اس نے سنا]۔کوئی شخص کچھ پی چکا ہو تب کہیں گے شَرِبَ [اس نے پیا]۔یہ سب فعل گزرے ہوئے زمانے کے کام کی بات کرتے ہیں، یہ بتاتے ہیں کہ کام ہو چکا ہے، اس لئے ان افعال کو **فعل ماضی** کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَعَلَ کے وزن پر مثالیں

فَتَحَ [اس نے کھولا]۔ جب کوئی دروازہ کھول کر جا چکا ہو پھر فَتَحَ کہیں گے۔

ضَرَبَ [اس نے مارا]۔

نَصَرَ [اس نے مدد کی]۔ اللہ رب العزت میدان بدر میں مسلمانوں کی مدد کر چکا تھا تب فرمایا: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ ..(آل عمران :123/3)[اور بے شک (یقیناً یقیناً) اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی حالانکہ تم (اس وقت) بہت کمزور تھے۔ لہذا اللہ سے ڈرو، تاکہ تم شکر ادا کر سکو (اس کے اُس احسان کا)]۔ نَصَرَ [اس نے مدد کی]۔ كُمْ [تمہاری]۔

فَعِلَ کے وزن پر مثالیں

سَمِعَ [اس نے سنا]۔

شَرِبَ [اس نے پیا]۔

عَلِمَ [اس نے جانا]۔

فَعُلَ کے وزن پر مثالیں

كَرُمَ [وہ معزز ہوا]۔ کوئی شخص نیکی کا کام کر کے صاحب عزت واحترام ہو گیا ہو، عزت والا بن گیا ہو تو اس کیلئے کہیں گے۔ (كَرُمَ)، كَرُمَ فُلَانٌ [فلاں شخص معزز ہوا]۔

حَسُنَ [وہ اچھا ہوا]۔ مریض کی طبیعت سنبھل جائے وہ اچھا ہو جائے تو کہتے ہیں حَسُنَ الْمَرِيْضُ [مریض اچھا ہو گیا]۔ یعنی اسکی حالت سنبھل گئی

بَعُدَ [وہ دور ہوا]۔

فاعل (کام کرنے والے) کی اہمیت

کوئی بھی فعل کسی کام کرنے والے کے بغیر معرض وجود میں نہیں آسکتا {یہ بات منطق (Logic) کے عین مطابق ہے}۔ کوئی مارنے والا ہو گا تو ضَرَبَ کا فعل معرض وجود میں آئے گا۔ کوئی سننے والا ہو گا تو سَمِعَ کا فعل معرض وجود میں آئے گا۔ کوئی مدد کرنے والا ہو گا تو نَصَرَ کا فعل معرض وجود میں آسکے گا۔ ایسا ممکن نہیں کہ مارنے والا کوئی نہ ہو اور ضَرَبَ کا فعل از خود معرض وجود میں آجائے۔ عربی گرامر کی اصطلاح میں اس قاعدے کو اس طرح ادا کرتے ہیں۔ فاعل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بغیر کوئی فعل نہیں ہوتا (ہر فعل کا فاعل لازماً ہوتا ہے)۔

امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ کسی دہریئے (بے دین / جو اللہ کو نہیں مانتے) کا مناظرہ ہونا تھا۔ تاریخ طے ہوگئی۔ مقررہ تاریخ کو مسلمان بھی میدان میں جمع ہوگئے اور دہریئے بھی جمع ہوگئے۔ دہریوں کا مناظر آگیا۔ امام صاحب وقت مقررہ پر نہ پہنچے اس نے شور ڈال دیا دیکھو بھاگ گئے۔ کچھ دیر بعد امام صاحب تشریف لے آئے۔ اس دہریئے نے کہا میں تو آپ سے مناظرہ نہیں کروں گا، آپ تو وعدہ خلاف ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ فرمانے لگے دیکھو! میرا عذر سن لو، اگر میرا عذر معقول ہوا تو مان لینا ورنہ جو جی میں آئے سو کر لینا۔ امام صاحب کھڑے ہوئے کہنے لگے اصل بات یہ ہے میں نے جہاں سے آنا تھا درمیان میں ایک دریا ہے، میں تو صبح ہی پہنچ گیا تھا لیکن اتفاق سے کوئی کشتی وہاں نہیں تھی۔ میں کشتی کے انتظار میں کھڑا ہوگیا۔ دیر تک کھڑا رہا۔ مایوس ہو کر ابھی واپس جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ دیکھتا ہوں دریا کے دوسرے کنارے پر ایک درخت خود بخود کٹا۔ خود بخود اس کے تختے بنے۔ خود بخود اس سے ایک کشتی بنی، وہ کشتی دریا عبور کر کے میرے پاس چل کر آئی، میں اس پر بیٹھا اور آ گیا، ظاہر ہے کچھ دیر تو لگنی ہی تھی۔ مدمقابل مناظر نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ امام صاحب کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے اگر ایک کشتی خود بخود معرض وجود میں نہیں آسکتی تو اتنا وسیع آسمان اور اتنی کھلی زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے وہ خود بخود کیسے معرض وجود میں آگیا۔ اسی پر بات ختم ہوگئی امام صاحب نے مناظرہ جیت لیا۔

لہذا کوئی بھی فعل اس وقت تک معرض وجود میں نہیں آتا، جب تک اس کا فاعل یعنی کرنے والا موجود نہ ہو۔ اس لئے کوئی بھی فعل فاعل کے بغیر نہیں ہوتا یا یوں کہہ لیں ہر فعل کا فاعل لازماً ہوتا ہے۔ اردو زبان اور انگریزی زبان میں ضمائر (Pronouns) وہ مذکر He اور وہ مونث She وغیرہ فعل (Verb) کیساتھ شامل ہوتے ہیں۔ **مثلاً**: وہ گیا تو کہیں گے He went اسی طرح اردو زبان میں بھی وہ گیا کہیں گے۔ وہ ضمیر ہے جب تک اس کو استعمال نہیں کریں گے بات واضح نہیں ہوگی۔ لیکن عربی زبان میں وہ یا He کا مفہوم فعل کے اندر ہی پوشیدہ ہوتا ہے / چھپا ہوا ہوتا ہے۔ ضمیر کو ضمیر اس لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ فعل کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے۔ **مثال کے طور پر**: ضَرَبَ (اُس نے مارا)۔ نَصَرَ (اس نے مدد کی)۔ اسی طرح ذَهَبَ (وہ گیا)۔ جَلَسَ (وہ بیٹھا)۔ لہذا وہ کا مفہوم فعل کے لفظ کے اندر ضمیر کی شکل میں پوشیدہ ہے۔ اوپر دیئے گئے ترجموں اس نے مارا، اس نے مدد کی، وہ گیا، میں [اس] اور [وہ] وغیرہ ضمیریں ہیں۔

فعل کے قوائد

❶ فعل کے لئے فاعل کی ضرورت:۔ کوئی بھی فعل، فاعل (Subject) کے بغیر نہیں ہوتا (ہر فعل کا فاعل لازماً ہوتا ہے)۔

❷ فاعل کی اشکال:۔ ⓘ فاعل کبھی اسم ضمیر (Pronoun) کی صورت میں فعل کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔ **مثلاً**: [وہ گیا] کا عربی ترجمہ ذَهَبَ ہے۔ وہ گیا میں [وہ] جو ضمیر Pronoun ہے فاعل ہے۔ یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ii) فاعل کبھی اسم ظاہر (Noun) کی صورت میں جملے میں مذکور ہوتا ہے۔لڑکا گیا ذَهَبَ الْوَلَدُ میں فاعل [لڑکا] ہے جو اسم ظاہر (Noun) ہے۔ کیونکہ یہاں [وہ] کے بجائے فاعل کا نام [لڑکا] کہا گیا ہے۔

3 **فعل میں ضمیر کی موجودگی:**۔عربی زبان میں ضمیر (Pronoun) کا مفہوم فعل کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔

4 **مَا (نافیہ) کا عمل:**۔فعل ماضی سے پہلے [مَا] لگا دینے سے نفی کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ذَهَبَ [وہ گیا]۔مَا ذَهَبَ [وہ نہیں گیا]۔جَلَسَ [وہ بیٹھا]۔مَا جَلَسَ [وہ نہیں بیٹھا]۔عربی زبان انگریزی کی نسبت بہت آسان ہے۔انگریزی میں اگر نفی (Negative) کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو کتنا تکلّف کرنا پڑتا ہے (وہ گیا) He went (وہ نہیں گیا) اس کے انگریزی میں ترجمہ کے لیے do لگائیں یا does لگائیں پہلی فارم لگائیں یا دوسری لگائیں یا آخری فارم لگائیں کتنا تکلف کرنا پڑتا ہے لیکن عربی زبان میں ذَهَبَ [وہ گیا]۔مَا ذَهَبَ [وہ نہیں گیا]۔

5 **اِذَا اور اِنْ کا عمل:**۔اِذَا اور اِنْ فعل ماضی سے پہلے آ کر مضارع کا معنٰی پیدا کر دیتے ہیں۔قرآن مجید میں آیا ہے: **اِذَا ذُكِّـرُوْا بِـاٰيٰـتِ رَبِّهِمْ..** (الفرقان:73/25)۔[اور جب انہیں ان کے رب کی آیات سنائی جاتی ہیں]۔**لَـئِنْ شَـكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ..** (ابراھیم:7/14)۔[اگر تم شکر کرو گے تو بیشک میں زیادہ دوں گا]۔

نوٹ: اِذَا بعض اوقات فعل ماضی کو ماضی کے معنٰی میں ہی رہنے دیتا ہے۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل مادوں سے فعل ماضی کے دیے گئے وزنوں پر پہلا صیغہ بنائیں۔

1 **فَعَلَ کے ردھم پر استعمال ہونے والے فعل ماضی کے کی مثالیں۔**

(ظ ہ ر) ظَهَرَ وہ (ایک مذکر) ظاہر ہوا۔

(خ ل ق) خَلَقَ اس (ایک مذکر) نے پیدا کیا۔

(ج ع ل) جَعَلَ اس (ایک مذکر) نے بنایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا اس سے آگے کہتے ہیں وَجَعَلَنَا ۔ وَ [اور]۔جَعَلَ [اس نے بنایا]۔نَا [ہمیں]۔مُسْلِمِيْنَ [مسلمان]۔اور اس نے ہمیں مسلمان بنایا۔بعض روایات میں وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ آتا ہے اور اس نے بنایا ہم کو مسلمانوں میں سے۔دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

(ح ض ر) حَضَرَ وہ (ایک مذکر) حاضر ہوا۔

(د خ ل) دَخَلَ وہ (ایک مذکر) داخل ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خ ر ج) خَرَجَ وہ (ایک مذکر) نکلا۔

(ر ز ق) رَزَقَ اس (ایک مذکر) نے عطا کیا۔

(ج ل س) جَلَسَ وہ (ایک مذکر) بیٹھا۔

2 فَعِلَ کے ردھم پر استعمال ہونے والے افعال ماضی کی مثالیں۔

(ق ب ل) قَبِلَ اس (ایک مذکر) نے قبول کیا۔

(ف ر ح) فَرِحَ وہ (ایک مذکر) خوش ہوا۔

(ک ر ہ) کَرِہَ اس (ایک مذکر) نے ناپسند کیا۔

(ض ح ک) ضَحِکَ وہ (ایک مذکر) ہنسا۔

(ش ر ب) شَرِبَ اس (ایک مذکر) نے پیا۔

(ع م ل) عَمِلَ اس (ایک مذکر) نے عمل کیا۔

(غ ض ب) غَضِبَ وہ (ایک مذکر) ناراض ہوا۔

(ش ہ د) شَہِدَ اس (ایک مذکر) نے گواہی دی۔

قرآن مجید میں ہے۔ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (یوسف:26/12) اَهْلِهَا میں ضمیر هَا مصر کی خاتون اوّل عزیز مصر کی بیوی کی طرف لوٹ رہی ہے (اشارہ کر رہی ہے)۔ قرآن مجید نے کہا: اس کے گھر والوں میں سے ہی ایک گواہی دینے والے نے یوسفؑ کے سچا ہونے کی گواہی دے دی۔ کہ یوسفؑ سچا ہے عزیز مصر کی بیوی جھوٹی ہے۔ شَهِدَ شَاهِدٌ [گواہی دی گواہی دینے والے نے]۔ مِنْ اَهْلِهَا [اسکے گھر والوں میں سے]۔

3 فَعُلَ کے ردھم پر استعمال ہونے والے فعل ماضی کی مثالیں۔

(ض ع ف) ضَعُفَ وہ (ایک مذکر) کمزور ہوا۔ ضَعُفَ الْوَلَدُ (لڑکا کمزور ہو گیا)۔

(ک ب ر) کَبُرَ وہ (ایک مذکر) بڑا ہو گیا۔ کَبُرَ الطِّفْلُ (بچہ بڑا ہو گیا)۔

(ک ث ر) کَثُرَ وہ (ایک مذکر) زیادہ ہوا۔ کَثُرَ الْمَالُ عِنْدَ فُلَانٍ فلاں کے پاس مال زیادہ ہو گیا ہے۔

(ث ق ل) ثَقُلَ وہ (ایک مذکر) بھاری ہو گیا۔ ثَقُلَ الْوَلَدُ (لڑکا بھاری ہو گیا) اسکے وزن میں اضافہ ہو گیا۔

(خ ب ث) خَبُثَ وہ (ایک مذکر) ناپاک ہوا۔ باطنی لحاظ سے ناپاک ہونا۔ تن خواہ اس کا جتنا مرضی اجلا ہو۔ کسی کا من میلا ہو گیا۔ اس کیلئے لفظ استعمال کرتے ہیں خَبُثَ، خَبُثَ فُلَانًا [فلاں شخص (گناہ کر کے کسی پر ظلم کر کے) باطنی لحاظ سے ناپاک ہو گیا]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل ماضی کی گردان کے اوزان

مقام	جنس	عدد	وزن	ضمائر	ضمائر اور علامتوں کا استعمال	صیغے
غائب	مذکر	واحد	فَعَلَ	ھُوَ	ماضی کے پہلے صیغے میں مادے کے صرف تین حروف ہوتے ہیں ماضی کے پہلے صیغے میں ھُوَ کا معنی پوشیدہ ہوتا ہے۔	واحد مذکر غائب
		تثنیہ	فَعَلَا	ھُمَا	اسم ضمیر کے تثنیہ کا الف [ا] تثنیہ فعل کے لئے بھی استعمال ہوا	تثنیہ مذکر غائب
		جمع	فَعَلُوْا	ھُمْ	پیش ـُـ کی مطابقت [و] کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسم جمع مذکر کی [و] کو [وا] بنا کر فعل جمع مذکر کی علامت بنا دیا گیا	جمع مذکر غائب
	مؤنث	واحد	فَعَلَتْ	ھِیَ	اسم واحد مؤنث کی علامت گول [ۃ] کو کھول کر لمبی [ت] میں بدل کر فعل میں استعمال کیا گیا	واحد مؤنث غائب
		تثنیہ	فَعَلَتَا	ھُمَا	اسم ضمیر کے تثنیہ کا الف [ا] تثنیہ فعل کے لئے بھی استعمال ہوگیا	تثنیہ مؤنث غائب
		جمع	فَعَلْنَ	ھُنَّ ھُنْ+نَ	جمع مؤنث کے لئے آخر میں [نَ] کی علامت	جمع مؤنث غائب
حاضر مخاطب	مذکر	واحد	فَعَلْتَ	اَنْتَ	فعلِ حاضر کے صیغوں کے لئے ضمائرِ حاضر (مخاطب) کی علامتوں کا استعمال	واحد مذکر حاضر
		تثنیہ	فَعَلْتُمَا	اَنْتُمَا		تثنیہ مذکر حاضر
		جمع	فَعَلْتُمْ	اَنْتُمْ		جمع مذکر حاضر
	مؤنث	واحد	فَعَلْتِ	اَنْتِ		واحد مؤنث حاضر
		تثنیہ	فَعَلْتُمَا	اَنْتُمَا		تثنیہ مؤنث حاضر
		جمع	فَعَلْتُنَّ	اَنْتُنَّ		جمع مؤنث حاضر
متکلم	(مذکر و مؤنث)	واحد	فَعَلْتُ	اَنَا	گردان میں لمبی [ت] کا استعمال پیش (ـُـ) کے ساتھ	واحد مذکر/مؤنث متکلم
		تثنیہ/جمع	فَعَلْنَا	نَحْنُ	تثنیہ/جمع متکلم کے لئے [ن] کا استعمال اس کے ساتھ تثنیہ و جمع کا الف [ا] لگا کر	تثنیہ، جمع (مذکر/مؤنث) متکلم

مادے کے تین (3) حروف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل ماضی غائب (First Person) کے صیغے

واحد مذکر غائب: فَعَلَ فَعِلَ فَعُلَ کی ڈائیوں سے گزر کر آنے والے افعال تمام واحد مذکر غائب ہیں۔ڈائی میں سے گزارنے کے بعد فعل کی جو شکل سامنے آتی ہے وہ فعل کا پہلا صیغہ پہلی شکل (First Person) پہلی شخصیت ہوتا ہے۔عربی زبان میں پہلی شخصیت (First Person) غائب کو کہتے ہیں یعنی (جو سامنے موجود نہ ہو)۔دوسری شخصیت (Second Person) اس کو کہا جاتا ہے جو سامنے موجود ہو حاضر اور تیسری شخصیت (Third Person) اپنے آپ کو (خودکو) کہا جاتا ہے۔عربی ادب میں اپنے آپ کو آخر میں رکھتے ہیں ترجیح دوسروں کو دیتے ہیں۔

ذَهَبَ (ذ ه ب) تین حروف اکٹھے ہوئے اور فَعَلَ کی ڈائی میں سے گزر کر فعل کی دنیا میں آئے تو شکل ذَهَبَ بنی۔یہ واحد مذکر غائب فعل کا پہلا صیغہ ہے اور غائب (Absent) کیلئے استعمال ہوگا۔چنانچہ اسکا معنٰی [وہ گیا] کریں گے اس کا ترجمہ تو گیا یا میں گیا نہیں کر سکتے۔

تثنیہ مذکر غائب: فعل کی دنیا والے اسم کی دنیا والوں سے کچھ حروف اُدھار لیتے چلے گئے اور فعل کے پہلے صیغے کے آخر میں لگاتے چلے گئے۔اسطرح فعل کے اس صیغے میں وہی معنٰی پیدا ہوتا چلا گیا جو اس اسم کا تھا۔ **مثال کے طور پر:** مُسْلِمٌ تو واحد مذکر کے لئے ہے اور دو مذکر کیلئے مُسْلِمَانِ [دو مسلمان] استعمال کرتے ہیں۔(عربی گرامر کی اصطلاح میں یوں کہیں گے مُسْلِمٌ کا تثنیہ مُسْلِمَانِ ہے)۔ مُسْلِمَانِ سے الف کو ادھار لیا ذَهَبَ کے آخر میں لگایا تو ذَهَبَا بن گیا جو معنٰی مُسْلِمَانِ میں تھا وہی معنٰی ذَهَبَا میں پیدا ہو گیا۔مُسْلِمَانِ کا معنٰی ہے (دو مسلمان مرد) دو مسلمان مذکر۔اس لئے مُسْلِمَانِ کی طرح ذَهَبَا کو بھی تثنیہ مذکر کہیں گے۔جانا (To go) فعل کے لیے عربی گرامر کی اصطلاح میں واحد مذکر کے لیے ذَهَبَ [وہ ایک مذکر گیا] جبکہ دو مذکروں (تثنیہ) کے لیے ذَهَبَ کی بجائے ذَهَبَا کہہ دیں گے۔ چنانچہ اگر صرف خالد کلاس میں سے اُٹھ کر چلا جائے، تو **ذَهَبَ** کہیں گے۔اور اگر خالد کے ساتھ ایک اور لڑکا حامد بھی اٹھ کر چلا جائے تو پھر **ذَهَبَا** کہیں گے۔

جمع مذکر غائب: مُسْلِمُوْنَ کا معنٰی ہے دو سے زائد مسلمان (یعنی سب مسلمان)۔تو ذَهَبُوْا کا معنٰی کریں گے [وہ سب گئے]۔(مُسْلِمُوْنَ دو سے زائد مسلمان خواہ تین ہوں خواہ وہ تین ارب ہوں)۔عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے مُسْلِمُوْنَ سے (واؤ [و]) ادھار لیا اور ذَهَبَ کے آخر میں لگا دیا۔[و] کی مطابقت Coordination پیش [ـُ] کے ساتھ ہوتی ہے البتہ لفظ ذَهَبُوْ کو آخر میں الف [ا] کے بغیر نہیں، بلکہ ذَهَبُوْا لکھیں گے۔لکھنے میں آخر میں الف کا اضافہ ہوگا (آگے چل کر آنے والے اسباق میں پتہ چلے گا کہ ایسا کیوں ہے)۔ مُسْلِمُوْنَ جمع کیلئے استعمال ہوتا ہے اب ذَهَبُوْا بھی [دو سے زیادہ مردوں] کیلئے استعمال ہوگا۔دو سے زیادہ مردوں کو عربی گرامر کی اصطلاح میں جمع مذکر کہتے ہیں۔ذَهَبُوْا [وہ سب مذکر گئے]۔اگر خالد اور حامد کے ساتھ زاہد، امجد، انور بھی (سب مذکر) اٹھ کر چلے جائیں پھر ذَهَبُوْا کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد مونث غائب : ذَھَبَ کے اندر مؤنث کا معنٰی پیدا کرنے کیلئے عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے اسم واحد مؤنث **مُسْلِمَةٌ** سے گول تا [ۃ] کو لیا اور ذَھَبَ کے آخر میں لگا دیا۔ چونکہ گول تا [ۃ] اسم کی پکی علامت ہے اس لئے اس مجبوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے عربی گرامر ترتیب دینے والوں نے [ۃ] کی بجائے لمبی تا [ت] جزم والی [تْ] لگا دی کہ حرکت والی لمبی تا [تَ] بعد میں کہیں اور لگاتے رہیں گے۔ تو ذَھَبَ سے لفظ ذَھَبَتْ بن گیا۔ جس سے واحد مؤنث غائب کا معنٰی پیدا ہوا [وہ گئی]۔ لہٰذا ذَھَبَ کا معنٰی [وہ گیا] اور ذَھَبَتْ کا معنٰی [وہ گئی] کریں گے۔ سَمِعَ کا معنٰی ہے [اس ایک مرد نے سنا] تو سَمِعَتْ کا معنٰی [اس ایک عورت نے سنا] کریں گے۔ جب ملکہ مصر نے اپنے خلاف کی جانے والی باتوں کو سنا کہ دیکھو! اپنے ہی گھر میں پلنے والے نوجوان پہ ڈورے ڈال رہی ہے۔ تو قرآن نے کہا: فَلَمَّا [توجب] سَمِعَتْ [اس نے سنا]۔ سننے والی مونث تھی اس لئے سَمِعَتْ کہا اگر سننے والا مذکر ہوتا تو پھر سَمِعَ استعمال کیا جاتا۔

تثنیہ مونث غائب: اگر اس [ت] کے بعد الف [ا] لگا دیا جائے (الف [ا] جو تثنیہ کے معنٰی پیدا کرتا ہے) تو ذَھَبَتْ سے ذَھَبَتَا ہو جائے گا۔ اسلئے اگر مُسْلِمَتَانِ کا معنٰی ہو دو مسلمان عورتیں تو ذَھَبَتَا کا معنٰی وہ دو گئیں (وہ دو عورتیں گئیں) کریں گے۔ اگر زینب اُٹھ کر چلی جائے تو کہیں گے ذَھَبَتْ۔ اگر زینب کے ساتھ خدیجہ بھی اٹھ کر چلی جائے پھر فعل کا وہ صیغہ استعمال کریں گے جو دو کیلئے (تثنیہ مونث کیلئے) استعمال ہوتا ہے۔ [ت] کے ساتھ اب تثنیہ کا معنٰی پیدا کرنے والا الف [ا] بھی شامل ہو جائے گا۔ [ت] مؤنث کیلئے اور الف [ا] تثنیہ کیلئے چنانچہ ذَھَبَتْ سے ذَھَبَتَا بنے گا۔ زینب اور خدیجہ دونوں اُٹھ کر چلی گئیں تو ذَھَبَتَا (دونوں چلی گئیں) کہیں گے۔

شَرِبَ کا معنٰی اس ایک مذکر نے پیا تو شَرِبَتَا کا معنٰی ان دو عورتوں نے پیا کریں گے۔ جَلَسَ کا معنٰی وہ ایک مذکر بیٹھا تو جَلَسَتَا کا معنٰی وہ دو بیٹھیں کریں گے۔ اس طرح [ت] اور الف [ا] کا اضافہ کر کے معنٰی میں تبدیلی پیدا کرتے چلے جائیں گے۔

جمع مونث غائب: فعل کا وہ صیغہ بنانا ہے جو دو سے زیادہ عورتوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اسم جمع مونث مُسْلِمَاتٌ سے فعل جمع مؤنث نہیں بنا سکتے۔ اس لئے کہ نہ تو مُسْلِمَاتٌ سے الف کو ادھار لے سکتے ہیں کیونکہ پہلے ہی الف [ا] ہم استعمال کر چکے ہیں نہ تا [ت] کو ادھار لے سکتے ہیں [ت] بھی استعمال ہو چکی ہے۔ مجبوراً عربی گرامر والوں نے ضمیروں کی طرف رجوع کیا۔ دو سے زیادہ عورتوں کیلئے استعمال ہونے والی غائب کی ضمیر [ھُنَّ] ہے۔ ھُنَّ سے فعل والے ایک نون [ن] کو ادھار لیا ڈبل کو نہیں کہ ایک نون ہی جمع مؤنث غائب کیلئے کافی ہے۔ چنانچہ ذَھَبَ کے بعد نون [نَ] کا اضافہ کر دیں گے تو ذَھَبَنَ بنے گا۔ لیکن ذَھَبَنَ کی ادائیگی عربوں کو اچھی نہیں لگی ویسے بھی ادائیگی میں ثقل (گرانی / بوجھ) پیدا ہو رہا ہے سب زبریں ہی زبریں اکٹھی ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کچھ تنوع (Variety) پیدا کر دی جائے۔ انہوں نے ساری زبروں کو اکٹھی کرنے کی بجائے ایک زبر کو جزم سے بدل دیا تو ذَھَبْنَ بن گیا۔ ذَھَبْنَ کی ادائیگی آسان بھی ہے اور اچھی بھی لگ رہی ہے۔ اگر زینب اور خدیجہ کے ساتھ عائشہ، حفصہ، مریم بھی اُٹھ کر چلی جائیں تو پھر ذَھَبْنَ کہیں گے۔ [وہ سب عورتیں چلی گئیں]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❷ فعل ماضی مخاطب (حاضر) (Second Person) کے صیغے

واحد مذکر حاضر: جو بندہ سامنے موجود ہے اس کو مخاطب کر کے اگر کہنا ہے [آپ گئے] یا [آپ کل کہاں گئے؟] یا [کیا آپ اسلام آباد گئے؟] یا [کیا آپ سکول گئے؟]۔ تو مخاطب یعنی حاضر (Second Person) کیلئے کونسا فعل استعمال ہوگا؟۔ یہ بھی ضمیروں کا کام ہے۔ ضمیر سے انسان کا تعلق مضبوط رہنا چاہیے ورنہ ضمیر مردہ ہوسکتا ہے۔ لیکن یہاں ضمیر سے مراد عربی گرامر کی ضمیر ہے۔ عربی گرامر کی ضمیر سے بھی تعلق مضبوط ہی رہنا چاہیے تاکہ جو فعل کا قاعدہ پڑھنے لگے ہیں وہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

ذَهَبَ کے آخر میں تَ لگانے سے وہی معنٰی پیدا ہو جائے گا جو اَنْتَ کا ہے۔ اس طرح کہ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ کے [اَنْ] کو ہٹاتے جایئے اور باقی جو حروف بچیں گے ان کو مادے کے آخر میں لگاتے جایئے مثلاً ذَهَبَ کے بعد اَنْتَ کا تا [تَ] لگایا تو ذَهَبَتَ بنا جس کے ہر حرف پر زبر [ـَ] ہے۔ تنوع (ورائٹی) پیدا کرنے کیلئے ان میں سے ایک زبر [ـَ] کو جزم میں تبدیل کر دیا گیا۔ چنانچہ ذَهَبَتَ کی بجائے ذَهَبْتَ ہو جائے گا۔ ذَهَبْتَ میں وہی معنٰی پیدا ہو گیا جو اَنْتَ کا ہے۔ اَنْتَ کا معنٰی [تو ایک مرد] ہے۔ ذَهَبْتَ کا معنٰی [تو ایک مرد گیا] کریں گے۔ سامنے صرف ایک مذکر ہے (یک لڑکا یا آدمی) اسے پوچھنا چاہتے ہیں تم کہاں گئے؟ تو اَیْنَ ذَهَبْتَ؟ کہیں گے۔ ضمیروں کو فعل ماضی کے پہلے صیغے کے سامنے رکھئے بس! فعل ماضی کے مخاطب / حاظر کے صیغے خود بخود بنتے چلے جائیں گے۔

حاضر ضمیریں: [اَنْتَ ، اَنْتُمَا ، اَنْتُمْ ، اَنْتِ ، اَنْتُمَا ، اَنْتُنَّ] ہیں۔ اگر پتہ ہو کہ ان ضمیروں کا کیا معنٰی ہے تو پھر فعل ماضی مخاطب / حاظر کے صیغے بنانا اور ان کا معنٰی کرنا کوئی مشکل نہیں ہوگا۔

ذَهَبْتَ [تو گیا]	ذَهَبْتُمَا [تم دونوں مذکر گئے]	ذَهَبْتُمْ [تم سب مذکر گئے]
ذَهَبْتِ [تو گئی]	ذَهَبْتُمَا [تم دونوں مونث گئیں]	ذَهَبْتُنَّ [تم سب مؤنث گئیں]

تثنیہ مذکر حاضر: سامنے دو لڑکے ہیں۔ خالد اور حامد سے عربی زبان میں پوچھنا ہو کہ تم دونوں کہاں گئے؟ تو اوپر دی گئی تفصیل اور دیے گئے جدول (Table) کے مطابق تثنیہ حاظر کی ضمیر منفصل اَنْتُمَا کے شروع سے [اَنْ] کو ہٹا دیجئے باقی تُمَا بچے گا اب اس تُمَا کو ذَهَبَ کے آخر میں لگا دیں تو۔ [ذَهَبَ + تُمَا] ذَهَبْتُمَا بن جائے گا۔ لہٰذا خالد اور حامد کو کہیں گے اَیْنَ ذَهَبْتُمَا؟ [تم دونوں کہاں گئے؟]۔

جمع مذکر حاضر: ضمیر جمع مذکر حاظر اَنْتُمْ کے [اَنْ] کو ہٹا دیجئے باقی [تُمْ] بچے گا۔ خالد، حامد، زاہد، انور، امجد، کافی سارے لڑکے سامنے ہیں یا کہہ لیجئے پوری کلاس سامنے ہے۔ ان سب سے پوچھنا ہو تم کہاں گئے تھے؟ تو [ذَهَبَ + تُمْ] ذَهَبْتُمْ بنے گا۔ لہٰذا خالد، حامد، امجد، زاہد وغیرہ کو مخاطب کر کے کہیں گے [اَیْنَ ذَهَبْتُمْ؟]۔ ادائیگی میں ثقل دور کرنے کے لئے بَ کے اوپر زبر [ـَ] کو جزم [ـْ] میں بدل دیں گے۔

واحد مونث حاضر: ایک عورت سے پوچھنا ہو کہ آپ کون ہیں؟ تو کہتے ہیں مَنْ اَنْتِ؟ واحد مؤنث / حاظر کیلئے اسم ضمیر میں اَنْتِ استعمال ہوتا ہے۔ اَنْتِ کے [اَنْ] کو ہٹا دیجئے باقی [تِ] بچے گا [ذَهَبَ + تِ] ذَهَبْتِ بنے گا (ب کے اوپر سے زبر ہٹا کر جزم لگا دیں گے)۔ اگر یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتہ ہو کہ اَنتِ اور اَنتَ میں کیا فرق ہے تو یہ معلوم کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی کہ ذَھَبْتَ اور ذَھَبْتِ میں کیا فرق ہے۔ذَھَبْتَ[تو گیا] اور ذَھَبْتِ[تو گئی]۔

تثنیه مونث حاضر: دو مؤنث حاظر کیلئے اسم ضمیر اَنْتُمَا ہے۔تو اوپر بیان کردہ فارمولے کے مطابق ذَھَبْتُمَا ہو جائے گا۔اب ایک سوال ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے کہ ذَھَبْتُمَا کا معنٰی [تم دونوں گئے] اور [تم دونوں گئیں] بھی ہے۔تو پھر مذکر اور مؤنث کا کیسے پتہ چلے گا؟۔ظاہر ہے یہ لفظ کسی عبارت میں ہی استعمال ہوگا اسلئے اگر عبارت میں خالد اور حامد کا ذکر چل رہا ہے اور وہاں ذَھَبْتُمَا استعمال ہو رہا ہو تو اسکا ترجمہ [تم دونوں گئے] کریں گے۔اگر زینب اور عائشہ سے گفتگو ہو رہی ہو اور اس عبارت میں بھی ذَھَبْتُمَا کا لفظ استعمال ہو رہا ہو تو پھر معنٰی [تم دونوں گئیں] کریں گے۔

جو سیاق وسباق (Context) ہوتا ہے جو لفظ کے آگے پیچھے کی عبارت ہوتی ہے وہ معنٰی ومفہوم کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے وہ مدد کرتی ہے کہ اس کا معنٰی مذکر والا یا مؤنث والا کریں گے۔

ایک مثال: بھائی چارہ کا معنٰی اُخُوّت (Brotherhood) ہوتا ہے۔لیکن اس جملے میں دیکھئے اس لفظ کا کیا معنٰی ہے۔میں نے گوالے سے پوچھا: دودھ کیوں مہنگا کر دیا؟ اس نے کہا بھائی چارہ جو مہنگا ہو گیا ہے۔اب بتائیے یہاں بھائی چارہ کا معنٰی کیا ہے؟ اس نے کہا ہے: بھائی! چارہ یعنی جانوروں کی خوراک جو مہنگی ہوگئی ہے۔یہ کس نے بتایا ہے کہ یہاں چارہ سے مراد جانوروں کی خوراک ہے؟ سیاق وسباق (Context) سے آگے پیچھے کی عبارت نے بتایا کہ اس جملے میں 'چارہ' سے مراد جانوروں کی خوراک ہے۔

اگر یوں کہا جائے اَیْنَ ذَھَبْتُمَا یَا خَالِدُ وَ یَا حَامِدُ ؟ تو یہاں معنٰی کریں گے۔اے خالد اے حامد تم دونوں کہاں گئے؟۔

اگر یوں کہا جائے اَیْنَ ذَھَبْتُمَا یَا عَائِشَۃُ وَ یَا زَیْنَبُ؟ تو اسکا معنٰی کریں گے۔اے عائشہ اور اے زینب تم دونوں کہاں گئیں؟۔

جمع مونث حاضر: دو سے زیادہ عورتیں (جمع) سامنے ہیں اور ان سے پوچھنا چاہتے ہیں تم کہاں گئیں؟ تو دو سے زیادہ عورتوں [جمع مؤنث] کو مخاطب کرنے کیلئے اسم ضمیر اَنْتُنَّ استعمال ہوتا ہے۔اَنْتُنَّ کے [اَنْ] کو ہٹا دیجئے باقی [تُنَّ] بچے گا۔ذَھَبَ کے آخر میں تُنَّ لگا دیجئے تو ذَھَبْتُنَّ بن جائے گا۔اس کا معنٰی ہوگا [تم سب گئیں]۔اَیْنَ ذَھَبْتُنَّ ؟[تم سب کہاں گئیں؟]۔ھَلْ ذَھَبْتُنَّ اِلَی الْمَدْرَسَۃِ؟[کیا تم سب سکول گئیں؟]۔

③ فعل ماضی متکلم (Third Person) کے صیغے

واحد متکلم: اپنی ذات [خود] کو عربی زبان میں متکلم کہتے ہیں اس کے اظہار کیلئے اردو میں دو لفظ میں اور ہم استعمال ہوتے ہیں۔انگلش میں I اور We، فارسی میں مَن اور ما ،عربی میں اَنَا اور نَحْنُ۔ذَھَبَ کے اندر میں کا معنٰی پیدا کرنے کیلئے فعل والوں نے اَنَا سے مدد لینی چاہی۔لیکن اَنَا سے کوئی مدد نہیں لے سکے۔اَنَا سے نون [ن] کو لیتے ہیں تو وہ استعمال ہو چکا ہے۔الف [ا] کو لیتے ہیں تو وہ بھی استعمال ہو چکا ہے۔ ذَھَبَ کے اندر میں کا معنٰی بھی پیدا کرنا ہے اور اَنَا انکی کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے دیکھا کہ جزم[ـْ] والی تا[تْ] ذَهَبْتُ میں استعمال ہو چکی[ـُ زبر ـَ] والی تا[تَ]ذَهَبْتَ میں استعمال ہو چکی اور زیر[ـِ] والی تا[تِ] کو بھی ذَهَبْتِ میں استعمال کیا جا چکا ہے۔صرف ایک تا[ت] پیش[ـُ] والی[تُ]باقی رہ گئی تھی۔انہوں نے فیصلہ کیا کہ تا [ت] کا گروپ ہی مکمل کر لیا جائے اور ذَهَبَ(فعل)میں اَنَا میں کا معنیٰ بھی پیدا کر لیا جائے۔چنانچہ ذَهَبَ کے آخر میں پیش[ـُ]والی تا [تُ] کا اضافہ کر دیا اور یوں اس میں اَنَا (میں) کا معنیٰ پیدا ہو گیا۔

اَنَا مذکر کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور مؤنث کیلئے بھی۔چنانچہ ذَهَبْتُ کا معنیٰ [میں گیا] بھی ہے اور[میں گئی] بھی ہے۔اگر کوئی شخص خود بول رہا ہے تو ذَهَبْتُ کا معنیٰ [میں گیا] ہو گا اور اگر کوئی مونث بات کر رہی ہے تو ذَهَبْتُ کا معنیٰ [میں گئی] ہو گا۔

{کسی نے پوچھا تھا یہ پرندہ نر ہے یا مادہ؟ تو جواب ملا:اسے اڑا کر دیکھو اگر اُڑتا ہے تو مذکر اگر اڑتی ہے تو مؤنث}۔

اگر گفتگو کر رہا ہے تو مذکر کا معنیٰ کریں گے اور اگر گفتگو کر رہی ہے تو مؤنث کا معنیٰ کریں گے۔

جمع متکلم: اردو میں ہم جمع متکلم کی ضمیر ہے اس کیلئے عربی میں لفظ نَحْنُ ہے۔ نَحْنُ کے آخر میں نون[ن] ہے۔نون[ن] فعل ماضی کے آخر میں نہیں لگا سکتے کیونکہ نون[ن] استعمال ہو چکا ہے۔ہم کا معنیٰ پیدا کرنے کیلئے نَحْنُ بھی کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔آخر کار فعل والوں نے سوچا کہ ضمائر متصلہ بھی ابھی باقی ہیں،ان سے ابھی تک کوئی مدد نہیں لی،ان کا حصہ ابھی تک نہیں ڈالا۔آخری ضمیر متصل نَا ہے جو ہمارا/ہمارے/ہماری کا معنیٰ دینے کے لیے ہے۔عربی گرامر والوں نے کہا ہم کا معنیٰ پیدا کرنے کیلئے فعل کے آخر میں نَا لگا دیا جائے۔چنانچہ[ذَهَبَ + نَا]ذَهَبَنَا بن جائے گا۔چونکہ تمام حروف پر زبر[ـَ] ہے اس لئے روانی پیدا کرنے کے لئے فعل کے آخری حرف پر جزم[ـْ] لگا دی گئی۔جزم لگانے سے فعل **ذَهَبْنَا** بن گیا **ذَهَبْنَا** [ہم گئے/ہم گئیں]۔

قاعدہ

ⓘ کسی بھی فعل ماضی کے پہلے صیغے کے آخری حرف پر جزم[ـْ] لگا دینے اور آخر میں[تُ] کا اضافہ کرنے سے[میں] کا معنیٰ پیدا ہو جاتا ہے **مثلاً**: جَلَسَ کا معنیٰ ہو وہ بیٹھا تو جَلَسْتُ کا معنیٰ [میں بیٹھا] یا [میں بیٹھی] کریں گے اور جَلَسْنَا کا معنیٰ [ہم بیٹھے] یا[ہم بیٹھیں] ہو گا اور کسی بھی فعل ماضی کے پہلے صیغے کے آخری حرف پر جزم[ـْ] لگا دینے اور آخر میں[نَا] لگا دینے سے[ہم] کا معنیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔

ذَهَبَ، سَمِعَ اور کَرُمَ سے فعل ماضی کی گردان

گردان کا لفظ گردش سے ہے(پھیرنا، پھیر پھیر کر لانا)۔کسی لفظ کو پھیر کر لایا جاتا ہے اس کا معنیٰ بدل چکا ہوتا ہے[ذَهَبَ] کو پھیر کر لایا گیا تو[ذَهَبَا] پھر گھما پھرا کے[ذَهَبُوْا]۔لفظوں کو گھمانا پھرانا گردان کہلاتا ہے۔(ذ ہ ب)مادہ ہے تین حرفوں کا ایک گروپ ہے۔فعل کی ڈائی سے گزر کر فعل کی دنیا میں آ رہا ہے اور اس کی شکل بن چکی ہے ذَهَبَ اور اس کا معنیٰ ہے[وہ ایک مذکر گیا]۔اس میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور ساتھ ساتھ معنیٰ بھی تبدیل ہو رہا ہے ذَهَبَ سے ذَهَبَا ، ذَهَبُوْا، ذَهَبْتُ وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل ماضی کی گردانیں

فَعَلَ کے وزن پر (ذ ہ ب) مادہ سے ذَهَبَ (وہ [ایک مذکر] گیا)
فَعِلَ کے وزن پر (س م ع) مادہ سے سَمِعَ (اس [ایک مذکر] نے سنا)
فَعُلَ کے وزن پر (ک ر م) مادہ سے كَرُمَ (وہ [ایک مذکر] باعزت ہوا)

مقام	جنس	عدد	وزن	صیغے	گردان	ترجمہ	گردان	ترجمہ	گردان	ترجمہ
غائب	مذکر	واحد	فَعَلَ	واحد مذکر غائب	ذَهَبَ	وہ [ایک مذکر] گیا	سَمِعَ	اس [ایک مذکر] نے سنا	كَرُمَ	وہ [ایک مذکر] باعزت ہوا
		تثنیہ	فَعَلَا	تثنیہ مذکر غائب	ذَهَبَا	وہ [دو مذکر] گئے	سَمِعَا	ان [دو مذکر] نے سنا	كَرُمَا	وہ [دو مذکر] باعزت ہوئے
		جمع	فَعَلُوْا	جمع مذکر غائب	ذَهَبُوْا	وہ [سب مذکر] گئے	سَمِعُوْا	ان [سب مذکر] نے سنا	كَرُمُوْا	وہ [سب مذکر] باعزت ہوئے
	مؤنث	واحد	فَعَلَتْ	واحد مؤنث غائب	ذَهَبَتْ	وہ [ایک مؤنث] گئی	سَمِعَتْ	اس [ایک مؤنث] نے سنا	كَرُمَتْ	وہ [ایک مؤنث] باعزت ہوئی
		تثنیہ	فَعَلَتَا	تثنیہ مؤنث غائب	ذَهَبَتَا	وہ [دو مؤنث] گئیں	سَمِعَتَا	ان [دو مؤنث] نے سنا	كَرُمَتَا	وہ [دو مؤنث] باعزت ہوئیں
		جمع	فَعَلْنَ	جمع مؤنث غائب	ذَهَبْنَ	وہ [سب مؤنث] گئیں	سَمِعْنَ	ان [سب مؤنث] نے سنا	كَرُمْنَ	وہ [سب مؤنث] باعزت ہوئیں
حاضر مخاطب	مذکر	واحد	فَعَلْتَ	واحد مذکر حاضر	ذَهَبْتَ	تو [ایک مذکر] گیا	سَمِعْتَ	تو [ایک مذکر] نے سنا	كَرُمْتَ	تو [ایک مذکر] باعزت ہوا
		تثنیہ	فَعَلْتُمَا	تثنیہ مذکر حاضر	ذَهَبْتُمَا	تم [دو مذکر] گئے	سَمِعْتُمَا	تم [دو مذکر] نے سنا	كَرُمْتُمَا	تم [دو مذکر] باعزت ہوئے
		جمع	فَعَلْتُمْ	جمع مذکر حاضر	ذَهَبْتُمْ	تم [سب مذکر] گئے	سَمِعْتُمْ	تم [سب مذکر] نے سنا	كَرُمْتُمْ	تم [سب مذکر] باعزت ہوئے
	مؤنث	واحد	فَعَلْتِ	واحد مؤنث حاضر	ذَهَبْتِ	تو [ایک مؤنث] گئی	سَمِعْتِ	تو [ایک مؤنث] نے سنا	كَرُمْتِ	وہ [ایک مؤنث] باعزت ہوئی
		تثنیہ	فَعَلْتُمَا	تثنیہ مؤنث حاضر	ذَهَبْتُمَا	تم [دو مؤنثیں] گئیں	سَمِعْتُمَا	تم [دو مؤنث] نے سنا	كَرُمْتُمَا	تم [دو (مؤنث)] باعزت ہوئیں
		جمع	فَعَلْتُنَّ	جمع مؤنث حاضر	ذَهَبْتُنَّ	تم [سب مؤنثیں] گئیں	سَمِعْتُنَّ	تم [سب مؤنث] نے سنا	كَرُمْتُنَّ	تم [سب (مؤنث)] باعزت ہوئیں
متکلم	(مذکر و مؤنث)	واحد	فَعَلْتُ	واحد مذکر/مؤنث متکلم	ذَهَبْتُ	میں [ایک مذکر/مؤنث] گیا/ گئی	سَمِعْتُ	میں [(ایک مذکر/مؤنث)] نے سنا	كَرُمْتُ	میں [ایک (مذکر/مؤنث)] باعزت ہوا
		تثنیہ/جمع	فَعَلْنَا	تثنیہ، جمع (مذکر/مؤنث) متکلم	ذَهَبْنَا	ہم [دو یا سب، مذکر/مؤنث] گئے/ گئیں	سَمِعْنَا	ہم [(دو مذکر/مؤنث یا سب)] نے سنا	كَرُمْنَا	ہم [دو یا سب (مذکر/مؤنث)] باعزت ہوئے

مادے کے تین (3) حروف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: اردو سے عربی میں ترجمہ۔

1 ہم نے سنا۔ سَمِعْنَا. اگر سَمِعَ کا معنٰی ہو [اس ایک مرد نے سنا] تو سَمِعَتْ کا معنٰی [اس ایک عورت نے سنا] کریں گے۔ جب مصر کی
اتون اول عزیزہ مصر نے کچھ عورتوں کو اپنے خلاف کچھ باتیں کرتے سنا تو قرآن مجید کی سورہ یوسف میں اس کیلئے لفظ استعمال ہوا **فَلَمَّا سَمِعَتْ
مَکْرِهِنَّ** . . (یوسف:31/12) [جب اس عورت نے ان عورتوں کے مکر کی بابت سنا]۔ اور اگر سننے والا مرد ہوتا تو پھر لفظ سَمِعَ استعمال
رتے۔ اسی طرح سَمِعَ کا معنٰی [اس ایک مذکر نے سُنا] ہوا۔ (فعل کے مادے کے درمیان والے حرف کے نیچے جو حرکت ہو آخر تک وہی چلے گی)
ہاں پر سَمِعَ کے درمیان والے حروف میں [م] پر زیر [ِ] ہے۔ آخر تک یعنی ساری گردان میں زیر [ِ] ہی رہے گی۔ سَمِعَ ، سَمِعَا ، سَمِعُوْا،
مِعْتُ وغیرہ۔ اگر سَمِعَ کا معنٰی [اس (ایک مرد) نے سنا] تو سَمِعْتُ کا معنٰی ہوا [میں نے سنا]۔ ہم نے سنا کیلئے لفظ سَمِعْنَا (سَمِعَ +نَا) استعمال
ریں گے۔ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا! وَقَالُوْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُo (البقرۃ:285/2) اور انہوں نے کہا، ہم
نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کرلی اور تیری طرف ہی ہم نے لوٹنا ہے۔

2 وہ سب گھر میں داخل ہوئے۔ دَخَلُوْا فِی الْبَیْتِ

3 تم سب میرے کمرے میں کیوں داخل ہوئے؟ لِمَ دَخَلْتُمْ فِی غُرْفَتِیْ؟ دَخَلَ کا معنٰی ہو (وہ داخل ہوا) تو دَخَلْتِ کا
نٰی [تو داخل ہوئی] ہوگا۔ کسی بھی فعل ماضی کے پہلے صیغے کے آخر میں [تم سب] کا معنٰی پیدا کرنے کیلئے [تُمْ] کا اضافہ کردیتے ہیں۔

4 ان سب (مونث) نے سنا۔ سَمِعْنَ

5 تم دونوں کیوں ہنسے؟ لِمَا ضَحِکْتُمَا؟ ابراہیمؑ کو خوشخبری دی گئی تو انکی اہلیہ سن رہی تھیں۔ وہ تعجب سے ہنس پڑیں اور کہنے لگیں اب
س عمر میں جبکہ میں بانجھ ہو چکی ہوں اور میرے میاں بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، اس عمر میں ہمارے ہاں بیٹے کی ولادت ہوگی!۔ قرآن نے وہاں لفظ
حِکَ استعمال کیا۔ فَضَحِکَتْ (ھود:71/11) (تو وہ ہنس پڑی)۔ فرشتے نے کہا! اللہ کی قدرت پر تمہیں تعجب ہو رہا ہے۔ اگر تمہاری یہ ہنسی تعجب کی
ہے تو تعجب کی ضرورت نہیں یہ اللہ کی رحمت ہے ایسا ہی ہوگا۔

6 وہ بہت ناراض ہوئی۔ غَضِبَتْ کَثِیْراً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7 ہم نے نہیں سنا۔ مَا سَمِعْنَا

8 ہم نے نہیں مارا۔ مَا ضَرَبْنَا

9 وہ دونوں یہاں کیوں نہیں بیٹھے؟ لِمَ مَاجَلَسَا هُنَا؟

10 وہ سب کمرے میں بیٹھے اور پھر نکل گئے۔ جَلَسُوْا فِي الْغُرْفَةِ ثُمَّ خَرَجُوْا۔ خَرَجَ [وہ نکلا]، خَرَجُوْا [وہ سب نکلے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الرابع عشر

فعل لازم اور فعل متعدی

سبق نمبر 14

کوئی بھی فعل فاعل کے بغیر معرض وجود میں نہیں آ سکتا۔ کوئی شخص سننے والا ہوگا تو سَمِعَ کا فعل معرض وجود میں آئے گا۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ سننے والا کوئی نہ ہو اور سَمِعَ کا فعل وجود میں آ جائے۔ کوئی شخص مارنے والا ہوگا تو ضَرَبَ کا فعل معرض وجود میں آئے گا۔ کوئی شخص بیٹھنے والا ہوگا تو جَلَسَ کا فعل معرض وجود میں آئے گا۔ عربی زبان کی گرامر میں اس قاعدے کو اس طرح ادا کریں گے کہ: **ہر فعل کا فاعل لازماً ہوتا ہے۔**

فاعل: کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں۔

مفعول: جس پر کام کرنے والے کا کام واقع ہو یا جس پر کام کرنے والے کے کام کا اثر ہو وہ مفعول کہلاتا ہے۔

نوٹ: (i) فاعل کا ہر فعل کے ساتھ ہونا لازمی ہے۔

(ii) لیکن مفعول کا ہر فعل کے ساتھ ہونا لازمی نہیں ہے۔

(دنیا کی تمام زبانوں میں) کچھ افعال کا اثر فعل کرنے والے کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ اور کچھ افعال کا اثر کسی اور پر بھی پڑتا ہے۔

مثال سے سمجھتے ہیں: ۔ دَخَلَ خَالِدٌ ۔ جَلَسَ خَالِدٌ ۔ خَرَجَ خَالِدٌ۔ [خالد داخل ہوا۔ خالد بیٹھا۔ خالد نکل گیا]۔ (دَخَلَ جَلَسَ اور خَرَجَ) تینوں فعل ہیں اور ان کو کرنے والا خالد فاعل ہے۔ خالد کے تینوں کاموں (آیا، بیٹھا، چلا گیا) کی کسی کو تکلیف نہیں ہوئی۔ تکلیف تب ہوگی جب وہ آرام سے نہیں بیٹھے گا اور کسی کو کہنی مارے گا۔ اب کہیں گے ضَرَبَ خَالِدٌ [خالد نے مارا]۔ اب اس فعل کا مفعول ہونا بھی لازمی ہے یعنی جسے مارا گیا ہے۔ دَخَلَ [داخل ہوا]۔ یہ کام کرنے والے کی ذات تک محدود ہے۔ ضَرَبَ [اس نے مارا] یہ فعل کرنے والے کی ذات تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ اس کا اثر کسی اور پر بھی پڑتا ہے۔ جس کو مار پڑی ہے جب تک وہ شخص نہیں ہوگا خالد مارنے والا نہیں بن سکے گا۔

ضَرَبَ خَالِدٌ خالد نے مارا۔ کس کو مارا؟ مفہوم مکمل کرنے کیلئے اس کا ذکر، جس کو خالد نے مارا ہے، بھی لازمی ہے۔ ضَرَبَ ایک ایسا فعل ہے جس کا اثر کسی اور پر بھی پڑتا ہے۔ ایسے فعل کا ایک تو فاعل لازماً ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مفعول بھی ہوتا ہے۔ ضَرَبَ خَالِدٌ حَامِدًا [خالد نے حامد کو مارا]۔

ذہن میں سوال پیدا ہوگا کہ یہ **خَالِدٌ** حالت رفع میں کیوں ہے؟ اور یہ **حَامِدًا** حالت نصب میں کیوں ہے؟۔ اس میں کیا منطق (Logic) ہے۔ مارنے والا تو ہاتھ جھاڑ لے گا تو پھر ویسے کا ویسا۔ حالت اس کی بدلے گی جس کو مار پڑی ہے۔ تو عربی گرامر والوں نے اس سے قاعدہ بنایا کہ فاعل اپنی اصلی حالت (حالت رفع) میں رہتا ہے اس کا کچھ نہیں بگڑتا لیکن مفعول حالت رفع سے نکل کر حالت نصب میں چلا جاتا ہے۔

قاعدہ: فاعل ہمیشہ حالت رفع میں اور مفعول حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔ فعل کا فاعل (جو کرنے والا) وہ حالت رفع میں، بلندی کی حالت میں اور جس پر کام کرنے والے (فاعل) کا کام واقع ہوتا ہے، جس کو مار پڑتی ہے (مفعول) وہ حالت رفع میں نہیں رہ سکے گا بلکہ وہ حالت نصب میں استعمال ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل لازم

ⓘ جس فعل کا صرف فاعل ہی ہو اور مفعول کی ضرورت پیش نہ آئے اس فعل کو فعل لازم کہتے ہیں۔

ⓘⓘ فعل لازم کے اردو ترجمہ میں [نے] نہیں آتا۔ **مثلاً**: [وہ داخل ہوا، وہ بیٹھا، وہ نکل گیا]۔ اسی طرح دَخَلَ، جَلَسَ، خَرَجَ یہ تینوں فعل لازم ہوں گے کیونکہ یہاں [نے] نہیں ہے اور [نے] نہ ہو تو فعل لازم ہوتے ہیں۔ لہذا دَخَلَ، جَلَسَ اور خَرَجَ تینوں لازم فعل ہیں۔

ⓘⓘⓘ فعل لازم میں [ہونے] کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ **مثلاً**: دَخَلَ [وہ داخل ہوا]۔

فعل متعدی

ⓘ جس فعل کا فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول بھی استعمال ہو اس فعَل کو فعل متعدی کہتے ہیں۔ جو بیماری بیمار کی ذات تک محدود رہے اس کو لازم بیماری کہتے ہیں اور جو بیماری کسی اور کو بھی لگ جائے صرف بیمار تک محدود نہ رہے اس کو متعدی بیماری کہتے ہیں۔

نوٹ: فاعل (Subject) کے بغیر تو فعل کا تصور ہی نہیں۔ البتہ مفعول (Object) کا استعمال ہر فعل کے ساتھ لازمی نہیں۔

ⓘⓘ ایسا فعل جو صرف فاعل پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ جس پر کام کیا گیا ہو اس کا بھی ذکر کرنا لازم ہو متعدی فعل کہلاتا ہے۔ یعنی متعدی فعل کا مفعول بھی لازماً ہوتا ہے

ⓘⓘⓘ فعل متعدی کے اردو ترجمہ میں عموماً (نے) آتا ہے۔ جیسے اس نے مارا، اس نے مدد کی، اس نے سُنا، ضَرَبَ، نَصَرَ، سَمِعَ یہ تینوں فعل متعدی ہیں۔ اِن افعال کا ترجمہ کرتے وقت (نے) جو فعل متعدی کی عمومی نشانی ہے آ رہا ہے۔

Ⓘⓥ فعل متعدی میں [کرنے] کا مفہوم پایا جاتا ہے **مثلاً**: قَبِلَ [اس نے قبول کیا]۔ ظاہر ہے قَبِلَ کا فعل مکمل کب ہوگا؟ جب قبول کرنے والے کے ساتھ [وہ] ہوگا یا کہہ لیجئے [وہ] ہوگی جس کو اس نے قبول کیا ہے۔

اگر جملہ مکمل کرنا ہو تو قَبِلَ کے ساتھ فاعل (Subject) کا بھی اور فاعل کے علاوہ مفعول (Object) کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔

مثلاً: ذَهَبَ خَالِدٌ (خالد گیا)۔ اسکے ساتھ مفعول کا استعمال لازمی نہیں۔ اٹھا اور چلا گیا۔ لیکن ضَرَبَ خَالِدٌ خالد نے مارا۔ اس جملہ کا مفہوم مکمل کرنے کیلئے مفعول کا استعمال لازمی ہے۔ جب تک اس کا ذکر نہیں کریں گے جس کو مار پڑی ہے ضَرَبَ کا مفہوم مکمل نہیں ہوتا۔ لہذا ضَرَبَ کا فعل اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک مارنے والے کے ساتھ ساتھ اس کا ذکر نہ ہو جس کو مار پڑی ہے۔

قواعد

قاعدہ نمبر ① جملہ فعلیہ کی ترتیب یوں ہوتی ہے پہلے فعل پھر فاعل پھر مفعول۔

ⓘ پہلے اس فعل کا ذکر کیا جاتا ہے جو کام (فعل) کسی نے کیا ہو۔

ⓘⓘ پھر کرنے والے (فاعل) کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(iii) جس پر کام کرنے والے کا کام واقع ہوا ہو جسے مفعول کہتے ہیں۔

یہ ترتیب ریاضی کے اصول کے مطابق ہے۔ فعل میں تین حروف ہیں، فاعل میں چار حروف ہیں، اور مفعول میں پانچ حروف ہیں۔ چنانچہ ترتیب (3+4+5) فعل + فاعل + مفعول بنے گی۔

قاعدہ نمبر ②

(i) فاعل کا تو کچھ نہیں بگڑتا۔ چنانچہ عربی گرامر کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ فاعل ہمیشہ حالت رفع میں رہتا ہے۔

(ii) مفعول کی حالت بدلے گی اور اسلیئے مفعول ہمیشہ حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً: نَصَرَ اللّٰهُ الْعَبْدَ میں نَصَرَ فعل ہے۔ اللّٰهُ فاعل ہے اور اَلْعَبْدَ مفعول ہے۔

جب اللہ بندے کی مدد کرے گا تو اس کی حالت تو لازماً بدلے گی۔ بے کسی کی حالت میں نہیں رہے گا اسکی پریشانی خوشحالی میں تبدیل ہو گی۔

قاعدہ نمبر ③ یہ قاعدہ بہت اہم ہے۔ یہ پڑھ چکے ہیں کہ ہر فعل کا فاعل لازماً ہوتا ہے لیکن کبھی فعل کا فاعل اس فعل کے اندر ہی چھپا ہوا ہوتا ہے اور کبھی لفظ کی شکل میں فعل کے بعد جملے کے اندر موجود ہوتا ہے **مثلاً**: دَخَلُوْا [وہ داخل ہوئے]۔ کوئی داخل ہونے والے ہونگے، کوئی اندر آنے والے ہوں گے تو دَخَلُوْا کا فعل معرض وجود میں آئے گا۔ یہ تو بالکل نہیں کہا جاسکتا کہ اس فعل کا فاعل ہے ہی نہیں۔ فاعل نظر نہیں آرہا (ظاہر نہیں ہے) اس لئے کہ وہ فعل کے اندر ہی پوشیدہ ہے [وہ داخل ہوئے]۔ داخل ہونے والے کہاں ہیں؟ کہیں گے کہ اسم ضمیر [وہ] کی پوشیدہ شکل میں دَخَلُوْا کے اندر ہی چھپے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر یوں کہہ دیا جائے دَخَلَ اَوْلَادٌ۔ اس میں فعل دَخَلَ کا فاعل کہاں ہے؟ داخل ہونے والے کون ہیں؟ جملے میں ایک نظر آنے والا/ظاہری حالت میں لفظ اَوْلَادٌ بطور فاعل لفظ کی شکل میں فعل کے بعد موجود ہیں۔ عربی زبان کی گرامر میں اس کو کہیں گے کہ دَخَلُوْا ایسا فعل ہے جس کا فاعل اسی فعل میں چھپا ہوا ہے (یہ اسی طرح پوشیدہ فاعل کے ساتھ جملہ فعلیہ بن گیا)۔ دَخَلَ اَوْلَادٌ یہ ایک ایسا فعل ہے جس کا فاعل اس کے بعد لفظ کی شکل میں ظاہر ہے، موجود ہے۔

جب کسی فعل کا فاعل ظاہر ہو یعنی لفظ کی شکل میں اس فعل کے بعد موجود ہو تو **فعل ہمیشہ واحد استعمال کرتے ہیں**۔ چنانچہ دَخَلُوْا کی بجائے دَخَلَ اَوْلَادٌ کہیں گے [لڑکے داخل ہوئے]۔ لیکن اگر داخل ہونے والوں کا ذکر لفظ کی شکل میں موجود نہ ہو یعنی فاعل پوشیدہ ہو فعل کے اندر ہی چھپا ہوا ہو تو پھر واحد فاعل کیلئے فعل واحد استعمال ہوتا ہے اور تثنیہ فاعل کیلئے فعل تثنیہ اور جمع فاعل کیلئے فعل جمع۔

نتیجہ: فعل کا فاعل ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد استعمال ہوتا ہے۔ **مثلاً**: کہنا ہو (ایک لڑکا داخل ہوا) تب کہیں گے دَخَلَ وَلَدٌ اور اگر داخل ہونے والے دو ہوں اور دَخَلَ کے بعد دو لڑکوں کا ذکر بھی کر دیا گیا ہو تب بھی دَخَلَ وَلَدَانِ (دو لڑکے داخل ہوئے) کہیں گے۔ اگر داخل ہونے والے دو سے زیادہ ہیں (جمع ہیں) اور جو داخل ہونے والے ہیں انکا ذکر دَخَلَ کے بعد لفظ کی شکل میں موجود ہو۔ تو دَخَلَ کے بعد اَوْلَادٌ آئے گا۔ یعنی دَخَلَ اَوْلَادٌ (دو سے زیادہ لڑکے (جمع) داخل ہوئے) کہیں گے۔ لیکن اگر داخل ہونے والوں کا ذکر لفظ کی شکل میں موجود نہ ہو فعل کے اندر چھپا ہوا ہو (پوشیدہ ہو) تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر واحد فاعل کیلئے واحد فعل ۔تثنیہ فاعل کیلئے تثنیہ فعل اور جمع فاعل کیلئے جمع فعل ۔ **مثلاً**: یوں کہنا ہو [(وہ ایک) داخل ہوا] تو دَخَلَ کہیں گے۔ [(وہ دو) داخل ہوئے] تو پھر دَخَلَا کہیں گے۔ [(وہ سب) داخل ہوئے] پھر دَخَلُوْا کہیں گے۔قرآن مجید میں ہے! سَجَدَ الْمَلَائِكَةُ۔ ایک فرشتے کو اَلْمَلَکُ کہتے ہیں اور اس کی جمع اَلْمَلَائِكَةُ ہے۔جن فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا تھا وہ کروڑوں اربوں، کھربوں کی تعداد میں ہوں گے لیکن ان فرشتوں کیلئے جو فعل استعمال ہو رہا ہے وہ واحد ہے جو ایک فاعل کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ وجہ اور قاعدہ یہی ہے کہ جب فعل کا فاعل ظاہر ہو یعنی فعل کے بعد لفظ کی شکل میں موجود ہو تو پھر فعل کا صیغہ ہمیشہ واحد استعمال ہوتا ہے۔ البتہ: مذکر فاعل کے ساتھ مذکر فعل اور مؤنث فاعل کے ساتھ مؤنث فعل ہوگا۔

قاعدہ نمبر 4 فعل کو اگلے لفظ سے ملانے کے لئے فعل کے آخر میں زیر [ِ] دی جاتی ہے مثال کے طور پر جَلَسَتْ اَلْبِنْتُ کے بجائے جَلَسَتِ الْبِنْتُ لکھا اور پڑھا جائے گا۔

قاعدہ نمبر 5 بعض اوقات مفعول کا ذکر فعل کے بعد ضمیر متصل کی شکل میں بھی آجاتا ہے۔اس صورت میں فاعل اس کے بعد آئے گا۔ جیسے سورۃ یوسف میں آیا ہے **قَالُوْ لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ** (یوسف:14/12)۔(انہوں نے کہا اگر کھا لیا اس کو بھیڑیئے نے)

قاعدہ نمبر 6 تخصیص (Stress) کا معنیٰ پیدا کرنے کیلئے مفعول کبھی فاعل سے پہلے بھی آجاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ **اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ** (البقرۃ:133/2) (جب آئی یعقوبؑ کو موت)۔

قاعدہ نمبر 7 مفعول کبھی فعل اور فاعل دونوں سے پہلے بھی آجاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ **اِيَّاكَ نَعْبُدُ** (الفاتحۃ:4/1) (خاص تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں)۔ اس میں کَ مفعول ہے۔ [اس سے بھی تخصیص (stress) حصر کا معنیٰ پیدا کرنا مقصود ہے]۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ کریں اور ان کے اندر موجود فعل ماضی کے وزن، مادے کے حروف اور ان کے صیغے لکھیں؟

1. **خَلَقَ اللّٰهُ الْاِنْسَانَ** [اللہ نے انسان کو پیدا کیا]۔ خَلَقَ فعل ہے۔ اور پیدا کرنے والا یعنی اللّٰهُ فاعل ہے اور اَلْاِنْسَانَ مفعول ہے۔ مفعول حالت نصب میں ہوتا ہے۔ اور حالت نصب میں اسم کے آخر میں زبر [َ] آتی ہے۔

ترجمہ: اللہ نے انسان کو پیدا کیا۔

2. **ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا** (اَلنَّحل:76/16) میں ضَرَبَ کا اپنا ذاتی معنیٰ [مارنا] ہے۔ لیکن اردو زبان میں بھی مارنا کئی معنوں میں استعمال ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ **مثلاً:** مثال مارنا معنٰی کریں گے مثال بیان کرنا۔ضَرَبَ [بیان کی]۔ اللّٰہُ[اللہ نے]۔ مَثَلاً [ایک مثال]۔

ترجمہ: اللہ نے ایک مثال بیان کی۔

❸ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (اَلرُّوْم:41/30)

ظَهَرَ الْفَسَادُ [فساد ظاہر ہوگیا/بگاڑ پیدا ہوگیا]۔فِي الْبَرِّ [خشکی میں]۔ وَالْبَحْرِ [اور سمندر میں]۔زمین کے دو ہی حصے ہوتے ہیں خشکی (زمین) یا تری (سمندر)، تو مطلب ہوگا۔سمندر بھی جنگ وجدال کی آماجگاہ بن گئے ہیں اور خشکی کا علاقہ بھی۔زمین بھر میں فساد ظاہر ہوگیا۔ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ بِ [سے بوجہ]۔جس طرح اردو زبان میں حرف [سے] بعض اوقات [وجہ سے] کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح عربی زبان میں بھی بعض اوقات [بِ] کا معنٰی [وجہ سے] کیا جاتا ہے۔ **مثلاً:** اردو زبان میں ہم کہتے ہیں بیماری سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے (یعنی بیماری کی وجہ سے)۔تو [بِ] یہاں [وجہ سے] کے معنٰی میں ہے۔ مَا [جو]۔كَسَبَتْ [کمایا]۔ اَيْدِي النَّاسِ [لوگوں کے ہاتھوں نے]۔لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا یہ ایک محاورہ ہے لوگوں کی اپنی کرتوتوں کی وجہ سے/انکی اپنی حرکتوں کی وجہ سے/انکی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے، ان کے اندر سے انسانیت کی اقدار ختم ہوجانے کی وجہ سے۔ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ [فساد ظاہر ہوگیا برّ وبحر میں]۔ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ [بوجہ اس کے جو کمایا لوگوں کے ہاتھوں نے]۔

ترجمہ: فساد ظاہر ہوگیا خشکی میں اور سمندر میں بوجہ اس کے جو کمایا لوگوں کے ہاتھوں نے۔

❹ خَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ (اَلْقَصَص:79/28)

خَرَجَ [وہ نکلا]۔عَلٰى [پر]۔ قَوْمِهٖ [اسکی قوم]۔لیکن اسکی قوم کی بجائے ترجمہ کریں گے [وہ اپنی قوم پر نکلا]۔ فِيْ [میں]۔ زِيْنَتِهٖ [اسکی شان وشوکت/کروفر/Protocol] ترجمہ کریں گے لفظ (اسکی) کے بجائے [اپنی] کا۔قرآن مجید کی اس آیت میں قارون کا ذکر ہورہا ہے جو اپنی ہی قوم کا مال چوس کر اتراتا ہوا نکلا۔چھوٹے موٹے قارون آج بھی قوم کا خون چوس کر سڑکوں پر دوڑتے ہوئے بڑے بڑے ہوٹرشوٹر کے ساتھ نظر آتے ہوں گے۔

ترجمہ: وہ (قارون) نکلا اپنی قوم میں شان وشوکت کے ساتھ (بڑے کروفر میں/بڑے جاہ جلال میں پورے لاؤلشکر کے ساتھ اتراتا ہوا، فخر کرتا ہوا، غرور کرتا ہوا)۔

❺ بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ (اَلْكَهْف:90/18)

بَلَغَ [وہ پہنچا]۔مَطْلِعَ [طلوع ہونے کی جگہ پر]۔الشَّمْسِ [سورج]۔[وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ تک پہنچا]۔زمین کے علاقوں کو فتح کرتا ہوا وہ وہاں پہنچ گیا جہاں اُسے سورج کے طلوع ہونے کے علاوہ اور کوئی منظر دکھائی نہ دیتا تھا۔قرآن مجید کی اس آیت میں جناب ذوالقرنینؑ کا ذکر ہورہا ہے، کہ وہ زمین کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے زمین کے کنارے پر پہنچ گئے کہ پھر اس کے بعد انہیں کوئی منظر دکھائی نہیں دیتا تھا سوائے سورج کے طلوع ہونے کے یعنی وہ زمین کے آخری مشرقی کنارے تک پہنچ گئے۔

ترجمہ: وہ (ذوالقرنین) پہنچا سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6 سَجَدَ الْمَلَائِكَةُ (اَلْحِجْرُ:30/15)

[فرشتوں نے سجدہ کیا] اَلْمَلَائِكَةُ جمع ہے لیکن اس کے لئے جو فعل استعمال ہو رہا ہے وہ واحد ہے اس قاعدے کے تحت کہ جس فعل کا فاعل ظاہر ہو وہ ہمیشہ واحد (Singular) استعمال ہوتا ہے۔ لفظوں کی شکل میں فرشتوں کا ذکر نہ ہو فرشتوں کا ذکر فعل کے اندر چھپا ہو تو سَجَدُوْا [انھوں نے سجدہ کیا] کہیں گے

ترجمہ: فرشتوں نے سجدہ کیا۔

7 رَكَعَ النَّاسُ

[لوگوں نے رکوع کیا] اَلنَّاسُ جمع ہے لیکن فعل واحد استعمال ہوگا۔ رَكَعَ النَّاسُ لیکن اگر کہنا ہو انہوں نے رکوع کیا پھر رَكَعُوْا کہیں گے۔

ترجمہ: لوگوں نے رکوع کیا۔

8 قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا (اَلْقَصَصْ:33/28)

قَتَلْتُ [میں نے قتل کیا]۔ مِنْهُمْ [ان میں سے]۔ نَفْسًا [ایک جان کو]۔ اللہ رب العزت نے موسیٰؑ سے کہا جاؤ جا کے فرعون کو سمجھاؤ۔ کہا یا اللہ میں تو ان کا ایک بندہ مار چکا ہوں، جاؤں گا تو وہ مجھے گرفتار کر لیں گے۔ تو موسیٰؑ نے کہا تھا۔ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا۔ اللہ رب العزت نے کہا: جاؤ تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جاؤ جا کے فرعون کے دربار میں اس کو دعوت دو۔

ترجمہ: میں نے قتل کیا ہے ان میں سے ایک جان کو یعنی (ایک بندے کو)۔

9 نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (الحجر:29/15)

نَفَخَ کا معنٰی ہو [اس نے پھونکا] تو نَفَخْتُ کا معنٰی [مَیں نے پھونکا] کریں گے۔ فِيْهِ [اس میں]۔ مِنْ رُوْحِيْ [اپنی روح میں سے]۔ روح کس کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید اس کا جواب دیتا ہے: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ [وہ آپ سے پوچھتے ہیں روح کے بارے میں]۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ [کہہ دیجئے روح تو میرے رب کا حکم ہے]۔ [تو فرمایا میں نے اس میں پھونکا اپنی روح میں سے اپنے حکم میں سے] اپنے حکم کا ایک حصہ میں نے کلمہ كُنْ کہا اور وہ جیتا جاگتا انسان بن گیا۔ میں نے کلمہ كُنْ کہا تو عیسیٰؑ کی ولادت کا اہتمام ہو گیا۔

ترجمہ: میں نے اس میں پھونکا اپنی روح میں سے (اپنے حکم میں سے)۔

10 جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ (الاعراف:190/7)

جَعَلَ کا معنٰی ہے [اس نے بنایا]۔ تو جَعَلَا کا معنٰی [ان دو نے بنایا]۔ یہاں معنٰی کریں گے۔ ان دونوں نے بنائے سکے [یعنی اللہ کے] شرکاء (شریک کی جمع/یعنی کئی شریک) بنا ڈالے۔

مشرکین مکہ کا عقیدہ: قرآن مجید مشرکین مکہ کا ذکر کرتا ہے کہ ماں باپ بیٹے کی ولادت کی دعا کر رہے ہیں اللہ تو ہمیں تندرست بچہ عطا فرما دے (اللہ سے مانگ رہے ہیں) لیکن جب اللہ رب العزت نے انہیں تندرست بیٹا عطا فرما دیا تو انہوں کیا کیا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ ان دونوں نے اس کے (اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے) کئی شریک بناڈالے۔ہم تو ہبل کے پاس گئے تھے،ہم تولات کی درگاہ میں گئے تھے،ہم نے تومنات کے نام کی نذر و نیاز دی تھی وغیرہ وغیرہ۔

ترجمہ: ان دونوں نے بنائے اللہ کے کئی شریک۔

11 رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ (الکھف:71/18)

رَكِبَ کا معنٰی ہو[وہ سوار ہوا]تورَكِبَا کا معنٰی [وہ دو سوار ہوئے] کریں گے۔فِي السَّفِينَةِ [کشتی میں]۔یہاں بات ہو رہی ہے موسیٰؑ اور خضرؑ کی جب وہ دونوں کشتی میں سوار ہوئے اور خضرؑ نے اس کشتی کے تختے توڑ دیے۔

ترجمہ: وہ دونوں کشتی میں سوار ہوئے۔

12 وَجَدَا فِيهَا جِدَارًا (اَلْكَهَف:77/18)

وَجَدَا [ان دونے پایا]۔فِيهَا[اس میں/یعنی/اس بستی میں]۔جِدَارًا [ایک دیوار کو]۔یعنی ان دونوں (موسیٰؑ اور خضر) کو اس بستی میں ایک دیوار ملی جوگر رہی تھی،ان دونوں نے اس کو سیدھا کر دیا۔

ترجمہ: ان دونوں نے اس بستی میں ایک دیوار پائی۔

13 نَسِيَا حُوتَهُمَا (اَلْكَهَف:61/18)

نَسِيَ کا معنٰی[وہ بھول گیا]تونَسِيَا کا معنٰی[وہ دونوں بھول گئے] کریں گے۔حُوتَهُمَا [ان(اپنی)دونوں کی مچھلی]۔موسیٰؑ اور ان کے ساتھی کا ذکر ہے۔

ترجمہ: وہ دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو۔

14 لَقِيَا غُلَامًا (اَلْكَهَف:74/18)

لَقِيَ[وہ ملا]۔لَقِيَا [وہ دونوں ملے]۔غُلَامًا[ایک لڑکے سے]۔غُلَامٌ نوعمر لڑکے کو کہتے ہیں۔موسیٰؑ اور خضرؑ جا رہے تھے راستے میں ایک لڑکا کھیل رہا تھا اس کا ذکر ہو رہا ہے۔

ترجمہ: ان دونوں کی ملاقات ہوئی ایک لڑکے سے۔

15 سَحَرُوٓا اَعْيُنَ النَّاسِ..(الاعراف:116/18)

سَحَرَ کا معنٰی[اس نے جادو کیا]۔سَحَرُوْا کا معنٰی[ان سب نے جادو کیا] کریں گے۔اَعْيُنَ عَيْنٌ کی جمع ہے۔اَعْيُنَ النَّاسِ [لوگوں کی آنکھوں (پر)]۔موسیٰؑ کے دور کی بات ہو رہی ہے کہ ان جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔

ترجمہ: انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا۔

16 مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ..(آل عمران:54/3)

مَكَرَ کا لفظی مصدری معنٰی ہے[تدبیر کرنا/خفیہ منصوبہ بندی(Planning) کرنا/سوچ بچار کرنا]۔مَكَرُوْا[انہوں نے تدبیر کی]جس معنٰی میں مکر کا لفظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے عربی زبان میں اس معنٰی میں استعمال نہیں ہوتا۔اردو میں مکروفریب/دھوکہ دینا مراد ہے۔عربی میں مَکَرُوْا کا مطلب و معنٰی [انہوں نے منصوبہ بنایا] ہوتا ہے۔ وَمَکَرَ اللّٰهُ [اور اللہ نے تدبیر کی/اللہ نے منصوبہ بنایا]۔انہوں نے منصوبہ بنایا نبی آخرالزمان ﷺ کو راستے سے ہٹانے کا،قتل کرنے کا اور اللہ نے منصوبہ بنایا سرور کائنات ﷺ کو بچانے کا۔اور آگے آیت کا بقیہ حصہ ہے۔وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ [اللہ بہترین تدبیر(Planning) کرنے والا ہے]۔اللہ کی تدبیر کے آگے کسی کی تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوسکتی۔

ترجمہ: انہوں نے منصوبہ بنایا اور اللہ نے تدبیر کی (اللہ نے منصوبہ بنایا)۔

17 **غَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ** (صٓ:25/38)

غَفَرَ کا معنٰی [اس نے بخشا]۔تو غَفَرْنَا کا معنٰی [ہم نے بخشا] کریں گے۔یا یوں ترجمہ کریں گے۔غَفَرْنَا [ہم نے بخش دیا]۔ لَهٗ [اس کیلئے اس کا]۔ ذٰلِكَ [وہ(گناہ)]۔اشارہ ذٰلِكَ اس عمل کی طرف کیا جارہا ہے جس کا ذکر پیچھے گزر چکا۔اللہ کے نبی داوٗد سے نادانستہ کوئی لغزش صادر ہوئی/اللہ کی نافرمانی ہوئی اور انہوں نے توبہ استغفار کرلی۔اللہ رب العزت فرمارہا ہے غَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ہم نے اس کے لئے اس کو(اس گناہ کو اس لغزش کو) بخش دیا،معاف کردیا۔

ترجمہ: ہم نے اس کے لئے اس کو(اس گناہ کو اس لغزش کو) بخش دیا،معاف کردیا۔

18 **مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا** (صٓ:27/38)

خَلَقَ [اسنے پیدا کیا]۔ خَلَقْنَا [ہم نے پیدا کیا]۔مَاخَلَقْنَا [ہم نے نہیں پیدا کیا]۔السَّمَآءَ [آسمان کو]۔وَالْاَرْضَ [اور زمین کو]۔ وَ [اور]۔ مَا [جو]۔ بَيْنَهُمَا [ان دونوں کے درمیان ہے]۔بَاطِلًا [بے کار/بے مقصد/بے نتیجہ]۔کہ سب کچھ یونہی ختم ہوجائے اور اس کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا ایسا نہیں ہے ہم ہر ایک سے حساب لیں گے۔اس کا کوئی نہ کوئی مقصد اور حکمت،اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ لازماً ہے۔قرآن پاک ایسی آیات سے بھرا ہوا ہے۔

ترجمہ: ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے بے مقصد/بے نتیجہ پیدا نہیں کیا۔

19 **لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ** (الزمر:27/39)

لَ کا معنٰی بھی [یقیناً]۔ قَدْ کا معنٰی بھی [یقیناً]۔ اِنَّ کا معنٰی بھی پڑھ چکے [یقیناً/بے شک]۔تینوں میں فرق کیا ہے؟اِنَّ کا معنٰی [بے شک/یقیناً/واقعتاً]۔ اِنَّ اسم سے پہلے آتا ہے۔قَدْ کا معنٰی بھی [یقیناً] فعل سے پہلے آتا ہے۔جہاں تک لَ کا تعلق ہے یہ Free Lancer (ہر طرف جاسکنے والا) ہے یہ اسم فعل اور حرف تینوں سے پہلے آجاتا ہے،یہ سب کیلئے مشترکہ ہے۔ لَقَدْ اس کا معنٰی کریں گے [یقیناً یقیناً]۔اس بات میں کوئی شک نہیں،ہم نے واقعتاً ایسا ہی کیا ہے۔ضَرَبْنَا [ہم نے بیان کردیا ہے]۔لِلنَّاسِ [لوگوں کیلئے]۔ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ [اس قرآن میں]۔مِنْ كُلِّ مَثَلٍ [ہر مثال میں سے ہر مثال کو]۔اردو زبان کے اسلوب میں معنٰی کریں گے [ہر قسم کی مثال کو]۔ہم نے اپنی توحید اپنی کبریائی کا مفہوم سمجھانے کیلئے،دنیا کی حیثیت سمجھانے کیلئے، مرنے کے بعد اٹھنے کا عقیدہ سمجھانے کیلئے،آخرت کا عقیدہ سمجھانے کیلئے ہر قسم کی مثال قرآن مجید میں بیان کردی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مثالوں میں سے ایک مثال اگلی آیت میں آ رہی ہے۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال کو بیان کر دیا ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنی توحید، اپنی کبریائی، اپنی وحدانیت کا مفہوم سمجھانے کیلئے ایک مثال بیان کی ہے۔

20 **ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ o مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ** (الحج:22/73-74)۔

پوری آیت یوں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ [اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے]۔ **فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ** [اس کو غور سے سنو]۔ **اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ** [یقیناً وہ جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو] (عبادت نہیں کہا، پکارتے ہو کہا اس لئے کہ مصیبت اور مدد کے وقت اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا بھی تو شرک ہی ہے)۔ **لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا** [ہرگز ایک مکھی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے]۔ **وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ** [خواہ وہ سب کے سب (اس مقصد کیلئے) اکٹھے ہو جائیں]۔ (مکھی پیدا کرنا تو بہت دور کی بات ہے) **وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا** [اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے (ان کے سامنے پڑے ہوئے نذر و نیاز کے کھانوں میں سے کوئی ذرہ اٹھا کر لے جائے)]۔ **لَا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ** [اس (ذرے) کو اس مکھی (کے منہ) سے چھڑانے کی طاقت نہیں رکھتے]۔ اس مثال سے ثابت ہوا؛ **ضَعُفَ الطَّالِبُ** [کمزور ثابت ہوا طلب کرنے والا/مانگنے والا] **وَالْمَطْلُوْبُ** [اور وہ جس سے مانگا جارہا ہے]۔ مانگنے والا تو کمزور ہے ہی ورنہ وہ مانگنے کیوں جاتا۔ فرمایا! جس سے مانگنے جارہا ہے وہ بھی کمزور ہے۔ وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتا۔ مکھی پیدا کرنا تو درکنار اس کے منہ سے ایک ذرہ چھڑانے کی بھی استطاعت / قوت نہیں رکھتا۔ فرمایا! ایسا کرنے والوں نے **مَا قَدَرُوا اللّٰهَ** [انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی]۔ **حَقَّ قَدْرِهٖ** [جس طرح اسکی قدر کرنے کا حق ہے]۔ انہوں نے بھی معاذ اللہ، اللہ کو دیگر حکمرانوں کی طرح کمزور سمجھ رکھا ہے جو اپنا کاروبار حکومت چلانے کیلئے دوسروں کے محتاج ہیں۔ انہوں نے بھی شاید یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ نے اختیارات ادھر اُدھر تقسیم کر دیئے ہیں۔ کہا نہیں تمام اختیارات کا واحد مرکز و محور خود اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ **اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ** (اِنَّ بھی آ رہا ہے لَ بھی آ رہا ہے)۔ اس لئے ترجمہ کریں گے [یقیناً یقیناً اللہ طاقت ور ہے قوت و طاقت کا منبع و سرچشمہ ہے]۔ **عَزِيْزٌ** بالا دست ہے بالاترین ہستی ہے کوئی قوت اس کے ارادوں میں حائل نہیں ہو سکتی۔

ترجمہ: کمزور ثابت ہوا طلب کرنے والا مانگنے والا اور وہ جس سے مانگا جارہا ہے۔ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جس طرح اسکی قدر کرنے کا حق ہے، یقیناً یقیناً اللہ طاقت ور زبردست / غالب ہے۔

21 **مَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ** (البقرة:2/16)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تِجَارَتُهُمْ کا تجزیہ (Break-up) ہے (تِجَارَةُ + هُمْ) تِجَارَةُ کا لفظ مؤنث ہے اس وجہ سے رَبِحَ کی جگہ فعل رَبِحَتْ مؤنث استعمال ہو رہا ہے۔ رَبِحَ [کامیاب ہوا]۔ رَبِحَتْ [کامیاب ہوئی]۔ مَارَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ [نہیں کامیاب ہوئی ان کی تجارت]۔ اللہ رب العزت نے کچھ لوگوں کا ذکر فرمایا ہم نے ان کے سامنے کفر اور ایمان دونوں نعمتوں کو پیش کیا انہوں نے ایمان کی نعمت کو واپس کر دیا اور کفر کو لے لیا۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ [یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے خرید لیا۔ نہیں کامیاب ہوئی ان کی تجارت]۔ ہم نے گمراہی بھی انکے سامنے پیش کی اور ہدایت و رہنمائی بھی۔ انہوں نے ایمان کو، ہدایت و رہنمائی کو واپس کر دیا اور کفر و گمراہی کو لے لیا۔ آگے قرآن کہتا ہے ایسا کرنے والوں کا سودا اور تجارت کامیابی کا سودا کامیابی کی تجارت نہیں ہے۔

ترجمہ: نہیں کامیاب ہوئی ان کی تجارت۔

22 خَلَقَ الْاِنْسَانَ (الرحمن:3/55)

اَلْاِنْسَانَ اور اَلْاِنْسَانُ میں فرق

اَلْاِنْسَانَ کے آخر میں جوزبر ہے وہ ہمیں بتا رہی ہے کہ اَلْاِنْسَانَ مفعول ہے۔ اگر یہ لفظ فاعل ہوتا تو پھر خَلَقَ الْاِنْسَانَ کی بجائے خَلَقَ الْاِنْسَانُ ہوتا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ خَلَقَ الْاِنْسَانُ [انسان نے پیدا کیا] اور خَلَقَ الْاِنْسَانَ [اس نے انسان کو پیدا کیا]۔ خَلَقَ اس نے پیدا کیا۔ فاعل کے لیے هُوَ ضمیر کا مفہوم خَلَقَ کے اندر ہی چھپا ہوا ہے۔ خَلَقَ فعل ہے اور ضمیر هُوَ اس میں بطور فاعل چھپی ہے۔ یہ پورا جملہ فعلیہ ہے۔

ترجمہ: اس نے انسان کو پیدا کیا۔

23 لَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا (الحجر:16/15)

لَقَدْ جَعَلْنَا [یقیناً یقیناً ہم نے بنائے]۔ فِی السَّمَآءِ [آسمان میں]۔ بُرُوْجًا بُرْجٌ کی جمع ہے [گنبد]۔ کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے، یہ خود ہی وجود میں نہیں آ گیا۔ فرمایا! یقیناً یقیناً ہم نے بنائے ہیں، ہماری تخلیق ہے۔ گنبد نما چوکیاں بنا رکھی ہیں۔ آسمان میں اللہ کا اپنا نظام ہے، کہکشائیں ہیں۔ اللہ رب العزت نے جن گنبدوں کا ذکر کیا ہے، سمندر کا سفر کرنے والے ان سے بخوبی آشنا ہیں۔ آلات کی مدد سے وہ ان چوکیوں کو دیکھتے ہیں اور اپنا راستہ متعین کرتے ہیں۔ اس کے نظام میں ان چوکیوں کا اہم ترین مقام ہوگا اس لئے ان کا ذکر خصوصی طور پر کیا ہے۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً ہم نے آسمان میں گنبد بنائے ہیں۔

24 وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ (التوبہ:72/9)

[وعدہ کیا اللہ نے مومنوں سے]۔ وَعَدَ فعل ہے [وعدہ کرنے کا معنٰی دینے والا]۔ لفظ اللہ کو عربی گرامر کی اصطلاح میں فاعل کہیں گے اور جن سے اللہ وعدہ کر رہا ہے وہ مومن ہیں۔ لفظ اَلْمُؤْمِنِیْنَ عربی گرامر کی اصطلاح میں مفعول کہلائے گا۔ وَعَدَ فعل، اَللّٰهُ فاعل، اَلْمُؤْمِنِیْنَ مفعول [فعل + فاعل + مفعول] = جملہ فعلیہ۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ یہاں کیوں نہیں استعمال ہوا؟ اس لیے کہ یہ لفظ یہاں مفعول بن کر استعمال ہو رہا ہے اور مفعول ہمیشہ حالت نصب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہوتا ہے اور حالت نصب میں الْمُؤْمِنُوْنَ نہیں بلکہ الْمُؤْمِنِیْنَ آتا ہے۔

ترجمہ: وعدہ کیا اللہ نے مومنوں سے۔

25 اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا (ھود:16/11)

اللہ کے باغیوں کا ذکر: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ [وہ لوگ جن کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے]۔ اللہ رب العزت نے اپنے باغیوں کا سرکشوں کا نافرمانوں کا ذکر کیا۔ فرمایا وہ لوگ جو ہمارے احکامات اور ضابطوں کو تسلیم کرنے کی بجائے ان کے خلاف سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں، باغیانہ روش اختیار کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں۔ اُولٰٓئِکَ [وہ لوگ]۔ الَّذِیْنَ [جن کا]۔ لَیْسَ [نہیں ہے]۔ لَهُمْ [ان کے لیے (کوئی حصہ)]۔ فِی الْاٰخِرَةِ [آخرت میں] اِلَّا النَّارُ [مگر آگ]۔ فرمایا ایسے لوگوں کو آخرت میں دینے کیلئے ہمارے پاس سوائے جہنم کی آگ کے کچھ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم دنیا میں کوئی تفریق نہیں کریں گے دنیا میں ہم انہیں ہر قسم کے عیش و آرام سے نوازیں گے۔ کیونکہ دنیا میں ہمارے ہاں اس طرح کی کوئی تفریق نہیں ہے لیکن جب وہ آخرت میں ہمارے پاس آئیں گے تو پھر ہم انہیں سوائے جہنم کی آگ کے کچھ نہیں دیں گے۔ بامحاورہ ترجمہ کریں گے: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ (وہ لوگ ہیں جن کیلئے نہیں ہے کچھ آخرت میں مگر جہنم کی آگ) اور جو انکی فیکٹریاں، کارخانے، ان کے ایوان، محلات، ان کی جاگیریں دنیا میں تھیں ان کا کیا ہوگا؟ فرمایا: وَحَبِطَ [اور رائیگاں ہو گیا/ضائع ہو گیا]۔ مَا [جو کچھ]۔ صَنَعُوْا [انہوں نے بنایا] جو انہوں نے تیار کیا۔ فِیْهَا [اس (دنیوی زندگی) میں]۔ جو کچھ انہوں نے دنیوی زندگی میں تیار کیا فرمایا! وہ سمجھ لیا جائے آخرت میں رائیگاں ہو گیا ضائع ہو گیا کسی کام نہ آیا۔

ترجمہ: وہ لوگ جن کا (ذکر پیچھے گزر چکا ہے) نہیں ہے ان کے لیے آخرت میں (کچھ بھی) مگر آگ اور رائیگاں ہو گیا/ضائع ہو گیا جو کچھ انہوں نے بنایا اس (دنیوی زندگی) میں۔

26 وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (ال عمران:97/3)

وَ [اور]۔ مَنْ [جس نے]۔ کَفَرَ [کفر کیا] (ہمارے احکامات اور ضابطوں کو ہماری نازل کردہ شریعت کو ماننے سے انکار کیا) تو اس نے ہمارا کوئی نقصان نہ کیا اس نے ہمارے اقتدار و اختیار میں کوئی کمی نہیں کی۔ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ اس لیے کہ فَاِنَّ اللّٰہَ [تو یقیناً اللہ] غَنِیٌّ [غنی ہے/بے نیاز ہے]۔ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ [سب جہانوں سے]۔ اگر وہ نہیں ایمان لائے گا تو اللہ کے اقتدار و اختیار میں کیا کمی ہو جائے گی! نقصان سارا اس کا اپنا ہی ہوگا۔

ترجمہ: اور جس کسی نے کفر کیا (پھر کیا؟) تو یقیناً اللہ سب جہانوں سے بے نیاز ہے۔

27 اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ (ال عمران:4/3)

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا [یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا]۔ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ [اللہ کی آیات سے]۔ جنہوں نے اللہ کے نازل کردہ احکامات اور ضابطوں کو ماننے سے انکار کیا۔ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔ [ان کے لیے سخت عذاب ہے]۔

ترجمہ: یقیناً جن لوگوں نے اللہ کی آیات سے کفر کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

28 وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ (ابراھیم:7/14)۔

وَلَئِنۡ اسکا تجزیہ (Breakup) دیکھئے (وَ+ لَ + اِنۡ)۔ وَ[اور]۔ لَ[یقیناً]۔ اِنۡ[اگر]۔اِنۡ ایک حرف ہے لَ اس حرف سے پہلے آرہا ہے ہم پڑھ چکے ہیں[لَ] اسم سے پہلے بھی آجاتا ہے اور فعل سے پہلے بھی اور حرف سے پہلے بھی اس کا معنٰی یقیناً ہے۔(وَ+لَ +اِنۡ) کو ملا کر لکھیں گے وَلَـئِـنۡ [اور یقیناً اگر]۔ كَـفَـرۡتُمۡ[تم نے کفر کیا]۔ ہماری ذات کو ہمارے اختیارات کو ہمارے احکامات کو ماننے سے انکار کیا تو پھر:اِنَّ (یقیناً یقیناً) یعنی اس بات میں کوئی شک شبہ نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے دوٹوک انداز سے کہہ دیا ہے۔ تا کہ کل کو کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ اے اللہ ہم کو خبر ہی نہیں ہوئی،فرمایا! اِنَّ عَـذَابِـىۡ لَشَدِيۡدٌ[یقیناً یقیناً میرا عذاب سخت ہے]۔میری سزا بہت سخت ہے۔اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر اس نے کفر کرنا ہے تو کرے۔

ترجمہ: اور یقیناً اگر تم نے کفر کیا، (تو وہ جان لے) یقیناً یقیناً میرا عذاب سخت ہے۔

29 قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ (البقرۃ:251/2)

[قتل کیا داؤدؑ نے جالوت کو]۔داؤدؑ 14 سال کی عمر کے نوخیز لڑکے تھے۔جالوت اس دور کے مشرکین فلسطینیوں کا سربراہ تھا وہ مقابلے پر آیا۔لوہے کے لباس میں ملبوس تھا،تھوڑی سی جگہ سر کے پاس سے خالی تھی۔داؤدؑ نے نشانہ لیا وہیں جا کے پتھر لگا اسی جگہ ڈھیر ہوگیا۔اس کا اللہ رب العزت نے ذکر فرمایا ہے۔ قَتَلَ فعل ہے[اس نے قتل کیا]۔دَاوٗدُ فاعل ہے[داؤدؑ نے]۔ جَـالُـوۡتَ مفعول ہے[جالوت کو]۔داؤدؑ نے تو کچھ پھینک دیا۔پھر ویسے کے ویسے ہی رہے۔لیکن جالوت تو ویسے کا ویسا نہیں رہا اس کی حالت تو بدل گئی۔وہ جہنم رسید ہوا۔اسی لئے دَاوٗدُ (فاعل) حالت رفع میں ہے اور جَالُوۡتَ (مفعول) حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ: قتل کیا داؤدؑ نے جالوت کو۔

30 قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ قَتَلُوۡۤا اَوۡلَادَهُمۡ (الانعام:140/6)

قَدۡ خَسِرَ [یقیناً خسارے میں رہے/نقصان اٹھایا]۔ الَّـذِيۡنَ [ان لوگوں نے جنہوں نے]۔ قَتَلُوۡا [قتل کیا]۔اَوۡلَادَهُمۡ[اپنی اولاد کو]۔خواہ اس کے لئے کتنا جدید/ماڈرن طریقہ اختیار کر لیا جائے،اس کیلئے پوری وزارت قائم کر لی جائے۔فرمایا! اپنی اولاد کو قتل کر کے ایسے لوگوں کی معیشت ہمیشہ خسارے کی معیشت ہی رہے گی (ان کا بجٹ خسارے کا ہی رہے گا)۔

ترجمہ: خسارے میں رہے ان لوگوں نے جنہوں نے اپنی اولاد کو قتل کیا۔

31 مَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ (النساء:157/4)۔

مَا[نہیں]۔ قَتَلُوۡ[انہوں نے قتل کیا]۔ هُ [اسے]۔ وَ[اور]۔ مَا[نہیں]۔صَلَبُوۡ[انہوں نے صلیب پر لٹکایا (انہوں نے پھانسی دی)]هُ[اسے]۔عیسیٰؑ کی بات ہو رہی ہے۔بامحاورہ ترجمہ یوں کریں گے۔ مَـا قَـتَـلُـوۡهُ وَمَـا صَلَبُوۡهُ ۔[وہ (یہودی) نہ تو عیسیٰؑ کو قتل کر سکے اور نہ ہی وہ انہیں پھانسی دے سکے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمه: وہ (یہودی) نہ تو (عیسیٰؑ کو) قتل کر سکے اور نہ ہی وہ انہیں پھانسی دے سکے۔

32 وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ (النمل:16/27)

وارث بنے سلیمانؑ داوٗدؑ کے۔وَرِثَ فعل ہے۔سُلَيْمَانُ فاعل ہے اور دَاوُدَ مفعول ہے اسی لیے حالت نصب میں ہے۔

ترجمه: وارث بنے سلیمانؑ داوٗدؑ کے۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل اردو جملوں کا عربی ترجمہ کریں۔

قاعده: پہلے فعل کا ترجمہ کریں پھر فاعل (جو کام کرنے والا ہے) کا ترجمہ اور باقی جو کچھ ہو مفعول ہو یا حرف جر ہو اور مجرور ہو اس کو آخر میں رکھیے۔

1 خالد کرسی پر بیٹھا۔ جَلَسَ خَالِدٌ عَلَى الْكُرْسِيِ

2 لڑکے نے دودھ پیا۔ پیا کا ترجمہ پہلے۔ پینے والا فاعل لڑکا ہے اسکا ترجمہ بعد میں اور جس چیز کو اس نے پیا (دودھ کو) مفعول اس کا ترجمہ سب سے آخر میں کریں گے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا شَرِبَ الْوَلَدُ اللَّبَنَ ۔آج کل دودھ کیلئے حَلِيْبٌ بھی استعمال کرتے ہیں لیکن قرآن پاک میں دودھ کیلئے لَبَنٌ استعمال ہوا ہے۔اس کو استعمال کرنا زیادہ درست ہے اگرچہ حَلِيْبٌ کا معنٰی بھی دودھ ہی بنتا ہے۔

نوٹ: اگر نکرہ استعمال کریں یعنی تنوین کے ساتھ ال کے بغیر تو ترجمہ میں ایک،کوئی،چند یا کچھ کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے اور اگر ایک،کوئی،چند یا کچھ کا ترجمہ نہ کرنا ہوتا پھر ال کے ساتھ استعمال کریں گے۔

3 میں نے کتاب پڑھی۔قَرَءَ [اس نے پڑھی] اور میں نے پڑھی کیلئے لفظ قَرَأْتُ استعمال ہوگا۔اگر کتاب نے آپ کو پڑھا ہوتا تو پھر اَلْكِتَابُ کہتے۔لیکن چونکہ کہنے والا کہہ رہا ہے کہ میں نے کتاب کو پڑھا تو اَلْكِتَابَ یہاں مفعول ہوگا۔اور مفعول ہمیشہ حالت نصب میں ہوتا ہے اور حالت نصب میں اسم کے آخر میں زبر آتی ہے۔بشرطیکہ اس لفظ کا تعلق نون گروپ سے نہ ہو۔قَرَأْتُ الْكِتَابَ

4 اللہ نے آسمانوں کو پیدا کیا۔پہلے فعل پھر فاعل پھر مفعول خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ ۔مفعول حالت نصب میں ہوتا ہے اور حالت نصب میں اسم کے آخر میں زبر[ـَ] آتی ہے لیکن الف اور لمبی تا[ت] والی جو جمع ہے اس کے آخر میں حالت نصب میں جہاں زبر[ـَ] آنی چاہیے وہاں بھی زیر[ـِ] آتی ہے۔یہ استثناء Exception ہے۔

5 چور نے مسافر کو قتل کیا۔قَتَلَ السَّارِقُ الْمُسَافِرَ ۔قَتَلَ فعل، السَّارِقُ فاعل، اَلْمُسَافِرَ مفعول،فاعل حالت رفع میں اور مفعول حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے ۔

6 ہم نے مظلوموں کی مدد کی۔نَصَرَ [اس نے مدد کی]۔نَصَرْنَا الْمَظْلُوْمُوْنَ کی بجائے نَصَرْنَا الْمَظْلُوْمِيْنَ استعمال ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَظْلُوْمُوْنَ یعنی حالت رفع میں تب استعمال کرتے جب مظلوم آپ کی مدد کررہے ہوتے یعنی فاعل ہوتے لیکن وہ تو پہلے ہی مظلوم ہیں وہ تو آپ کی مدد کے محتاج ہیں تو مدد کرنے والے کون ہیں؟ جو یہ جملہ ادا کر رہے ہیں۔اور جن کی مدد کی جارہی ہے ان کو عربی گرامر کی اصطلاح میں مفعول کہیں گے اور مفعول ہمیشہ حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔اس لیے نَصَرْنَا الْمَظْلُوْمُوْنَ کی بجائے نَصَرْنَا الْمَظْلُوْمِیْنَ ترجمہ کریں گے۔

7 آسمان سے بارش نازل ہوئی۔نَزَلَ فعل ہے،اَلْمَطَرُ فاعل ہے آسمان سے مِنَ السَّمَاءِ حرف جار اور مجرور، **نَزَلَ اَلْمَطَرُ مِنَ السَّمَاءِ۔**

8 اللہ نے رسول بھیجے۔ **بَعَثَ اللّٰہُ الرُّسُلَ** ۔ اَلرُّسُلُ کی بجائے اَلرُّسُلَ استعمال ہورہا ہے۔اس لیے کہ یہ اسم یہاں مفعول بن کر استعمال ہورہا ہے بَعَثَ (بھیجا/بھیجے) فعل ہے، اللّٰہُ فاعل ہے اور اَلرُّسُلَ (کئی رسول) مفعول ہے۔بَعَثَ [مصدری معنٰی: بھیجنا مبعوث کرنا متعین کرنا، کسی کو نامزد کرنا]۔

9 ہم نے قرآن سنا۔ سَمِعْنَا + اَلْقُرْآنَ ملا کر ایسے پڑھیں گے۔[اَ] کو خاموش Silent کرتے ہوئے **سَمِعْنَا الْقُرْآنَ** ۔ سَمِعَ الْقُرْآنَ [اس نے قرآن سنا]۔ سَمِعْنَا الْقُرْآنَ [ہم نے قرآن سنا]۔

10 مشرکوں نے بتوں کے سامنے سجدہ کیا۔ سَجَدَ الْمُشْرِکُوْنَ [مشرکوں نے سجدہ کیا] ایک یا دو مشرکوں کی بات نہیں ہورہی سب کی بات ہورہی ہے۔سجدہ کرنے والے زیادہ ہیں (اَلْمُشْرِکُوْنَ جمع ہے) لیکن ان کیلئے جو فعل استعمال ہورہا ہے وہ واحد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب فعل کا فاعل ظاہر ہو فعل کے بعد لفظ کی شکل میں موجود ہو تو فعل ہمیشہ واحد (Singular) استعمال ہوتا ہے۔بتوں کے سامنے [اَمَامَ الْاَصْنَامِ]۔اَمَامَ مضاف ہے اور اَلْاَصْنَامِ مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ کے آخر میں زیر آتی ہے۔ **سَجَدَ الْمُشْرِکُوْنَ اَمَامَ الْاَصْنَامِ۔**

11 کافروں نے گائے کی پوجا کی (کافروں نے گائے کو پوجا)۔پوجنا [عَبَدَ]۔کافروں نے [اَلْکَافِرُوْنَ] بھی کہہ سکتے ہیں اور اسکی جمع [اَلْکُفَّارُ] بھی آتی ہے۔بعض اسماء کی جمع بیک وقت جمع سالم بھی استعمال ہوتی اور جمع مکسر بھی۔اَلْکَافِرُوْنَ جمع سالم ہے اور اَلْکُفَّارُ جمع مکسر ہے۔ **عَبَدَ الْکَافِرُوْنَ الْبَقَرَۃَ** بھی کہہ سکتے ہیں اور **عَبَدَ الْکُفَّارُ الْبَقَرَۃَ** بھی۔عَبَدَ فعل ہے اَلْکَافِرُوْنَ فاعل ہے اور اَلْبَقَرَۃَ مفعول ہے۔کسی کو شبہ نہ پڑے کہ اَلْکَافِرُوْنَ کے آخر میں جو زبر [ـَ] ہے وہ یہ بتا رہی ہے کہ یہ اسم حالت نصب میں ہے لیکن یہ تو نون [ن] گروپ کا لفظ ہے۔نون گروپ کی حرکتوں کو نوٹ نہیں کیا جاتا۔اگر نون سے پہلے والا حرف اس سے فاصلے پر ہو تو اس اسم کی وہ حالت حالت رفع یعنی اصلی حالت کہلائے گی اور اگر نون سے پہلے والا حرف اس کے ساتھ جڑا ہوا ہو، ملا ہوا ہو، متصل (Attach) ہو تو پھر حالت نصب یا حالت جر کہلائے گی۔لہذا اَلْکَافِرُوْنَ فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے اور اَلْبَقَرَۃَ مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

12 مسلمانوں نے گائے کو ذبح کیا اور انہوں اس کا گوشت کھایا۔ **ذَبَحَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَقَرَۃَ** ۔اَلْمُسْلِمُوْنَ یہاں حالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفع میں ہے۔ اَلْبَقَرَةَ حالت نصب میں ہے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں میں چھری ہوگی گائے کو ذبح کر کے اسے پھینکیں گے ہاتھ دھوئیں گے پھر ویسے کے ویسے۔ حالت گائے کی بدلے گی جو ذبح ہوئی۔ چنانچہ اَلْبَقَرَةَ حالت نصب میں استعمال کریں گے اور انہوں نے اس کا گوشت کھایا وَاَكَلُوْا لَحْمَهَا (وَاَكَلُوْا اور انہوں نے کھایا لَحْمَهَا [اس کا گوشت]۔ لَحْمَهَا کہیں گے لَحْمُهَا نہیں کہیں گے۔ کیونکہ گوشت تو مفعول ہے گوشت تو نہیں کھا رہا اس کو کھانے والے کوئی اور ہیں۔ کھانے والوں کا ذکر وَاَكَلُوْا کے اندر ہی چھپا ہوا ہے۔ ھا کی ضمیر لوٹ رہی ہے اَلبَقَرَة کی طرف جو مؤنث ہے۔

13 تم دونوں کل کہاں گئے؟ اَيْنَ ذَهَبْتُمَا اَمْسِ ؟۔ اَمْسِ [گزرا ہوا کل (Yesterday)] آنے والے کل (Tomorrow) کو عربی زبان میں غدًا کہتے ہیں۔ تو گیا [ذَهَبْتَ]، تم دونوں گئے [ذَهَبْتُمَا]۔

جو سوالیہ الفاظ ہوتے ہیں جو الفاظ کسی سے پوچھنے کیلئے استعمال ہوتے ہیں انگلش میں بھی اور عربی زبان میں بھی وہ ہمیشہ جملے کے شروع میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس لیے اَيْنَ شروع میں آجائے گا۔ اَيْنَ ذَهَبْتُمَا اَمْسِ؟

14 ہم اسلام آباد گئے۔ ذَهَبْنَا اِلٰى اِسْلَامَ آبَاد جس طرح Go کے ساتھ to کی Preposition استعمال ہوتی ہے اسی طرح عربی زبان میں ذَهَبَ اور اس سے بننے والے دوسرے صیغوں کے بعد اِلٰی کی Preposition استعمال ہوتی ہے۔

15 تم سب (مؤنث) کب واپس آئیں۔ تم سب عورتیں، تم سب مؤنث اس کی عربی ہے [اَنْتُنَّ] واپس آنے کی عربی ہے رَجَعَ۔ (رَجَعَ + اَنْتُنَ = رَجَعْتُنَّ)۔ اور شروع میں مَتٰى [کب] لگا دیں مَتٰى رَجَعْتُنَّ ؟ تم کب واپس آئیں؟

16 حامد کو کس نے مارا۔ اگر ضَرَبَ حَامِدٌ ہو تو معنٰی کریں گے [حامد نے مارا]۔ اگر کہنا ہو حامد کو مارا مارنے والا کوئی اور ہو اور حامد کو مار پڑی ہو حامد مفعول ہو تو پھر ضَرَبَ حَامِدٌ کی بجائے ضَرَبَ حَامِدًا استعمال کریں گے۔ کون یا کس کی عربی مَنْ ہے۔ مَنْ ضَرَبَ حَامِدًا

17 اللہ نے توبہ کرنے والوں کو بخشا۔ غَفَرَ اللّٰهُ التَّائِبِيْنَ [اللہ نے توبہ کرنے والوں کو بخشا]۔ پہلے فعل پھر فاعل اور پھر مفعول۔ غَفَرَ فعل ہے، بخشنے والا اللہ فاعل ہے اور اَلتَّائِبِيْنَ توبہ کرنے والے مفعول ہیں۔ توبہ کرنے والے (واحد) کو اَلتَّائِبُ کہتے ہیں اور اس کی جمع اَلتَّائِبُوْنَ ہے۔ اَلتَّائِبُوْنَ کی حالت نصب اَلتَّائِبِيْنَ ہے۔ مفعول ہمیشہ حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے غَفَرَ اللّٰهُ التَّائِبُوْنَ کی بجائے غَفَرَ اللّٰهُ لتَّائِبِيْنَ پڑھا جا رہا ہے۔

18 دو یا دونوں لڑکیوں نے قرآن پڑھا۔ اگر ہوتا ان دونوں نے پڑھا پھر تو ہم کہتے [قَرَءَ تَا] یہاں فعل کا فاعل لفظ کی شکل میں ظاہر ہے (دو لڑکیوں کی شکل میں موجود ہے)۔ اس لیے فعل کا صیغہ واحد استعمال کریں گے۔ لیکن چونکہ اَلْبِنْتَانِ مؤنث ہے اس لیے فعل کا مؤنث کا صیغہ استعمال ہوا قَرَئَتْ۔ (قَرَءَتْ + اَلْبِنْتَانِ + اَلْقُرْآن) ظاہر ہے جس کو وہ پڑھ رہی ہیں عربی گرامر کی اصطلاح میں اس کو مفعول کہیں گے اور مفعول ہمیشہ حالت نصب میں ہوتا ہے۔ قَرَءَتْ + اَلْبِنْتَانِ کو ملا کر کیا پڑھیں گے۔ قَرَءَتِ الْبِنْتَانِ الْقُرْآنَ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19 عورتیں گھر میں داخل ہوئیں ۔ یہاں فعل کا فاعل ظاہر ہے۔اگر ہوتا وہ سب داخل ہوئیں یعنی فاعل (Pronoun) کی شکل میں ضمیر کی شکل میں پھر کہتے دَخَلْنَ۔ یہاں ہے عورتیں داخل ہوئیں۔اس جملے میں فعل واحد استعمال ہوگا۔تو دَخَلَتْ مؤنث کے ساتھ فعل مؤنث ہوگا۔ دَخَلَتْ +اَلاِنِّسَاءُ کو ملاکر دَخلَتِ النِّسَاءُ فِی الْبُیُتِ پڑھیں گے ۔

20 تو کل سکول کیوں نہیں حاضر ہوئی ۔ پہلے فعل کو لائیے حَضَرَ [وہ حاضر ہوا]۔ حَضَرَتْ [وہ حاضر ہوئی]۔پہلے فعل حَضَرْتِ [تُو حاضر ہوئی]اور [تُو حاضر نہیں ہوئی] کیلئے مَاحَضَرْتِ کہیں گے اور جو سوالیہ لفظ ہوتا ہے وہ عربی زبان میں جملے کے شروع میں آتا ہے۔کیوں کی عربی لِمَ ہے۔باقی جو کچھ ہے وہ بعد میں آئے گا۔ اِلٰی الْمَدْرَسَةِ ۔اِلٰی (Preposition) ہے۔اور اَمْسِ [کل] کو کہتے ہیں۔لِمَ مَاحَضَرْتِ اِلٰی الْمَدْرَسَةِ اَمْسِ؟۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الخامس عشر — جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں تبدیل کرنا — سبق نمبر 15

جملہ فعلیہ : وہ جملہ جو فعل سے شروع ہو اس کے بعد بے شک اسم بھی آجائے **جملہ فعلیہ** کہلاتا ہے۔

مثلاً : ذَهَبَ الْأَوْلَادُ [سب لڑکے گئے]۔ ذَهَبَ فعل ہے اور اَلْاَوْلَادُ اسم ہے اور فاعل ہے، یہ جملہ فعلیہ ہے۔

جملہ اسمیہ: جو جملہ (فاعل) اسم سے شروع ہو اور اس کے بعد فعل بھی آجائے **جملہ اسمیہ** کہلاتا ہے۔

مثلاً :اَلْاَوْلَادُ ذَهَبُوْا [سب لڑکے گئے]۔ اَلْاَوْلَادُ اسم ہے اور مبتدا ہے۔

قاعدہ : جملہ فعلیہ میں فعل واحد استعمال ہوتا ہے اور جملہ اسمیہ میں فعل اپنے فاعل (مبتدا) کے مطابق استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب نحوی (Grammatic analysis)

جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ میں موازنہ	جملہ فعلیہ	جملہ اسمیہ	جملہ فعلیہ	جملہ اسمیہ
	ذَهَبَ ← فعل، اَلْوَلَدُ ← فاعل	اَلْوَلَدُ ← مبتدا، ذَهَبَ ← خبر	خَلَقَ ← فعل، اللّٰهُ ← فاعل، السَّمَاءَ ← مفعول	اَللّٰهُ ← مبتدا، خَلَقَ السَّمَاءَ ← خبر

جملہ فعلیہ کے اجزاء (Parts)

عربی گرامر کے اعتبار سے جملہ فعلیہ کا اجزائے ترکیبی (Breakup):۔ جملہ فعلیہ میں ایک فعل اور ایک فاعل ہوتا ہے۔(جملہ فعلیہ = فعل + فاعل)

اگر فعل متعدی ہو تو اس فعل کا مفعول بھی ہوتا ہے۔{فعل متعدی + فاعل + مفعول = جملہ فعلیہ}

فعل لازم ہو تو فعل کے ساتھ صرف فاعل ہوتا ہے {فعل لازم + فاعل = جملہ فعلیہ}

جملہ اسمیہ کے اجزاء (Parts): جملہ اسمیہ بھی دو حصوں [اجزاء](Parts) پر مشتمل ہوتا ہے۔

جو اسم کسی جملے کی ابتدا میں آرہا ہو عربی گرامر کی اصطلاح میں اس کو **مبتدا** کہتے ہیں اور جو لفظ مبتدا کے بارے میں اطلاع (Information) دے رہا ہو اس کو **خبر** کہتے ہیں۔

اَلْاَوْلَادُ ذَهَبُوْا کا تجزیہ (Analysis) کرتے ہیں۔ اَلْاَوْلَادُ [مبتدا] اور ذَهَبُوْا [خبر] ہے۔ {مبتدا+خبر=جملہ اسمیہ}۔ اَلْاَوْلَادُ [لڑکے]۔ ذَهَبُوْا [گئے]۔ اَلْاَوْلَادُ ذَهَبُوْا میں ذَهَبُوا وہ لفظ ہے جو اَلْاَوْلَادُ (لڑکوں) کے بارے میں یہ خبر دے رہا ہے کہ وہ کمرے میں بیٹھے ہوئے نہیں، بلکہ چلے گئے ہیں۔ اس لئے فعل ذَهَبُوْا کو یہاں اَلْاَوْلَادُ کی خبر کہیں گے۔ خبر اسم بھی ہو سکتی ہے اور فعل بھی ہو سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْاَوْلَادُ صَالِحُوْنَ [لڑکے نیک ہیں] کا تجزیہ ہے:۔اَلْاَوْلَادُ [مبتدا] ہے اور صَالِحُوْنَ [خبر] ہے۔اَلْاَوْلَادُ اور صَالِحُوْنَ دونوں اسم ہیں۔
اَلْاَوْلَادُ ذَهَبُوْا میں اَلْاَوْلَادُ اسم ہے اور ذَهَبُوْا فعل ہے۔اَلْاَوْلَادُ [مبتدا] اور ذَهَبُوْا فعل ہے۔اور اگر دوسری صورت ہو یعنی فاعل ظاہر اَلْاَوْلَادُ کے بغیر ہی صرف ایک لفظ/فعل ذَهَبُوْا کو ہی استعمال کیا جائے تو پھر اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس فعل کا فاعل کہاں گیا؟ **عربی گرامر میں کوئی بھی فعل ایسا نہیں ہوتا جس کا فاعل نہ ہو۔**تو پھر ذَهَبُوْا کا فاعل کہاں ہوگا؟ کہیں گے کہ ذَهَبُوْا کا فاعل اس فعل کے اندر پوشیدہ/چھپا ہوا ہے۔ ذَهَبُوْا فعل ہے اور ذَهَبُوْا کا انگلش میں ترجمہ [They went] ہے۔They (وہ سب) کا معنٰی ذَهَبُوْا کے اندر ہی چھپا ہوا ہے۔(ضمیر هُمْ اصلی فاعل کی نمائندگی کرنے کے لئے ذَهَبُوْا کے اندر چھپی ہوئی ہے)۔ ذَهَبُوْا بیک وقت فعل بھی ہے اور فاعل بھی{فعل + فاعل = جملہ فعلیہ}۔اور یہ پورا جملہ فعلیہ اَلْاَوْلَادُ کی خبر لگی۔اَلْاَوْلَادُ [مبتدا] اور ذَهَبُوْا [خبر]۔جس طرح الجبرا میں ایک بریکٹ ہوتی ہے اور اسی کے اندر ایک اور پھر اس کے اندر ایک اور چھوٹی بریکٹ پھر اس کے اندر ایک اور بریکٹ ہوتی ہے۔اسی اصول کے مطابق یہ بریکٹ بنی ہے۔

{اَلْاَوْلَادُ (مبتدا) + ذَهَبُوْا [خبر (فعل + فاعل)]} = جملہ اسمیہ

کسی تجزیہ Analysis کا ترجمہ کرنا کوئی بہت بڑا مرحلہ نہیں ہوتا لیکن گہرائی (Depth) میں جا کر کسی جملے کا مکمل تجزیہ کرنا ہو تو پھر اس وقت ان قواعد کی ضرورت پڑتی ہے۔

جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں تبدیل کرنا

انگلش اور اردو میں جملہ فعلیہ کا کوئی تصور نہیں۔کسی عام سادہ سے جملے میں جس میں فعل کا فاعل لفظ کی شکل میں موجود ہو اس میں جملہ فعلیہ کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔**مثلاً**:اگر یوں کہتے ہیں [گیا خالد سکول]۔تو یہ سلیس اردو یا اردو زبان کی فصاحت وبلاغت کے خلاف ایک جملہ ہوگا۔اسلئے کہتے ہیں [خالد سکول گیا] یہ جملہ اسمیہ ہے اور [گیا خالد سکول] جملہ فعلیہ ہے۔[لڑکے گئے] جملہ اسمیہ ہے اس کو جملہ فعلیہ [گئے لڑکے] میں تبدیل نہیں کر سکتے اسی طرح [پیا خالد نے پانی]۔پیا فعل ہے اس کو شروع میں نہیں لا سکتے بلکہ اسم کو ہی شروع میں لانا ہوگا۔خالد نے پانی پیا۔
انگریزی میں بھی Went Khalid to School نہیں کہہ سکتے بلکہ Khalid went to school کہیں گے۔اسم (Noun) کو پہلے لائیں گے۔فعل (Verb) کو اسم سے پہلے نہیں لا سکتے۔
عربی زبان میں ایک ہی جملہ جملہ اسمیہ کے طور پر بھی استعمال ہو سکتا ہے اور جملہ فعلیہ کے طور پر بھی۔جب ایک ہی جملہ جملہ اسمیہ بھی استعمال ہو سکتا ہو اور جملہ فعلیہ بھی استعمال ہو تو جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں استعمال کرنے کی وجہ اس جملہ کے اندر زور (Stress) کا یا تاکید کا معنٰی پیدا کرنا ہوتا ہے۔

فاعل ہمیشہ فعل کے بعد آتا ہے۔اگر فعل سے پہلے آجائے تو وہ فاعل نہیں مبتدا کہلائے گا

مثلاً: ذَهَبَ الْوَلَدُ [لڑکا گیا]۔اَلْوَلَدُ ذَهَبَ [لڑکا چلا گیا]۔ذَهَبَ الْوَلَدُ میں اَلْوَلَدُ فاعل ہے یہ جملہ فعلیہ ہے اور اَلْوَلَدُ ذَهَبَ میں اَلْوَلَدُ مبتدا ہے اور یہ جملہ اسمیہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی گرامر کے لحاظ سے اس کا تجزیہ ہے۔ذَھَبَ الْوَلَدُ میں ذَھَبَ فعل ہے اَلْوَلَدُ فاعل ہے[فعل+فاعل]=جملہ فعلیہ۔
جبکہ اَلْوَلَدُ ذَھَبَ میں اَلْوَلَدُ مبتدا ہے ذَھَبَ اس کی خبر ہے۔لیکن یہ خبر کیسے بنی؟اسلئے کہ ذَھَبَ فعل ہے اس کا فاعل اسی کے اندر پوشیدہ ہے یعنی ھُوَ ضمیر جو اَلْوَلَدُ کی طرف لوٹ رہی ہے کا مفہوم ذَھَبَ فعل میں پوشیدہ ہے۔یعنی اَلْوَلَدُ ذَھَبَ میں اَلْوَلَدُ مبتداء ہے ذَھَبَ خبر ہے ذَھَبَ فعل کے اندر اس کا فاعل موجود ہے(فعل+فاعل=جملہ فعلیہ)۔اور اس طرح یہ پورا جملہ فعلیہ اَلْوَلَدُ کی خبر بن گیا۔

[**مبتدا**(اَلْوَلَدُ)]+[**خبر**[ذَھَبَ]لڑکا گیا(فعل+فاعل=پورا جملہ فعلیہ)]=جملہ اسمیہ[لڑکا چلا گیا]۔

قواعد

قاعدہ نمبر ① جملہ اسمیہ میں خبر(Information)مبتدا(Starting noun)کے مطابق ہوتی ہے۔اگر مبتدا واحد ہے تو خبر بھی واحد،مبتدا تثنیہ ہے تو خبر بھی تثنیہ،اگر مبتدا جمع ہے تو خبر بھی جمع استعمال ہوگی۔

اَلْوَلَدُ کے ساتھ ذَھَبَ استعمال ہوگا۔اسی طرح اَلْوَلَدَانِ کے ساتھ اسکی خبر اس کے مطابق ذَھَبَا استعمال ہوگی۔اگر اَلْاَوْلَادُ مبتدا جمع ہے اس کے ساتھ اس کی خبر ذَھَبُوْا جمع استعمال ہوگی۔اسی طرح اَلْاَوْلَادُ ذَھَبُوْا، اَلْبِنْتُ ذَھَبَتْ ، اَلْبِنْتَانِ ذَھَبَتَا ، اَلْبَنَاتُ ذَھَبْنَ استعمال ہونگے۔

جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ بنانے کا فائدہ: جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں تبدیل کرنے سے فاعل پر زور دینا (Stress) کرنا اور اسے نمایاں(Focus) کرنا مقصود ہوتا ہے۔عربی گرامر والے اس میں یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ:۔

جملہ فعلیہ میں جب فاعل ظاہر ہو تو فعل واحد آنا چاہیے اسلئے اصولاً ذَھَبَ ہونا چاہیے۔عارضی طور پر سمجھنے کے لیے ہم فعل جمع ذَھَبُوْا استعمال کرتے ہیں۔

ذَھَبُوْا اَلْاَوْلَادُ کا معنٰی ہے[لڑکے گئے]۔اَلْاَوْلَادُ ذَھَبُوْا کا معنٰی بھی[لڑکے گئے]ہے۔پھر فرق کیا ہوا؟دونوں میں ایک فرق ہے۔دراصل جو جملہ 'جملہ فعلیہ' کی بجائے 'جملہ اسمیہ' استعمال ہورہا ہو اس میں نسبتاً زیادہ زور(Stress)پیدا ہوجاتا ہے۔ذَھَبُوْا اَلْاَوْلَادُ[لڑکے گئے]۔یہ (Simple) سادہ سا جملہ ہے لیکن اَلْاَوْلَادُ ذَھَبُوْا کا معنٰی ہے[لڑکے گئے(Stress کے ساتھ)]لڑکیاں ابھی بیٹھی ہوئی ہیں لڑکے سارے اُٹھ کر چلے گئے ہیں لہجے کا سارا دباؤ اَلْاَوْلَادُ پر آجائے گا۔

جملہ اسمیہ کے شروع میں جو اسم استعمال ہورہا ہو اس کو نمایاں(Highlightor Focus)کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اللہ رب العزت نے یَبْسُطُ اللّٰہُ الرِّزْقَ کہنے کی بجائے اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ کہا ہے۔یَبْسُطُ اللّٰہُ الرِّزْقَ کا معنٰی ہوا[اللہ رزق فراخ کرتا ہے]تو اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ کا معنٰی ہوگا[اللہ(اللہ پر زور دے کر)رزق کو فراخ کرتا ہے]۔یعنی اللہ ہی رزق فراخ کرتا ہے،یہ کسی اور کے اختیار میں نہیں ہے۔لہجے کا سارا زور یا دباؤ(Stress)لفظ اللہ پر آجائے گا۔

جملہ اسمیہ کی مثالیں

ⓘ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمَاءَ: [اللہ نے آسمان کو پیدا کیا]۔اگر کہا جائے اَللّٰہُ خَلَقَ السَّمَاءَ یہ جملہ اسمیہ ہوجائے گا۔اب لہجے کا سارا دباؤ لفظ اللہ پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آجائے گا اب معنٰی ہوگا[اللہ (لفظ اللہ پر زور دے کر) نے آسمان کو پیدا کیا]۔کسی اور کی اس میں شراکت نہیں ہے، یہ صرف اللہ ہی کا کام ہے جو زور اَللّٰہُ خَلَقَ السَّمَاءَ میں ہے وہ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمَاءَ میں نہیں ہے۔

کَتَبْتُ کا معنٰی ہے 'میں نے لکھا' اگر زور دے کر کہنا ہو کہ 'میں نے لکھا' تو اَنَا کَتَبْتُ کہیں گے۔

کَتَبْتُ اور اَنَا کَتَبْتُ میں فرق: کسی طالب علم نے تقسیم پاک و ہند سے پہلے تختہ سیاہ (Black Board) پر لکھ دیا تھا، ہم پاکستان بنائیں گے۔ٹیچر ہندو تھا، اس نے آکر پوچھا! یہ کس نے لکھا ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔اس نے ایک ایک بچے کو پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔جس بچے نے لکھا تھا اس نے جرات کی اور جس طرح پنجابی میں کہا جاتا ہے کہا: 'میں لکھیا اے' (یعنی اب جو جی میں آتا ہے کرلو)۔

عربی زبان میں اگر زور دے کر کہنا ہو **میں نے لکھا ہے** تو کَتَبْتُ کی بجائے **اَنَا کَتَبْتُ** کہا جائے گا۔یعنی صرف کَتَبْتُ کہنے سے بات نہیں بنے گی بلکہ اَنَا کَتَبْتُ کہنا ہوگا۔ کَتَبْتُ بھی جملہ فعلیہ ہے۔ کَتَبْتُ میں کَتَبَ فعل ہے اور اس کے ساتھ [تُ] کی شکل میں جو 'میں' کا معنٰی چھپا ہوا ہے وہ فاعل ہے۔فعل + فاعل = جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔اور اس کے مقابلے میں اَنَا کَتَبْتُ جملہ اسمیہ ہے کیوں کہ جملے کے شروع والا لفظ اَنَا اسم ضمیر ہے۔وہ اسم جو کسی جملے کے شروع میں آرہا ہو عربی گرائمر میں مبتدا (Starting Noun) کہلاتا ہے۔ اَنَا مبتدا ہے اور اس کے بعد کے لفظ کَتَبْتُ کو مبتدا کی خبر کہیں گے۔جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ کَتَبْتُ جملہ فعلیہ ہے اس کے اندر میں اَنَا کا مفہوم تُ کی شکل میں موجود ہے جو فاعل بھی ہے۔

فعل + فاعل = جملہ فعلیہ [یہ (جملہ فعلیہ کَتَبْتُ) فاعل اَنَا کی خبر ہے]۔

[اَنَا مبتدا اور کَتَبْتُ خبر۔مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ]۔

[کَتَبْتُ جملہ فعلیہ]۔جبکہ [اَنَا کَتَبْتُ جملہ اسمیہ]۔اَنَا کَتَبْتُ میں زور کا معنٰی پیدا ہو گیا ہے۔

(ii) ءَاَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا یٰاِبْرٰھِیْمُ (الانبیاء:62/21)۔

فَعَلْتَ اور اَنْتَ فَعَلْتَ میں فرق: ابراہیمؑ کی قوم نے جب ابراہیمؑ سے کہا تھا، کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے؟ تو ظاہر ہے بڑے غصے میں کہا ہوگا۔آستینیں چڑھائی ہوئی ہوں گی۔بڑے غصے سے بول رہے ہوں گے۔انہوں نے یہ نہیں کہا اَفَعَلْتَ کیا تو نے کیا ہے؟ بلکہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں! ءَاَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا یٰاِبْرٰھِیْمُ۔ءَ [کیا]۔اَنْتَ [تو نے]۔فَعَلْتَ [کیا ہے تو نے]۔ اس جملے کے تیور بتا رہے ہیں کہ یہ جملہ کوئی نرمی کے ساتھ نہیں کہا گیا ہوگا۔بڑے غصے کے ساتھ ابراہیمؑ کی قوم نے کہا تھا اَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا [کیا تو نے (بڑے زور کے ساتھ) یہ کیا ہے؟]۔بڑا غصہ ٹپک رہا ہے ان الفاظ سے کہ بتاؤ تو سہی تمہاری زبان سے نکلے تو سہی 'میں نے کیا ہے' پھر دیکھو ہم تمہارا کیا حشر کرتے ہیں، اس طرح کا انداز تھا۔تو جملے کے تیور بھی ہمیں اس مفہوم کا پتہ دے رہے ہیں۔ اَفَعَلْتَ ہوتا تو اس میں وہ زور نہ ہوتا جو ءَاَنْتَ فَعَلْتَ میں ہے۔

(iii) نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَھُمْ فَوْقَ بَعْضٍ (الزخرف:32/43)۔

قَسَمْنَا اور نَحْنُ قَسَمْنَا میں فرق: قَسَمَ کا معنٰی [اس نے تقسیم کیا]۔قَسَمْنَا کا معنٰی [ہم نے تقسیم کیا] کریں گے۔ قَسَمْنَا جملہ فعلیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس سے پہلے نَحنُ آجائے تو پھر یہ جملہ فعلیہ نہیں رہے گا بلکہ جملہ اسمیہ بن جائے گا، نَحنُ قَسَمنَا بَینَھُم اور اس میں زور (Stress) کا معنیٰ پیدا ہو جائے گا۔ لہجے کا سارا دباؤ/زور نَھـــنُ پر آجائے گا کہ ہم نے تقسیم کیا ہے، یہ ہماری تقسیم ہے، کوئی ہماری اس تقسیم معیشت میں دخل اندازی اور اعتراض نہ کرے۔ نَحنُ قَسَمنَا بَینَھُم مَعِیشَتَھُم [ہم نے تقسیم کیا ہے ان کے درمیان انکی معیشت کو] فِی الحَیٰوۃِ الدُّنیَا [دنیوی زندگی میں] وَرَفَعنَا [اور ہم نے بلند کیا ہے، ہم نے فوقیت دی ہے] بَعضَھُم فَوقَ بَعضٍ [ان میں سے بعض کو بعض پر]۔

نَزَّلنَا اور نَحنُ نَزَّلنَا میں فرق : نَزَّلنَا الذِّکرَ کا معنیٰ ہے [ہم نے ذکر کو ریاد دہانی کو ریعنی قرآن مجید کو نازل کیا ہے رہم نے قرآن مجید کو اتارا ہے] تو نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ کا معنیٰ ہوگا کہ [ہم نے (زور دے کر) ہم نے ہی اتارا ہے قرآن پاک کو (کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ کسی انسانی ذہن نے بنایا ہے اور اپنی قوم کے سامنے پیش کر رہا ہے)]۔ نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ ہم نے اتارا ہے قرآن پاک کو، ہم نے نازل کیا ہے، یہ ہمارا نازل کردہ ہے۔ اور اس سے پہلے اِنَّا بھی آ گیا ہے۔ اِنَّا [یقیناً ہم نے]۔ **اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُونَ** (الحجر:9/15) [یقیناً ہم نے، ہم نے ہی اس یاددہانی (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں]۔ جو زور، جو ہیبت، جو شان و شوکت، جو سطوت نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ میں ہے وہ نَزَّلنَا الذِّکرَ میں نہیں ہے۔

قاعدہ نمبر 2 فاعل اگر جمع مکسر عاقل (Broken Plural) ہو تو فعل کا صیغہ مذکر بھی آ سکتا ہے اور مؤنث بھی۔

مذکر کے لئے فعل مذکر استعمال ہوتا ہے اور مؤنث کے لئے فعل مؤنث استعمال ہوتا ہے **مثلاً**: جانے والے لڑکے ہوں تو کہتے ہیں ذَھَـــبَ اَولَادٌ۔ جانے والی لڑکیاں ہوں تو پھر ذَھَبَ کی بجائے ذَھَبَت بَنَاتٌ استعمال کریں گے (اَولَادٌ کے ساتھ ذَھَبَ اور بَنَاتٌ کے ساتھ ذَھَبَت)۔ کوئی بات اگر مردوں نے کہی ہو تو قَالَ رِجَالٌ کہیں گے۔ عورتوں نے کہی تو قَالَت نِسوَۃٌ کہیں گے۔ اِمرَاَۃٌ کی دو جمعیں استعمال ہوتی ہیں نِسَاءٌ بھی اور نِسوَۃٌ بھی۔ جس جمع کے آخر میں نہ ن ہو اور نہ ات ہو اس جمع کو جمع مکسر کہتے ہیں۔ اَلمُسلِمُونَ، اَلمُؤمِنُونَ اور اَلمُسلِمَاتُ، اَلمُؤمِنَاتُ وغیرہ جمع مکسر نہیں لیکن رِجَالٌ جمع مکسر ہے۔ نِسوَۃٌ مکسر ہے۔ اگر لفظ جمع مکسر ہو تو پھر اس کے ساتھ فعل مذکر بھی آ سکتا ہے اور مؤنث بھی۔ گذشتہ قاعدے کے مطابق قَالَ نِسوَۃٌ درست نہیں ہے، کیوں نِسوَۃٌ کے ساتھ قَالَت آنا چاہیے۔ مؤنث کیلئے فعل مؤنث لیکن چونکہ نِسوَۃٌ جمع مکسر ہے اور جمع مکسر کہتے ہی اسکو ہیں جس کے واحد کو توڑ کر اس کی جمع بنائی جائے۔ چونکہ جمع مکسر کو عرب توڑ ڈالتے ہیں تو جمع مکسر عربوں کے بنائے ہوئے کلیے قاعدے کو توڑ ڈالتی ہے، ان کے کلیے قاعدے کی وہ پابندی نہیں کرتی۔ اس لیے جہاں قَالَت نِسوَۃٌ ٹھیک ہے وہاں قَالَ نِسوَۃٌ کہنا بھی ٹھیک ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے

قَالَ نِسوَۃٌ فِی المَدِینَۃِ امرَاَتُ العَزِیزِ تُرَاوِدُ فَتٰھَا عَن نَّفسِهٖ (یوسف:30/12) اللہ رب العزت نے کہا! قَالَ نِسوَۃٌ فِی المَدِینَۃِ شہر کی عورتیں کہنے لگیں کہ دیکھئے کیسی خاتون اول ہے اپنے ہی گھر میں جوان ہونے والے لڑکے پر ڈورے ڈال رہی ہے۔ قرآن مجید میں نِسوَۃٌ کے لئے مذکر فعل قَالَ استعمال ہوا قَالَت نہیں۔ اسی طرح اَلیَھُودُ جمع ہے اَلیَھُودِیُّ کی [ی] کو توڑ کر پھینک دیا تو جمع مکسر اَلیَھُودُ بن گئی۔ لفظ اَلیَھُودُ میں مؤنث کی کوئی علامت نظر نہیں آ رہی ہے کوئی (ۃ) نظر نہیں آ رہی نہ ہی اس کا کوئی تعلق مؤنث سماعی سے ہے لہٰذا لفظ اَلیَھُودُ مذکر ہے۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ فعل مذکر قَالَ آنا چاہیے۔لیکن فاعل چونکہ جمع مکسر عاقل ہے قرآن پاک نے فعل مؤنث قَالَتِ استعمال کیا۔لہذا فاعل اگر جمع مکسر عاقل ہو فعل کا صیغہ مذکر بھی آسکتا ہے اور مؤنث بھی **مثلاً**:قرآن مجید میں ہے!قَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ.. (المائدہ:18/5)اور یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا: نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ [ہم اللہ کے بیٹے ہیں]وَاَحِبَّآؤُهٗ۔اَحِبَّاءُ جمع ہے حَبِيْبٌ کی (حبیب،محبوب پیارا، چہیتا)۔انہوں نے کہا ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے چہیتے ہیں،اس کے محبوب ہیں، پیارے ہیں،ہمیں جہنم کی آگ سے کیا خطرہ۔وہ سمجھتے تھے کہ ہم انبیاء کرام کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں،ہمیں جہنم کی آگ سے کیا خطرہ ہے اور ہمارے ہاں بھی اگر کسی حوالے سے یہ فکر موجود ہے تو یہ یہودیوں کی طرف سے آئی ہے۔قَرَاءَ لِرِّجَالُ الْقُرْآنَ (مردوں نے قرآن پڑھا) بھی صحیح ہے اور قَرَأَتِ الرِّجَالُ الْقُرْآنَ کہنا بھی صحیح ہے۔

قاعدہ نمبر 3 فاعل اگر جمع مکسر غیر عاقل ہو تو فعل واحد مؤنث آئے گا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ.. (الکھف:105/18)۔اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جن کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے/جن کا ذکر پیچھے گزرا،جن کی ساری تگ و دو،جن کی ساری توانائیاں دنیا کو اور دنیوی علوم و فنون کو حاصل کرنے کیلئے وقف ہو کر رہ گئیں،قرآن پاک نے انکا ذکر کیا اور کہا!اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا]۔بِآيَاتِ رَبِّهِمْ [اپنے رب کی آیات سے/اپنے رب کے احکامات سے]۔وَلِقَآئِهٖ [اور اس کی ملاقات سے/اس کے سامنے پیش ہونے سے]۔پھر کیا ہوا؟ فَحَبِطَتْ [تو رائیگاں ہو گئے/ضائع ہو گئے]۔اَعْمَالُهُمْ [ان کے اعمال]۔انہوں نے بڑی محنتیں کیں،انہوں نے خون پسینہ ایک کیا،ناشتے کا اور بچوں سے ملاقات کا وقت بھی ان کے پاس نہیں ہوتا تھا،فرمایا!ان کی ساری محنتیں رائیگاں ہو گئیں۔یہاں اعمال مذکر ہے لیکن اس کے لیے مؤنث فعل حَبِطَتْ استعمال ہو رہا ہے۔اس لیے کہ لفظ اعمال جمع مکسر ہے اور یہ جمع مکسر غیر عاقل کی مثال ہے۔

مشق

احادیث کا ترجمہ: ان احادیث میں سے صرف فعل ماضی کے پہلے صیغے کو تلاش کرنا ہے۔ان احادیث میں فعل ماضی کا پہلا صیغہ فَعَلَ کے ردھم پر استعمال ہو رہا ہوگا یا فَعِلَ کے ردھم پر۔ہر حدیث میں فعل ماضی کا پہلا صیغہ موجود ہے

1 اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ۔

اس حدیث میں فعل ماضی سے تعلق رکھنے والا صیغہ سَلِمَ موجود ہے جو فَعِلَ کے ردھم پر ہے۔اَلْمُسْلِمُ [مسلمان]۔مَنْ [جو]۔سَلِمَ [محفوظ ہوئے]۔اَلْمُسْلِمُوْنَ [دیگر مسلمان]۔مِنْ لِّسَانِهٖ [اسکی زبان سے]۔وَ يَدِهٖ [اور اس کے ہاتھ سے]۔

ترجمہ: مسلمان وہ ہے کہ جسکی زبان اور جس کے ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ ہو جائیں (نہ اسکی زبان سے کسی کی دل آزاری ہو اور نہ ہی اس کے ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کسی کو اذیت پہنچے وہ ہے مسلمان)۔

2 لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ آکِلَ الرِّبَا ۔

اس حدیث مبارک میں فعل ماضی کا صیغہ فَعَلَ کے ردھم پر لَعَنَ ہے۔[لعنت فرمائی اللہ کے رسول ﷺ نے] ۔آکِلَ الرِّبَا [سود کھانے والے پر/سود خور پر]۔لعنت کا مطلب ہے کسی کا اللہ کی نگاہوں سے گر جانا۔ایسا فرد بھی اللہ کی نظروں سے گر جاتا ہے اور ایسی قوم بھی اللہ کی نگاہوں سے گر جاتی ہے ایسی امت، ایسی قوم اللہ کے رسول کی پسندیدہ قوم کہلانے کی حقدار نہیں۔وہ اللہ کی رحمتوں سے محروم ہو جاتی ہے۔

ترجمہ: لعنت فرمائی اللہ کے رسول ﷺ نے سود کھانے والے پر/سود خور پر۔

3 مَنْ رَّضِیَ مِنَ اللّٰہِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ۔

رَضِیَ فعل ماضی کا صیغہ فَعِلَ کے ردھم پر ہے۔ مَنْ [جو]۔رَضِیَ [راضی ہوگیا]۔مِنَ اللّٰہِ [اللہ سے]۔بِالْیَسِیْرِ [معمولی پر،تھوڑے پر]۔مِنَ الرِّزْقِ [رزق میں سے]۔رَضِیَ اللّٰہُ [راضی ہوگیا اللہ]۔مِنْہُ [اس سے]۔بِالْقَلِیْلِ [تھوڑے پر]۔مِنَ الْعَمَلِ [عمل میں سے]۔

(جس کے مال و دولت میں اللہ فروانی عطا کرتا ہے اسکی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔پھر اسے اللہ کو راضی کرنے کے لیے محنت بھی زیادہ درکار ہوتی ہے)۔

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ملنے والے تھوڑے سے رزق پر راضی ہوگیا، اسکے تھوڑے عمل پر ہی رضی ہوگیا ۔

4 مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

اس حدیث میں فَعَلَ کے ردھم پر فعل خَرَجَ ہے۔مَنْ خَرَجَ [جو شخص نکلا]۔فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ [علم کی تلاش میں]۔فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ [تو وہ اللہ کی راہ میں ہے]۔

ترجمہ: جو شخص علم کے حصول کے لیے نکلا تو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلا ہوا ہے۔

5 مَنْ زَرَعَ فِیْ اَرْضِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِھِمْ فَلَیْسَ لَہٗ مِنَ الزَّرْعِ شَیْءٌ وَّ لَہٗ نَفَقَتُہٗ:۔

اس حدیث میں زَرَعَ فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہے جو فَعَلَ کے وزن پر ہے اس کا معنٰی ہے [لگایا/کھیتی باڑی کی]۔

ترجمہ: جس شخص نے کسی اور قوم/شخص کی زمین میں بغیر اس کی اجازت کے کھیتی باڑی کی تو اس کے لیے پیداوار میں سے کچھ بھی نہیں ہے البتہ اس کا خرچ کیا ہوا/خرچہ)اس کو ملے گا۔

6 مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ:۔

قَرَاَ فعل ماضی کا صیغہ فَعَلَ کے وزن پر ہے۔مَنْ قَرَاَ [جس نے پڑھا]۔حَرْفًا [ایک حرف]۔مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ [اللہ کی کتاب سے یا اللہ کی کتاب کا]۔فَلَہٗ [تو اس کیلئے ہے]۔بِہٖ [اس سے یعنی اس کے بدلے میں]۔حَسَنَۃٌ [ایک نیکی]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آگے پوری حدیث یوں ہے؛ **وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرَةِ اَمْثَا لِهَا** امت مسلمہ کیلئے یہ اعزاز ہے کہ اسکی ایک نیکی کا ثواب اللہ کے ہاں دس نیکیوں کے برابر لکھا جاتا ہے۔اور آگے فرمایا: **لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ** [میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے]۔ **بَلِ اَلْاَلْفُ حَرْفٌ وَالْاَمُ حَرْفٌ وَالْمِيْمُ حَرْفٌ** [بلکہ الف (ا) ایک حرف ہے اور لام (ل) ایک حرف ہے اور میم (م) ایک حرف ہے] اس طرح۔ الٓمّٓ کہنے کی تیس نیکیاں ہوگئیں۔ یہ نیکیاں آخرت کی کرنسی ہیں جس کے پاس آخرت کی کرنسی جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اس کا درجہ (Status) وہاں بلند ہوگا۔

ترجمہ: جس نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا تو اس کیلئے اس کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔

7 مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا:۔

اس میں لَزِمَ فعل ماضی کا پہلا صیغہ فَعِلَ کے وزن پر ہے اور دوسرے فعل ماضی جَعَلَ کا وزن فَعَلَ ہے

مَنْ [جس نے]۔لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ [لازم پکڑا استغفار (جس نے معمول بنالیا استغفار کو، گناہوں سے معافی مانگنے کو، استغفر اللہ کہنے کو)]۔جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ [وہ سمجھ لے کہ بنادی اللہ نے اس کیلئے]۔مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ [ہر تنگی سے]۔مَّخْرَجًا [نکلنے کا راستہ]۔ مِنْ كُلِّ هَمٍّ [اور ہر پریشانی سے]۔ فَرَجًا [نجات کی راہ (فَرَجًا کا لفظی معنٰی ہے سوراخ رنجات حاصل کرنے کا ذریعہ)]۔

ترجمہ: جس نے استغفار کو معمول بنالیا (گناہوں سے معافی مانگنے کو) وہ سمجھ لے کہ اللہ نے اس کیلئے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ بنادیا ہے۔

8 لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ :۔

اس میں لَعَنَ فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہے اور اس کا وزن فَعَلَ ہے۔

لَعَنَ اللّٰهُ [لعنت فرمائی اللہ نے]۔الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ [مردوں میں سے مشابہت اختیار کرنے والوں پر]۔ بِالنِّسَاءِ [عورتوں کے ساتھ]۔

ترجمہ: جو مرد عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کی نگاہوں سے گر جاتے ہیں۔

9 مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهٗ:۔

اس میں تَرَكَ فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہے جس کا وزن فَعَلَ ہے۔اور دوسرا فعل فَعِلَ کے وزن پر حَبِطَ ہے۔

مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ [جس نے چھوڑی عصر کی نماز]۔حَبِطَ عَمَلُهٗ [ضائع ہوگیا ررائیگاں ہوگیا اس کا عمل]۔آج میں نے تین نمازیں پڑھی ہیں یہ کہنا کوئی اللہ کا شکر نہیں ہے۔اللہ کا شکر صرف اور صرف یہی ہے کہ آج میں نے پانچوں کی پانچوں نمازیں پڑھی ہیں۔

ترجمہ: جس نے عصر کی نماز کو چھوڑا اسکا عمل / اسکی محنت ضائع چلی گئی۔

10 مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ:۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ [جس نے چھوڑی نماز]۔مُتَعَمِّدًا [جان بوجھ کر]۔ فَقَدْ كَفَرَ [یقیناً اس نے کفر کیا]۔اللہ ہمیں محفوظ فرمائے۔اس حدیث میں تَرَكَ اور كَفَرَ دونوں افعال فَعَلَ کے وزن پر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: جس نے چھوڑی نماز جان بوجھ کر یقیناً اس نے کفر کیا۔

مشق

قاعدہ: جملہ فعلیہ میں فعل واحد استعمال ہوتا ہے اور جملہ اسمیہ میں فعل اس کے مطابق استعمال ہوتا ہے۔

اس قاعدے کو اس مشق پر لاگو (Apply) کریں۔

سوال: جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں تبدیل کریں۔

1 جَلَسَ الْوَلَدَانِ اَمَامَ الْمُعَلِّمِ ۔[دولڑکے استاد کے سامنے بیٹھے]۔اگر زور دے کر کہنا ہو دونوں لڑکے (ان دو لفظوں (فاعل) پر زور ہو) یعنی اسے جملہ اسمیہ میں تبدیل کرنا ہو تو پھر کہیں گے اَلْوَلَدَانِ جَلَسَا اب جملہ اسمیہ میں فاعل تثنیہ کے ساتھ فعل بھی تثنیہ آجائے گا۔ اَلْوَلَدَانِ جَلَسَا اَمَامَ الْمُعَلِّمِ [دونوں لڑکے! استاد کے سامنے بیٹھے]۔

2 نَصَرَ الْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَانَهُمْ [مسلمانوں نے اپنے بھائیوں کی مدد کی] اگر (زور دے کر) کہنا ہو، مسلمانوں نے اپنے بھائیوں کی مدد کی (کافر سارے بھاگ گئے) تو پھر کہیں گے اَلْمُسْلِمُوْنَ نَصَرُوْا اِخْوَانَهُمْ۔

3 شَرِبَ الْاَوْلَادُ اللَّبَنَ ۔[لڑکوں نے دودھ پیا]۔اگر زور دے کر کہنا ہو، لڑکوں نے تو پی لیا لیکن لڑکیاں رہ گئیں ہیں، تو پھر اَلْاَوْلَادُ شَرِبُوْا اللَّبَنَ کہیں گے۔

4 اَكَلَ الْمُسَافِرُوْنَ الطَّعَامَ ۔[مسافروں نے کھانا کھایا]۔زور دے کر کہنا ہو، مسافروں نے تو کھالیا ہے اور مقیم سارے رہ گئے ہیں، پھر کہیں گے اَلْمُسَافِرُوْنَ اَكَلُوْا الطَّعَامَ۔

5 رَجَعَتِ الْبِنْتَانِ مِنَ الْمَدْرَسَةِ۔ [دولڑکیاں سکول سے واپس آئیں]۔زور دے کر کہنا ہو، دونوں لڑکیاں تو آگئی ہیں (جہاں تک لڑکوں کا تعلق ہے وہ نہیں آئے) تو کہیں گے اَلْبِنْتَانِ رَجَعَتَا مِنَ الْمَدْرَسَةِ۔

6 طَلَبَ الْمُدِيْرُ الطُّلَّابَ ۔ پرنسپل نے طلبہ کو طلب کیا۔کہنا ہو، پرنسپل نے طلبہ کو طلب کیا (زور دے کر) یعنی کسی اور نے نہیں اسی نے طلب کیا ہے۔تو کہیں گے اَلْمُدِيْرُ طَلَبَ الطُّلَّابَ۔

7 كَتَبْتُ رِسَالَةً اِلٰى اَخِيْ۔ [میں نے خط لکھا اپنے بھائی کی طرف/یا میں نے اپنے بھائی کو خط لکھا]۔کہنا ہو، میں نے لکھا (زور دے کر) اس میں جو کچھ لکھا ہے میں نے لکھا ہے تو کہیں گے۔ اَنَا كَتَبْتُ رِسَالَةً اِلٰى اَخِيْ۔

8 هَلْ ضَرَبْتَ حَامِدًا؟ [کیا تو نے حامد کو مارا ہے]۔اگر زور دے کر کہنا ہو کہ تو نے ہی مارا ہے تو پھر کہیں گے هَلْ اَنْتَ ضَرَبْتَ حَامِدًا ۔ كَتَبْتُ سے جملہ اسمیہ اَنَا كَتَبْتُ ، ضَرَبْتَ سے جملہ اسمیہ اَنْتَ ضَرَبْتَ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9 رَجَعَ الطُّلَّابُ اِلَى الْمَدْرَسَةِ بَعْدَ الْعُطْلَاتِ۔ [طلبہ سکول واپس آئے چھٹیوں کے بعد] کہنا ہو، طلبہ! واپس آگئے ہیں (زور دے کر) طالبات ابھی نہیں آئیں تو کہیں گے اَلطُّلَّابُ رَجَعُوْا اِلَى الْمَدْرَسَةِ بَعْدَ الْعُطْلَاتِ۔

10 سَمِعَ النَّاسُ كَلَامَ الْخَطِيْبِ۔ [لوگوں نے خطیب کی بات سنی]۔ اگر جملۂ اسمیہ بنانا ہو تو کہیں گے اَلنَّاسُ سَمِعُوْا كَلَامَ الْخَطِيْبِ۔

سوال: مندرجہ ذیل کی تصحیح کریں۔

1 ذَهَبُوْا الْاَوْلَادُ اِلٰى بُيُوْتِهِمْ۔ [لڑکے اپنے گھروں کی طرف گئے]۔ یہ جملہ فعلیہ ہے اور جملہ فعلیہ میں فعل واحد استعمال ہوتا ہے چونکہ جانے والے لڑکے فعل کے بعد لفظ کی شکل میں موجود ہیں اس لئے ذَهَبُوْا کی بجائے ذَهَبَ کہیں گے۔ ذَهَبَ الْاَوْلَادُ اِلٰى بُيُوْتِهِمْ۔

2 اَلْمُسَافِرُوْنَ رَجَعْتُمْ مِنَ السَّفَرِ۔ [مسافرتم واپس آئے سفر سے] لفظوں کے اس مجموعے میں تو کوئی مفہوم (Sense) ہی نہیں ہے صحیح فقرہ اس طرح کہیں گے اَلْمُسَافِرُوْنَ رَجَعُوْا مِنَ السَّفَرِ [مسافر سفر سے واپس آئے ہیں]۔

3 دَخَلَتْ اَلنِّسَاءُ فِی الْبَيْتِ۔ {جزم والے حرف کے بعد اگر (اَلْ) آرہا ہو تو پھر جزم کو زیر [ِ] کے ساتھ تبدیل کر دیا جاتا ہے دَخَلَتِ النِّسَا کے [اَل] کا [اَ] پیچھے مل کر Silent ہو جاتا ہے، پڑھنے میں نہیں آتا اور (اَلْ) کا لام (ل) بھی نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ لام (اَلْ) سے اگلے حرف نون (نْ) پر شد [ّ] ہے اور اب دَخَلَتِ النِّسَاءُ کی ت کو نون [ن] کے ساتھ ملانا پڑے گا تب ملا کر دَخَلَتِ النِّسَاءُ پڑھیں گے۔ ملا کر پڑھنے کی تب ضرورت پڑتی ہے جب جزم والے حرف کے بعد آگے پھر جزم والا یا شد [ّ] والا حرف آرہا ہو لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس قاعدے کی ضرورت نہیں۔

مثلاً: ذَهَبَ الْاَوْلَادُ کو اسی طرح پڑھ لیجئے۔ لیکن اگر جزم والے حرف کے بعد پھر جزم والا حرف یا شد [ّ] والا حرف ہو تو پہلے جزم والے حرف کے نیچے زیر آجاتی ہے} تو صحیح جملہ ہوگا دَخَلَتِ النِّسَاءُ فِی الْبَيْتِ۔

4 دَخَلَ السَّارِقَانِ فِی الْبَيْتِ وَ سَرَقُوْا الْمَالَ ۔ [دو چور گھر میں داخل ہوئے اور انہوں نے مال چوری کیا]۔ دو چور داخل ہوئے ہیں۔ تو چوری بھی دو ہی کریں گے۔ مالک مکان خود تو نہیں شامل ہو جائے گا۔ اس لیے سَرَقُوْا کی بجائے سَرَقَا کہیں گے۔ جتنے چور داخل ہوئے چوری بھی اتنے چوروں نے ہی کرنی تھی۔ دَخَلَ السَّارِقَانِ فِی الْبَيْتِ وَ سَرَقَا الْمَالَ۔

5 كَتَبْتُ رِسَالَةٌ اِلٰى وَالِدِیْ۔ [میں نے اپنے والد کی طرف ایک خط لکھا] ظاہر ہے، آپ نے خط لکھا ہے خط نے تو آپ کو نہیں لکھا۔ چونکہ آپ نے خط کو لکھا ہے اس لیے عربی گرامر کی اصطلاح میں خط یہاں مفعول ہوگا۔ اگر خط نے آپ کو لکھا ہوتا تو پھر خط فاعل ہوتا۔ اس لیے خط (رسالۃ) کو مفعول کہیں گے اور مفعول ہمیشہ حالت نصب میں ہوتا ہے۔ اب كَتَبْتُ رِسَالَةٌ کی بجائے کہیں گے كَتَبْتُ رِسَالَةً اِلٰى وَالِدِیْ۔

6 غَضِبَ الْوَالِدُ عَلٰى اَبْنَائُهُ۔ [والد اپنے بیٹوں پر ناراض ہوا]۔ پڑھ چکے ہیں کہ زیر [ِ] کے بعد اگر پیش [ُ] آرہی ہو تو اسکی ادائیگی میں ثقل پیدا ہو جاتا ہے۔ اسکی ادائیگی زبان پر دشوار ہو جاتی ہے لہذا ثقل کو دور کرنے کیلئے عربوں نے عَلٰى اَبْنَائِهُ میں لفظ اَبْنَائِهُ کی مشکل ادائیگی کہ پہلے زبان نیچے آئے پھر اوپر کو جائے کی بجائے پڑھا عَلٰى اَبْنَائِهٖ زبان نیچے آئی ہے تو نیچے ہی رہے۔ تو صحیح جملہ ہے: غَضِبَ الْوَالِدُ عَلٰى اَبْنَائِهٖ۔

7 ضَرَبَ الْوَلَدَانِ الطِّفْلَانِ ۔ [دو لڑکوں نے دو بچوں کو مارا]۔ دو صحت مند لڑکے ہوں دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو مار رہے ہوں تو ان دو چھوٹے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی حالت تولازماً بدلے گی اَلطِّفْلَانِ کی حالت کو بدلیے اسے (مفعول) حالت نصب میں لے جایئے اَلطِّفْلَانِ کی بجائے الطِّفْلَيْنِ ہو جائے گا۔اب کہیں گے۔ضَرَبَ الْوَلَدَانِ الطِّفْلَيْنِ [دولڑکوں نے دوبچوں کو مارا]۔

8 نَصَرَتْ اَلْبَنَاتُ اَخَواتِهِنَّ۔اس کا قاعدہ بھی ابھی اوپر جملہ نمبر۳ میں پڑھ آئے ہیں۔فعل نَصَرَتْ کو آگے ملا کر پڑھنے کے لیے اس کی ''ت'' سے جزم ہٹا کر زیر[ـِ] لگادیں گے اور اَلْبَنَاتُ کا الف جو همزۃ الْوَصْلُ ہے اس کی زبر ہٹا کر اسے ساکت کر دیں گے تا کہ دونوں لفظوں کو ملا کر پڑھا جا سکے اس طرح ہو جائے گا۔نَصَرَتِ الْبَنَاتُ اَخَواتِهِنَّ.

9 سَمَعَ النَّاسُ اَلْقُرْآنَ۔[لوگوں نے قرآن پڑھا]۔سَمَعَ کی بجائے سَمِعَ کہیں گے جس طرح سُنا کو سَنا نہیں کہہ سکتے اسی طرح سَمِعَ کو سَمَعَ نہیں کہہ سکتے۔اس کو صحیح اس طرح لکھیں گے۔سَمِعَ النَّاسُ اَلْقُرْآنَ۔

10 عَبَدَ الْمُسْلِمُوْنَ اللّٰهُ۔کی بجائے ہوگا۔عَبَدَ فعل ہے اور عبادت کرنے والے (مسلمان) اَلْمُسْلِمُوْنَ فاعل ہیں انہوں نے اللہ کی عبادت کی۔اس لئے لفظ (اللّٰہُ) یہاں مفعول ہوگا۔مفعول ہمیشہ حالت نصب میں ہوتا ہے، حالت نصب میں اسم کے آخر میں زبر آتی ہے ''اگر اس کا تعلق نون گروپ سے نہ ہو'' لہذا عَبَدَ الْمُسْلِمُوْنَ اللّٰهُ کی بجائے عَبَدَ الْمُسْلِمُوْنَ اللّٰهَ کہیں گے۔

11 اَلْوَلَدَانِ خَرَجُوْا مِنَ الْبَيْتِ وَدَخَلُوْا فِي الْمَسْجِدِ۔[دونوں لڑکے گھر سے نکلے اور وہ دونوں مسجد میں داخل ہوئے] اَلْوَلَدَانِ کے ساتھ خَرَجُوْا کی بجائے خَرَجَا اور دَخَلُوْا کی بجائے دَخَلَا آئے گا مبتدا کے مطابق دونوں خبروں کیلئے بھی صیغہ تثنیہ آئے گا۔اَلْوَلَدَانِ خَرَجَا مِنَ الْبَيْتِ وَدَخَلَا فِي الْمَسْجِدِ۔

12 خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ اَمَامَ النَّاسِ۔[اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا/خطبہ ارشاد فرمایا]۔اس میں کوئی غلطی نہیں۔

خالی جگہ پُر کریں

1 دَخَلْنَا فِي الْمَسْجِدِ (ہم مسجد میں داخل ہوئے)۔

2 هَلْ ذَهَبْتَ اِلَى الْمَدْرَسَةِ اَمْسِ (کیا تو کل سکول گیا)۔اَمْسِ گذشتہ کل (Yesterday) کو کہتے ہیں۔

3 جَلَسَ الطُّلَّابُ عَلَى الْمَقَاعِدِ [مَقْعَدٌ (Bench) کی جمع مَقَاعِدُ] (طلبہ بنچوں پر بیٹھے)۔

4 خَرَجَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ بُيُوْتِهِمْ وَ دَخَلُوْا فِي الْمَسْجِدِ (مسلمان اپنے گھروں سے نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے)۔

5 غَضِبَتِ الْاُمُّ عَلٰى بِنْتِهَا ..(ماں اپنی بیٹی پر ناراض ہوئی) یا (غَضِبَتِ الْوَالِدَةُ عَلٰى بِنْتِهَا) بھی کہہ سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الخامس عشر فعل مضارع (Present & Future) سبق نمبر15 (۱)

فعل میں زمانے سے مراد: کسی کام کی ہونے کی تین ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔کام یا تو ہو چکا ہوگا یا ہو رہا ہوگا یا کچھ دیر بعد ہونے والا ہوگا ۔اسی کو زمانہ کہتے ہیں۔

زمانے کی اقسام

زمانہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1. وہ زمانہ جو گذر چکا ہے اس کو ماضی (Past) کہتے ہیں۔
2. وہ زمانہ جس سے ابھی واسطہ پڑا ہوا ہے اس کو حال (Present) کہتے ہیں۔
3. وہ زمانہ جو آنے والا ہے اس کو مستقبل (Future) کہتے ہیں۔

فعل کی بنیادی اقسام: عربی گرامر کی اصطلاح میں فعل کے ڈھانچے/ساخت کی دو ہی بنیادی اقسام ہیں:

(i) **فعل ماضی:** وہ فعل جو کسی ایسے کام کیلئے استعمال ہو رہا ہو جو ہو چکا ہے،عربی زبان کی گرامر کی اصطلاح میں اسے **فعل ماضی** کہتے ہیں۔

مثلاً: ایک شخص اُٹھا چلا گیا (وہ کام کر چکا ہے) اس کیلئے کہیں گے **ذَهَبَ** [وہ (ایک مذکر) چلا گیا]۔کسی نے دروازہ کھولا اندر آ گیا (وہ کام کر چکا ہے) تو کہیں گے **دَخَلَ** [وہ (ایک مذکر) داخل ہوا]۔اور کوئی شخص بیٹھ چکا ہے تو کہیں گے **جَلَسَ** [وہ (ایک مذکر) بیٹھ گیا]۔

(ii) **فعل مضارع:** جو کام ابھی ہو رہا ہے یا کچھ زیادہ دیر بعد ہونے والا ہے،اس کام کیلئے استعمال ہونے والے لفظ کو **فعل مضارع** کہتے ہیں۔مضارع کا لفظ ضَرْعٌ سے بنا ہے اس کا معنٰی شاخ (Branch) ہے۔اسلئے فعل مضارع اس فعل کو کہتے ہیں جس میں سے دو شاخیں (Branches) نکل رہی ہوں۔ ایک شاخ زمانہ حال (Present) کی طرف جا رہی ہے اور دوسری زمانہ مستقبل (Future) کی طرف جا رہی ہے۔

لہٰذا فعل مضارع میں بیک وقت دونوں زمانے حال اور مستقبل موجود ہوتے ہیں۔

فعل ماضی کے اوزان: عربی زبان کی گرامر میں فعل ماضی سے تعلق رکھنے والے کچھ صیغے **فَعَلَ** کے ردھم پر کچھ **فَعِلَ** کے ردھم پر اور کچھ **فَعُلَ** کے ردھم پر استعمال ہوتے ہیں۔

1. **فَعَلَ** کے ردھم پر فعل ماضی کی مثالیں ہیں: ذَهَبَ (وہ گیا)۔ جَلَسَ (وہ بیٹھا)۔ دَخَلَ (وہ داخل ہوا)۔ خَرَجَ (وہ نکلا)۔ كَتَبَ (اس نے لکھا)۔ فَتَحَ (اس نے کھولا)۔ ضَرَبَ (اس نے مارا) وغیرہ۔
2. **فَعِلَ** کے ردھم پر استعمال ہونے والے فعل ماضی کی مثالیں ہیں: سَمِعَ (اس نے سنا)۔ شَرِبَ (اس نے پیا)۔ فَرِحَ (وہ خوش ہوا)۔ قَبِلَ (اس نے قبول کیا)۔ عَلِمَ (اس نے جانا)۔ضَحِكَ (وہ ہنسا)۔حَزِنَ (وہ پریشان ہوا)۔عَمِلَ (اس نے عمل کیا) وغیرہ۔
3. **فَعُلَ** کے وزن پر استعمال ہونے والے فعل ماضی کی چند مثالیں ہیں: ضَعُفَ (وہ کمزور ہوا)۔ ثَقُلَ (وہ بھاری ہوا)۔ كَبُرَ (وہ بڑا ہوا) وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل مضارع کے تین اوزان	مثالی مادے	اوزان	ع کلمہ	مقررہ مادے	اوزان	ع کلمہ	صیغے	ترجمہ
	ف ع ل	یَفْعَلُ	عَ	ف ت ح	یَفْتَحُ	تَ	پہلا صیغہ واحد مذکر غائب	وہ کھولتا ہے/کھولے گا
	ف ع ل	یَفْعِلُ	عِ	ض ر ب	یَضْرِبُ	رِ	پہلا صیغہ واحد مذکر غائب	وہ مارتا ہے/مارے گا
	ف ع ل	یَفْعُلُ	عُ	ن ص ر	یَنْصُرُ	صُ	پہلا صیغہ واحد مذکر غائب	وہ مدد کرتا ہے/کرے گا

"ی" علامت مضارع

یَذْهَبُ، یَضْرِبُ، یَنْصُرُ کی گردان

مقام	جنس	عدد	وزن	صیغے	گردان	ترجمہ	گردان	ترجمہ	گردان	ترجمہ
غائب	مذکر	واحد	یَفْعَلُ	واحد مذکر غائب	یَذْهَبُ	وہ جاتا ہے/جائے گا	یَضْرِبُ	وہ (ایک) مارتا ہے/مارے گا	یَنْصُرُ	وہ (ایک) مدد کرتا ہے/کرے گا
		تثنیہ	یَفْعَلَانِ	تثنیہ مذکر غائب	یَذْهَبَانِ	وہ دو جاتے ہیں/جائیں گے	یَضْرِبَانِ	وہ (دو) مارتے ہیں/ماریں گے	یَنْصُرَانِ	وہ (دو) مدد کرتے ہیں/کریں گے
		جمع	یَفْعَلُوْنَ	جمع مذکر غائب	یَذْهَبُوْنَ	وہ سب جاتے ہیں/جائیں گے	یَضْرِبُوْنَ	وہ (سب) مارتے ہیں/ماریں گے	یَنْصُرُوْنَ	وہ (سب) مدد کرتے ہیں/کریں گے
	مؤنث	واحد	تَفْعَلُ	واحد مؤنث غائب	تَذْهَبُ	وہ جاتی ہے/جائے گی	تَضْرِبُ	وہ (ایک) مارتی ہے/مارے گی	تَنْصُرُ	تم مدد کرتی ہو/کروگی
		تثنیہ	تَفْعَلَانِ	تثنیہ مؤنث غائب	تَذْهَبَانِ	وہ دو جاتی ہیں/جائیں گی	تَضْرِبَانِ	وہ (دو) مارتی ہیں/ماریں گی	تَنْصُرَانِ	تم (دو) مدد کرتی ہو/کروگی
		جمع	یَفْعَلْنَ ☆	جمع مؤنث غائب	یَذْهَبْنَ	وہ سب جاتی ہیں/جائیں گی	یَضْرِبْنَ	وہ (سب) مارتی ہیں/ماریں گی	یَنْصُرْنَ	تم (سب) مدد کرتی ہو/کروگی
حاضر مخاطب	مذکر	واحد	تَفْعَلُ	واحد مذکر حاضر	تَذْهَبُ	تو جاتا ہے/جائے گا	تَضْرِبُ	تو مارتا ہے/مارے گا	تَنْصُرُ	تم مدد کرتے ہو/کروگے
		تثنیہ	تَفْعَلَانِ	تثنیہ مذکر حاضر	تَذْهَبَانِ	تم دو جاتے ہو/جاؤ گے	تَضْرِبَانِ	تم (دو) مارتے ہو/مارو گے	تَنْصُرَانِ	تم (دو) مدد کرتے ہو/کروگے
		جمع	تَفْعَلُوْنَ	جمع مذکر حاضر	تَذْهَبُوْنَ	تم سب جاتے ہو/جاؤ گے	تَضْرِبُوْنَ	تم (سب) مارتے ہو/مارو گے	تَنْصُرُوْنَ	تم (سب) مدد کرتے ہو/کروگے
	مؤنث	واحد	تَفْعَلِیْنَ	واحد مؤنث حاضر	تَذْهَبِیْنَ	تو جاتی ہے/جائے گی	تَضْرِبِیْنَ	تم (ایک) مارتی ہو/مارو گی	تَنْصُرِیْنَ	تم (ایک) مدد کرتی ہو/کروگی
		تثنیہ	تَفْعَلَانِ	تثنیہ مؤنث حاضر	تَذْهَبَانِ	تم دو جاتی ہو/جاؤ گی	تَضْرِبَانِ	تم (دو) مارتی ہو/مارو گی	تَنْصُرَانِ	تم (دو) مدد کرتی ہو/کروگی
		جمع	تَفْعَلْنَ ☆	جمع مؤنث حاضر	تَذْهَبْنَ	تم سب جاتی ہو/جاؤ گی	تَضْرِبْنَ	تم (سب) مارتی ہو/مارو گی	تَنْصُرْنَ	تم (سب) مدد کرتی ہو/کروگی
متکلم	(مذکر و مؤنث)	واحد	اَفْعَلُ	واحد مذکر/مؤنث متکلم	اَذْهَبُ	میں جاتا ہوں/جاتی ہوں جاؤں گا/جاؤں گی	اَضْرِبُ	میں مارتا ہوں/مارتی ہوں ماروں گا/ماروں گی	اَنْصُرُ	میں مدد کرتا ہوں/کروں گا مدد کرتی ہوں/کروں گی
		تثنیہ/جمع	نَفْعَلُ	تثنیہ، جمع (مذکر/مؤنث متکلم)	نَذْهَبُ	ہم جاتے ہیں/جاتی ہیں جائیں گے/جائیں گی	نَضْرِبُ	ہم مارتے ہیں/ماریں گے مارتی ہیں/ماریں گی	نَنْصُرُ	ہم مدد کرتے ہیں/کریں گے مدد کرتی ہیں/کریں گی

☆ ان دو صیغوں کے آخر کے نون (ن) نون نِسوۃ کہلاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل ماضی اور فعل مضارع میں مشابهت

جس طرح فعل ماضی کے کچھ صیغے [فَعَلَ] کے ردھم پر کچھ [فَعِلَ] کچھ [فَعُلَ] کے ردھم پر استعمال ہوتے ہیں بالکل اسی طرح فعل مضارع کے بھی تین وزن/رڈائیاں/سانچے ہیں جن میں ڈھل کر فعل مضارع کے الفاظ تیار ہوتے ہیں۔ وہ تین اوزان ہیں۔

يَفْعَلُ [عَ]   يَفْعِلُ [عِ]   يَفْعُلُ [عُ]۔

فعل ماضی اور فعل مضارع دونوں اقسام میں اختلاف (فرق) عین کلمه (ع) میں هوتا هے

اختلاف نہ تو فعل ماضی اور فعل مضارع کے پہلے حرف کی حرکت میں نہ ہی آخری حرف کی حرکت میں بلکہ سارا اختلاف (مادے کے درمیانی حرف) آخری سے پہلے حرف (Second Last) میں ہوتا ہے۔ عربی گرامر کی اصطلاح میں فعل ماضی ہو یا فعل مضارع ان کے آخری سے پہلے حرف کو عین کلمہ کہتے ہیں۔ [ع] سے ایک لفظ عداوت بنتا ہے۔ تو ساری عداوت [ع] میں ہوتی ہے۔

يَفْعَلُ یہاں ع کے اوپر زبر [ـَ] ہے۔ **يَفْعِلُ** میں عین کے نیچے زیر [ـِ] ہے۔ **يَفْعُلُ** میں عین کے اوپر پیش [ـُ] ہے۔

يَفْعَلُ کے ردھم پر استعمال ہونے والے فعل مضارع کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے **مثلاً** : يَذْهَبُ۔ فعل مضارع میں بیک وقت دونوں زمانے موجود ہوتے ہیں یعنی زمانہ حال بھی اور زمانہ مستقبل بھی۔ ذَهَبَ کا معنٰی ہے [وہ گیا] تو يَذْهَبُ کا معنٰی [وہ جاتا ہے یا وہ جائے گا] کریں گے۔ یہ کیسے پتہ چلے گا کہ يَذْهَبُ کا دونوں میں سے کون سا معنٰی یا ترجمہ کرنا ہے؟۔ حال والا یا مستقبل والا (He will go یا He goes) یعنی [وہ جاتا ہے] کرنا ہے یا [وہ جائے گا] کرنا ہے۔ اس کے متعلق تفصیل سے آگے آئے گا۔ ضَرَبَ کا معنٰی ہے [اس نے مارا] تو يَضْرِبُ کا معنٰی [وہ مارتا ہے یا وہ مارے گا] کریں گے۔ اسی طرح يَنْصُرُ کا معنٰی [وہ مدد کرتا ہے یا وہ مدد کرے گا] ہوگا۔

يَذْهَبُ یا يَذْهِبُ ؟

فعل مضارع سے تعلق رکھنے والے لفظ کے آخری سے پہلے (Senond Last) حرف پر یا کہہ لیجئے ع کلمہ پر کبھی زبر [ـَ] آ رہی ہوتی ہے، کبھی زیر [ـِ] اور کبھی پیش [ـُ]۔ زبریں اور زیریں لگ چکیں ہیں اب ہم نے صرف اس کے مطابق چلنا ہے۔ جو بھی حرکت موجود ہوگی اس کو تسلیم کر لیجئے۔ يَذْهَبُ لکھا ہو تو يَذْهَبُ پڑھ لیجئے اور اگر يَذْهِبُ لکھا ہوتا تو کیا اعتراض ہوتا يَذْهِبُ پڑھ لیتے۔ ضَرَبَ ، يَضْرِبُ ہی استعمال ہوگا۔ نَصَرَ يَنْصُرُ ہی استعمال ہوگا۔ [مَدد کرتا ہے] اس کو [مِدد کرتا ہے] یا [مُدد کرتا ہے] نہیں پڑھا جا سکتا۔

يَفْعَلُ   يَفْعِلُ   يَفْعُلُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تینوں ڈائیاں فعل مضارع کے پہلے صیغے (First Person) کی ہیں۔عربی زبان کی گرامر میں غائب کو یعنی غیر حاضر (Absent) کو (پہلی
نصیت) (First Person) کہتے ہیں اور جس سے بات ہو رہی ہو اس کو Second Person (دوسری شخصیت) اور اپنے آپ کو تیسری یعنی
خری شخصیت (Third Person) کہتے ہیں۔عربی ادب میں دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے آپ کو آخر میں رکھتے ہیں۔ یَذْهَبُ یہ پہلی
نصیت (First Person) ہے چنانچہ اس کا معنٰی [وہ جاتا ہے/وہ جائے گا] کریں گے۔

ر کہنا ہو تو جاتا ہے، میں جاتا ہوں، ہم جاتے ہیں اس کے لئے نیچے دیئے ہوئے چارٹ کے مطابق تبدیلی لانی ہے۔

ی] سے جو فعل مضارع شروع ہو رہا ہو اس میں [وہ] کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔ (يَفْعَلُ)

ت] سے جو فعل مضارع شروع ہو رہا ہو اس میں عموماً [تو یا تم] کا معنٰی پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ (تَفْعَلُ)

اَ] سے جو فعل مضارع شروع ہو رہا ہو اس میں [اَنَا (میں)] کا معنٰی پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ (أَفْعَلُ)

نَ] سے اور جو فعل مضارع شروع ہو رہا ہو اس میں [نَحْنُ (ہم)] کا معنٰی پیدا ہوتا ہے۔ (نَفْعَلُ)

فعل مضارع کی گردان کے اوزان

مقام	جنس	واحد	تثنیہ	جمع	فعل مضارع کے صیغوں کے شروع کی علامات سے فاعل کے مقام کا علم	
غائب	مذکر	يَفْعَلُ	يَفْعَلَانِ	يَفْعَلُوْنَ	ی	وہ
	مونث	تَفْعَلُ	تَفْعَلَانِ	★ يَفْعَلْنَ	ت	تو/تم (عموماً)
مخاطب/حاضر	مذکر	تَفْعَلُ	تَفْعَلَانِ	تَفْعَلُوْنَ	ت	وہ | مؤنث غائب (واحد وتثنیہ)
	مونث	تَفْعَلِيْنَ	تَفْعَلَانِ	★ تَفْعَلْنَ	ا	أَنا (میں) واحد متکلم
متکلم	مذکر/مونث	أَفْعَلُ	نَفْعَلُ	نَفْعَلُ	ن	نَحْنُ (ہم) تثنیہ وجمع متکلم

علامات مضارع ی ، ت ، ا ، ن

★ ان دو صیغوں کے آخر کے نون (ن) نون نِسْوَة کہلاتے ہیں۔

یَذْهَبُ کا معنٰی ہو [وہ جاتا ہے یا وہ جائے گا] تو تَذْهَبُ کا معنٰی [تو جاتا ہے یا تو جائے گا] کریں گے۔اَذْهَبُ کا معنٰی [میں جاتا/جاتی
وں یا میں جاؤں گا/گی] کریں گے۔نَذْهَبُ کا معنٰی [ہم جاتے/جاتی ہیں یا ہم جائیں گے/گی] کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَسْئَلُ یا نَسْئَلُ؟

اگر کسی نے دعا مانگتے ہوئے کہنا ہو [اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں / جنت مانگتا ہوں] تو وہ نہ یَسْئَلُ کہے گا نہ تَسْئَلُ بلکہ أَسْئَلُ کہے گا۔ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ ۔ اگر کوئی صاحب امامت کرا رہے ہوں اور وہ مقتدیوں کو بھی دعا میں شریک کرنا چاہتے ہوں تو وہ اَسْئَلُ کی بجائے نَسْئَلُ [ہم مانگتے ہیں] کہیں گے۔ اسی طرح یَنْصُرُ کا معنیٰ [وہ مدد کرتا ہے] ہو۔ تو نَنْصُرُ کا معنیٰ [ہم مدد کرتے ہیں] ہوگا۔ اور تَنْصُرُ کا معنیٰ [تو مدد کرتا ہے] ہوگا۔

مضارع کے دیگر صیغے (اوزان)

اسم میں ایک لفظ مُسْلِمٌ کا تثنیہ مُسْلِمَانِ ہے اور جمع مُسْلِمُوْنَ ہے ۔ [اَنِ] تثنیہ کی علامت ہے اور [وْنَ] جمع کی علامت ہے۔

یَذْهَبُ کا معنیٰ اگر [وہ جاتا ہے] ہو تو یَذْهَبَانِ کا معنیٰ [وہ دو جاتے ہیں] کریں گے اور یَذْهَبُوْنَ کا معنیٰ [وہ سب جاتے ہیں] کریں گے۔ اسی طرح تَذْهَبُ کا معنیٰ [تو جاتا ہے] تو تَذْهَبَانِ کا معنیٰ [تم دو جاتے ہو] اور تَذْهَبُوْنَ کا معنیٰ [تم سب جاتے ہو] کریں گے۔

یَنْصُرُ کا معنیٰ [وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا]۔ یَنْصُرُوْنَ کا معنیٰ ہوگا [وہ سب مدد کرتے ہیں یا کریں گے] اور تَنْصُرُوْنَ کا معنیٰ [تم سب مدد کرتے ہو یا کرو گے] ہوگا۔ 'تم' کا معنیٰ شروع میں [تَ] کی وجہ سے اور 'سب' کا معنیٰ آخر میں [وْنَ] وجہ سے پیدا ہوا۔

معنیٰ حال کا کرنا ہے یا مستقبل کا: یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہاں ترجمہ حال کے معنیٰ میں کرنا ہے یا مستقبل کے معنیٰ میں۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل دو جملوں پر غور کرتے ہیں۔

جملہ نمبر 1: یَذْهَبُ خَالِدُ اِلَى الْمَدْرَسَةِ کُلَّ یَوْمٍ ۔ کُلَّ یَوْمٍ ہر روز (Everyday) کُلَّ یہ لفظ ہمیشہ مضاف بن کر استعمال ہوتا ہے اس کے بعد آنے والا اسم مضاف الیہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یَوْمٍ حالت جر میں ہے۔ بہر حال اس کا ترجمہ کریں گے [خالد ہر روز سکول جاتا ہے]۔

جملہ نمبر 2: یَذْهَبُ خَالِدُ اِلَى الْمَدْرَسَةِ غَدًا ۔ غَدًا یعنی آنے والا کل (Tomorrow)۔ اس کا ترجمہ [خالد آنے والے کل سکول جاتا ہے] کریں گے یا [خالد کل سکول جائے گا] کریں گے۔ یہاں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی کہ یہاں معنیٰ حال (Present) میں کرنا ہے یا مستقبل (Future) میں۔ یہاں معنیٰ [خالد کل سکول جائے گا] مستقبل میں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام	جنس	عدد	وزن	صیغوں کی بناوٹ میں ضمائر اور علامتوں کا کردار	صیغے
غائب	مذکر	واحد	يَفْعُلُ	(ی/وہ) ع کلمہ پر مطلوبہ حرکت اور پہلے صیغے کے لام کلمہ پر ہمیشہ پیش (......ُ)	واحد مذکر غائب
		تثنیہ	يَفْعُلَانِ	(ی/وہ) اسم کے تثنیہ کی علامت (انِ) لگا کر فعل میں تثنیہ کا معنیٰ پیدا کیا۔ صرف اس تثنیہ کے شروع میں [ی] ہوتی ہے	تثنیہ مذکر غائب
		جمع	يَفْعُلُوْنَ	(ی/وہ) آخر میں اسم صفت مذکر جمع کی علامت جیسے (وْنَ) لگا کر فعل میں جمع مذکر کا معنیٰ پیدا کیا	جمع مذکر غائب
	مؤنث	واحد	تَفْعُلُ	شروع میں (تَ/وہ مؤنث) کے لئے اور آخر میں لام کلمہ پر پیش (......ُ) واحد کے لئے	واحد مؤنث غائب
		تثنیہ	تَفْعُلَانِ	شروع میں (تَ/وہ مؤنث) اور آخر میں تثنیہ کے لئے (انِ) لگائیں گے	تثنیہ مؤنث غائب
		جمع	يَفْعُلْنَ	ی/وہ+ مادہ+ نَ (مؤنث جمع کے لئے) نَ سے پہلے [أ] یا [و] یا [یَ] نہیں ہے۔	جمع مؤنث غائب
حاضر مخاطب	مذکر	واحد	تَفْعُلُ	تَ (تو) + مادے کے حروف کا سیٹ + آخر میں واحد کے لئے لام کلمہ پر پیش (......ُ)	واحد مذکر حاضر
		تثنیہ	تَفْعُلَانِ	(تَ (تو) + مادہ + آخر میں (انِ) برائے تثنیہ	تثنیہ مذکر حاضر
		جمع	تَفْعُلُوْنَ	(تَ/تو + مادے کے حروف کا سیٹ + آخر میں وْنَ برائے جمع مذکر (جمع اسم کی طرح)	جمع مذکر حاضر
	مؤنث	واحد	تَفْعُلِيْنَ	(تَ/تو + مادہ + [ی] زائد + نَ (مؤنث) اس کے تلفظ میں [اِیْ] کی آواز واحد مؤنث حاضر کے لئے ہوتی ہے	واحد مؤنث حاضر
		تثنیہ	تَفْعُلَانِ	تَ (تو) + مادہ + انِ (تثنیہ) اس سے پہلے بھی دو عدد تثنیہ صیغوں کے لئے یہی لفظ تھا	تثنیہ مؤنث حاضر
		جمع	تَفْعُلْنَ	(تَ/تو + مادہ + نَ (مؤنث جمع کے لئے) نَ سے پہلے (ا یا و یا ی) نہیں ہے۔	جمع مؤنث حاضر
متکلم	(مذکر و مؤنث)	واحد	اَفْعُلُ	(أَ/میں) اسم ضمیر [اَنَا] کے [اَ] کو لے کر فعل میں واحد متکلم [میں] کا معنیٰ پیدا کیا گیا ہے۔	واحد مذکر/مؤنث متکلم
		تثنیہ/جمع	نَفْعُلُ	(نَ/ہم) اسم ضمیر [نَحْنُ] کے [نَ] کو لے کر فعل میں کے شروع میں لگا کر تثنیہ و جمع متکلم [ہم] کا معنیٰ لیا گیا ہے۔	تثنیہ، جمع (مذکر/مؤنث) متکلم

نوٹ: تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر تینوں کے شروع میں [تَ] ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَعْبُدُ کا مکمل معنٰی

اگر کسی فعل مضارع کے دونوں معنٰی مراد لیے جاسکتے ہوں حال کا بھی اور مستقبل کا بھی تو وہاں دونوں معنٰی ہی مراد لیجئے **مثلاً**: یَعْبُدُ کا معنٰی ہے [وہ عبادت کرتا ہے یا کرے گا] تو نَعْبُدُ کا معنٰی [ہم عبادت کرتے ہیں یا کریں گے] ہوگا۔

یَعْبُدُ کا معنٰی [وہ عبادت کرتا ہے/وہ عبادت کررہا ہے/وہ عبادت کرتا رہا ہے/وہ عبادت کرے گا/وہ عبادت کرتا رہے گا]۔ سب اس کے معانی ہیں یہاں سے عربی زبان کی آسانی بھی سامنے آجاتی ہے۔ انگلش میں زمانے (Tenses) کی کتنی ہی اقسام ہیں۔ وہ جاتا ہے کہ لئے الگ، وہ جارہا ہے کیلئے الگ، وہ جائے گا کیلئے الگ۔ گردانوں کی بھرمار تو انگلش میں ہے۔ عربی زبان میں صرف دو ہی بنیادی گردانیں ہیں، ایک فعل ماضی کی اور ایک فعل مضارع کی۔ اگر کسی جگہ یہ سارے معانی مراد لیے جاسکتے ہوں تو سارے ہی مراد لیجئے **مثلاً**: **اِیَّاکَ نَعْبُدُ** اس کا معنٰی ہے [اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اللہ! تیری ہی عبادت کررہے ہیں، اللہ! ہم تیری ہی عبادت کریں گے، اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے رہیں گے]۔ اللہ! ہم منافق نہیں ہیں کہ تیرے سامنے کھڑے ہیں تو تیرے ہیں، کسی اور کے سامنے کھڑے ہوکر کسی اور کے ہوجائیں گے۔ اللہ! ہم تیرے سامنے ہی عبودیت کا، بندگی کا، عجز وانکساری کا اظہار کرتے رہیں گے۔

اس سے بڑی اور منافقت کیا ہوگی کہ اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر انسان اللہ کا بن جائے اور باہر نکل کر کسی اور جگہ کا رخ کرلے، کسی اور کا ہوجائے۔ اللہ کو اس قسم کی شراکت پسند نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ شرک کو اللہ نے ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے۔ اللہ رب العزت کو اس گناہ کے مقابلے میں باقی گناہ ہلکے محسوس ہوتے ہیں۔ **وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ** [اور اللہ تجھ ہی سے مدد طلب کررہے ہیں، تجھ ہی سے مدد طلب کرتے رہیں گے]۔ ایسا نہیں ہے کہ مسجد میں کھڑے ہوکر انسان اللہ کا ہوجائے اور باہر نکل کر کسی اور کو مافوق الاسباب مدد کرنے والا سمجھنا شروع کردے۔ **اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ**.. (الفاتحة:4/1)۔ جس فعل مضارع کے دونوں معنٰی مراد لیے جاسکتے ہوں، زمانہ حال والا بھی اور زمانہ مستقبل والا بھی، وہاں دونوں معنٰی مراد ہوں گے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا.. (الزمر:53/39)۔ [یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، بخش دے گا، بخشتا رہے گا]۔ جب بھی کوئی اس سے معافی مانگے گا وہ اس کے گناہ کو معاف فرمادے گا۔ یَغْفِرُ [وہ بخش دیتا ہے، بخش دے گا، بخشتا رہے گا]۔

عربی زبان کی دنیائے گرامر کے فعل مضارع **یَفْعَلُ** یا **یَفْعِلُ** یا **یَفْعُلُ** کے ردھم پر استعمال ہوتے ہیں۔

(i) **یَفْعَلُ** کے وزن پر یَذْهَبُ، یَفْتَحُ، یَسْمَعُ

(ii) **یَفْعِلُ** کے وزن پر یَضْرِبُ، یَجْلِسُ، یَصْبِرُ

(iii) **یَفْعُلُ** کے وزن پر یَنْصُرُ، یَعْبُدُ، یَسْجُدُ

یہ سب فعل کی گردان کے چودہ (14) صیغوں میں سے پہلے پہلے صیغے ہیں۔ بقیہ تیرہ (13) صیغوں میں فعل کا مقررہ وزن ہی چلے گا۔ جس کو (ع) عین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمہ کی اپنی اپنی حرکت سے پہچانا جاسکے گا۔

چونکہ فعل مضارع میں بیک وقت دونوں زمانے حال (Present) بھی اور مستقبل (Future) بھی موجود ہوتے ہیں۔ فعل مضارع کا ترجمہ اگر دونوں زمانوں میں کیا جاسکتا ہو (حال میں بھی اور مستقبل میں بھی) تو وہاں دونوں طرح کا ترجمہ مقصود ہوتا ہے۔ اگر ایک زمانے میں ہی کیا جاسکتا ہو تو ایک زمانہ ہی مراد ہوگا۔ **مثلاً**: يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.. (النساء:141/4)۔ يَحْكُمُ [وہ فیصلہ کرتا ہے یا کرے گا]۔ اس آیت میں چونکہ یہاں قیامت کا ذکر آرہا ہے اس لیے یہاں ترجمہ صرف مستقبل کا کریں گے [وہ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا]۔ فیصلہ کرے گا سے مراد ہے! وہ (اللہ) تمہارے ایک ایک عمل کا نتیجہ تمہارے سامنے لائے گا۔

لیکن اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا یہاں معنیٰ کریں گے یقیناً [اللہ بخشتا ہے، بخشے گا، بخشار ہے گا تمام گناہوں کو]، یہاں دونوں زمانے مراد لیے جاسکتے ہیں اسلئے دونوں زمانے مراد لیجئے۔

قرآن مجید کا ایجاز (قرآن مجید کی ایک خوبی)

الفاظ کم سے کم استعمال ہوں معنیٰ اس کے اندر زیادہ سے زیادہ آجائے اس فن کو ایجاز / اختصار کہتے ہیں۔ اور یہ فن عربی زبان میں موجود ہے۔ کسی اور زبان میں یہ فن، یہ وصف، یہ خوبی موجود نہیں ہے۔ فن کی ان ساری قسموں ان ساری خوبیوں سے اہل عرب، اہل زبان، قریش مکہ بخوبی آشنا تھے۔ انہوں نے دیکھا قرآن مجید میں فصاحت و بلاغت کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور خامی ایک بھی نہیں ہے۔ ایک ہی معنیٰ کے لیے قرآن مجید نے دس دس بارہ بارہ پندرہ پندرہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کسی لفظ کے بارے میں وہ یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس جگہ یا اس لفظ کی بجائے فلاں موقع پر یہ لفظ ہوتا تو زیادہ موزوں ہوتا۔ اور یہی بات ان کی حیرانی کا باعث تھی۔ کہ ایک ایسی شخصیت جس نے نہ کبھی شعر سنا، نہ کبھی شعر کہا، نہ اس نے کبھی شعراء کی محفل میں شرکت کی، نہ اس کے قصیدے نے کبھی اول انعام حاصل کیا اور نہ کسی شاعر کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ وہ شخص ایسا کلام پیش کر رہا ہے، جس کے سامنے بڑے بڑے شعراء بے بس ہوگئے ہیں۔ معجزہ اسے کہتے ہیں جو کسی کو عاجز کردے، کسی کو بے بس کردے۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے سامنے پوری عرب دنیا بے بس ہوگئی تھی، یہی قرآن پاک کا اعجاز تھا، قرآن پاک معجزہ تھا اور اب بھی ہے۔ اس چیلنج (Challenge) کو عرب ساری زندگی قبول نہ کرسکے۔ یہ فن ایجاز و اختصار کہلاتا ہے اور یہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے۔

واحد اور تثنیہ مونث غائب : حرف [ت] فعل مضارع کے شروع میں آکر عموماً [تُو] کا یا [تم] کا معنیٰ پیدا کر رہی ہوتی ہے۔ پھر اس معنیٰ کے علاوہ بھی ایک خصوصیت ہے کہ بعض اوقات فعل مضارع کے شروع میں [ت] تو یا تم کا معنیٰ پیدا نہیں کر رہی ہوتی بلکہ وہ 'مؤنث' کا معنیٰ پیدا کرنے کیلئے استعمال ہو رہی ہوتی ہے۔ چنانچہ تَذْهَبُ کا معنیٰ [تو جاتا ہے] یا [تو جائے گا] بھی کر سکتے ہیں اور تَذْهَبُ کا معنیٰ [وہ جاتی ہے] یا [وہ جائے گی] بھی کر سکتے ہیں یعنی۔ تَذْهَبُ مذکر حاضر کیلئے بھی استعمال ہوسکتا ہے اور مؤنث غائب کیلئے بھی۔ اب یہ کیسے پتہ چلے گا کہ اس صیغے کا معنیٰ دونوں میں سے کونسا کیا جائے؟ عبارت میں جب کوئی لفظ استعمال ہو رہا ہو تو پھر اس کا معنیٰ متعین کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

مثلاً: تَذْهَبُ عَائِشَةُ اِلَى الْمَسْجِدِ كُلَّ يَوْمٍ لِحِفْظِ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ ۔ یہاں تَذْهَبُ کا معنیٰ 'تُو جاتا ہے' نہیں کر سکتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ اس جملہ میں کوئی معنیٰ ہی پیدا نہیں ہوگا۔ یہاں تَذْهَبُ کی [ت] مؤنث غائب کا معنیٰ پیدا کرنے کیلئے استعمال ہو رہی ہے۔ چنانچہ معنیٰ کریں گے [عائشہ مسجد جاتی ہے]۔ كُلَّ يَوْمٍ [ہر روز]۔ لِحِفْظِ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ [قرآن کریم حفظ کرنے کیلئے]۔

لیکن یہی تَذْهَبُ ایک اور عبارت میں بھی استعمال ہو رہا ہے۔ **اَيْنَ تَذْهَبُ كُلَّ يَوْمٍ يَا خَالِدُ**؟ اب یہاں معنیٰ کریں گے [اے خالد تو ہر روز کہاں جاتا ہے]؟ یہاں تَذْهَبُ کی [ت] تو (مذکر حاضر) کا معنیٰ پیدا کر رہی ہے۔

اسی طرح تَذْهَبَانِ کا معنیٰ [تم دو جاتے ہو] بھی ہے اور [تم دو جاتی ہو] بھی ہے معنیٰ متعین کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ اگر کسی عبارت میں ذکر ہو رہا ہو عائشہ اور فاطمہ کا تو تَذْهَبَانِ کا معنیٰ [تم دو جاتی ہو] کریں گے **اَيْنَ تَذْهَبَانِ يَا عَائِشَةُ وَ يَا فَاطِمَةُ بَعْدَ الْعَصْرِ**۔ [اے عائشہ اور اے فاطمہ تم دونوں عصر کے بعد کہاں جاتی ہو]۔ یہاں جاتے ہو تو نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر کسی عبارت میں ذکر ہو رہا ہو خالد اور حامد کا تو تَذْهَبَانِ کا معنیٰ [تم دو جاتے ہو] کریں گے۔ **اَيْنَ تَذْهَبَانِ يَا خَالِدُ وَ يَا حَامِدُ بَعْدَ الْعَصْرِ**؟ یہاں معنیٰ کریں گے [اے خالد اور اے حامد تم دونوں عصر کے بعد کہاں جاتے ہو]؟

جمع مؤنث کیلئے استعمال ہونے والا نون (ن)

[ا، و اور ی] کو عربی زبان کے حروف علت [Vowels] کہا جاتا ہے۔ جس نون [نَ] سے پہلے نہ واؤ [و] ہو اور نہ الف [ا] ہو نہ یا [ی] ہو وہ نون [نَ] کسی فعل میں جمع مؤنث کا معنیٰ پیدا کرنے کے لئے استعمال ہو رہی ہوتی ہے۔ یَذْهَبْنَ کا معنیٰ [وہ سب جاتی ہیں یا وہ سب جائیں گی] کریں گے۔ اور تَذْهَبْنَ کا معنیٰ [تم سب جاتی ہو یا تم سب جاؤ گی] کریں گے۔

يَذْهَبُوْنَ اور يَذْهَبْنَ میں فرق : يَذْهَبُوْنَ بھی اور يَذْهَبْنَ بھی دونوں فعل مضارع جمع غائب کے صیغے ہیں اور وہ کا معنیٰ دونوں کے اندر پیدا ہو رہا ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ يَذْهَبُوْنَ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور يَذْهَبْنَ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ لہٰذا يَذْهَبُوْنَ (دو سے زیادہ مردوں) کیلئے استعمال ہوگا اور يَذْهَبْنَ (دو سے زیادہ عورتوں) کے لیے استعمال ہوگا۔

تَذْهَبُوْنَ اور تَذْهَبْنَ میں فرق : تَذْهَبُوْنَ اور تَذْهَبْنَ دونوں فعل مضارع جمع مخاطب حاضر کے صیغے ہیں۔ دونوں میں [تم] کا معنیٰ پیدا ہو رہا ہے جبکہ تَذْهَبُوْنَ مذکر کیلئے استعمال ہوتا ہے اور تَذْهَبْنَ مؤنث کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر خالد حامد انور امجد سے پوچھنا ہو [تم کہاں جاتے ہو یا تم کہاں جا رہے] تو اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ؟ کہیں گے۔ اور اگر عائشہ، خدیجہ، زینب، مریم سے پوچھنا ہو تم کہاں جاتی ہو یا تم کہاں جا رہی ہو تو پھر اَيْنَ تَذْهَبْنَ کہیں گے۔

مضارع میں نفی کا معنیٰ

يَعْلَمُ کا معنیٰ [وہ جانتا ہے] تَعْلَمُ کا معنیٰ [تو جانتا ہے] کریں گے اور اَعْلَمُ کا معنیٰ [میں جانتا ہوں] کریں گے۔ لَا اَعْلَمُ کا معنیٰ [میں نہیں جانتا ہوں] کریں گے۔ دعائے استخارہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ آگے ہے فَاِنَّكَ تَقْدِرُ [اللہ! تو قدرت رکھتا ہے]۔ وَلَا اَقْدِرُ [اور میں کوئی قدرت، کوئی طاقت نہیں رکھتا]۔ اے اللہ! سب کچھ تیرے بس میں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بالکل بے بس ہوں۔ وَتَعْلَمُ [اور تو جانتا ہے]۔ وَلَا اَعْلَمُ [اور میں نہیں جانتا]۔ اے اللہ! مجھے کچھ پتہ نہیں میں جو کام کرنے والا ہوں اس میں میرے لیے بہتری کا پہلو ہے یا برائی کا پہلو ہے اس کا علم صرف تجھ کو ہے اے اللہ! جو بہتر ہے وہ کام میرے لیے آسان فرما دے۔ جناب عیسیٰؑ کے حوالے سے قرآن پاک میں آتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ کے حضور کہیں گے: تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ.. (المائدہ:116/5)۔ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ [تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے جو میری نیت میں ہے] تجھے ایک ایک بات کا علم ہے۔ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ [اور اللہ! میں نہیں جانتا ہوں جو تیرے دل میں ہے]۔ يَعْلَمُ کا معنیٰ ہو [وہ جانتا ہے]۔ تو يَعْلَمُوْنَ کا معنیٰ [وہ سب جانتے ہیں] اور تَعْلَمُوْنَ کا معنیٰ [تم سب جانتے ہو] کریں گے۔ فعل مضارع سے پہلے لَا لگانے سے مضارع میں نفی کا معنیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔

فعل مضارع کو صرف مستقبل کے لئے خاص کرنا

فعل مضارع کے شروع میں [سَ] یا [سَوْفَ] لگانے سے فعل مضارع میں حال اور مستقبل دونوں کی بجائے صرف مستقبل کا معنیٰ باقی رہ جاتا ہے۔ [سَ] یا [سَوْفَ] دو ایسے حروف ہیں جو فعل مضارع سے حال کا معنیٰ چھین لیتے ہیں اور صرف مستقبل کا معنیٰ باقی رہنے دیتے ہیں۔ **مثال کے طور پر**: پر اگر کہیں لکھا ہوا ہے سَوْفَ يَذْهَبُ تو اس کا معنیٰ صرف [وہ جائے گا] ہو گا اور اگر صرف يَذْهَبُ ہو تو اس کا معنیٰ [وہ جاتا ہے] بھی کر سکتے ہیں اور [وہ جائے گا] بھی کر سکتے ہیں۔ سَوْفَ کا اپنا ذاتی معنیٰ [عنقریب/جلد ہی] ہے اس کی مختصر شکل (Short form) [سَ] ہے۔ **مثلاً**: اگر کہنا ہو [میں جلد ہی اسلام آباد جاؤں گا] تو سَوْفَ اَذْهَبُ اِلٰى اِسْلَامَ آبَادَ یا سَاَذْهَبُ اِلٰى اِسْلَامَ آبَادَ کہیں گے۔ تھوڑا سا فرق اس میں کیا جاتا ہے کہ بہت جلد جانا ہو تو کہا جاتا ہے سَاَذْهَبُ اور بالکل مختصر (Short) اور تھوڑی سی دیر کے بعد جانا ہو تو پھر کہا جاتا ہے سَوْفَ اَذْهَبُ۔ اگر ابھی نکلنا ہے: سَاَذْهَبُ اَلْئٰنَ [میں ابھی چلا جاؤں گا] اور اگر کچھ دیر بیٹھنا چاہتے ہیں، چائے پی کے جانا چاہتے ہیں پھر کہیں گے سَوْفَ اَذْهَبُ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ [میں عصر کی نماز کے بعد چلا جاؤں گا]۔ لیکن قرآن مجید کی آیات میں یہ فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا اس لیے یہ فرق رکھنا کوئی مستند قاعدہ نہیں ہے۔

فعل مضارع میں تاکید در تاکید کا مفہوم پیدا کرنا

فعل مضارع کے شروع میں [لَ] اور آخر میں شد [ّ] والا نون (نَّ) ہو تو اس فعل مضارع میں تاکید در تاکید کا (یقیناً یقیناً کا) معنیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔

مثلاً: لَتَدْخُلُنَّ (لَ + تَدْخُلُ (فعل مضارع) + نَّ)۔ اسکا معنیٰ یہ نہیں کریں گے [یقیناً تم داخل ہو گے] بلکہ کہیں گے [یقیناً یقیناً تم داخل ہو گے] اللہ ربّ العزت کی طرف سے صحابہ کرامؓ کو بشارت دی گئی/ خوشخبری دی گئی کہ تمہیں کسمپرسی کے عالم میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا ہے حالات تمہارے خلاف ہیں، نہایت نا مساعد ہیں، تمام اکابرین قریش، سرداران مکہ تمہارے مخالف ہیں، حالات بظاہر تمہارے حق (Favour) میں نہیں ہیں لیکن میرا تم سے وعدہ ہے: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ (الفتح:27/48)۔ [یقیناً یقیناً تم داخل ہو گے (دو مرتبہ یقیناً/لازماً تم داخل ہو گے)]۔ مَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ [مسجد الحرام میں اگر اللہ نے چاہا]۔ اٰمِنِيْنَ [بالکل بے خوف ہو کر]۔ کہ بڑے بڑے سرداران قریش کو تمہاری طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھنے کی جرات نہیں ہو گی۔ میں تمہیں یقین دلا رہا ہوں بے فکر ہو جاؤ کچھ دیر کے بعد حالات بدلنے والے ہیں یقیناً یقیناً تم داخل ہو گے۔ اور قرآن مجید نے جو کہا حرف بحرف پورا ہوا۔ چند ہی سالوں بعد مسلمان مکہ مکرمہ میں بڑی فاتحانہ شان کے ساتھ داخل ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ.. (الحج: 40/22) لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ [یقیناً یقیناً مدد کرے گا اللہ] کس کی؟ مَنْ [جو]۔ يَنْصُرُ [مدد کرے گا]۔ هٗ [اسکی] یعنی اسکے دین کی۔ جو اس کے دین کی بالادستی کیلئے جدوجہد کرے گا وہ اپنے آپ کو قطعاً بے سہارا نہ سمجھے یقیناً یقیناً اللہ اسکی مدد کرے گا۔ یقیناً یقیناً اللہ کی نصرت اسکے شامل حال ہو کر رہے گی۔ ہاں آزمائش کے مراحل سے اللہ ضرور گزارے گا لیکن مستقبل اس کے حق میں ہوگا۔

فعل مضارع (سادہ) اور فعل مضارع تاکید در تاکید (مستقبل) کی گردان

مقام	جنس	عدد	سادہ	تاکید در تاکید	مضارع يَنْصُرُ سے تاکید در تاکید
غائب	مذکر	واحد	يَفْعَلُ	لَيَفْعَلَنَّ	لَيَنْصُرَنَّ [یقیناً یقیناً وہ (ایک مذکر) مدد کرے گا]
		تثنیہ	يَفْعَلَانِ	لَيَفْعَلَانِّ	لَيَنْصُرَانِّ [یقیناً یقیناً وہ (دو مذکر) مدد کریں گے]
		جمع	يَفْعَلُوْنَ	لَيَفْعَلُنَّ	لَيَنْصُرُنَّ [یقیناً یقیناً وہ (سب مذکر) مدد کریں گے]
	مؤنث	واحد	تَفْعَلُ	لَتَفْعَلَنَّ	لَتَنْصُرَنَّ [یقیناً یقیناً وہ (ایک مؤنث) مدد کرے گی]
		تثنیہ	تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِّ	لَتَنْصُرَانِّ [یقیناً یقیناً وہ (دو مؤنث) مدد کریں گی]
		جمع	يَفْعَلْنَ	لَيَفْعَلْنَانِّ	لَيَنْصُرْنَانِّ [یقیناً یقیناً وہ (سب مؤنث) مدد کریں گی]
حاضر مخاطب	مذکر	واحد	تَفْعَلُ	لَتَفْعَلَنَّ	لَتَنْصُرَنَّ [یقیناً یقیناً تم (ایک مذکر) مدد کرو گے]
		تثنیہ	تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِّ	لَتَنْصُرَانِّ [یقیناً یقیناً تم (دو مذکر) مدد کرو گے]
		جمع	تَفْعَلُوْنَ	لَتَفْعَلُنَّ	لَتَنْصُرُنَّ [یقیناً یقیناً تم (سب مذکر) مدد کرو گے]
	مؤنث	واحد	تَفْعَلِيْنَ	لَتَفْعَلِنَّ	لَتَنْصُرِنَّ [یقیناً یقیناً تم (ایک مؤنث) مدد کرو گی]
		تثنیہ	تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِّ	لَتَنْصُرَانِّ [یقیناً یقیناً تم (دو مؤنث) مدد کرو گی]
		جمع	تَفْعَلْنَ	لَتَفْعَلْنَانِّ	لَتَنْصُرْنَانِّ [یقیناً یقیناً تم (سب مؤنث) مدد کرو گی]
متکلم	(مذکر و مؤنث)	واحد	اَفْعَلُ	لَاَفْعَلَنَّ	لَأَنْصُرَنَّ [یقیناً یقیناً میں (ایک مذکر/مؤنث) مدد کروں گا/گی]
		تثنیہ/جمع	نَفْعَلُ	لَنَفْعَلُنَّ	لَأَنْصُرَنَّ یقیناً یقیناً ہم [(دو مذکر/مؤنث) مدد کریں گے/گی (سب مذکر/مؤنث) مدد کریں گے/گی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل مضارع سے ماضی استمراری بنانے کا طریقہ

[کَانَ کی گردان+فعل مضارع=ماضی استمراری (Past Continious)]۔یَذْھَبُ کا معنٰی ہے[وہ جاتا ہے]اور کَانَ کا معنٰی[تھا]۔کَانَ یَذْھَبُ جب ملا کر پڑھیں گے تو اس کا ترجمہ[وہ جاتا ہے] کی بجائے[وہ جاتا تھا/وہ جا رہا تھا/وہ جایا کرتا تھا]ہو جائے گا۔انگریزی میں زمانے کی کتنی ہی گردانیں (tenses) یاد کرنی پڑتی ہیں اس لحاظ سے عربی زبان کی گرامر بہت آسان ہے۔ان تینوں معنوں میں سے کوئی بھی معنٰی بلحاظ سیاق وسباق آجائے گا۔سیاق وسباق کو سابقے اور لاحقے بھی کہتے ہیں۔یعنی زیر غور لفظ یا بات/کلام کے پہلے اور بعد میں کیا کچھ کہا گیا ہے۔

فعل مضارع سے ماضی استمراری کی گردان

مقام	جنس	عدد	کان کی گردان	یذھبُ سے کان کی گردان	ترجمہ
غائب	مذکر	واحد	کَانَ	کَانَ یَذْھَبُ	وہ جایا کرتا تھا/جارہا تھا۔
		تثنیہ	کَانَا	کَانَا یَذْھَبَانِ	وہ دو جایا کرتے تھے/جارہے تھے
		جمع	کَانُوْا	کَانُوْا یَذْھَبُوْنَ	وہ سب جایا کرتے تھے/جارہے تھے
	مؤنث	واحد	کَانَتْ	کَانَتْ تَذْھَبُ	وہ جایا کرتی تھی/جارہی تھی
		تثنیہ	کَانَتَا	کَانَتَا تَذْھَبَانِ	وہ دو جایا کرتی تھیں/جارہی تھیں
		جمع	کُنَّ	کُنَّ یَذْھَبْنَ	وہ سب جایا کرتی تھیں/جارہی تھیں
حاضر مخاطب	مذکر	واحد	کُنْتَ	کُنْتَ تَذْھَبُ	تو جایا کرتا تھا/جارہا تھا
		تثنیہ	کُنْتُمَا	کُنْتُمَا تَذْھَبَانِ	تم دو جایا کرتے تھے/جارہے تھے
		جمع	کُنْتُمْ	کُنْتُمْ تَذْھَبُوْنَ	تم سب جایا کرتے تھے/جارہے تھے
	مؤنث	واحد	کُنْتِ	کُنْتِ تَذْھَبِیْنَ	تم جایا کرتی تھیں/جارہی تھیں
		تثنیہ	کُنْتُمَا	کُنْتُمَا تَذْھَبَانِ	تم دو جایا کرتی تھیں/جارہی تھیں
		جمع	کُنْتُنَّ	کُنْتُنَّ تَذْھَبْنَ	تم سب جایا کرتی تھیں/جارہی تھیں
متکلم	(مذکر و مؤنث)	واحد	کُنْتُ	کُنْتُ اَذْھَبُ	میں جایا کرتا تھا/جایا کرتی تھی میں جارہا تھا/جارہی تھی
		تثنیہ/جمع	کُنَّا ⟷ کُنَّا	کُنَّا نَذْھَبُ	ہم جایا کرتے تھے/جارہے تھے ہم جایا کرتی تھیں/جارہی تھیں

کان کا معنٰی [ہے] [ہوں] اور [تھا] کیا جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ کریں اور ان میں موجود فعل مضارع کے مادے، ابواب اور صیغے تحریر کریں۔

1 اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر:53/39)

یقیناً اللہ بخش دیتا ہے، بخش دے گا، بخشتا رہے گا، گناہوں کو جَمِیْعًا (تمام کے تمام گناہوں کو)۔

ترجمہ: یقیناً اللہ تمام کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے/بخش دے گا۔

2 هُوَ الَّذِیْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (الشوریٰ:25/42)

ضمیر هُوَ یہاں اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ هُوَ الَّذِیْ [وہی (اللہ) ہے جو]۔ يَقْبَلُ [قبول کرتا ہے/قبول کرتا رہے گا]۔ اَلتَّوْبَةَ۔ (توبہ کو)۔ عَنْ عِبَادِهٖ [اپنے بندوں سے]۔

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے/کرتا رہے گا۔

3 نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ (بنی اسرائیل:31/17)۔

يَرْزُقُ کا معنیٰ ہے [وہ رزق دیتا ہے] تو نَرْزُقُ کا معنیٰ [ہم رزق دیتے ہیں یا دیں گے] ہوگا۔ اگر اس سے پہلے نَحْنُ آجائے تو معنیٰ کریں گے ['ہم ہی' (پہلے والے لفظ ہم پر زور دے کر) 'ہم' رزق دیتے ہیں تمہیں]۔ پوری آیت یوں ہے۔ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ [اپنے بچوں کو غربت اور افلاس کے ڈر سے قتل مت کرو]۔ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ [ہم تمہیں رزق دیتے ہیں/دیتے رہیں گے اور ان کو بھی (جن کے قتل کا ارتکاب تم کر رہے ہو ان کو رزق دینے کے ذمہ دار ہم ہیں)]۔ تم کب سے رازق بن بیٹھے ہو۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے تم رزق کے وسائل کو اپنے ہاتھ میں لینے والے نہ بنو۔

ترجمہ: ہم (ہی) تمہیں رزق دیتے ہیں/دیتے رہیں گے۔

4 يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (النساء:141/4)

[وہ (اللہ) فیصلہ کرتا ہے وہ (اللہ) فیصلہ کرے گا]۔ لیکن آگے چونکہ قیامت کا ذکر ہے اس لیے معنیٰ مستقبل کا ہی کریں گے۔ [وہ (اللہ) فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن]۔ یعنی قیامت کے دن تمہارے اعمال کا نتیجہ سامنے لائے گا۔

ترجمہ: وہ (اللہ) قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔

5 نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ (ھود:38/11)۔

اللہ کے نبی نوحؑ کشتی بنا رہے ہوتے تھے ان کی قوم کے لوگ گزرتے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے، آوازیں کستے، کہتے نوحؑ تمہارے دماغ کو کیا ہو گیا ہے اتنی بڑی کشتی بنا رہے ہو کہاں چلاؤ گے اتنا پانی کہاں سے لاؤ گے، نوحؑ سن کر جواباً کہتے اپنے آپ کو سنبھالو اپنی اصلاح کر لو ورنہ نَسْخَرُ مِنْكُمْ [اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہم تم سے مذاق کریں گے]۔کل تم مذاق کا نشانہ بننے والے ہو۔نَسْخَرُ مِنْكُمْ [ہم مذاق کریں گے تم سے]۔کَمَا تَسْخَرُوْنَ [جیسا تم مذاق کر رہے ہو]۔کل کو یہ وقت آنے والا ہے اس دن کی ہولنا کیوں سے اپنے آپ کو بچالو سیلاب آئے گا پھر تم مذاق کا نشانہ بن جاؤ گے۔

ترجمہ: ہم مذاق کریں گے تم سے جیسا تم مذاق کر رہے ہو۔

6 فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ (المطففین:34/83)

آخرت کی رقیامت کی بات ہورہی ہے۔ فَالْيَوْمَ [تو آج]۔الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ [وہ لوگ جو ایمان لائے]۔مِنَ الْكُفَّار [کافروں سے یا(اردو زبان کی Preposition میں ترجمہ کریں گے) کافروں پر]۔ يَضْحَكُوْنَ [ہنسیں گے]۔ابوجہل،ابولہب اور قریش مکہ آوازیں کسا کرتے تھے دیکھو یہ جارہے ہیں۔ان کے حالات دیکھو کیا ہیں اور خواب دیکھ رہے ہیں قیصر و کسریٰ پر پرچم لہرانے کا۔مذاق اڑایا کرتے تھے، طعنے دیا کرتے تھے، آوازیں کسا کرتے تھے ان کو ان حرکتوں کے جواب میں قرآن نے کہا! فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ [تو آج (آخرت کے دن) وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں پر ہنسیں گے]۔انہیں متنبہ (Warn) کرنا مقصود ہے کہ کل کلاں خود تمہیں مضحکہ تصویر بننا ہوگا۔قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ذکر ہے کہ قیامت کی ہولنا کیوں کی وجہ سے دو قدم بھی چلنا ان کیلئے مشکل ہوگا، لڑکھڑاتے ہوئے چلیں گے، اس طرح کی حالت ہوگی جس طرح کسی نشہ کرنے والے کی حالت ہوتی ہے تو فرمایا! آج (قیامت کے دن) یہ لوگ مومنوں کے سامنے مضحکہ خیز تصویر بن جائیں گے۔ان کو بتایا جارہا ہے تم مومنوں کو مذاق مت کرو کل تمہیں مذاق کا نشانہ بننا ہوگا۔

ترجمہ: تو آج (قیامت کے دن) وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں پر ہنسیں گے۔

7 لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا (الواقعہ:25/56)

جنت کی بات ہورہی ہے۔لَا يَسْمَعُوْنَ [وہ نہیں سنیں گے]۔فِيْهَا [اس میں (جنت میں)]۔ لَغْوًا [کوئی فضول بات رکوئی دل آزاری والی بات]۔اس سے پہلے اللہ ربّ العزت نے جہنم کا نقشہ کھینچا کہ وہاں ایک دوسرے پر لعن طعن ہورہا ہوگا۔قرآن کہتا ہے! ایک دوسرے سے کہہ رہا ہوگا ہم تمہاری وجہ سے گمراہ ہوئے، دوسرا کہہ رہا ہوگا نہیں بلکہ ہم تمہاری وجہ سے گمراہ ہوئے، لعن طعن کی فضا ہوگی۔ وہاں ایک دوسرے پر طعن و تشنیع ہورہا ہوگا۔ایک دوسرے پر الزام عائد کیا جارہا ہوگا۔اور ادھر (جنت میں) کیا فضا ہوگی لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا [وہ نہیں سنیں گے اس میں کوئی دل آزاری کی بات]۔آگے ہے وَّ لَا تَاْثِيْمًا [اور نہ گناہ کی بات]۔ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا [سوائے ایک بول کے سلام ہو تم پر سلام ہو تم پر]۔ہر طرف مبارک سلامت کی صدائیں ہی گونج رہی ہوں گی۔

ترجمہ: وہ نہیں سنیں گے اس میں (جنت میں) کوئی دل آزاری کی بات (بے ہودہ بات فضول)۔

8 لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (الکہف:49/18)

نہیں ظلم کرتا ہے/نہ کرے گا (حال اور مستقبل دونوں معنیٰ)[نہ ظلم کرتا ہے نہ کرے گا تمہارا رب کسی پر]۔جو بھی سزا ملے گی وہ انسان کی اپنی بداعمالیوں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ ہوگی، اللہ کی طرف سے اس میں ظلم یا نا انصافی شامل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کے جو ضابطے ہیں ان کے مطابق ہوگا جو کچھ ہوگا۔

ترجمہ: تمہارا رب نہ کسی پر ظلم کرتا ہے (اور) نہ کرے گا۔

9 قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا.. (یونس:49/10)

قُلْ [(اے نبی آخر الزماں ﷺ) آپ ﷺ اپنی امت کو بتا دیجئے]۔ لَآ اَمْلِكُ [نہیں میں اختیار رکھتا ہوں]۔ لِنَفْسِيْ [اپنے نفس کیلئے/اپنی ذات کیلئے]۔ ضَرًّا [کسی نقصان کا] وَّلَا نَفْعًا [اور نہ کسی نفع کا]۔ آپ ﷺ امت مسلمہ کو بتا دیجئے کہ کہیں وہ بھی عیسائیوں کی طرح آپ ﷺ کو دائرہ 'عبدیت' سے نکال کر دائرہ 'الوہیت' میں داخل نہ کر دے، انہیں خبردار کر دیجئے کہ! [میں نہیں اختیار رکھتا ہوں اپنے نفس کیلئے کسی نقصان اور نہ ہی کسی نفع کا] جو اللہ چاہتا ہے وہ ہی ہوتا ہے میرا کوئی اختیار نہیں ہے۔ مجھے عبدیت کے دائرے میں ہی رہنے دو مجھے الوہیت کے دائرے میں داخل کر کے عیسائیوں کی طرح گمراہ نہ ہو جانا۔

ترجمہ: (آپ ﷺ) (لوگوں کو) کہہ دیجئے (کہ) میں نہیں اختیار رکھتا اپنی جان کے لئے کسی نفع یا نقصان کو۔

10 يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:146/2)

یہاں بات اہل کتاب کی ہو رہی ہے۔ يَعْرِفُوْنَ [وہ (اہل کتاب) پہچانتے ہیں]۔ ہٗ [انہیں (یعنی محمد ﷺ ہمارے نبی آخر الزمان کو)]۔ كَمَا [جیسا]۔ يَعْرِفُوْنَ [وہ پہچانتے ہیں]۔ اَبْنَآءَهُمْ [اپنے بیٹوں کو]۔ یہاں والدین کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ جتنا انسان اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوتا ہے اتنا والدین کو بھی نہیں، اسلئے کہ بیٹے اس کے ہاتھ میں پلے بڑھے ہوتے ہیں۔ والدین کا بچپن اور جوانی کسی کے سامنے نہیں ہوتی لیکن بیٹا اس کے ہاتھ میں پلا بڑھا ہوتا ہے وہ اس کو زیادہ جانتا ہے۔ اسلئے کہا [وہ پہچانتے ہیں انہیں (سرور کائنات ﷺ کو) جیسا کہ وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو]۔ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ۔ اِنَّ بھی ہے اور لَ بھی ہے۔ [اور یقیناً یقیناً ان میں سے ایک گروہ کے افراد] کیا کرتے ہیں (انکے مذہبی پیشوا کیا کرتے ہیں)]۔ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ [یقیناً چھپاتے ہیں حق کو]۔ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ [اور وہ جانتے ہیں]۔ قرآن کہتا ہے نبی آخر الزماں ﷺ کو یہ لوگ (اہل کتاب) اچھی طرح پہچانتے ہیں کہ یہی وہ نبی آخر الزماں ﷺ ہیں جن کے متعلق بشارتیں ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ لیکن انہیں اپنی اجارہ داریوں کے ختم ہونے کا اپنے معاشی مفادات کے زد میں آجانے کا خطرہ تھا۔ اسلئے وہ اس حقیقت کو عوام کی نگاہوں سے اوجھل رکھ رہے تھے۔ قرآن نے اس کا ذکر کیا ہے! وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ [اور یقیناً یقیناً ان میں سے ایک گروہ کے افراد یعنی (ان کے علماء) چھپا رہے ہیں حق کو] وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ [اور وہ جانتے ہیں (جانتے بوجھتے وہ ایسا کر رہے ہیں)]۔

ترجمہ: وہ پہچانتے ہیں انہیں (نبی آخر الزمان ﷺ کو) جیسا کہ وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور یقیناً یقیناً ان میں سے ایک گروہ کے افراد (ان کے علماء) چھپا رہے ہیں حق کو اور وہ جانتے ہیں (جانتے بوجھتے وہ ایسا کر رہے ہیں)۔

11 لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ (آل عمران:98/3)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِمَ تَكْفُرُوْنَ [تم کیوں کفر کرتے ہو]۔ بِآيَاتِ اللّٰهِ [اللہ کی آیات (یعنی اللہ کے احکامات اور ضابطوں) سے]۔ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ [اور اللہ گواہ ہے (گواہ کہتے ہیں جس کے سامنے / جس کی نگاہ کے سامنے سب کچھ ہو رہا ہو۔ اسلئے یہاں معنٰی کریں گے (اور اللہ نگاہ رکھے ہوئے ہے)]۔ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ [اس پر جو تم کررہے ہو]۔ جو تم اسلام کے خلاف کفر کی سرگرمیوں میں ملوث ہو کر کر رہے ہو۔ فرمایا اللہ سب کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے / سب پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ [(جب تمہیں پتہ ہے) کہ اللہ تمہاری ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے ہے تو تم اللہ کے ضابطوں کو ماننے سے انکار کیوں کرتے ہو]۔

ترجمہ: تم کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی آیات (احکامات اور ضابطوں) سے اور اللہ نگاہ رکھے ہوئے ہے اس پر جو تم کر رہے ہو۔

12 سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ (النمل:27/27)

[سَنَنْظُرُ = سَ + نَنْظُرُ] + [اَصَدَقْتَ = اَ + صَدَقْتَ] لفظ [سَ] فعل مضارع سے حال کا معنٰی چھین لیتا ہے اور صرف مستقبل کا معنٰی باقی رہنے دیتا ہے۔ يَنْظُرُ کا معنٰی ہ[وہ دیکھتا ہے یا وہ دیکھے گا]۔ نَنْظُرُ کا معنٰی [ہم دیکھتے ہیں یا ہم دیکھیں گے]۔ اور [سَ] کی وجہ سے معنٰی صرف مستقبل کا کیا جاسکے گا [ہم دیکھیں گے]۔ اللہ کے نبی سلیمانؑ کو ایک پرندے ہدہد نے آکر اطلاع دی کہ آپ کے دور اقتدار میں ایک ایسی قوم میں نے دیکھی ہے جو سورج کی پرستش کرتی ہے۔ اللہ کے نبی سلیمانؑ نے آگے سے انکار نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ ایسے کیسے ہوسکتا ہے کہ مجھے پتہ نہ ہو جبکہ میں تو اللہ کا نبی ہوں اور مجھے تو پوری کائنات کا علم ہے۔ تم مجھے بتلا رہے ہو؟ بلکہ انہوں نے ہدہد سے کہا سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ [ہم دیکھیں گے کیا تو نے سچ کہا ہے]؟ اَ [کیا]۔ صَدَقَ کا معنٰی اس نے سچ کہا اور صَدَقْتَ [تو نے سچ کہا]۔ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ [ہم دیکھیں گے کیا تو نے سچ کہا ہے]۔

ترجمہ: ہم دیکھیں گے کیا تو نے سچ کہا ہے۔

13 سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ (القمر:26/54)

سَيَعْلَمُوْنَ [جلد ہی وہ جان لیں گے]۔ نبی آخر الزمان ﷺ کو ہر طرح کی اذیت دی گئی ذہنی بھی اور جسمانی بھی۔ تمام صعوبتیں اور تکالیف آپ ﷺ نے برداشت کیں۔ ایک ذہنی اذیت (Torture) یہ بھی تھی کہ ابوجہل اور ابولہب آپ ﷺ کو طعن و تشنیع کرتے رہتے تھے۔ ایک طعنہ یہ بھی دیتے تھے کہ معاذ اللہ یہ شخص کذّاب (سخت جھوٹا) ہے۔ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کو صادق و امین کہتے تھے اور نبوت کے بعد کذّاب کہنا شروع کر دیا۔ کہتے تھے کہ اپنی طرف سے معاذ اللہ قرآنی سورتیں بنا کر اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ عیاذ باللہ! ان کے اسی طعنے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کہ اگر شک ہے کہ یہ اس (نبیؐ) کی بنائی ہوئی ہیں تو تم بھی بنا کر لے آؤ۔ دوسری بات یہ کہتے تھے کہ ہم اتفاق اور اتحاد سے رہ رہے تھے معاذ اللہ یہ ﷺ بدفطرت ہیں، انہوں ﷺ نے آکر ہمارے درمیان لڑائی ڈلوادی ہے۔ اب باپ بیٹے کے مخالف ہے اور بیٹا باپ کے مخالف ہے۔ یہ طعن و تشنیع بھی آپ ﷺ نے برداشت کی۔ اللہ رب العزت نے اسکا جواب دیا سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا [جلد ہی / کل کلاں یہ لوگ جان لیں گے]۔ آخرت کے حوالے سے بات ہو رہی ہے کہ [جلد ہی انہیں پتہ چل جائے گا]۔ مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ [کون ہے جھوٹا بدفطرت]۔ غَدًا سے یہاں مراد آخرت بھی ہوسکتی ہے اور آنے والے حالات بھی۔ آنے والے حالات بتادیں گے کہ ان برے القاب کا مستحق کون ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَدًا آنے والے کل کو اور اَمْسِ گزرے ہوئے کل کو کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک دعا رائج ہے جو پاکستان کی ہی بنی ہوئی ہے۔ احادیث میں اس کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ آج کے زمانے میں روزہ رکھنے سے پہلے بطور نیت کچھ الفاظ رائج ہیں۔ کسی نے غور نہیں کیا، عقل وبصیرت کا استعمال نہیں کیا۔ جس کا استعمال بدقسمتی سے خاص طور پر اسلام کے بارے میں آج کل حرام سمجھا جاتا ہے۔ وہ رائج الفاظ یہ ہیں: وَبِصَوْمِ غَدٍا نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ [میں رمضان کے مہینے کے کل کے دن کے روزے کی نیت کر رہا ہوں]۔ اب کل کا دن تو کسی حساب سے نہیں بنتا۔ شمسی حساب سے رات بارہ بجے سے پہلے قیام پاکستان کا اعلان ہوا اور بارہ بجے کے بعد قیام بھارت کا اعلان ہوا۔ ہم یوم آزادی 14 اگست کو مناتے ہیں اور بھارت میں 15 اگست کو منایا جاتا ہے۔ چند منٹوں کا ہی فرق ہے۔ جبکہ قمری حساب سے اگلا دن سورج غروب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ 20 رمضان ہو تو سورج غروب ہوتے ہی 21 ویں تاریخ شروع ہو جاتی ہے۔ سحری کے وقت کل کا دن نہ تو شمسی حساب سے بنتا ہے اور نہ ہی قمری حساب سے تو روزہ رکھنے کی مندرجہ بالا خودساختہ نیت میں ہم کہہ رہے ہوتے ہیں [کل کے روزے کی نیت] یعنی آخری روزہ ہو تو کل کا دن تو عید کا دن بنتا ہے اور عید کے دن کس کا روزہ ہوتا ہے؟ ہم بغیر سوچے سمجھے ان الفاظ کو ادا کرتے چلے جا رہے ہیں خودساختہ دعا بنانے والے سے غلطی ہوگئی اور ہم غلطی پہ غلطی کیے جا رہے ہیں۔ سحری افطاری کے کیلنڈر دیکھیں، ریڈیو اور ٹیلی وژن پر ہر جگہ بس یہی دعا بتلائی جا رہی ہے۔ رات سوتے وقت ذہن میں یہ رکھ کر سو جائیں کہ ان شاء اللہ صبح روزہ رکھنا ہے۔ سحری کے وقت اٹھیے بس بِسْمِ اللّٰهِ کہیے اور سحری تناول کر لیجیے کوئی ضرورت نہیں خودساختہ الفاظ دہرانے کی۔

ترجمہ: جلد ہی/ کل کلاں یہ لوگ جان لیں گے (جلد ہی انہیں پتہ چل جائے گا) کون ہے جھوٹا بدفطرت۔

14 سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا (الطلاق:7/65)

سَيَجْعَلُ اللّٰهُ [اللہ جلد ہی کر دے گا/اللہ بنا دے گا]۔ بَعْدَ عُسْرٍ [تنگی کے بعد]۔ يُّسْرًا [آسانی کو]۔ مطلب ہے: پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ آزمائش کے مراحل سے گزار رہا ہے (یہ اللہ کا ضابطہ ہے کہ وہ آزمانے کی تکالیف کے مراحل سے گزارتا ہے)۔ جلد ہی اللہ تنگی کے بعد آسانی کی کوئی صورت پیدا فرما دے گا۔

ترجمہ: جلد ہی بنا دے گا اللہ تنگی کے بعد آسانی۔

15 سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (التکاثر:2/102)

جلد ہی تم جان لو گے جلد ہی تمہیں پتہ چل جائے گا۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ تمہارے ذہنوں میں یہ جو تصور ہے کہ ہم نے صدا یہاں رہنا ہے، آخرت کا کوئی تصور نہیں ہے اور مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا! كَلَّا: [تمہارا یہ تصور ہرگز درست نہیں ہے]۔ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ [جلد ہی تمہیں پتہ چل جائے گا] تمہاری آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے حقیقت تم پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح ہو جائے گی۔

ترجمہ: جلد ہی تم جان لو گے۔

16 لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (الفتح:27/48)

لَتَدْخُلُنَّ۔[لَ] شروع میں ہے اور نون شد[نّ] والا لفظ کے آخر میں ہے اور فعل مضارع کا لفظ درمیان میں ہے جب ایسی صورت حال سے واسطہ پڑ رہا ہو تو تاکید در تاکید کا (یقیناً یقیناً کا) معنیٰ پیدا ہو رہا ہوتا ہے ۔لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ [یقیناً یقیناً تم داخل ہو گے مسجد حرام میں]۔اِنْ شَاءَ اللّٰهُ [اگر اللہ نے چاہا]۔اللہ رب العزت صحابہ کرامؓ کو یقین دہانی کرا رہا ہے کہ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے، میں نے طے کر لیا ہے اس لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً تم داخل ہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا۔

17 قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ (المائدہ:27/5)۔

قَالَ [اس نے کہا (یعنی قابیل نے)]۔قابیل نے ہابیل سے کہا تھا۔لَاَقْتُلَنَّكَ اس لفظ کا تجزیہ Breakup ہے۔(لَ + اَقْتُلُ + نَّ + كَ) [یقیناً + میں قتل کروں گا + یقیناً + تمہیں] قابیل نے ہابیل سے کہا پہلے تو میں تردد میں تھا تمہیں قتل کروں یا نہ کروں اب میں نے یہ پکا فیصلہ کر لیا ہے میرا پختہ اٹل اور قطعی رحتمی فیصلہ ہے کہ تجھے قتل کر کے ہی چھوڑوں گا۔لَاَقْتُلَنَّكَ [یقیناً یقیناً میں تجھے قتل کروں گا]۔{اگلے اسباق میں کر وضاحت سے بتائیں گے کہ شد[ــّ] والے نون (نّ) سے پہلے آنے والے فعل مضارع کے لفظ کے آخر میں جو پیش [ــُ] ہوتی ہے وہ واحد کے صیغے میں زبر [ــَ] سے تبدیل ہو جاتی ہے۔اگر اس مضارع کے آخر میں پیش [ــُ] ہی رہے تو پھر جمع کا صیغہ کہلاتا ہے۔جو واحد کا صیغہ ہوتا ہے (فاعل واحد ہو) تو اس میں فعل مضارع کے آخر کی پیش [ــُ] کو زبر [ــَ] سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔چنانچہ واحد متکلم کے لئے لَاَقْتُلُنَّ کے بجائے لَاَقْتُلَنَّ پڑھیں گے}۔

ترجمہ: اس (قابیل) نے کہا یقیناً یقیناً میں تجھے قتل کروں گا۔

18 لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا (الحج:58/22)

اللہ ربّ العزت اپنے فرمانبرداروں کو یقین دہانی کروا رہا ہے۔لَيَرْزُقَنَّهُمُ اس کا تجزیہ (Breakup) ہے۔(لَ + يَرْزُقُ + نَّ + هُمْ)۔[یقیناً + رزق عطا کرے گا + یقیناً + انہیں]۔فعل مضارع کے آخری حرف [قُ] کی پیش [ــُ] زبر [ــَ] کے ساتھ بدل جائے گی۔ لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ معنیٰ کریں گے [یقیناً رزق دے گا یقیناً انکو اللہ (اللہ انہیں یقیناً یقیناً رزق عطا فرمائے گا)]۔ رِزْقًا حَسَنًا [اچھا رزق]۔یقین دہانی فرمائی کہ میں جنتیوں کو آخرت کی تمام نعمتوں سے نوازوں گا۔

ترجمہ: یقیناً اللہ رزق دے گا ان کو بہترین رزق۔

19 كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ (المائدہ:75/5)

كَانَا [وہ دونوں تھے]۔ يَاْكُلَانِ [دونوں کھاتے]۔اَلطَّعَامَ [کھانا]۔با محاورہ ترجمہ کریں گے۔[وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے]۔اللہ کے نبی عیسیٰؑ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی والدہ ماجدہ مریمؑ کی بات ہورہی ہے۔ اللہ ربّ العزت نے نصاریٰ (عیسائیوں) کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے بندے مریمؑ اور عیسیٰؑ دونوں اللہ کا حصہ کیسے ہوسکتے ہیں۔ تمہاری اپنی کتابوں تورات اور انجیل وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ [وہ دونوں کھانا کھاتے تھے] اللہ کا حصہ کیسے ہوگئے؟ تم ذرا تو اپنی عقل سے کام لو وہ عام انسانوں کی طرح انسان تھے وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

ترجمہ: وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

20 كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (الحجر:82/15)

نَحَتَ۔ يَنْحِتُ [کسی پتھر کا تراشنا]۔ اس کی جمع يَنْحِتُوْنَ ہے۔ كَانُوْ [وہ تھے]۔ يَنْحِتُوْنَ [تراشتے (وہ تراشا کرتے تھے) (ماضی استمراری)]۔ مِنَ الْجِبَالِ [پہاڑوں سے]۔ بُيُوْتًا [گھر]۔ اللہ ربّ العزت نے قریش مکہ کو سمجھانے کے لئے قوم عاد اور قوم ثمود کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا! کہ وہ اتنی طاقت ور اقوام تھیں کہ پہاڑوں کو تراش کر ایوان اور بڑے بڑے محلات تعمیر کرلیا کرتی تھیں۔ وہ ہمارے عذاب کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں تمہاری کیا حیثیت ہے؟ تم کیسے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کے سامنے محفوظ سمجھتے ہو؟ تم کس بل بوتے پر ہمارے سامنے اکڑ رہے ہو؟ ان اقوام کی قوت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا! كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا۔

ترجمہ: وہ پہاڑوں سے گھر تراشا کرتے تھے۔

21 وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (البقرة:10/2)

جولوگ اللہ کی توحید اور کبریائی کا انکار کرتے ہیں وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ [ان کے لیے دردناک عذاب ہے] (نہایت تکلیف دہ سزا ہے)۔ بِمَا [اس وجہ سے جو]۔ كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ [وہ جھوٹ کہا کرتے تھے]۔ (كَذَبَ / خلاف حقیقت بات کرنا)۔ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ اللہ ربّ العزت تنہا اس کائنات کا خالق ہے اور وہی تنہا اس کائنات کا انتظام وانصرام چلا رہا ہے۔ یہی کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے اور يَكْذِبُ کا معنی اس حقیقت کا انکار ہوگا۔ يَكْذِبُ فعل مضارع ہے اور اسکی جمع يَكْذِبُوْنَ ہے۔ وہ اس حقیقت کے خلاف جھوٹ کہا کرتے تھے اس لیے ان کیلئے نہایت تکلیف دہ سزا تیار کر رکھی ہے۔

ترجمہ: اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے بوجہ اس کے کہ وہ (اللہ کے قانون کا) انکار کرتے تھے (وہ اللہ کے قانون کی تکذیب کیا کرتے تھے)۔

22 لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام:127/6)

اللہ کے فرمانبرداروں کی جزاء کے بارے میں فرمایا۔ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ [ان کیلئے سلامتی کا گھر ہے] جس گھر میں وہ ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ ہوں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ [ان کے ربّ کے ہاں]۔ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ [اور وہ (اللہ) ان کا سرپرست ہوگا]۔ وہ (اللہ) خود ان کا حامی وناصر ہوگا ان ایوانوں اور محلات سے انہیں نکالنے کی کسی کو جرات نہیں ہوگی اللہ خود ان کی سرپرستی فرمائے گا۔ یہ سب کس وجہ سے ہوگا! بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [اس کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے (جو وہ اللہ کی فرمانبرداری کیا کرتے تھے/اللہ کے احکامات کی پیروی کیا کرتے تھے یہ سب کچھ اس فرمابرداری کی بدولت ہے)]۔

ترجمہ: ان کیلئے سلامتی کا گھر ہے ان کے ربّ کے ہاں اور وہ (اللہ) ان کا سرپرست ہوگا اس وجہ سے جو وہ اللہ کی فرمانبرداری کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23 لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (الانعام:70/6)

ب پھر جہنمیوں کا ذکر آ گیا ہے۔شراب عربی زبان میں کسی بھی مشروب کو کہتے ہیں جس کو پیا جائے۔جس کو ہم شراب کہتے ہیں اس کیلئے عربی زبان میں لفظ خَمْرٌ استعمال ہوتا ہے۔لَهُمْ شَرَابٌ [ان کیلئے مشروب ہوگا]۔مِّنْ حَمِيْمٍ [کھولتے ہوئے گرم پانی کا]۔وَعَذَابٌ اَلِيْمٌ [اور دردناک سزا ہو گی]۔بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ [اس وجہ سے جو وہ کفر کیا کرتے تھے]۔ہماری توحید کو ماننے سے انکار کرتے تھے اس لئے ہم انہیں دردناک سزا دیں گے۔

ترجمہ: ان کیلئے کھولتے ہوئے گرم پانی کا مشروب ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اس وجہ سے جو وہ کفر کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس السادس عشر — سبق نمبر 16

ثلاثی مجرد کے چھ ابواب

ثلاثی مجرد فعل ماضی اور فعل مضارع کے چھ 6 گروپ

ثلاثی مجرد فعل ماضی کے پہلے تمام صیغوں میں مادے کے صرف تین حروف (Root words) ہی ہوتے ہیں۔

مثلاً: فَتَحَ ۔ ضَرَبَ ۔ نَصَرَ۔

فَتَحَ کا مادہ [ف ت ح]، ضَرَبَ کا مادہ [ض ر ب]اور نَصَرَ کا مادہ [ن ص ر] ہے۔

کچھ فعل ماضی عربی زبان میں ایسے بھی استعمال ہوتے ہیں جن میں تین 3 سے زائد حروف ہوتے ہیں یعنی ان میں کوئی اضافی (Additional) حرف بھی ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ **مثال کے طور پر** : نَزَلَ بھی فعل ماضی ہے اور اَنْزَلَ بھی فعل ماضی ہے۔ نَزَلَ میں تین 3 حروف ہیں جبکہ اَنْزَلَ میں چار 4 حروف ہیں۔ غَفَرَ بھی فعل ماضی ہے اور اِسْتَغْفَرَ بھی فعل ماضی ہے۔ غَفَرَ [اس نے بخشا] اور اِسْتَغْفَرَ [اس نے بخشش/معافی طلب کی]۔ غَفَرَ میں تین 3 حروف ہیں اور اِسْتَغْفَرَ میں چھ 6 حروف ہیں۔

ثلاثی مجرد افعال: ایسا فعل ماضی جو اپنے مادے کے ذاتی تین حروف پر ہی مشتمل ہو کو **ثلاثی مجرد** (Bachelor) فعل کہتے ہیں۔ ان کو ثلاثی اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان تمام افعال کا مادہ صرف اور صرف تین حرفوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہماری زبان میں بھی جو انسان تنہا رہ رہا ہو اپنے ہی وجود پر مشتمل ہو اس کو کہتے ہیں کہ فلاں شخص مجرد (Bachelor) زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس طرح افعال کو بھی جن کا اپنا ذاتی وجود مادے کے صرف تین حروف پر مشتمل ہو ان کو مجرد (Bachelor) فعل کہتے ہیں۔ افعال کی دنیا کا یہ حصہ (Sector/Block) **ثلاثی** مجرد افعال کے لیے مخصوص ہے۔ اور اگر کوئی اضافہ ہو جائے تو پھر ان افعال کو ثلاثی مجرد افعال کے حصہ (Portion) سے الگ کر دیا جاتا ہے کیونکہ اب یہ مجرد نہیں رہیں گے ان افعال کے حروف کی تعداد تین 3 سے زیادہ ہو جائے گی اور پھر یہ **ثلاثی مزید فیہ** کہلائیں گے۔

افعال ثلاثی مجرد کے اوزان

فعل ماضی سے تعلق رکھنے والے کچھ صیغے **فَعَلَ** کے ردھم (وزن) پر کچھ **فَعِلَ** کے ردھم پر اور کچھ **فَعُلَ** کے ردھم پر استعمال ہوتے ہیں۔

فعل مضارع سے تعلق رکھنے والے کچھ الفاظ **یَفْعَلُ** کے ردھم (وزن) پر کچھ **یَفْعِلُ** کے اور کچھ **یَفْعُلُ** کے وزن پر استعمال ہوتے ہیں۔

مثالیں

ماضی	عَ فَعَلَ کے ردھم (وزن) پر مادہ ف ت ح سے فَتَحَ	مضارع	عَ یَفْعَلُ کے ردھم (وزن) پر یَفْتَحُ
	عِ فَعِلَ کے ردھم (وزن) پر مادہ س م ع سے سَمِعَ		عِ یَفْعِلُ کے ردھم (وزن) پر یَضْرِبُ
	عُ فَعُلَ کے ردھم (وزن) پر مادہ ک ر م سے کَرُمَ		عُ یَفْعُلُ کے ردھم (وزن) پر یَنْصُرُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل کا مادہ: ماضی اور مضارع کے یہ گروپ کیسے بنائے جاتے ہیں؟ فعل کی دنیا کیسے معرضِ وجود میں آتی ہے؟ یہ پچھلے اسباق میں پڑھ چکے ہیں۔ تین 3 حرفوں کا ایک گروپ بنتا ہے وہ گروپ کسی دروازے میں داخل ہو کر فعل کی دنیا کے اندر آتا ہے۔ ہر دروازے میں کوئی نہ کوئی سانچہ / ڈائی لگی ہوتی ہے۔ تین 3 حرفوں کے اس گروپ کو فعل کا مادہ کہتے ہیں۔

وزن: جس دروازے میں سے گزر کر اس مادے نے فعل کی دنیا کے اندر آنا ہوتا ہے اس میں جو ڈائی / سانچہ لگا ہوتا ہے اس کو وزن کہتے ہیں۔

صیغہ: وزن سے گزر کر فعل کی دنیا کے اندر آ کر فعل کے مادے کی جو شکل بنتی ہے اس کو صیغہ کہتے ہیں۔

فعل کی ایک دنیا ہے ایک ریاست ہے یا سمجھ لیجئے فعل کے لئے ایک کھلا میدان (سٹیڈیم) ہے اور اس میدان میں داخلے کے چھ (٦) دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے دو دو 2 حصے / دو دو 2 کیواڑ (Two Parts) ہیں۔ ایک کیواڑ فعل ماضی کے لئے اور دوسرا کیواڑ فعل مضارع کے لئے ہے۔ اس سٹیڈیم کے باہر کھلے میدان میں تین تین حرفوں کے گروپ ترتیب پا رہے ہیں۔ ان تین تین حرفوں کے گروپوں کو ماہرینِ صوتیات (آوازوں کے ماہرین) مختلف دروازوں میں داخلے کے کارڈ (Slips/Cards) تقسیم کر رہے ہیں۔ جس طرح ہوائی اڈہ (Air Port) میں داخل ہونے کے لئے بورڈنگ کارڈ (Boarding Card) ہوتا ہے کہ اس مسافر نے فلاں دروازے میں سے داخل ہونا ہے۔ دروازہ نمبر 1 (Gate No I) یا دروازہ نمبر 2 (Gate No II) وغیرہ۔ کسی تین حرفوں کے گروپ کے پاس جو پرچی جو کارڈ ہے اس کے اوپر لکھا ہوا ہے **بَابُ رَقْمُ وَاحِدٌ** (دروازہ نمبر 1)۔ کسی اور کے پاس جو پرچی ہے اس کے اوپر لکھا ہوا ہے **بَابُ رَقْمُ اِثْنَانِ** (دروازہ نمبر 2) کسی پر **بَابُ رَقْمُ ثَلَاثَةٌ** (دروازہ نمبر 3)۔ اور کسی پر **بَابُ رَقْمُ اَرْبَعَةٌ** (دروازہ نمبر 4) وغیرہ۔

ہر دروازے کے دو 2 حصے ہیں۔ دروازے کے ایک حصے [کیواڑ] میں فعل ماضی کی ڈائی لگی ہوتی ہے اور دوسرے حصے [کیواڑ] میں فعل مضارع کی ڈائی ہوتی ہے۔ جس کے پاس جو پرچی (Slip) ہے اس کے مطابق اس نے اپنے مخصوص دروازے میں سے داخل ہونا ہے۔

باب رقم واحد (دروازہ نمبر 1):۔ (فعل ماضی زبر [ـَ] + فعل مضارع زبر [ـَ]) **باب 'ف'**

(ف ت ح) کے مادہ کو جو چٹ (Slip) ملی اس کے اوپر دروازہ نمبر 1 لکھا ہوا ہے۔ جس کے ایک کیواڑ پر **فَعَلَ** کی اور دوسرے کیواڑ پر **يَفْعَلُ** کی ڈائی لگی ہوئی ہے۔ تین حروف کا مادہ (ف ت ح) فعل ماضی والی ڈائی **فَعَلَ** میں سے گزر کر جب فعل کی دنیا میں اندر آیا تو **فَتَحَ** شکل بنی۔ یہی تین حروف جب فعل مضارع کی ڈائی **يَفْعَلُ** سے گزرے تو **يَفْتَحُ** شکل بنی۔ **فَتَحَ** کا معنٰی [اس نے کھولا] اور **يَفْتَحُ** کا معنٰی [وہ کھولتا ہے یا کھولے گا]۔

لہٰذا باب نمبر 1 کے ماضی اور مضارع کا وزن **فَتَحَ** . **يَفْتَحُ** مقرر ہو گیا۔ **ماضی** [ـَـَـَ]، **مضارع** [ـَـْـَـُ] **باب 'ف'**۔

اوزان۔ اس باب کے فعل ماضی کا وزن (ڈائی) **فَعَلَ** ہے (فعل ماضی میں عین کلمہ کے اوپر زبر [ـَ] ہے)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل مضارع کا وزن (ڈائی) یَفْعَلُ ہے (فعل مضارع میں بھی عین کلمہ پر زبر [ـَ] ہے)۔

گروپ۔ فعل ماضی اور فعل مضارع دونوں کے عین کلمہ [ع] پر زبر [ـَ] ہے)۔ [فعل ماضی (عَ) زبر + فعل مضارع (عَ) زبر]۔

فَعَلَ یَفْعَلُ گروپ کی **معیاری** (Standard) مثال **فَتَحَ، یَفْتَحُ** ہے۔ فَتَحَ [اس نے کھولا]۔ یَفْتَحُ [وہ کھولتا ہے یا وہ کھولے گا]۔

باب رقم اثنان (دروازہ نمبر②):۔ (فعل ماضی زبر [ـَ] + فعل مضارع زیر [ـِ]) باب 'ض'

(ض ر ب) کے پاس جو چٹ (Slip) تھی اس کے اوپر (باب رقم اثنان) دروازہ نمبر ② لکھا ہوا تھا۔ (ض ر ب) جب دروازہ نمبر 2 میں سے گزر کر فعل کی دنیا میں اندر آیا {اس دروازے میں جس کے فعل ماضی کی ڈائی **فَعَلَ ہے** اور فعل مضارع کی ڈائی **یَفْعِلُ** ہے۔ فعل ماضی کا وزن (ڈائی) تو وہی **فَعَلَ** ہے، فعل مضارع کی ڈائی البتہ بدل گئی} تو ماضی اور مضارع کی ڈائیوں میں سے گزر کر فعل کی دنیا میں اندر آنے کے بعد شکل **ضَرَبَ یَضْرِبُ** بن گئی۔ ضَرَبَ [اس نے مارا] اور یَضْرِبُ [وہ مارتا ہے یا مارے گا]۔ آوازوں کے ماہرین جو الفاظ کا نشیب و فراز جو لفظوں کا زیر و بم متعین کرتے ہیں انھیں یَضْرَبُ کی ادائیگی پسند نہیں آئی، بلکہ انھیں یَضْرِبُ کی ادائیگی پسند آئی۔ تو جو ادائیگی جو تلفظ انھیں پسند آیا وہ انھوں نے متعین کر دیا۔

باب نمبر ② کے ماضی، مضارع کا وزن **ضَرَبَ، یَضْرِبُ** مقرر ہو گیا۔ **ماضی** [ـَ ـَ ـَ]، **مضارع** [ـَ ـْ ـِ ـُ]۔ **باب 'ض'**۔

اوزان۔ فعل ماضی کی ڈائی (وزن) فَعَلَ ہے (فعل ماضی میں عین کلمہ کے اوپر زبر [ـَ] ہے)۔
فعل مضارع کی ڈائی (وزن) یَفْعِلُ ہے (فعل مضارع میں عین کلمہ کے نیچے زیر [ـِ] ہے)۔

گروپ۔ فعل ماضی، عین کلمہ پر زبر [ـَ] اور مضارع، عین کلمہ کے نیچے زیر [ـِ] ہے۔ [فعل ماضی (عَ) زبر + فعل مضارع (عِ) زیر]۔

دوسرے دروازے فَعَلَ یَفْعِلُ کی **معیاری** مثال **ضَرَبَ یَضْرِبُ** ہے۔ ضَرَبَ [اس نے مارا] اور یَضْرِبُ [وہ مارتا ہے یا مارے گا]۔

باب رقم ثلاثه (دروازہ نمبر③):۔ (فعل ماضی زبر [ـَ] + فعل مضارع پیش [ـُ]) باب 'ن'

(ن ص ر) کے پاس فعل کی دنیا کے اندر آنے کے لیے جو اجازت نامہ (Slip) تھا اس پر لکھا ہوا تھا (باب رقم ثلاثه) دروازہ نمبر ③۔ اس دروازہ پر فعل ماضی کا وزن (ڈائی) **فَعَلَ** اور فعل مضارع کا وزن (ڈائی) **یَفْعُلُ** تھا۔ اس دروازے میں سے گزرنے کے بعد (ن ص ر) کی شکل نَصَرَ، **یَنْصُرُ** بن گئی۔ فعل ماضی **نَصَرَ** [اس نے مدد کی]۔ فعل مضارع **یَنْصُرُ** [وہ مدد کرتا ہے یا وہ مدد کرے گا]۔

باب نمبر ③ کے ماضی، مضارع کا وزن **نَصَرَ، یَنْصُرُ** مقرر ہو گیا۔ **ماضی** [ـَ ـَ ـَ]، **مضارع** [ـَ ـْ ـُ ـُ]۔ **باب 'ن'**۔

اوزان۔ فعل ماضی کی ڈائی (وزن) فَعَلَ ہے (عین کلمہ کے اوپر زبر [ـَ] ہے)۔
فعل مضارع کی ڈائی (وزن) یَفْعُلُ ہے (عین کلمہ کے اوپر پیش [ـُ] ہے)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروپ۔ فعل ماضی، عین کلمہ پر زبر[ـَ] اور مضارع، عین کلمہ پر پیش[ـُ] ہے۔[فعل ماضی (عَ) زبر + فعل مضارع (عِ) زیر]۔

فَعَلَ يَفْعُلُ تیسرا دروازہ ہے اس دروازے کی **معیاری** (Standard) مثال نَصَرَ يَنْصُرُ ہے۔فعل ماضی **نَصَرَ** [اس نے مدد کی]۔فعل مضارع يَنْصُرُ [وہ مدد کرتا ہے یا وہ مدد کرے گا]۔

باب رقم اربعہ (دروازہ نمبر ④):۔ (فعل ماضی زیر[ـِ] + فعل مضارع زبر[ـَ]) باب 'س'

(س م ع) کے پاس جو اجازت نامہ (Slip) ہے اس کے اوپر [باب رقم اربعہ دروازہ نمبر 4] لکھا ہوا ہے۔اس دروازے میں فعل ماضی والے حصے میں **فَعِلَ** کی اور فعل مضارع والے حصے میں **يَفْعَلُ** کی ڈائی لگی ہوئی تھی۔اس دروازے میں سے گذرنے کے بعد (س م ع) کی شکل **سَمِعَ**، يَسْمَعُ بنی۔سَمِعَ [اس نے سنا] اور يَسْمَعُ [وہ سنتا ہے یا وہ سنے گا]۔

باب نمبر 4 کے ماضی، مضارع کا وزن **سَمِعَ** ، **يَسْمَعُ** مقرر ہو گیا۔**ماضی** [ـَ ـِ ـَ]،**مضارع** [ـَ ـْ ـَ ـُ]۔**باب 'س'**۔

اوزان۔ فعل ماضی کی ڈائی (وزن) فَعِلَ ہے۔یعنی فعل ماضی میں عین کلمہ کے نیچے زیر [ـِ] ہے۔(س م ع) سے فعل ماضی **سَمِعَ** بنا۔
فعل مضارع کی ڈائی (وزن) يَفْعَلُ ہے۔یعنی فعل مضارع میں عین کلمہ کے اوپر زبر [ـَ] ہے۔(س م ع) سے فعل ماضی **يَسْمَعُ** بنا

گروپ۔ فعل ماضی، عین کلمہ کے نیچے زیر[ـِ] اور مضارع، عین کلمہ پر زبر[ـَ] ہے۔[فعل ماضی (عِ) زیر + فعل مضارع (عَ) زبر]۔

فَعِلَ يَفْعَلُ چوتھا دروازہ ہے اس کی **معیاری** مثال ہے سَمِعَ يَسْمَعُ ۔شَرِبَ [اس نے پیا] اور يَشْرَبُ [وہ پیتا ہے یا وہ پیئے گا]۔

مثالیں اور تشریح

جَلَسَ يَجْلِسُ ماضی مضارع کا ایک گروپ ہے۔یہ گروپ دوسرے دروازے (**باب 'ض'**) میں سے گزر کر اندر آیا۔ماضی جَلَسَ میں آخری سے پہلے حرف لام[ل] پر زبر[ـَ] ہے اور مضارع يَجْلِسُ میں آخری حرف سے پہلے حرف لام[ل] کے نیچے زیر[ـِ] ہے۔دوسرے باب کے فعل ماضی اور مضارع کے وزن ضَرَبَ، يَضْرِبُ پہلے ہی مقرر کر چکے ہیں اور اسی وزن پر ماضی مضارع جَلَسَ، يَجْلِسُ ہے۔وزن یا ردھم جانچنے کے لئے فعل ماضی میں بھی اور فعل مضارع میں بھی کسی حرف کو نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ ساری توجہ آخری سے پہلے حرف عین کلمہ [ع] پر مذکور رہنی چاہیے۔

شَرِبَ يَشْرَبُ ماضی مضارع کا ایک گروپ ہے۔یہ چوتھے دروازے (**باب 'س'**) میں سے گزر کر اندر آیا ہو گا جس دروازے پر [سَمِعَ يَسْمَعُ] کی ڈائیاں لگی ہوئی ہیں۔لیکن اگر کسی کو نہیں بھی پتہ کہ شَرِبَ يَشْرَبُ کونسے دروازے میں سے گزر کر اندر آیا ہو گا تو ترجمہ کرنے میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ترجمہ با آسانی کر سکتے ہیں شَرِبَ [اس نے پیا] اور يَشْرَبُ [وہ پیتا ہے یا وہ پیئے گا]۔مقصد یہ ہونا چاہیے کہ پتہ چلے کہ فعل معرضِ وجود میں کیسے آتا ہے؟ شَرِبَ يَشْرَبُ یہ دونوں الفاظ معرضِ وجود میں کیسے آئے؟ سینکڑوں سال پہلے تین حروف (ش ر ب) اکٹھے ہوئے تھے۔ان تین حرفوں کا ایک گروپ (Group) بنا تھا۔(ش ر ب) کو ماہرین صوتیات نے فعل کی دنیا میں اندر آنے کا جو اجازت نامہ دیا تھا اس کے اوپر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہوا تھا[باب رقم اربعة دروازہ نمبر 4]۔ یہ تینوں حروف اس دروازے میں سے داخل ہوئے تھے اس دروازے کے کیواڑوں میں ماضی اور مضارع کی دوڈائیاں فَعِلَ يَفْعَلُ لگی ہوئی تھیں۔ چنانچہ اس چوتھے دروازے میں گزر کر (ش ر ب) کی جو شکل بنی وہ شَرِبَ يَشْرَبُ تھی۔

باب رقم الخامس (دروازہ نمبر 5):۔ (ماضی زیر[ـِ] + مضارع زیر[ـِ]){فَعِلَ يَفْعِلُ} باب 'ح'

[**عربی گرامر، حدیث اور علمائے عجم:** عربی گرامر عجمیوں نے ترتیب دی۔ عرب ارباب اقتدار و اختیار تھے۔ وہ فتوحات اور مختلف ریاستوں کا انتظام و انصرام کرنے میں لگے رہے اسی لئے انھوں نے اس کی طرف کچھ زیادہ توجہ نہ دی۔ حصول علم کی طرف توجہ زیادہ تر عجمیوں نے دی اور عربی زبان کی گرامر کی ضرورت بھی عجمیوں ہی کو تھی۔ اس لیے زیادہ تر محدثین کا تعلق بھی عجمیوں سے ہے۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی ان سب کا تعلق عجم سے ہے عرب سے نہیں۔ عرب اس طرف دیگر مصروفیات کی وجہ سے زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ اگرچہ امام مالک، امام احمد بن حنبل اور دیگر بہت سے محدثین کا تعلق عرب سے تھا مگر حدیث کی مستند کتابوں صحاح ستہ کے مؤلفین عجمی تھے۔ ایک ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لیے بیسیوں بعض دفعہ سینکڑوں میل کا سفر کرنا پڑتا تھا عجمیوں نے عربی گرامر کے لئے اور احادیث اکٹھا کرنے کے لئے بہت سفر کیا۔ لہذا زیادہ تر عجمی مختلف علوم کے ماہر بنے۔]

پانچویں دروازے کی معیاری (Standard) مثال جو عجمیوں نے ڈھونڈ ڈھانڈ کے دی۔ وہ حَسِبَ يَحْسِبُ تھی۔ عجمیوں نے کسی شعر میں دیکھ لیا ہوگا کہ حَسِبَ کے ساتھ يَحْسِبُ استعمال ہوا ہے۔ **حَسِبَ يَحْسِبُ صحیح نہیں:۔**

قرآن پاک میں فعل ماضی حَسِبَ ہی استعمال ہوا ہے! أَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ (العنکبوت:2/29)[کیا لوگوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ وہ صرف لَاإِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے چھوڑ دیئے جائیںگے۔ وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ اور ہم ان کے خلوص ان کی وفاداری کو جانچیں پرکھیں گے نہیں؟]۔ ہم ان کی وفاداری کا امتحان نہیں لیں گے؟ قرآن کہتا ہے کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ غلط فہمی ہے تو وہ یہ غلط فہمی اپنے ذہن سے نکال دے۔ اس آیت میں حَسِبَ زیر[ـِ] کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ لیکن جب اس باب کے فعل مضارع کی باری آئی تو وہ قرآنِ مجید میں يَحْسِبُ کی بجائے يَحْسَبُ استعمال ہوا ہے۔ سورة اَلْهُمَزَة میں ہے! وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ○ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ○ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ○ (الھمزة:1-3/104)۔ دوسری آیت میں ہے! لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْ كَبَدٍ ○ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ○ (البلد:1-5/90) قرآن مجید میں فعل مضارع يَحْسَبُ استعمال ہوا ہے يَحْسِبُ نہیں۔ اس لیے ہم عجمیوں کی مذکورہ مثال کو مسترد (Reject) کرتے ہیں اور قبول نہیں کریں گے۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ پانچویں باب میں ماضی کے عین کلمہ [ع] کے نیچے زیر[ـِ] کے ساتھ مضارع میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عین کلمہ [ع] کے نیچے زیر [ـِ] نہیں بلکہ مضارع میں ہمیشہ عین کلمہ [ع] کے اوپر زبر [ـَ] آتی ہے۔

لہذا باب نمبر 5 کے ماضی، مضارع کا وزن **فَعِلَ یَفْعَلُ** (فعل ماضی زیر [ـِ] + فعل مضارع زبر [ـَ]) کا گروپ بنتا ہے۔

ماضی [ـَ ـِ ـَ] اور مضارع [ـَ ـْ ـَ ـُ]۔ یہی گروپ باب نمبر 4 کا بھی ہے۔

اوزان۔ فعل ماضی کی ذاتی کا (وزن) فَعِلَ ہے۔ (ح س ب) سے فعل ماضی حَسِبَ بنا۔

قرآن مجید میں دی گئی آیات کے مطابق فعل مضارع کی ذاتی کا (وزن) یَفْعَلُ ہے۔ (ح س ب) سے فعل ماضی یَحْسَبُ بنا۔

گروپ۔ فعل ماضی، عین کلمہ کے نیچے زیر [ـِ] اور مضارع، عین کلمہ پر زبر [ـَ] ہے۔ [فعل ماضی (عِ) زیر + فعل مضارع (عَ) زبر]۔

{ گرائمر کی کتابوں میں **فَعِلَ یَفْعِلُ** پانچواں باب ہے اس باب کی جو **معیاری** مثال گرائمر کی کتابوں میں ملتی ہے وہ حَسِبَ یَحْسِبُ [گمان کرنا] لکھی ہوتی ہے۔ لیکن اس مثال کو قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں قبول نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ پانچویں باب کی کوئی معیاری مثال/کوئی معیاری وزن نہیں ہے۔ قرآن مجید نے **حَسِبَ یَحْسَبُ** کو **فَعِلَ یَفْعَلُ** کے وزن پر استعمال کر کے اسے باب 'س' باب نمبر ❹ کے مماثل کر دیا ہے}۔

باب رقم السادس (دروازہ نمبر ❻):۔ (فعل ماضی پیش [ـُ] + فعل مضارع پیش [ـُ]) باب 'ک'

نوٹ: ❶ جس فعل ماضی کے آخری سے پہلے حرف عین کلمہ [ع] پر پیش [ـُ] آجائے اس کے فعل مضارع میں بھی لازماً پیش [ـُ] ہی آئے گی۔

❷ اس دروازے (باب نمبر ❻) میں سے بہت کم تین تین حرفوں کے گروپ داخل ہو کے فعل کی دنیا میں اندر آتے ہیں۔

باب نمبر ❻ کے ماضی، مضارع کا وزن **کَرُمَ، یَکْرُمُ** مقرر ہو گیا۔ **ماضی** [ـَ ـُ ـَ] اور **مضارع** [ـَ ـْ ـُ ـُ]۔ **باب 'ک'**۔

ضَعُفَ [وہ کمزور ہوا] اس کا فعل مضارع نہ **یَضْعَفُ** نہ **یَضْعِفُ** بلکہ **یَضْعُفُ** ہوگا۔ اسی طرح **خَبُثَ** کا فعل مضارع **یَخْبُثُ** ہوگا۔

اوزان۔ فعل ماضی کی ذاتی (وزن) فَعُلَ ہے (عین کلمہ کے اوپر پیش [ـُ])۔

فعل مضارع کی ذاتی (وزن) یَفْعُلُ ہے (عین کلمہ کے اوپر پیش [ـُ])۔

گروپ۔ فعل ماضی، عین کلمہ پر پیش [ـُ] اور مضارع میں بھی عین کلمہ پر پیش [ـُ] ہے۔ [فعل ماضی (عُ) پیش + فعل مضارع (عُ) پیش]۔

فَعُلَ یَفْعُلُ چھٹا دروازہ ہے اس کی **معیاری** (Standard) مثال کَرُمَ یَکْرُمُ ہے۔

ان چھ دروازوں میں سے زیادہ تر پہلے 4 چار دروازے استعمال ہوتے ہیں۔

❶ فَتَحَ یَفْتَحُ [کھولنا] ❷ ضَرَبَ یَضْرِبُ [مارنا] ❸ نَصَرَ یَنْصُرُ [مدد کرنا] ❹ سَمِعَ یَسْمَعُ [سننا]

پانچواں دروازہ تقریباً بند رہتا ہے اور چھٹا دروازہ بہت کم کھلتا ہے (ماضی مضارع کے چند گروپ چھٹے دروازے سے گزر کر فعل کی دنیا میں آتے ہیں)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهم نکتہ: جس فعل ماضی کے عین کلمہ پر زیر[ـِ] آئے گی اس کے فعل مضارع کے عین کلمہ [ع] پر زبر[ـَ] آئے گی (سَمِعَ یَسْمَعُ)۔
[اس نے جانا] کی عربی عَلِمَ اور فعل مضارع [وہ جانتا ہے یا وہ جانے گا] کی عربی یَعْلَمُ ہے (زیر کے ساتھ زبر [ـِ + ـَ] کا گروپ بنا ہے)۔
قَبِلَ [اس نے قبول کیا]۔ اس کا فعل مضارع [وہ قبول کرتا ہے یا وہ قبول کرے گا] ہے۔ اس کی عربی یَقْبَلُ ہے۔
حَزِنَ کا فعل مضارع یَحْزَنُ ہوگا۔ کَرِہَ [اس نے ناپسند کیا] کا فعل مضارع یَکْرَہُ [وہ ناپسند کرتا ہے یا وہ ناپسند کرے گا]۔

فعل ماضی اور فعل مضارع کے چھ ابواب کے مختصر نام

کسی کا پورا نام لینے کے بجائے بعض اوقات ایک مختصر نام (Short name or Nickname) لیا رکھا جاتا ہے۔ جیسے مسلم لیگ نواز شریف گروپ کا مختصر نام مسلم لیگ [نون (ن)] استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی دور میں جونیجو گروپ ہوتا تھا اس کے لیے مسلم لیگ [جیم (ج)] استعمال کرتے تھے اب مسلم لیگ [قاف (ق)] بھی بن چکی ہے۔ فضل الرحمان گروپ کا مختصر نام [ف] ہے۔ سمیع الحق گروپ کا مختصر نام [س] ہے۔ کسی کے نام کا پہلا حرف بطور نشانی (Symbol) استعمال کیا جائے تو اسے مختصر نام یا عرف کہتے ہیں۔

بجائے اس کے کہ پورا نام لیا جائے عربی گرامر میں ہر باب کا ایک مختصر نام رکھا گیا ہے۔ ہر باب کے نام کا پہلا حرف بطور مختصر نام استعمال ہوتا ہے۔

پہلے باب کے نام کی معیاری (Standard) مثال فَتَحَ، یَفْتَحُ ہے۔ فَتَحَ کا پہلا حرف فے (**ف**) بطور معیاری مثال استعمال ہوگا۔

دوسرے باب کے نام کی معیاری مثال ضَرَبَ، یَضْرِبُ ہے اس لئے دوسرے باب کا نام ضاد (**ض**) رکھا گیا۔

تیسرے باب کے نام کی معیاری مثال نَصَرَ، یَنْصُرُ ہے اس لئے تیسرے باب کا نام نون (**ن**) رکھا گیا۔

چوتھے باب کے نام کی معیاری مثال سَمِعَ، یَسْمَعُ ہے اس لئے چوتھے باب کا نام سین (**س**) رکھا گیا۔

پانچواں باب ہے ہی نہیں پھر بھی اس باب (دروازے) کے نام کی معیاری مثال حَسِبَ کی وجہ سے حا (**ح**) رکھا گیا۔

چھٹے باب کے نام کی معیاری مثال کَرُمَ، یَکْرُمُ ہے اس لئے چھٹے باب کا نام کاف (**ک**) رکھا گیا۔

عربی زبان کی ڈکشنری (Dictionary) میں پہلے تین حروف [ف]، [ض] اور [ن] بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ڈکشنری (Dictionary) میں تَرَکَ کے آگے قوسین (Brackets) میں [ن] لکھا ہوگا۔ [تَرَکَ (ن)] کا مطلب ہے کہ (ت ر ک) کے تین حروف کا مادہ باب (ن) سے داخل ہو کر فعل کی دنیا میں آیا جس دروازے سے نَصَرَ یَنْصُرُ کا گروپ داخل ہو کر فعل کی دنیا میں آیا۔ یعنی اگر نَصَرَ کا فعل مضارع یَنْصُرُ ہے تو تَرَکَ کا فعل مضارع یَتْرُکُ ہوگا۔ {تَرَکَ (ن) / تَرَکَ، یَتْرُکُ}۔ اسی طرح شَرِبَ کا فعل مضارع یَشْرَبُ ہو گا (فعل ماضی میں آخری سے پہلے حرف عین کلمہ [ع] کے نیچے زیر [ـِ] ہو تو فعل مضارع میں عین کلمہ [ع] کے اوپر زبر [ـَ] ہوگی)۔ عربی ڈکشنری میں شَرِبَ کے سامنے قوسین (Brackets) میں حرف (س) لکھا ہوا ہے اس لئے شَرِبَ کے لئے وہی گروپ منتخب کریں گے جو سَمِعَ، یَسْمَعُ کا گروپ بنتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاثی مجرد کے فعل ماضی اور فعل مضارع کے اوزان کا امتزاج	فعل ماضی کے اوزان		فعل مضارع کے اوزان		فعل ماضی کا پہلا صیغہ	فعل مضارع کا پہلا صیغہ	ماضی کے صیغے کا پہلا حرف (باب کا نام)	ابواب کے نمبر	علامت	ماضی مضارع کے معیاری سیٹ
	فَعَلَ	عَ	عَ	يَفْعَلُ	فَتَحَ	يَفْتَحُ	ف	1	باب(ف)	فَتَحَ، يَفْتَحُ
			عِ	يَفْعِلُ	ضَرَبَ	يَضْرِبُ	ض	2	باب(ض)	ضَرَبَ، يَضْرِبُ
			عُ	يَفْعُلُ	نَصَرَ	يَنْصُرُ	ن	3	باب(ن)	نَصَرَ، يَنْصُرُ
	فَعِلَ	عِ	عَ	يَفْعَلُ	سَمِعَ	يَسْمَعُ	س	4	باب(س)	سَمِعَ، يَسْمَعُ
			عِ	يَفْعِلُ	حَسِبَ	يَحْسِبُ	ح	5	باب(ح)	حَسِبَ، يَحْسَبُ، يَحْسِبُ
	فَعُلَ	عُ	عُ	يَفْعُلُ	كَرُمَ	يَكْرُمُ	ك	6	باب(ك)	كَرُمَ، يَكْرُمُ

عربی زبان کی گرامر (Grammar) اور ذخیرہ الفاظ (Vocabulary)

کسی بھی فعل کے ماضی اور مضارع کا معلوم ہونا عربی زبان میں اس فعل کا ذخیرہ الفاظ (Vocabulary) ہے اور یہ معلوم ہونا کہ وہ فعل مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے یا مؤنث کے لیے۔ اسی طرح یہ واحد فاعل کے لئے یا تثنیہ یا جمع فاعلوں کے لیے۔ مزید یہ کہ یہ غائب فاعل کے لیے استعمال ہوتا ہے یا حاضر یا متکلم فاعلوں کے لیے۔ یہ معلوم کرنا اس فعل کی گرامر (Grammar) ہے۔

عربی گرامر اور ذخیرہ الفاظ میں اشتراک

مثال کے طور پر: پینا کے لیے جو فعل ماضی اور فعل مضارع استعمال ہوتا ہے وہ شَرِبَ يَشْرَبُ ہے اور یہ اس فعل کا ذخیرہ الفاظ ہے۔ شَرِبَ میں اور شَرِبَتْ میں کیا فرق ہے۔ شَرِبَ میں اور يَشْرَبُ میں کیا فرق ہے۔ يَشْرَبُ اور نَشْرَبُ میں کیا فرق ہے۔ يَشْرَبُ اور يَشْرَبُوْنَ میں کیا فرق ہے۔ یہی اس فعل کی گرامر ہے لہذا عربی گرامر اور ذخیرہ الفاظ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ لہذا عربی گرامر سیکھتے سیکھتے عربی زبان پر گرفت مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے۔

ماضی اور مضارع کے ہر فعل کا ایک گروپ مشق موجود ہے جس میں پہلا فعل **فعل ماضی** ہے اور دوسرا فعل **فعل مضارع** ہے۔ ماضی اور مضارع کے اس گروپ کو فعل کا ذخیرہ الفاظ (Vocabulary) کہیں گے اور آگے جب یہ فعل اپنی شکل تبدیل کر کے کسی بھی جملے میں استعمال ہوگا اس کی شکل بدلنے کی وجہ سے جو معنٰی میں تبدیلی آجائے گی اس کو پہچاننا ان افعال کی گرامر (Grammar) ہے۔

اس طرح سے ماضی مضارع کے گروپوں کو معلوم کرنا فعل کا ذخیرہ الفاظ (Vocabulary) ہے اور اس میں تبدیلی پیدا کرنا اور تبدیلی کی وجہ سے جو معنٰی تبدیل ہوتا ہے اس کو معلوم کرنا گرامر ہے۔ **مثال کے طور پر:** اگر سَأَلَ کی بجائے سَأَلْتُ استعمال ہو رہا ہو تو پھر معنٰی کیا کریں گے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ سَأَلَ کا معنیٰ [اس نے سوال کیا] ہے۔ تو سَأَلْتُ کا معنیٰ [میں نے سوال کیا] ہوگا۔ اسی طرح یَعبُد [وہ عبادت کرتا ہے]۔ یَعبُدُونَ [وہ سب عبادت کرتے ہیں]۔ اور اگر نَعبُدُ استعمال ہو رہا ہو پھر ترجمہ کریں گے [ہم عبادت کرتے ہیں]۔

کسی فعل میں تبدیلی آنے کی وجہ سے اس کے نئے معنیٰ کو معلوم کرنا اس کی گرامر ہے اور اس کے فعل ماضی کا پہلا صیغہ اور فعل مضارع کا پہلا صیغہ معلوم کرنا اس فعل کا ذخیرہ الفاظ (Vocaluary) کہلاتا ہے۔

مشق

سوال: درج ذیل ماضی اور مضارع کے ابواب کے نام اور معنیٰ لکھیں:۔

جس طرح خون کے گروپ O,B,A اور AB وغیرہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح ماضی اور مضارع کے ان گروپوں (ابواب) کا بھی کوئی نہ کوئی نام ہے۔

اَکَلَ، یَأکُلُ (ء ک ل) {ن}۔ گروپ بنا (زبر+پیش) تو قوسین (بریکٹ) میں دیئے گئے (ن) سے مراد یہ ہے کہ یہ دروازہ نمبر ❸ کا گروپ ہے (جس دروازے میں سے (ن ص ر) کا مادہ داخل ہوا تھا اور نَصَرَ یَنصُرُ کی شکل بنی تھی)۔ اب اس دروازے سے (ء ک ل) کا مادہ داخل ہوا اور نَصَرَ یَنصُرُ کے وزن پر شکل بنی اَکَلَ یَاکُلُ۔ اس کا مصدری معنیٰ [کھانا] ہے۔

شَرِبَ یَشرَبُ (ش ر ب) {س} [اس کے مادے کے تین حروف (ش ر ب) چوتھے دروازے (س) سَمِعَ یَسمَعُ میں سے داخل ہو کر اندر آئے ہیں۔ اس کا مصدری معنیٰ [پینا] ہے۔

جَلَسَ یَجلِسُ {ض} جَلَسَ میں عین کلمہ پہ زبر [ـَ] ہے اور مضارع یَجلِسُ میں ع کلمہ پر زیر [ـِ] ہے۔ (زبر+زیر) یہ دروازہ نمبر ❷ بنا۔ مصدری معنیٰ [بیٹھنا] ہے۔

سَحَرَ یَسحَرُ {ف} جادو کرنا۔ (زبر+زبر)۔ (فَتَحَ، یَفتَحُ)۔ باب (ف) دروازہ نمبر ❶۔

قَطَعَ یَقطَعُ {ف} [کاٹنا]۔ (زبر+زبر)۔ (فَتَحَ، یَفتَحُ)۔ باب (ف) دروازہ نمبر ❷۔

کَسَرَ یَکسِرُ {ض} [توڑنا]۔ کَسَرَ [اس نے توڑا]۔ یَکسِرُ [وہ توڑتا ہے یا وہ توڑے گا]۔ (زبر+زیر) فعل ماضی میں بھی آخری سے پہلے حرف پر اور فعل مضارع میں بھی آخری سے پہلے حرف (ع کلمہ) پر توجہ رہنی چاہیے۔

ھَدَمَ یَھدِمُ {ض} [گرانا]۔ زبر+زیر۔ دوسرا دروازہ ہے۔ باب [ض]۔

ذَکَرَ یَذکُرُ {ن} [ذکر کرنا/یاد کرنا/کسی بھولی ہوئی بات کو دوبارہ ذہن میں لانا] باب (ن) دروازہ نمبر ❸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَکَعَ، یَرْکَعُ {ف} جھکنا۔ سَجَدَ، یَسْجُدُ {ن} سجدہ کرنا۔

شَکَرَ، یَشْکُرُ {ن} شکرادا کرنا۔ حَمِدَ یَحْمَدُ [حمد وثناء بیان کرنا][س]۔باب[س]۔

سَئِمَ، یَسْأَمُ {س}[اکتا جانا]۔ماضی سَئِمَ وہ اکتا گیا اور مضارع یَسْأَمُ [وہ اکتاتا ہے یا اکتائے گا]۔

اَخَذَ ، یَأْخُذُ {ن} [پکڑنا/ کوئی چیز لینا] خَلَقَ ، یَخْلُقُ {ن} پیدا کرنا۔

نَظَرَ ، یَنْظُرُ {ن} دیکھنا۔ کَتَبَ، یَکْتُبُ {ن} لکھنا۔

ضَحِکَ ، یَضْحَکُ {س} ہنسنا۔ حَزِنَ یَحْزَنُ {س} غمگین ہونا/پریشان ہونا۔

دَخَلَ یَدْخُلُ {ن} داخل ہونا۔ خَرَجَ یَخْرُجُ {ن} نکلنا۔

غَضِبَ یَغْضَبُ {س} غصے میں آنا/ناراض ہونا۔ عَمِلَ یَعْمَلُ {س} عمل کرنا۔

عَلِمَ یَعْلَمُ {س} جاننا۔ تَبِعَ یَتْبَعُ {س} کسی کے پیچھے چلنا۔

خَسِرَ یَخْسَرُ {س} نقصان اٹھانا۔خسارہ اٹھانا۔ حَفِظَ یَحْفَظُ {س} حفاظت کرنا/یاد کرنا (دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے)۔

شَهِدَ یَشْهَدُ {س} گواہی دینا۔ رَزَقَ یَرْزُقُ {ن} رزق دینا' کوئی چیز عطا کرنا

جَهِلَ یَجْهَلُ {س} کسی چیز سے ناواقف ہونا/جاہل ہونا۔

کَفَرَ یَکْفُرُ {ن} کفر کرنا۔ فَسَقَ یَفْسُقُ {ن} نافرمانی کرنا/

صَدَقَ یَصْدُقُ {ن} سچ کہنا۔ طَلَبَ یَطْلُبُ {ن} طلب کرنا۔

خَطَبَ یَخْطُبُ {ن} تقریر کرنا/خطبہ دینا۔ حَکَمَ یَحْکُمُ {ن} فیصلہ کرنا۔

خَلَفَ یَخْلُفُ {ن} پیچھے آنا۔ تَرَکَ یَتْرُکُ {ن} چھوڑنا/ترک کرنا۔

مَرِضَ یَمْرَضُ {س} بیمار ہونا۔ نَفَخَ یَنْفُخُ {ن} پھونک مارنا۔

رَکِبَ یَرْکَبُ {س} سوار ہونا۔ قَبِلَ یَقْبَلُ {س} قبول کرنا۔

فَرِحَ یَفْرَحُ {س} خوش ہونا۔ کَرِهَ یَکْرَهُ {س} ناپسند کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس السابع عشر معلوم اور مجہول (Active and Passive) سبق نمبر 17

بنیادی تصور (Basic Concept): چند مثالیں نیچے دی گئی ہیں تاکہ عربی میں معلوم اور مجہول کی مکمل پہچان ہو سکے۔

1 ضَرَبَ خَالِدٌ حَامِدًا۔ [خالد نے حامد کو مارا]۔ ضَرَبَ فعل ہے اور جو مارنے والا ہے (یعنی کام کرنے والا) اس کو عربی گرامر کی اصطلاح میں فاعل (Subject) کہتے ہیں اور جس کو مار پڑی ہے (یعنی جس پر فاعل نے کام کیا ہے) اس کو عربی گرامر کی اصطلاح میں مفعول (Object) کہتے ہیں۔ ضَرَبَ خَالِدٌ حَامِدًا میں ضَرَبَ فعل ہے خَالِدٌ فاعل ہے اور حَامِدًا مفعول ہے۔

2 قَتَلَ السَّارِقُ الرَّجُلَ ۔ (سَارِق چور کو کہتے ہیں)۔ [چور نے آدمی کو قتل کیا]۔ قَتَلَ [قتل کیا]۔ قتل کرنا ایک فعل (کام) ہے۔ جو کام کرنے والا ہے یعنی قاتل (چور) یہاں فاعل ہے۔ اور جس کو اس چور نے قتل کیا ہے اس کو مفعول کہیں گے۔

قَتَلَ: فعل۔ السَّارِقُ: فاعل۔ اَلرَّجُلَ: مفعول۔

ضُرِبَ خَالِدٌ اور قُتِلَ الرَّجُلُ میں فاعل

ضُرِبَ خَالِدٌ [خالد کو مارا گیا]۔ ضُرِبَ خَالِدٌ فاعل موجود نہیں ہے۔ کوئی نہ کوئی فاعل تو ہوگا جس نے خالد کو مارا ہے۔ لیکن وہ نامعلوم ہے/لا پتہ ہے۔ قُتِلَ الرَّجُلُ [آدمی کو قتل کیا گیا]۔ قاتل کا ذکر جملے میں نہیں لیکن کوئی تو قاتل ہے جس نے آدمی کو قتل کیا ہے۔ جس فعل کا فاعل معلوم ہو یعنی جملے سے ہی پتہ چل رہا ہو کہ اس کام کو کرنے والا فلاں ہے اس فعل کو **فعل معلوم** کہتے ہیں۔ اور جس فعل کا فاعل نامعلوم ہو اس فعل کو **فعل مجہول** کہتے ہیں۔

حدیث کی اصطلاح 'مجہول راوی':

حدیث کی اصطلاح میں ایک راوی بھی بعض اوقات 'مجہول راوی' کہلاتا ہے۔ محدثین نے کسی بھی حدیث کو قبول کرنے کی بہت کڑی شرائط مقرر کی ہیں۔ کسی حدیث کو اس وقت تک قبول نہیں کیا جاتا جب تک یہ نہ پتہ چل جائے کہ واقعتا وہ حدیث صحیح حدیث ہے اور نبی آخر الزماں ﷺ سے اس کا ثبوت ہے۔ یہ کیسے معلوم کیا جاتا ہے کہ واقعتا یہ بات سرور کائنات ﷺ نے فرمائی ہے یا ویسے ہی کسی نے اپنی طرف سے بنا کر آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دی ہے۔ ہر حدیث کی ایک سند ہوتی ہے اور صحیح سند کی حامل حدیث ہی محدثین کے نزدیک صحیح حدیث قرار پاتی ہے۔

حدیث کی سند:

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو فلاں سے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے فلاں سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا اور ابو ہریرہؓ آگے سے فرما رہے ہوتے ہیں کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ [اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا]۔ حدیث بیان کرنے والوں کی یہ جو درمیان میں ایک کڑی (Chain) بنتی ہے کچھ لوگوں کا ایک سلسلہ بنتا ہے ان کو حدیث کی اصطلاح میں **حدیث کے راوی** کہتے ہیں۔ **مثلاً:** امام بخاریؒ نے کہا کہ میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث اپنے استاد عبداللہ سے سنی ہے، وہ تبع تابعی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن سے سنی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عبداللہؓ بن عمرؓ سے سنی ہے اور عبداللہؓ بن عمرؓ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ [میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، انہوں نے فرمایا] یا وہ کہہ رہے ہوتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ [رسول اللہ ﷺ نے فرمایا]۔ یہ جو درمیان میں عبداللہ اور عبدالرحمٰن آئے ہیں ان کو حدیث کی اصطلاح میں حدیث کے راوی کہیں گے اور عبداللہؓ بن عمرؓ بھی حدیث کے راوی ہوں گے۔ راویوں کی ایک کڑی (Chain) ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ راویوں کی اس کڑی (Chain) کو حدیث کی سند کہتے ہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی شریف، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک (حدیث کی ان کتابوں) میں وہ کڑی (Chain) ہمارے سامنے موجود ہوتی ہے۔ کسی نے یہ پہچاننا ہو کہ وہ حدیث صحیح ہے یا نہیں یا ضعیف ہے یا موضوع ہے اس حدیث کے راویوں کو دیکھا جاتا ہے۔

حدیث نبوی بھی قرآن مجید کی طرح محفوظ ہے

ایک وقت ایسا آیا تھا کہ پوری امت مسلمہ کا ذہین ترین طبقہ / امت مسلمہ کا تعلیم یافتہ طبقہ حدیث کی جمع و تدوین میں مصروف ہو گیا تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے حدیث کی حفاظت کا اہتمام تھا جس کا ذمہ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں لیا ہے۔ قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے لی اور حدیث کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے لی۔ اس کا ثبوت کہاں ہے؟ قرآن پاک میں ہے! اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْاٰنَهُ (القیامه :17/75) [اس قرآن کو جمع کرنا اور اس کا آگے پڑھنے کا انتظام کرنا ہماری ذمہ داری ہے]۔ اور آگے چل کر ہے! ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (القیامه :19/75) [پھر اس کی وضاحت بھی ہماری ذمہ داری ہے]۔ اور اس کی وضاحت کی ذمہ داری اللہ ربّ العزت نے کس کو سونپی اس سوال کے جواب میں اللہ کا فرمان آیا! وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل:44/16)۔ [ہم نے آپ ﷺ پر ذکر (قرآن پاک) کو نازل کیا ہے۔ تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو قرآن پاک کے احکامات کی وضاحت کریں؛ جو ان کے لئے اتارا گیا ہے]۔ قرآنِ پاک کی آیات کے صحیح مفہوم کا بیان اللہ کے پیغمبر ﷺ کا منصب ہے اور آپ ﷺ نے جو قرآنِ مجید کی وضاحت، تشریح، تفسیر، توضیح کی ہے اس کے متعلق سوال یہ ہے کہ کیا وہ تشریح، تفسیر، توضیح اور تبیین پیغمبرؐ نے اپنی جانب سے کی ہے؟ نہیں! اللہ نے فرمایا: مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم :3/53) اللہ کے نبی آخر الزماں ﷺ جب تمہیں احکامات بتا رہے ہوتے ہیں قرآن مجید کی تفسیر تمہارے سامنے بیان فرما رہے ہوتے ہیں تو وہ ان کے اپنے خیالات کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى وہ بھی ایک وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے وہ بھی حکمت کی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو نبی مکرم ﷺ کے ذہن میں القاء کی جاتی ہیں۔ تو اس حکمت کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ نے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کہہ کہ اپنے اوپر لے لیا۔ فرمایا! اس کی حفاظت بھی ہماری (اللہ کی) ذمہ داری ہے۔ اللہ ربّ العزت نے ایک دور میں پوری امت مسلمہ کو حدیث کی جمع و تدوین پر لگا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راویوں کے حالات قلمبند کیے گئے کہ فلاں راوی فلاں جگہ پیدا ہوا، فلاں جگہ فوت ہوا اور اس نے فلاں فلاں جگہ سفر کیا۔ فلاں فلاں سے اس نے علم حاصل کیا۔ اس کے علاوہ سب تفصیلات موجود ہیں اور جن کتابوں میں یہ تفصیلات موجود ہیں ان کتابوں کو **اَسْمَاءُ الرِّجَالُ** کی کتابیں کہتے ہیں [رجال (شخصیات) یعنی حدیث بیان کرنے والے راوی] ان راویوں کے حالات کی کتابیں بڑی بڑی جلدوں میں آج بھی موجود ہیں۔ ایک پورا فن اس دور میں وجود میں آ گیا۔ ہر ایک راوی کی مکمل زندگی اور کوائف موجود ہیں۔ **مثال کے طور پر**: کسی حدیث کی سند کو دیکھتے ہیں / راویوں کی کڑی (Chain) کو دیکھتے ہیں۔ ایک کتاب میں ایک راوی **جابر جعفی** ہے اس کے حالات [ج] کی پٹی میں سے دیکھتے ہیں۔ وہاں لکھا ہوتا ہے کَانَ غَیْرُ ثِقَةٍ [وہ قابل اعتبار نہیں تھا] اور کَانَ یَکْذِبُ [وہ جھوٹ بولا کرتا تھا] یا لکھا ہوتا ہے اس میں فلاں عیب تھا تو اس حدیث کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس حدیث کو ضعیف حدیث یا موضوع حدیث کہیں گے۔ اور اگر کسی ایک حدیث کے راویوں میں سے کسی راوی کے حالات اس دور میں مرتب کی جانے والی کتابوں میں ملتے ہی نہیں (اسماء الرجال کی کسی کتاب میں اس راوی کا ذکر ہی نہیں) تو اس راوی کو **مجہول راوی** کہتے ہیں۔ جس حدیث کی سند میں کوئی مجہول راوی ہو اس حدیث کو بھی قبول نہیں کیا جاتا۔

من گھڑت بات کو حدیث قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے: ۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے جان بوجھ کر ساری توجہ ان احادیث پر دی جاتی جن احادیث میں کوئی غیر ثقہ، نا قابل اعتبار راوی ہوتا ہے اور یا پھر اس حدیث کے راویوں کا کچھ اتا پتہ نہیں ہوتا۔ وہ موضوع احادیث ہوتی ہیں۔ اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ لی جاتی ہے۔ اگلے دن منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کر دی جاتی ہے۔ سعودیہ میں اگر ایسا ہو تو اگلے دن ہی زبان بندی کے آرڈر آ جائیں لیکن ہمارے ہاں آزادی کا عجیب مفہوم ہے کہ جس کا جی چاہتا ہے اور جو جی چاہتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کر دیتا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ اس سے بڑی گستاخی کیا ہو گی کہ کوئی شخص ایسی بات جو اللہ کے رسول ﷺ نے نہ کہی ہو اس کی نسبت ان ﷺ کی طرف کر دے۔ جبکہ واضح طور پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! **مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا** [جس نے جان بوجھ کر میری ﷺ طرف جھوٹی بات منسوب کی]۔ **فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ** [تو وہ اس بات میں کوئی شک نہ کرے کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے]۔ (بخاری، کتاب العلم، باب 28 اِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، حدیث نمبر 110) اس دیدہ دلیری کے سد باب کے لیے بھی قانون سازی کی ضرورت ہے۔ کسی بھی عالم دین کہلانے والے کو اس بات کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ منبر رسول ﷺ پر کھڑا ہو کر کوئی ایسی بات بیان کرے جو اللہ کے نبی ﷺ کی زبان اطہر سے ادا نہ ہوئی ہو اور وہ اللہ کے نبی ﷺ کی طرف منسوب کر رہا ہو۔

تو اس راوی کو جس کا اسماء الرجال کی کتابوں میں کوئی ذکر نہ ہو اس کو مجہول راوی کہا جاتا ہے۔

(بعینہٖ) اسی طرح جس فعل کے فاعل کا کوئی اتا پتا نہ ہو اس فعل کو بھی مجہول فعل کہا جاتا ہے

ⓘ **فعل معلوم** : ایسا فعل جس کا فاعل معلوم ہو وہ فعل معلوم (Active Verb) کہلاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل ماضی معلوم کے تین اوزان: فَعَلَ فَعِلَ فَعُلَ

فعل مضارع کے تین اوزان : یَفْعَلُ یَفْعِلُ یَفْعُلُ

نوٹ: فعل ماضی اور فعل مضارع میں عین [ع] پر حرکات تبدیل ہوتی ہیں۔ فعل ماضی کے آخری کلمہ (لام کلمہ) پر ہمیشہ زبر [ـَ] اور فعل مضارع کے آخری (لام کلمہ) پر ہمیشہ پیش [ـُ] ہوتی ہے۔

فعل معلوم کی مثال:

خالد نے دودھ پیا۔ اس جملے میں خالد ایسا لفظ ہے جس کو ہم گرامر کے لحاظ سے **فاعل** قرار دیتے ہیں۔ [پیا] ایک **فعل** ہے (کام ہے)۔ پینے والا فاعل اور جس چیز کو اس نے پیا (دودھ) اس کو گرامر کی اصطلاح میں **مفعول** کہتے ہیں۔

ہمارے محلے میں ڈاکوؤں نے ایک آدمی کو لوٹ لیا۔ اس جملے میں فاعل سے تعلق رکھنے والا لفظ ڈاکو ہے جس کو گرامر کی اصطلاح میں فاعل کہتے ہیں۔

(ii) **فعل مجھول** : ایسا فعل جس کا فاعل مجہول (نامعلوم یا لاپتہ) ہو اسے فعل مجہول (Passive Verb) کہتے ہیں۔

فعل مجھول کی مثال:

دودھ پی لیا گیا ہے۔ اس جملے میں ایسا کوئی بھی لفظ نہیں ہے جس کو گرامر کی اصطلاح میں ہم فاعل قرار دے سکیں۔ کیونکہ جو دودھ پینے والا ہے وہ نامعلوم ہے۔ کیا وہ خالد ہے یا کوئی جانور ہے یا بلی ہے کچھ پتہ نہیں۔

ہمارے محلے میں ایک آدمی کو قتل کر دیا گیا۔ اس جملے میں قاتل (فاعل) نامعلوم ہے۔

اگر جملہ ایسے ہو: قَتَلَ السَّارِقُ الرَّجُلَ [چور نے آدمی کو قتل کیا] (اَلسَّارِقُ: چور کو کہتے ہیں)۔ قَتَلَ [قتل کیا] فعل ہے۔ اَلسَّارِقُ فاعل ہے۔ اور جس کو اس نے قتل کیا ہے اس کو عربی گرامر کی اصطلاح میں مفعول کہتے ہیں۔ چنانچہ اَلرَّجُلُ مفعول ہے۔

اگر جملہ ایسے ہو: قُتِلَ الرَّجُلُ [آدمی کو قتل کیا گیا]۔ اس میں فاعل نامعلوم (لاپتہ) ہے۔ کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ قتل کرنے والا کون ہے۔

شُرِبَ اللَّبَنُ [دودھ پیا گیا]۔ اس جملے میں اگر دودھ پینے والے (فاعل) کو تلاش کریں تو تلاش نہیں کر سکیں گے۔ اور اگر جملہ یوں ہو شَرِبَ الْوَلَدُ اللَّبَنَ [لڑکے نے دودھ پیا]۔ اس جملے میں فاعل کو بڑی آسانی سے تلاش کر لیں گے کیونکہ اَلْوَلَدُ وہ لفظ ہے جس کو عربی گرامر کی اصطلاح میں فاعل قرار دیں گے۔ اس جملے میں فعل شَرِبَ کا فاعل معلوم ہے۔ لیکن شُرِبَ اللَّبَنُ میں شُرِبَ کا فاعل نامعلوم (لاپتہ) ہے۔

عربی زبان میں نامعلوم کو مجہول کہتے ہیں۔ شَرِبَ [اس ایک (مذکر) نے پیا] کو **فعل معلوم** اور شُرِبَ [پیا گیا] کو **فعل مجہول** کہیں گے۔

ماضی مجھول اور مضارع مجھول

فعل مجہول یا تو فعل ماضی مجہول ہوگا یا فعل مضارع مجہول ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کیسے پتہ چلے گا کہ جو فعل ہمارے سامنے موجود ہے وہ فعل مجہول ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے دو (2) ڈائیاں ہیں۔ایک ماضی مجہول کی اور دوسری مضارع مجہول کی ان دو ڈائیوں میں سے گزر کر جو فعل بھی معرض وجود میں آیا ہوگا اس فعل کو فعل مجہول کہیں گے (ماضی مجہول یا مضارع مجہول)۔

فعل ماضی مجہول کی ڈائی [وزن]: فُعِلَ

فُعِلَ سے مراد ایسی ڈائی یا ایسا وزن ررد ھم ہے جس میں سے نکلے ہوئے فعل کے پہلے حرف فا کلمہ [ف] پر پیش [ـُ] درمیان والے حرف یعنی عین کلمہ [ع] کے نیچے زیر [ـِ] اور آخری حرف لام [ل] پر زبر [ـَ] ہو۔ **مثلاً**: قُتِلَ.. ضُرِبَ ..سُمِعَ ..نُصِرَ..قُرِءَ ..كُتِبَ..وغیرہ۔ابھی تک جتنے بھی فعل ماضی پڑھے ہیں سب زبر [ـَ] سے شروع ہو رہے ہیں (جَلَسَ ، اَكَلَ، نَصَرَ وغیرہ)۔لیکن اگر کسی فعل ماضی کے شروع میں پیش [ـُ] ہو تو اس فعل ماضی کو فعل ماضی مجہول کہیں گے۔ضُرِبَ [مارا گیا]۔قُتِلَ [قتل کیا گیا] اور قُرِءَ [اس نے پڑھا] یہ ماضی معلوم ہے تو اس کے برعکس / الٹ قُرِءَ ماضی مجہول کا معنٰی [پڑھا گیا] کریں گے۔اسی طرح كَتَبَ [اس نے لکھا] اور كُتِبَ کا معنٰی [لکھا گیا] کریں گے۔سَمِعَ [اس نے سنا]۔سُمِعَ کا معنٰی [سنا گیا] کریں گے۔نَصَرَ [اس نے مدد کی]۔نُصِرَ [اس کی مدد کی گئی (مدد کیا گیا)]۔

مجہول کے اوزان

	ماضی مجہول	مضارع مجہول
وزن	فُعِلَ	يُفْعَلُ
فارمولا	ـُ پہلے حرف پر + ـِ عین کلمہ پر	ـُ پہلے حرف پر (علامت مضارع پر) + ـَ عین کلمہ پر

ماضی معلوم (معروف) کے تین تین اوزان کے برعکس مجہول میں ماضی اور مضارع کا صرف ایک ایک وزن ہوتا ہے۔

فعل مضارع مجہول کی ڈائی [وزن]: يُفْعَلُ

يُفْعَلُ سے مراد ایسی ڈائی یا ایسا وزن ررد ھم ہے جس میں سے نکل کر فعل کے **پہلے حرف** پر پیش [ـُ] ہو، **دوسرے حرف** پر جزم [ـْ]، **آخری سے پہلے حرف** یعنی عین کلمہ پر زبر [ـَ] ہو، اور **آخری حرف** پر پیش [ـُ] آجائے (ـُ ـْ ـَ ـُ)۔

مثلاً: يُضْرَبُ ..يُقْتَلُ.. يُسْمَعُ ..يُنْصَرُ..وغیرہ۔۔نَصَرَ [اس کی مدد کی] نُصِرَ [اس کی مدد کی گئی (مدد کیا گیا)]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل ماضی				
معلوم			مجہول	
تین مختلف اوزان	ضَرَبَ	ایک ہی وزن	ضُرِبَ	
	نَصَرَ		نُصِرَ	
	خَلَقَ		خُلِقَ	

فعل مضارع				
معلوم			مجہول	
تین مختلف اوزان	يَضْرِبُ	ایک ہی وزن	يُضْرَبُ	
	يَنْصُرُ		يُنْصَرُ	
	يَخْلُقُ		يُخْلَقُ	

فعل ماضی مجہول

انگلش میں Active اور Passive (فعل معلوم اور فعل مجہول) کا سبق کافی مشکل ہے۔ Active کو Passive میں تبدیل کرنے کیلئے اچھا خاصہ تکلّف کرنا پڑتا ہے لیکن عربی زبان کی گرامر انگلش گرامر کی نسبت چونکہ بہت آسان ہے اس لیے اس میں یہ سبق بھی بہت آسان ہے۔

ماضی مجہول کی مخصوص ڈائی **فُعِلَ** ہے (ـُ ـِ ـَ) تین ایسے حروف پر مشتمل لفظ جس کے پہلے حرف پر پیش [ـُ] ہو درمیان والے حرف (عین کلمہ) کے نیچے زیر [ـِ] ہو اور آخری حرف پر زبر [ـَ] ہو اس لفظ کا تعلق **فعل ماضی مجہول** سے ہوگا۔

کسی بھی فعل ماضی معلوم سے مجہول بنانا ہو تو معلوم کو **فُعِلَ** کی ڈائی میں سے گزاریں تو فعل ماضی مجہول بن جائے گا۔ مثلاً قَتَلَ سے مجہول قُتِلَ بن جائے گا۔ قَتَلَ کا معنٰی [اس نے قتل کیا]۔ قُتِلَ کا معنٰی [قتل کیا گیا]۔ اسی طرح کَتَبَ سے کُتِبَ اور عَبَدَ سے عُبِدَ فعل ماضی مجہول بنے گا۔

قرآن پاک میں لکھا نظر آئے گا! **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ** (البقرة:183/2)۔ اس آیت میں کُتِبَ فعل ماضی مجہول ہے۔ [اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا لکھ دیئے گئے (فرض کئے گئے) جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر لکھ دیئے گئے (فرض کئے گئے) تھے، تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو پرہیز گار بن جاؤ]۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا! **اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ** O (الاعراف:204/7) ہمارے سبق سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلقہ لفظ **قُرِئَ** ہے اور یہ فعل ماضی مجہول ہے۔اِذَا قُرِئَ الْقُرْآن [جب قرآن پڑھا جائے]۔فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ [توجہ سے اسے (قرآن کو) سنا کرو]۔ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ [اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے]۔

نَصَبَ کا معنیٰ [اس نے کھڑا کیا/اس نے نصب کیا]۔**نُصِبَ** کا معنیٰ [کھڑا کیا گیا]۔قرآن مجید میں ہے **وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ** (الغاشية:19/88)[تم پہاڑوں کو نہیں دیکھتے؟انھیں کس طرح سے کھڑا کیا گیا!/انھیں کس طرح سے نصب کیا گیا!]۔

رَفَعَ [اس نے بلند کیا]۔**رُفِعَ** کا معنیٰ [اسے بلند کیا گیا]۔**ماضی مجہول میں (کیا گیا) کا معنیٰ پیدا ہوجاتا ہے**۔یا اگر کوئی لفظ مونث ہو تو (کی گئی) کا معنیٰ پیدا ہوجاتا ہے۔اس لیے اللہ رب العزت نے فرمایا۔ **وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ** O (الغاشية: 18/88)[اور (نہیں دیکھتے) آسمان کی طرف، کس طرح اسے بلند کیا گیا!]۔ رُفِعَ (بلند کیا گیا)۔آسمان کو عربی زبان میں اَلسَّمَاءُ کہتے ہیں۔چونکہ اَلسَّمَاءُ مونث سماعی ہے۔اس لئے آسمان کے لیے مذکر فعل رُفِعَ استعمال نہیں ہوا بلکہ مؤنث فعل رُفِعَتْ استعمال ہوا۔

نُصِرَ مذکر فعل ہے لیکن اس کا اردو ترجمہ [اس کی مدد کیا گیا] نہیں کریں گے بلکہ اس کا اردو ترجمہ کریں گے [اس کی مدد کی گئی]۔اس لیے کہ لفظ مدد اردو زبان میں مؤنث استعمال ہوتا ہے۔

فعل مضارع مجهول

يُفْعَلُ (ـُ ـْ ـَ ـُ) مضارع مجہول کا مخصوص وزن ہے۔اس وزن ڈائی کا مطلب ہے کہ اس ڈائی میں سے گزر کر جو بھی فعل بنے گا اس کے پہلے حرف یعنی علامت مضارع پر پیش[ـُ]، دوسرے حرف (مادے کا پہلا) پر جزم[ـْ] اور تیسرے حرف (مادے کا دوسرا) یعنی عین کلمہ پر زبر[ـَ] ہوگی اور چوتھے آخری حرف (مادے کا بھی آخری) پر پیش[ـُ] ہوگی۔چونکہ یہ فعل مضارع ہے اس میں حال اور مستقبل دونوں زمانوں کا معنیٰ پیدا ہوجائے گا۔

اسی طرح کسی بھی **فعل مضارع معلوم** (معروف) کو مضارع مجہول میں تبدیل کرنا ہو {کسی بھی فعل مضارع معلوم سے مراد یہ ہے کہ اس کے آخری سے پہلے حرف (عین کلمہ) پر زبر[ـَ] ہو (**يَفْعَلُ**) یا زیر[ـِ] ہو (**يَفْعِلُ**) یا پیش[ـُ] ہو (**يَفْعُلُ**)} تو **يُفْعَلُ** کی ڈائی میں سے گزار دیجیے۔

مثلاً: اس قاعدے/فارمولے سے مضارع معلوم(معروف) **يَفْتَحُ** کا مجہول **يُفْتَحُ**، اسی طرح **يَضْرِبُ** کا مجہول **يُضْرَبُ** اور مضارع معلوم(معروف) **يَنْصُرُ** کا **يُنْصَرُ** ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مجہول مضارع یُعْرَفُ [اسے پہچانا جاتا ہے یا پہچانا جائے گا] ہے۔قرآن پاک میں مجرموں کے بارے میں یہ لفظ استعمال ہوا! یُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ (الرحمٰن:41/55)[(قیامت کے دن) مجرموں کو ان کی ظاہری شکل وصورت سے ہی پہچان لیا جائے گا تو وہ پیشانی کے بالوں اور پیروں سے پکڑے جائیں گے]۔وہاں کے بڑے سخت گیر قسم کے کارندے (فرشتے) ساتھ ہوں گے۔ انہوں نے ان کو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا رکھی ہوں گی، پاؤں میں بیڑیاں پہنا رکھی ہونگی۔اوران کے چہرے بجھے ہوئے ہوں گے ان کی نظریں جھکی ہوئی ہونگی۔دور سے ہی پہچان لیا جائے گا کہ یہ مجرم آ رہے ہیں۔یہ ہیں جن پر جہنم کی آگ واجب ہو چکی ہے۔قرآن کہتا ہے یُعْرَفُ [پہچان لیا جائے گا]۔

اسی طرح یُحْمَلُ [اسے اٹھایا جاتا ہے/اسے لادا جاتا ہے] یا [اٹھایا جائے گا/لادا جائے گا]۔

قَتَلَ السَّارِقُ الرَّجُلَ اس جملے میں اگر فاعل کو تلاش کرنا ہو تو بڑی آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں۔اس جملے میں اَلسَّارِقُ عربی گرامر کے لحاظ سے فاعل ہے۔لیکن اگر جملہ یوں ہو قُتِلَ الرَّجُلُ [آدمی کو قتل کیا گیا]۔اگر ساری زندگی تلاش میں لگے رہیں پھر بھی قاتل کا کوئی اتہ پتہ معلوم نہیں کر سکیں گے کہ فاعل (قتل کرنے والا قاتل) کون ہے۔چنانچہ قُتِلَ کو فعل ماضی مجہول کہیں گے۔اَلرَّجُلُ تو مفعول ہے اور فاعل نامعلوم ہے لاپتہ ہے۔فاعل تو لاپتہ ہو گیا ہے (بھاگ گیا ہے/چھپ گیا ہے) اس جملے میں فاعل کی جگہ خالی ہے۔ایسی صورت میں مفعول فاعل کی خالی جگہ پر آ جائے گا۔

قَتَلَ السَّارِقُ الرَّجُلَ معلوم (Active) جملہ ہے اور اس سے مجہول (Passive) قُتِلَ الرَّجُلُ بن گیا۔

انگلش میں تو مجہول (Passive) کا استعمال بہت زیادہ ہے جبکہ عربی زبان میں اس کا استعمال بہت کم ہے لیکن ہوتا ضرور ہے۔قرآن مجید میں کئی الفاظ ایسے نظر آئیں گے جن کا تعلق مجہول سے ہوگا اگرچہ ان کی تعداد نسبتاً بہت کم ہے۔

فعل مجہول کا قاعدہ

فعل مجہول کا فاعل نامعلوم یعنی لاپتہ ہونے کی وجہ سے چونکہ عبارت میں موجود نہیں ہوتا اس لیے مفعول اس کی جگہ لے لیتا ہے اور ایسا مفعول جو فاعل کی عدم موجودگی میں اس کی جگہ لے لے یعنی اس کا نائب بن جائے (وہ مفعول جو فاعل کے درمیان سے نکل جانے کی وجہ سے فاعل کی جگہ پر آ جاتا ہے) اس کو نائب فاعل کہتے ہیں۔جو مرتبہ/مقام (Protocol) فاعل کا تھا، اب وہی مفعول کو ملے گا۔فاعل کا مرتبہ/مقام کیا ہوتا ہے؟ فاعل عربی زبان کی گرامر میں حالت رفع (بلندی کی حالت) میں ہوتا ہے۔فاعل کے نکل جانے (لاپتہ ہو جانے) سے مفعول اپنے فاعل کی جگہ پر آ جائیگا اور جو مرتبہ مقام فاعل کا تھا (یعنی حالتِ رفع میں ہونا) اب وہ مفعول کو منتقل ہو جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر: ہمارے ملک کا صدر جب کبھی ملک سے باہر دورے پر جاتا ہے تو اس کی جگہ سینٹ کا چیئرمین قائم مقام صدر کے طور پر صدر کا عہدہ سنبھال لیتا ہے اور جو مقام / مرتبہ صدر کو ملتا ہے وہی چیئرمین سینٹ کو ملتا ہے۔تو اَلرَّجُلَ جب فاعل کی جگہ پر آ جائے گا تو پھر اَلرَّجُلَ استعمال نہیں ہوگا بلکہ اَلرَّجُلُ (حالت رفع میں) استعمال ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ قَتَلَ الرَّجُلَ کی بجائے قُتِلَ الرَّجُلُ استعمال ہو رہا ہے۔

چنانچہ قُتِلَ الرَّجُلُ میں قُتِلَ فعل ماضی مجہول ہے اور دوسرا لفظ اَلرَّجُلُ فاعل نہیں ہے بلکہ مفعول ہے (فاعل تو بھاگ گیا ہے/ قاتل تو مفرور ہے)۔اس لئے اَلرَّجُلُ (مفعول) کو **نائب فاعل** کہیں گے۔حالانکہ اَلرَّجُلُ یہاں مفعول ہے اسے قتل کیا گیا ہے لیکن جملے میں پیش [ُ] کے ساتھ یعنی حالت رفع میں اس لیے استعمال ہو رہا ہے کہ یہ (مفعول) اپنے نامعلوم فاعل کی جگہ پر استعمال ہو رہا ہے اس لیے اس مفعول کو نائب فاعل کہیں گے اور نائب فاعل حالتِ رفع میں استعمال ہوتا ہے۔وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ ضَعِيْفًا کے بجائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (النساء: 28/4) [انسان کو کمزور پیدا کیا گیا] اِنْسَانَ کی بجائے اِنْسَانُ کہیں گے۔

ایک اور مثال: اَكَلَ الْوَلَدُ الطَّعَامَ [لڑکے نے کھانا کھایا]۔یہاں فاعل کو تلاش کیا جائے تو بڑی آسانی سے اس کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ اَلْوَلَدُ فاعل ہے۔لیکن اس کی بجائے اگر جملہ ہو اُكِلَ الطَّعَامُ [کھانا کھایا گیا]۔یہاں فاعل کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔اُكِلَ (کھایا گیا) فعل ہے اور اَلطَّعَامُ کھانا مفعول ہے۔جبکہ کھانے والا (فاعل) لاپتہ ہے۔اَلطَّعَامُ اگرچہ مفعول ہے لیکن جملے میں فاعل کی جگہ پر (جہاں فاعل کو آنا چاہیے) اس جگہ پر آ رہا ہے اس لیے اس کو نائب فاعل کہیں گے۔اُكِلَ الطَّعَامُ (حالت رفع میں ہے) آخر میں پیش [ُ] استعمال کریں گے اَلطَّعَامَ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ اس جملے میں اَلطَّعَامُ نائب فاعل ہے۔

نوٹ:

1. اوپر کی مثال سے واضح ہے کہ نائب فائل بھی فاعل کی طرح حالت رفع میں ہوتا ہے۔قُتِلَ رَجُلٌ [ایک آدمی کو قتل کیا گیا]۔ قاتل (فاعل) نامعلوم ہے لاپتہ ہے مفرور ہے۔رَجُلٌ (مفعول) کو نائب فاعل کہیں گے۔فاعل نہیں اور یہ حالت رفع میں ہوگا۔
2. نائب فاعل بھی اپنے فعل مجہول میں فاعل کی طرح ضمیر کی شکل میں پوشیدہ ہوسکتا ہے۔

مثلاً: قُتِلَ: [اسے قتل کیا گیا]۔قُتِلَا [ان دو کو قتل کیا گیا]۔قُتِلُوْا [ان سب کو قتل کیا گیا]۔[اس ایک کو/ان دو کو/ان سب کو] مفعولوں کا مفہوم متعلقہ فعل مجہول کے اندر ہی ضمیر کی شکل میں پوشیدہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی اور مضارع مجہول کی گردان کے اوزان

مقام	جنس	عدد	ثلاثی مزید فیہ باب افعال: فعل ماضی	ثلاثی مزید فیہ باب افعال: فعل مضارع	ثلاثی مجرد (ثلاثی مزید فیہ میں بھی یہی وزن ہوتا ہے): فعل مضارع مجہول	ثلاثی مجرد (ثلاثی مزید فیہ میں بھی یہی وزن ہوتا ہے): فعل ماضی مجہول
غائب	مذکر	واحد	اَفْعَلَ	یُفْعِلُ	یُفْعَلُ	فُعِلَ
غائب	مذکر	تثنیہ	اَفْعَلَا	یُفْعِلَانِ	یُفْعَلَانِ	فُعِلَا
غائب	مذکر	جمع	اَفْعَلُوْا	یُفْعِلُوْنَ	یُفْعَلُوْنَ	فُعِلُوْا
غائب	مؤنث	واحد	اَفْعَلَتْ	تُفْعِلُ	تُفْعَلُ	فُعِلَتْ
غائب	مؤنث	تثنیہ	اَفْعَلَتَا	تُفْعِلَانِ	تُفْعَلَانِ	فُعِلَتَا
غائب	مؤنث	جمع	اَفْعَلْنَ	❁ یُفْعِلْنَ	❁ یُفْعَلْنَ	فُعِلْنَ
حاضر مخاطب	مذکر	واحد	اَفْعَلْتَ	تُفْعِلُ	تُفْعَلُ	فُعِلْتَ
حاضر مخاطب	مذکر	تثنیہ	اَفْعَلْتُمَا	تُفْعِلَانِ	تُفْعَلَانِ	فُعِلْتُمَا
حاضر مخاطب	مذکر	جمع	اَفْعَلْتُمْ	تُفْعِلُوْنَ	تُفْعَلُوْنَ	فُعِلْتُمْ
حاضر مخاطب	مؤنث	واحد	اَفْعَلْتِ	تُفْعِلِیْنَ	تُفْعَلِیْنَ	فُعِلْتِ
حاضر مخاطب	مؤنث	تثنیہ	اَفْعَلْتُمَا	تُفْعِلَانِ	تُفْعَلَانِ	فُعِلْتُمَا
حاضر مخاطب	مؤنث	جمع	اَفْعَلْتُنَّ	❁ تُفْعِلْنَ	❁ تُفْعَلْنَ	فُعِلْتُنَّ
متکلم	(مذکر و مؤنث)	واحد	اَفْعَلْتُ	اُفْعِلُ	اُفْعَلُ	فُعِلْتُ
متکلم	(مذکر و مؤنث)	تثنیہ / جمع	اَفْعَلْنَا	نُفْعِلُ	نُفْعَلُ	فُعِلْنَا

ان دونوں گردانوں کے وزن میں (عین کلمہ کی حرکت کا) معمولی فرق ہے۔

❁ نون (ن) نِسْوَۃ والے صیغے

نوٹ: فعل مضارع کے صیغوں میں عین کلمہ کا تعین علامت مضارع ہٹا کر کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: مندرجہ ذیل میں فعل مجہول اور نائب فاعل کی نشاندہی کریں۔

1 اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ o وَاِلَی السَّمَاءِ کَیْفَ رُفِعَتْ o وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ o وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ o (الغاشیہ:88/20-17)

اَ [کیا]۔ فَ [تو]۔ لَا [نہیں]۔ ان کا اکٹھا ترجمہ بنے گا [تو کیا نہیں]۔ یَنْظُرُوْنَ [وہ دیکھتے ہیں]۔ اِلَی الْاِبِلِ [اونٹوں کی طرف]۔ اَلْجَمَلُ واحد اونٹ (ایک اونٹ) کو کہتے ہیں۔ اَلْجَمَلُ کی جمع اَلْاِبِلِ ہے جو جمع مکسر ہے۔

نبی آخر الزمان ﷺ سے مشرکین مکہ آئے دن مطالبے کرتے رہتے تھے۔ ہمیں معجزات دکھایئے۔ اللہ رب العزت نے ان آیات میں کہا سوچنے والے دماغوں اور دیکھنے والی آنکھوں کی ضرورت ہے۔ پوری زمین معجزات ہی سے تو بھری ہوئی ہے۔ نظر اٹھا کے دیکھو زمین کی طرف آسمان کی طرف۔ ایک ایک مخلوق میں تمہیں اللہ کی معرفت، اس کی توحید، اس کی کبریائی کی دلیل نظر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ قطعاً یہ پسند نہیں کرتا کہ کائنات کو محض سرسری نگاہوں سے دیکھا جائے بلکہ قرآن کہتا ہے غور کرو۔ جتنا غور کرکے اس کی گہرائیوں میں جاؤ گے اتنی ہی اللہ کی معرفت تم پر عیاں ہوگی قرآن مجید نے غور وفکر پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق قرآن پاک میں جتنی دفعہ اللہ رب العزت نے نماز کا ذکر کیا ہے اتنی ہی دفعہ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں غور وفکر کرنے کا اور کائنات کا مشاہدہ کرکے نتائج اخذ کرنے کا اور اللہ کی معرفت اور کبریائی تک رسائی حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

فرمایا اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ [تو کیا وہ (انسان) اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے ہیں انہیں کیسے پیدا کیا گیا]۔ صحراؤں میں وہ تمہیں لے کر جا رہے ہوتے ہیں۔ ہفتہ ہفتہ دس دس دن کچھ کھاتے پیتے ہی نہیں ان کی تخلیق پر غور کرو۔ وَاِلَی السَّمَاءِ کَیْفَ رُفِعَتْ [اور آسمان کی طرف (کیا نہیں دیکھتے) کہ اسے کیسے بلند کیا گیا]۔ یہ سورج چاند ستارے تمہارے سروں پر کیوں نہیں آن گرتے اس کے پیچیدہ نظام پر غور کرو۔ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ [اور پہاڑوں کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ انھیں کیسے نصب کیا گیا]۔ کس طرح سے وہ زمین کے توازن کو برقرار رکھے ہوئے ہیں ورنہ زمین تمہیں ایک طرف کو لے کر لڑھک چکی ہوتی۔ قرآن کہتا ہے غور کرو وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ [اور زمین کی طرف (کیا نہیں دیکھتے) کہ اسے کیسے ہموار کیا گیا]۔ اسے کس طرح بچھا دیا گیا تمہارے رہنے کے قابل بنا دیا گیا۔ اس کے نظام پر غور کرو تو یہ زمین اور آسمان اللہ کی کبریائی کی دلیلوں سے ہی تو بھرے ہوئے ہیں۔ ان معجزات سے تمہیں اللہ کی معرفت کا پتہ نہیں چل سکتا تو پھر دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا معجزہ تمہاری آنکھیں کھولنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ ان آیات میں **خُلِقَتْ، رُفِعَتْ، نُصِبَتْ** اور **سُطِحَتْ** چاروں مضارع مجہول ہیں۔

ترجمہ: تو کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ انہیں کیسے پیدا کیا گیا۔ اور آسمان کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ اسے کیسے بلند کیا گیا۔ اور پہاڑوں کی طرف (کیا نہیں دیکھتے) کہ انھیں کیسے نصب کیا گیا۔ اور زمین کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ اسے کیسے ہموار کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❷ يَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ .. (التوبۃ:111/9)[(وہ لوگ جو اللہ کے لئے میدان کارزار میں ہیں) وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں]۔ اللہ رب العزت نے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ جانے والی مخلوق نہیں ہیں۔ وہ میدان میں نکلتے ہیں اللہ کے دشمنوں کو للکارتے ہیں۔ يَقْتُلُوْنَ [وہ قتل کرتے ہیں]۔ وَيُقْتَلُوْنَ [اور وہ قتل کئے جاتے ہیں]۔ اللہ اس مسلمان کو پسند نہیں کرتا ہے جو گوشہ نشین ہو کر دشمن کے سامنے آنکھیں جھکا کر بیٹھ جائے بلکہ دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والے مرد مومن کو پسند کرتا ہے۔

ترجمہ: وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔

❸ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (المومن:40/40)

يُرْزَقُ کا معنٰی ہے [اسے رزق دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا] اور يُرْزَقُوْنَ کا معنٰی ہے [ان سب کو رزق دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا]۔ چونکہ بات جنت کی ہو رہی ہے (مستقبل کی) یہاں ترجمہ یوں کریں گے کہ [وہ رزق دیئے جائیں گے اس میں (جنت میں) بغیر حساب کے]۔ کوئی بجٹ بنانے نہیں دیا جائے گا کہ اتنے ہی محدود وسائل میں تم نے رہنا ہے وہاں کوئی میزانیہ نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔

ترجمہ: وہ اس (جنت) میں بغیر حساب کے رزق دیئے جائیں گے۔

❹ سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ (آل عمران:12/3)

يُغْلَبُ کا معنٰی ہے [اس پر غلبہ پایا جاتا ہے یا اس پر غلبہ پایا جائے گا/اس پر ہر غلبہ حاصل کیا جاتا ہے یا اس پر ہر غلبہ حاصل کیا جائے گا]۔ تُغْلَبُ کا معنٰی [تجھ پر غلبہ پایا جاتا ہے یا تجھ پر غلبہ پایا جائے گا]۔ اور تُغْلَبُوْنَ کا معنٰی ہوگا [تم سب پر غلبہ پایا جاتا ہے یا تم سب پر غلبہ پایا جائے گا]۔ اسی طرح يُحْشَرُ کا معنٰی [اسے جمع کیا جاتا ہے یا اسے جمع کیا جائے گا] ہے۔ يُحْشَرُوْنَ کا معنٰی ان سب کو جمع کیا جاتا ہے یا ان سب کو جمع کیا جائے گا]۔ تُحْشَرُ کا معنٰی [تجھے جمع کیا جاتا ہے یا تجھے جمع کیا جائے گا] اور تُحْشَرُوْنَ کا معنٰی [تم سب کو جمع کیا جاتا ہے یا تم سب کو جمع کیا جائے گا]۔ قرآن مجید میں کفار کو کہا جا رہا ہے/اللہ کے باغیوں اور نافرمانوں کو کہا جا رہا ہے کہ: یہاں تو ہم تمہاری مرضی میں تمہارے اختیار میں کوئی مداخلت نہیں کرتے ہیں تمہیں مکمل اختیار ہے اللہ کی فرمانبرداری کرو یا نافرمانی کرو۔ جنت کا راستہ اختیار کرو یا جہنم کا راستہ اختیار کرو۔ ایک وقت آنے والا ہے۔ سَتُغْلَبُوْنَ [جلد ہی تمہیں مغلوب کر دیا جائے گا] یعنی تمہیں اختیار سے محروم کر دیا جائے گا/جلد ہی تم پر غلبہ پا لیا جائے گا۔ وَتُحْشَرُوْنَ [اور تم سب کو اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا]۔ اِلٰى جَهَنَّمَ [جہنم کی طرف]۔ وہاں پھر تمہارا کوئی ارادہ، کوئی مرضی نہیں چلے گی کہ تم چاہو تو جنت کی طرف چلے جاؤ اور چاہو تو جہنم کی طرف چلے جاؤ۔ بلکہ وہاں تم مجبور ہو گے/بے بس ہو گے۔ تمہیں مجبور اور بے بس کر کے جہنم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا۔

ترجمہ: جلد ہی تمہیں مغلوب کر دیا جائے گا اور تم سب کو جمع کیا جائے گا جہنم کی طرف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 سُئِلَ اَعْرَابِیٌّ لِمَنْ هٰذَا الْمَالُ؟ قَالَ لِلّٰهِ فِیْ یَدِیْ:۔نہ یہ حدیث ہے نہ آیت ہے ایک عام جملہ ہے۔

فُعِلَ کے وزن پر سُئِلَ [سوال کیا گیا/ پوچھا گیا]۔اَعْرَابِیٌّ[اعرابی سے]۔اعرابی دیہاتی کو کہتے ہیں/ایک سیدھا سادا آدمی تھا۔اشرفیوں کی تھیلی اس نے ہاتھ میں اٹھا رکھی تھی اس اعرابی سے کسی نے پوچھا اتنا مال تمہارے پاس کہاں سے آگیا؟ تم نے بڑا مال اُٹھا رکھا ہے! سُئِلَ اَعْرَابِیٌّ [ایک اعرابی سے سوال کیا گیا]۔لِمَنْ هٰذَا الْمَالُ [یہ مال کس کا ہے؟]اس نے بڑا جامع جواب دیا قَالَ لِلّٰهِ [اس نے کہا اللہ کا ہے]۔فِیْ یَدِیْ [میرے ہاتھ میں ہے]۔سیدھے سادھے آدمی بھی بعض اوقات بڑی نقطے کی بات کہہ جاتے ہیں۔ایک بہت بڑا نعت خواں اپنی داڑھی منڈوا رہا تھا کوئی دیہاتی سیدھا سادھا آدمی وہاں سے گزرا، اس نے کہا تم اور داڑھی منڈوا رہے ہو۔اس نے کہا اپنی داڑھی ہی منڈوا رہا ہوں کسی کے دل پر تو استرا نہیں چلا رہا۔کسی کا دل تو زخمی نہیں کر رہا۔وہ سیدھا سادھا دیہاتی آدمی کہنے لگا، ہاں تم کسی کے دل کو تو زخمی نہیں کر رہے ہو لیکن نبی آخر الزماں ﷺ کا دل ضرور دکھا رہے ہو۔ان کے دل کو ضرور زخمی کر رہے ہو۔وہ بات سمجھ گیا اور اس نے پھر داڑھی رکھ لی۔

ترجمہ: ایک اعرابی سے پوچھا گیا یہ مال کس کا ہے۔اس نے کہا (جواب دیا) اللہ کا ہے (البتہ) میرے ہاتھ میں ہے۔

6 اَلَّذِیْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ:۔

اَلَّذِیْ لَا یَرْحَمُ۔[وہ جو رحم نہیں کرتا]۔لَا یُرْحَمُ [اس پر رحم نہیں کیا جاتا]۔جو مخلوق پر رحم نہیں کرتا اللہ کی طرف سے بھی اس پر کوئی رحم نہیں کیا جاتا۔

ترجمہ: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

سوال: اردو میں ترجمہ کریں۔

1 قُتِلَ السَّارِقُ[چور کو قتل کیا گیا]۔

2 یُفْتَحُ الْبَابُ غَدًا[دروازہ کل کھولا جائے گا]۔

3 نُصِرَ الْمَظْلُوْمُ [مظلوم کی مدد کی گئی]۔

4 هَلْ فُتِحَ الْبَابُ اَمْ لَا؟[کیا دروازہ کھول دیا گیا ہے یا نہیں]۔

5 سَوْفَ یُفْتَحُ بَعْدَ سَاعَتَیْنِ ..سَوْفَ[عنقریب/جلد ہی]۔ہم پڑھ چکے ہیں سَوْفَ کا ترجمہ عنقریب یا جلد ہی کرنا ضروری نہیں ہے۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں[اسے دو گھنٹوں کے بعد جلد ہی کھول دیا جائے گا]اور صرف یوں بھی کہہ سکتے ہیں[کہ اسے دو گھنٹوں کے بعد کھولا جائے گا]۔

6 شُرِبَ اللَّبَنُ..[دودھ پیا گیا]۔کچھ پتہ نہیں پینے والا (فاعل) کون ہے۔

7 حُبِسَ الْمُجْرِمُوْنَ فِی السِّجْنِ. . [مجرموں کو جیل میں بند کر دیا گیا یا قید کر دیا گیا]۔اردو زبان میں حبس بے جا کہتے ہیں کسی کو بے جا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر بلا جواز کسی جگہ پر بند کر دینا۔

8 سَوْفَ يُقْرَءُ هٰذَا الدَّرْسُ غَدًا..[یہ سبق کل پڑھا جائے گا]۔

9 مَتٰى ضُرِبْتَ ..[تمہیں کب مارا گیا؟]ضُرِبَ[اسے مارا گیا]۔ ضُرِبْتَ[تجھے مارا گیا]۔آپ اپنے بچے کے بازو پر نشان دیکھتے ہیں آپ اسے پوچھتے ہیں مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ مَتٰى ضُرِبْتَ تمہیں کب مارا گیا؟

10 لِمَ تُضْرَبُوْنَ كُلَّ يَوْمٍ ؟..[تمہیں روزانہ کیوں مارا جاتا ہے]۔لِمَ[کیوں]۔تُضْرَبُوْنَ [تمہیں مارا جاتا ہے]۔كُلَّ يَوْمٍ [ہر روز]۔ سبق یاد کر لیا کرو تا کہ مار نہ پڑے۔

سوال : معروف کو مجہول میں تبدیل کریں۔

1 خَلَقَ اللّٰهُ الْاِنْسَانَ ۔ [اللہ نے انسان کو پیدا کیا]۔خَلَقَ کی بجائے مجہول میں کہا جائے گا خُلِقَ اور لفظ اللہ کا ذکر مجہول میں نہیں رہے گا کیونکہ عربی گرامر کے مطابق فعل مجہول کے ساتھ فاعل کا کوئی ذکر نہیں کیا جاتا۔اسلئے مجہول فقرہ کہیں گے خُلِقَ الْاِنْسَانُ۔فاعل نکال دیا گیا۔

2 أَكَلْنَا الطَّعَامَ وَشَرِبْنَا الْمَاءَ ۔[ہم نے کھانا کھایا اور ہم نے پانی پیا]۔اس میں بعض دفعہ غلطی کرتے ہیں کہ اَكَلْنَا کی بجائے اُكِلْنَا کر دیتے ہیں۔وہ غلط ہے۔اس کا ماضی مجہول پہلے اردو میں بنا لیجئے۔اَكَلْنَا الطَّعَامَ [ہم نے کھانا کھایا]۔اس کا مجہول Passive بنا۔[کھانا کھایا گیا اور پانی پیا گیا]۔اس کا ترجمہ کریں گے اُكِلَ الطَّعَامُ وَشُرِبَ الْمَاءُ ۔

3 سَوْفَ يَنْصُرُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔[اللہ مومنوں کی مدد کرے گا] يَنْصُرُ کی بجائے يُنْصَرُ ہو جائے گا۔ سَوْفَ تو اسی طرح رہے گا۔اب یہاں لفظ "اللہ" کا ذکر نہیں ہوگا کیونکہ فعل مجہول کے ساتھ فاعل کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔اَلْمُؤْمِنِيْنَ کی بجائے ہو جائے گا۔اَلْمُؤْمِنُوْنَ کیونکہ نائب فاعل حالتِ رفع میں ہوتا ہے اور نون گروپ کی حالت رفع واؤ[وْ] کے ساتھ آتی ہے تو مجہول جملہ ہے۔يُنْصَرُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

4 يَقْرَءُ الطَّالِبُ الدَّرْسَ ۔[طالب علم سبق پڑھتا ہے]۔يَقْرَءُ کی بجائے يُقْرَءُ ہو جائے گا۔اَلطَّالِبُ کا ذکر ختم اَلدَّرْسَ کی بجائے اَلدَّرْسُ کہیں گے۔يُقْرَءُ الدَّرْسُ [سبق پڑھا جاتا ہے]۔

5 سَمِعَ النَّاسُ الْاَذَانَ ۔[لوگوں نے اذان سنی]۔سَمِعَ کی بجائے سُمِعَ اور اَلْاَذَانَ کی جگہ پر اَلْاَذَانُ آجائے گا اس لیے کہ نائب فاعل حالت رفع میں ہوتا ہے۔ سُمِعَ الْاَذَانُ۔[اذان سنی گئی]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا اردو میں ترجمہ کریں۔

1 اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ .. (یونس:44/10)

اِنَّ اللّٰهَ [یقیناً اللہ]۔ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ [لوگوں پر ظلم نہیں کرتا]۔ شَيْئًا [کچھ بھی/ذرا بھی]۔ وَّلٰكِنَّ [اور لیکن]۔ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ [لوگ اپنی جانوں پر]۔ يَظْلِمُوْنَ [ظلم کرتے ہیں]۔

ترجمہ: یقیناً اللہ لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ (ہی) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

2 وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یونس:54-55/10)

وَ [اور]۔ قُضِيَ [فیصلہ کردیا گیا]۔ بَيْنَهُمْ [ان کے درمیان]۔ بِالْقِسْطِ [انصاف کے ساتھ]۔ وَ هُمْ [اور وہ]۔ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ [ظلم نہیں کئے جاتے]۔ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ [جان لو یقیناً اللہ کا ہے]۔ مَا [جو کچھ]۔ فِي [میں]۔ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [آسمانوں اور زمین]۔ اَلَآ [جان لو]۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ [یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے]۔ وَّ لٰكِنَّ [اور لیکن]۔ اَكْثَرَ هُمْ [ان میں اکثر]۔ لَا يَعْلَمُوْنَ [نہیں جانتے]۔

ترجمہ: اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا گیا۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ جان لو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ یقیناً اللہ کا ہے۔ جان لو اللہ کا وعدہ سچا ہے اور لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

3 اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ .. (یونس:60/10)

اِنَّ اللّٰهَ [یقیناً اللہ]۔ لَذُوْ فَضْلٍ [یقیناً فضل کرنے والا ہے]۔ عَلَى النَّاسِ [لوگوں پر]۔ وَ لٰكِنَّ [اور لیکن]۔ اَكْثَرَهُمْ [ان میں سے اکثر]۔ لَا يَشْكُرُوْنَ [شکر نہیں کرتے]۔

ترجمہ: یقیناً اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر (لوگ) شکر نہیں کرتے۔

4 اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ .. (یوسف:53/12)

اِنَّ [یقیناً]۔ النَّفْسَ [نفس]۔ لَاَمَّارَةٌ [یقیناً ابھارنے والا ہے]۔ بِالسُّوْٓءِ [برائی کی طرف]۔ اِلَّا [مگر]۔ مَا [جو/جس پر]۔ رَحِمَ رَبِّيْ [رحم کردیا میرے رب نے]۔ اِنَّ رَبِّيْ [یقیناً میرا رب]۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [بڑا بخشنے والا/ بڑا رحم کرنے والا]۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً نفس برائی کی طرف ابھارنے والا ہے۔ مگر جس پر میرے رب نے رحم کردیا۔ یقیناً میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ شَيْئًا ..(النحل:73/16)

وَ[اور]۔ يَعْبُدُوْنَ [وہ عبادت کرتے ہیں]۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [اللہ کے (سوا) علاوہ]۔ مَا لَا [جو نہیں]۔ يَمْلِكُ [اختیار رکھتے]۔ لَهُمْ[ان کو]۔ رِزْقًا[دینے کا]۔ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ [آسمانوں اور زمین میں سے]۔ شَيْئًا[کچھ بھی]۔

ترجمہ: اور وہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں سے ان کو کچھ بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔

6 اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا ..(العنكبوت:17/29)

اِنَّ الَّذِيْنَ [یقیناً وہ لوگ جن کی]۔تَعْبُدُوْنَ [تم عبادت کرتے ہو]۔مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ[اللہ کے (سوا) علاوہ].لَا يَمْلِكُوْنَ [وہ نہیں اختیار رکھتے]۔ لَكُمْ رِزْقًا [تمہیں رزق دینے کا]۔

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جن کی تم اللہ کے (سوا) عبادت کرتے ہو تمہیں رزق دینے کا وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے۔

7 وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝..(لقمان:25-26/31)

وَلَئِنْ [اور یقیناً اگر]۔سَاَلْتَهُمْ[آپ ان سے پوچھیں]۔مَّنْ[کس نے]۔خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ [آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا]۔ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ[وہ یقیناً کہیں گے اللہ نے]۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ [کہہ دیجیے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے]۔ بَلْ[لیکن]۔ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ [ان میں سے اکثر نہیں جانتے]۔لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے]۔ اِنَّ اللّٰهَ [یقیناً (بے شک) اللہ]۔هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ[ہی بے پرواہ (بے نیاز) اور تعریف کے لائق ہے]۔

ترجمہ: اور یقیناً اگر آپ ﷺ ان سے پوچھیں کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ وہ یقیناً کہیں گے اللہ نے۔ (اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کا ہے۔ یقیناً اللہ ہی بے پرواہ (بے نیاز) اور تعریف کے لائق ہے۔

8 قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(المائدہ:76/5)

قُلْ[(اے نبی مکرم ﷺ) کہہ دیجیے]۔ اَتَعْبُدُوْنَ [کیا تم عبادت کرتے ہو]۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [اللہ کے سوا]۔مَا[جو]۔لَا يَمْلِكُ[نہیں اختیار رکھتا]۔ لَكُمْ [تمہارے لئے]۔ضَرًّا [کسی نقصان کا]۔وَّ لَا نَفْعًا [اور نہ کسی نفع کا]۔ وَاللّٰهُ[اور اللہ]۔ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ[ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے]۔

ترجمہ: (اے محمد نبی مکرم ﷺ) کہہ دیجیے کیا تم اللہ کے سوا (علاوہ) اس کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لئے کسی نقصان اور کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ ہی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

9 وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (الانعام:3/6)

وَ[اور]۔هُوَ اللّٰهُ [وہی اللہ ہے]۔فِي السَّمٰوٰتِ [آسمانوں میں]۔وَفِي الْاَرْضِ [اور زمین میں]۔يَعْلَمُ [وہ جانتا ہے]۔سِرَّكُمْ [تمہارے بھید]۔وَ [اور]۔جَهْرَكُمْ [تمہاری ظاہری باتیں]۔وَ يَعْلَمُ [اور وہ جانتا ہے]۔مَا تَكْسِبُوْنَ [جو (برائی یا بھلائی) تم کماتے ہو]۔

ترجمہ: اور وہی اللہ ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔وہ تمہارے بھید (چھپے امور) اور تمہارے ظاہر کو جانتا ہے اور جو (برائی یا بھلائی) تم کماتے ہو وہ (بھی) جانتا ہے۔

10 قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ (الانعام:6/13-12)

قُلْ [(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے (پوچھیے)]۔لِّمَنْ [کس کا ہے]۔مَّا فِي السَّمٰوٰتِ [جو آسمانوں میں ہے]۔وَفِي الْاَرْضِ [اور (جو) زمین میں ہے]۔قُلْ لِّلّٰهِ [(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے! اللہ کا ہے]۔كَتَبَ [اس نے لکھ (لازم کر) رکھا ہے]۔عَلٰى نَفْسِهِ [اپنے آپ پر]۔الرَّحْمَةَ [رحمت کو]۔لَيَجْمَعَنَّكُمْ [یقیناً یقیناً وہ جمع کرے گا تم کو]۔اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [قیامت کے روز]۔لَا رَيْبَ فِيْهِ [جس میں کوئی شک نہیں]۔اَلَّذِيْنَ [وہ لوگ]۔خَسِرُوْٓا [جنہوں نے خسارے میں ڈالا]۔اَنْفُسَهُمْ [اپنی جانوں کو]۔فَهُمْ [تو وہ]۔لَا يُؤْمِنُوْنَ [نہیں ایمان لائینگے]۔وَلَهٗ [اور اس (اللہ) کے لئے ہے]۔مَا [جو]۔سَكَنَ [بستا ہے]۔فِي الَّيْلِ وَ النَّهَارِ [رات میں اور دن میں]۔وَهُوَ [اور وہی ہے]۔السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [خوب سننے والا اور خوب جاننے والا]۔

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) پوچھیے ان سے! جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے کس کا ہے (کون مالک ہے؟)۔(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے! اللہ کا ہے۔اس (اللہ) نے اپنے آپ پر رحمت کرنا لازم کر رکھا ہے۔یقیناً یقیناً وہ (اللہ) تم سب کو ضرور جمع کرے گا۔قیامت کے روز جس میں کوئی شک نہیں۔وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے (گھاٹے) میں ڈالا وہ ایمان نہیں لائینگے۔اور اسی اللہ کا (کی ملکیت) ہے جو کچھ رات اور دن میں بستا (پایا جاتا) ہے اور وہی ہے خوب سننے والا اور سب کچھ جاننے والا۔

11 وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (انعام:59/6)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ[اور]۔عِنۡدَهٗ [اس(اللہ) کے پاس ہیں][یہاں ہٗ ضمیر اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے)۔ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ [غیب کی چابیاں/غیب کی کنجیاں]۔ مِفۡتَاحٌ کی جمع مَفَاتِحُ ہے۔ لَا يَعۡلَمُهَا [نہیں جانتا ہے ان(چابیوں) کو](هَا ضمیر مَفَاتِحُ کی طرف لوٹ رہی ہے)۔ضمیر هَا مونث کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ چونکہ مَفَاتِحُ جمع مکسر ہے اسلئے جمع مکسر غیر عاقل کے لیے واحد مونث ضمیر استعمال ہوگی۔اس لیے لَا يَعۡلَمُهَا کہا ہے۔[ان کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ(اللہ)]۔ایک تمثیلی انداز ہے کہ اللہ رب العزت نے جو بھی اس کا اپنا نظام ہے اس کے لئے کوئی جدید ترین کمپیوٹر سسٹم لگا رکھا ہوگا۔**لوح محفوظ** ایک کمرے میں بند ہے اس کو تالا لگا ہوا ہے اور اس کی چابیاں صرف اور صرف اللہ کے پاس ہیں اور ان چابیوں کو اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا۔{ کمپیوٹر کی چابیوں(Keys of Computer) کو عام طور پر چابیاں ہی کہتے ہیں}۔جو بھی اللہ کا نظام ہے وہ صرف اور صرف اسی کو معلوم ہے۔وَيَعۡلَمُ مَا فِي الۡبَـرِّ وَالۡبَـحۡرِ [اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور جو سمندر میں ہے]۔زمین کے دو ہی حصے ہیں یا خشکی ہے یا پانی ہے یعنی جو کچھ بھی زمین میں ہے سب اس کے علم میں ہے۔سَقَطَ.. يَسۡقُطُ کا معنیٰ ہے[گرنا]۔ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ ۔وَ[اور]۔مَا تَسۡقُطُ [نہیں گرتا ہے]۔ مِنۡ وَّرَقَةٍ [پتوں میں سے کوئی پتہ] یہاں مِـنۡ کا ترجمہ [کوئی] کریں گے۔اور نہیں گرتا ہے کوئی پتہ۔ تَسۡـقُـطُ کی [ت]تُو کا معنیٰ نہیں دے رہی بلکہ مونث کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔یہاں مذکر کا صیغہ يَسۡـقُطُ کیوں نہیں استعمال ہوا مونث کا صیغہ تَسۡـقُطُ کیوں استعمال ہوا ہے؟۔اس لیے کہ فاعل لفظ وَرَقَةٍ مونث ہے۔اردو زبان میں لفظ پتہ مذکر استعمال ہوتا ہے لیکن عربی میں مونث استعمال ہوتا ہے،اسلئے کہ آخر میں گول تا[ۃ] ہے۔ وَمَـا تَسۡـقُـطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اور نہیں گرتا ہے کوئی پتہ۔اِلَّا يَـعۡـلَـمُـهَـا [مگر وہ(اللہ) جانتا ہے اس کو(اس پتے کو)]۔وَلَا حَبَّةٍ [اور نہیں ہے کوئی دانہ]۔ فِـي ظُـلُـمَـاتِ الۡاَرۡضِ[زمین کی تاریکیوں میں]۔وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا يَابِسٍ [اور نہ ہی کوئی تر اور نہ ہی کوئی خشک]۔عرب رطب و یابس کا لفظ تمام چیزوں کا احاطہ کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔(اگر کوئی دکاندار کہے میرے پاس رطب و یابس ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہر چیز اس کی دکان میں موجود ہے)۔اب اس کا لفظی ترجمہ کریں گے۔نہیں ہے کوئی تر اور نہ کوئی خشک (دنیا کی ہر چیز تر ہوگی یا خشک ہوگی سمندر کی ساری مخلوق رطب میں اور خشکی کی مخلوق یـا بـس میں آ گئی)۔ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيۡنٍ[مگر وہ واضح کتاب میں ہے(مگر اس کا واضح کتاب یعنی لوح محفوظ میں اندراج موجود ہے)۔

ترجمہ: اس(اللہ) کے پاس ہی غیب کی چابیاں (خزانے) ہیں۔کوئی اور انہیں نہیں جانتا ہے مگر وہ(اللہ) ان کو جانتا ہے۔اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہیں۔کوئی پتہ زمین پر نہیں گرتا ہے مگر وہ(اللہ) اس(پتے) کو بھی جانتا ہے۔اور زمین کی تاریکیوں میں نہیں ہے کوئی دانہ نہ ہی کوئی تر اور نہ ہی کوئی خشک مگر اس کا واضح کتاب(لوح محفوظ) میں اندراج ہے۔

12 وَلَـهُ الۡـمُـلۡكُ يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِي الصُّوۡرِؕ عَـالِـمُ الۡغَيۡـبِ وَالشَّهَادَةِؕ وَهُـوَ الۡـحَـكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ

(الانعام:73/6)۔

وَلَهُ الۡمُلۡكُ[اور اسی کا ہے اقتدار و اختیار]۔معنیٰ کریں گے [اسی کا ہوگا اقتدار و اختیار]۔ يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِي الصُّوۡرِ [جس دن پھونکا جائے گا صور میں]۔ يُنۡفَخُ کا وزن يُفۡعَلُ ہے[پیش،جزم،زبر،پیش(ـُ ـْ ـَ ـُ)]مضارع مجہول ہے۔جس دن (روز قیامت) پھونکا جائے گا صور میں۔عَـالِمُ الۡغَيۡبِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالشَّهَادَةِ [جاننے والا ہے غیب (پوشیدہ) کو اور حاضر کو]۔فرمایا! قیامت آئے گی اقتدار و اختیار اس (اللہ) کے ہاتھ میں ہوگا اور کسی نے جو کام بھی چھپ کر کیا ہے اس کے علم میں ہوگا جس نے لوگوں کے سامنے کیا ہے وہ بھی اس کے علم میں ہوگا حساب و کتاب لینے میں اس کو کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ [اور وہ حکمت والا ہے باخبر ہے]۔اس دن وہ جو بھی فیصلہ فرمائے گا وہ حکمت پر، عدل و انصاف پر مبنی ہوگا۔ چونکہ وہ اَلْخَبِیْرُ انسان کی زندگی کے ایک ایک لمحے سے باخبر ہوگا اس لئے اس کا وہ فیصلہ بھی سو فیصد درست ہوگا۔

ترجمہ: جس دن صور میں پھونکا جائے گا اسی کے لیے ہوگا اقتدار و اختیار وہ غیب/پوشیدہ کو اور حاضر کو جاننے والا ہے اور وہ حکمت والا ہے باخبر ہے۔

13 **جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○** (الرعد:23-24/13)

جَنّٰتُ عَدْنٍ [ہمیشہ رہنے کے باغات]۔یہ نام جنت کا ہے (یعنی ہمیشہ رہنے کی جگہ)۔(يَدْخُلُوْنَ +هَا) يَدْخُلُوْنَهَا میں ضمیر هَا [وہ] اللہ کے فرمانبرداروں کی طرف جن کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے لوٹ رہی ہے۔ يَدْخُلُوْنَ [وہ داخل ہوں گے]۔هَا [ان (باغات) میں]۔ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ [اور ان کے آباؤ اجداد میں سے (ان کے باپ دادوں میں سے) جو نیک ہوں گے]۔وَاَزْوَاجِهِمْ [اور ان کی بیویوں میں سے]۔وَذُرِّيّٰتِهِمْ [اور ان کی اولادوں میں سے]۔یہ شرط (Condition) عائد کر دی (لگا دی) کہ جو نیک ہوا۔فرمایا جو اللہ کے فرمانبردار ہیں وہ اور ان کے آباؤ اجداد میں سے ان کی بیویوں میں سے انکی اولادوں میں سے جو نیک ہونگے وہ ان باغات میں داخل ہونگے۔

وَالْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ [اور ان پر ہر دروازے میں سے آداب تسلیمات (Salute) بجالانے کے لیے فرشتے داخل ہونگے]۔ پورا استقبالی اعزاز Protocol ملے گا، باوردی فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ بڑے بڑے ایوان بڑی بڑی جاگیریں ہونگی۔ جو وہاں رہ رہے ہونگے پورا استقبالی اعزاز انھیں مل رہا ہوگا۔ آداب بجالانے والے فرشتے ان کے خادم ہونگے۔ فرشتے کہیں گے: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ [تم پر سلامتی ہو]۔

شریعت اسلام میں صبر کا مفہوم: صبر کا لفظی معنٰی ہے روکنا۔ بکری جب ادھر ادھر جارہی ہوتی تھی تو اس کے لئے عرب کہتے تھے اِصْبِرِ الشَّاةَ [بکری کو قابو میں رکھو کنٹرول میں رکھو بکری کو روکو]۔اِصْبِرْ اس معنٰی میں استعمال ہوتا تھا، لیکن جب یہ شرعی اصطلاح بنی تو صبر کا معنٰی حَبْسُ النَّفْسِ عَنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ [نفس کو اللہ کی نافرمانی سے روکے رکھنا/ قابو میں رکھنا/ کنٹرول میں رکھنا بن گیا] نفس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بے قابو ہو کر اللہ کی نافرمانی کرے تو ایسے حالات میں اس کو قابو میں رکھنا اس کو کنٹرول میں رکھنا شرعی اصطلاح میں صبر کہلاتا ہے۔

بِمَا صَبَرْتُمْ (بِ یہاں [بوجہ] کے معنٰی میں ہے)۔[اس وجہ سے جو تم نے صبر کیا]۔صَبَرْتُمْ اس وجہ سے جو تم نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اس کی ہر جائز ناجائز خواہش کو پورا نہیں کیا۔ بلکہ اس پر کنٹرول (تسلط) حاصل کیا۔ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۔ اَلدَّارِ سے مراد یہاں دار آخرت (آخری گھر) ہے۔ اسلئے معنٰی کریں گے۔[تو بہترین ہے آخرت کا انجام]۔ آخرت میں جو نعمتیں انہیں ملیں گی وہ بہت بہتر ہونگی۔ ان کی اپنی جاگیریں ہونگی اور وہاں انھیں مکمل احترام حاصل ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: فرمایا جو اللہ کے فرمانبردار ہیں (اللہ کے حکم کے مطابق درست رہتے ہیں) وہ اور ان کے آباؤ اجداد میں سے ان کی بیویوں میں سے انکی اولادوں میں سے جو نیک ہونگے وہ ان باغات میں داخل ہونگے۔ اور ان پر ہر دروازے میں سے (آداب تسلیمات (Salute) بجالانے کے لیے) فرشتے داخل ہونگے۔ (وہ کہیں گے) تم پر سلامتی ہو اس وجہ سے جو تم نے صبر کیا تو بہترین ہے آخرت کا انجام۔

14 اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ (الرعد:26/13)

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ: جملہ اسمیہ ہے زور دے کر کہا گیا ہے کہ یہ اللہ ہی کا کام ہے [اللہ فراخ کرتا ہے رزق]۔ لِمَنْ يَّشَآءُ [جس کے لئے وہ چاہتا ہے]۔ وَيَقْدِرُ (ض) (قَدَرَ - يَقْدِرُ) مقدار سے، اندازے سے دینا، ناپ تلا دینا۔ وَيَقْدِرُ [اور ناپا تلا دیتا ہے]۔ اللہ کے اپنے ضابطے ہیں۔ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا [اور وہ خوش ہو گئے ہیں دنیوی زندگی سے]۔ فَرِحُوْا میں ضمیر [وہ] کافروں کی طرف لوٹ رہی ہے جن کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔ فرمایا! جب اللہ کافروں کو مال و دولت کی فراوانی سے نوازتا ہے تو وہ اس پر ہی مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اسی پر ہی وہ پھولے نہیں سماتے اسی پر ہی وہ اترانے لگتے ہیں۔ ان کو آخرت کا کوئی فکر ہی نہیں رہتا، وہ دنیوی زندگی پر ہی خوش ہو گئے اور اس کی رنگینیوں ہی میں منہمک ہو گئے۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا حالانکہ حقیقت یہ ہے [نہیں ہے دنیوی زندگی]۔ فِى الْاٰخِرَةِ [آخرت کے مقابلے میں]۔ اِلَّا مَتَاعٌ [مگر کچھ فائدہ اٹھا لینا]۔ یہ چار روزہ عیش و عشرت ہے۔ اس کے بعد پھر ایک لامتناہی سلسلہ ہے/ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس کا انہیں کوئی فکر ہی نہیں وہ اسی پر مطمئن ہو کر بیٹھ رہے ہیں۔

ترجمہ: اللہ رزق فراخ کرتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور ناپا تلا دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے)۔ اور وہ (کافر) خوش ہو گئے ہیں دنیوی زندگی سے حالانکہ آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی حقیر پونجی ہے۔

15 قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ○ (الرعد:42/13)

قَدْ مَكَرَ (مَكَرَ يَمْكُرُ) یہ فعل باب [ن] نَصَرَ يَنْصُرُ کے وزن پر ہے، مَكَرَ يَمْكُرُ [منصوبہ بنانا/ خفیہ تدبیر کرنا (Planning)] اگر کسی کے خلاف ہو تو اردو زبان میں سازش کرنا کہتے ہیں]۔ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [یقیناً سازش کی (منصوبہ بنایا) ان لوگوں نے جو اس سے پہلے تھے]۔ اللہ رب العزت نبی آخر الزماں ﷺ کو تسلی دے رہا ہے کہ آپ ﷺ کے خلاف اگر قریش مکہ منصوبے بنا رہے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں۔ پہلے انبیاء کرام علیہ السلام کے مخالفین بھی ان کے خلاف اس طرح کے منصوبے بناتے رہے ہیں۔ فرمایا! جو چاہیں سو کر لیں، منصوبے (Planning) کا اختیار صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔ جو مرضی چاہیں کر لیں ہو گا تو وہی جو اللہ چاہتا ہے۔ اس لیے کہا: فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ [تو اللہ کے لیے ہے (ہر) تدبیر کرنا (حقیقی) منصوبہ بندی کرنا]۔ جَمِيْعًا [سب کی سب]۔ تو اللہ کے لیے ہے تدبیر ساری کی ساری۔ یہ اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے جو وہ چاہے گا وہی ہو گا۔ اس مختصر سے جملے میں نامعلوم نبی آخر الزماں ﷺ کے لئے تسکین کا کتنا سامان ہو گا اور ہر اس شخص کے لیے تسلی ہے جس کو اپنے دشمنوں کا خوف ہو اور وہ اللہ کے لیے جدوجہد کر رہا ہو۔ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ [وہ (اللہ) جانتا ہے جو کماتا ہے ہر نفس]۔ تَكْسِبُ مؤنث کا صیغہ استعمال ہوا، کیونکہ نَفْسٌ مؤنث سماعی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَیَعْلَمُ الْکُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَی الدَّارِ، وَ [اور] سَ [جلد ہی] یَعْلَمُ الْکُفَّارُ [کافر جان لیں گے]۔ کفار مکہ جو اے نبی محترم ﷺ آپ ﷺ کے خلاف سازشیں بنا رہے ہیں، منصوبے بنا رہے ہیں۔ ان کو جلد ہی پتہ چل جائے گا۔ لِمَنْ عُقْبَی الدَّارِ [آخرت کا انجام کس کے لیے ہے]، کس کے حق میں ہے آخرت کا انجام۔ انہیں جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ آخرت کی نعمتوں میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

ترجمہ: یقیناً سازش کی (منصوبہ بنایا) ان لوگوں نے جو اس سے پہلے تھے۔ تو اللہ کے لیے ہے تدبیر کرنا (تو اللہ کے لیے ہے سب کی سب منصوبہ بندی کرنا)۔ وہ جانتا ہے جو کماتا ہے ہر نفس اور جلد ہی کافر جان لیں گے آخرت کا انجام کس کے لیے ہے۔

16 هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ط فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ ط وَلَا یَزِیْدُ الْکَافِرِیْنَ کُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ج وَلَا یَزِیْدُ الْکَافِرِیْنَ کُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا. (فاطر:39/35)

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ [وہی ہے جس نے تمہیں بنایا]۔ خَلٰٓئِفَ: خَلِیْفَةٌ کی جمع ہے۔ خَلِیْفَةٌ کا معنٰی ہے نمائندہ جس کو کوئی اختیار دے کر بھیجا جائے۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کو اختیار دے کر بھیجا، اپنی نافرمانی کا بھی اور اپنی فرمانبرداری کا بھی۔ جبکہ فرشتوں کے پاس یہ اختیار نہیں تھا۔ فرشتوں کے پاس صرف اور صرف اللہ کی فرمانبرداری کرنے کا اختیار ہے۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ لیکن (اللہ نے) انسانوں کو مخاطب کر کے کہا! هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ [وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں زمین میں نمائندے بنا کر بھیجا ہے]۔ با اختیار مخلوق بنا کر بھیجا ہے۔ تم کوئی مجبور مخلوق نہیں ہو۔ چاہو تو کفر کا راستہ اختیار کر لو، چاہو تو ایمان کا راستہ اختیار کر لو۔ لیکن کفر کا راستہ اختیار کرنے والے سن لیں! فَمَنْ کَفَرَ [تو جس نے کفر کیا]۔ فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ [تو اس کا کفر اسی پر ہے]۔ اسی پر اس کے کفر کا وبال ہوگا، وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ رہا ہوگا اپنا ہی نقصان کر رہا ہوگا۔ وَلَا یَزِیْدُ الْکَافِرِیْنَ کُفْرُهُمْ [اور نہیں زیادہ کرتا ہے کافروں کو ان کا کفر]۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ [ان کے رب کے پاس/ان کے رب کے ہاں]۔ اِلَّا مَقْتًا [مگر ناراضگی]۔ جتنا وہ لوگ اپنے کفر میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اتنا ہی اللہ ان سے ناراض ہوتا چلا جاتا ہے]۔

وَلَا یَزِیْدُ الْکَافِرِیْنَ کُفْرُهُمْ [اور نہیں زیادہ کرتا ہے کافروں کو ان کا کفر]۔ اِلَّا خَسَارًا [مگر نقصان/ہلاکت]۔ یعنی جتنا وہ اپنے کفر میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اتنی ہی ان کی تباہی و بربادی کی منزل قریب آتی چلی جاتی ہے۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نمائندے بنا کر بھیجا ہے۔ تو جس نے کفر کیا تو اس کا کفر اسی پر ہے۔ اور نہیں زیادہ کرتا ہے کافروں کو ان کا کفر ان کے رب کے پاس مگر (اللہ کی) ناراضگی اور نہیں زیادہ کرتا ان کا کفر مگر نقصان میں۔

17 خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ (البقرة:7/2)

ترجمہ: مہر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر۔

18 صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (الاحزاب:22/33)

ترجمہ: سچ فرمایا اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19 نَظَرَ بَعۡضُهُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ (التوبہ:127/9)

ترجمہ: دیکھا ان میں سے بعض نے بعض کی طرف۔

20 ظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ (التوبہ:48/9)

مشرکین مکہ کو اعداءِ اسلام کو یہ بات گوارہ نہ تھی۔ اللہ رب العزت نے اس وقت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! ظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ [اللہ کا دین غالب آ گیا] جب اللہ کا پرچم سربلند ہو گیا۔ ظَهَرَ [ظاہر ہو گیا]۔ ظاہر ہو گیا سے یہاں مراد ہے غالب آ گیا کسی چیز کا رظاہر ہو جانا ر نمایاں ہو جانا ر کوئی پرچم نمایاں ہو جائے تو مطلب ہوا کہ وہ پرچم سربلند ہو گیا۔ اَمۡرُ اللّٰهِ [اللہ کا حکم]۔ اللہ کا حکم سے یہاں مراد اللہ کا دین ہے۔ اللہ کا حکم راللہ کا فیصلہ۔ وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ [اور وہ ناپسند کرنے والے ہیں]۔ قریش مکہ کو یہ بات گوارہ نہیں تھی اس کے باوجود اللہ کے دین کو سربلندی حاصل ہو گئی۔

ترجمہ: اللہ کا دین غالب آ گیا اور وہ (کفار) ناپسند کرنے والے ہیں۔

21 فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ o وَخَسَفَ الۡقَمَرُ o وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ o يَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍ اَيۡنَ الۡمَفَرُّ o (القیمۃ:75/10-7)

فَاِذَا بَرِقَ (بَرِقَ سے بَرۡقٌ ہے)۔ بَرۡقٌ کا ماضی مضارع بَرِقَ يَبۡرَقُ ہے۔ بَرۡقٌ [بجلی]۔ بجلی کی روشنی جب آنکھوں میں پڑتی ہے تو آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، آنکھوں کے چندھیا جانے کے لیے بھی لفظ بَرِقَ استعمال ہوتا ہے۔ اِذَا اکثر فعل ماضی کو فعل مضارع کے معنٰی میں لے بھی جاتا ہے۔ چنانچہ ترجمہ مستقبل میں کریں گے۔ ویسے بھی چونکہ آخرت کا منظر ہے اس لئے مستقبل والا ترجمہ کریں گے۔ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ [تو جب نگاہ چندھیا جائے گی]۔ زور دار دھماکے ہونگے، ہر چیز ٹکرا کر پاش پاش ہو رہی ہوگی، تیز روشنی نکلے گی، اس تیز روشنی کی وجہ سے نگاہ چندھیا جائے گی۔ وَخَسَفَ الۡقَمَرُ [اور گہنا جائے گا چاند]۔ یعنی چاند بے نور ہو جائے گا۔ جب یہ سارا سسٹم ہی نہیں رہے گا، اس کی روشنی بھی ختم ہو جائے گی۔ جب سورج ہی نہیں رہے گا تو روشنی کہاں ہوگی۔ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ [اور اکٹھا کر دیا جائے گا سورج اور چاند کو]۔ سورۃ یٰسٓ کی آیت کے مطابق سورج اپنی حدود میں اور چاند اپنی حدود میں گردش کر رہا ہے۔ لَا الشَّمۡسُ يَنۡۢبَغِيۡ لَهَآ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَكُلٌّ فِيۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ (یٰسٓ:40/36) قرآن نے کہا کہ سورج کی یہ مجال نہیں کہ وہ چاند کی حدود میں داخل ہو، چاند کی مجال نہیں کہ وہ سورج کی حدود میں داخل ہو۔ ہر ایک اپنے اپنے مدار میں گھوم رہا ہے، تیر رہا ہے، چکر لگا رہا ہے۔ یہ جو جذب وکشش (Gravity) کی قوت ہے جس نے اس کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے آسمان کی فضا میں جو مقناطیسی جال پھیلا ہوا ہے وہ تو قیامت کے دن ختم ہو جائے گا۔ قرآن کہتا ہے اللہ اس قوت کو سلب کر لے گا۔ اور پھر سارا نظام (System) ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔ اسی کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے۔ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ [اور اکٹھا کر دیا جائے گا سورج اور چاند کو]۔ پھر اللہ فرماتا ہے يَوۡمَ نَطۡوِي السَّمَآءَ (الانبیاء:104/21) [یہ وہ دن ہے کہ پھر ہم (اس مقناطیسی جال کو) لپیٹ لیں گے]۔ يَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍ [انسان اس دن کہے گا]۔ اَيۡنَ الۡمَفَرُّ [کہاں ہے بھاگ کر چھپ جانے کی جگہ]۔ بھاگ کر کہاں جاؤں ہر طرف وہی منظر ہوگا، اس کو کوئی جائے فرار نہیں ملے گی۔

ترجمہ: تو جب نگاہ چندھیا جائے گی۔ اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند کو اکٹھا کر دیا جائے گا۔ انسان اس دن کہے گا کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22 رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (المائدہ:119/5)۔

ترجمہ: [اللہ ان سے راضی ہو گیا]۔

23 شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (یوسف:26/12)

شَهِدَ شَاهِدٌ [گواہی دی گواہی دینے والے نے]۔مِنْ اَهْلِهَا.. هَا ضمیر مونث کی ہے۔ظاہر ہے کسی مؤنث کی طرف ہی لوٹ رہی ہوگی تو یہ لوٹ رہی ہے عزیز مصر کی بیوی کی طرف (ملکہ مصر جو مصر کی خاتونِ اول تھی۔تو اللہ نے فرمایا اس کے گھر والوں میں سے گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے۔اس کے خاندان کا ایک فرد بول اٹھا یوسفؑ سچا ہے اور وہ جھوٹی ہے۔

ترجمہ: گواہی دی اس کے گھر والوں میں سے ایک گواہی دینے والے نے۔

24 بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا (الجمعة:2/62)

بَعَثَ [اس نے بھیجا]۔یعنی اللہ نے بھیجا اس نے مبعوث کیا۔فِي الْاُمِّيّٖنَ [امیوں میں]۔اُمِّيُّوْنَ یہ قریشِ مکہ کا لقب تھا۔جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اپنے حافظے کے زور پر ہی شعروشاعری کی محفلیں منعقد کیا کرتے تھے۔بہت کم لوگ ان میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ [اس نے بھیجا امیوں میں]۔رَسُوْلًا [ایک رسول]۔

ترجمہ: اس (اللہ) نے امیوں میں ایک رسول بھیجا۔

25 مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ o فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ (القارعة:101:7-6)

مَنْ [جو شخص]۔ثَقُلَتْ [بھاری ہوئے]۔ثَقُلَ يَثْقُلُ: بھاری ہونا ربوجھل ہونا۔ مَوَازِيْنُهٗ [اس کے بوجھ] لفظ مَوَازِيْنُ ان اعمال کے لئے استعمال کیا گیا ہے جن اعمال کو ترازو میں تولا جائے گا۔یہ بھی اللہ کا کوئی نظام ہوگا۔

مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ [وہ شخص کہ بھاری ہوئے جس کے اعمال]۔ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ [تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا]۔عِيْشَةٍ: [زندگی] اور رَّاضِيَةٍ [جس پر اس کا نفس راضی ہوگا]۔

ترجمہ: وہ شخص کہ بھاری ہوئے جس کے اعمال تو وہ من پسند زندگی (خوش باش) میں ہوگا۔

26 وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا.. (طه:108/20)

خَشَعَ کا لفظی معنٰی ہے جھک جانا، دب جانا۔ اَلصَّوْتُ آواز کو کہتے ہیں اور اس کی جمع ہے اَلْاَصْوَاتِ [آوازیں]۔یہاں فعل اگرچہ ماضی استعمال ہوا ہے لیکن چونکہ آخرت کے متعلق بات ہو رہی ہے لہٰذا مستقبل والا ترجمہ کریں گے (اللہ رب العزت جب بات بے حد یقینی ہو تو فعل ماضی استعمال کرتے ہیں جیسے یہ واقعہ ہو چکا)۔وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ [اور دب جائیں گی آوازیں]۔لِلرَّحْمٰنِ [رحمان کے لئے]۔(فَلَا تَسْمَعُ) فَ [تو]۔ لَا [نہیں]۔تَسْمَعُ [تو سنے گا]۔اِلَّا هَمْسًا [مگر سرگوشی]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے کہ ہر شخص دوسرے سے سرگوشی کر رہا ہوگا کہ نا معلوم آج ہم سے کیا سلوک ہونے والا ہے، خوف زدہ ہو کر وہ سب ایک دوسرے سے سرگوشی کر رہے ہوں گے۔ اللہ کے دربار میں کسی کو اونچی آواز سے بولنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اللہ کے ہاں کچھ ہستیوں کو ناز ونخرے کا مقام حاصل ہے یہ ھبل، لات، منات، عزیٰ، نائیلہ، اُساف وغیرہ یہ ہستیاں جب چاہتی ہیں اللہ کے دربار میں جا کر اپنی بات منوالیتی ہیں۔ اور دنیا میں بھی انہیں کی وجہ سے ہمیں مال و دولت مل رہا ہے۔ اور اول تو قیامت آئے گی ہی نہیں اور اگر آ بھی گئی تو آخرت میں بھی یہ ہستیاں ہمارے کام آئیں گی۔ اللہ نے فرمایا! میرے ہاں کسی کو بھی اس طرح کا بے تکلفی کا اور ناز ونخرے کا کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا! [آوازیں دب جائیں گی رحمان کے سامنے تو تم نہیں سنو گے (اس کے دربار میں) سرگوشیوں کے علاوہ کسی اور آواز کو]۔

ترجمہ: اور دب جائیں گی آوازیں رحمٰن کے سامنے تو سرگوشی کے علاوہ تُو کچھ نہیں سنے گا۔

27 **لِمَ حَشَرْتَنِيٓ اَعْمٰى** ..(طه:125/20)

حَشَرَ يَحْشُرُ بالکل اسی طرح ہے جس طرح ماضی مضارع کا گروپ نَصَرَ يَنْصُرُ ہے۔ حَشَرَ يَحْشُرُ کا معنٰی ہے [دوبارہ اٹھانا اور اٹھا کر حساب و کتاب کے لئے جمع کرنا]۔ اس کے یہاں دونوں معنٰی ہیں۔

لِمَ [کیوں/کس لیے]۔ حَشَرَ [اس نے اٹھایا]۔ حَشَرْتَنِيْ کا تجزیہ (Break up) ہے حَشَرْتَ [تو نے اٹھایا]۔ نِيْ [مجھے]۔ اَعْمٰى [اندھا]۔

اللہ کے نافرمان کو قیامت کے روز جب دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو اس وقت اسے نظر نہیں آ رہا ہوگا تو اس وقت بے ساختگی میں اس کی زبان سے یہ جملہ ادا ہوگا۔ اسے یقین آ چکا ہوگا کہ دوبارہ زندگی کا تصور درست تھا لیکن یہ سمجھ نہیں آ رہی ہوگی کہ دنیا میں تو دیکھا کرتا تھا اب کیسے اندھا ہو گیا۔ تو وہ کہے گا (قرآن کے الفاظ ہیں) لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى۔ [(اے اللہ) تو نے مجھے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا]۔

قرآن مجید سے غفلت برتنے والوں کو اندھا بنا کر اُٹھایا جائے گا۔ آگے آیت میں ہے [ہاں تم اسی سلوک کے مستحق تھے۔ چونکہ تم ہماری آیات کے معاملے میں اندھے بنے رہے اس لئے ہم نے تمہیں اب اندھا بنا کر اٹھایا ہے]۔

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: (اے اللہ) تو نے مجھے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟

28 **لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ** ..(النساء:77/4)

جب اللہ رب العزت نے کفار کے مقابلے پر مسلح جدوجہد کو فرض قرار دے دیا تو کچھ منافقین نے یہ کہا تھا۔ لِمَ: [کس لئے]۔ كَتَبْتَ: [تو نے لکھ دیا ہے/تو نے فرض کر دیا ہے]۔ كَتَبْتَ کے بعد عَلٰى کی Preposition (حرف جر) آ رہی ہو تو اس کا معنٰی فرض کر دینا ہوتا ہے۔ اسلئے یہاں كَتَبَ سے مراد فرض کرنا ہے۔ عَلَيْنَا [ہم پر]۔ اَلْقِتَالَ [لڑنا/مسلح جدوجہد کرنا]۔

ترجمہ: اے اللہ تو نے ہم پر لڑائی کرنا/مسلح جدوجہد کرنا فرض کیوں قرار دیا ہے؟

29 **لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا** ..(الانبیاء:22/21)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار نے اللہ کے نبی ﷺ سے ایک سوال کیا تھا اس کا جواب اللہ رب العزت نے دیا! لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا:

لَفَسَدَتَا اصل میں ہے (لَ+فَسَدَتَا [فَسَدَتْ + ا]) فَسَدَتْ صیغہ واحد مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر فَسَدَتْ کے آگے الف [ا] کا اضافہ کر دیا جائے فَسَدَتَا تو یہ تثنیہ مونث کے لئے [دو مؤنث کے لئے] استعمال ہوگا۔ اب دیکھیں کہ وہ دو کون کون سے الفاظ ہیں جن کے لئے فَسَدَتَا استعمال ہورہا ہے۔ پہلا ہے اَلسَّمَاءِ اور دوسرا ہے اَلْاَرْضِ (سورت الانبیاء کی آیت نمبر 19 میں یہ دونوں الفاظ اَلسَّمَاءِ اور اَلْاَرْضِ آئے ہیں)۔ اَلسَّمَاءِ بھی مؤنث سماعی ہے اور اَلْاَرْضِ بھی مؤنث سماعی ہے۔

لَوْ كَانَ۔ كَانَ [تھا] کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور [ہونے] کے معنی میں بھی۔ یہاں [ہونے] کے معنی میں ہے۔ لَوْ كَانَ [اگر ہوتے]۔ فِيهِمَا [ان دونوں میں (یعنی آسمان اور زمین میں)] ضمیر هُمَا تثنیہ مذکر و مؤنث دونوں کے لیے۔ آلِهَةٌ یہ لفظ اِلٰه کی جمع ہے۔[کئی معبود کئی الٰہ کئی با اختیار ہستیاں]۔ إِلَّا اللّٰهُ [اللہ کے علاوہ]۔ لَفَسَدَتَا [یقیناً وہ دونوں (آسمان اور زمین) بگڑ جاتے]۔ یعنی یقیناً ان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ لہٰذا پوری کائنات میں ایک ہی ہستی کا ارادہ کارفرما ہے۔

ترجمہ: اگر ہوتے ان دونوں (زمین اور آسمان) میں اللہ کے علاوہ کئی معبود تو یقیناً ان دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔

30 إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ (آل عمران:135/3)

مومنوں کی (اللہ کے فرمانبرداروں کی) بات ہورہی ہے کہ ایسا نہیں ہوتا کہ ان سے گناہ سرزد ہی نہ ہو۔ گناہ تو ان سے بھی سرزد ہو جاتا ہے لیکن گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد ان کا رویہ کیا ہوتا ہے؟ اس کے متعلق بتایا جارہا ہے۔

إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً [جب وہ کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام]۔ فَاحِشَةً اس گناہ کو کہتے ہیں جس کا تعلق جنس کے ساتھ ہو۔ إِذَا [جب]۔ فَعَلُوا [وہ کر بیٹھتے ہیں]۔ إِذَا اگر فعل ماضی سے پہلے آئے تو اسے فعل مضارع کے معنی میں لے جاتا ہے۔ أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ [یا وہ ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر]۔ کوئی اور بڑا گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ اب یہاں ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ کے الفاظ اس لئے استعمال کئے تا کہ یہ بتایا جائے کہ گناہ کرنے سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا، انسان خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، [جب وہ ظلم کر بیٹھتے ہیں اپنی جانوں پر] تو وہ کیا کرتے ہیں۔ ذَكَرُوا اللّٰهَ [وہ یاد کرتے ہیں اللہ کو]۔ فوراً اللہ انہیں یاد آ جاتا ہے۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر حساب و کتاب کا مرحلہ انہیں یاد آ جاتا ہے۔ اور اس آیت کا اگلا حصہ ہے۔ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ تو وہ فوراً اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، وہ اپنے گناہ پر اڑ نہیں جاتے۔ ندامت و پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے فوراً اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھا دیتے ہیں۔ اے اللہ ہم سے غلطی ہوئی ہمیں معاف فرما دے۔ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ [تو وہ معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی]۔

ترجمہ: جب وہ کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام یا وہ ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر (پھر) وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

31 قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ (الکافرون:1-6/109)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (اے نبی مکرم ﷺ) کہہ دیجئے (ان کافروں کو) اے کافرو۔ یَآ کے بعد اَیُّھَا کا اضافہ کیا جاتا ہے ندا میں (کسی کو آواز دینے میں) زور کا معنٰی پیدا کرنے کے لئے کسی کو متنبہ کرنے کیلئے کسی کو خبردار کرنے کیلئے۔ اگر خالی یوں ہوتا ہے یَآ الْكٰفِرُوْنَ تو معنٰی کرتے اے کافرو۔ یَآ اَیُّھَا الْكٰفِرُوْنَ کا معنٰی کریں گے: اے کافرو (ذرا غور سے سنو ذرا توجہ سے سنو، خبردار ہو جاؤ، متنبہ ہو جاؤ، بڑی اہم بات کہی جا رہی ہے)۔ تو یہ سارا زور اَیُّھَا کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ [کہہ دیجئے اے کافرو (غور سے سنو)]۔ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ [میں عبادت نہیں کرتا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو]۔

مکہ مکرمہ میں اللہ کے نبی ﷺ کے دور مکہ کے آخر میں ابو جہل اور ابولہب وغیرہ نے نبی آخرالزمان ﷺ کے وجود (حیثیت) کو تو تسلیم کر لیا تھا لیکن وہ آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں تھے۔ پہلے تو وہ آپ ﷺ کا وجود بھی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے دو تین سال تک سنجیدگی سے کوئی توجہ (Notice) ہی نہیں دی۔ انہوں نے کہا بس ایک اصلاحی تحریک ہے خود ہی دم توڑ جائے گی، کوئی ان کا ساتھ نہیں دے گا۔ لیکن جب دیکھا کہ معاملہ بڑھتا جا رہا ہے ان کے ساتھی پیدا ہوتے جا رہے ہیں، پھر انہوں نے سنجیدگی سے اس طرف توجہ دی (نوٹس لیا) آپ ﷺ کی خدمت میں ایک وفد بھیجا۔ وہ وفد کہنے لگا دیکھئے لڑائی جھگڑا کرنے کی بجائے محبت اور پیار سے کیوں نہ رہیں، کچھ آپ ﷺ ہمارے عقائد اختیار کر لیں، کچھ ہم آپ ﷺ کے عقائد اختیار کر لیتے ہیں۔ یا انہوں نے یہ پیشکش کی کہ آپ ﷺ ہماری مذہبی تقریبات میں آ جایا کریں ہم آپ ﷺ کی مذہبی تقریبات میں شامل ہو جایا کریں گے۔ آپ ﷺ اپنے طریقے سے بیت اللہ میں اللہ کی عبادت کرتے رہیں ہم اپنے طریقے سے بیت اللہ میں اللہ کی عبادت کرتے رہیں۔ انہوں نے آپ سے یہ سمجھوتہ کرنا چاہا اور یہ پیشکش کی۔ اللہ نے ان کو پیغام دینے کے لئے یہ سورت نازل کی کہ ہم امت مسلمہ اپنے عقائد سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کوئی بھی ایسی پیشکش جو اسلام کے بنیادی عقائد سے متصادم ہو اسے قبول نہ کیا جائے۔

فرمایا! لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ [میں عبادت نہیں کرتا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو]۔ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ [اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں]۔ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ (یہ تو حال کی بات ہے اور مستقبل کی بات بھی سن لو)[اور نہ میں (مستقبل میں) عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم نے (عبادت شروع کر رکھی ہے)]۔ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ (وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ) [اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو (اس کی)]۔ مَآ اَعْبُدُ [جس کی میں عبادت کر رہا ہوں]۔ اگر تم نے یہی عقائد اختیار کرنے ہیں تو پھر تم بھی مستقبل میں اللہ کی عبادت کرنے والے نہیں بن سکو گے۔ اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہو تو ان شرکیہ عقائد سے دست بردار ہو کر بیت اللہ میں آؤ۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ [(اسلئے) تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین]۔ دوٹوک انداز میں اللہ نے حکم دیا کہ ان سے کہہ دو تمہارے لئے تمہارا دین ہے وَلِيَ دِيْنِ اور میرے لئے میرا دین۔ لفظ دِیْنِ اصل میں دِیْنِیْ تھا آخر سے ی کو گرانا (drop) عربی زبان میں عام رائج ہے۔

آج بھی امت مسلمہ کو اس طرح کی پیشکش کی جا رہی ہے کہ تم جہاد سے دست بردار ہو جاؤ، تم اسلام کے نظام حدود و تعزیرات سے دست بردار ہو جاؤ، تم سود کی مخالفت سے دست بردار ہو جاؤ ہم تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ تو یہ سورت پیغام دے رہی ہے کہ اگر کسی حکمرانوں کو اس طرح کی پیشکش ہو تو وہ غیر مسلموں کو جواب میں کہیں لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ [تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: کہہ دیجئے اے کافرو (غور سے سنو)۔ میں عبادت نہیں کرتا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرر ہا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں (مستقبل میں) جس کی تم نے عبادت شروع کرر کھی ہے۔ اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرر ہا ہوں۔ (اسلئے) تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے۔

32 لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ..(البقرۃ:134/2)

آیت کا باقی حصہ یوں ہے۔ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ [وہ ایک امت تھی جو گزر چکی]۔قریش مکہ نے ایک سازش کے تحت نبیٔ آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال کیا کہ آپ ﷺ بتائیے کہ اپنے اسلاف کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، اپنے آباؤاجداد کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے۔ مقصد تھا کہ اگر آپ ﷺ کہیں گے کہ وہ ٹھیک تھے تو ہم کہیں گے اگر وہ ٹھیک تھے تو ہم کیسے غلط ہو گئے۔ اور اگر کہیں گے کہ وہ غلطی پر تھے تو ہمارے ہاتھ میں پراپیگنڈہ کرنے کا یہ موقع آ جائے گا اور ہم کہہ سکیں گے کہ دیکھو یہ تو اپنے اسلاف کا مخالف ہے۔ یہ تو اپنے آباؤاجداد کو غلط قرار دے رہا ہے۔ اس کا کون سا دین ہے یہ تو اپنے آباؤاجداد کا احترام کرنے والا ہی نہیں ہے، یہ ان کا گستاخ ہے۔ اللہ نے فرمایا! ان سے کہہ دو تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ [وہ ایک امت تھی جو گزر چکی]۔ اس کے اعمال اس کے ساتھ تھے تم اپنی فکر کرو تم اپنے بارے میں سوچو کہ تم جو کرر ہے ہو وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ [لَهَا] میں ضمیر [ھا] لوٹ رہی ہے [أُمَّةٌ] کی طرف۔ [اس (امت) کے لئے ہے جو اس نے کمایا]۔ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ [اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا]۔ وہ صحیح تھے یا غلط تھے اس سے اب تمہیں کیا سروکار۔ (وہ غلط ہی تھے کیونکہ بیت اللہ کی سربراہی عبدالمطلب، ہاشم، عبدمناف وغیرہ کے پاس تھی۔ اور بیت اللہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ بیت اللہ کے علاوہ صفا اور مروہ دونوں پہاڑوں پر دو بڑے بڑے بت انہیں کے تو رکھے ہوئے تھے)۔ لیکن فرمایا اس طرح کی بات نہ کہیں تا کہ ان کے ہاتھ میں کوئی پراپیگنڈا (Propaganda) نہ آئے۔ ان سے کہہ دیجئے! کہ جو امت گزر چکی اس کے لئے وہ ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے وہ ہے جو تم نے کمایا۔ وَلَا تُسْـَٔلُونَ ۔ لفظ يُسْـَٔلُ کا معنٰی ہے [اس سے پوچھا جاتا ہے یا پوچھا جائے گا]۔ تُسْـَٔلُ کا معنٰی کریں گے۔ [تجھ سے پوچھا جائے گا اور تُسْـَٔلُونَ (تُسَالُوْنَ) [تم سب سے پوچھا جائے گا]۔ وَ [اور] لَا [نہیں]۔ وَلَا تُسْـَٔلُونَ [اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا]۔ عَمَّا اصل میں ہے عَنْ+مَا عَنْ [بارے میں / متعلق / About]۔ عَمَّا [اسکے بارے میں جو] كَانُوا يَعْمَلُونَ [وہ کیا کرتے تھے]۔ البتہ تم سے بازپرس ہوگی اس کی جو تم کرر ہے ہو۔ اور جو کچھ وہ (پہلی امت کے لوگ) کیا کرتے تھے ان کے اعمال کے متعلق تم سے بازپرس نہیں کی جائے گی۔ اس لئے تم اپنی فکر کرو۔ انہیں ڈھال نہ بناؤ۔

ترجمہ: اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا۔ اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا اسکے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔

33 فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ..(البقرۃ:240/2)

یہاں بات ان عورتوں کی ہو رہی ہے جن کے خاوند فوت ہو جائیں۔ جب تک وراثت کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے۔ ان کے لیے حکم یہ تھا کہ وہ ایک سال تک اپنے فوت شدہ خاوند کے گھر میں رہ سکتی ہیں۔ نان نفقہ (خوراک اور گزراوقات کے اخراجات) مرنے والے کے ورثاء کے ذمہ ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وراثت کے احکامات کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا۔

اب اگر وہ ایک سال کے عرصے میں خود ہی جانا چاہیں تو ورثا کو کہا جا رہا ہے پھر تم انہیں نہ روکو اگر وہ خود ہی چلی جاتی ہیں تو پھر تم قصوروار نہیں ہو گے۔ ہاں ایک سال سے پہلے انہیں اپنے فوت ہو جانے والے خاوند کے گھر سے زبردستی نہ نکالو۔ فَاِنْ خَرَجْنَ [تو اگر وہ خود چلی جائیں/تو اگر وہ نکل جائیں]۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ [تو نہیں ہے کوئی حرج تم پر]۔ یعنی تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ فِیْ [میں] مَا [جو] فَعَلْنَ [وہ کریں] فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ [اپنی ذاتوں کے بارے میں/اپنے ذاتی معاملات کے بارے میں/اپنے ذاتی معاملات سے متعلقہ] جو کچھ بھی وہ کریں، نکل جائیں یعنی کسی اور سے شادی کرنا چاہیں تو تم انہیں مت روکو۔ وہ خود جانا چاہتی ہیں انہیں جانے دو۔ اس میں جو وہ کریں اپنے ذاتی معاملات کے بارے میں ذاتی معاملات کے حوالے سے تم پر کوئی حرج، مضائقہ، گناہ نہیں ہے۔ مِنْ مَّعْرُوْفٍ [اچھے (دستوری) طریقے سے]۔ ورثاء کو کہہ دیا گیا تم انہیں مت روکو، البتہ ایسی عورتوں کو پابند کر دیا گیا کہ جو بھی وہ قدم اٹھائیں شائستگی کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اٹھائیں اور مِنْ مَّعْرُوْفٍ کی پابندی کے ذریعے وَلِی (ولی) کی ضرورت اور التزام کو بھی قائم رکھا گیا ہے۔ کسی خاندان کی بدنامی کا باعث نہ بنیں۔

ترجمہ: تو اگر وہ خود جانا چاہتی ہیں تو اچھے (دستوری) طریقے سے انہیں جانے دو۔ تم پر کوئی حرج، مضائقہ، گناہ نہیں ہے اس میں جو وہ کریں اپنے ذاتی معاملات کے بارے میں بھلے (دستوری) طریقے سے۔

34 خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (النساء:28/4)

خُلِقَ (ماضی مجہول) [پیدا کیا گیا ہے]۔ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا [انسان کمزور]۔

پوری آیت اس طرح ہے۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا [اللہ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کر دے] (تمہارے لئے آسانی کر دے) کیونکہ انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ترجمہ: انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے

35 كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (البقرہ:183/2)

كُتِبَ (ماضی مجہول) فُعِلَ کے وزن پر ہے۔ كُتِبَ [لکھ دیا گیا ہے (فرض کر دیا گیا ہے)]۔ كَتَبَ یا كُتِبَ کے بعد اگر علٰی حرفِ جر (حرف لاحقہ) (Preposition) آ رہا ہو تو اس کا معنٰی فرض قرار دینا ہوتا ہے۔ الصِّيَامُ [روزے]۔ كَمَا [جیسا کہ] كُتِبَ [فرض قرار دیے گئے]۔ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ. [ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے] یعنی یہ حکم کوئی نیا حکم نہیں ہے اس کو اپنے لئے بھاری اور گراں محسوس نہ کرنا۔ روزہ ایک عبادت ہے جو شروع سے چلی آ رہی ہے۔ تمہارے لئے کوئی نیا حکم نہیں ہے۔

ترجمہ: روزے رکھنا تم پر لکھ دیا گیا ہے (فرض کر دیا گیا ہے) جیسا کہ ان لوگوں پر فرض قرار دیا گیا جو تم سے پہلے تھے۔

36 ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ.. (البقرة:61/2)

ضُرِبَ (ماضی مجہول) اس سے مؤنث کا صیغہ ضُرِبَتْ بنے گا۔ ضُرِبَتْ لفظی معنٰی [ماری گئی (مسلط کر دی گئی)]۔ عَلَيْهِمْ [ان پر]۔ الذِّلَّةُ [ذلت و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوائی]وَالْمَسْكَنَةُ[اور محتاجی] ۔[مسلط کردی گئی ان پر ذلت اور محتاجی]۔یہاں بنی اسرائیل کا ذکر ہورہا ہے۔جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر ہرگز قناعت (صبر) نہیں کر سکتے اسلئے آپ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں زمین کی پیداوار ساگ، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز دے دے۔اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیزیں کیوں طلب کرتے ہو! اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو شہر میں جاؤ وہاں تمہاری چاہت کی تمام اشیاء مل جائیں گی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ [ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کردی گئی]۔اس سے آگے فرمایا! وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ ط [اور وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے (اللہ کی نگاہوں سے گرادیئے گئے)] اس لئے کہ انہوں (بنی اسرائیل) نے اللہ کی آیات کا انکار کیا اور انبیا علیہم السلام اور داعیان حق کو ناحق قتل کیا۔یہ ذلت اور مسکنت ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کی وجہ بنی۔

ترجمہ: ان پر ذلت ورسوائی اور محتاجی مسلط کردی گئی۔

37 لُعِنُوْا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ص وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ o يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o (النور:24/24-23)

لُعِنَ (ماضی مجہول) فُعِلَ کے ردھم (Rythem) پر ہے۔ لُعِنُوْا (لُعِنَ کی جمع ہے) [ان پر لعنت کی گئی]۔فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ [دنیا میں اور آخرت میں]۔وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ [اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے]۔اللہ کے نافرمانوں اور باغیوں کی بات ہورہی ہے۔بات چونکہ آخرت کی ہورہی ہے اس لئے یوں بھی ترجمہ کرسکتے ہیں [اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا]۔کس دن؟ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ [جس دن گواہی دیں گی ان پر (ان کے خلاف)]۔اَلْسِنَةُ جمع ہے لِسَانٌ کی اور اَيْدِيْ جمع ہے يَدٌ کی۔اَرْجُلُ جمع ہے رَجُلٌ کی۔اَلْسِنَتُهُمْ [ان کی زبانیں]۔وَاَيْدِيْهِمْ [اور ان کے ہاتھ]۔وَاَرْجُلُهُمْ [اور ان کی ٹانگیں]۔ بِمَا [اس کی جو]۔كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [وہ کیا کرتے تھے]۔اگر وہ انکار کریں گے تو پوری ویڈیو فلم (Video Film) ان کے سامنے رکھ دی جائے گی کہ دیکھو یہ ہے جو کچھ تم کرتے رہے ہو اور اس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔

ترجمہ: ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا۔جس دن ان پر (یعنی ان کے خلاف) ان کی زبانیں اور ان کی ٹانگیں (ان کے پاؤں) اس کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔

38 قَدْ وَجَدْنَا مَاوَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ط قَالُوْا نَعَمْ..(الاعراف:44/7)

یہ مکالمہ جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان ہے۔جنتی جہنمیوں کو مخاطب کرکے کہیں گے۔

نوٹ: اِنَّ بھی یقیناً کے معنیٰ میں آتا ہے۔ قَدْ بھی یقیناً کے معنیٰ میں آتا ہے۔دونوں تاکید کا معنیٰ پیدا کرنے کے لئے استعمال ہونے والے حروف ہیں۔فرق یہ ہے کہ اِنَّ ہمیشہ اسم سے پہلے آتا ہے اور قَدْ یقیناً کا معنیٰ دینے کے لیے فعل سے پہلے آتا ہے۔

وَجَدَ [اس نے پایا]۔ وَجَدْ نَا۔[ہم نے پایا]۔قَدْ وَجَدْنَا [یقیناً ہم نے پالیا ہے]۔ مَاوَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا: مَا [جو]۔ وَعَدَ [وعدہ کیا]۔نَا [ہم سے]۔رَبُّنَا [ہمارے رب نے]۔حَقًّا [سچا] تو جنتی کہیں گے۔کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کی نعمتوں کا وعدہ ہم نے تو سچا پالیا ہے۔اپنی آنکھوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی نعمتوں کا مشاہدہ کرلیا ہے۔ تم بتاؤ! فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ فَهَلْ [تو کیا]۔ وَجَدْتُّمْ [تم نے پالیا]۔ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ [جو وعدہ کیا تمہارے رب نے] حَقًّا [سچا]۔ جو تم سے تمہارا رب وعدہ کیا کرتا تھا کیا تم نے بھی اسے سچا پالیا ہے؟ (سزا و عذاب کی جو وعید ہے یہ بھی وعدہ ہی ہے کہ ''اگر تم نے اللہ کی نافرمانی نہ چھوڑی تو پھر یاد رکھو جہنم کی آگ میں ڈالے جاؤ گے)۔ تو کیا تم نے اللہ کے اس وعدے (وعید) کو سچا پالیا ہے؟ اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرلیا ہے؟ قَالُوْا نَعَمْ [وہ (جہنمی) کہیں گے ہاں]۔ بالکل جو ہم سے وعدہ کیا جاتا رہا وہ بھی سچا تھا ہم ہی غلطی پر تھے۔ اس وعدے کو جھٹلاتے رہے۔ وَعَدَنَا [وعدہ کیا ہم سے]۔ اگر ہوتا وَعَدْنَا پھر اس کا معنٰی کریں گے۔ (ہم نے وعدہ کیا) جیسے ذَهَبْنَا / ہم گئے نَصَرْنَا ہم نے مدد کی۔ لیکن وَعَدَنَا کا تجزیہ (Breakup) ہوگا۔ {وَعَدَ [اس نے وعدہ کیا]۔ +نَا [ہمارے ساتھ]}۔

ترجمہ: (جنتی جہنمیوں سے کہیں گے) یقیناً ہم سے جو وعدہ ہمارے رب نے کیا تھا ہم نے سچا پالیا ہے۔ جو تم سے تمہارا رب وعدہ کیا کرتا تھا کیا تم نے بھی اسے سچا پالیا ہے؟ وہ (جہنمی جواب میں) کہیں گے 'ہاں'۔

39 مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا..(البقرۃ:102/2)

[نہیں کیا کفر سلیمانؑ نے اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا]۔ یہودی امت پر ایک وقت ایسا آیا تھا کہ پوری امت اللہ کی کتاب تورات کو پسِ پشت ڈال کر جادو ٹونے ٹوٹکوں شعبدہ بازیوں طلسماتی امور کی طرف مصروف ہوگئی تھی اور انہوں نے ان سفلی اعمال کو سلیمانؑ کی طرف منسوب کردیا تھا یہ کہ معاذ اللہ ان علوم کے بانی اللہ کے نبی جناب سلیمانؑ تھے۔ عیاذاً باللہ۔ اللہ نے فرمایا! نہیں ان علوم کا رشتہ و ناطہ تو جا کر 'شیطانوں' کے ساتھ جڑتا ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس کو حاصل کرنے کے لئے شیاطین کو خوش کرنا پڑتا ہے، ایسے اقوال زبان سے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ایسے اعمال کرنے پڑتے ہیں جن سے شیاطین خوش ہوتے ہیں۔ سلیمانؑ کے ساتھ ان علوم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ کہتے تھے یہ سلیمانی نقش ہے، یہ سلیمانی تعویز ہے، یہ سلیمانی ٹوپی ہے۔ کرتے جادو تھے اور نسبت اللہ کے نبی سلیمانؑ کی طرف کرتے تھے۔ آج کل بھی دیکھا ہوگا سلیمانی نقش، کراماتوں والا سلیمانی تعویز، اس طرح کی کئی اور باتیں رائج ہیں۔ اللہ نے فرمایا! نہیں مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ [اور سلیمانؑ نے کفر کا ارتکاب نہیں کیا تھا] ایسا کرنا تو کفر ہے۔ سورۃ بقرہ میں پورا رکوع موجود ہے۔ اللہ رب العزت نے دو فرشتوں ہاروت اور ماروت کو معجزے اور جادو میں فرق واضح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ ہمارے ہاں تو قصے کہانیاں خوامخواہ تراش لی گئی ہیں۔ پتہ نہیں انہیں کنویں میں لٹکایا گیا اور یہ ہوا اور وہ ہوا، یہ سب خرافات ہیں۔ اگر ہماری اسلامی ریاست ہو تو ایسا کرنے والوں پر سب سے پہلے حد لاگو ہو۔ لیکن ہمارے ہاں آزادی کا عجب مفہوم لے لیا جاتا ہے، جس کا جی چاہتا ہے عجیب و غریب تصویریں بنا کر اپنے دفتر کے باہر لٹکا کر اندر بیٹھ جاتا ہے۔ ساس جاتی ہے جادو کردیتے ہیں۔ بہو جاتی ہے جادو توڑ دیتے ہیں۔ وہی کرنے والے اور وہی توڑنے والے ہوتے ہیں۔ جب کرنے والے نہیں ہوں گے تو پھر توڑنے والوں کی ضرورت نہیں پڑے گی اور توڑنے والوں کی ضرورت کیوں پڑتی ہے۔ اس لئے کہ کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ بھی خود وہی ہوتے ہیں۔ اگر ریاست اسلامی ہو تو سب سے پہلے ان کا خاتمہ کردے۔

ترجمہ: نہیں کفر کیا سلیمانؑ نے اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا۔

40 مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا..(ص:27/38)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ [نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو]۔ وَمَا بَيْنَهُمَا [اور جو ان دونوں کے درمیان ہے]۔ بَاطِلًا [بے کار، بے مقصد]۔ ہم نے آسمان اور زمین کو اور دیگر مخلوقات کو بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے۔ آیت کے باقی حصے کا ترجمہ ہے: یہ گمان تو کافروں کا ہے، سو کافروں کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

ترجمہ: ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ بے کار، بے مقصد نہیں پیدا کیا۔

41 **يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**..(البقرة:113/2)

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ [وہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان]۔ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [قیامت کے دن]۔ فیصلہ کرے گا سے مراد کہ وہ (اللہ) ہر ایک کے اعمال کا نتیجہ اس کے سامنے لائے گا۔

ترجمہ: وہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن۔

42 **اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ o عَلَى الْاَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ o تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ o**..(المطففين:22-24/83)

اَلْاَبْرَار جمع ہے اَلْبَارُّ کی۔ اَلْبَارُّ کا لفظ اَلْبِرُّ سے نکلا ہے۔ اَلْبِرُّ [نیکی] کو کہتے ہیں۔ نیکی سے مراد اللہ کے ساتھ وفاداری، اللہ کے احکامات کی تعمیل کرنا، اللہ کی فرمانبرداری کرنا۔ قرآن پاک میں ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران/3:92) [تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک اللہ کی راہ میں وہ چیز نہ خرچ کرو جو تمہیں پسند ہو]۔

لَفِيْ اصل میں ہے [لَ+فِي]۔ اِنَّ بھی آرہا ہے اور آگے چل کر حرف تاکید لَ بھی آیا ہے اسلئے معنٰی کریں گے۔ یقیناً یقیناً اَلْاَبْرَار [اللہ کے فرمانبردار اسکے اطاعت گزار اس کے وفا شعار نیک لوگ]۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ [یقیناً نیک لوگ]۔ لَفِيْ نَعِيْمٍ [یقیناً نعمتوں میں ہوں گے]۔ [یقیناً یقیناً (فرمانبرداری کرنے والے) نعمتوں میں ہوں گے]۔ عَلَى الْاَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ [اَلْاَرَائِكَةُ کی جمع اَلْاَرَائِكُ ہے] اَلْاَرَائِكُ جمع ہے۔ اَلْاَرَائِكَةُ استعمال کرتے ہیں ہر اس چیز کے لئے جس پہ بیٹھ کر آرام کیا جا سکے آراستہ و مزین تخت۔ غالیچہ، صوفہ، قالین، یا گاؤ تکیہ۔ [غالیچوں پر گاؤ تکیوں پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے]۔ تو وہ اپنی جاگیروں کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے۔ بالکل ایک تمثیلی انداز ہے۔ نقشہ کھینچا جا رہا ہے، کہ غالیچے بچھے ہوئے ہیں، گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں اور جنتی ان کے اوپر بڑے سکون کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا، جاگیروں کا، قدرت کے نظاروں کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور ان کے چہرے ہشاش بشاش ہیں۔ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ [تم پہچانو گے ان کے چہروں میں]۔ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ [نعمتوں کی تروتازگی ہو گی]۔ یہ بھی تمثیلی انداز ہے کہ جب کوئی شخص اپنی فصل کی بہار دیکھتا ہے تو اس کا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔ اس کے چہرے سے خوشی عیاں ہو رہی ہوتی ہے۔ فرمایا! اس طرح کا انداز ہو گا ان کا اپنی جاگیروں میں۔ ان کے چہرے خوشی سے تمتما رہے ہوں گے۔ ہشاش بشاش ہوں گے۔ انسان خوش ہو تو اس کے چہرے سے خوشی عیاں ہو رہی ہوتی ہے۔ پریشان ہو تو اس کے چہرے کی کیفیت اور ہوتی ہے اور چہرے سے پریشانی ٹپک رہی ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: یقیناً نیک لوگ یقیناً نعمتوں میں ہوں گے غالیچوں پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے تم ان کے چہروں میں نعمتوں کی تروتازگی پہچانو (دیکھو) گے۔

43 وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ..(العنکبوت:13/29)

وَ [اور]۔لَ شروع میں ہے اور نَّ مشدد آخر میں ہے درمیان میں فعل مضارع يَحْمِلُ ہے۔ایسا فعل مضارع جو دو حروف لَ اور نَّ کے درمیان میں گھرا ہوا ہو اس میں زمانہ مستقبل کے لئے تاکید در تاکید کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔یہاں ان پیشواؤں کی بات ہو رہی ہے جو خود تو گمراہ ہوتے ہی ہیں ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔خواہ وہ مذہبی پیشوا ہوں یا سیاسی پیشوا ہوں یا سماجی پیشوا ہوں ان کی گمراہیانہ تعلیمات کی وجہ سے قیامت تک جتنے لوگ بھی گمراہ ہونگے یہ ان سب کے گناہوں کا بھی بوجھ اٹھائیں گے۔ وَلَيَحْمِلُنَّ [اور یقیناً یقیناً وہ اٹھائیں گے]۔ اَثْقَالٌ جمع ہے ثِقْلٌ کی۔ثِقْلٌ بوجھ کو کہتے ہیں۔ اَثْقَالَهُمْ (اپنے بوجھ) وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ [اور کچھ اور بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ]۔حدیث میں ہے ان کے اپنے گناہوں کے بوجھ بھی ان کے سروں پر لاد دیئے جائیں گے اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہوگا ان کے گناہوں کے بوجھ بھی ان کے سروں پر لاد کر انہیں جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور جو ان کے پیچھے چلنے والے ہوں گے جنہوں نے اپنی عقل و بصیرت کو استعمال نہیں کیا ہوگا (قرآن کہتا ہے) ان کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ترجمہ: اور یقیناً یقیناً وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ اور بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ۔

44 اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ..(الرحمٰن:6/55)

كَوْكَبٌ ستارے کو کہتے ہیں لیکن **اَلنَّجْمُ** کا لفظ نسبتاً زیادہ وسیع ہے۔اَلنَّجْمُ جو بھی آسمان کی مخلوق ہے اور جو کچھ بھی خلا میں موجود ہے اس کے لئے اَلنَّجْمُ کا لفظ استعمال کیا جا رہا ہے۔**اَلشَّجَرُ** سے مراد زمین سے اُگنے والی کوئی بھی مخلوق جسے ہم نباتات کہتے ہیں۔تو اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ سے مراد وہ تمام مخلوق ہے خواہ آسمان کی ہو یا زمین سے اگنے والی ہو۔**يَسْجُدَانِ** [دونوں (مخلوقیں) سجدے میں ہیں]۔یہاں سجدہ سے مراد ہے اللہ کے احکامات کے آگے سرنگوں ہونا، اللہ کے احکامات کی تعمیل کرنا۔سورج کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے کہ تم نے روشنی اور حرارت فراہم کرنی ہے، وہ اپنی ڈیوٹی انجام دیئے چلا جا رہا ہے۔اور یہی اس کا سجدہ ہے۔اللہ کے احکامات کے آگے سرنگوں ہے۔اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ.

ترجمہ: (ستارے) آسمان کی مخلوق اور (درخت) زمین کی مخلوق دونوں مخلوقات سجدہ کر رہی ہیں (اللہ کے احکامات کی تعمیل کر رہی ہیں)۔

45 اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ..(۷۳:۱۱..ھود:73/11)

تَعْجَبُ کا معنٰی ہے [تو تعجب کرتا ہے] اور تَعْجَبِيْنَ کا معنٰی [تُو تعجب کرتی ہے]۔ تَذْهَبُ [تُو جاتا ہے]۔تَذْهَبِيْنَ [تُو جاتی ہے]۔تَنْصُرُ [تُو مدد کرتا ہے]۔ تَنْصُرِيْنَ [تو مدد کرتی ہے]۔ تَفْعَلِيْنَ کے وزن پر ہے۔اَتَعْجَبِيْنَ (اَ + تَعْجَبِيْنَ) [کیا تو تعجب کرتی ہے]۔مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ [اللہ کے حکم سے (پر)]۔فرشتے نے آ کر جناب ابراہیمؑ کو بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دی۔ابراہیمؑ کی اہلیہ بھی پاس ہی کھڑی تھیں، وہ تعجب سے کہنے لگیں اب اس عمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں (کیا یہ ہوگا جبکہ) میں تو بانجھ ہوچکی ہوں۔ میرے میاں بوڑھے ہوچکے ہیں۔اب ہمارے ہاں بیٹے کی ولادت کیسے ہوگی۔فرشتے نے کہا میں اپنی بات نہیں کررہا اللہ کا حکم پہنچا رہا ہوں۔اَتَعۡجَبِيۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ. (کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے) یہ اللہ کا حکم ہے اور ایسا ہی ہوکر رہے گا۔

ترجمہ: کیا تو اللہ کے حکم سے (پر) تعجب کرتی ہے۔

46 فَالۡيَوۡمَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡكُفَّارِ يَضۡحَكُوۡنَ..(المطففین:34/83)

فَالۡيَوۡمَ[تو آج]۔الَّذِيۡنَ آمَنُوۡا[وہ لوگ جو ایمان لائے]۔مِنَ الۡكُفَّارِ[یہاں کافروں سے کی جگہ اردو زبان کی Preposition میں ترجمہ کریں گے کافروں پر]۔يَضۡحَكُوۡنَ[ہنسیں گے]۔

ترجمہ: تو آج وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں پر ہنسیں گے۔

47 يَـا اَيُّهَـا الَّـذِيۡـنَ آمَـنُـوۡۤا اِنَّ كَثِيۡـرًا مِّـنَ الۡاَحۡـبَـارِ وَالـرُّهۡبَـانِ لَيَـاۡكُـلُـوۡنَ اَمۡـوَالَ الـنَّـاسِ بِالۡبَاطِلِ..(التوبہ:34/9)

اَلۡاَحۡبَارِ جمع ہے اَلۡحِبۡرُ کی اور اَلرُّهۡبَانُ جمع ہے اَلرَّاهِبُ کی۔لفظ **اَلۡحِبۡرُ** یہودیوں کے عالموں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اور عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں کے لئے لفظ **اَلـرَّاهِـبُ** استعمال کیا جاتا ہے۔اس دور کے علماء ومشائخ دین حق کو قبول کرنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھے۔لوگ (خصوصاً مشرکین عرب) یہ کہتے تھے کہ اگر واقعتاً جناب محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور واقعتاً قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے تو پھر یہ جو بڑے بڑے مذہبی پیشوا اور یہ بڑے بڑے مذہب کے اجارہ دار اور جو اصحاب جبہ ودستار ہیں یہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔اس طرح کے شکوک وشبہات اور باتیں ان کے ذہنوں میں پیدا ہوتی تھیں۔اللہ رب العزت نے مومنوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا! **دیکھو ان لوگوں کے تو معاشی مفادات اپنے عقائد سے وابستہ ہیں اور انہیں اپنے مفادات پر زد پڑتی نظر آرہی ہے اور اگر انہوں نے صحیح دین قبول کرلیا تو ان کی ساری اجارہ داریاں اور دوکانداریاں ختم ہوجائیں گی۔ یہ خدشات انہیں صحیح بات کو اپنے عوام کے سامنے پیش کرنے سے روکتے ہیں۔لیکن تمہارے تو کوئی معاشی مفادات وابستہ نہیں ہیں تم تو آگے آؤ۔**

يَـا اَيُّهَـا الَّـذِيۡـنَ آمَنُوۡۤا [اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو]۔اِنَّ كَثِيۡـرًا مِّـنَ الۡاَحۡـبَـارِ وَالـرُّهۡبَانِ [یقیناً بہت سے یہودیوں کے عالموں میں سے اور عیسائیوں کے درویشوں میں سے]۔لَيَاۡكُلُوۡنَ[یقیناً کھاتے ہیں]۔اَمۡوَالَ النَّاسِ[لوگوں کے مال]۔بِالۡبَاطِلِ [ناجائز طریقے سے]۔اور آگے ہے۔ وَيَـصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ [اور وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے]۔سب سے بڑے قصوروار یہی ہوتے ہیں **اپنے معاشی مفادات کو تحفظ دینے کے لئے یہ** حق بات پر پردہ ڈالے رکھتے ہیں۔

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً بہت سے یہودیوں کے عالموں میں سے اور عیسائیوں کے درویشوں میں سے یقیناً لوگوں کے مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں۔

48 يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتَابَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ۗ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ..(البقرۃ:79/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور گھناؤنا کردار اس دور کے مذہبی پیشواؤں کا جو آج بھی ہے۔ یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ [وہ لکھتے ہیں کتاب]۔ یہاں کتاب سے مراد تحریر ہے۔ وہ تحریر لکھتے ہیں۔ بِاَیْدِیْھِمْ [اپنے ہاتھوں سے]۔ بِ [سے]۔ یَدٌ کی جمع اَیْدِیْ ہے اَیْدِیْ [ہاتھوں]۔ ھِمْ [ان کے اپنے]۔ یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْھِمْ [وہ کتاب اپنے ہاتھوں سے تحریر کرتے ہیں]۔ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ [پھر وہ کہتے ہیں]۔ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ [یہ اللہ کی طرف سے ہے]۔

ترجمہ: وہ کتاب اپنے ہاتھوں سے تحریر کرتے ہیں پھر وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

ہمارے ہاں بھی آج ایسے لوگ اور علماء ہیں جو اہل کتاب کے مذہبی پیشواؤں کی طرح لکھتے بھی ہیں اور اسی طرح کہتے بھی ہیں۔ رات کو سوچتے ہیں صبح منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر اسے بیان کر دیتے ہیں اور اس طرح اپنی طرف سے من گھڑت باتوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

اسی لئے علامہ اقبالؒ نے کہا تھا؛

زمن بر صوفی و ملا سلامے ۔۔۔ کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شان در حیرت انداخت ۔۔۔ خدا و جبرئیل و مصطفٰے را!

ترجمہ: میری طرف سے اس صُوفی اور مُلّا کو سلام کہہ دو، جو ایسی بات کہتا ہے، جس سے اللہ بھی حیران ہو جاتا ہے، جبرائیل امینؑ بھی حیران ہو جاتے ہیں اور نبی اکرم محمد مصطفٰے ﷺ بھی حیران ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے تو یہ بات اتاری ہی نہیں۔ جبرئیل امینؑ اس لئے حیران ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس یہ بات لے کر ہی نہیں آئے اور محمد مصطفٰے ﷺ اس لئے حیران ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات اپنی امت کو نہیں پہنچائی، اس صوفی وملا کو کہاں سے پتہ چل گیا ہے۔

49 یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَا ھُمْ..(الرحمٰن:41/55)

یُعْرَفُ [پہچان لیا جائے گا]۔ مضارع مجہول ہے۔ یُعْرَفُ، یُفْعَلُ کے وزن پر ہے۔ بِسِیْمَا ھُمْ (بِ + سیما + ھم)۔ بِ [سے]۔ سِیْمَا [علامتوں]۔ ھِمْ [ان کی]۔ ترجمہ کریں گے [مجرموں کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیا جائے گا]۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہوں گی، پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی، چہرے بجھے ہوئے ہوں گے اور نظریں جھکی ہوئی ہوں گی۔ قرآن کہتا ہے مجرموں کو ان کی علامتوں سے ہی پہچان لیا جائے گا کہ یہ ہیں جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہے۔

ترجمہ: مجرموں کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیا جائے گا۔

50 اَ تُتْرَکُوْنَ فِیْ مَا ھٰھُنَآ اٰمِنِیْنَ ○ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ..(الشعرا:146-147/26)

اَ [کیا]۔ تُتْرَکُوْنَ (یُتْرَکُ کا معنٰی ہے [وہ چھوڑا جاتا ہے یا چھوڑا جائے گا] اور تُتْرَکُ کا معنٰی ہے [تجھے چھوڑا جاتا ہے یا چھوڑا جائے گا] اور تُتْرَکُوْنَ [تم سب کو چھوڑ دیا جائے گا]۔ یہ ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے جو دنیا سے اس قدر تعلق قائم کر لیتے ہیں، اتنی لو لگا لیتے ہیں لگتا ہے کہ انہوں نے سدا یہیں رہنا ہے۔ (سامان سو برس پل کی خبر نہیں)۔ ان کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے۔ اَ تُتْرَکُوْنَ [کیا تم چھوڑ دیئے جاؤ گے]۔ فِیْ [میں]۔ مَا [جو]۔ ھٰھُنَآ [یہاں ہے]۔ اٰمِنِیْنَ [امن میں]۔ موت سے محفوظ کر کے / بے خوف کر کے۔ یہ کہ تمہیں موت کا کوئی خوف نہ ہو۔ کیا تمہیں سدا

www.KitaboSunnat.com

یہاں چھوڑ دیا جائے گا کہاں؟ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ.. دنیا کی بات ہو رہی ہے [(دنیا کے) باغات اور چشموں میں]۔تم نے جو بڑے بڑے محلات اور ایوان بنا رکھے ہیں۔ بڑی بڑی جاگیریں تعمیر کر رکھی ہیں ان میں دلفریب مناظر ہیں چشمے ہیں۔تم کیا سمجھتے ہو تمہیں یہاں ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا جائے گا۔اگر تمہارے ذہنوں میں یہ غلط فہمی ہے تو نکال دو، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

ترجمہ: کیا تمہیں چھوڑ دیا جائے گا جو کچھ یہاں ہے اس میں موت سے بے خوف (ہونے کی حالت میں دنیا کے) باغات اور چشموں میں۔

51 **یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ..** (التوبہ:126/9)

اگر یُفْعَلُ (مجہول) کے ردھم پر یُفْتَنُ ہو اور اس کا معنٰی ہو [اسے آزمایا جاتا ہے]۔تو یُفْتَنُوْنَ کا معنٰی کریں گے۔ [وہ سب آزمائے جاتے ہیں یا ان سب کو آزمایا جائے گا]۔یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ [ان سب کو آزمایا جاتا ہر ایک سال میں]۔ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ [ایک مرتبہ یا دو مرتبہ]۔ہر شخص انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی اللہ رب العزت کی طرف سے آزمائش کے مراحل سے گزرتا ہے۔آزمائش کے مراحل سے گزرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ بندہ جو اللہ سے دور جا رہا ہے واپس اللہ کی طرف پلٹ آئے۔لیکن بندوں کا رویہ آگے سے افسوس ناک ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رویے پر حسرت اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے۔کہ یہ عجیب لوگ ہیں **یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ** [انہیں آزمایا جاتا ہے ہر ایک سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ]۔ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ [پھر بھی وہ (اللہ کی طرف) پلٹ کر نہیں آتے]۔توبہ سے مراد ہے گناہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف پلٹ آنا راللہ کی فرمانبرداری کی طرف پلٹ آنا۔اللہ رب العزت فرماتے ہیں! **میرا مقصد تو انہیں اپنی طرف لے کر آنا ہوتا ہے لیکن یہ سمجھتے ہی نہیں۔**

ترجمہ: انہیں آزمایا جاتا ہے ہر ایک سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ پھر بھی وہ (اللہ کی طرف) پلٹ کر نہیں آتے۔

52 **وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ..**
(المومنون:21-22/23)

مَنَافِعُ جمع ہے مَنْفَعَةٌ کی اور معنٰی ہے [فائدہ/نفع]۔جس جمع مکسر میں الف کے بعد دو حروف ہوں یا دو سے زائد ہوں اس جمع کو کہتے ہیں غیر منصرف اور غیر منصرف کے آخر میں ڈبل حرکت یعنی تنوین نہیں آتی۔اس لئے مَنَافِعٌ کی بجائے مَنَافِعُ آیا ہے۔وَلَكُمْ [اور تمہارے لئے]۔فِيْهَا [اس میں] ضمیر هَا اس آیت میں اَلْاَنْعَامُ [جانور/چوپائے] کی طرف لوٹ رہی ہے۔(اَلْاَنْعَامُ چونکہ جمع مکسر غیر عاقل ہے اس لئے واحد مؤنث کی ضمیر استعمال ہوئی)۔ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا۔وَلَكُمْ فِيْهَا [اور تمہارے لئے ان جانوروں میں]۔ مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ [بہت سے فوائد ہیں]۔ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ [اور ان میں سے تم کھاتے ہو]۔اور ان میں سے کچھ کا تم گوشت کھاتے ہو۔ وَعَلَيْهَا [اور ان پر]۔وَعَلَى الْفُلْكِ [اور کشتیوں پر]۔ قرآن پاک کا اسلوب ہے کہ جب وہ کسی بات کا ذکر کرتا ہے اور بات سے بات نکل رہی ہو موقع محل پیدا ہو رہا ہو تو اس کی طرف بھی اشارہ کرتا چلا جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔بات ہو رہی تھی برّی سفر (خشکی کے سفر) کی ساتھ ہی بحری سفر کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ تُحْمَلُوْنَ [تم سوار کیے جاتے ہو، تم اٹھائے جاتے ہو]۔ اس لئے کہ انسان خود سوار نہیں ہوتا، بڑے بڑے دیو ہیکل جانور ہوتے ہیں انہیں مطیع و مسخر کر لینا انسان کے بس میں نہیں تھا۔ یہ اللہ رب العزت ہے جس نے ان بڑے بڑے اونٹ، ہاتھی اور دیو ہیکل جانور جن پر انسان سواری کر رہا ہوتا ہے کے ذہنوں میں ڈال دیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! تم سوار ہوتے ہو نہیں بلکہ تم سوار کیے جاتے ہو۔ یہ کشتی سمندر کے سینے کو شق کرتے ہوئے جاری ہوتی ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا نظام ہے جس کے تحت یہ ہو رہا ہے۔ اس لئے فرمایا: تُحْمَلُوْنَ [تمہیں سوار کیا جاتا ہے]۔

ترجمہ: اور تمہارے لئے ان (جانوروں) میں بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔ اور ان (جانوروں) پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار کیا جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثامن عشر

ثلاثی مزید فیہ

سبق نمبر 18

(Triplet with Additional Letters)

فعل ماضی کا پہلا صیغہ کم از کم تین حروف پر مشتمل ہوتا ہے۔حروف اگر تین سے کم ہوں تو ان سے کوئی بھی فعل معرض وجود میں نہیں آ سکتا۔
عربی میں کچھ افعال ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں تین سے زائد حروف بھی ہوتے ہیں۔یعنی کسی فعل میں کُل چار (4) حروف ہوتے ہیں (ایک زائد حرف) کسی میں کُل پانچ (5) حروف ہوتے ہیں (دو زائد حروف) اور کسی فعل میں زیادہ سے زیادہ کُل چھ (6) حروف ہوتے ہیں (تین زائد حروف)۔فعل کی مناسبت/مطابقت سے تین (3) بنیادی حروف (اصلی حروف) تو ہر فعل میں ہوتے ہی ہیں اور اگر تین (3) سے بڑھ جائیں تو وہ زائد حروف ہونگے۔

تعریف: ثلاثی مزید فیہ افعال کی اس دنیا کو کہتے ہیں جس کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں مادے کے تین حروف کے علاوہ زائد حروف ہوں (ان زائد حروف کا شمار مادے کے حروف میں نہیں ہوتا)۔

اردو زبان میں مثالیں: سنا سنایا پڑھا پڑھایا وغیرہ

خالد نے قرآن سنا اس نے اپنے کانوں سے کوئی کام کیا۔خالد نے قرآن پڑھا اس نے اپنی زبان سے کوئی کام کیا۔خالد نے قرآن سنایا۔خالد نے قرآن پڑھایا۔چاروں افعال کا تعلق ماضی سے ہے [سنا] میں تین، [پڑھا] میں چار، [سنایا] میں پانچ اور [پڑھایا] میں چھ حروف ہیں۔

عربی گرامر میں بھی فعل ماضی کے پہلے صیغے میں تین حروف بھی ہو سکتے ہیں، چار بھی، پانچ بھی اور چھ بھی۔

عربی زبان میں مثالیں: بعض فعل ماضی کے پہلے صیغے ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں تین سے زائد حروف ہوتے ہیں۔

نَزَلَ میں تین (3)، اَنْزَلَ میں چار (4)، کَسَبَ میں تین (3)، اِکْتَسَبَ میں پانچ (5)، غَفَرَ میں تین (3) اور اِسْتَغْفَرَ میں چھ (6) حروف ہیں۔

مجرد فعل: افعال کی دنیا سے تعلق رکھنے والے تمام ایسے الفاظ جن کے فعل ماضی (Past Tene Verb) کے پہلے صیغے میں صرف تین حروف ہوں مجرد فعل (Bachelor Verbs) کہلاتے ہیں۔جیسے جو شخص صرف اپنے وجود پر ہی مشتمل ہو اس کو کہتے ہیں کہ وہ مجرد زندگی بسر کر رہا ہے اور اگر اس کے ساتھ کوئی اضافہ ہو جائے پھر کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے شادی کر لی (Got Married) ہے۔

ثلاثی مزید فیہ فعل: جس فعل ماضی کے پہلے صیغے کے وجود میں اضافہ ہو جائے، اپنے ذاتی تین حروف کے علاوہ کوئی چوتھا حرف یا ایک اور پانچواں حرف یا اس سے بھی بڑھ کر ایک اور چھٹا حرف بھی شامل ہو جائے تو پھر اس کو کہتے ہیں کہ وہ فعل مجرد افعال کی دنیا کا باشندہ نہیں رہا بلکہ وہ مزید فیہ افعال کی دنیا کا رہنے والا ہے۔مزید [اضافی (Additional)] اور فیہ [اس میں]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرد افعال اور مزید فیہ افعال میں امتیاز: مجرد اور مزید فیہ کو پہچاننے کے لئے ہمارے پاس معیار اور کسوٹی فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہے جو عربی گرامر میں ھُوَ (وہ) جو کہ واحد مذکر غائب (First Person) کے لیے ہوتا ہے۔ اس لئے اسی پہلے صیغے کو ہی سامنے رکھتے ہوئے اسی کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ جس فعل کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں تین سے زائد حروف ہوں (یعنی چار، پانچ یا چھ) تو اس کا تعلق ثلاثی مزید فیہ افعال سے ہوگا۔ نَزَلَ [وہ اترا]۔ اَنْزَلَ [اس نے اتارا]۔ کَسَبَ [اس نے کمایا]۔ اِکْتَسَبَ [اس نے اہتمام سے کمایا] کسی چیز کو اہمیت دے کر حاصل کرنا۔ غَفَرَ [اس نے بخشا]۔ اِسْتَغْفَرَ [اس نے بخشش طلب کی]۔ (لفظ غَفَرَ اللہ تعالیٰ کے لئے اور لفظ اِسْتَغْفَرَ بندے کے لئے استعمال ہوا ہے)۔ فعل سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں الفاظ سامنے لکھے ہوئے ہوں۔ ان افعال میں مجرد افعال اور جو فعل مزید فیہ افعال کو الگ الگ کرنا ہو تو قطعاً کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ تین حرفوں کا وہ گروپ جو بنیادی تین حروف (Root words) یعنی فعل کا مادہ (Raw material) ہوتا ہے ان سے بننے والا فعل چاہے کتنی ہی شکلیں بدل لے وہ فعل کا مادہ ہر فعل میں شامل ہوتا ہے۔

نَزَلَ فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہے اس کا مادہ (ن ز ل) ہے۔

فعل نَـزَلَ اپنی شکلیں جتنی چاہے بدل لے اس کے مادے کے تین حروف (ن ز ل) فعل کی ہر شکل میں لازماً موجود ہوں گے۔ کوئی فعل جب اپنی شکل بدلتا ہے تو اس کے معنیٰ میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ شکل کے بدلنے سے جو معنیٰ تبدیل ہوتا ہے اس کی کافی حد تک پہچان ہو چکی ہوگی۔ **مثلاً**:

نَزَلَ [وہ اترا]۔	نَزَلُوْا [وہ سب اترے]۔	نَزَلْتَ [تو اترا]۔
نَزَلْتُم [تم سب اترے]۔	نَزَلْتُ [میں اترا/اتری]۔	نَزَلْنَا [ہم اترے/اتریں]۔
یَنْزِلُ [وہ اترتا ہے یا اترے گا]۔	یَنْزِلُوْنَ [وہ سب اترتے ہیں یا اتریں گے]۔	تَنْزِلُوْنَ [تم سب اترتے ہو یا اترو گے]
اَنْزِلُ [میں اترتا ہوں یا اتروں گا]۔	نَنْزِلُ [ہم اترتے ہیں یا اتریں گے]۔	

لفظ اپنی شکل بدلتا جا رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ معنیٰ بھی تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔

عربی زبان میں جہاں کہیں بھی کوئی فعل ہوگا اس کا تین اصلی حروف پر مشتمل ایک مادہ ہوگا فعل چاہے کتنی بھی شکلیں بدل لے فعل کا تین حرفی مادہ اس لفظ میں موجود رہتا ہے۔ DNA وہ تخلیقی مواد ہے جس سے ہر انسان بنتا ہے (تخلیق کیا جاتا ہے / معرض وجود میں آتا ہے)۔ DNA انسان کے ہر خلیے میں موجود ہوتا ہے۔ اسی DNA سے اس کے بال بنتے ہیں اسکی ہڈیاں بنتی ہیں، اسی سے اس کا خون بنتا ہے اسی سے اس کا گوشت بنتا ہے، اسی سے دانت بنتے ہیں۔ شکلیں بدلتی جاتی ہیں لیکن DNA ہر شکل میں موجود اور محفوظ ہوتا ہے۔ فعل کو اس طرح سے تخلیق کرنے کی مثال عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں نہیں ہے۔

کَسَبَ اور اِکْتَسَبَ فعل کی دو شکلیں کَسَبَ کا مادہ (ک س ب) ہے۔ اگر پوچھا جائے اِکْتَسَبَ کا مادہ کیا ہوگا؟ تو پھر بھی (ک س ب) کہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ جبکہ اِکْتَسَبَ میں کل پانچ حروف ہیں یعنی اس میں دو زائد حروف ہیں۔ اگر ان زائد حروف کو باہر نکالنا ہو تو [أ] اور [ت] کو باہر نکالیں گے۔ اِکْتَسَبَ کو اگر ڈکشنری (Dictionary) میں تلاش کرنا ہو تو اِکْتَسَبَ کا لفظ (ء ک ت) میں نہیں (ک س ب) میں ملے گا۔ عربی زبان کے کسی لفظ کو عربی زبان کی ڈکشنری میں تلاش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس لفظ کا مادہ معلوم ہونا چاہیے۔ پھر اس کے مادے کے جو تین حروف ہوں گے ڈکشنری میں ان تین حروف کی پٹی میں اس لفظ کو تلاش کیا جائے۔ **مثلاً**: [نَزَلَ یَنْزِلُ] فعل ماضی نَزَلَ کا مادہ (ن ز ل) ہے۔ اس سے جو مضارع بنے گا اس کا مادہ بھی (ن ز ل) ہے۔ اگر یہ دیکھنا ہے کہ یَنْزِلُ قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے یا نہیں، اور اگر ہوا ہے تو کس آیت میں کس سورت میں استعمال ہوا ہے، کتنی بار استعمال ہوا ہے اور کہاں کہاں استعمال ہوا ہے؟ اور اسی طرح یَنْزِلُوْنَ، نَزَلُوْا اور تَنْزِلُوْنَ کے متعلق یہ ساری مطلوبہ تفصیلات قرآنی الفاظ کی ایک ڈکشنری (ن ز ل) کی پٹی میں ملیں گی جس کا نام **اَلْمُعْجَمُ الْمُفَهْرَسُ لِاَلْفَاظِ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ** ہے جسے مصر کے بہت بڑے سکالر محمد فواد عبدالباقی نے ترتیب دیا۔

غَفَرَ مجرد فعل ہے اور اس کا مادہ (غ ف ر) ہے اور **اِسْتَغْفَرَ** اس کا مزید فیہ ہے۔ اگر تلاش کرنا ہو کہ اِسْتَغْفَرَ قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے یا نہیں ہوا اور کہاں کہاں استعمال ہوا ہے تو لفظ اِسْتَغْفَرَ اور اس سے متعلقہ آیت معجم یعنی ڈکشنری میں لکھی ہوگی اس کے سامنے سورت کا نمبر اور آیت کا نمبر سب کچھ وہاں موجود ہوگا۔ ڈکشنری میں اِسْتَغْفَرَ کی تفصیل اس لفظ کے شروع کے تین حرفوں (ء س ت) والے صفحے میں سے نہیں ملے گی بلکہ اس کے مادے کے حروف (غ ف ر) والے صفحے میں سے ملے گی۔ اِسْتَغْفَرَ کا فعل مضارع یَسْتَغْفِرُ اس کی جمع یَسْتَغْفِرُوْنَ یہ بھی (غ ف ر) میں سے ملیں گے۔

نوٹ: ثلاثی مزید فیہ ابواب سے متعلق ہر فعل میں ایک ہی قسم کے متعینہ یا مقررہ حروف تہجی ہی زائد حروف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں جو اس کے متعلقہ باب کے وزن میں زائد ہوتے ہیں۔ ثلاثی مزید فیہ کے بواب کا وزن بناتے وقت جو زائد حروف ڈالے گئے تھے ان زائد حروف کے علاوہ ثلاثی مزید فیہ کی قسم کے تمام افعال میں کوئی نیا یا تبدیل شدہ زائد حرف نہیں آیا کرتا۔ اس کی تفصیل ایک چارٹ کی شکل میں اگلے سبق میں دے دی گئی ہے۔

ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ افعال میں فرق

(i) **ثلاثی مجرد** افعال میں فعل ماضی کے پہلے صیغے میں صرف مادہ کے **تین حروف** ہوتے ہیں۔ جبکہ **ثلاثی مزید فیہ** افعال کے پہلے صیغے میں مادہ کے تین حروف کے علاوہ کسی فعل میں ایک (1) اضافی حرف یا کسی فعل میں دو (2) اضافی حروف یا کسی فعل میں تین (3) زائد حروف ہوتے ہیں۔ ان زائد / اضافی حروف کی شمولیت کی وجہ سے ثلاثی مزید فیہ کے کچھ افعال کے پہلے صیغوں میں چار (4) کچھ افعال کے پہلے صیغوں میں کل پانچ (5) اور کچھ افعال کے پہلے صیغوں میں کل چھ (6) حروف ہو جاتے ہیں۔

(ii) **ثلاثی مجرد** افعال کے چھ (6) **ابواب** (دروازے) ہوتے ہیں۔ جبکہ **ثلاثی مزید فیہ** افعال کے آٹھ (8) **ابواب** (دروازے) ہیں۔

(iii) ثلاثی مجرد افعال میں فعل ماضی کے **تین** (3) اوزان **فَعَلَ فَعِلَ فَعُلَ** ہیں جبکہ افعال ثلاثی مزید فیہ میں فعل ماضی کے **آٹھ** (8) اوزان ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاثی مزید فیه کے ابواب (اوزان)

مزید فیہ افعال کے آٹھ 8 ابواب کے آٹھ 8 الگ الگ اوزان/ردھم/ڈائیاں ہیں۔ یہ تمام اوزان قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔

ثلاثی مزید فیه کے پہلے 1 باب افعال کے ماضی کے صیغے کا پہلا وزن: اَفْعَلَ

فعل ماضی کا وہ پہلا صیغہ جس میں چار حروف ہوں۔ پہلے حرف پر زبر(َ)، دوسرے پر جزم(ْ)، تیسرے پر زبر(َ) اور چوتھے پر بھی زبر(َ) ہو۔ان چار حروف میں پہلا حرف الف[ا] زائد ہوتا ہے اور آخری تین حروف مادے کے اصل حروف ہیں[اَ ـْ ـَ ـَ]۔

1 اَرْسَلَ [اس نے بھیجا]۔ 2 اَنْزَلَ [اس نے اتارا]۔ 3 اَكْمَلَ [اس نے مکمل کیا]۔ 4 اَنْعَمَ [اس نے انعام کیا]۔ 5 اَحْسَنَ [اس نے احسان کیا]۔

6 اَبْلَغَ [اس نے پہنچایا]۔ 7 اَخْلَصَ [اس نے خالص کیا] اس نے کوئی کام کسی کے لئے خالص ہو کر کیا۔ 8 اَصْلَحَ [اس نے درست کیا یا اس نے اصلاح کی]

9 اَهْلَكَ [اس نے ہلاک کیا]۔ 10 اَفْلَحَ [اس نے فلاح پائی/اس نے کامیابی حاصل کی]۔ 11 اَطْعَمَ [اس نے (کھانا) کھلایا]۔

12 اَسْرَفَ [اس نے اسراف کیا/فضول خرچی کی/اپنی حد سے بڑھ کر کوئی کام کیا]۔ 13 اَدْخَلَ [اس نے داخل کیا]۔ 14 اَنْكَرَ [اس نے انکار کیا]۔

15 اَجْرَمَ [اس نے جرم کیا]۔ 16 اَنْذَرَ [اس نے آگاہ کیا/خبردار کیا (کسی خوفناک چیز سے کسی کو متنبہ کرنا/آگاہ کرنا/خبردار کرنا)]۔ 17 اَظْهَرَ [اس نے ظاہر کیا]۔

18 اَخْرَجَ [اس نے نکالا]۔ 19 اَشْرَكَ [اس نے شرک کیا]۔اللہ کی ذات میں یا اس کی صفات میں یا اس کے اختیارات میں کسی اور ہستی کو شریک کیا اس طرح کی شراکت کو شرک کرنا کہتے ہیں۔ 20 اَسْلَمَ لفظی معنٰی ہوگا اس نے اسلام قبول کیا۔اس نے اپنے آپ کو کسی کے سپرد کیا۔اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردینا ہی اَسْلَمَ ہے لہٰذا ترجمہ کریں گے [اس نے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کو قبول کیا]۔اسی سے لفظ اِسْلَامٌ ہے۔

21 اَنْبَتَ [اس نے اُگایا]۔

اوپر دیے گئے سب افعال کا وزن (ڈائی/ردھم) اَفْعَلَ ہے۔اور ان سب میں الف[اَ] زائد ہے۔اَفْعَلَ کے اندر مادے کے تین حروف (ف ع ل) کے وزن پر آنے والے حروف کو مادے کے تین حروف اور بقیہ کو زائد حروف کہا جاتا ہے۔کیونکہ اَفْعَلَ اور اس کی گردان کے متعلقہ صیغے فعل ماضی ثلاثی مجرد کی گردان کے مطابق ہوں گے۔

ثلاثی مجرد کے ماضی فَعَلَ فَعَلَا فَعَلُوْا کی طرح اَفْعَلَ کی گردان کے پہلے تین صیغے اَفْعَلَ اَفْعَلَا اَفْعَلُوْا ہیں۔جس طرح ثلاثی مجرد میں فعل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی نَزَلَ کی گردان نَزَلَ نَزَلَا نَزَلُوْا ہے اسی طرح ثلاثی مزید فیہ میں فعل ماضی اَنْزَلَ کی گردان اَنْزَلَ اَنْزَلَا اَنْزَلُوْا وغیرہ ہے۔ اَنْزَلَ کا معنٰی [اس نے اتارا]، اَنْزَلُوْا کا معنٰی [ان سب نے اتارا]، اَنْزَلْتُ کا معنٰی [میں نے اتارا] اور اَنْزَلْنَا کا معنٰی [ہم نے اتارا] ہوگا۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے فرمایا! اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.. (القدر: 1/97)۔ [یقیناً ہم نے اسے (قرآن مجید کو) قدر کی رات میں اتارا]۔

مشق

سوال: اَفْعَلَ کے وزن پر آنے والے افعال پر مشتمل قرآنی آیات۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

1 هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى (التوبہ: 33/9)

ضمیر هُوَ اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ هُوَ [وہ (اللہ ہی) ہے]۔ اَلَّذِیْ [جس نے]۔ اَرْسَلَ [اس نے بھیجا]۔ رَسُوْلَهٗ [اپنا رسول]۔ بِالْهُدٰى [ہدایت کے ساتھ]۔ اَلْهُدٰى قرآن مجید میں ان رہنما اصولوں اور ضابطوں کے لئے استعمال ہوا ہے جن کی روشنی میں انسان زندگی بسر کرکے اللہ کی رضا اور تقرب حاصل کرسکتا ہے یعنی اللہ نے اپنے پیغمبر کو ان رہنما اصولوں اور ضابطوں کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

ترجمہ: وہ (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا ہدایت کے ساتھ۔

2 اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (ابراھیم: 32/14)

اَنْزَلَ [اس نے اتارا]۔ مِنَ السَّمَآءِ [آسمان سے]۔ مَآءً [کچھ پانی]۔ یہ لفظ یہاں پر نکرہ استعمال ہوا ہے یعنی اتنا ہی پانی جتنا زمین کے لئے ضروری تھا۔ زیادہ نازل ہوتا تو یہ زمینی سیارہ غرق ہوجاتا، کم نازل ہوتا تو یہ خشک ہوجاتا۔ ایک مقدار کے مطابق نازل کیا جتنا ضروری تھا۔ فَاَخْرَجَ بِهٖ: فَ [تو] اَخْرَجَ [اس نے نکالا]۔ بِهٖ [اس (پانی) کے ذریعے]۔ اَلثَّمَرٰتِ (ثمرات۔ زمین کی پیداوار (Production) کو کہتے ہیں خواہ وہ پھل ہوں، وہ اناج ہو، غلہ ہو غرضیکہ زمین کی کچھ بھی پیداوار ہو)۔ مِنَ الثَّمَرٰتِ [زمین کی ہر پیداوار میں سے]۔ رِزْقًا لَّكُمْ [رزق تمہارے لئے]۔ اس پیداوار میں سے تمہارے لئے رزق فراہم کیا، وہ مادی غذا جسے کھا کر تم زندہ رہتے ہو۔

ترجمہ: اس (اللہ) نے اتارا آسمان سے کچھ پانی، تو اس نے نکالا اس کے ذریعے (پانی کے ذریعے) زمین کی پیداوار میں سے تمہارے لئے رزق۔

3 فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (البقرۃ: 59/2)

فَ [تو]۔ (اَنْزَلَ [اس نے نازل کیا]۔ اَنْزَلْنَا [ہم نے نازل کیا])۔ فَاَنْزَلْنَا [تو ہم نے نازل کیا/ تو ہم نے اتارا]۔ عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا [ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا]۔ رِجْزًا [عذاب]۔ (رِجْزًا آخری حرف [ز] کے ساتھ یا رجسًا آخری حرف [س] کے ساتھ بھی ہوتا ہے)۔ رِجْزًا کا لفظی معنٰی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجاست، غلاظت، گندگی وغیرہ ہے۔ایسی چیز جس سے طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔اللہ رب العزت نے اپنے عذاب کو، اپنی سزا کو بھی رِجۡزًا سے تعبیر کیا ہے کہ یہ ہے وہ چیز جس سے طبیعتوں کو نفرت کرنی چاہیے۔[تو ہم نے عذاب نازل کیا ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا]۔ مِنَ السَّمَآءِ [آسمان سے]۔ عذاب اس لئے نازل کیا کہ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ۔ بِ یہاں (وجہ سے) کے معنٰی میں ہے[اس وجہ سے]۔مَا[جو] كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ[وہ نافرمانی کیا کرتے تھے]۔ماضی استمراری، یعنی اللہ کی حدوں کو توڑنا ان کی عادت ہی بن چکی تھی اور وہ یہ کام تسلسل کے ساتھ کیا کرتے تھے۔فَسَقَ، يَفۡسُقُ کا لفظی معنٰی ہے[اطاعت سے باہر نکل جانا]۔فرمایا!وہ حدوں کو توڑا کرتے تھے۔ہم انہیں معاف کردیتے تو یہ اگلی حد کو توڑ دیتے،ہم پھر معاف کردیتے یہ پھر اس سے اگلی حد کو توڑ دیتے۔ان کا رویہ ہی یہ ہو چکا تھا۔ان کی روش ہی یہ بن چکی تھی،اس لئے ہمارے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو گیا۔

ترجمہ: تو ہم نے آسمان سے عذاب نازل کیا ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔

4 قَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ‌ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ..(المجادلہ:5/58)

قَدۡ اَنۡزَلۡنَا [یقیناً ہم نے نازل کئے]۔اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ[واضح احکامات]۔{اٰيات سے مراد اللہ کی قدرت کی وہ نشانیاں بھی ہیں جو آفاق کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں اور اٰيات سے مراد اللہ کے نازل کردہ احکامات اور ضابطے بھی ہیں}۔ یہاں اس آیت میں یہ اللہ کے نازل کردہ احکامات اور ضابطے کے معنٰی میں استعمال ہو رہا ہے قَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ[یقیناً ہم نے واضح احکامات نازل کردیئے ہیں]۔دوٹوک جن میں کوئی ابہام نہیں ہے۔یعنی واضح کردیا گیا ہے کہ یہ راستہ اختیار کرو گے تو یہ انجام ہے وہ راستہ اختیار کرو گے تو وہ انجام ہے۔وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ [اور انکار کرنے والوں کے لئے]۔ان ضابطوں اور ان احکامات کو نہ ماننے والوں کے لئے: عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ [رسوا کردینے والا عذاب ہے]۔جو مان لیں گے وہ ٹھیک،اور جو نہیں مانیں گے،کفر کریں گے،ان ضابطوں کو ماننے سے انکار کردیں گے،ہم (اللہ) نے ان کے لئے ذلیل ورسوا کردینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے واضح احکامات نازل کردیئے ہیں اور انکار کرنے والوں کے لئے رسوا کردینے والا عذاب ہے۔

5 اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ ..(المائدہ:3/5)

جس طرح ذَهَبَ کا معنٰی ہے[وہ گیا]اور ذَهَبۡتُ کا معنٰی[میں گیا] تو اسی طرح اَكۡمَلَ کا معنٰی[اس نے مکمل کیا]۔اور اَكۡمَلۡتُ کا معنٰی[میں نے مکمل کیا] ہوگا۔ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ [آج میں نے مکمل کردیا ہے]۔ لَـكُمۡ [تمہارے لئے] دِيۡنَكُمۡ [تمہارے دین کو]۔لفظ دین قرآن پاک میں دو معنوں میں استعمال ہوا ہے، جزا وسزا کے معنٰی میں بھی **مثلاً**: مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ اور اطاعت وعبادت کے معنٰی میں بھی۔اللہ رب العزت کی عبادت کس طرح کرنی ہے،اس کی اطاعت کس طرح کرنی ہے،اس کی رضا،اس کا تقرب کس طرح حاصل کرنا ہے؟۔اس کے لئے جو احکامات اور ضابطے ہیں ان ضابطوں کے مجموعے کو بھی دین کہا جاتا ہے۔تو فرمایا!تم نے میری عبادت کس طرح کرنی ہے،میری رضا کس طرح حاصل کرنی ہے،اس کے لئے جتنے عبادت کے طریقے ہیں، جتنے ضابطے ہیں وہ میں نے مکمل کردیئے ہیں۔اب درمیان میں عبادت کا نیا طریقہ وضع کرکے آمیزش کرنے کی، ملاوٹ کرنے کی، اضافہ (Addition) کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔فرمایا![آج میں نے مکمل کردیا ہے تمہارے لئے تمہارے دین کو]۔[**مکمل کرنا**] ایک فعل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، ایک کام ہے، مکمل کرنے والا فاعل ہے اور جس کو اس نے مکمل کیا ہے وہ مفعول ہے اور مفعول ہمیشہ حالت نصب میں ہوتا ہے اور حالت نصب میں اسم کے آخر میں زبر[ـَ] آتی ہے۔ اسلئے دِیْنُکُمْ نہیں آیا بلکہ دِیْنَکُمْ آیا ہے یعنی لفظ دین پر زبر[ـَ] ہے۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔

6 وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ .. (بنی اسرائیل:83/17)

یہ انسان کی کیفیت کا ذکر ہے۔ وَ [اور]۔ اِذَا[جب]۔ (اَنْعَمَ[اس نے انعام کیا] اَنْعَمْنَا[ہم نے انعام کیا])۔ اِذَا کے بارے میں پڑھ بتا چکے ہیں کہ اِذَا فعل ماضی سے پہلے استعمال ہو تو اکثر فعل ماضی کو فعل مضارع کے معنیٰ میں لے جاتا ہے، چنانچہ اس کا ترجمہ [جب ہم نے انعام کیا] نہیں بلکہ مضارع میں [اور جب ہم انعام کرتے ہیں] کریں گے۔ عَلَى الْاِنْسَانِ [انسان پر]۔ مطلب ہے: جب ہم انسان کو نعمتوں سے نوازتے ہیں اس کی زندگی کو خوشحال بنا دیتے ہیں تو: اَعْـــرَضَ [وہ اعراض کرتا ہے]۔ یعنی منہ پھیر لیتا ہے۔ (اعراض کرنا/رخ پھیر لینا/ آنکھیں پھیر لینا)۔ پھر وہ عیش و عشرت میں غرق ہو کر ہمیں بالکل بھلا بیٹھتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ ہماری ان نعمتوں کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے، زیادہ سے زیادہ مطیع و فرمانبردار بنے، ہم سے آنکھیں ہی پھیر لیتا ہے۔ ہمیں بالکل بھلا بیٹھتا ہے۔

ترجمہ: اور جب ہم انعام کرتے ہیں انسان پر وہ اعراض کرتا (منہ پھیر لیتا) ہے۔

7 اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ .. (القدر:1/97)

اِنَّـآ اَنْزَلْنٰهُ۔ [یقیناً ہم نے نازل کیا اس کو (قرآن مجید کو)]۔ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ [قدر کی رات میں]۔ 'قدر' کا لفظی معنیٰ کسی چیز کی مقدار متعین کرنا/منصوبہ سازی (Planninig) کرنا/تخمینہ (Budget) بنانا ہے۔ ہمارے ہاں جس دن بجٹ کا اعلان ہوتا ہے اس دن کو عوام کے ہاں اور حکمرانوں کے ہاں بھی بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت کا بھی اپنا نظام ہے، اس نے سال میں ایک رات متعین کر رکھی ہے، اہم ترین فیصلے اسی رات میں ہوتے ہیں۔ اس رات کو لَيْلَةُ الْقَدْرِ کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کو نازل کرنے کا فیصلہ اللہ رب العزت فرما رہا ہے۔ قدر کی رات فرشتوں میں اعلان کیا کہ ہم ایک بڑا اہم فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اس فیصلے کو بڑی اہمیت دی کیونکہ یہ کوئی معمولی فیصلہ نہیں تھا۔ فرمایا! ہم نے قرآن کو اتارنے کا فیصلہ قدر کی رات میں کیا اور ہم نے اس کو لوح محفوظ سے دنیا والے آسمان پر لَيْلَةُ الْقَدْرِ میں نازل کیا۔ اسی دن سال بھر کا بجٹ بنتا ہے۔ بڑے اہم فیصلے کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے یہ ساری فضیلتیں شعبان کی پندرھویں (15) رات کو مخصوص کر دی گئی ہیں۔ جبکہ یہ ساری فضیلتیں، ساری عظمتیں لَيْلَةُ الْقَدْرِ قدر کی رات کی ہیں جو رمضان المبارک میں آتی ہے۔

ترجمہ: یقیناً اس (قرآن مجید) کو ہم نے قدر کی رات میں نازل کیا۔

8 لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ .. (الاعراف:93/7)

(بَلَغَ[وہ پہنچا]، اَبْلَغَ [اس نے پہنچایا]، اَبْلَغْتُ[میں نے پہنچایا])۔ اللہ کے پیغمبر شعیبؑ اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ لَقَدْ [یقیناً یقیناً]۔ {اِنَّ کا معنیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یقیناً، قَدْ کا معنی بھی یقیناً اور لَ کا معنی بھی یقیناً ہے۔ یہ تینوں حروف حروف تاکید کہلاتے ہیں۔ یہ حروف کسی کلام میں زور کا، یقین کا یا لازماً کا معنی پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اِنَّ اسم کے لئے مخصوص ہے۔ قَدْ فعل کے لئے مخصوص ہے اور لَ اسم، فعل اور حرف تینوں سے پہلے آجاتا ہے۔ لَ آزاد منش/ Free lancer ہے}۔ لَقَدْ [یقیناً یقیناً] اَبْلَغْتُکُمْ [میں نے پہنچا دیئے ہیں تمہیں]۔ رِسَالَةٌ کی جمع رِسَالَاتٌ ہے۔ (رِسَالَاتٌ کو رِسٰلٰتٌ بھی لکھ سکتے ہیں اور معنی پیغام (Message) دینا ہے)۔ اس آیت میں رِسٰلٰتِ [پیغامات] مفعول ہے اور حالت نصب میں ہے۔ رَبِّیْ [اپنے رب کے]۔ اَرْسَلَ (فعل ماضی) [اس نے (پیغام) بھیجا]۔ اور وہ ہستی جس کو اللہ رب العزت نے اپنے پیغامات دے کر بھیجا ہو اس کو رَسُوْلٌ کہتے ہیں۔ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ۔ [یقیناً یقیناً میں نے تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں]۔ یعنی میں نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے، میں تو بری الذمہ ہو گیا ہوں، اب آگے تمہاری مرضی ہے ان پیغامات پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ تمہارا اختیار ہے لیکن نہیں لاؤ گے تو پھر سزا کے لئے تیار رہنا۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً میں نے تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔

9 وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا.. (یونس:13/10)

وَلَقَدْ [وَ+لَ+قَدْ] [اور یقیناً یقیناً] (کوئی شک نہیں کہ واقعتاً لازماً ہم ایسا کر چکے ہیں)۔ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ [ہم نے ہلاک کیا بستیوں کو]۔ مِنْ قَبْلِكُمْ [تم سے پہلے] لَمَّا ظَلَمُوْا [جب انہوں نے ظلم کیا]۔ جب وہ حد سے بڑھ گئے تو ہم نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔ تم ایسا کرو گے تو تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔

ترجمہ: اور یقیناً یقیناً ہم نے تم سے پہلے ان بستیوں کو ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کیا۔

10 قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ (المومنون:23/2-1)

قَدْ اَفْلَحَ [یقیناً فلاح پائی/کامیابی حاصل کی]۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ [مومنوں نے]۔ اَلَّذِيْنَ [جو]۔ هُمْ [وہ]۔ فِيْ صَلَاتِهِمْ [انکی نماز میں] کے بجائے ترجمہ کریں گے [اپنی نماز میں]۔ خَاشِعُوْنَ [خشوع سے کام لینے والے ہیں]۔ خشوع کا لفظی معنی ہے جھک جانا/دب جانا۔ جو اللہ کی ہیبت کے سامنے جھک جاتے ہیں، دب جاتے ہیں فرمایا! وہ لوگ کامیاب ہو گئے۔

ترجمہ: یقیناً فلاح پائی مومنوں نے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔

11 وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا.. (الانبیاء:21/86)

(اَدْخَلَ [اس نے داخل کیا]۔ اَدْخَلْنَا [ہم نے داخل کیا])۔ هُمْ [انہیں]۔ اللہ رب العزت اپنے فرمانبرداروں کی بات کر رہا ہے۔ اَدْخَلْنٰهُمْ [ہم نے داخل کیا انہیں]۔ فِيْ رَحْمَتِنَا [اپنی رحمت میں]۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ کسی کو جوار رحمت میں جگہ دینا۔ ہم نے انہیں اپنی رحمت کے جوار میں جگہ دی (اپنی رحمت میں داخل کیا)/اپنی رحمت کا انہیں مستحق بنایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کیا۔

12 اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ..(النباء:40/78)

اَنْذَرَ [اس نے خبردار کیا/اس نے آگاہ کیا/اس نے تنبیہہ کی (Warning دی)]۔اَنْذَرْنَا [ہم نے خبردار کیا]۔اِنَّا اَنْذَرْنَا [یقیناً ہم نے خبردار کر دیا ہے/آگاہ کر دیا ہے]۔ کُمْ [تمہیں]۔عَذَابًا قَرِيْبًا [نزدیکی عذاب (سے)]۔جس عذاب کی تمہیں وعید دی جا رہی ہے اس کو بہت دور نہ سمجھو یہ کہ پتہ نہیں شاید کروڑوں اربوں سال بعد کائنات ختم ہوگی اور پھر کائنات کی دوبارہ تخلیق ہوگی، پتہ نہیں وہ عذاب کب ہوگا۔فرمایا! نہیں وہ عذاب تمہارے سروں پر منڈلا رہا ہے اور حدیث میں ہے۔ مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ۔[جو شخص مر گیا اس کے لئے تو قیامت قائم ہوگئی]۔یقیناً ہم نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے (بالکل) نزدیکی عذاب سے۔دیکھ لو، سن لو، پھر نہ کہنا کہ خبر نہ ہوئی۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے تمہیں نزدیکی عذاب سے خبردار (آگاہ) کر دیا ہے۔

13 اَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ..(البقرۃ:36/2)

یہاں آدم وحوا علیہم السلام کی بات ان کے ساتھ شیطان کی دشمنی کے حوالے سے ہو رہی ہے۔

اَخْرَجَ [اس نے نکلوا دیا]۔هُمَا [ان دونوں کو]۔ مِمَّا = (مِنْ+مَا) [سے + جو/اس سے جو/اس جگہ سے] كَانَا [وہ دونوں تھے]۔ فِيْهِ [جس میں]۔

ترجمہ: اس نے ان دونوں (آدمؑ اور اماں حوّاؑ) کو نکلوا دیا اس جگہ (جنت) سے جس میں وہ دونوں تھے۔

14 فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ..(الشعرا:57/26)

فَ [تو]۔اگر اَخْرَجَ ہو تو معنٰی [اس نے نکالا] ہے۔یہاں ہے اَخْرَجْنَا [ہم نے نکالا]۔هُمْ [انہیں]۔یہاں پر فرعون اور آلِ فرعون یعنی (فرعون کو ماننے والوں/اس کی قوم) کی بات ہو رہی ہے۔کہ دیکھو ہم نے انہیں دریا میں غرق کرنے کے لئے کس طرح سے منصوبہ بندی (Planning) کی۔موسیٰ علیہ السلام آگے جا رہے ہیں اور فرعون اپنی آل یعنی اپنی قوم کے ہمراہ خود سمندر میں غرق ہونے کے لئے ان کے پیچھے تعاقب کرتا جا رہا ہے۔ربّ العزت نے کہا [تو ہم نے انہیں نکالا] ورنہ وہ اپنی جاگیریں اور محلات چھوڑنے کے لئے کہاں تیار تھے۔ مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ [باغات اور چشموں سے]۔دیکھئے اللہ نے کیا طریقہ اختیار کیا۔اور آگے سورت اعراف میں فرمایا! وَاَغْرَقْنَا هُمْ فِي الْيَمِّ..(۷: ۱۳۶..الاعراف) [اور ہم نے انہیں (فرعون اور اس کی آل (قوم) کو سمندر میں غرق کر دیا]۔

ترجمہ: تو ہم نے انہیں باغات اور چشموں سے نکالا۔

15 لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ..(الزمر:65/39)

(اَشْرَكَ [اُس نے شرک کیا]۔ اَشْرَكْتَ [تُو نے شرک کیا])۔اللہ رب العزت نبی آخر زمان ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرما رہے ہیں (دراصل اس طرح آپ ﷺ کی امت کے ایک ایک فرد کو سمجھانا مقصود ہے)۔ لَئِنْ (لَ +اِنْ) [یقیناً اگر]۔اَشْرَكْتَ [تو نے شرک کیا]۔یعنی [یقیناً اگر آپ ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک کیا]۔ لَیَحْبَطَنَّ {شروع میں (لَ) آخر میں شدوالا نون (نَّ) ہو درمیان میں فعل مضارع کا متعلقہ صیغہ ہو تو اس فعل مضارع میں تاکید در تاکید مستقبل کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے}۔ یعنی یقیناً یقیناً ایسا ہو کر رہے گا۔ لَیَحْبَطَنَّ [یقیناً لازماً ضائع ہو جائے گا]۔ عَمَلُکَ [آپ کا عمل]۔ آپ ﷺ کی ساری محنت رائیگاں ہو جائے گی۔ شرک بڑی سے بڑی نیکی کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے/جلا کے راکھ کر دیتا ہے۔ یہاں امت مسلمہ کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ بڑی سے بڑی نیکیوں کی بھی شرک کے آگے کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ شرک سب کو جلا کے راکھ کر دیتا ہے۔

ترجمہ: یقیناً اگر آپ ﷺ نے شرک کیا تو آپ ﷺ کا عمل یقیناً/لازماً ضائع ہو جائے گا (محنت رائیگاں چلی جائے گی)۔

16 اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.. (النمل: 44/27)

اَسْلَمَ کا معنٰی ہے [اس نے اسلام قبول کیا]۔ تو اَسْلَمْتُ کا معنٰی کریں گے [میں نے اسلام قبول کیا]۔ (یمن کی ملکہ سبا جس کا نام بلقیس بھی بتایا جاتا ہے۔ سلیمانؑ کے دربار میں آئی، اسے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی عام حکمران نہیں واقعی اللہ کا پیغمبر ہے)۔ یہ بات وہ کہہ رہی ہے! اَسْلَمْتُ [میں نے اسلام قبول کیا]۔ مَعَ سُلَيْمَانَ [سلیمانؑ کے ساتھ (شامل) ہو کر]۔ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ [سب جہانوں کے رب اللہ کے لئے (اللہ پر)]۔ اَسْلَمَ کا لفظی اور مصدری معنٰی ہے اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینا/کسی کے سپرد کر دینا۔ یہی لفظ اسی معنٰی میں اگلی آیت میں بھی شامل ہو رہا ہے۔

ترجمہ: میں نے سلیمانؑ کے ساتھ (شامل) ہو کر سب جہانوں کے رب اللہ کے لئے اسلام قبول کیا۔

17 مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ.. (البقرۃ: 112/2)

کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے یعنی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں داخل کر دے، اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو قبول کر لے اس کے لئے ثلاثی مزید فیہ کا فعل اَسْلَمَ ہے۔ یہ فعل باب افعال سے تعلق رکھتا ہے جو فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہے۔ مَنْ اَسْلَمَ [جس نے سپرد کر دیا]۔ وَجْهَهٗ [اپنا چہرہ]۔ (کہا جاتا ہے اَلْوَجْهُ اَفْضَلُ الْاَعْضَاءِ چہرہ انسان کے جسم کا افضل ترین عضو ہے)۔ اپنا چہرہ کسی کے حوالے کرنے کا مطلب اپنا آپ کسی کے حوالے کر دینا۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ [جس نے اپنی ذات کو اللہ کے حوالے کر دیا]۔ وَهُوَ مُحْسِنٌ [تو وہ محسن ہے/احسان کرنے والا ہے]۔ احسان کا لفظی معنٰی ہے کسی چیز میں حسن پیدا کرنا، کسی چیز میں خوبی پیدا کرنا، کسی کام کو اچھے طریقے سے نبھانا، ذمہ داری کو اچھے طریقے سے انجام دینا۔

[حدیث جبرئیل: ایک مشہور حدیث ہے۔ جبرئیلؑ امین نے نبی آخر زمان ﷺ سے پوچھا تھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ پھر پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ تیسرا سوال تھا۔ مَا الْاِحْسَانُ [احسان کیا ہے؟]۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنے ایمان میں اپنے اسلام میں حسن پیدا کرنا چاہتا ہو، اللہ رب العزت کی عبادت اچھے طریقے سے کرنا چاہتا ہو اپنی عبادتوں کو اچھے طریقے سے انجام دینا چاہتا ہو تو اس کا کیا طریقہ ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا تھا اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ [احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح سے کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو]۔ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ [اگر یہ کیفیت تم پر طاری نہ ہو سکے [یعنی گویا کہ تو اس (اللہ) کو نہیں دیکھ رہا] تو پھر یہ کیفیت اپنے اوپر طاری کر لے کہ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ [وہ تمہیں دیکھ رہا ہے]۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا احسان اپنی کسی ذمہ داری کو اچھے طریقے سے نبھانے کا ایک تعریفی نام ہے یا کسی عبادت کو اچھے طریقے سے کرنے کا ایک امتیازی نام ہے۔ وَهُوَ مُحْسِنٌ [اور وہ اچھے طریقے سے اپنی ذمہ داری کو نبھانے والا بن گیا اچھے طریقے سے زندگی بسر کرنے والا بن گیا]۔ یعنی اس نے پھر اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا حق ادا کر دیا۔ فَلَهٗ اَجْرُهٗ [تو اس کے لئے اس کا اجر و ثواب ہے]۔ عِنْدَ رَبِّهٖ [اس کے رب کے ہاں] (اس کی پھر ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی ضائع نہیں ہوگی)]۔ تو اس کے لئے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے/اس کا معاوضہ ہے/اس کا صلہ ہے۔

ترجمہ: جس نے اپنی ذات کو اللہ کے حوالے کر دیا تو وہ محسن ہے/احسان کرنے والا ہے (اور وہ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرنے والا بن گیا) تو اس کے لئے اس کا اجر و ثواب اس کے رب کے ہاں ہے۔

18 اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ..(بنی اسرائیل:7/17)

اِنْ اَحْسَنْتُمْ [اگر تم نے اچھے طریقے سے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی]۔ اَحْسَنْتُمْ [تو پھر تم نے اچھی زندگی بسر کی/اچھے طریقے سے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا حق ادا کیا]۔ لِاَنْفُسِكُمْ [اپنے نفسوں/جانوں کے لئے]۔ اس میں تمہارا اپنا ہی بھلا ہے۔ تم اللہ پر کوئی احسان نہیں کرو گے۔ اور آگے آیت میں ہے کہ اگر تم نے بُری زندگی بسر کی تو پھر اس کا نقصان بھی تمہیں ہی ہوگا۔ اللہ کا تم کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔

ترجمہ: اگر تم نے اچھے طریقے سے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی، (تو) تم نے اچھا کیا اپنے نفسوں کے لئے۔

19 اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ ..(النساء:146/4)

اَخْلَصُوْا [انہوں نے خالص کر لیا]۔ اللہ رب العزت مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرما رہا ہے [انہوں نے خالص کر دیا]۔ دِيْنَهُمْ [اپنے دین کو]۔ یہاں دین سے مراد اطاعت و عبادت ہے۔ اطاعت و عبادت کے جو بھی ارکان ہیں جو بھی اعمال ہیں ان کو انہوں نے خالص کر دیا یعنی وقف کر دیا لِلّٰهِ [اللہ کے لئے]۔ اور اگر کسی نے اطاعت و عبادت کو اللہ کے لئے خالص نہ کیا تو پھر وہ ہزار دیگیں بھی پکا کر تقسیم کر دے، اگر اس میں کسی اور ہستی کی رضا کی شراکت ہوگئی کہ میں اللہ کی رضا کے ساتھ ساتھ فلاں ہستی کی رضا/فلاں ہستی کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہوں، تو پھر ان ہزار دیگوں کا ادنیٰ سا بھی ثواب نہیں ملے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے واضح طور پر فرما دیا ہے! لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ .. (الزمر:65/39)۔ [اگر آپ ﷺ نے بھی شرک کیا تو یقیناً آپ ﷺ کا عمل ضائع ہو جائے گا]۔

ترجمہ: انہوں نے اللہ کے لئے اپنے دین کو خالص کر لیا۔

20 اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ..(لقمان:20/31)

نِعَمَةٌ کی جمع نِعَمٌ ہے۔ اَسْبَغَ [اُس نے مکمل کر دیا]۔ عَلَيْكُمْ [تم پر]۔ نِعَمَهٗ [اپنی نعمتوں کو]۔ مکمل ترجمہ کریں گے [اس نے تم پر اپنی نعمتیں مکمل کر دیں]۔

ترجمہ: اس نے اپنی نعمتوں کو تم پر مکمل کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاثی مزید فیہ فعل ماضی کے بقیہ سات(7)ابواب کے اوزان

اَفْــعَــلَ مزید فیہ کی ریاست کے فعل ماضی کا ایک ردھم ہے۔ایک ڈائی ہے۔اسی طرح ثلاثی مزید فیہ کے فعل ماضی کے لئے استعمال ہونے والے سات(7)اوزان مندرجہ ذیل ہیں:۔

ثلاثی مذید فیہ کے دوسرے ② باب کے فعل ماضی وزن: فَعَّلَ

نوٹ: جس حرف پر شد ہو وہ مفرد/اکیلا (Single) حرف نہیں بلکہ دوہرا (Double) حرف ہوتا ہے۔

فَــعَّــلَ اصل میں چار حروف (ف+ع+ع+ل) سے مل کر بنا ہے تو درمیانی کلمہ جو یہاں شد والا [عّ] ہے یہاں دو دفعہ استعمال ہو رہا ہے۔چونکہ وزن فَعَّلَ کے حروف تین سے زیادہ ہیں اس لئے یہ مزید فیہ افعال کی دنیا کی ڈائی ہے۔

وزن **فَــعَّــلَ** سے ظاہر ہے کہ فعل ماضی کے پہلے صیغے میں چار حروف ہوں جن کے شروع میں زبر [ـَ] درمیان والے حرف پر شد [ـّ] اور اس کے اوپر زبر [ـَ] ہو اور آخری حرف پر زبر [ـَ] ہو۔[ـَـّـَـ] یعنی (ـَـّـَـَ)۔

فَعَّلَ کے وزن پر فعل ماضی کی مثالیں: عَلَّمَ، نَزَّلَ، فَضَّلَ، قَرَّبَ، وغیرہ۔ان سب کا ایک مخصوص لہجہ/ رلے (Rythem) ہے۔ یہ سب اردو زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ ہیں۔

عَلَّمَ [اس نے سکھایا]۔ **نَزَّلَ** [اس نے اتارا]۔ **فَضَّلَ** [اس نے فضیلت دی]۔ **قَرَّبَ** [اس نے قریب کیا]۔

كَذَّبَ [اس نے جھٹلایا]۔(کسی پیغمبر نے یہ دعوت دی! کہ دیکھو اللہ ایک ہے اور آخرت میں تم سے حساب و کتاب لیا جائے گا۔مخالفت میں کسی شخص نے اُٹھ کر پیغمبر کو کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔اس شخص کے اس عمل کو کہیں گے۔كَذَّبَ کہ اس نے کسی دوسرے کو جھوٹا قرار دیا یعنی کسی سچے کو جھوٹا قرار دینا یا جھٹلانا

كَفَّلَ [اس نے کفالت کی]۔ **بَدَّلَ** [اس نے تبدیل کیا]۔ **كَرَّمَ** [اُس نے عزت دی] اور **كَرَّمْنَا** [ہم نے عزت دی]۔

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ..(بنی اسرائیل:70/17)[یقیناً یقیناً ہم نے آدمؑ کے بیٹوں کو عزت دی]۔یہ تو ان کی بدقسمتی ہے کہ وہ اپنے جیسی مخلوق کے سامنے جبینِ ناز کو جھکا کر اپنی عزت کو برباد کر لیں ورنہ ہم نے انہیں اشرف المخلوقات بنایا ہے۔

يَسَّرَ [اس نے آسان کر دیا] اور **يَسَّرْنَا** کا معنیٰ [ہم نے آسان کر دیا]۔قرآن مجید میں ہے! **وَلَقَدْ** [اور یقیناً یقیناً]..(القمر:17/54) **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ** ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو ذکر کو(صراطِ مستقیم کی) یاد دہانی کے لیے۔

كَلَّمَ [اس نے گفتگو کی بات چیت کی]۔جیسے سورۃ النساء میں فرمایا! **وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا**..(النساء:164/4)۔[اور موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَبَّحَ [اس نے تسبیح بیان کی]۔ اس نے اللہ کو ہر عیب سے پاک قرار دیا (سبحان اللہ کہہ کر)۔ کَبَّرَ [اس نے کبریائی بیان کی] اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر۔

بَلَّغَ [اس نے تبلیغ کی/پہنچایا]۔ حَرَّمَ [اس نے حرام قرار دیا]۔ بَشَّرَ [اس نے بشارت دی/خوشخبری دی]۔

فَصَّلَ [اس نے تفصیل سے بیان کیا]۔ قَدَّمَ [اس نے آگے کیا/یعنی اس نے ترجیح دی]۔

ثلاثی مزید فیہ کے تیسرے ③ باب کے فعل ماضی کا وزن: فَاعَلَ

فَاعَلَ میں بھی چار حروف ہیں (ف ا ع ل)۔ اس ردھم/ڈائی سے ظاہر ہے کہ شروع میں زبر [ـَ] پھر الف [ا] تیسرے حرف پر پھر زبر [ـَ] اور چوتھے حرف پر بھی زبر [ـَ] ہوتی ہے۔ [ـَ ا ـَ ـَ]۔

مصدر: انگلش میں Verb کی پہلی فارم (Frist Form) کے شروع میں To لگا دینے سے جو اسم بنتا ہے اس کو مصدر کہتے ہیں۔ لہٰذا مصدر فعل کے نام (اسم) کو کہتے ہیں۔ **مثلاً**: to go [جانا]۔ to write [لکھنا]۔ to stand [کھڑا ہونا] وغیرہ۔ اردو زبان میں مصدر کے آخر میں [نا] آتا ہے جیسے بیٹھنا، اٹھنا، جانا، آنا، وغیرہ۔ آگے سبق میں آنے والے الفاظ کا مصدری ترجمہ کریں گے۔

قَاتَلَ [لڑائی کرنا]۔ جَاهَدَ [جہاد کرنا]۔ (لفظی معنٰی ہے اس نے جہاد کیا)۔ هَاجَرَ [ہجرت کرنا]۔

نَافَقَ [منافقت کرنا]۔ خَاطَبَ [گفتگو کرنا/ کسی سے مخاطب ہونا]۔ عَاقَبَ [سزا دینا۔ لفظی معنٰی ہے اس نے سزا دی]

ثلاثی مزید فیہ کے چوتھے ④ باب کے فعل ماضی کا وزن: تَفَعَّلَ

تَفَعَّلَ کا مطلب ہے ایسا فعل ماضی جس میں پانچ (5) حروف ہوں۔ (ت ف ع ع ل) پہلے حرف (ت) پر زبر [ـَ] دوسرے حرف (ف) پر زبر [ـَ]، تیسرے حرف (ع) پر شد اور اس پر زبر [ـَّ]، اور آخری حرف (ل) پر بھی زبر [ـَ] ہو (تَ ـَ ـَّ ـَ)۔ **تَفَعَّلَ** کے وزن پر آنے والے چند افعال:۔

تَدَبَّرَ [اس نے تدبر کیا]۔ تَعَلَّمَ [اس نے سیکھا]۔ تَهَجَّدَ [تہجد ادا کرنا]۔ تَفَكَّرَ [تفکر کرنا، غور و فکر کرنا]۔

تَقَبَّلَ [قبول کرنا]۔ تَبَسَّمَ [مسکرانا/تبسم کرنا]۔ تَمَتَّعَ [فائدہ اٹھانا]۔ جس سفر حج میں پہلے عمرہ کر لیا جائے اور پھر عمرے کے بعد احرام کھول لیا جائے اور 7 ذوالحجہ تک باقی درمیانی دنوں سے کچھ فائدہ اٹھا لیا جائے اور پھر 8 ذوالحجہ کو دوبارہ احرام باندھ کر حج ادا کر لیا جائے اس حج کو حَجِّ تَمَتُّعْ کہتے ہیں۔ (ایک ہی سفر سے فائدہ اٹھا لیا جائے)۔ تَرَبَّصَ [انتظار کرنا/کوئی مہلت گزارنا]۔ تَكَبَّرَ [اس نے تکبر کیا]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَکَلَّفَ [تکلف سے کام لینا۔اپنے آپکو مصیبت میں ڈالنا]۔جیسے کہتے ہیں تکلف مت کیجئے (مشقت میں مت ڈالئے)۔

تَشَبَّهَ [مشابہت اختیار کرنا]۔ **تَوَکَّلَ** [توکل کرنا،بھروسہ کرنا]۔

ثلاثی مزید فیہ کے پانچویں ⑤ باب کے فعل ماضی کا وزن: تَفَاعَلَ

تَفَاعَلَ ایسا فعل ماضی جس میں پانچ حروف ہوں (ت ف ا ع ل)۔ان میں سے تین تو فعل کے اصلی حروف ہیں اور دو حروف تا[ت] اور الف[ا] زائد حروف ہیں۔الف کے علاوہ باقی چاروں حروف پر زبر[َ] آتی ہے (تَ َ ا َ َ)۔تین حروف کا ایک گروپ ایک مادہ (ح س د) ہے حَسَدَ ثلاثی مجرد کا ماضی ہے لیکن ہم نے اس مادے کو تَفَاعَلَ کی ڈائی سے گزار کر ثلاثی مزید فیہ کی دنیا میں اندر لانا ہے۔ایک حساب / ریاضی (Mathematic) کا طریقہ ہے۔(ح س د) مادہ ہے اس مادے کا پہلا حرف [ح] تَفَاعَلَ کے حرف (ف) کے نیچے آئے گا۔(ح س د) کا دوسرا حرف [س] تَفَاعَلَ کے حرف (ع) کے نیچے آئے گا اور (ح س د) کا تیسرا حرف [د] جو مادے کا تیسرا حرف ہے وہ تَفَاعَلَ کے حرف (ل) کے نیچے آجائے گا۔تا[ت] اور الف[ا] زائد حروف ہیں ان کو جوں کا توں نیچے اتار لیں گے۔لمبی وال تا (ت) (ح س د) کے شروع میں اور الف (ا) حا (ح) کے بعد یعنی نئے بننے والے فعل میں تیسرے نمبر پر لگے گا۔جو نوک پلک فعل ماضی کے پہلے صیغے کی ڈائی کی ہوتی ہے وہی نوک پلک اس میں ڈالے جانے والے مواد کی بن جاتی ہے۔جو نوک پلک (تَفَاعَلَ) کی تھی وہی (ح س د) کی بن جائے گی۔یعنی پہلے زبر[َ] پھر زبر[َ] آگے الف۔(الف پر کچھ نہیں ہوتا اسی لئے اسے الف کہتے ہیں) پھر زبر[َ] پھر زبر[َ]۔

تَ فَ ا عَ لَ (تَفَاعَلَ)

تَ حَ ا سَ دَ (تَحَاسَدَ)

(ج ہ ل) سے تَجَاهَلَ بنے گا۔ (خ ص م) سے تَخَاصَمَ بنے گا۔

تَظَاهَرَ..[ظاہر ہونا]۔ **تَغَافَلَ**..[غفلت سے کام لینا]۔ **تَجَاهَلَ**..[جاہل ہونا / نادان ہونا] کسی چیز سے ناواقف ہونا۔

تَشَابَهَ..[کسی چیز جیسا ہونا / کسی کے مشابہ ہونا]۔ایک دوسرے جیسے ہوئے ایک دوسرے جیسے بن گئے۔اخلاق میں برائی میں بھی وغیرہ۔

تَعَارَفَ..[پہچان حاصل کرنا / معرفت حاصل کرنا]۔ **تَقَابَلَ**..[تقابل کرنا / جھگڑا کرنا]۔

تَبَاغَضَ..[بغض رکھنا / اپنے دل میں کسی کے خلاف کینہ رکھنا / ایسے ہی جلتے کڑھتے رہنا]۔ **تَدَابَرَ**..[پیٹھ پھیرنا]۔کہنا یہ ہے کہ ناراض ہونے سے فلاں نے فلاں سے پیٹھ پھیر لی / رخ پھیر کے چلا گیا۔ **تَفَاخَرَ**..[فخر کرنا]۔ **تَحَاكَمَ**..[کسی سے فیصلہ کروانا]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خ ل ف) سے اِخْتَلَفَ بنے گا۔[اختلاف کرنا]۔خَلْفَ کہتے ہیں پیچھے کو۔ اَمَامَ الْمُعَلِّمِ[استاد کے سامنے]اور خَلْفَ الْمُعَلِّمِ[استاد کے پیچھے]۔خَلَفَ کا معنیٰ [پیچھے آنا]۔فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ..[پیچھے ان کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کی پیروی شروع کر دی]۔

اِخْتَلَفَ [اہتمام سے کسی کے پیچھے آنا]۔یعنی ایک بندے نے کوئی بات کہی اور کہہ کر چلا گیا، اس سے کسی نے اختلاف نہ کیا۔یعنی اس کے پیچھے کوئی نہیں گیا۔لیکن اگر کسی نے کوئی بات کہی، کوئی شخص اٹھا۔کہا ٹھہریئے میری بات سن جایئے، مجھے آپ کی بات سے اتفاق نہیں ہے۔اس کو کہتے ہیں اہتمام کے ساتھ کسی کے پیچھے آنا۔یعنی کسی سے اختلاف کرنا، کسی کا تعاقب کرنا، پیچھا کرنا۔فلاں فلاں کے پیچھے پڑ گیا۔کوئی سرکاری بیان آیا، پوری قوم اس کے پیچھے پڑ گئی۔پوری قوم نے اس سے اختلاف کیا۔لہذا اِخْتَلَفَ کا لفظی معنیٰ [اہتمام سے کسی کے پیچھے پڑ جانا/اس سے اختلاف کرنا] ہوگا۔

نوٹ: اِفْتَعَلَ کے ردھم پر استعمال ہونے والے ہر فعل ماضی میں دوسرا چوتھا اور پانچواں حرف مادے کا ہوگا۔

اس طرح اِجْتَهَدَ کا مادہ (ج ہ د) ہوگا۔اگر اِجْتَهَدَ کو ڈکشنری میں سے تلاش کرنا ہو تو (ج ہ د) کی فہرست/صفحے میں سے ملے گا۔اور اگر اِجْتَمَعَ کو تلاش کرنا ہے تو (ج م ع) کی فہرست/صفحے میں سے ملے گا۔

(ج ہ د) سے باب افتعال یعنی اس کے وزن اِفْتَعَلَ پر اِجْتَهَدَ بنے گا۔جَهَدَ[اس نے کوشش کی]اور اِجْتَهَدَ [اس نے اہتمام سے کوشش کی]۔کسی چیز کو اہمیت دے کر محنت کرنا، کوشش کرنا۔

اِجْتَمَعَ[جمع ہونا/اکٹھے ہونا]۔ اِجْتَمَعَ النَّاسُ[لوگ اکٹھے ہوئے]۔یعنی کسی مقصد کے لئے اہتمام سے اکٹھے ہونا۔

اِكْتَسَبَ [(اہتمام سے) کمانا]۔ اِقْتَتَلَ[(اہتمام سے تیاری کے ساتھ) لڑائی کرنا]۔

اِخْتَلَفَ[اختلاف کرنا(اہتمام سے کسی کے پیچھے پڑ جانا)]۔ اِعْتَرَفَ[اعتراف کرنا]۔

اِعْتَذَرَ[اعتذار/یعنی معذرت کرنا]۔ اِجْتَنَبَ[اجتناب کرنا/پرہیز (Avoid) کرنا]۔

اِمْتَحَنَ[امتحان لینا/جانچنا/پرکھنا/آزمانا]۔

اِبْتَدَعَ [کوئی چیز ایجاد کرنا]۔اگر دین میں بھی کوئی عبادت کرنے کا نیا طریقہ ایجاد کر لیا جائے تو اس کو بِدْعَةٌ کہتے ہیں۔

اِخْتَصَمَ [جھگڑا کرنا]۔ اِسْتَمَعَ [توجہ سے سننا]۔ اِلْتَفَتَ[متوجہ ہونا]۔

اِلْتَقَمَ [لقمہ بنانا/کسی چیز کو نگل لینا]۔قرآن پاک میں ہے فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ(الصفت:142/37)[نگل لیا اس کو مچھلی نے]۔

اِنْتَقَمَ [انتقام لینا]۔ اِنْتَشَرَ[منتشر ہو جانا]۔ اِنْتَشَرَ النَّاسُ لوگ منتشر ہو گئے/بکھر گئے/پھیل گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت کا یہ اصول دنیاوی چیزوں میں نہیں ہوتا۔ **مثلاً**: کوئی شخص اونٹ کی جگہ اب کار استعمال کرتا ہے ظاہر ہے وہ شخص کار کو دین کا حصہ سمجھ کر تو استعمال نہیں کرتا یا باعث ثواب سمجھ کر تو استعمال نہیں کرتا۔ اسی طرح کوئی شخص کپڑے کسی طرح کے پہنتا ہے کوئی کسی طرح کے پہنتا ہے۔ کسی نے آج تک نہیں کہا کہ اس طرح کپڑا پہنا جائے تو زیادہ ثواب ہوگا۔ اُس طرح پہنا جائے تو کم ثواب ہوگا۔ لیکن دین کا حصہ سمجھ کر کوئی نیا کام کرنا جس کی مثال عہد نبوی میں نہ ہو، عہد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں نہ ہو، اس کو **بِـدْعَةٌ** کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ شوق ہوتا ہے بالخصوص ہمارے ہاں مذہبی پیشواؤں کو یہ بڑا شوق ہوتا ہے کہ کوئی نئی چیز ایجاد کر لی جائے اور وہ بھی رائج ہو جائے تو بڑا خوش ہوتے ہیں۔ دیکھیے ہماری بنائی ہوئی دُعا رائج ہوگئی ہے۔ ہمارا اپنا بنایا ہوا درود رائج ہوگیا، ہماری بنائی ہوئی **ایک عبادت** رائج ہوگئی ہے۔ یہ ایک انتہائی خطرناک رجحان ہے جو انسان کے دین کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ ایسا کرنے والا بھی اور ایجاد کردہ بدعت کو قبول کرنے والا بھی اپنے دین کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں **گناہ** تو گناہ ہی ہے۔ نماز کی جماعت شروع کرنے سے پہلے تکبیر پڑھنا ایک سنت (نیکی) ہے۔ [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] ۔ کوئی شخص نماز جنازہ سے پہلے کہے کہ رک جاؤ، مجھے تکبیر پڑھ لینے دو، کوئی کہے رک جاؤ مجھے اذان کہہ لینے دو۔ تکبیر کہنا ایک نیکی ہے۔ اذان کہنا ایک نیکی ہے۔ نماز جنازہ سے پہلے کوئی کہے رک جاؤ، مجھے آیۃ الکرسی پڑھ لینے دو، مجھے سورۃ فاتحہ پڑھ لینے دو، مجھے سورۃ یٰس کی ابتدائی آیات پڑھ لینے دو، مجھے سورۃ اخلاص پڑھ لینے دو، کیا نماز جنازہ سے پہلے کسی کو اجازت دی جائے گی؟ قطعاً نہیں۔

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا! **شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ** (رواہ مسلم ؛ کتاب الجمعة، باب رفع الصوت بالخطبة)

ترجمہ: [سب سے بدترین کام دین میں نئی ایجاد ہے۔ ہر نئی ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے]۔ جبکہ حدیث کی کتاب نسائی میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: **وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ** (رواہ سنن النسائی) [اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے]۔

سنت رسول ﷺ سے ہٹ کر نئے طریقہ سے عبادت کا انجام انتہائی خطرناک ہے اور وہ جہنم کی آگ ہے۔ اسی لئے فرمایا: **شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا**.. سب سے بدترین کام دین میں نئی ایجاد ہے۔

نوٹ: جس فعل ماضی میں یا جس فعل مضارع کے پہلے صیغے میں پانچ حروف ہوں گے۔ (اِنْفَعَلَ کے علاوہ) اس کا [دوسرا]، [چوتھا] اور [پانچواں] حرف مادے کا ہوگا۔ يُجَاهِدُ کا مادہ (ج ہ د) اور يَكْتَسِبُ کا مادہ (ک س ب) ہے۔ عربی زبان کی گرامر بالکل ریاضی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے۔ ویسے ہی نہیں اللہ رب العزت کی نظرِ انتخاب اپنے آخری پیغام کے لئے عربی زبان پر پڑ گئی۔ اس زبان کی بہت سی خوبیاں ہیں۔ ایک اور خوبی جو آخری سبق (Chapter) میں سامنے آئے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاثی مزید فیہ افعال کے پہلے صیغوں میں پانچ حروف والی چار ڈائیاں ہیں۔ تین پڑھ لیں ہیں، چوتھی کا طریقہ ذرا مختلف ہے۔

ثلاثی مزید فیہ کے ساتویں 7 باب کے فعل ماضی کا وزن: اِنْفَعَلَ

جو فعل ماضی اِنْ سے شروع ہو رہا ہو جیسے: اِنْقَطَعَ، اِنْقَلَبَ، اِنْكَسَرَ، اِنْكَشَفَ، اِنْصَرَفَ اس وزن میں شروع کے دو حرفوں کا مجموعہ اِنْ زائد ہوتا ہے اور بعد والے تین حروف مادے کے ہوتے ہیں۔

اس لحاظ سے اِنْكَشَفَ کا مادہ (ک ش ف)، اِنْصَرَفَ کا مادہ (ص ر ف) اور اِنْكَسَرَ کا مادہ (ک س ر) ہے۔

اِنْفَعَلَ کا وزن باب اِنْفِعَالٌ کے ماضی کے پہلے صیغے کا وزن ہے۔ اس میں آنے والے فعل کا مادہ معلوم کرنے کے لئے ان کے شروع میں آنے والے دو حروف اِنْ کو ہٹاتے جائیں باقی جو حروف بچیں گے وہ مادے کے ہوں گے۔ چنانچہ شروع سے اِنْ ہٹانے کے عمل کے بعد اِنْقَطَعَ کا مادہ (ق ط ع)، اِنْقَلَبَ کا مادہ (ق ل ب)، اِنْحَرَفَ کا مادہ ح ر ف ہے اور اِنْفَجَرَ کا مادہ (ف ج ر) ہے۔

اِنْقَطَعَ [منقطع ہو جانا، کٹ جانا]۔ اِنْقَطَعَ الْحَبْلُ [رسی کٹ گئی]۔ اِنْقَطَعَ الْخَطُّ [لائن کٹ گئی]۔ اَلْخَطُّ [لائن]۔

اِنْقَلَبَ [پلٹ جانا]۔ حالات بھی جب پلٹا کھا جائیں یعنی پلٹ جائیں تو اسے بھی انقلاب کہا جاتا ہے۔

اِنْحَرَفَ [پھر جانا / واپس چلے جانا]۔ اِنْكَشَفَ [کھل گیا / ظاہر ہو گیا]۔ اِنْكَشَفَ السِّرُّ راز کھل گیا۔

اِنْكَسَرَ [ٹوٹ جانا]۔ اِنْكَسَرَ الْبَابُ [دروازہ ٹوٹ گیا]۔ اِنْكَسَرَ الْقَلَمُ [قلم ٹوٹ گیا]۔

اِنْفَجَرَ [بہہ نکلنا]۔ اِنْفَجَرَ الْمَآءُ مِنَ الْاَرْضِ [پانی زمین سے بہہ نکلا]۔ اِنْفَجَرَ الْمَآءُ مِنَ الْعَيْنِ۔ اَلْعَيْنُ چشمہ کو کہتے ہیں [پانی چشمے سے بہہ نکلا]۔

ثلاثی مزید فیہ کے آٹھویں 8 باب کے فعل ماضی کا وزن: اِسْتَفْعَلَ

اس فعل ماضی کے پہلے صیغے کی ڈائی میں چھ حروف استعمال ہوتے ہیں۔ پہلے تین زائد حروف ہیں اور آخری تین مادہ (Root) کے حروف ہیں۔

اِ سْ تَ فْ عَ لَ [اِ سْ تَ ـْ ـَ ـَ] اِسْتَفْعَلَ

چھ سے زیادہ حروف والا کوئی فعل ماضی نہیں ہے۔ ان افعال کا ایک مخصوص ردھم ہے مخصوص وزن اِسْتَفْعَلَ ہے اور اسی وزن پر اِسْتَغْفَرَ، اِسْتَرْزَقَ، اِسْتَمْتَعَ ہیں۔ ان الفاظ کا مادہ معلوم کرنے کا طریقہ سب سے زیادہ آسان ہے۔ کل چھ حروف ہوتے ہیں تین دائیں طرف کر لیجئے اور تین کو بائیں طرف کر دیجئے۔ دائیں طرف والے زائد حروف ہوں گے اور بائیں طرف والے مادے کے حروف ہوں گے۔ مثال کے طور پر اِسْتَطْعَمَ، کے چھ حروف ہیں۔ (ا س ت) ان تین کو دائیں طرف کر دیجئے اور (ط ع م) کو بائیں طرف۔ چنانچہ اِسْتَطْعَمَ ڈکشنری میں مادے کے تین حروف (ط ع م) کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست میں سے ملے گا۔

جس فعل کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں چھ حروف استعمال ہو رہے ہوں اس میں طلب کرنے کا / چاہنے کا / خواہش کرنے کا / کسی چیز کو حاصل کرنے کا معنیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔

اِسْتَغْفَرَ ۔ اس نے بخشش طلب کی **اِسْتَرْزَقَ** اس نے رزق طلب کیا۔

اِسْتَمْتَعَ اس نے فائدہ حاصل کیا۔ یہاں حاصل (Gain) کرنے کرنے کا معنیٰ پیدا ہو گیا ہے۔

اِسْتَطْعَمَ [اس نے کھانا طلب کیا]۔ اگر **اِسْتَطْعَمَا** ہو یعنی لفظ کے آخر میں الف [ا] ہو تو پھر معنیٰ کریں گے کہ [ان دو نے کھانا طلب کیا]۔ جناب موسیٰ اور جناب خضر علیہما السلام نے جب بستی والوں سے کھانا طلب کیا تھا تو قرآن مجید نے کہا! **اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا** (الکهف: 77/18) [ان دونوں نے ان (بستی والوں) سے کھانا طلب کیا]۔ ضمیر ھَا آیت میں اَلْقَرْيَةَ [بستی] کی طرف لوٹ رہی ہے جس کا ذکر آیت کے ابتدائی حصہ میں ہوا ہے۔

اِسْتَكْبَرَ ۔ [اس نے بڑا بننا چاہا]۔ اس نے بڑا بننے کی خواہش کی یعنی وہ بڑا بن نہیں گیا۔ ایسا شخص جو بڑا بننا چاہتا ہے، بڑا بننے کی خواہش کرتا ہے دوسروں کو حقیر سمجھتے ہوئے وہ بڑا بن نہیں جاتا بلکہ وہ تو اللہ کی نگاہوں سے بھی گر جاتا ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں بھی۔ وہ بڑا بنا نہیں بلکہ [اس نے بڑا بننے کی خواہش کی]۔

www.KitaboSunnat.com

اِسْتَنْصَرَ ۔ [اس نے مدد طلب کی]۔

اِسْتَعْجَلَ ۔ [اس نے جلدی کی خواہش کی]۔ یعنی جلدی نہیں کی بلکہ جلدی کرنے کی خواہش کی۔

اِسْتَفْتَحَ ۔ [اس نے کھولنے کا مطالبہ کیا (خود نہیں کھولا بلکہ کسی سے مطالبہ کیا کہ وہ دروازہ کھول دے)]۔

اِسْتَبْدَلَ ۔ [اس نے تبدیلی کی خواہش کی]۔ جب بنی اسرائیل نے من وسلویٰ کے بجائے پیاز وغیرہ کھانے کی خواہش کی تو ان کے اس عمل کے لئے قرآن مجید میں یہ فعل استعمال ہوا۔

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ (البقرۃ: 61/2) [موسیٰ نے فرمایا، بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز کیوں طلب کرتے ہو!]۔

اِسْتَخْلَفَ ۔ [اس نے نمائندہ بنانا چاہا]۔ وہ نمائندہ بنا نہیں بلکہ نمائندہ بنانا چاہا۔

اِسْتَشْهَدَ ۔ [اس نے گواہی طلب کی] خود گواہی دی نہیں بلکہ گواہی کا مطالبہ کیا۔

اِسْتَخْرَجَ ۔ [اس نے نکلنے کا مطالبہ کیا] خود نہیں نکلا بلکہ کسی سے کہا کہ نکال دو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسْتَاْخَرَ۔[اس نے پیچھے ہٹنے کی خواہش کی]۔ اِسْتَقْدَمَ۔[اس نے آگے بڑھنے کی خواہش کی]۔

نوٹ نمبر ⓘ ہر ڈائی میں فعل کے تین حروف (ف ع ل) ہر صورت میں موجود ہوتے ہیں۔کوئی بھی ڈائی ان تین حرفوں کے بغیر نہیں بن سکتی۔ تمام اوزان میں موجود تین حروف (ف ع ل) اصل میں ہر باب کے وزن میں موجود مادے کے حروف کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔ **مثلاً:**

اَفْعَلَ میں مادے کے حروف 2 ، 3 اور 4 نمبر پر ہیں۔

فَعَّلَ میں مادے کے حروف 1 ، 3 اور 4 نمبر پر ہیں۔

فَاعَلَ میں مادے کے حروف 1 ، 3 اور 4 نمبر پر ہیں۔

تَفَعَّلَ میں مادے کے حروف 2 ، 3 اور 5 نمبر پر ہیں۔

تَفَاعَلَ میں مادے کے حروف 2 ، 4 اور 5 نمبر پر ہیں۔

اِفْتَعَلَ میں مادے کے حروف 2 ، 4 اور 5 نمبر پر ہیں۔

اِنْفَعَلَ میں مادے کے حروف 3 ، 4 اور 5 نمبر پر ہیں۔

اِسْتَفْعَلَ میں مادے کے حروف 4 ، 5 اور 6 نمبر پر ہیں۔

نوٹ نمبر ⓘⓘ فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہو یا فعل مضارع کا، اگر اس میں چار حروف ہوں، پانچ ہوں یا چھ ہوں ان میں سے جو **آخری دو حروف** ہوں گے وہ لازماً مادے کے ہوں گے۔ تیسرا حرف تلاش کرنا ہوگا۔ تَعَاوَنَ کا مادہ (ع و ن) ہے۔ تَعَاوَنَ ڈکشنری میں (ع و ن) سے ملے گا۔ بلکہ (ع و ن) مادے سے بننے والے جتنے بھی فعل قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ سارے (ع و ن) میں سے ملیں گے۔

نوٹ نمبر ⓘⓘⓘ اگر ثلاثی مزید فیہ کے فعل ماضی کے پانچ حروف والے پہلے صیغے کے شروع کے دو لفظ چاہے [اِن] ہی ہوں اور ساتھ ہی تیسرا حرف [تَ] ہو تو اس فعل کا تعلق باب انفعال سے نہیں بلکہ **باب افتعال** سے ہوگا۔ جیسے اِنْتَشَرَ ، اِنْتَقَمَ وغیرہ۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ کریں اور ان میں موجود ثلاثی مزید فیہ کے ہر فعل کے باب کا نام، اس کا وزن اور صیغہ بتائیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

1 اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ (الرحمٰن:55/1-2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ نہیں کہا بلکہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کہا۔اس میں اشارہ ہے کہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت کیا ہے کہ وہ کسی کو قرآن سکھا دے۔رحمان نے قرآن کی تعلیم دی (سکھایا)۔اللہ نے اس آیت کو اپنی صفت سے شروع کیا کہ یہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت ہے (اس کی رحمانیت ہے)۔رحمان کا مطلب وہ ہستی جو سب سے زیادہ رحم کرنے والی ہو اور اس کی سب سے بڑی رحمت یہی ہے کہ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔

ترجمه: رحمٰن نے قرآن سکھایا۔

2 عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرة:31/2)

عَلَّمَ[اس (اللہ) نے سکھائے]۔اٰدَمَ [آدمؑ کو]۔اَلْاَسْمَآءَ[نام]۔كُلَّهَا [سب کے سب]۔كُلَّهَا میں ضمیر هَا اسم اَلْاَسْمَآءَ کی طرف لوٹ رہی ہے۔اَلْاَسْمَآءَ جمع مکسر ہے اس لئے اس کے لئے استعمال ہونے والی ضمیر واحد مؤنث ہے۔

ترجمه: اسی (اللہ) نے سکھائے آدم علیہ السلام کو سب کے سب نام۔

3 نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ (آل عمران:3/3)

نَزَّلَ ۔[اس (اللہ) نے نازل کی]۔عَلَيْكَ[آپ پر]۔اَلْكِتَابَ [کتاب]۔بِالْحَقِّ [حق کے ساتھ]۔حَقّ جو صرف سچ ہی نہ ہو بلکہ سچ کا معیار اور کسوٹی ہو۔آج اگر ہم پہچاننا چاہیں کہ کون سا عقیدہ درست ہے اور کون سا غلط، کون سی بات صحیح ہے اور کونسی بات غلط تو ہمارے پاس معیار اور کسوٹی قرآن مجید ہے۔اس لئے کہا نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ اس (اللہ) نے آپ ﷺ پر حق کے ساتھ (یعنی سچ کے معیار اور کسوٹی کے ساتھ ایسے ضابطوں کے ساتھ جو صحیح اور غلط کی کسوٹی ہیں) کتاب نازل کی۔

ترجمه: اس (اللہ) نے کتاب کو تجھ (آپ ﷺ) پر حق کے ساتھ اتارا۔

4 اَللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ (النحل:71/16)

رِزْق سے مراد کوئی بھی مادی نعمت ہو یا معنوی نعمت ہو۔اَللّٰهُ فَضَّلَ [اللہ نے فضیلت دی]۔بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ [تم میں سے بعض کو بعض پر]۔فِي الرِّزْقِ [رزق میں]۔مادی نعمتوں میں یعنی صحت میں، علم میں، اقتدار میں، کسی کو صحت عطا کر دی لیکن مال و دولت کی فراوانی سے محروم کر دیا، کسی کو مال و دولت کی فراوانی عطا کر دی لیکن صحت سلب کر لی۔میٹھا کھا پی نہیں سکتا کیونکہ شوگر کا مریض ہے۔

ترجمه: اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی۔

5 وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ۔(القمر:17/54)

وَلَقَدْ [اور یقیناً یقیناً]۔يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ [ہم نے خوب آسان کر دیا ہے قرآن کو]۔لِلذِّكْرِ[یاد دہانی کے لئے، نصیحت حاصل کرنے کے لئے]۔ حَفِظَ کہتے ہیں پہلی دفعہ کسی چیز کو یاد کرنے کو اور ذِكْر کہتے ہیں کہ کسی چیز کا تصور پہلے سے انسان کے ذہن میں موجود ہو۔بس اسے از سرِ نو یاد دہانی کی ضرورت ہو۔یہاں لِلذِّكْرِ کا لفظ استعمال کیا ہے کہ قرآن مجید کی پیش کردہ دعوت کوئی نئی دعوت نہیں ہے، کوئی اجنبی دعوت نہیں ہے۔اس کا تصور پہلے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے ذہن میں، انسان کی فطرت میں موجود ہے۔اللہ کی تعریف کا تصور، آخرت کا تصور، نیکی کا تصور، جھوٹ بولنے کی ممانعت کا تصور یہ سب پہلے سے سلیم الفطرت انسان کی فطرت کا حصہ ہیں۔قرآن صرف نئے سرے سے یاددلا دیتا ہے۔دیکھو!تم بھول رہے ہوتمہاری تخلیق کا یہ مقصد ہے۔اللہ سے تم یہ وعدہ کر کے آئے ہو۔اس وعدے کوتم بھلا چکے ہو۔قرآن مجید کوئی نئی اوراجنبی دعوت پیش نہیں کرتا جوانسان پر زبردستی مسلط کی جارہی ہو۔

ترجمہ: اور یقیناً یقیناً ہم نے قرآن کو یاددہانی کے لئے آسان کیا ہے۔

6 سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الحشر:1/59)

سَبَّحَ ۔[تسبیح بیان کی]۔لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔[اللہ کیلئے ہر اس چیز نے جوآسمانوں اورزمین میں ہے]۔زمین کا، کائنات کا،ایک ایک ذرہ اللہ کی تسبیح بیان کررہا ہے۔

ترجمہ: اللہ کی تسبیح بیان کی (اس نے) جوکچھ آسمانوں اورزمین میں ہے۔

7 اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔(التوبہ:19/9)

اَجَعَلْتُمْ اصل میں (اَ+جَعَلْتُم) ہے۔ اَ[کیا]+ جَعَلْتُمْ [تم نے بنالیا ہے]۔سِقَايَةَ الْحَآجِّ [حاجیوں کو پانی پلانے کو]۔سِقَايَه پانی پلانے کو کہتے ہیں۔اسی سے لفظ سَاقِيْ، سَقَّه وغیرہ بنتے ہیں۔وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ [اورمسجد حرام کی تعمیر/ آباد کرنے کو]۔كَمَنْ (کَ+ مَنْ) =کَ[مانند]۔ مَنْ [جو]۔[اس شخص کی مانند جو]۔اٰمَنَ بِاللّٰهِ [ایمان لایا اللہ پر]۔وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ [اورآخری دن پر]۔وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [اوراس نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں]۔ابوجہل اورابولہب بڑے فخر کا اظہار کیا کرتے تھے کہ سب کچھ تو ہمارے پاس ہے۔سب سے بڑے عہدے اورمناصب تو ہمارے پاس ہیں۔یہ(مسلمان) بیت اللہ کے وارث کہاں سے پیدا ہوگئے۔حاجیوں کو پانی ہم پلاتے ہیں۔مسجد الحرام کو تعمیر ہم نے کیا ہے، اس کی صفائی کا اہتمام ہم کرتے ہیں۔اللہ نے فرمایا!ان نیکیوں کا کوئی فائدہ نہیں اگرتمہارے دلوں میں اللہ کی توحید اوراس کی کبریائی پراورآخرت پر ایمان نہیں ہے تو پھرتمہاری ان نیکیوں کی میرے ہاں کوئی قدروقیمت نہیں،اگرایمان صحیح نہیں اگراللہ کی توحید اورکبریائی پر ایمان نہ ہوتو بڑی سے بڑی نیکی کی اللہ کے ہاں کوئی قدروقیمت نہیں رہتی(جب تک آخرت پر بھی ایمان ہواور نیکی بھی جب تک صرف اللہ کی خاطر ہی ہو)۔

ترجمہ: کیاتم نے حاجیوں کو پانی پلانے کواورمسجد حرام کی خدمت کرنے کواس کے برابر سمجھ لیا ہے جواللہ پراورآخرت پر ایمان لایااورجس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔

8 تَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا (آل عمران:37/3)

تَقَبَّلَهَا (تَقَبَّلَ [قبول کیا]۔هَا[اس کو])۔ضمیرهَامریم علیہا السلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔تَقَبَّلَهَا[اس نے قبول کیا اس(مؤنث) کو]یعنی مریم علیہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کو۔ رَبُّهَا [اس کے رب نے]۔ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ [اچھا قبول کرنا]۔ ان کی والدہ نے ان کو اللہ کے لئے وقف کیا تو اللہ نے بھی ان کو بڑے اچھے طریقے سے قبول کر لیا۔ وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا۔ اَنْبَتَ لفظی معنٰی نباتات اگانا ہے۔ وَاَنْبَتَ [اور اس نے پرورش کی/اس نے نشوونما کی] (اگایا سے یہاں مراد پرورش کی/اس نے نشوونما کی)۔ هَا [اس کی] یعنی مریم علیہا السلام کی۔ وَاَنْبَتَهَا [اور اس نے پروان چڑھایا اسے]۔ نَبَاتًا حَسَنًا [اچھا پروان چڑھانا]۔ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا [اور کفالت کی، (دیکھ بھال کی) اس کی (مریم علیہا السلام کی) زکریا نے]۔

ترجمہ: اس کو اس کے پروردگار نے اچھی طرح قبول کیا اور بہترین پرورش کی اور اس (مریمؑ) کی کفالت (دیکھ بھال) زکریا نے کی۔

9 تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف:54/7)

تَبٰرَكَ اللّٰهُ۔ [بڑا بابرکت ہے اللہ] رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ [جو سب جہانوں کا رب] ہے۔ خیر و برکات کا منبع و سرچشمہ ہے۔

ترجمہ: اللہ جو سب جہانوں کا رب ہے بڑا بابرکت ہے۔

10 تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ (البقرۃ:118/2)

قُلُوْبٌ جمع مکسر ہے اسی وجہ سے اس کے لئے فعل واحد مؤنث استعمال ہو رہا ہے۔ تَشَابَهَ فعل مذکر ہے اور تَشَابَهَتْ فعل مؤنث ہے۔ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ [ان کے دل ایک دوسرے جیسے ہو گئے]۔ نبی آخر الزمان ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ کے جو مخالفین ہیں ان کے ذہن اور نیتیں بھی سابقہ انبیاء کرام کے مخالفین سے ملتی ہیں یہ بھی وہی حربے آزما رہے ہیں اور اسی طرح کی مخالفتیں کر رہے ہیں۔ اسی طرح کی مزاحمتیں کر رہے ہیں، جس طرح کی مخالفتیں اور مزاحمتیں سابقہ دور کے انبیاء کرام کے مخالفین نے کیں۔

ترجمہ: ان کے دل (ان کی ذہنیتیں) ایک دوسرے جیسے ہو گئے۔

11 فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (الاعراف:136/7)

اس آیت میں فرعون اور آل فرعون کی بات ہو رہی ہے۔ فَ + اِنْتَقَمْنَا [تو ہم نے انتقام لیا]۔ مِنْهُمْ [ان سے]۔ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ۔ [تو ہم نے غرق کر دیا ان کو سمندر میں]۔ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا۔ یہاں بِ (وجہ سے) کے معنٰی میں ہے۔ بِاَنَّهُمْ [اس وجہ سے کہ انہوں نے]۔ كَذَّبُوْا [جھٹلایا]۔ بِاٰيٰتِنَا [ہماری آیات کو ہماری نشانیوں کو]۔ اللہ رب العزت فرعون اور آل فرعون کو کئی معجزے دکھا چکا تھا، کئی نشانیاں دکھا چکا تھا تو فرمایا! ہم نے ان کو سمندر میں غرق کر دیا اس وجہ سے کہ انہوں نے ہماری آیات کی، ہماری نشانیوں کی، ہمارے معجزات کی، ہمارے احکامات اور ضابطوں کی تکذیب کی (جھٹلایا)۔

ترجمہ: تو ہم نے ان سے انتقام لیا تو ہم نے ان کو سمندر میں غرق کر دیا اس وجہ سے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔

12 لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ (النساء:32/4)

مِمَّا اصل میں مِنْ + مَا ہے۔ مِنْ [سے]۔ مَا [جو]۔ تجوید کے مطابق ساکن نون [نْ] کے بعد حرف میم [م] آ رہا ہو تو دونوں کو ایک دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ادغام (Merge) کر کے پڑھتے ہیں۔ مِنْ مَا کی بجائے مِمَّا [اس میں سے جو]۔ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ [مردوں کے لئے حصہ ہے]۔ مِمَّا اكْتَسَبُوا [اس میں سے جوانہوں نے کمایا]۔ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ [اور عورتوں کے لئے حصہ ہے]۔ مِمَّا اكْتَسَبْنَ [اس میں سے جوانہوں نے کمایا]۔ یہاں دنیا کی کمائی اور آخرت کی کمائی بھی مراد ہے۔ دنیا کی جو کمائی ہے وہ مرد بھی کما سکتے ہیں، عورت بھی کما سکتی ہے۔ اس سے آخرت کی کمائی بھی مراد ہے۔

ترجمہ: مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جوانہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جوانہوں نے کمایا۔

13 انْصَرَفُوا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (التوبہ:127/9)

اِنْصَرَفُوْا [وہ پھر گئے/واپس چلے گئے]۔ ایک تمثیلی انداز سے اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ ان لوگوں کے سامنے حق کی دعوت پیش کی گئی۔ وہ حق کی دعوت پر ضد کا مظاہرہ کرتے ہوئے یا اسے اپنے لئے مشکل سمجھتے ہوئے یا اپنی آرام طلبی کے خلاف سمجھتے ہوئے لبیک کہنے کی بجائے واپس چلے گئے۔ اللہ رب العزت کے ہاں کوئی زبردستی کا اصول تو ہے نہیں، ورنہ وہ فرشتوں کو بھیجتا اور پھر جانے والوں سے کہتا تمہاری کیا مجال میرے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔ واپس آؤ۔ لیکن اللہ کے ہاں جبر و اکراہ نہیں۔ وہ شخص جو حق کی دعوت کو قبول نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ اس سے کوئی زبردستی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے لئے وہ راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اِنْصَرَفُوْا [وہ پھر گئے]۔ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ [پھیر دیا اللہ نے ان کے دلوں کو]۔ کسی کو آزادی دے دینا، کسی کے لئے راستہ ہموار کر دینا یہ ہے صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ [اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا] اللہ نے کوئی زبردستی نہیں کی۔

{سورة البقرة میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرة:256/2) [دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے]۔ سورت توبہ میں ارشاد فرمایا! فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکھف:29/18) [جس کا جی چاہتا ہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہتا ہے وہ انکار کر دے]۔ کوئی نہیں ماننا چاہتا ہم اس پر کوئی زبردستی نہیں کیا کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام:144/6) [یقیناً اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا]۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (النحل:107/16) [یقیناً اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا] جو سیدھے راستے پر نہیں چلنا چاہتا اللہ اس کو زبردستی واپس نہیں لاتا}۔

اِنْصَرَفُوْا [وہ پھر گئے]۔ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ [اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا]۔ ان کو آزادی دے دی، انہیں ڈھیل دے دی۔ اب وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ وہ واپس کیوں چلے گئے۔ انہوں نے اس زندگی کے چار روزہ عیش و آرام کو آخرت کی دائمی اور ابدی عیش و آرام پر ترجیح کیوں دی۔ فرمایا! بِاَنَّهُمْ [اس وجہ سے کہ وہ]۔ قَوْمٌ [لوگ ہیں]۔ لَا يَفْقَهُوْنَ [سمجھ سے کام نہیں لیتے]۔ اگر وہ عقل و شعور کو استعمال کرتے تو پھر چار روزہ عیش و آرام کو دائمی عیش و آرام پر ترجیح نہ دیتے۔ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ۔ [اس وجہ سے کہ وہ لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: [وہ پھر گئے (تو پھر) اللہ نے (بھی) ان کے دلوں کو پھیر دیا اس وجہ سے کہ (یہ) وہ لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں]۔

14 اِنْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ (۲۶:۶۳..الشعرا)

اس منظر کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا سمندر پر مارا تھا۔ فرمایا اِنْفَلَقَ [وہ (سمندر) پھٹ گیا]۔ دو حصوں میں بٹ گیا/دو حصوں میں تقسیم ہو گیا[وہ پانی پھٹ گیا]۔ فَكَانَ (فَ + كَانَ) فَ [تو]۔ كَانَ [ہو گیا]۔ كُلُّ فِرْقٍ [ہر ٹکڑا]۔ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ۔ [بڑے تودے/بڑی چٹان کی مانند]۔ دونوں طرف پانی کا پہاڑ کھڑا ہو گیا۔

ترجمہ: وہ (سمندر) پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا ایک بڑے (چٹان) تودے کی طرح ہو گیا۔

15 اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا (الکھف:77/18)

اِسْتَطْعَمَا [ان دونوں (موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام نے) نے کھانا طلب کیا]۔ اَهْلَهَا [اس (بستی) کے رہنے والوں سے] ضمیر هَا اس آیت میں اَلْقَرْيَة کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اَهْلٌ (رہنے والے) کو کہتے ہیں۔ جیسے اہل لاہور (لاہور کے رہنے والے/لاہور کے باشندے)۔

ترجمہ: ان دونوں نے کھانا طلب کیا اس (بستی) کے رہنے والوں سے۔

16 وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (النحل:78/16)

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ یہ جملہ اسمیہ ہے۔ وَاللّٰهُ [اور اللہ نے (یہ اللہ کی قدرت ہے)]۔ اَخْرَجَكُمْ [نکالا تمہیں]۔ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ [تمہاری ماؤں کے شکموں سے]۔ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا [تم نہیں جانتے تھے کچھ بھی]۔ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ [اور اس نے بنائیں تمہارے لئے سننے کی قوت]۔ وَالْاَبْصَارَ [اور دیکھنے کی قوتیں]۔ وَالْاَفْئِدَةَ [اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں]۔ اَلْفُؤَادُ کی جمع اَلْاَفْئِدَةُ ہے۔ اَلْفُؤَادُ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو کہتے ہیں۔ یہی ہیں تین ذرائع علم۔ انسان کچھ باتیں سنتا ہے اسے علم ہو جاتا ہے۔ کچھ چیزوں کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اسے علم ہو جاتا ہے۔ دیکھ کر سن کر وہ غور کرتا ہے اور بہت سے نتائج اخذ کر لیتا ہے۔ انسان کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے اور نتائج اخذ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ذرائع علم کو بیان کیا اور فرمایا، جب تم پیدا ہوئے تھے تمہیں تمام معاملات کا کچھ علم نہیں تھا اللہ نے تمہیں ان تین ذرائع علم سے نوازا۔ اس نے تمہیں ان تینوں صلاحیتوں کو کام میں لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس نے تمہارے لئے سننے کی صلاحیتیں، دیکھنے کی صلاحیتیں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں پیدا کیں۔ تم دیکھتے ہو کائنات کا مشاہدہ کرتے ہو، نتائج اخذ کرتے ہو کہ یہ سیب نیچے ہی کیوں گرا۔ بڑی بڑی ایجادات بنا ڈالتے ہو۔ تو یہ کیا اس لئے ہے کہ تم ایجادات بنا کر ہمارے ہی خلاف سینہ تان کر کھڑے ہو جاؤ۔ ان صلاحیتوں کو عطا کرنے والی ہستی کے خلاف ہی باغیانہ روش اختیار کر لو نہیں! بلکہ اس لئے کہ تا کہ تم اس کا شکر ادا کرو۔ ہم نے یہ صلاحیتیں تم کو اس لئے عطا کیں تا کہ صلاحیتوں کو عطا کرنے والی ہستی کا تم حق پہچانو اور اس کو اس کا حق ادا کرو۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [تا کہ تم شکر ادا کرو]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اللہ نے نکالا تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں سے تم نہیں جانتے تھے کچھ بھی اور اس نے بنائیں تمہارے لئے سننے کی قوت اور دیکھنے کی قوتیں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں تاکہ تم شکر ادا کرو۔

آیت نمبر ① میں فعل ماضی کا صیغہ عَلَّمَ استعمال ہوا ہے جو واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اس کا باب بَابِ تَفْعِیْلٌ ہے۔

آیت نمبر ② میں بھی عَلَّمَ استعمال ہوا ہے۔ واحد مذکر غائب اور باب تَفْعِیْلٌ ہے۔

آیت نمبر ③ میں نَزَّلَ واحد مذکر غائب اور باب تَفْعِیْلٌ ہے۔

آیت نمبر ④ میں فَضَّلَ واحد مذکر غائب اور باب تَفْعِیْلٌ ہے۔

آیت نمبر ⑤ میں یَسَّرْنَا جس کا پہلا صیغہ یَسَّرَ ہے۔ جمع متکلم کا صیغہ اور باب تَفْعِیْلٌ ہے۔

آیت نمبر ⑥ میں سَبَّحَ واحد مذکر غائب اور باب تَفْعِیْلٌ ہے۔

آیت نمبر ⑦ میں جَاهَدَ واحد مذکر غائب اور باب مُفَاعَلَةٌ ہے۔

آیت نمبر ⑧ میں فعل ماضی کے تین صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ [تَقَبَّلَ، اَنْبَتَ، کَفَّلَ] پہلا لفظ تَقَبَّلَ فعل واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور باب تَفْعِیْلٌ ہے۔ دوسرا لفظ اَنْبَتَ فعل واحد مذکر غائب ہے اور باب اِفْعَالٌ ہے۔ تیسرا لفظ کَفَّلَ بھی واحد مذکر غائب ہے اور باب تَفْعِیْلٌ ہے۔

آیت نمبر ⑨ میں تَبَارَکَ، یہ واحد مذکر غائب اور باب تَفَاعَلٌ ہے۔

آیت نمبر ⑩ میں تَشَابَهَتْ جس کا پہلا صیغہ ہے تَشَابَهَ جو فعل واحد مؤنث ہے اور باب تَفَاعَلٌ ہے۔

آیت نمبر ⑪ میں فَ+اِنْتَقَمْنَا۔ جمع مذکر غائب کا صیغہ اِنْتَقَمْنَا ہے جس کا پہلا صیغہ اِنْتَقَمَ اور اس کا تعلق باب اِنْفِعَالٌ سے ہے۔ اسی آیت میں آگے چل کر جمع مذکر غائب کا صیغہ اَغْرَقْنَا ہے جس کا پہلا صیغہ اَغْرَقَ اور تعلق باب اِفْعَالٌ سے ہے۔ اور آگے جمع مذکر غائب کا صیغہ کَذَّبُوْا ہے جس کا پہلا صیغہ کَذَّبَ ہے جو باب تَفْعِیْلٌ سے ہے۔

آیت نمبر ⑫ میں جمع مذکر غائب کا صیغہ اِکْتَسَبُوْا جس کا پہلا صیغہ اِکْتَسَبَ ہے۔ اسی طرح جمع مؤنث غائب کا صیغہ اِکْتَسَبْنَ جس کا پہلا صیغہ بھی اِکْتَسَبَ اور باب اِفْتِعَالٌ ہے۔

آیت نمبر ⑬ میں صیغہ جمع مذکر غائب اِنْصَرَفُوْا جس کا پہلا صیغہ اِنْصَرَفَ اور باب اِنْفِعَالٌ ہے۔ (جہاں تک فعل صَرَفَ کا تعلق ہے تو یہ مزید فیہ نہیں بلکہ ثلاثی مجرد تین حرفوں والا فعل ماضی ہے)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر 14 میں اِنْفَلَقَ صیغہ واحد مذکر غائب اور باب اِنْفِعَالٌ ہے۔

آیت نمبر 15 میں صیغہ تثنیہ مذکر غائب اِسْتَطْعَمَا جس کا پہلا صیغہ اِسْتَطْعَمَ اور باب اِسْتِفْعَالٌ ہے۔

آیت نمبر 16 میں اَخْرَجَ ہے۔صیغہ واحد مذکر غائب اور باب اِفْعَالٌ ہے۔

احادیث:

1 بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا [اللہ کے نام سے ہم نکلے]۔ وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔[اور اپنے رب اللہ پر ہم نے توکل کیا/ بھروسہ کیا]۔ اس حدیث میں خَرَجْنَا ہے اس کا پہلا صیغہ خَرَجَ ہے لیکن اس کا تعلق ثلاثی مجرد (تین حرفوں والا فعل ماضی) سے ہے۔ تَوَكَّلْنَا جمع متکلم ہے اور اس کا پہلا صیغہ تَوَكَّلَ ہے اور تعلق ثلاثی مزید فیہ (تین سے زائد حرفوں والے فعل ماضی) سے ہے۔

2 مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی۔ جس نے تکلفاً مشابہت اختیار کی (ورنہ وہ بھی کھاتے ہیں ہم بھی کھاتے ہیں۔ وہ بھی پہنتے ہیں ہم بھی پہنتے ہیں) تکلفاً کسی کے کلچر کو اپنایا جس کو وہ اپنا دینی شعار سمجھ کر کرتے ہوں اگر وہ کام مسلمانوں میں سے کسی نے کیا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ [جس نے (تکلفاً تصنُّعًا تکلف اور تصنع سے) کسی قوم سے مشابہت اختیار کی]۔ فَهُوَ مِنْهُمْ [تو وہ ان میں سے ہے/ ان کا ہی ہے]۔ وہ اپنا تعلق امتِ مسلمہ سے نہ سمجھے اس کا شمار انہیں میں سے ہوگا۔ اس حدیث میں تَشَبَّهَ فعل استعمال ہوا ہے اور اس کا تعلق بھی ثلاثی مزید فیہ سے ہے۔

3 خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

خَيْرُكُمْ [تم میں سے بہترین] مَنْ [وہ ہے جس نے] تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ [قرآن سیکھا]۔ وَعَلَّمَهُ [اور اس نے سکھایا اس کو (قرآن کو) آگے سکھایا]۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہترین شخص کے اعزاز کا مستحق ہونے کے لئے دونوں پہلوؤں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ سیکھنا بھی سکھانا بھی۔ جو شخص سیکھ لے تو کم از کم کسی ایک کو تو ضرور سکھائے۔ خواہ اس کے اپنے گھر کا فرد ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا اپنا کوئی دوست ہی کیوں نہ ہو۔ پہلے پہل تو شائد اگلے کو سمجھ آئے یا نہ آئے لیکن سکھانے والے کو تو لازماً سمجھ آجائے گی۔ سیکھنے والے کو پھر دوبارہ پڑھا دیا جائے پھر اس کو بھی سمجھ آجائے گی۔ اس حدیث میں تَعَلَّمَ اور عَلَّمَ ثلاثی مزید فیہ سے تعلق رکھنے والے فعل ہیں۔ تَعَلَّمَ میں پانچ حروف اور عَلَّمَ میں چار حروف ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق

سَمِعَ کا مادہ [س م ع] ثلاثی مزید فیہ کے ماضی مضارع کے آٹھ 8 ابواب میں سے باری باری گزارتے ہیں۔

1 اَفْعَلَ، یُفْعِلُ: اَسْمَعَ، یُسْمِعُ۔ اس کا پورا ترجمہ ہے۔ اَسْمَعَ [اس نے سنایا]۔ یُسْمِعُ [وہ سناتا ہے یا سنائے گا] لیکن یہاں مصدری معنٰی کر رہے ہیں یعنی [سنانا]۔ جیسے Go, Went, Gone کا مصدری ترجمہ [جانا] کرتے ہیں۔

2 فَعَّلَ، یُفَعِّلُ: سَمَّعَ، یُسَمِّعُ [اہتمام کے ساتھ (تدریجاً، آہستہ آہستہ (Gradually) سنانا]۔ سَمَّعَ، [اس نے (اہتمام کے ساتھ/تدریجاً، آہستہ آہستہ) سنایا]۔ یُسَمِّعُ [وہ (اہتمام کے ساتھ/تدریجاً، آہستہ آہستہ) سناتا ہے یا سنائے گا]۔

3 فَاعَلَ، یُفَاعِلُ: سَامَعَ، یُسَامِعُ۔ [ایک دوسرے کو سننا یا سنانا] ظاہر ہے ایک سنا رہا ہوگا تو دوسرا سن رہا ہوگا۔ دوسرا سنا رہا ہوگا تو پہلا سن رہا ہوگا۔ سَامَعَ [اس نے دوسرے کو سُنایا]۔ یُسَامِعُ [وہ دوسروں کو سنا رہا ہے یا سنائے گا]۔

4 تَفَعَّلَ، یَتَفَعَّلُ: تَسَمَّعَ، یَتَسَمَّعُ [تکلفاً یا اہتمام سے سننا/توجہ سے سننا]۔ تَسَمَّعَ [اس نے توجہ سے سنا/اہتمام سے سنا]۔ یَتَسَمَّعُ [وہ توجہ سے سن رہا ہے/وہ توجہ سے سنے گا]۔

5 تَفَاعَلَ، یَتَفَاعَلُ: تَسَامَعَ، یَتَسَامَعُ [کثرت سے ایک دوسرے کو سننا یا سنانا] دو شاعر بیٹھے ہوں وہ دونوں چپ نہیں رہ سکتے۔ اس کے لئے استعمال ہوگا۔ تَسَامَعَ، یَتَسَامَعُ۔

6 اِفْتَعَلَ، یَفْتَعِلُ: اِسْتَمَعَ، یَسْتَمِعُ [غور سے، توجہ سے یا اہتمام سے سننا]۔

7 اِنْفَعَلَ، یَنْفَعِلُ: اِنْسَمَعَ، یَنْسَمِعُ لیکن (س، م، ع) کے مادے سے یہ باب استعمال نہیں ہوتا۔

8 اِسْتَفْعَلَ یَسْتَفْعِلُ: اِسْتَسْمَعَ، یَسْتَسْمِعُ۔ [سننے کا مطالبہ کرنا/سننے کی خواہش کرنا] اِسْتَمْعَ۔ [اس نے سننے کا مطالبہ کیا/سننے کی خواہش کی]۔ [وہ سننے کا مطالبہ (خواہش) کر رہا ہے/سننے کا مطالبہ (خواہش) کرے گا]۔

ثلاثی مزید فیہ کے ہر باب کی کوئی نہ کوئی خاصیت (Quality) ہوتی ہے جو اس باب کے اندر آنے والے فعل کے مادے سے بننے والے فعل کے معنٰی میں موجود ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افعال ثلاثی مزید فیہ کے آٹھ (8) ابواب کے اوزان مع خاصیات

باب نمبر	فعل ماضی میں حروف کی تعداد	فعل ماضی	فعل مضارع	مصدر (باب کا نام)	خاصیت	زائد حروف (فعل ماضی کے حوالے سے)
1		اَفْعَلَ	يُفْعِلُ	اِفْعَالٌ	متعدی بنانا	(اَ) ـْـ ـَـ ـَـ
2	4	فَعَّلَ	يُفَعِّلُ	تَفْعِيلٌ/تَفْعِلَةٌ	متعدی+اہتمام+تدریج	ـَـ (ـّـَ) ـَـ
3		فَاعَلَ	يُفَاعِلُ	مُفَاعَلَةٌ/فِعَالٌ	مشارکت	ـَـ (ا) ـَـ ـَـ
4		تَفَعَّلَ	يَتَفَعَّلُ	تَفَعُّلٌ	لزوم+تکلف واہتمام	(تَ) ـَـ ـّـَ ـَـ
5	5	تَفَاعَلَ	يَتَفَاعَلُ	تَفَاعُلٌ	مشارکت+عظمت	(تَ) ـَـ (ا) ـَـ ـَـ
6		اِفْتَعَلَ	يَفْتَعِلُ	اِفْتِعَالٌ	اہتمام	(اِ) ـْـ (ت) ـَـ ـَـ
7		اِنْفَعَلَ	يَنْفَعِلُ	اِنْفِعَالٌ	لزوم	(اِنْ) ـَـ ـَـ ـَـ
8	6	اِسْتَفْعَلَ	يَسْتَفْعِلُ	اِسْتِفْعَالٌ	طلب کرنا	(اِسْتَ) ـْـ ـَـ ـَـ

مصدر کے اوزان / ڈائیاں / ردھم

1 اِفْعَالٌ، 2 تَفْعِيلٌ، 3 مُفَاعَلَةٌ یا فِعَالٌ، 4 تَفَعُّلٌ،

5 تَفَاعُلٌ، 6 اِفْتِعَالٌ، 7 اِنْفِعَالٌ، 8 اِسْتِفْعَالٌ

یہ سب مصدر ہیں اور ابواب کے نام بھی یہی ہیں۔ جس طرح انگلش میں Verb کی پہلی فارم کے ساتھ To لگانے سے جو چیز بنتی ہے اسے عربی زبان کی گرامر کی اصطلاح میں مصدر کہتے ہیں۔ To Read [پڑھنا]۔ To Write [لکھنا]۔ اسی طرح اَنْفَقَ [اس نے خرچ کیا] يُنْفِقُ [وہ خرچ کرتا ہے یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا]اور اِنْفَاقٌ مصدر ہے اس کا معنیٰ [خرچ کرنا]۔اردو زبان میں آنا، جانا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا یہ سب مصدر ہیں۔

نوٹ: ثلاثی مجرد میں افعال کے ماضی مضارع پڑھے تھے لیکن ان کے مصدر نہیں پڑھے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ:۔

1 ثلاثی مجرد کے مصادر کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔

2 مجرد میں ماضی اور مضارع کے ایک سے زیادہ مصادر ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر ثلاثی مجرد کا ایک فعل ماضی ہے۔ رَجَعَ [وہ واپس لوٹا]۔اور اس کا مضارع ہے یَرْجِعُ [وہ واپس لوٹتا ہے یا لوٹے گا]۔ رَجَعَ، یَرْجِعُ کا مصدر رَجْعٌ بھی ہے۔رُجُوْعٌ بھی ہے اور رَجْعَةٌ بھی ہے۔

مزید فیہ میں عموماً ایک مصدر استعمال ہوتا ہے۔اردو جاننے والوں کے لئے اس میں جو بہت خوشی کی بات ہے وہ یہ کہ ثلاثی مزید فیہ افعال کے مصادر کے بہت سے الفاظ پہلے ہی اردو زبان میں استعمال ہوتے ہیں۔

1 **باب اِفْعَالٌ**: اس باب کے مصدر کا ایک ہی ردھم/وزن ہے اور وہ **اِفْعَالٌ** ہے۔اس ردھم/وزن پر اِنْفَاقٌ استعمال ہوتا ہے۔ اِنْفَاقٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ [اللہ کی راہ میں خرچ کرنا]۔اسی وزن/ردھم پر اِخْلَاصٌ،[خالص کرنا]۔اسی طرح انکار،عربی زبان میں کہیں گے اِنْکَارٌ۔اسراف، اِسْرَافٌ/احسان، اِحْسَانٌ/اعلان، اِعْلَانٌ/انعام، اِنْعَامٌ/اسلام اِسْلَامٌ/سب اردو زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ ہیں۔

2 **باب تَفْعِیْلٌ**: اس باب کے مصدر کا وزن **تَفْعِیْلٌ** ہے، اس ردھم پر اردو زبان میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔تَبْلِیْغٌ،[پہنچانا]۔ عَلَّمَ [اس نے سکھایا] یُعَلِّمُ [وہ سکھاتا ہے یا سکھائے گا]اور اس کا مصدر تَعْلِیْمٌ [تعلیم سکھانا]اسی طرح تَبْشِیْرٌ، تبشیر [بشارت دینا]۔ تَکْذِیْبٌ، تکذیب[جھٹلانا]تَصْدِیْقٌ[تصدیق کرنا کسی کو سچا قرار دینا] تَفْرِیْقٌ [تفریق کرنا جدائی ڈالنا]تَفْصِیْلٌ،تفصیل[کھول کھول کر بیان کرنا]۔اسی طرح تَقْدِیْمٌ، تَاْخِیْرٌ، تَسْخِیْرٌ،[تسخیر کائنات] سب کا ردھم تَفْعِیْلٌ ہے۔

3 **باب مُفَاعَلَةٌ**: اس باب کے مصدر کا ردھم ہے **مُفَاعَلَةٌ** اردو زبان کے تلفظ میں اس کو مُفاعلَہ کہتے ہیں۔ہم مُطَالَعَةٌ کی بجائے کہتے ہیں مطالعہ اور مُذَاکَرَةٌ کی بجائے مذاکرہ کہتے ہیں۔ مُرَاقَبَةٌ کی بجائے مراقبہ کہتے ہیں۔پڑھتے ہوئے گول تا (ۃ) پر جب وقف کیا جائے جب آواز کو روک دیا جائے تو گول تا(ۃ) ھا (ہ) کی آواز میں بدل جاتی ہے۔محاسبہ اصل میں مُحَاسَبَةٌ ہے۔

4 **باب تَفَعُّلٌ**: یہ چوتھے باب کے مصدر کا ردھم/وزن ہے۔مصدر کی ایک مخصوص ادائیگی ہے۔اردو زبان میں اس ردھم پر استعمال ہونے والے کئی الفاظ ہیں۔**مثلاً**: تَفَعُّلٌ سے تَدَبُّرٌ، ہم کہتے ہیں تدبّر، توکّل، تہجّد، تبسّم، تکبّر، تفکّر وغیرہ ان سب کا ردھم تَفَعُّلٌ ہے۔عربی زبان کے تلفظ میں ان کو تَفَعُّلٌ، تَهَجُّدٌ، تَبَسُّمٌ، تَوَكُّلٌ، تَدَبُّرٌ،تَكَبُّرٌ، تَفَكُّرٌ ادا کریں گے۔

5 **باب تَفَاعُلٌ**: یہ پانچویں باب کے مصدر کا ردھم/وزن ہے۔اس ردھم/وزن پر بھی اردو زبان میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔اس مصدر کے وزن تَفَاعُلٌ کے وزن پر تَقَابُلٌ، ایک دوسرے کا تقابل کرنا، موازنہ/Comparison کرنا، تَعَارُفٌ تعارف کرنا ایک دوسرے کی پہچان حاصل کرنا۔اسی سے لفظ معرفت ہے۔تَغَافُلٌ اسی سے کہتے ہیں فلاں کا اندازِ تغافل۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6 **باب اِفْتِعَالٌ**: اس باب کا وزن ہے اِفْتِعَالٌ، یہ بھی مصدر کی ایک مخصوص ادائیگی ہے۔ اس ردھم پر بھی اردو زبان میں بہت سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں **مثلاً**: اِجْتِمَاعٌ، اِجْتِهَادٌ [کوشش کرنا جدوجہد کرنا] کسی دینی مسئلہ میں کوئی حکم معلوم کرنا بھی اجتہاد کہلاتا ہے اور ایسا کرنے والے کو مجتہد کہتے ہیں۔ مزید مصادر دیکھیں، اِخْتِلَاقٌ [تکلف کرنا/ محنت سے پیچھا کرنا] اِعْتِرَافٌ [اعتراف کرنا/تسلیم کرنا]، اسی طرح اِمْتِحَانٌ [کسی کو جانچنا، پرکھنا، آزمانا]۔ اسی طرح اِجْتِنَابٌ، [avoid کرنا، پرہیز کرنا]۔

7 **باب اِنْفِعَالٌ**: اس باب کا وزن اِنْفِعَالٌ ہے۔ اس ردھم پر بھی اردو زبان میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ **مثلاً**: اِنْقِلَابٌ [انقلاب]، اِنْقِطَاعٌ [کٹ جانا]۔ انقطاع، فلاں اور فلاں میں انقطاع واقع ہو گیا۔ سلسلہ گفتگو کا منقطع ہو جانا۔ اِنْحِرَافٌ، فلاں شخص نے اپنے وعدہ سے انحراف کیا۔ مکر گیا۔ اِنْكِشَافٌ انکشاف، فلاں سیاستدان نے معزول ہونے کے بعد بڑا انکشاف کیا۔ اسی طرح اِنْشِرَاحٌ مجھے انشراح حاصل ہو گیا ہے میرا سینہ کھل گیا ہے۔

8 **باب اِسْتِفْعَالٌ**: یہ آٹھویں باب کا نام ہے اور اس مصدر کی ڈائی ہے۔ اس مخصوص ادائیگی میں اس ردھم/وزن پر استعمال ہونے والے الفاظ۔ **مثلاً**: اِسْتِغْفَارٌ [گناہوں کی معافی مانگنا]، اِسْتِقْبَالٌ [کسی کا استقبال کرنا/ کسی سے یہ خواہش کرنا کہ وہ آگے بڑھے/ تشریف لائے] اسی طرح اِسْتِكْبَارٌ، استکبار [بڑا بننے کی خواہش کرنا/ بڑا بننا چاہنا اپنے آپ کو بڑا سمجھنا]۔ اس طرح کے الفاظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتے ہیں جن کا ردھم اِسْتِفْعَالٌ (استفعال) ہوتا ہے۔

مشق

1 مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرة:261/2)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں، ایک دانے کی مثال کی مانند ہے، اس نے اگائیں سات بالیاں (سِٹے)، ہر بالی (سِٹے) میں سو دانے ہیں اور اللہ کئی گنا کرتا ہے جس کے لئے وہ چاہتا ہے۔ اور اللہ وسیع خزانے والا بخوبی جاننے والا ہے۔

2 مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (عنکبوت:6/29)

ترجمہ: جس نے جہاد کیا تو بے شک وہ جہاد کرتا ہے (محض) اپنے نفس کے لئے یقیناً یقیناً اللہ بے نیاز ہے سب جہانوں سے۔

3 يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ (التغابن:1/64)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسبیح کا (س ب ح) کے مادے سے تعلق ہے۔ اصطلاحاً تسبیح کا معنیٰ ہے، اللہ کو ہر عیب سے پاک قرار دینا۔ اللہ کی ذات کو، اس کی تخلیق کو، اس کے فیصلوں کو ہر عیب سے، ہر نقص سے مبّرا و منزہ قرار دینا کہ اللہ کی ذات اور، اس کی تخلیق میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور لفظ حمد استعمال ہوتا ہے۔ تسبیح سے مراد اللہ کو ہر عیب سے پاک قرار دینا اور حمد کا مفہوم ہے اللہ کو ہر اعلیٰ صفت سے متصف قرار دینا۔ اللہ کی جامع تعریف ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ اللہ کی ذات میں عیب تو کوئی نہیں ہے لیکن صفات تمام کی تمام (ہر ایک اعلیٰ صفت) اس میں موجود ہیں۔ اس بات کا اعتراف کرنا ہو تو عربی زبان میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰه کہتے ہیں۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ [تسبیح بیان کر رہی ہے اللہ کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے]۔ ہر چیز گردش میں ہے یہ لفظی معنیٰ ہے یعنی اپنے متعین کام اور راستے پر لگی ہوئی ہے۔ لَهُ الْمُلْكُ، مُلْكٌ کہتے ہیں ملکیت کو اقتدار، اختیار، (Control) لَهُ الْمُلْكُ [اسی کے لئے ہے اقتدار و اختیار] ہر چیز اس کے کنٹرول میں ہے وَلَهُ الْحَمْدُ [اور اسی کے لئے ہے حمد و ثناء]۔ تمام اعلیٰ صفات کا وہ ہی مستحق ہے۔

ترجمہ: تسبیح بیان کر رہی ہے اللہ کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اسی کے لئے ہے اقتدار و اختیار اور اسی کے لئے ہے حمد و ثناء۔

4 وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

(الشوریٰ:5/42)

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ، [اور تمام فرشتے تسبیح بیان کر رہے ہیں اپنے رب کی حمد و ثناء کے ساتھ]۔ وہ اللہ کی ذات کو ہر عیب سے پاک بھی قرار دے رہے ہیں اور تمام اعلیٰ صفات سے متصف بھی وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ [اور وہ مغفرت طلب کر رہے ہیں ان کے لئے جو زمین میں ہیں]۔ فرشتوں سے خود تو کوئی گناہ ہوتا ہی نہیں، ان کے اندر تو یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی نافرمانی کر سکیں۔ تو پھر گناہوں کی معافی مانگ رہے ہیں۔ کن کے لئے؟ جن کی تخلیق پر ان کے ذہنوں میں اشکال پیدا ہوا تھا۔ اللہ نے کہا انہیں کے لیے استغفار کرو۔ اور وہ مغفرت طلب کر رہے ہیں، ان کے لئے جو زمین میں ہیں۔ اَلَآ [آگاہ ہو جاؤ (غور سے سن لو)]۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [یقیناً اللہ ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے]۔ گناہوں کی معافی کا اختیار صرف اس کے پاس ہے۔ جھولی کو، دامن کو، رحمتوں سے بھر دینے کا اختیار بھی صرف اسی کے پاس ہے۔ کسی اور سے توقعات وابستہ نہ کرتے رہنا۔ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: اور تمام فرشتے تسبیح بیان کر رہے ہیں اپنے رب کی حمد و ثناء کے ساتھ اور وہ مغفرت طلب کر رہے ہیں ان کے لئے جو زمین میں ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ غور سے سن لو یقیناً اللہ ہی بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔

5 اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (المومن:64/40)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا [اللہ (ہی) ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھکانا]۔ وَالسَّمَآءَ بِنَآءً [اور آسمان کو چھت (تمہارے اوپر بنایا)]۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو رہنے کے قابل بنایا۔ اور آسمان کو تمہارے اوپر چھت بنایا۔ اگر ترتیب الٹ ہوتی تو پھر کرہ ارضی پر بھی حیات کا، زندگی کا کوئی وجود نہ ہوتا۔ تم سورج سے حرارت اور روشنی نہ حاصل کر پاتے، یہ ترتیب بھی اللہ نے قائم کی ہے۔ وَصَوَّرَكُمْ [اور اس نے تمہاری شکلیں بنائیں]۔ [مادہ (ص و ر) سے باب تفعیل سے فعل کا ماضی، مضارع صَوَّرَ / یُصَوِّرُ، صورت گری کرنا، شکلیں بنانا]۔ اور اس نے رحم مادر میں تمہاری شکلیں بنائیں۔ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ [تو اس نے اچھی بنائیں تمہاری صورتیں / تمہاری شکلیں]۔ صُوَرٌ جمع ہے صُوْرَةٌ کی۔ ایک آنکھ یہاں موجودہ جگہ پر ہی اور ایک (موجودہ جگہ سے ہٹ کر) کہیں اور لگا دی جاتی، ادھر اُدھر کسی جگہ ہوتی تو اعتدال نہ رہتا۔ یہ توازن اللہ نے پیدا کیا / وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ [اور اس نے رزق دیا تمہیں طیبات میں سے / حلال اور پاکیزہ اشیاء میں سے]۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ [وہ ہے اللہ (جس کا ذکر پیچھے آیات میں گزر چکا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری پرورش کا اہتمام کیا) وہ ہے تمہارا رب]۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ [تو بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب جہانوں کا رب ہے] بڑا بابرکت، خیر و برکات کا منبع و سرچشمہ ہے۔

ترجمہ: اللہ (وہی) ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھکانا اور آسمان کو چھت بنایا اور اس نے تمہاری شکلیں بنائیں تو اس نے اچھی بنائیں تمہاری صورتیں اور اس نے رزق دیا تمہیں طیبات میں سے (حلال اور پاکیزہ اشیاء میں سے) وہ ہے اللہ (جس کا ذکر پیچھے آیات میں گزر چکا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری، پرورش کا اہتمام کیا) وہ ہے تمہارا رب، تو بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب جہانوں کا رب ہے۔

6 فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا (الطلاق:8/65)

یہاں ایک بستی کا ذکر ہے جو اللہ کی معصیت و نافرمانی میں حد سے بڑھ گئی تھی۔ اللہ نے کہا: فَ [تو]۔ حَاسَبْنَا [ہم نے محاسبہ کیا]۔ هَا [اس (بستی) کا]۔ حِسَابًا شَدِیْدًا [شدید محاسبہ]۔ ہم نے پھر احتساب کیا اس بستی کا اور جرم ثابت ہونے پر وَعَذَّبْنَا [ہم نے عذاب دیا]۔ هَا [اس (بستی) کو]۔ عَذَابًا نُّكْرًا [بدترین عذاب] اور ہم نے اس بستی کو بدترین سزا دی۔

ترجمہ: تو ہم نے اس بستی کا شدید محاسبہ کیا اور ہم نے اس بستی کو بدترین عذاب دیا۔

7 وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (النساء:173/4)

انسانوں میں / لوگوں میں ایک طرح کا طبقہ موجود ہے جو اللہ کی عبادت اور بندگی کو اپنے لئے عار اور طعنہ سمجھتا ہے۔ ایک بہت بڑی شخصیت جیل کی کوٹھڑی میں تھی، اس کے متعلق یہ مشہور ہو گیا کہ اس نے نماز شروع کر دی ہے۔ اس نے باقاعدہ تحریری طور پر یہ بیان بھجوایا کہ میں نے نماز شروع نہیں کی، میرے اعصاب بڑے مضبوط ہیں۔ اس نے یہ سمجھا کہ نماز شروع کرنا شاید اعصاب کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پیغام بھجوایا کہ میں نے نماز شروع نہیں کی، میرے متعلق یہ مشہور نہ کیا جائے، اللہ کی عبادت اور اس کی بندگی کو اس نے اپنے لئے طعنہ اور عار سمجھا۔ پاکستان کی ایک بہت بڑی شخصیت، قد ان کا لمبا ہے، ان کو کسی نے کہا تھوڑا سا سر نیچے جھکائیے ہم ہار پہنانا چاہتے ہیں۔ اس نے بڑے تکبر سے کہا یہ سر تو ہم نے کبھی اللہ کے آگے نہیں جھکایا۔ یہ ہے اللہ کی عبادت اور بندگی کو اپنے لئے عار سمجھنا اپنے لئے طعنہ سمجھنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِستَنکَفَ، یَستَنکِفُ کا معنٰی ہے اللہ کی عبادت اور بندگی کو اپنے لئے طعنہ اور عار سمجھنا۔ وَاَمَّا الَّذِینَ استَنکَفُوا [اور جہاں تک تعلق ہے ان لوگوں کا جنہوں نے اللہ کی عبادت اور بندگی کو اپنے لئے عار سمجھا]۔ وَاستَکبَرُوا [اور انہوں نے تکبر کا مظاہرہ کیا]۔ فَیُعَذِّبُهُم عَذَابًا اَلِیمًا [تو وہ یعنی اللہ عذاب دے گا ان کو جو دردناک عذاب ہوگا]۔ [نہایت اذیت ناک، تکلیف دہ سزا دے گا]۔

ترجمہ: اور جہاں تک تعلق ہے ان لوگوں کا جنہوں نے اللہ کی عبادت اور بندگی کو اپنے لئے عار سمجھا اور انہوں نے تکبر کا مظاہرہ کیا، تو وہ (اللہ) ان کو دردناک عذاب دے گا۔

8 قُل مَن حَرَّمَ زِینَةَ اللّٰهِ الَّتِیٓ اَخرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبَاتِ مِنَ الرِّزقِ (الاعراف:32/7)

قُل مَن حَرَّمَ [(آپ ﷺ) کہہ دیجئے کس نے حرام قرار دیا ہے]۔ زِینَةَ اللّٰهِ [اللہ کی زینت (اللہ کی پیدا کردہ، دنیا کی زیبائش و آرائش کو، اچھا پہننے، اچھا اوڑھنے اور اچھا کھانے پینے کو)]۔ یہ راہبوں نے کہا تھا، رہبانیت کا نظریہ ہے کہ جتنا کوئی شخص دنیا سے دور ہوتا چلا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اتنا ہی قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ کہتے تھے اللہ رب العزت کا تقرب چاہتے ہو تو پھر ترک دنیا اختیار کرو، صحراؤں اور جنگلوں کا رُخ اختیار کرلو۔ اللہ رب العزت نے کہا نہیں قُل مَن حَرَّمَ زِینَةَ اللّٰهِ کہہ دیجئے کس نے حرام قرار دیا ہے اللہ کی پیدا کردہ زیبائش و آرائش کو۔ الَّتِیٓ [جسے]۔ اَخرَجَ [اس نے نکالا ہے/پیدا کیا ہے]۔ لِعِبَادِهٖ [اپنے بندوں کے لئے]۔ اور کس نے حرام قرار دیا ہے: وَالطَّیِّبَاتِ مِنَ الرِّزقِ [اور رزق میں سے پاک حلال اشیاء کو]۔ فلاں حضرت صاحب نے ساری زندگی کبھی ٹھنڈا پانی نہیں پیا۔ انگور نہیں کھائے، گوشت نہیں کھایا، یہ کوئی تقرب اور ولایت نہیں ہے۔

ترجمہ: آپ ﷺ کہہ دیجئے کس نے حرام قرار دیا ہے اللہ کی پیدا کردہ اپنے بندوں کے لئے زیبائش و آرائش کو اور رزق میں سے پاک حلال اشیاء کو۔

9 فَاِنَّهُم لَا یُکَذِّبُونَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِینَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجحَدُونَ (الانعام:33/6)

فَاِنَّهُم [بے شک وہ/تو یقیناً]، لَا یُکَذِّبُونَ [وہ نہیں جھٹلاتے ہیں]۔ کَ [آپ ﷺ کو]۔ اے نبی آخر الزمان ﷺ آپ ﷺ کیوں پریشان ہوتے ہیں یہ آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں قرار دے رہے۔ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِینَ [اور لیکن ظالم لوگ]۔ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجحَدُونَ [اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں]۔ ان کا مقابلہ ہم سے ہے، ہم خود ہی ان سے نمٹ لیں گے۔ آپ ﷺ پریشان نہ ہوں۔

ترجمہ: بے شک وہ نہیں جھٹلاتے ہیں آپ ﷺ کو بلکہ ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں۔

10 اِقتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُم وَهُم فِی غَفلَةٍ مُّعرِضُونَ (الانبیاء:1/21)

اِقتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُم [قریب آ گیا ہے لوگوں کے لئے ان کا حساب]۔ وَهُم فِی غَفلَةٍ [اور وہ غفلت میں ہیں/لا پرواہی میں ہیں]۔ انہیں پتا ہی نہیں کل کلاں ان کے ساتھ کیا حشر ہونے والا ہے / کیا سلوک ہونے والا ہے۔ مُعرِضُونَ [اعراض کرنے والے ہیں/رخ پھیرے ہوئے ہیں]۔ ہماری طرف اور ہماری آیات کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دے رہے ہیں۔ اللہ رب العزت اپنے بندوں کے رویے پر اظہار افسوس فرما رہا ہے۔

ترجمہ: لوگوں کے لئے ان کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں رخ پھیرے ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11 اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:9/15)

اِنَّا (اِنَّ +نَا)[یقیناً ہم نے]۔ نَحۡنُ [ہم نے] یہاں نَحۡنُ کلمہ حصر کے طور پر آ رہا ہے۔ نَزَّلۡنَا (نَزَّلَ +نَا)[ہم نے نازل کیا ہے]۔اللہ رب العزت نے اس آیت میں تین مرتبہ ہم نے،ہم نے (کلمہ حصر ہی کے طور پر)، ہم نے، کہا ہے۔ذکر یعنی ہم نے ہی قرآن مجید نازل کیا ہے۔یہ کوئی انسانی افکار کا مجموعہ نہیں ہے کسی انسانی ذہن کی تخلیق نہیں ہے، ہمارا نازل کردہ کلام ہے۔اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ [یقیناً ہم نے ہی نازل کیا ہے،اس ذکر (یاددہانی رقرآن مجید) کو]۔وَاِنَّا [اور یقیناً ہم]۔لَہٗ[اس کی (قرآن کی)]اور لَ[یقیناً] حٰفِظُوۡنَ [حفاظت کرنے والے ہیں]۔ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ [اور یقیناً یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں]۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے،ہم نے ہی اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور یقیناً یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

12 وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَةً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ۝ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَةَ مُضۡغَةً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَةَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ۗ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ۝ ثُمَّ اِنَّکُمۡ بَعۡدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوۡنَ ۝ ثُمَّ اِنَّکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ تُبۡعَثُوۡنَ

(المومنون;12-16/23)

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ[اور یقیناً یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو]۔ مِنۡ سُلٰلَةٍ (سُلٰلَةٍ[خلاصے،رس،ست، نچوڑ] کو کہتے ہیں)۔مِّنۡ طِیۡنٍ [گیلی مٹی کے (جس میں پانی بھی شامل ہو)]۔جو اجزاء پانی میں ہیں جو اجزاء مٹی میں ہیں سو کے لگ بھگ ہیں۔انہیں اجزاء کو اللہ رب العزت نے کشید کیا اور ان اجزاء کو ملا کر آدم علیہ السلام کی تخلیق کی۔سُلٰلَةٍ کا لفظ قابل غور ہے۔گیلی مٹی کے خلاصے سے،انہیں اجزاء سے (وہ اجزاء) جو مٹی میں ہیں وہی انسان کے گوشت پوست میں ہیں۔یہ پہلی دفعہ انسان کی تخلیق کا ذکر ہے۔پھر سلسلہ انسان کیسے چلا! ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَةً [پھر ہم نے اس کو نطفہ بنایا(Drop رقطرہ) کے معنیٰ میں)]۔فِیۡ قَرَارٍ [ٹھکانے میں]۔ مَکِیۡنٍ [محفوظ]۔[محفوظ ٹھکانے میں ررحِم مادر میں]۔عَلَقَةٌ کا مادہ (ع ل ق) ہے اور اس کا معنیٰ [چمٹ جانا رچپک جانا رمعلق ہو جانا رلٹک جانا] ہے۔یہاں عَلَقَةٌ کا معنیٰ رحِم مادر (Uterus) کی دیوار کے ساتھ چپک کر خوراک حاصل کرنے والا جرثومہ ہے۔{عربی زبان میں عَلَقَةٌ جونک کو بھی کہتے ہیں جس طرح جونک(Leach) چپک جاتی ہے اسی طرح یہ نطفہ بھی جونک کی طرح چپکا نظر آتا ہے۔جیسے جونک چپک کر خون چوستی ہے اسی طرح یہ نطفہ بھی رحم (Uterus) کے ساتھ چپک کر اپنی خوراک حاصل کرتا ہے}۔پہلے ہفتہ (week) کا یہ مرحلہ حساس ترین آلہ خوردبین (Micrscope) کے بغیر نظر نہیں آسکتا لیکن قرآن مجید نے چودہ سو(1400) سال پہلے اس کو بیان کیا۔فرمایا! ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَةَ عَلَقَةً، [پھر ہم نے بنایا نطفہ کو چپک جانے والا جرسومہ (جو رحم مادر کی دیوار کے ساتھ چپک کر خوراک حاصل کرتا ہے)]۔فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَةَ مُضۡغَةً [پھر ہم نے اس علقہ کو، جرثومے کو گوشت کا ٹکڑا بنایا]۔یعنی وہ خوراک حاصل کرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا گوشت کا ٹکڑا بن گیا۔ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا [پھر ہم نے پیدا کیں گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں]۔ فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا [پھر ہم نے پہنایا ہڈیوں کو گوشت]۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ {اَنْشَاْنَا کا معنٰی ہے نشو ونما کرتے ہوئے/بڑھاتے ہوئے کسی کو کوئی شکل دینا} [بڑھاتے بڑھاتے پھر ہم نے بناڈالا اس کو ایک اور ہی مخلوق]۔ اِطبّا کہتے ہیں کہ یہاں تک یعنی اس مرحلے سے پہلے پہلے حیوان اور انسان کے جنین میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہڈیوں کو گوشت پہنانے کے بعد جو اگلا مرحلہ ہے اس وقت پھر انسان کے اندر انسان کے توارثی عنصر جنین (Genes) میں وہ صلاحیتیں پیدا ہونا شروع ہوتی ہیں جو اس کو حیوان سے ممتاز کرتی ہیں۔ اس لئے یہاں ثُمَّ کا لفظ استعمال کیا جا رہا ہے پہلے ف تھا۔ [پھر ہم نے بناڈالا اس کو ایک اور ہی مخلوق] ایسی مخلوق جو اس کو حیوان سے ممتاز کر دیتی ہے، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ [تو بڑا بابرکت ہے اللہ جو بہترین پیدا فرمانے والا ہے]۔ اَحْسَنُ اَفْعَلُ کے ردھم پر اسم تفضیل ہے جو آخری (اونچے ترین) درجہ (Superlative Degree) کے تعریفی کلمات ہیں یعنی پیدا کرنے کی صفت میں اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہے، کوئی تقابل (Comparison) نہیں ہے۔ موازنہ نہیں ہے۔ اگر موازنہ کرنا مقصود ہو تو پھر اسم مبالغہ کے وزن اَفْعَلُ کے وزن پر آنے والے لفظ اَحْسَنُ کے بعد میں مِنْ کا استعمال کرتے ہیں۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ [تو بڑا بابرکت ہے (خیر و برکات کا منبع و سرچشمہ ہے)۔ اللہ جو بہترین پیدا فرمانے والا ہے]۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ، (اِنَّ) بھی ہے آگے چل کر (لَ) بھی ہے۔ [پھر یقیناً یقیناً تم اس کے بعد مر جانے والے ہو]۔ موت سے ہمکنار ہونے والے ہو۔ پیدا ہونے کے بعد زندگی بسر کرتے ہو، پھر کوئی شخص نہیں جو موت سے ہمکنار نہ ہو، جو موت سے محفوظ رہے۔

مورث بکائی (فرانسیسی سائنسدان، جس نے اسلام قبول کر لیا) نے لکھا ہے کہ یہاں تک بیان کردہ قرآن مجید کے تمام مراحل سو فیصد حرف بحرف درست ثابت ہوئے ہیں۔ چودہ سو سال پہلے بیان کردہ مراحلِ ولادت اب اگلا مرحلہ جو سائنس کی پہنچ (Approach) سے باہر ہے وہ بھی حرف بحرف سو فی صد درست ہی ہوگا۔ اور وہ کونسا مرحلہ ہے، ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ [پھر یقیناً تم قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جاؤ گے]۔ پوری سائنس کی دنیا کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے، سوائے اس کے کہ اس حقیقت اور دعوے پر ایمان لایا جائے کہ ان آیات کو نازل کرنے والی وہی ہستی ہے جو انسان کی تخلیق کرنے والی ہے۔

ترجمہ: اور یقیناً یقیناً ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے خلاصے سے (ست/نچوڑ سے) پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ بنایا محفوظ ٹھکانے میں/رحمِ مادر میں۔ پھر ہم نے نُطْفَةً کو چپک جانے والا جرثومہ بنایا۔ تو ہم نے اس جرثومہ کو گوشت کا ٹکڑا بنایا۔ پھر ہم نے پیدا کیں گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں۔ پھر ہم نے پہنایا ہڈیوں کو گوشت۔ پھر ہم نے بناڈالا نشو نما کرتے ہوئے (بڑھاتے ہوئے) اس کو ایک اور ہی مخلوق۔ تو بڑا ہی بابرکت ہے اللہ جو بہترین پیدا فرمانے والا ہے۔ پھر یقیناً یقیناً تم اس کے بعد مر جانے والے ہو۔ پھر یقیناً تم قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔

13 فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ (القلم: 30/68)

فَاَقْبَلَ [تو آگے بڑھے]۔ اَقْبَلَ، يُقْبِلُ، اِقْبَالٌ آگے بڑھنا۔ ترقی کے لئے بھی اقبال استعمال ہوتا ہے۔ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ [تو آگے بڑھے ان میں سے بعض، بعض پر]۔ يَتَلَاوَمُوْنَ [ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے] ایک دوسرے پر الزام دھرتے ہوئے۔ باپ کے مرنے کے بعد بیٹوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے منصوبہ بنایا، کیوں نہ رات کے کسی حصے میں جائیں اور فصل کاٹ لیں، نہ کوئی غریب آئے نہ ہمیں کچھ دینا پڑے۔ باپ کی روایت کے خلاف انہوں نے کرنا چاہا وہ پہنچے، آسمان سے کوئی آفت نازل ہو چکی تھی اور کھیت تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ قرآن کہتا ہے، پھر انہوں نے کیا کیا۔ پھر آگے بڑھے ان میں سے بعض بعض پر یَتَلاَ وَمُونَ [ایک دوسرے پر الزام دھرتے ہوئے]۔ عام طور پر جب کوئی منصوبہ ناکام ہو جاتا ہے تو پھر ایک دوسرے پہ الزام عائد کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: تو آگے بڑے ان میں سے بعض، بعض پر (ایک دوسرے) کو ملامت کرتے ہوئے۔

14 اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ:27/5)

اِنَّمَا [بس / محض]۔ یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ [قبول کرتا ہے اللہ]۔ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ [تقویٰ اختیار کرنے والوں سے]۔ آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی جبکہ دوسرے بیٹے قابیل کی مسترد ہوگئی۔ قابیل نے ہابیل پر غصے کا اظہار کیا، ہابیل نے کہا مجھ پر کیوں غصہ نکالتے ہو۔ اپنے دل کو ٹٹولو۔ اپنی اصلاح کرو، تمہارے دل میں تقویٰ نہیں ہوگا، تمہاری اور کوئی نیت ہوگی۔ ہابیل نے کہا اللہ کا تو ضابطہ ہے: اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ بس اللہ تو تقویٰ اختیار کرنے والوں سے قبول کرتا ہے۔

ترجمہ: بس اللہ تو تقویٰ اختیار کرنے والوں سے قبول کرتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

15 سَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ (المائدہ:14/5)

نَبَاءٌ خبر کو کہتے ہیں، نَبِیٌّ [خبر دینے والا]۔ (نَبَّاءَ، یُنَبِّیءُ ماضی / مضارع، خبر دینا) سَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ [جلد ہی خبر دے گا انہیں اللہ]۔ بِمَا [اس کی جو]۔ کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ [وہ کیا کرتے تھے]۔ ماضی، مضارع صَنَعَ، یَصْنَعُ کا معنٰی (کوئی کام انجام دینا) ہے۔ جو کام وہ انجام دیا کرتے تھے، جلد ہی اللہ انہیں ان کی بداعمالیوں کی، ان کے کرتوتوں کی خبر دے گا اور ساتھ ہی نتیجہ بھی بتا دے گا۔

ترجمہ: جلد ہی خبر دے گا انہیں اللہ اس کی جو وہ کیا کرتے تھے۔

16 یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ (انفال:6/8)

جَادَلَ، یُجَادِلُ، کا معنٰی ہے جھگڑا کرنا (بحث و تکرار والا جھگڑا)۔ اہل کتاب کے مذہبی پیشوا آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں، آپ ﷺ سے بحث و تکرار کرتے، مقصد ان کا حق بات کو معلوم کرنا نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ کو زچ کرنا اور آپ ﷺ کا وقت ضائع کرنا مقصود ہوتا۔ اللہ نے کہا: یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ [وہ بحث و تکرار کرتے ہیں آپ ﷺ سے حق کے بارے میں] بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ [بعد اس کے کہ وہ واضح ہو چکا ہے]۔ انہیں اچھی طرح پتہ چل چکا ہے کہ آپ ﷺ ہی نبی آخر الزمان ہیں۔ خوامخواہ وقت ضائع کرنے کے لئے وہ آپ ﷺ سے کج بحثی کرتے ہیں۔

ترجمہ: وہ بحث و تکرار کرتے ہیں آپ ﷺ سے حق کے بارے میں بعد اس کے کہ وہ واضح ہو چکا ہے۔

17 اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (محمد:24/47)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَ[کیا]۔فَ[تو]۔لَا[نہیں]۔ یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ[وہ قرآن پرتدبر کرتے]یعنی قرآن پرغور وفکر کرتے ہیں۔أَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ[تو کیا وہ قرآن پرغوروفکرنہیں کرتے ہیں]۔اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ[کیا کچھ دلوں پر]۔ اَقْفَالُهَا،اَقْفَالٌ جمع ہے قُفْلٌ کی،تالے کو کہتے ہیں۔ضمیر هَا اسم قُلُوْبٌ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ قُلُوْب جمع مکسر ہے۔اس کے لئے مؤنث کی ضمیر (هَا) استعمال ہوئی۔[یا کچھ دلوں (ان دلوں) پر تالے لگے ہوئے ہیں]۔دلوں کا عقل وبصیرت سے محروم ہوجانا،زنگ آلود ہوجانا۔ بامحاورہ ترجمہ کریں گے [تو کیا وہ قرآن پرغوروفکرنہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں]۔

ترجمہ: تو کیا (کیوں) وہ قرآن پرغوروفکرنہیں کرتے ہیں کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

18 **كَذَالِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ** (البقرة:266/2)

بَيَّنَ، يُبَيِّنُ[واضح کرنا]۔[كَذَالِكَ[اس طرح]۔يُبَيِّنُ اللّٰهُ[واضح کرتا ہے اللہ]۔لَكُمُ الْاٰيَاتِ [تمہارے لئے احکامات کو]۔(تَفَكَّرَ، يَتَفَكَّرُ کا معنٰی ہے(سوچنا)اور[تَتَفَكَّرُوْنَ (تم سوچتے ہو)]لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ [تاکہ تم سوچو]۔اپنے انجام کی فکرکرو،اپنی اصلاح کی فکرکرو۔اسی لئے اللہ تمہارے لئے احکامات واضح کرتا ہے تاکہ تم سوچو/اپنی فکرکرو۔

ترجمہ: اس طرح واضح کرتا ہے اللہ تمہارے لئے احکامات کو تاکہ تم سوچو(غوروفکرکرو)۔

19 **اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ** (النساء:76/4)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْ[وہ لوگ جو ایمان لائے]۔(قَاتَلَ، يُقَاتِلُ) کا معنٰی ہے[قتال کرنا،لڑائی کرنا،مسلح جدوجہد کرنا]يُقَاتِلُوْنَ۔[لڑتے ہیں]۔فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ[اللہ کی راہ میں]۔وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا [اور وہ لوگ جنہوں نے کفرکیا]۔يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ[لڑتے ہیں رلڑائی کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں]۔ طاغوت کا مادہ ہے(ط غ ی)اس سے بننے والے فعل 'طَغٰی'' کا معنٰی[سرکشی کرنا،اللہ کے مقابلے پرآجانا،اللہ کے احکامات کے خلاف سینہ تان کرکھڑے ہوجانا]جو قوتیں اللہ کے دین اور اللہ کے احکامات کے مقابلے پر آجاتی ہیں انہیں کہا جاتا ہے،طاغوتی قوتیں۔سب سے بڑا سرکش شیطان،ابلیس ہے۔جو اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے طاغوت کہلاتا ہے۔وہ لڑائی کرتے ہیں سب سے بڑے شیطان (ابلیس) کی راہ میں۔

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ جنہوں نے کفرکیا لڑتے ہیں رلڑائی کرتے ہیں طاغوت (شیطان رابلیس) کی راہ میں۔

20 **ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ** (آل عمران:182/3)

ذَالِكَ،اشارہ کیا جارہا ہے اس بات کی طرف جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے اور وہ بات اس آیت سے پہلے ہے جس میں اللہ کے عذاب کا ذکر جہنم کی سزا کا ذکر ہے۔ ذٰلِكَ [وہ(وہ سزا جس کا ذکر پیچھے گزرا)]۔بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ (بِ یہاں 'وجہ سے' کے معنٰی میں ہے)۔[اس وجہ سے ہے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے]۔وہ سزا تمہیں کیوں ملے گی؟ تمہاری اپنی کرتوتوں،تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے،تمہاری بداعمالیوں کی بدولت۔اور یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ذہن میں رہے کہ وہ سزا اس وجہ سے ہوگی جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے۔ وَاَنَّ اللّٰہَ [اور یہ کہ اللہ]۔ بِظَلَّامٍ، (بِ جو ہے وہ لَیْسَ کی preposition ہے جو نفی میں مزید شدت کا معنٰی پیدا کر دیتی ہے اور لَیْسَ کے بعد آتی ہے)۔اور ظَلَّامٍ کا معنٰی [ادنیٰ سا ظلم کرنے والا]۔[اور یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ ادنیٰ سا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے]۔لِلْعَبِیْدِ [بندوں پر]۔لِلْعَبِیْدِ اصل میں ہے لِ+اَلْعَبِیْدِ۔ ملا کر پڑھیں تو لِلْعَبِیْدِ ہے عَبْدٌ کی دو جمعیں استعمال ہوتی ہیں عِبَادٌ بھی اور عَبِیْدٌ بھی۔ اردو زبان کے اسلوب میں ترجمہ کریں گے [اور یہ کہ اللہ بندوں پر ادنیٰ سا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے] جو بھی سزا ملے گی وہ انسان کی اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوگی، اللہ کی طرف سے اس میں کوئی ظلم یا ناانصافی شامل نہیں ہوگی۔ [اور یہ کہ اللہ ذرا سا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے بندوں پر]۔[ظَالِمٌ اور ظَلَّامٌ میں کیا فرق ہے۔ ظَلَّامٌ کا یہاں معنٰی ہے ادنیٰ سا بھی ظلم کرنے والا ظَلَّامٌ کا لفظ اسماء مشتقہ میں آگے چل کر آ رہا ہے۔ وہاں بات واضح ہوگی]۔

ترجمہ: وہ (وہ سزا جس کا ذکر پیچھے گزرا) اس وجہ سے ہے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے اور یہ کہ اللہ بندوں پر ادنیٰ سا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

21 وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

(الاعراف:179/7)

ذَرَءَ، یَذْرَءُ کا معنٰی ہے [پیدا کر کے پھیلا دینا]۔اسی سے ذُرِّیَّتٌ کا لفظ ہے۔تو آدم علیہ السلام کی وہ اولاد جو کرہ ارضی پر پھیل چکی ہے ذریّتِ آدم کہلاتی ہے۔وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ [اور یقیناً یقیناً ہم نے پیدا کر کے پھیلا دیا ہے جہنم کے لئے]۔ کَثِیْرًا [بہت سوں کو]۔مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ [جنوں اور انسانوں میں سے]۔وہ چلتے پھرتے جہنمی کون ہیں لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا [ان کے دل ہیں وہ سمجھنے کا کام نہیں لیتے ہیں ان سے]۔ بِهَا میں هَا ضمیر قُلُوْبٌ کی طرف لوٹ رہی ہے جو جمع مکسر ہے۔اسی لئے واحد مؤنث کی ضمیر (هَا) استعمال ہوئی ہے۔وَلَهُمْ اَعْيُنٌ [اور ان کی آنکھیں ہیں]۔ لَا يُبْصِرُوْنَ بِهَا [وہ نہیں دیکھتے ہیں ان سے]۔وَلَهُمْ اٰذَانٌ [اور ان کے کان ہیں]۔لَا يَسْمَعُوْنَ بِهَا [وہ نہیں سنتے ہیں ان سے]۔وہ عقل وبصیرت کو استعمال کر کے اللہ کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اپنی بصارت کو استعمال کر کے اللہ کی قدرت اور کبریائی پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے وہ اپنے کانوں سے حق کی دعوت کو سننے کا کام نہیں لیتے۔فرمایا! اُولٰٓئِكَ [وہ لوگ (جن کا ذکر پیچھے گزرا)]۔وہ لوگ جو اپنی تمام تر صلاحیتوں کو مادی دنیا تک محدود رکھتے ہیں ان عظیم مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرتے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا۔ كَالْاَنْعَامِ [جانوروں کی مانند ہیں/چوپائیوں کی طرح ہیں]۔بَلْ هُمْ اَضَلُّ [بلکہ وہ ان سے بھی بدتر ہیں/گمراہ تر ہیں]۔حیوانات تو مکلف نہیں ہیں انسان تو مکلف ہے ان صلاحیتوں کو اللہ کی خاطر استعمال کرنے کا۔اسلئے اس طرح کے چلتے پھرتے لوگ جو جہنم کی مخلوق ہیں، حیوانوں اور چوپایوں سے بھی بدتر ہیں۔اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ [وہ لوگ ہی غافل ہیں]۔اپنے انجام سے بے خبر ہیں انہیں پتہ ہی نہیں کل ان کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔وہ سمجھتے ہیں شاید یہ عیش و آرام دائمی ہے،نہیں! ان کی آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے انہیں پتہ چل جائے گا۔

ترجمہ: اور یقیناً یقیناً ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے بہت سوں کو پیدا کر کے جہنم کے لئے پھیلا دیا ہے۔ان کے دل ہیں وہ ان سے سمجھنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام نہیں لیتے ہیں، اور ان کی آنکھیں ہیں وہ ان سے دیکھتے نہیں ہیں، اور ان کے کان ہیں وہ ان سے نہیں سنتے ، وہ (لوگ جن کا ذکر پیچھے گزرا) جانوروں کی مانند ہیں بلکہ وہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ وہ لوگ ہی غافل ہیں۔

سوال : مندرجہ بالا آیات میں ثلاثی مزید فیہ کے مندرجہ ذیل افعال ہیں، ان کے مادے لکھیں۔

1 یُنفِقُوْنَ۔ اَنفَقَ، یُنفِقُ[خرچ کرنا](ن ف ق)۔

2 اَنبَتْتُ۔ اَنبَتَ، یُنبِتُ[اگانا](ن ب ت)۔

3 ضَاعَفَ۔ یُضَاعِفُ[کئی گنا کرنا](ض ع ف)۔

4 جَاهَدَ۔ یُجَاهِدُ[جہاد کرنا](ج ہ د)۔

5 سَبَّـــحَ۔ یُسَبِّـــحُ [تسبیح بیان کرنا]۔اللہ رب العزت کی ذات کو، اس کی صفات کو، اس کے فیصلوں کو ہر عیب سے پاک قرار دینا۔اس کی جمع یُسَبِّحُوْنَ ہے(س ب ح)۔

6 اِسْتَغْفَرَ۔ یَسْتَغْفِرُ[مغفرت طلب کرنا] یَسْتَغْفِرُوْنَ جمع ہے(غ ف ر)۔

7 صَوَّرَ۔ یُصَوِّرُ[تصویر بنانا، شکل بنانا](ص و ر)۔

8 تَبَارَکَ۔ یَتَبَارَکُ[بڑا بابرکت ہونا، خیر و برکات کا منبع و سرچشمہ ہونا](ب ر ک)۔

9 حَاسَبْنَا۔حَاسَبَ، یُحَاسِبُ[محاسبہ کرنا](ح س ب)۔

10 عَذَّبْنَا۔عَذَّبَ، یُعَذِّبُ[عذاب دینا](غ ذ ب)۔

11 اِسْتَنْکَفَ۔ یَسْتَنْکِفُ[اللہ کی عبادت اور بندگی کو اپنے لئے عار سمجھنا]۔اِسْتَنْکَفُوْا جمع ہے(ن ک ف)۔

12 یُعَذِّبُ۔عَذَّبَ ، یُعَذِّبُ(عذاب دینا)(ع ذ ب)۔

13 اِسْتَکْبَرَ۔ یَسْتَکْبِرُ[تکبر کا مظاہرہ کرنا/ خود کو بڑا سمجھنا/ دوسروں کو حقیر گردانا]۔اِسْتَکْبَرُوْا جمع ہے (ک ب ر)۔

14 حَرَّمَ۔ یُحَرِّمُ[حرام قرار دینا](ح ر م)۔

15 اَخْرَجَ۔ یُخْرِجُ[نکالنا](خ ر ج)۔

16 کَذَّبَ۔یُکَذِّبُ،[جھٹلانا]۔ یُکَذِّبُوْنَ جمع ہے(ک ذ ب)۔

17 اِقْتَرَبَ۔ یَقْتَرِبُ[قریب ہونا](ق ر ب)۔

18 نَزَّلْنَا۔نَزَّلَ، یُنَزِّلُ [نازل کرنا](ن ز ل)۔

19 اَنْشَأْنَا۔اَنْشَأَ، یُنْشِئُ [نشوونما دینا](ن ش ء)۔

20 تَبَارَکَ۔ یَتَبَارَکُ[بابرکت ہونا](ب ر ک)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21 اَقْبَلَ ۔ یُقْبِلُ [آگے بڑھنا] (ق ب ل)۔

22 تَلَاوَمَ ۔ یَتَلَاوَمُ [ایک دوسرے کو ملامت کرنا/ایک دوسرے پر الزام عائد کرنا]، یَتَلَاوَمُوْنَ جمع ہے (ل و م)۔

23 تَقَبَّلَ ۔ یَتَقَبَّلُ [قبول کرنا] (ق ب ل)۔

24 جَادَلَ ۔ یُجَادِلُ [بحث وتکرار کرنا]۔ یُجَادِلُوْنَ جمع (ج دل) ہے۔

25 تَبَيَّنَ ۔ یَتَبَيَّنُ [واضح ہونا] (ب ی ن)۔

26 تَدَبَّرَ ۔ یَتَدَبَّرُ [تدبر کرنا/سوچ بچار کرنا]۔ یَتَدَبَّرُوْنَ جمع ہے (دب ر)۔

27 بَيَّنَ ۔ یُبَيِّنُ [واضح کرنا]۔ تَبَيَّنَ [واضح ہونا] اور بَيَّنَ [واضح کرنا] (ب ی ن)۔

28 تَفَكَّرَ ۔ یَتَفَكَّرُ [غوروفکر کرنا]۔ یَتَفَكَّرُوْنَ اور تَتَفَكَّرُوْنَ جمع ہے (ف ک ر)۔

نوٹ: ایک بات ذہن میں رہے کہ بعض اوقات کسی لفظ کے بارے میں شبہ پڑ جاتا ہے کہ پتہ نہیں وہ ماضی ہے یا مضارع۔ تَبَيَّنَ کی (ت) کو دیکھ کر شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید یہ فعل مضارع ہو۔ لیکن اس کے آخر میں جو زبر [ـَ] ہے وہ بتا رہی ہے کہ یہ فعل ماضی ہے۔ فعل ماضی کے پہلے صیغے کے آخر میں اصلی حالت میں زبر (ـَ) ہوتی ہے اور فعل مضارع کے پہلے صیغے کے آخر میں اصلی حالت میں پیش (ـُ) ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر یُجَادِلُ، یُبَلِّغُ، یَكْتَسِبُ، یَسْتَغْفِرُ، یَتَوَكَّلُ، یَتَدَبَّرُ وغیرہ۔ فعل ماضی کے آخر میں زبر (ـَ) ہوتی ہے جیسے: اَخْرَجَ، بَلَّغَ، اِسْتَغْفَرَ، قَاتَلَ، جَاهَدَ، اِكْتَسَبَ وغیرہ۔ جب ماضی اور مضارع کی نشانیوں، علامتوں کے درمیان ٹکراؤ (Clash) ہوجائے تو پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر فعل ماضی کو ترجیح دیں گے۔

29 قَاتَلَ، یُقَاتِلُ [لڑائی کرنا، مسلح جدوجہد کرنا]۔ یُقَاتِلُوْنَ جمع ہے (ق ت ل)۔

30 قَدَّمَتْ ـ قَدَّمَ ، یُقَدِّمُ [آگے بھیجنا] (ق د م)۔

31 اَبْصَرَ، یُبْصِرُ [دکھانا] یُبْصِرُوْنَ جمع ہے (ب ص ر)۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس التاسع عشر

خاصیات الابواب (ثلاثی مزید فیہ)

سبق نمبر 19

ثلاثی مزید فیہ کے آٹھ دروازے ہیں اور آٹھ ہی ماضی اور مضارع کے گروپ ہیں۔ ہر دروازے کا ایک الگ نام ہے۔ پچھلے سبق نمبر 18 میں ثلاثی مزید فیہ کے آٹھ ابواب میں ماضی مضارع کے جو مصادر دیئے ہوئے ہیں وہ ان ابواب (دروازوں) کے نام بھی ہیں۔

باب نمبر 1 اِفْعَالٌ: اس باب کے ماضی مضارع کے اوزان اَفْعَلَ یُفْعِلُ ہیں۔

اس وزن پر اَنْزَلَ یُنْزِلُ، اَخْرَجَ یُخْرِجُ وغیرہ ہیں۔ اس دروازے کی خاصیت یہ ہے کہ اس دروازے سے داخل ہونے والے افعال کے ماضی اور مضارع کے گروپ میں متعدی کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔

{لازم فعل اس کو کہتے ہیں جو فعل کرنے والے کی اپنی ذات تک محدود ہو۔ اور متعدی فعل اس کو کہتے ہیں جس کا اثر کسی اور پر بھی پڑے۔ ان کی مثال پہلے دی تھی کوئی شخص آیا، بیٹھا، چلا گیا۔ یہ سارے کام اس کی اپنی ذات تک محدود ہیں یہ فعل لازم فعل ہے۔ لیکن آرام سے اگر نہ بیٹھا، کسی کو کہنی مار کر بیٹھا تو مارنا یہ فعل اس کی ذات تک محدود نہیں بلکہ اس کا اثر کسی اور پر ہوا۔ (اس نے مارا۔۔کسی کو۔۔) لہذا یہ فعل متعدی فعل ہے}۔

نَزَلَ کا معنٰی [وہ نازل ہوا/وہ اترا]۔ ایک شخص خود ہی اتر کر چلا گیا چونکہ اس فعل کا کسی دوسرے پر اثر نہیں ہوا اس لئے اس کا یہ فعل لازم فعل ہو گا۔ لہذا اَنْزَلَ کا معنٰی [اس نے نازل کیا (یعنی اس نے کسی اور کو اتارا)]۔ اس کا یہ فعل متعدی فعل ہو گا۔

خَرَجَ کا معنٰی ہو [وہ نکلا] تو اَخْرَجَ کا معنٰی [اس نے نکالا] کریں گے۔ اس کا ماضی مضارع اَخْرَجَ، یُخْرِجُ اور مصدر اِخْرَاجٌ۔

دَخَلَ، [وہ داخل ہوا]۔ اَدْخَلَ کا معنٰی [اس نے داخل کیا]۔

طَعِمَ [اس نے کھایا]۔ اَطْعَمَ [اس نے کھلایا]۔

بَلَغَ [وہ پہنچا] تو اَبْلَغَ کا معنٰی [اس نے پہنچایا]۔ ابلاغ، ذرائع ابلاغ۔ بات کسی تک پہنچانے کے ذرائع۔

سَمِعَ [اس نے سنا]۔ اَسْمَعَ [اس نے سنایا]۔

نَکَحَ [اس نے خود شادی کی]۔ اَنْکَحَ کا معنٰی ہو گا [اس نے کسی کی شادی کرائی]۔ قرآن میں اہل کتاب سے جہاں شادی کا ذکر ہے وہاں یہ تو ہے کہ شادی کر لو، کراؤ نہیں۔ اپنی بیٹی کی شادی کسی اہل کتاب سے نہ کراؤ۔ خود کر لو تا کہ وہ تمہارے ماحول میں آئے، تمہارے ماحول سے متاثر ہو اور یہ چیزیں دین اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بنیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَلَکَ[وہ ہلاک ہوا]۔ **اَهْلَکَ**[اس نے ہلاک کیا]۔

غَرِقَ[وہ غرق ہوا]۔**اَغْرَقَ**[اس نے غرق کیا]۔قرآن پاک میں ہے **اَغْرَقْنَا هُمْ فِي الْيَمِّ** (الاعراف/136:7) ہم نے انہیں سمندر میں غرق کر دیا۔

بَعُدَ [وہ دور ہوا]۔ **اَبْعَدَ**[اس نے دور کیا]۔

صَلُحَ [خودکو درست کیا(اپنی اصلاح کرنا)]۔**اَصْلَحَ**[اس نے درست کیا/اس نے اصلاح کی]۔کسی کو درست کرنا/معاشرے کی اصلاح کرنا۔

فَسَدَ [وہ بگڑ گیا/وہ خراب ہوا]۔اَفْسَدَ لفظی معنٰی ہے[اس نے بگاڑا]۔اس نے خراب کیا۔معاشرے کوخراب کرنا/ معاشرے کو بگاڑنا/معاشرے میں فساد پیدا کرنا۔اس کے لئے لفظ اَفْسَدَ، یُفْسِدُ استعمال ہوتا ہے۔

باب نمبر 2 تَفْعِیْلٌ جس کے ماضی مضارع کا وزن فَعَّلَ، یُفَعِّلُ ہے۔

اَنْزَلَ کا معنٰی[اس نے نازل کیا]اور **نَزَّلَ** کا معنٰی بھی [اس نے نازل کیا]۔اَنْزَلَ کا تعلق باب افعال سے ہے جس میں اہتمام اور تدریج کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔اس لئے معنٰی میں فرق یہ ہے کہ نَزَّلَ کا معنٰی اہتمام سے اور تدریجاً (Gradually) اتارنا۔**اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ** (القدر :1/97)۔ اَنْزَلْنَا۔اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو لوح محفوظ سے دنیا والے آسمان پر یکبارگی اتارا تھا۔اس کے لئے فعل اَنْزَلَ استعمال کیا اور اَنْزَلَ سے صیغہ جمع متکلم بنا اَنْزَلْنَا (ہم نے اتارا)۔تو نَزَّلَ کا معنٰی ہوگا ہے اہتمام سے تدریجاً اتارنا۔اور اس کی تنزیل 23 سالوں میں مکمل ہوئی۔

خَرَّجَ [اس نے نکالا]۔ اَخْرَجَ کا معنٰی بھی[اس نے نکالا]۔اس کا ماضی مضارع اَخْرَجَ، یُخْرِجُ (اِخْرَاجٌ)۔کسی کا اخراج عمل میں لانا یعنی کسی کا نام خارج(Restigate) کرنا۔خَرَّجَ، یُخَرِّجُ (تَخْرِيْجٌ)۔یہ بھی نکالنا ہوتا ہے لیکن بڑے اہتمام کے ساتھ،گاؤن پہنا کر،ڈگری دے کر، بڑے اعزاز کے ساتھ نکالنا۔یہ بھی یونیورسٹی سے نکالنا ہی ہوتا ہے۔خَرَّجَ [اہتمام سے نکالنا]۔

نوٹ: ضروری نہیں ہے کہ ثلاثی مزید فیہ افعال میں ممکنہ خصوصیات (Qualities) بیک وقت موجود ہوں۔کبھی ایک خاصیت ہوتی ہے کبھی دو اور کبھی تین ہوتی ہیں۔اور کبھی وہ تمام جو اس کے باب کے زمرے میں آئیں۔

فَهَّمَ [آہستہ آہستہ تدریجاً بڑے اہتمام کے ساتھ کسی کو سمجھانا]۔

قَطَّعَ [اہتمام سے کاٹنا]۔اہتمام کے ساتھ چھیچھڑے علیحدہ کر کے صاف کر کے۔ایک قَطَعَ ہے کہ ٹوکا پکڑا یا کلہاڑی پکڑی اور کاٹ دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَلَّقَ اَغْلَقَ [اس نے بند کیا]۔غَلَّقَ [اہتمام سے بند کیا]۔عزیز مصر کی بیوی نے جب یوسف علیہ السلام پر دروازے بند کئے تھے تو قرآن نے اَغْلَقَ کے لفظ کا استعمال نہیں کیا بلکہ کہا! **غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ** (یوسف:23/12) بڑے اہتمام سے اس نے دروازوں کو پہلے سے طے شدہ (Preplaned) منصوبے کے تحت بند کیا۔

قَتَّلَ قَتَلَ [اس نے قتل کیا]۔قَتَّلَ [اس نے اہتمام سے قتل کیا]۔منفی انداز (Sense) میں اہتمام کا مطلب ہے، بڑی بے رحمی سے، پورا غصہ نکال کر بے دردی سے قتل کیا۔

ذَبَّحَ ذَبَحَ [اس نے ذبح کیا]۔ذَبَّحَ[اس نے بڑی بے دردی سے/بے رحمی سے ذبح کیا]۔بنی اسرائیل کے خلاف فرعون کے عمل بارے میں قرآن مجید نے ذَبَحَ، یَذْبَحُ کے الفاظ استعمال نہیں کئے بلکہ ذَبَّحَ، یُذَبِّحُ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ **یُذَبِّحُ اَبْنَآءَ هُمْ** (القصص:4/28)۔بنی اسرائیل کے متعلق بتلایا کہ [وہ (فرعون) ان (بنی اسرائیل) کے بیٹوں کو بڑی بے رحمی، بڑی بے دردی سے ذبح کیا کرتا تھا] (ایک منصوبے کے تحت ان کی نسل ختم کرنے کے لئے)۔

جو لوگ معاشرے میں دہشت گردی کرتے ہیں، ڈاکے مارتے ہیں ان کو دی جانے والی سزاؤں کے بارے میں قرآن پاک نے باب **تفعیل** (تَفْعِیْلٌ) سے تعلق رکھنے والے افعال استعمال کئے ہیں۔سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا! **اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ** (المائدہ:33/5)۔بڑی بے دردی سے، بڑی بے رحمی کے ساتھ، بڑے عبرت ناک طریقے سے [انہیں قتل کیا جائے یا انہیں صلیب پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاوں کاٹے جائیں] چوراہے میں۔

بَلَّغَ [اس نے بڑے اہتمام سے تدریجاً پہنچایا]۔اَبْلَغَ [اس نے پہنچایا]۔ابلاغ اور تبلیغ میں فرق کیا ہے؟ [بَلَّغَ، یُبَلِّغُ، (تَبْلِیْغٌ)]۔اہتمام سے کسی کے ذہن کو تیار کر کے پہنچانا۔اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے کسی کو کسی کے والد یا بھائی کے فوت ہونے کی اطلاع دینی ہو تو پہلے اس کے ذہن کو تیار کیا جاتا ہے۔تدریجاً اس تک یہ بات پہنچائی جاتی ہے اس کو [اَبْلَغَ، یُبْلِغُ، اِبْلَاغٌ) نہیں کہیں گے۔بلکہ بَلَّغَ، یُبَلِّغُ، تَبْلِیْغٌ کہیں گے۔دین کے ابلاغ کا نہیں تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔یعنی اگلے کے ذہن کو تدریجاً تیار کر کے۔یہ نہیں کہ جیسے کیسے بات کہہ دی اور فارغ ہوئے۔

باب نمبر 3 مُفَاعَلَةٌ: فَاعَلَ، یُفَاعِلُ

اس دروازے میں سے گزرنے والے فعل ماضی اور فعل مضارع میں **ایک دوسرے کا (مشارکت کا)** معنیٰ پیدا ہوجاتا ہے۔

قَاتَلَ [ایک دوسرے سے لڑائی کرنا]۔ایک لفظ/فعل قَتَلَ ہے کسی نے کلاشنکوف اٹھائی اور گولی ماردی اور اگر مقابلے پر اس نے بھی بندوق (Gun)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکال لی، دونوں ایک ہی کام میں شریک ہو گئے پھر قاتل کہیں گے۔

جَادَلَ، یُجَادِلُ [ایک دوسرے سے بحث وتکرار کرنا]۔

خَاصَمَ، یُخَاصِمُ [ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا]۔

حَارَبَ، یُحَارِبُ [ایک دوسرے سے جنگ کرنا]۔

{ایک دوسرے سے جنگ یا لڑائی کی یہی ترتیب ہے کہ پہلے ❶ بحث وتکرار ہوتی ہے، ❷ پھر نوبت گالی گلوچ تک آ پہنچتی ہے اور پھر ❸ آخر میں اسلحہ نکل آتا ہے۔ ❶ جَادَلَ، ❷ خَاصَمَ، ❸ حَارَبَ یہ تین مراحل لڑائی کے ہیں}۔

سَابَقَ، یُسَابِقُ [ایک دوسرے سے سبقت لے جانا/ایک دوسرے سے آگے بڑھنا]۔ جہاں قرآن مجید نے جنت کی طرف آگے بڑھنے کا حکم دیا وہاں اسی باب **مُفَاعَلَةٌ** کا فعل (سَابَقَ یُسَابِقُ) استعمال کیا۔ **سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ** (الحدید:21/57) [اپنے رب کی بخشش حاصل کرنے کے لئے اور جنت جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کی مانند ہے۔ اس کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو (ایک دوسرے پہ سبقت لے جاؤ)]۔ دراصل یہی میدان آگے بڑھنے کا ہے۔

شَارَكَ، یُشَارِكُ، مُشَارَكَةٌ [ایک ہی کام میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونا]۔ کاروبار میں ایک دوسرے کے ساتھ اگر کچھ افراد شریک ہو جائیں اس کو **مُشَارَكَةٌ** مشارکت یا شراکت کہتے ہیں۔

باب نمبر ❹ تَفَعُّلٌ: (اس باب کا ماضی مضارع تَفَعَّلَ، یَتَفَعَّلُ ہے۔

تَعَلَّمَ، یَتَعَلَّمُ ۔ تَقَطَّعَ، یَتَقَطَّعُ وغیرہ۔ اس دروازے کی ایک خاصیت لزوم ہے (اس دروازے میں سے گزرنے والا فعل لازم ہوتا ہے) اور اس فعل میں کرنے کی بجائے ہونے کا معنٰی پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ دوسری خاصیت تکلف یا اہتمام ہے۔

تَعَلَّمَ (اس نے سیکھا)۔ اگر (ت) کے بغیر عَلَّمَ ہو تو وہ متعدی ہوتا ہے۔ عَلَّمَ [اس نے اہتمام سے سکھایا] اس کا تعلق باب تفعیل والے فعلوں سے ہے اور تَعَلَّمَ [اس نے اہتمام سے سیکھا] اس کا تعلق باب تَفَعُّلٌ سے ہے۔

قَطَّعَ کا معنٰی [اس نے کاٹا] اور اگر باب تَفَعُّلٌ کے فعل ماضی کے وزن پر تَقَطَّعَ ہو تو اس کا معنٰی [وہ کٹ گیا/ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا]۔

تَبَدَّلَ (ت) کے بغیر ہو یعنی بَدَّلَ ہو تو معنٰی کریں گے [اس نے تبدیل کیا] اور تَبَدَّلَ [وہ تبدیل ہوا]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَغَیَّرَ اس کا معنیٰ بھی [وہ تبدیل ہوا]۔ تَبَدَّلَ اور تَغَیَّرَ ان دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ تَبَدَّلَ کسی چیز کا ظاہری طور پر تبدیل ہونا۔ اور تَغَیَّرَ کسی چیز کا باطنی لحاظ سے تبدیل ہونا، کسی کا باطن تبدیل ہو جائے۔ کسی کا اندر تبدیل ہو جائے تو تَغَیَّرَ کہتے ہیں۔ یعنی اس کے اندر تغیر پیدا ہو گیا (وہ بدل گیا)۔

تَفَرَّقَ (ت) کے بغیر فَرَّقَ ہو تو معنیٰ کریں گے [اس نے جدا کیا] اور تفرّق [وہ جدا ہو گیا]۔

تَشَبَّهَ اس میں تکلّف کی خاصیت (Quality) ہے۔ [اس نے تکلفاً کسی سے مشابہت اختیار کی]۔ کوئی غیر مسلم قوم جس کام یا عمل یا تہوار کو اپنا دینی شعار سمجھ کر کرتی ہو اور کوئی مسلمان بھی وہی کام کرنا شروع کر دے یا کسی قوم کے کلچر کو اپنانا جو اسلامی ثقافت، اسلامی کلچر کے ساتھ میل نہ کھاتا ہو تو یہ عمل تَشَبَّهَ ہو گا۔

تَكَلَّفَ [اس نے تکلّف کیا] یعنی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا۔ مہمان عموماً میزبان سے کہتے ہیں تکلّف مت کیجئے (اپنے آپ کو مشقت میں مت ڈالیے، جو ہے سو لے آیئے)۔

تَقَرَّبَ اگر (ت) کے بغیر قَرَّبَ ہو تو معنیٰ کریں گے [اس نے قریب کیا] لیکن اس باب کے وزن پر تَقَرَّبَ کا معنیٰ وہ [قریب ہوا] ہو گا۔

تَفَجَّرَ (ت) کے بغیر فَجَّرَ ہو تو معنیٰ [اس نے بہایا] کریں گے۔ جبکہ تَفَجَّرَ الْمَآءُ [پانی بہہ نکلا] مِنَ الْاَرْضِ [زمین سے]۔ تَفَجَّرَ [بہ نکلا]۔

باب نمبر 5 تَفَاعُلٌ: اس کا ماضی مضارع تَفَاعَلَ، يَتَفَاعَلُ ہے۔

اس باب کی خاصیت **مشارکت** ہے یعنی اس کے اندر **ایک دوسرے کا معنیٰ** پیدا ہو جاتا ہے یا جب اس وزن کا کوئی فعل اللہ کے لئے استعمال ہو تو عظمت کا مفہوم پیدا ہو گا۔

تَقَابَلَ، يَتَقَابَلُ [ایک دوسرے سے موازنہ کرنا]۔ (کسی ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ موازنہ (Comparison) کرنا)۔

تَعَامَلَ [ایک دوسرے سے معاملہ کرنا]۔ **مثلاً**: اگر یوں کہا جائے تَعَامَلَ خَالِدٌ وَحَامِدٌ تو معنیٰ کریں گے۔ [خالد اور حامد نے ایک دوسرے سے معاملہ کیا] (کاروباری معاملہ (Dealing) کی)۔

تَفَاخَرَ [ایک دوسرے پر فخر کرنا] مثلاً۔ تَفَاخَرَ خَالِدٌ وَحَامِدٌ۔ [خالد اور حامد نے ایک دوسرے پر فخر کیا]۔

تَحَاسَدَ [ایک دوسرے سے حسد کرنا]۔ تَحَاسَدَ خَالِدٌ وَحَامِدٌ۔ [خالد اور حامد نے ایک دوسرے سے حسد کیا]۔

تَبَارَكَ [بڑا با برکت ہوا]۔ خیر و برکات کا منبع و سرچشمہ ہونا۔ بڑی برکت والا ہونا۔ یہ لفظ چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے اس میں ایک دوسرے کا معنیٰ پیدا نہیں ہو گا بلکہ اس میں عظمت کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر 6 اِفْتِعَالٌ۔اس کا ماضی مضارع اِفْتَعَلَ، یَفْتَعِلُ ہے۔

اس باب کی خاصیت اہتمام کا مفہوم پیدا ہونا ہے۔

اِجْتَهَدَ[اس نے محنت کی (اہتمام کے ساتھ)]۔

اِكْتَسَبَ [اس نے کمایا]۔بڑے اہتمام کے ساتھ بڑی اہمیت دے کے کوئی چیز حاصل (gain) کرنا۔

اِقْتَرَبَ [وہ قریب ہوا(اہتمام کے ساتھ)]۔اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ (الانبیآء:1/21)۔[لوگوں کے حساب کا وقت (اہتمام کے ساتھ) قریب آ گیا پھر بھی وہ بے خبری میں منہ پھیرے ہوئے ہیں]۔

اِسْتَمَعَ سَمِعَ [اس نے سنا]۔لیکن اِسْتَمَعَ [اس نے سنا (اہتمام کے ساتھ یعنی غور اور توجہ کے ساتھ)]۔جہاں قرآن پاک کا ذکر آیا وہاں اللہ رب العزت نے سَمِعَ يَسْمَعُ سے فعل استعمال نہیں کیا بلکہ اِسْتَمَعَ، يَسْتَمِعُ سے استعمال کیا فَاسْتَمِعُوْا [اس کو غور سے توجہ سے سنو]۔غور اور توجہ سے انسان کب سن سکتا ہے؟ جب اسے پتہ ہو کہ کیا کہا جا رہا ہے۔اللہ رب العزت نے فرمایا! اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ (الاعراف:204/7)۔[جب قرآن پڑھا جا رہا ہو اس کو غور سے سنو]۔

باب نمبر 7 اِنْفِعَالٌ: اس باب کا ماضی مضارع اِنْفَعَلَ، يَنْفَعِلُ ہے۔

اس باب کی خاصیت کہ یہ فعل لازم استعمال ہوتا ہے۔اس میں کرنے کی بجائے ہونے کا معنٰی پایا جاتا ہے۔

اِنْصَرَفَ، يَنْصَرِفُ صَرَفَ [اس نے پھیر ا رکسی کو واپس کیا]۔اور اگر اس کے شروع میں (اِنْ) لگا دیں تو اِنْصَرَفَ بن جائے گا پھر اس کا معنٰی ہوگا [وہ خود پھر گیا روہ پلٹ گیا رواپس چلا گیا]۔

اِنْقَطَعَ، يَنْقَطِعُ قَطَعَ [اس نے کاٹا]۔اِنْقَطَعَ کا معنٰی [وہ کٹ گیا]۔اِنْقَطَعَ الْحَبْلُ [رسی کٹ گئی]۔

اِنْفَجَرَ، يَنْفَجِرُ اِنْفَجَرَ [بہہ نکلنا]۔اِنْفَجَرَ الْمَاءُ مِنَ الْاَرْضِ۔[پانی زمین سے بہہ نکلا]۔

اِنْهَدَمَ اگر اِنْ کے بغیر ہو یعنی هَدَمَ ہو تو معنٰی ہے [اس نے گرایا]۔هَدَمَ خَالِدٌ جِدَارًا [خالد نے ایک دیوار کو گرایا]۔اور اِنْهَدَمَ کا معنٰی [وہ (خود) گر گیا]۔اِنْهَدَمَ بے جان چیزوں کے گرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔کوئی جاندار چیز گرے تو اس کے لئے عموماً سَقَطَ استعمال کرتے ہیں۔سَقَطَ خَالِدٌ عَلَى الْاَرْضِ [خالد زمین پر گر گیا] اور بے جان چیزوں کے لئے اِنْهَدَمَ (منہدم ہو جانا)۔اِنْهَدَمَ الْبَيْتُ [مکان گر گیا]۔اِنْهَدَمَ الْجِدَارُ [دیوار گر گئی]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْکَسَرَ کَسَرَ کا معنٰی [اس نے توڑا]۔کتاب قَصَصُ النَّبِیِّین میں لکھا ہے کَسَرَ اِبْرَاھِیْمُ الْاَصْنَامَ۔[ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑا]۔اور اِنْکَسَرَ کا معنٰی [خود ہی ٹوٹ گیا] ہوگا۔اِنْکَسَرَ الْقَلَمُ [قلم ٹوٹ گیا]۔ اِنْکَسَرَ الْبَابُ [دروازہ ٹوٹ گیا]۔

باب نمبر 8 اِسْتِفْعَالٌ: اس باب کا ماضی مضارع اِسْتَفْعَلَ، یَسْتَفْعِلُ ہے۔

اس باب کے افعال میں طلب کرنے کا/خواہش کرنے کا/چاہنے کا معنٰی پایا جاتا ہے۔

اِسْتَغْفَرَ۔اگر غفر ہو تو اس کا معنٰی کریں گے [اس نے بخشا]۔اور اِسْتَغْفَرَ [اس نے بخشش طلب کی]۔

اِسْتَنْصَرَ۔ نَصَرَ کا معنٰی ہے [اس نے مدد کی] اور اِسْتَنْصَرَ کا معنٰی [اس نے مدد طلب کی]۔

اِسْتَعْجَلَ [اس نے جلدی کی خواہش کی/جلدی کا مطالبہ کیا]۔

اِسْتَطْعَمَ [اس نے کھانا طلب کیا]۔طَعِمَ [اس نے کھانا کھایا]۔یہ بھی قرآن پاک میں استعمال ہوا۔تم نے کھانا کھایا کی عربی ہے [طَعِمْتُمْ]۔قرآن پاک میں طَعِمْتُمْ کا لفظ استعمال ہوا۔اَطْعَمَ [اس نے کھانا کھلایا]۔ہم کھانے کے بعد دعا پڑھتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا، باب افعال کے اس فعل کا معنٰی ہے اَطْعَمَ [اس نے کھلایا]۔نَا [ہمیں] اور اِسْتَطْعَمَ [اس نے کھانا طلب کیا]۔موسٰی علیہ السلام اور خضر علیہ السلام نے جب بستی والوں سے کھانا طلب کیا تھا تو قرآن پاک نے کہا!۔ اِسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا (الکھف:77/18) [ان دونوں نے اس بستی والوں سے کھانا طلب کیا]۔

اِسْتَسْمَعَ ۔سَمِعَ [اس نے سنا]۔ اَسْمَعَ [اس نے سنایا]۔اور اِسْتَسْمَعَ [اس نے سننے کی خواہش کی]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس العشرون

مجہول (ثلاثی مزید فیہ)

سبق نمبر 20

ثلاثی مجرد میں ماضی مجہول کا قاعدہ (Formula) پڑھا ہے، کہ ماضی مجہول کے پہلے حرف پر پیش [ـُ] ہوتی ہے اور آخری سے پہلے حرف یعنی [ع کلمہ] (Second last) کے نیچے زیر [ـِ] آتی ہے [ـُ ـِ ـَ]۔ **مثلاً**: قُتِلَ [اسے قتل کیا گیا]۔ ضُرِبَ [اسے مارا گیا]۔

ثلاثی مجرد میں مضارع مجہول کا قاعدہ ہے کہ شروع میں پیش اور آخری سے پہلے حرف (Second last) [عین کلمہ] پر زبر [ـَ] جبکہ ہر قسم کے مضارع کے پہلے صیغے کے آخر میں تو ہمیشہ پیش [ـُ] ہی ہوتی ہے۔ [ـُ ـْ ـَ ـُ]۔ **مثلاً**: یُقْتَلُ [اسے قتل کیا جائے گا/ کیا جاتا ہے]۔ یُضْرَبُ [اسے مارا جاتا ہے/مارا جائے گا]۔

ثلاثی مجرد میں مجہول کے اوزان

	ماضی مجہول	مضارع مجہول
وزن	فُعِلَ	یُفْعَلُ
فارمولا	شروع میں پیش ـُ + عین کلمہ پر زیر ـِ	شروع میں پیش ـُ + عین کلمہ پر زبر ـَ

ماضی مجہول = فُعِلَ [ـُ ـِ ـَ] اور مضارع مجہول = یُفْعَلُ [ـُ ـْ ـَ ـُ]

ثلاثی مجرد کے اوزان/فارمولے کو ہی ثلاثی مزید فیہ پر لاگو (Apply) کیا جاتا ہے۔

اگر ثلاثی مجرد فعل ماضی میں آخری سے پہلے حرف [ع کلمہ] کے نیچے زیر [ـِ] ہو اور اس کے پہلے حرف پر پیش [ـُ] ہو تو وہ ماضی مجہول ہوگا۔

ثلاثی مزید فیہ کا ایک ماضی مجہول اُخْرِجَ ہے اسی لفظ کے ماضی معلوم اَخْرَجَ کا معنیٰ [اس نے نکالا] تو ماضی مجہول اُخْرِجَ کا معنیٰ [اسے نکالا گیا] کریں گے۔ اسی طرح اگر اَنْزَلَ کا معنیٰ ہو [اس نے اتارا] تو اُنْزِلَ کا معنیٰ [اسے اتارا گیا] کریں گے۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ (البقرۃ:4/2).. اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ [جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا]۔ اِلَیْکَ [آپ کی طرف]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اگر مضارع کے پہلے حرف پر پیش [ـُ] ہو اور [ع کلمہ] پر یعنی آخری سے پہلے (Second last) حرف پر زبر [ـَ] ہو تو وہ مضارع مجہول ہو گا۔ **مثلاً**: یُـخْـرَجُ کا معنٰی کریں گے [اسے نکالا جاتا ہے یا نکالا جائے گا]۔ ایک اشکال ہے جو ذہنوں میں عموماً پیدا ہوتا ہے اس کی وضاحت میں مثال کے طور پر ایک فعل ہے **یُـطْـعِـمُ** قائدے کے لحاظ سے فعل کے شروع میں اگر پیش (ـُ) ہو تو شبہ پڑ جاتا ہے شاید یہ فعل مضارع مجہول ہے۔ لیکن فعل مضارع مجہول کی دو شرائط ہیں۔

شروع میں پیش [ـُ] ہو اور آخری سے پہلے حرف [ع کلمہ] پر زبر [ـَ] ہو۔

اگر پہلے حرف پر پیش [ـُ] تو ہو لیکن آخری سے پہلے حرف (Second last) پر یعنی [ع کلمہ] پر زبر [ـَ] نہ ہو بلکہ زیر [ـِ] ہو تو وہ مضارع مجہول (Passive Verb) نہیں ہوگا بلکہ معلوم فعل (Active Verb) ہوگا۔ تو یُـطْـعِـمُ کا مطلب ہوگا۔ [وہ کھلاتا ہے/وہ کھانا کھلاتا ہے]۔ اسی مادے سے ثلاثی مزید فیہ کے پہلے باب کے معیاری وزن اَفْـعَـلَ یُفْعِلُ کے وزن پر فعل کا ماضی مضارع اَطْـعَـمَ یُطْعِمُ ہے۔ (ط ع م) سے مضارع معلوم کا پہلے صیغے یُطْعِمُ کا مجہول **یُطْعَمُ** ہوگا۔

یُطْعِمُ اور یُطْعَمُ میں فرق: یُطْعِمُ فعل مضارع معلوم (Active Verb) ہے اور یُطْعَمُ فعل مضارع مجہول (Passive Verb) ہے۔ یُطْعِمُ کا معنٰی [وہ کھانا کھلاتا ہے] اور یُـطْـعَـمُ کا معنٰی [اسے کھانا کھلایا جاتا/اسے کھانا کھلایا جائے گا] ہے۔ اسی طرح یُـخْـرِجُ [وہ نکالتا ہے] اور یُـخْـرَجُ [اسے نکالا جاتا ہے/اسے نکالا جائے گا]۔ یُبَـدِّلُ [وہ تبدیل کرتا ہے یا وہ تبدیل کرے گا] اور یُبَـدَّلُ کا معنٰی [اسے تبدیل کیا جاتا ہے/اسے تبدیل کیا جائے گا] کریں گے۔ اسی طرح یُبَلِّغُ [وہ پہنچاتا ہے] اور یُبَلَّغُ [اسے پہنچایا جاتا ہے/اسے پہنچایا جائے گا]۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ کریں اور مجہول افعال کی نشاندہی کریں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

2 **هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ**.. (الانعام:14/6)

هُـوَ يُـطْـعِمُ ۔[وہ (اللہ) کھلاتا ہے]۔ وَلَا يُـطْـعَـمُ [اور اسے (اللہ کو) کھلایا نہیں جاتا]۔ اللہ رب العزت نے کہا عیسٰی و مریم علیہما السلام تو تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق، كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ [وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے]۔ اللہ کا حصہ کیسے ہو گئے۔ جبکہ اللہ کی صفت ہے۔ هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ.

ترجمہ: وہ (اللہ) کھلاتا ہے اور اسے (اللہ) کھلایا نہیں جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❷ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ ..(المائدہ:3/5)

فعل میں مؤنث کا معنٰی پیدا کرنا ہوتو [حُرِّمَتْ] فعل ماضی کے آخر میں جزم والی تا [ت] کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ذَهَبَ [وہ گیا] ذَهَبَتْ [وہ گئی]۔ قُتِلَ [اس مرد کو قتل کیا گیا] اور قُتِلَتْ [اس عورت کو قتل کیا گیا]۔قرآن پاک میں ہے۔ وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ٥ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ٥(التکویر:81/9-8) [زندہ درگور کی جانے والی بچی سے جب پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا]۔ظاہر ہے وہ کہے گی میرا کوئی جرم نہیں تھا تو پکڑا اس کو جائے گا جو زندہ درگور کرنے والا ہوگا۔حُرِّمَتْ میں جزم والی تا (ت) کا اضافہ مؤنث کا معنٰی پیدا کرنے کے لئے بعد میں کیا گیا ہے۔اصل میں پہلا صیغہ حُرِّمَ ہے۔یہ فُعِلَ کے وزن پر ماضی مجہول ہے(شروع میں پیش[ـُ] آخری سے پہلے (Second last) حرف کے نیچے زیر[ـِ])۔حُرِّمَتْ،مؤنث کا صیغہ اس لئے استعمال کیا گیا کہ اَلْمَيْتَةُ مؤنث ہے۔حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ [حرام قرار دیا گیا تم پر مردار کو]۔وَالدَّمُ[اور خون کو]۔ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ[اور خنزیر کے گوشت کو]۔

ترجمہ: حرام قرار دیا گیا تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت۔

❸ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ..(ق:29/50)

مَا يُبَدَّلُ [نہیں تبدیل کیا جاتا ہے]۔اَلْقَوْلُ یہاں [فرمان] کے معنٰی میں ہے۔[نہیں تبدیل کیا جاتا ہے فرمان]۔ لَدَيَّ [میرے ہاں]۔لَدَ یہاں عِنْدَ کے معنٰی میں ہے۔ لَدَيَّ [میرے ہاں] یعنی میرے دربار سے جاری ہونے والے کسی فرمان میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی، میرا فیصلہ دوٹوک ہوتا ہے۔یہ راستہ اختیار کرو گے تو جنت ملے گی اور وہ راستہ اختیار کرو گے تو جہنم میں داخل کئے جاؤ گے۔میرے پاس آنا ہے تو سوچ سمجھ کر آؤ۔وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ اللہ فرما رہا ہے[اور نہیں ہوں میں ادنٰی سا بھی ظلم کرنے والا بندوں پر]۔اگر کسی کے خلاف جہنم کی آگ کا فیصلہ ہوا تو اس فیصلے میں میری طرف سے ادنٰی سا بھی ظلم یا ناانصافی شامل نہیں ہوگی۔فرمایا! جو بھی سزا ملے گی وہ تمہاری اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوگا۔اور میں بندوں پر ادنٰی سا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔میں نے اپنا ضابطہ دوٹوک واضح کر دیا ہے۔

ترجمہ: میرے ہاں فرمان تبدیل نہیں کیا جاتا ہے اور نہیں ہوں میں ادنٰی سا بھی ظلم کرنے والا بندوں پر۔

❹ تُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا ..(المائدہ:27/5)

تَقَبَّلَ [اس نے قبول کیا] اور ماضی مجہول تُقُبِّلَ [اس سے قبول کیا گیا]۔ہابیل نے اور قابیل دونوں نے قربانی پیش کی۔ہابیل کی قربانی کو قبول کر لیا گیا اور قابیل کی قربانی کو مسترد کر دیا گیا،یہاں اس کا تذکرہ ہو رہا ہے۔تُقُبِّلَ [قبول کر لیا گیا]۔ مِنْ اَحَدِهِمَا [ان دونوں میں سے ایک سے]۔یعنی ان دونوں میں سے ایک کی قربانی کو قبول کر لیا گیا

ترجمہ: ان دونوں میں سے ایک سے قبول کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ..(البقرۃ:233/2)

تُكَلَّفُ مضارع مجہول شروع میں پیش[ـُ] ہے اور آخری سے پہلے (Second Last) حرف پر زبر[ـَ] ہے۔لَا تُكَلَّفُ[نہیں تکلیف میں ڈالا جاتا]۔نَفْسٌ[کوئی نفس]۔یعنی نہیں مکلّف کیا جاتا ہے/نہیں پابند کیا جاتا ہے/نہیں Bound کیا جاتا ہے/کوئی نفس۔اِلَّا وُسْعَهَا [مگراس کی گنجائش (ہمت) کے مطابق]۔کوئی شخص بیمار ہے وضو نہیں کرسکتا تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔وہ کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا بیٹھ کر پڑھ لے۔بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا لیٹ کر پڑھ لے۔لیٹ کر نہیں پڑھ سکتا اپنے اعضاء کو نہیں ہلا سکتا آنکھوں کے اشارے سے ہی پڑھ لے۔یہاں مذکر کا صیغہ لَا یُكَلَّفُ استعمال نہیں کیا گیا تُكَلَّفُ کی (ت) یہاں تُو (you) کا معنٰی نہیں بلکہ مؤنث کا معنٰی پیدا کرنے کے لئے استعمال ہورہی ہے(نَفْسٌ مؤنث سماعی ہے)۔

ترجمہ: کوئی نفس نہیں تکلیف میں ڈالا جاتا ہے مگر اس کی گنجائش (ہمت) کے مطابق۔

6 قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ..(الشعراء:27/26)

قَالَ[اس (فرعون) نے کہا]۔اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْ. [کہ تمہارا وہ رسول]۔ قَالَ کے بعد۔اِنَّ آئے تو اس کا معنٰی (کہ) اور (یقیناً) بھی کیا جاسکتا ہے۔الَّذِیْ[جو]۔اُرْسِلَ[بھیجا گیا]۔ماضی مجہول ہے کیسے پتہ چلا؟ جبکہ اس میں یہ شک پڑتا ہے کہ اُرْسِلَ کے شروع میں تو ہمزہ(ء) آرہا ہے اور ہمزہ(ء) تو فعل مضارع کے ایک صیغے (واحد متکلم) کے شروع میں بھی آتا ہے۔لیکن یہاں آخر میں زبر[ـَ] ہے وہ بتارہی ہے کہ یہ فعل جیسے فعل ماضی ہے فعل مضارع نہیں ہے۔کیونکہ بنیادی طور پر فعل مضارع کے آخر میں پیش[ـُ] ہوتی ہے۔قَالَ اِنَّ رَسُوْ لَكُمُ الَّذِیْ اُرْسِلَ[اس (فرعون) نے کہا یقیناً تمہارا وہ رسول جو بھیجا گیا ہے]۔اِلَيْكُمْ[تمہاری طرف]۔ لَمَجْنُوْنٌ[یقیناً مجنون (دیوانہ) ہے] معاذ اللہ۔موسیٰ علیہ السلام نے کہا بس بہت ہوچکی اب میری قوم کو میرے ساتھ بھیج دو۔اس نے کہا میرے دربار میں آکر مجھے ہی للکار رہا ہے لگتا ہے کہ اس کا دماغ درست نہیں ہے۔قرآن نے کہا کہ فرعون نے کہا!قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ۔

ترجمہ: اس (فرعون) نے کہا کہ تمہارا وہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یقیناً مجنون (دیوانہ) ہے۔

7 فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ..(الانشقاق:8/84)

اگر یہ پوچھا جائے کہ يُحَاسِبُ اور يُحَاسَبُ میں کیا فرق ہے؟ يُحَاسِبُ تو مضارع معلوم (Active verb) ہے جبکہ يُحَاسَبُ مضارع مجہول (Passive verb) ہے۔معنٰی میں یہ فرق ہوگا کہ يُحَاسِبُ[وہ محاسبہ کرتا ہے/وہ حساب لیتا ہے یا لے گا] جبکہ مضارع مجہول يُحَاسَبُ[اس کا محاسبہ کیا جاتا ہے/اس سے حساب لیا جاتا ہے یا لیا جائے گا]۔پوری آیت یوں ہے! فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ [تو جس کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا گیا/دیا جائے گا]۔{معنٰی مضارع (مستقبل) میں کریں گے کیونکہ قیامت کے دن کی بات ہورہی ہے}۔فَسَوْفَ يُحَاسَبُ[تو جلد ہی اس سے حساب لیا جائے گا]۔حِسَابًا يَّسِيْرًا[آسان حساب/معمولی حساب]۔صرف برائے نام کارروائی (Formality) پوری ہوگی۔ہاں بھئی کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ہے۔فلاں نام ہے؟ چلے جاؤ جنت کے فلاں حصہ میں۔

ترجمہ: تو جلد ہی اس سے معمولی حساب لیا جائے گا۔

8 وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلٰى مَا كُذِّبُوا.. (الانعام:34/6)

نبی آخرالزماں ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ۔[اور یقیناً یقیناً جھٹلائے گئے پیغمبر]۔ كُذِّبَتْ فعل ماضی ہے۔مؤنث کا معنی پیدا کرنے کے لئے یعنی اس صیغے کو مؤنث بنانے کے لئے كُذِّبَتْ میں جزم (ْ) والی (ت) بعد میں شامل کی گئی ہے اصل لفظ كُذِّبَ (ماضی مجہول) ہے۔شروع میں پیش (ُ) اور آخری سے پہلے (Second last) حرف کے نیچے زیر [ِ]۔{كُذِّبَتْ کیوں کہا گیا جبکہ رُسُلٌ تو مذکر ہے۔مذکر فعل كُذِّبَ رُسُلٌ کیوں نہیں کہا گیا؟ مذکر کے ساتھ مذکر کا فعل کیوں نہیں استعمال ہوا؟ اس لئے کہ رُسُلٌ جمع مکسر ہے اور جمع مکسر عربوں کے بنائے ہوئے کلیے قاعدے کی پابند نہیں ہوتی اس کے ساتھ فعل مذکر بھی آسکتا ہے اور مؤنث بھی}۔مِنْ قَبْلِكَ [آپ سے پہلے]۔آپ ﷺ سے پہلے آنے والے رسولوں کو بھی اسی طرح جھوٹا قرار دیا گیا جس طرح کہ قریش مکہ نے آپ ﷺ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔اس لئے دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں۔یہ تجربہ صرف آپ ﷺ کے ساتھ ہی نہیں ہوا۔شروع سے انبیاء ورسل کے مخالفین ان کی تکذیب کرتے چلے آرہے ہیں۔تو کیا ان رسولوں نے دل برداشتہ ہو کر اپنے مشن کو چھوڑ دیا تھا۔نہیں! فَصَبَرُوا عَلٰى مَا كُذِّبُوا [تو انہوں نے صبر کیا اس پر جو ان کی تکذیب کی گئی]۔بامحاورہ ترجمہ یوں بھی کرسکتے ہیں [تو انہوں نے صبر کیا اپنے جھٹلائے جانے پر]، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی دیتے ہوئے یہ نبی آخرالزمان ﷺ سے کہا جارہا ہے کہ آپ ﷺ مایوس اور دلبرداشتہ نہ ہوں اور اپنا مشن جاری رکھیں۔

ترجمہ: اور یقیناً یقیناً جھٹلائے گئے پیغمبر آپؐ سے پہلے اس پر کہ وہ جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا۔

خاصیات ابواب کی چند قرآنی مثالیں:

9 اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيَآءُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○..(البقرۃ:257/2)۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا [اللہ سرپرست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے]۔ يُخْرِجُ [وہ نکالتا ہے]۔ هُمْ [انہیں]۔مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ [تاریکیوں سے روشنی کی طرف]۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيَآءُهُمُ الطَّاغُوْتُ [اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے سرپرست طاغوت (اللہ کے سرکش/اللہ کے باغی) ہیں]۔ يُخْرِجُوْنَ [وہ نکالتے ہیں]۔هُمْ [انہیں]۔مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمَاتِ [روشنیوں سے تاریکیوں کی طرف]۔وہ انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ [وہ لوگ جہنم کی آگ والے ہیں (جہنم کے ساتھی ہیں/ جہنم کے باشندے ہیں)]۔وہ وہیں بھٹکتے رہتے ہیں حتّٰی کہ جہنم کی آگ کے گڑھے میں جاگرتے ہیں۔ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ [وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اللہ سرپرست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے وہ انہیں نکالتا ہے تاریکیوں سے روشنی کی طرف اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے سرپرست طاغوت (باغی) ہیں وہ انہیں نکالتے ہیں روشنیوں سے تاریکیوں کی طرف وہ لوگ جہنم کی آگ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

10 **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ..** (البقرۃ:286/2)

لَهَا میں ضمیر ھا نَفْسٌ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ لَهَا [اس کے لئے ہے (اس نفس کے لئے ہے) اس کے حق میں ہے]۔ مَا كَسَبَتْ [جو اس نے کمایا]۔ وَعَلَيْهَا [اور اس پر ہے (اس کے خلاف ہے)]۔ مَا اكْتَسَبَتْ [جو اس نے کمایا]۔

كَسَبَتْ اور اكْتَسَبَتْ میں فرق: اِكْتَسَبَ جو اِفْتَعَلَ کے وزن پر ہے باب اِفْتِعَال سے تعلق رکھتا ہے۔ باب اِفْتِعَال میں اہتمام کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ آیت کے اس حصہ کی تفسیر ایک حدیث میں یوں کی گئی ہے، کہ جب کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن نیکی نہیں کر سکتا تو اسے صرف نیت کرنے یا ارادہ کرنے کا بھی ثواب مل جاتا ہے۔ اس کے اعمال نامے میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر وہ نیکی کر لے تو پھر دس نیکیوں کا ثواب اس کے اعمال نامے میں لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ آخری امت کے لئے اللہ رب العزت کا خصوصی انعام ہے اور اگر کوئی شخص گناہ کا ارادہ کرتا ہے لیکن کرتا نہیں ہے، اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر کر لیتا ہے تو اس کے اعمال نامے میں صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ اس لئے جب **نیکی کی بات آئی تو كَسَبَتْ** (آسانی سے کمالینا یعنی صرف نیت سے ہی کمالینا) کہا اور جب **برائیوں کی بات آئی تو اِكْتَسَبَتْ** کہا۔ (اہتمام سے کمانا یعنی صرف نیت ہی نہ کرنا بلکہ اسے عملی جامہ بھی پہنانا)۔

ترجمہ: اس کے لئے ہے (اس نفس کے حق میں ہے) جو اس نے کمایا اور اس پر ہے (اس نفس کے خلاف ہے) جو اس نے کمایا۔

11 **لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ..** (النمل:46/27)

تُرْحَمُوْنَ مضارع مجہول ہے۔ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ۔ لَوْ [اگر]۔ لَا [نہیں]۔ لیکن اگر دونوں اکٹھے استعمال ہوں تو لَوْلَا کا معنیٰ [کیوں نہیں] کیا جاتا ہے۔ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ [کیوں نہیں تم مغفرت طلب کرتے اللہ سے]۔ اِدھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے رات کو اٹھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہو۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ [تاکہ تم پر رحم کیا جائے] تاکہ تمہارے حالات کو درست کیا جائے اور تم پر رحم کیا جائے۔ اللہ کے قوانین کو توڑنا بند کر دو۔ اِدھر اُدھر کیوں بھٹک رہے ہو۔ اللہ کی جو معصیت اور نافرمانی کر چکے ہو اس پر اللہ سے معافی مانگو، حالات درست ہو جائیں گے۔

ترجمہ: کیوں نہیں تم مغفرت طلب کرتے اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

12 **يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ..** (العنکبوت:54/29)

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ [وہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے عذاب کو]۔ قریش مکہ کہتے تھے (معاذ اللہ) کہ یہ عذاب کی وعیدیں، عذاب کی دھمکیاں سن سن کر ہمارے کان پک گئے ہیں۔ اگر اس کا کوئی وجود ہے۔ اب لے آ و عذاب اللہ فرما رہا ہے [وہ آپ ﷺ سے عذاب کو جلدی طلب کرتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ سے عذاب کے لئے جلدی کا مطالبہ کررہے ہیں]۔وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ۔اِنَّ بھی ہے آگے چل کر لَ بھی ہے اسلئے معنیٰ کریں گے۔[اور یقیناً یقیناً جہنم کافروں کو گھیرے (احاطہ) میں لئے ہوئے ہے]۔جلد ہو یا بدیر ہو جہنم کی گرفت سے یہ لوگ بچ کر کہیں نہیں جا سکتے ہیں۔

ترجمہ: وہ جلدی طلب کرتے ہیں آپؐ سے عذاب کو اور یقیناً یقیناً جہنم کافروں کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے (احاطہ کئے ہوئے ہے)۔

حدیث نبوی: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن: باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمه، 5027)

ترجمہ: تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے (قرآن کو) آگے سکھایا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الحادی والعشرون — فعلِ اَمر ———— فعلِ نہی — سبق نمبر 21

فعل امر

تعریف: جس فعل میں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے یا کام کرنے کی التجا کی جائے اسے فعل امر کہتے ہیں۔

مثلاً: تم بیٹھ جاؤ، تم اندر آجاؤ، تم چلے جاؤ۔ یا

مثلاً: اللہ رب العزت کو کہیں [اے اللہ! (ہماری التجا ہے/درخواست ہے) تو ہمارے گناہوں کو معاف کر دے]۔ ہے تو یہ بھی فعل امر لیکن اس میں ہم اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ حکم نہیں دے رہے بلکہ اس سے التجا/کسی کام کو کرنے کی درخواست کر رہے ہیں۔

نوٹ: اس اقسام کے فعل امر میں متکلم (Third Person) کا مخاطب صرف حاضر (Present or Second Person) ہوتا ہے۔

استثناء : **لامِ امر** [لِ] والے فعل امر میں مخاطب (حاضر) کے علاوہ غائب اور متکلم بھی ہو سکتے ہیں **مثلاً**: اُسے یہ کام کرنا چاہیے، مجھے آج دفتر جانا چاہیے۔{لِ والے فعلِ امر کا مطلب چاہیے کہ ہوتا ہے}۔

فعل امر بنانے کے قواعد

1. فعل امر ہمیشہ فعل مضارع سے بنتا ہے۔اس لئے کسی بھی فعل کا فعل امر بنانا ہو تو اس فعل کا فعل مضارع معلوم ہونا چاہیے۔
2. فعل امر بنانے کے لئے پہلے علامت مضارع کو اس کی حرکت سمیت حذف کر دیا جاتا ہے اور پھر مضارع کے آخری حرف پر جو حرکت پیش [ـُ] ہوتی ہے اسے بھی حذف کر کے جزم [ـْ] لگا دی جاتی ہے۔
3. علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد اگر باقی بچے ہوئے لفظ کو پڑھنا ممکن ہو تو شروع میں ہمزہ [اَ] لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔
4. علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد اگر باقی بچے ہوئے لفظ کے شروع کے حرف پر جزم [ـْ] کی وجہ سے لفظ کو پڑھنا ممکن نہ ہو تو اس کے شروع میں ہمزہ [ا] لگا دیا جاتا ہے۔
5. فعل مضارع پر دو دائرے لگانے کے بعد اگر عین کلمہ پر پیش [ـُ] کی حرکت نظر آئے تو پھر پیش [ـُ] والا ہمزہ لگتا ہے۔

نوٹ: (i) اگر کسی فعل کا فعل مضارع معلوم نہ ہو تو کبھی بھی فعل امر بنانے کی غلطی نہ کیجئے۔

(ii) فعل امر بنانے کے لئے عام طور پر فعل مضارع کے واحد مذکر حاضر یا واحد مذکر غائب کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔

ثلاثی مجرد افعال سے فعل امر

رحم کرنا۔رحم کرنا ایک کام ہے/ایک فعل ہے۔ایک اچھا کام ہے۔اس کا مادہ (ر ح م) فعل ماضی رَحِمَ اور مضارع یَرْحَمُ ہے۔ یَرْحَمُ سے فعل امر بنانے کے لئے ایک بڑا دائرہ شروع میں علامت مضارع یاء [ی] پر لگایا اور ایک چھوٹا دائرہ آخر میں [م] کی حرکت پیش [ـُ] پر لگایا اور پیش [ـُ] کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزم[ـْ] میں تبدیل کردیا یَرۡحَمۡ۔ باقی بچنے والے لفظ رۡحَمۡ کو پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ قاعدے کے مطابق شروع میں زیر [ـِ] والا ہمزہ [اِ] لگادیں گے تو فعل امر اِرۡحَمۡ بن جائے گا۔ لیکن اگر اس کو پچھلے لفظ سے ملا کر پڑھنا پڑ جائے تو پھر وَاِرۡحَمۡ کی بجائے وَارۡحَمۡ پڑھیں گے۔ فعل امر کا ہمزہ[أ] ساکت ہو جائے گا۔ ایک دعا ہے اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ[اے اللہ تو مجھے معاف کردے اور مجھ پر رحم کر]۔ یہ دعا ہمزہ کو پیچھے ملا کر پڑھی جاتی ہے اصل میں اَللّٰھُمَّ اِغۡفِرۡلِیۡ وَاِرۡحَمۡنِیۡ ہے لیکن پڑھا جائے گا اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ۔ اِرۡحَمۡ کی جمع اِرۡحَمُوۡا ہوگی۔ حدیث کے الفاظ ہیں:۔ اِرۡحَمُوۡا مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ۔[(لوگو) تم رحم کرو ان پر جو زمین پر ہیں]۔ یَرۡحَمۡکُمۡ مَنۡ فِی السَّمَآءِ [تم پر وہ (اللہ) رحم کرے گا جو آسمان میں ہے]۔

باب نون[ن] نَصَرَ، یَنۡصُرُ کے وزن پر آنے والے افعال کے لئے قاعدہ: یَنۡصُرُ ایک فعل مضارع ہے۔ ایک بڑا دائرہ فعل مضارع کے شروع میں علامت مضارع پر لگایا اور ایک چھوٹا دائرہ آخری حرف کی حرکت پر لگایا یَنۡصُرۡ۔ دو دائرے لگانے اور ان دائروں کے اندر جو حرف اور حرکت آتی ہے ان کو حذف کرنے کے بعد آخری سے پہلے حرف (عین کلمہ) حرف صاد[ص] پر پیش [ـُ] نظر آ رہی ہے۔ منطق (Logic) کے مطابق ایک قاعدہ ہے۔ پیش[ـُ] کے آگے کسی کی پیش نہیں جاتی سوائے پیش[ـُ] کے۔ عین کلمہ یعنی درمیانی حرف پر پیش [ـُ] رکھنے والا مضارع فعل امر بنتے وقت اپنے شروع میں کسی ہمزہ (أ) کو قبول نہیں کرے گا سوائے پیش[ـُ] والے ہمزہ[اُ] کے۔ اس کا فعل امر اِنۡصُرۡ یا اَنۡصُرۡ نہیں بلکہ اُنۡصُرۡ ہوگا۔

دیگر مثالیں: فعل مضارع یَسۡجُدُ سے فعل امر اُسۡجُدۡ[تو سجدہ کر] ہوگا۔

یَعۡبُدُ سے اُعۡبُدۡ[تو عبادت کر] ہوگا۔ اس کی جمع اُعۡبُدُوۡا[تم سب عبادت کرو] ہوگی۔ اب قرآن مجید کی آیات پڑھتے ہیں تاکہ سمجھ آجائے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ o اَلَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ ۚ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ..(البقرۃ:2/22-21)

ہمزہ پیچھے مل کر ساکت (Silent) ہو جاتا ہے۔ اسلئے یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اُعۡبُدُوۡا کی بجائے یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا پڑھیں گے۔

ترجمہ: اے لوگو (تمہارے ربّ کا حکم ہے) تم عبادت کرو اپنے (اس) رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان (لوگوں) کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم (نافرمانی سے) بچ جاؤ (وہ ذات) جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اور اتارا آسمان سے پانی پھر اس نے نکالا اس (پانی) کے ذریعے پھلوں کو رزق تمہارے لیے تو تم نہ بناؤ اللہ کا شریک حالانکہ تم (یہ سب) جانتے ہو۔

آسمان سے پانی اتارنے کا اور زمین سے اناج اگانے کا۔ یہ سارا ربوبیت کا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تو قرآن کہتا ہے کہ پھر یہ ہبل، لات، منات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کو (بتوں کی شکل میں) میرے شریک کیوں بنا رہے ہو۔

ثلاثی مزید فیہ افعال سے فعل امر

جہاد کرنا۔اللہ کے دین کی بالادستی کے لئے جدوجہد کرنا ایک بڑا مقدس کام ہے۔عربی زبان میں جہاد کرنا کا ترجمہ اور ماضی مضارع **جَاهَدَ، يُجَاهِدُ** ہے۔يُجَاهِدُ فعل مضارع ہے اس سے فعل امر بنانا ہے۔جس کا مطلب [تو جہاد کر] یا [تم سب جہاد کرو] ہے۔فعل امر بنانے کے لئے فعل مضارع کے پہلے صیغے پر دو دائرے لگانے پڑتے ہیں۔شروع والا دائرہ بڑا ہوتا ہے دائرہ چھوٹا ہوتا ہے۔شروع والا دائرہ شروع والے حرف (علامت مضارع) یاء [ی] پر لگایا جاتا ہے اور آخری دائرہ آخری حرف کی حرکت پیش [ـُ] پر لگایا جاتا ہے۔فعل مضارع يُجَاهِدُ کے شروع میں اس کی یاء [ی] پر بڑا دائرہ لگایا اور یاء [ی] کو حذف کر دیا۔ایک چھوٹا دائرہ آخری حرکت پر لگا دیا جو یہاں پر دال [د] کے اوپر آنے والی حرکت پیش [ـُ] ہے اس کو گرا دیا (حذف کر دیا) اس طرح آخری حرف ساکن ہو گیا۔حرکت کا ختم ہونا سکون ہے اور سکون کی علامت جزم [ـْ] ہے۔[(يُ)جَاهِدُ]

يُجَاهِدُ پر دائرے لگانے کے بعد اب جو لفظ بچا ہے اس کو فعل امر کہتے ہیں۔دائروں والا عمل کرنے کے بعد يُجَاهِدُ سے فعل امر **جَاهِدْ** بن گیا۔جَاهِدْ کی جمع بنانے کے لیے آخر میں جمع کی علامت [وا] لگا دیں گے تو جمع **جَاهِدُوْا** بن جائے گی۔قرآن مجید میں ہے! **جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ**.. (الانفال: 72/8)[اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا]۔

پیغام پہنچانا۔کسی کو کوئی بات [بڑے اہتمام سے پہنچانا]۔اس کا ماضی، مضارع **بَلَّغَ، يُبَلِّغُ** ہے۔فعل مضارع يُبَلِّغُ سے فعل امر بنانا ہے۔ ایک بڑا دائرہ يُبَلِّغُ کے شروع میں لگاتے ہیں اور ایک چھوٹا دائرہ آخری حرف کی حرکت پیش [ـُ] پر لگاتے ہیں [(يُ)بَلِّغُ]۔ان دونوں کو حذف کرنے کے بعد یہاں باقی بچنے والے لفظ **بَلِّغْ** [تو پہنچا دے] کو فعل امر کہیں گے۔اللہ رب العزت نے نبی آخر الزمان ﷺ کو حکم دیا! **يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ**. (المائدہ: 67/5) اُنْزَلَ [اس نے اتارا] اور اُنْزِلَ [اتارا گیا]۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ [اے رسول ﷺ]۔بَلِّغْ (فعل امر) [آپ ﷺ پہنچا دیجئے]۔مَا اُنْزِلَ [جو اتارا گیا ہے]۔اِلَيْكَ [آپ ﷺ کی جانب]۔مِنْ رَّبِّكَ [آپ ﷺ کے رب کی طرف سے]۔فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ [اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا]۔فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ [تو پھر (سمجھ لیجئے) آپ ﷺ نے اس کے پیغام کو پہنچانے کا حق ادا نہیں کیا]۔کوئی بات بھی اپنے پاس مت رکھیے۔(کیونکہ کسی خاص پیغام بات یا حکم کا سینہ بہ سینہ یعنی پوشیدہ یا خفیہ طور پر کسی خاص ایک شخص یا دوسرے کے پاس رہنے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے)۔

توکل کرنا، بھروسا کرنا، اعتماد کرنا۔قرآن مجید میں اس کے لئے ماضی، مضارع **تَوَكَّلَ، يَتَوَكَّلُ** ہے۔يَتَوَكَّلُ فعل مضارع ہے اور اس سے فعل امر بنانا ہے۔فعل امر دو دائروں کا کھیل ہے۔قاعدے کے مطابق ایک بڑا دائرہ شروع میں لگایا ایک چھوٹا دائرہ آخر میں لگایا [(يَ)تَوَكَّلُ] اور حذف کرنے کے بعد باقی **تَوَكَّلْ** بچ گیا۔قرآن مجید میں ہے! **تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ**.. (الفرقان: 85/25)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[(آپ ﷺ کے ربّ کا حکم ہے کہ آپ ﷺ) بھروسہ کیجئے اس زندہ ہستی پر جسے موت نہیں آتی]۔اس پر بھروسہ نہ کیجئے جو موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے اپنی آنکھوں کے سامنے خود اپنے ہاتھوں سے اس کو دفن کرتے ہو اس پر کیوں توکّل کرتے ہو۔اس زندہ و جاوید ہستی پر توکّل کیجئے جس کو موت نہیں آتی۔

ایک دوسرے سے مشورہ کرنا۔ اس کے لئے عربی زبان میں ماضی،مضارع شَاوَرَ، یُشَاوِرُ استعمال ہوتا ہے۔فعل مضارع یُشَاوِرُ سے فعل امر بنانا ہے۔جو فعل امر بنانے کے عمل سے شَاوِرْ بنے گا۔قرآن مجید میں ہے! شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ(آل عمران:159/3)۔اے نبیٔ محترم ﷺ شَاوِرْ(آپ ﷺ کے ربّ کا حکم ہے)[آپ ﷺ مشورہ کیجئے] هُمْ[ان سے(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے]۔ان کو مشورے میں شریک کیجئے۔فِي الْاَمْرِ [اہم معاملے میں] ہر اہم معاملے میں ان سے مشورہ کیجئے۔اس سے آگے اللہ رب العزت نے فرمایا! فَاِذَا عَزَمْتَ [تو جب آپ ﷺ عزم کرلیں/پختہ ارادہ کرلیں]۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ [تو اللہ پر بھروسہ کیجئے]۔پھر یہ نہ سوچئے کہ یوں کر لیتا تو یوں ہو جاتا۔یوں نہ کرتا تو یوں نہ ہوتا۔پھر اس طرح کے خیالات اس طرح کے وسوسے ذہن میں نہ لائیے۔

ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ اس کا ماضی مضارع تَعَاوَنَ، يَتَعَاوَنُ (ع و ن) ہے۔فعل مضارع يَتَعَاوَنُ پر دو دائرے لگانے کے بعد فعل امر بنے گا تَعَاوَنْ اور اسکی جمع تَعَاوَنُوْا ہے۔قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حکم ارشاد فرمایا! تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى..(المائدہ:2/5) [نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو]۔

اگر علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد باقی لفظ کے شروع میں جزم [ْ] آرہی ہو تو فعل امر بنانے کا طریقہ۔

بعض اوقات فعل مضارع کے پہلے حرف (علامت مضارع) کو حذف کرنے کے بعد آنے والا اگلا حرف ساکن (جزم والا) ہوتا ہے۔ایسی صورت میں باقی ماندہ حرف کو پڑھا نہیں جاسکتا بلکہ اس کو پڑھنا ناممکن ہوتا ہے۔اس مشکل کو حل کرنے کے لئے عربی زبان والے ہمزہ [أ] کا سہارا لیتے ہیں اور ایسے فعل امر کو پڑھنے کے قابل بنانے کے لئے اس کے شروع میں کوئی پیش [اُ] یا زبر [أَ] یا زیر [اِ] والا ہمزہ لگایا جاتا ہے۔

اِسْتَغْفَرَ فعل ماضی ہے اور يَسْتَغْفِرُ اس کا فعل مضارع ہے۔اِسْتَغْفَرَ کا معنٰی ہے [اس نے مغفرت طلب کی/معافی مانگی]۔ يَسْتَغْفِرُ سے فعل امر بنانے کے لئے ایک بڑا دائرہ شروع کے حرف (علامت مضارع) یـاء [ی] اور اس کی حرکت پر لگایا اور اسے حذف کر دیا۔چھوٹا دائرہ آخری حرف را [ر] کی حرکت پیش [ُ] پر لگایا اور حذف کرکے جزم [ْ] لگادی۔باقی لفظ سْتَغْفِرْ بچا ہے جس کو جزم [ْ] کی وجہ سے پڑھنا ممکن نہیں ہے۔

ہمزہ کونسا لگے گا؟ فعل امر بنانے کے عمل میں فعل مضارع کے آخری سے پہلے حرف یعنی (ع کلمہ) پر اگر زبر [َ] یا زیر [ِ] ہو تو اس لفظ کو پڑھے جانے کے قابل بنانے کے لئے شروع میں زیر [ِ] والا ہمزہ [اِ] لگائیں گے تو اس طرح فعل امر بن جائے گا۔

يَسْتَغْفِرُ کی [ف] جو کہ عین کلمہ ہے اس کے نیچے زیر [ِ] ہے لہذا سْتَغْفِرُ سے پہلے زیر [ِ] والا ہمزہ [اِ] لگائیں گے اس طرح فعل امر اِسْتَغْفِرْ بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔اِسْتَغْفِرْ کی جمع اِسْتَغْفِرُوْا ہوتی ہے۔قرآن میں اللہ پاک نے ارشادفرمایا! اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا.. (نوح:10/71) اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ۔[تم مغفرت طلب کرواپنے رب سے]۔اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا [بے شک (یقین رکھو)وہ(اللہ) بہت زیادہ بخشنے والا ہے]۔ بہت زیادہ معاف کرنے والا سے مراد ہے کہ وہ معاف کرنے سے کبھی اکتاتا نہیں۔حدیث کے الفاظ ہیں کہ اگر کوئی شخص ستر(70)دفعہ بھی گناہ کرے اور سچی توبہ کرتا رہے(70 کا عدد ویسے ہی لگایا گیا ہے, مراد بار بار/ کثرت سے توبہ کرنا ہے)تو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ سچے دل سے توبہ سے مراد ہوتی ہے کہ پچھلے گناہ پر ندامت وشرمندگی ظاہر کرنا آئندہ، نہ کرنے کا عزم کرنا اور اللہ سے معافی مانگنا۔انسان توبہ کرتا ہے پھر غلط جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے۔پھر اس سے گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔پھر معافی مانگتا ہے۔اگر وہ ستّر دفعہ بھی ایسا کرے تو اللہ ستر دفعہ معاف کرنے سے بھی نہیں اکتاتا۔اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا [یقیناً وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے]۔[ستّر کا لفظ عرب کثرت کے لئے بولتے تھے۔جیسے ہم کہتے ہیں بھائی!میں نے تمہیں(20) بیس دفعہ کہا ہے حالانکہ دو دفعہ کہا ہوتا ہے یا تین دفعہ کہا ہوتا ہے۔20دفعہ میں نے تمہیں سمجھایا ہے۔تو20 کا عدد بولنا ویسے ہی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے]۔

(اِسْتَغْفَرَ، يَسْتَغْفِرُ) کا مصدر اِسْتِغْفَارٌ [بخشش طلب کرنا] اور فعل امر اِسْتَغْفِرْ [تو مدد طلب کر] یہ فعل امر تو اللہ کی طرف سے بندے کو حکم وہدایت ہے کہ تو اللہ سے معافی طلب کر اور اللہ سے دعا کر کہ یا اللہ تو مجھے معاف فرمادے۔اور اگر اس حکم وہدایت پر کاربند ہونے کے لیے بندے نے اللہ سے التجا (فعل امر میں) کرنی ہو:[اے اللہ میری درخواست ہے/التجا ہے تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے] تو پھر فعل کے مادے(غ ف ر) کے مضارع يَغْفِرُ سے فعل امر بنانے کے لیے ایک دائرہ يَغْفِرُ کے شروع میں یاء [ی] پر لگایا اور ایک آخیر میں [ر] کی پیش[ـُ] پر لگایا۔باقی لفظ غْفِرُ بچا۔غْفِرْ کو شروع کے حرف پر جزم[ـْ] کی وجہ سے پڑھنا ممکن نہیں۔چونکہ عین کلمہ کے نیچے زیر ہے اسلئے شروع میں زیر[ـِ] والا ہمزہ لگائیں گے۔تو فعل امر اِغْفِرْ ہو جائے گا۔یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ ہمزہ[أُ۔أَ۔أِ] پیچھے مل کر آواز میں ساکت ہو جاتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا۔

مثلاً : بِ +اِسْمِ +اَللّٰهِ کی بجائے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔کیونکہ[بِ] کے بعد آنے والا ہمزہ[أ] پیچھے مل کر ساکت ہو جاتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا۔اب اگر یہ کہنا ہو اے اللہ تو مجھے معاف فرمادے تو اَللّٰهُمَّ اِغْفِرْلِي کی بجائے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ کہیں گے۔اِغْفِرْ کا ہمزہ پیچھے مل کر ساکت ہو گیا۔

بابِ اِفْعَالٌ سے فعل امر

ثلاثی مزید فیہ کی ریاست کے پہلے دروازے کو باب اِفْعَالٌ (افعال) کہتے ہیں۔اس باب کے ماضی مضارع کا وزن اَفْعَلَ، يُفْعِلُ ہے۔اسی روِدھم(وزن) پر کئی ماضی مضارع ہیں۔**مثلاً**:اَرْسَلَ، يُرْسِلُ۔اَنْزَلَ، يُنْزِلُ۔اَسْلَمَ، يُسْلِمُ۔اَكْرَمَ، يُكْرِمُ۔اَدْخَلَ، يُدْخِلُ۔ اَخْرَجَ، يُخْرِجُ۔اَنْفَقَ، يُنْفِقُ۔اَعْرَضَ، يُعْرِضُ وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اِفعال سے فعل امر بنائیں تو مضارع پر دو دائرے لگانے کے بعد باقی بچنے والے لفظ کے شروع میں زبر [ـَ] والا ہمزہ [أَ] لگانا پڑتا ہے۔ باب اِفعال کی خاصیت ہے کہ اس باب (دروازے) سے تعلق رکھنے والے ماضی مضارع میں لازم کے بجائے **متعدی** [ہونے کے بجائے کرنے] کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔

مثال کے طور پر: نَزَلَ، یَنْزِلُ کا معنٰی [نازل ہونا] ہے۔ مادے (ن ز ل) کو باب افعال میں لانے کے بعد اَنْزَلَ، یُنْزِلُ کا معنٰی [نازل کرنا یا (اتارنا)] کریں گے۔ یُنْزِلُ سے فعل امر بنانے کے لئے قائدے کے مطابق ایک دائرہ شروع میں لگایا اور علامت مضارع کو حذف کر دیا، ایک دائرہ آخر میں لگایا اور حرکت حذف کرنے کے بعد نْزِلْ بچا۔ باقی بچے تین حروف والے اس لفظ نْزِلْ کو پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ اگر ہم زیر والا ہمزہ [اِ] لگا دیتے ہیں تو اِنْزِلْ بن جائے گا۔ لیکن اِنْزِلْ تو فعل ثلاثی مجرد میں بنتا ہے جو فعل لازم ہے۔ {باب (ض) کے وزن ضَرَبَ، یَضْرِبُ کے وزن پر (ن، ز، ل) سے مضارع بنا یَنْزِلُ اور یَنْزِلُ سے فعل امر اِنْزِلْ بنا جس کا معنٰی [تو اتر] ہو جائے گا (جیسے جَلَسَ، یَجْلِسُ ثلاثی مجرد ہے اس کے مضارع یَجْلِسُ سے فعل امر بنا اِجْلِسْ [تو بیٹھ])}۔ لیکن ہم کہنا چاہتے ہیں [تو اتار/تو نازل کر]۔ یعنی ہم اللہ سے التجا کریں کہ: اے اللہ! تو ہم پر بارش نازل فرما۔ تو اس مقصد کے لئے لفظ اِنْزِلْ [تو اتر] سے تو بات نہیں بنے گی۔ اس لئے اِضْرِبْ یا اِجْلِسْ وغیرہ کے ساتھ مشابہت سے بچنے کے لئے عربی گرامر بنانے والوں نے باب افعال کے متعلق افعال سے فعل امر بنانے کا ایک قائدہ (کلیہ) بنایا ہے۔

قائدہ

(i) باب افعال کے فعل مضارع سے جب فعل امر بنائیں گے تو شروع میں زبر والا ہمزہ [اَ] لگائیں گے۔

(ii) باب افعال کے مضارع پر پہلا بڑا دائرہ لگا کر مضارع کی علامت یاء [ی] کو ختم یا حذف کرنے کے بعد باقی بچ جانے والا لفظ ہمزہ لگانے کے بغیر بھی پڑھا جا سکتا ہو پھر بھی فعل امر میں زبر [اَ] والا ہمزہ ضرور لگایا جاتا ہے اور اس میں کوئی استثنا نہیں۔

(iii) یہ ہمزۃ الوصل نہیں ہوگا۔ یعنی یہ ہمزہ پچھلے لفظ سے ملا کر پڑھنے میں بھی ساکن نہیں ہوتا۔ یہ ہمزہ ہر صورت میں زبر [ـَ] کے ساتھ لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے۔ اسے ہمزہ قطعی کہا جاتا ہے۔

لہٰذا باب افعال کے مضارع کے **یُفْعِلُ** وزن پر یُنْزِلُ سے فعل امر بنے گا اَنْزِلْ [تو اتار]۔

یُدْخِلُ سے فعل امر اَدْخِلْ [تو داخل کر] بنے گا۔

یُخْرِجُ سے فعل امر بنے گا اَخْرِجْ [تو نکال]۔ نبی آخر الزماں ﷺ کو بوقت ہجرت اللہ رب العزت نے ایک دعا بتلائی کہ آپ ﷺ یہ دعا مانگیں۔

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝

(بنی اسرائیل:80/17)۔ وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ [اور (آپ ﷺ) کہیں! اے میرے رب تو مجھے (مدینہ منورۃ میں) عزت سے داخل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما]اور وَاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ [تو مجھے (مکہ مکرمہ سے) حفاظت اور آبرو سے نکال]۔ وَّ جْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا [اور میرے لئے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرمادے]۔اس دعا میں باب افعال سے متعلق فعل امر کے الفاظ اَدْخِلْ اور اَخْرِجْ استعمال ہوئے ہیں۔اَدْخِلْ [تو داخل کر]۔اَخْرِجْ [تو نکال]۔

اَنْفَقَ، یُنْفِقُ [خرچ کرنا]، **یُنْفِقُ** سے فعل امر **اَنْفِقْ** [تو خرچ کر] بنے گا۔

اَعْرَضَ یُعْرِضُ [اعراض کرنا رمنہ پھیرنا ربے رخی برتنا رکسی کی طرف توجہ بھی نہ دینا]۔باب افعال کے ماضی مضارع کے وزن اَفْعَلَ، **یُفْعِلُ** پر (ع ر ض) کا ماضی مضارع اَعْرَضَ، یُعْرِضُ ہے۔مضارع یُعْرِضُ سے فعل امر بنائیں گے۔اس طرح کہ **یُعْرِضُ** کی علامت مضارع [یُ] پر اور اس کی حرکت پر بڑا دائرہ لگایا اور اس کو گرا دیا۔پھر اس لفظ کے آخری حرف [ض] کی پیش [ـُ] پر چھوٹا دائرہ لگائیں گے اس طرح یہ پیش [ـُ] بھی ختم ہوگئی اور [ض] ساکن ہوگئی۔اس عمل کے بعد باقی لفظ عْرِضْ رہ گیا۔اس لفظ کو پڑھا نہیں جاسکتا کیونکہ [ع] ساکن ہے۔فعل امر بنانے کے لئے اس سے پہلے زبر [ـَ] والا ہمزہ [اَ] لگائیں گے۔اس طرح فعل مضارع **یُعْرِضُ** سے فعل امر **اَعْرِضْ** [تو اعراض کر رتو منہ پھیر لے] بن گیا۔

فعل نہی

تعریف: جس فعل میں کسی کام کے کرنے سے روکا یا منع کیا جائے فعل نہی کہلاتا ہے۔

مثلاً: [تم مت بیٹھو]، [تم اندر مت جاؤ]، [شور نہ کرو]، [یہاں نہ بیٹھو] یا [اسے مت بیٹھنے دو]، [اسے اندر مت جانے دو]، [اسے شور نہ کرنے دو]، [اسے یہاں نہ بیٹھنے دو]۔

فعل نہی بھی فعل امر کی طرح فعل مضارع سے بنتا ہے: ایک غلطی جو عموماً کی جاتی ہے وہ یہ کہ فعل نہی کو فعل امر سے بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔جو کہ غلط ہے۔ **مثلاً:** اگر فعل امر اِذْهَبْ [تُو جا] سے فعل نہی لَا اِذْهَبْ [تُو نہ جا] بنایا جائے اور فعل امر اِجْلِسْ [تُو بیٹھ] سے فعل نہی لَا اِجْلِسْ [تُو نہ بیٹھ] بنایا جائے تو یہ دونوں فعل نہی غلط ہیں۔لہذا فعل نہی بنانے کا قائدہ یہ ہے کہ فعل نہی براہ راست فعل مضارع سے بنایا جاتا ہے۔[وہ نہ بیٹھے] لَا یَجْلِسْ اور [تُو نہ بیٹھ] لَا تَجْلِسْ۔

فعل نہی بنانے کا طریقہ

فعل امر بنانے میں تو پھر بھی کچھ نہ کچھ تکلف کرنا پڑتا ہے۔فعل امر میں طریقہ ہے کہ دو دائرے لگایئے اور دو دائرے لگانے کے بعد ایک مشکل بھی پیش آسکتی ہے کہ لفظ کو پڑھنا ممکن ہی نہیں ہوتا پھر ہمزہ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔لیکن فعل نہی میں یہ سارا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں۔فعل نہی بنانا نہایت آسان ہے۔ **مثلاً:** ایک فعل مضارع یَذْهَبُ ہے۔فعل مضارع کے شروع میں لگا دیجئے **لَا** اور آخر میں حرکت پر ایک چھوٹا سا دائرہ لگا دیں اور فعل مضارع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے آخر میں جو حرکت ہے اس کو ختم کر دیں (فعل مضارع سے پہلے لَا برائے نہی لگا دیں اور آخری حرف کو ساکن جزم [ـْ] والا کریں) تو لَا یَـذْهَـبْ فعل نہی بن گیا۔ چنانچہ کہنا ہو: [اسے کہہ دو وہ نہ جائے] (ابھی رکا رہے میں نے اس سے کوئی بات کرنی ہے) تو پھر عربی زبان میں لَا یَـذْهَـبْ [وہ نہ جائے] کہیں گے۔ اگر کہنا ہو [وہ نہ بیٹھے] (اسے کہہ دو وہ اس کمرے میں نہ بیٹھے)۔ بیٹھنے کے فعل کے لیے ماضی مضارع جَـلَـسَ، یَجْلِسُ ہے۔ فعل مضارع یَجْلِسُ سے فعل نہی لَا یَجْلِسْ [وہ نہ بیٹھے] ہو جائے گا۔ اور اگر مخاطب (مذکر) کو کہنا ہو [تُو نہ جا] تو لَا تَذْهَبْ ہو جائے گا۔ اور اگر کہنا ہو [تم سب نہ جاؤ] تو لَا تَذْهَبُوْا کہیں گے۔

قَـرُبَ، یَقْرُبُ ایک فعل کا ماضی، مضارع ہے اس کا معنٰی [نزدیک ہونا، قریب ہونا] ہے۔ اگر کہنا ہو [وہ قریب نہ ہو] تو لَا یَقْرُبْ کہیں گے۔ اور کہنا ہو [تو قریب نہ ہو، تو قریب نہ جا] تو لَا تَـقْـرُبْ کہیں گے۔ اور دو اشخاص کو یعنی تثنیہ کے لئے لَا تَـقْـرَبَا کہیں گے۔ [تم دونوں قریب نہ جاؤ] اللہ رب العزت نے آدم وحوا علیہما السلام کو کہا تھا! لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ.. (البقرۃ:35/2) [تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جاؤ]۔

فعل امر کے ہمزہ کو پیچھے ملا کر کیسے پڑھا جائے

یَشْرَبُ ایک فعل مضارع ہے اس سے فعل امر بنے گا اِشْرَبْ [تُو پی] اور اس کی جمع اِشْرَبُوْا [تم سب پیو] ہے۔ اور اگر اس سے پہلے [وَ] آ جائے تو وَاشْـرَبُوْا تو ہم اِشْـرَبُوْا سے پہلے [وَ] کو ملا کر جوڑ کر [و] اور [ش] کے درمیان آ جانے والے ہمزہ کی آواز ساکت کر کے فعل امر کے لفظ کو پڑھیں گے! یعنی وَاشْرَبُوْا۔ قرآن مجید میں ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا.. (البقرۃ:60/2) [تم سب کھاؤ اور پیو]۔

اور اگر کہنا ہو [تُو نہ پی] یعنی واحد مذکر کے لئے فعل نہی بنانا ہو تو فعل مضارع یَشْرَبُ سے فعل نہی لَا تَشْرَبْ [تُو نہ پی] بنا۔ اسی طرح اِجْـلِسْ [تو بیٹھ] اور [تُو نہ بیٹھ] کے لئے لَا تَجْلِسْ۔ یَسْتَغْفِرُ سے فعل امر اِسْتَغْفِرْ بنایا تھا۔ فعل نہی بھی فعل مضارع یَسْتَغْفِرُ سے ہی بنائیں گے یعنی اگر کہنا ہو [وہ مغفرت طلب نہ کرے] تو لَا یَسْتَغْفِرْ بنے گا۔ اور اگر کہنا ہو [تُو مغفرت طلب نہ کر] تو عربی میں لَا تَسْتَغْفِرْ کہیں گے۔ قرآن مجید کی ایک آیت پڑھ لیجئے جو انہیں دونوں فعل امر اور فعل نہی پر مشتمل ہے! اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ.. (التوبہ:80/9)

نبیؐ آخر الزماں ﷺ پر اللہ کی طرف سے جب وحی نازل نہیں ہوتی تھی (جب کبھی بذریعہ وحی آپ ﷺ کی رہنمائی اللہ کی طرف سے نہیں کی جاتی تھی) تو آپ ﷺ اجتہاد کیا کرتے تھے۔ اکثر مسائل میں معاملات میں آپ ﷺ نے ایسا کیا۔ عبداللہ بن اُبیّ [راس المنافقین] کی نماز جنازہ کے لئے آپ ﷺ کو کہا گیا۔ اس معاملے میں اللہ کی طرف سے کوئی رہنمائی آپ ﷺ کو نہ ملی تھی۔ آپ ﷺ نے ذاتی اجتہاد کیا۔ (اللہ نے بھی کہہ دیا کر لینے دو، جبرئیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امین علیہ السلام کو فوراً نہیں بھیجا کہ جا کر انہیں نماز جنازہ پڑھنے سے روک دیں)۔ جب آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھا چکے، تب اللہ رب العزت نے جبرئیل امین علیہ السلام کو بھیجا، کیونکہ امت مسلمہ کو بہت اہم نقطہ سمجھانا مقصود تھا۔ جبرئیل امین علیہ السلام پیغام لے کر آئے! اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ [(آپ ﷺ) ان (منافقین) کے لئے مغفرت طلب کریں] اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ [یا آپ ﷺ ان (منافقین) کے لئے مغفرت طلب نہ کریں]۔ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ [اگر (آپ ﷺ) مغفرت طلب کریں گے ان (منافقوں) کے لئے]۔ سَبْعِيْنَ مَرَّةً [ستّر دفعہ (ستّر دفعہ سے مراد بے شمار دفعہ)] یہ ستر (70) دفعہ کہنا مبالغے کا صیغہ ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ بیس دفعہ تمہیں کہا ہے تم پھر بھی باز نہیں آتے، حالانکہ بیس دفعہ نہیں کہا ہوتا۔ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ [تو بھی اللہ ان (منافقوں) کو ہرگز معاف نہیں کرے گا]۔ نبی آخر الزمان ﷺ اللہ سے دعا مانگ رہے ہوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین پیچھے آمین کہہ رہے ہوں، اس سے بڑی کائنات کی کوئی سفارش ہوسکتی ہے۔ اگر اللہ چاہے اس سفارش کو بھی پذیرائی نہ بخشے۔ تو پھر ہم کسی اور سے کس طرح کوئی توقع لگا سکتے ہیں کہ اللہ اس کی سفارش کو کبھی رد نہیں کرے گا اور وہ ہماری سفارش کر کے ہمیں جنت میں لے جائے گا۔ کائنات کی جو سب سے بڑی سفارش ہے اس کے بارے میں اس آیت میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

ترجمہ: (اے نبی مکرمؐ) آپ ان (منافقوں) کے لیے مغفرت طلب کریں یا آپ ﷺ ان (منافقین) کے لیے آپ مغفرت طلب نہ کریں آپ ان کے لیے ستر (70) مرتبہ بھی مغفرت طلب کریں پھر بھی اللہ ان کو ہرگز نہیں معاف کرے گا۔

فعل مضارع "يَعْبُدُ" سے فعل امر اور فعل نہی کی گردانیں

جنس	عدد	فعل امر (حاضر)	فعل نہی (غائب)	فعل نہی (حاضر)
مذکر	واحد	اُعْبُدْ [تو عبادت کر]	لَا يَعْبُدْ [وہ عبادت نہ کرے]	لَا تَعْبُدْ [تو عبادت نہ کر]
	تثنیہ	اُعْبُدَا [تم (دو) عبادت کرو]	لَا يَعْبُدَا [وہ (دو) عبادت نہ کریں]	لَا تَعْبُدَا [تم (دو) عبادت نہ کرو]
	جمع	اُعْبُدُوْا [تم (سب) عبادت کرو]	لَا يَعْبُدُوْا [وہ (سب) عبادت نہ کریں]	لَا تَعْبُدُوْا [تم (سب) عبادت نہ کرو]
مؤنث	واحد	اُعْبُدِیْ [تو عبادت کر]	لَا تَعْبُدْ [وہ عبادت نہ کرے]	لَا تَعْبُدِیْ [تو عبادت نہ کر]
	تثنیہ	اُعْبُدَا [تم (دو) عبادت کرو]	لَا تَعْبُدَا [وہ (دو) عبادت نہ کریں]	لَا تَعْبُدَا [تم (دو) عبادت نہ کرو]
	جمع	اُعْبُدْنَ [تم (سب) عبادت کرو]	لَا يَعْبُدْنَ [وہ (سب) عبادت نہ کریں]	لَا تَعْبُدْنَ [تم (سب) عبادت نہ کرو]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات میں فعل امر سے تعلق رکھنے والے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ان کے صیغے اور فعل مضارع میں ان کے ابواب کے نام بتائیں۔

اَعُوْذُ بِااللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

1 یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوْا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ(الحج:22/78-77)

اس آیت میں پانچ فعل امر استعمال ہوئے۔ اِرْکَعُوْا اُسْجُدُوْا اُعْبُدُوْا اِفْعَلُوْا جَاھِدُوْا

ماضی مضارع[رَکَعَ، یَرْکَعُ] سے فعل امر اِرْکَعْ جمع اِرْکَعُوْا۔ یہ ثلاثی مجرد سے ہے۔عین کلمہ کاف[ک] پر زبر[ـَ] ہے اس لئے شروع میں ہمزہ زیر[اِ] والا لگا۔

ماضی مضارع[سَجَدَ، یَسْجُدُ] فعل امر اُسْجُدْ جمع اُسْجُدُوْا۔ یہ فعل ثلاثی مجرد ہے۔عین کلمہ جیم[ج] پر پیش[ـُ] ہے۔ہمزہ پیش[اُ] والا لگے گا۔

ماضی مضارع[عَبَدَ، یَعْبُدُ] فعل امر اُعْبُدْ جمع اُعْبُدُوْا ۔یہ فعل ثلاثی مجرد ہے۔عین کلمہ با[ب] پر پیش[ـُ] ہے۔ہمزہ پیش(اُ) والا لگے گا۔

ماضی مضارع[فَعَلَ یَفْعَلُ] فعل امر اِفْعَلْ اور جمع اِفْعَلُوْا۔ یہ ثلاثی مجرد ہے۔عین کلمہ عین[ع] پر زبر[ـَ] ہے۔ہمزہ زیر[اِ] والا لگے گا۔

ماضی مضارع[جَاھَدَ، یُجَاھِدُ] فعل امر جَاھِدْ اور جمع جَاھِدُوْا۔ یہ ثلاثی مزید فیہ ہے۔علامت مضارع یاء[ی] ہٹانے کے بعد بھی لفظ پڑھا جا سکتا ہے۔اس لئے شروع میں کسی ہمزہ لگانے کی ضرورت نہیں۔

سوائے باب افعال والے فعل امر کے ہمزہ کے باقی ہر قسم کے فعل امر کا ہمزہ پیچھے مل کر ساکت (Silent) ہو جاتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا۔ چنانچہ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِرْکَعُوْا کی بجائے پڑھیں گے۔ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا [اے لوگو! جو ایمان لائے ہو رکوع کرو]۔ وَاسْجُدُوْا [اور سجدہ کرو]۔ رکوع اور سجدے کا اس لئے حکم دیا گیا کہ یہودیوں نے اور عیسائیوں نے اپنی اپنی نمازوں میں رکوع اور سجدے کو خارج کر دیا تھا حقیقتاً ان کی نمازوں میں رکوع بھی تھا سجدہ بھی تھا لیکن اب نہ وہ رکوع کرتے تھے نہ سجدہ کرتے تھے۔آج بھی دیکھ لیجئے چرچ میں جاتے ہیں کچھ دیر کھڑے ہو کر کچھ گیت گاتے ہیں اور باہر نکل آتے ہیں یہی ان کی نماز ہے۔کہا گیا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا [اے لوگو جو ایمان لائے ہو]۔اِرْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا [تم رکوع کرو اور سجدہ کرو]۔ وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ [اور (اس طرح سے) اپنے رب کی عبادت کرو]۔ وَافْعَلُوْاالْخَیْرَ [اور بھلائی کے کام کرو]۔مفسرین لکھتے ہیں کہ یہاں حقوق العباد مراد ہیں کہ معاشرے کی فلاح و بہبود معاشرے کی بہتری کے کام بھی کرو۔سماجی کام بھی کرو۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ [تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ]۔ حقوق اللہ بھی ادا کرو اور حقوق العباد بھی ادا کرو تاکہ تمہاری ریاست فلاحی ریاست بنے۔وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰهِ [اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں (یعنی اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستے میں)]۔ حَقَّ جِهَادِهٖ[جس طرح کہ اس کے لئے جہاد کرنے کا حق ہے]۔ جس دین کی صداقت پر تم ایمان لائے ہو اس دین کی بالادستی کے لئے جدو جہد بھی کرو اور میدان میں نکل آؤ۔

ترجمہ: [اے لوگو جو ایمان لائے ہو (یہ اللہ کا حکم ہے کہ تم) رکوع کرو اور (یہ اللہ کا حکم ہے کہ تم) سجدہ کرو اور (یہ اللہ کا حکم ہے کہ تم) عبادت کرو اپنے رب کی اور (یہ اللہ کا حکم ہے کہ تم) بھلائی کے کام کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ اور (یہ اللہ کا حکم ہے کہ تم) جہاد کرو اللہ کی راہ میں جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے]۔

2 وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (النساء:36/4)

اس آیت میں فعل امر اُعْبُدُوْا اور فعل نہی لَا تُشْرِكُوْا ہیں۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ [اور (یہ اللہ کا حکم ہے کہ تم) تم عبادت کرو اللہ کی]۔ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ۔[اور (یہ اللہ کا حکم ہے کہ) نہ تم شریک کرو اس (اللہ) کے ساتھ کسی (جاندار یا بے جان) چیز کو]۔

ترجمہ: تم سب عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک کرو اس کے ساتھ کسی کو۔

3 فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (النساء:81/4)

(فَ+اَعْرِضْ) اس فعل کا تعلق باب افعال سے ہے اور اس کا مادہ (ع ر ض) ہے۔ باب افعال کے ماضی مضارع کا وزن اَفْعَلَ، يُفْعِلُ ہے اور اس وزن پر (ع ر ض) کا ماضی مضارع (اَعْرَضَ، يُعْرِضُ) ہے۔ مضارع يُعْرِضُ سے فعل امر بنانے کا عمل کیا اور اس عمل کے بعد باقی لفظ عْرِضْ رہ گیا۔ اس لفظ کو پڑھا نہیں جا سکتا کیونکہ پہلا حرف [ع] ساکن ہے۔ باب افعال سے فعل امر بنائیں تو ان کے شروع میں زبر [ـَ] والا ہمزہ [أ] لگاتے ہیں۔ اور زبر [ـَ] والا ہمزہ [أ] ہر صورت میں لگانا ہوتا ہے چاہے وہ فعل امر کا لفظ ہمزہ کے بغیر پڑھا بھی جا سکتا ہو۔ اس طرح فعل مضارع سے فعل امر بن گیا اَعْرِضْ [تو اعراض کر تو (ان کافروں سے) منہ پھیر لے]۔ اللہ کی طرف سے نبی محترم ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ فَ [تو]۔ اَعْرِضْ عَنْهُمْ [(آپ ﷺ) اعراض کیجئے ان سے]۔ قریش مکہ میں جو آپ ﷺ کے مخالفین ہیں طعن و تشنیع کر رہے ہیں آپ ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائیاں کر رہے ہیں آپ ﷺ ان سے بے رخی برتیں، ان کی طرف توجہ ہی نہ کیجئے، ان کی پرواہ نہ کیجئے۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ[اور آپ ﷺ توکل کیجئے اللہ پر]۔ ان کی حرکتوں پر کوئی توجہ نہ دیں (Notice ہی نہ لیں) اور اپنا کام جاری رکھیں۔ اور دعوت و تبلیغ کا طریقہ بھی یہی ہوتا ہے۔ کہا گیا! آپ ﷺ ان سے اعراض کیجئے جو کہتے ہیں کہنے دیجئے۔ جو کرتے ہیں سو کرنے دیجئے میں خود ہی ان سے نمٹ لوں گا۔ آپ ﷺ اپنا کام جاری رکھئے اور آپ ﷺ اللہ پر توکل کیجئے۔

ترجمہ: (اے نبی محترم ﷺ یہ اللہ کا حکم ہے) آپ ﷺ ان (قریش مکہ) سے اعراض کریں اور اللہ پر بھروسہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❹ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ (الانبیاء:68/21)

قَالُوْا [انہوں نے کہا]۔ابراہیمؑ کے خلاف فیصلہ دینے والوں نے کہا۔ حَرِّقُوْا [تم سب جلا ڈالو]۔هُ [اس کو]۔تم سب جلا دو اس (ابراہیمؑ) کو۔ وَانْصُرُوْا [اور تم مدد کرو]۔اٰلِهَتَكُمْ [اپنے معبودوں کی]۔اُنْصُرُوْا فعل امر اُنْصُرْ کی جمع ہے،شروع کے ہمزہ [اُ] کو ساکن کر کے واؤ [و] کے ساتھ ملا کر وَانْصُرُوْا پڑھیں گے۔نمرود کی سرپرستی میں جو عدالتی جرگہ بیٹھا تھا اس نے یہ حکم جاری کیا کہ تم سب ابراہیمؑ کو آگ میں جلا ڈالو۔

ترجمہ: انہوں نے کہا تم سب اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

❺ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ:67/5)

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ [اے رسول ﷺ]۔بَلِّغْ [آپ ﷺ پہنچا دیجئے]۔مَا اُنْزِلَ [جو اتارا گیا]۔اِلَيْكَ [آپ ﷺ کی طرف]۔مِنْ رَّبِّكَ [آپ ﷺ کے رب کی جانب سے]۔اس آیت میں بَلِّغْ فعل امر ہے۔

ترجمہ: اے رسول ﷺ (اللہ حکم دیتا ہے) آپ ﷺ پہنچا دیجئے وہ جو نازل کیا گیا ہے آپ ﷺ کی طرف آپ ﷺ کے رب کی طرف سے۔

❻ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ:29/9)

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ [لڑائی کرو ان لوگوں سے جو]۔لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ [نہیں ایمان لاتے ہیں اللہ پر]۔وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ [اور نہ آخری دن پر]۔ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ [اور وہ نہیں حرام قرار دیتے ہیں]۔ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ [جسے حرام قرار دیا ہے اللہ نے]۔ وَرَسُوْلُهٗ [اور اس (اللہ) کے رسول ﷺ نے]۔قَاتَلَ، يُقَاتِلُ سے فعل امر قَاتِلْ ہے اور اس کی جمع قَاتِلُوْا ہے۔جو اس آیت میں استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ: (اے مسلمانو! اللہ حکم دیتا ہے) تم سب جنگ کرو ان لوگوں سے جو اللہ پر اور آخری دن پر ایمان نہیں لاتے ہیں اور نہیں وہ حرام قرار دیتے ہیں جسے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

❼ قَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ (التوبہ:12/9)

قَاتِلُوْا [(اے مسلمانو! اللہ حکم دیتا ہے) تم لڑائی کرو، مسلح جدوجہد کرو، لڑو]۔اَئِمَّةَ الْكُفْرِ [کفر کے اماموں سے]۔اَئِمَّةَ جمع ہے اِمَامٌ کی۔[کفر کے سربراہوں سے / کفر کے سرغنوں سے تم لڑو]۔

ترجمہ: (اے مسلمانو! اللہ حکم دیتا ہے) تم سب لڑائی کرو کفر کے سربراہوں کے ساتھ۔

❽ اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ (النمل:56/27)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخرِجُوْا اس کا تعلق باب افعال سے ہے۔اَخرَجَ، یُخرِجُ [نکالنا]اوراَخرِجُوْا فعل امر(جمع) ہے۔
اَخرِجُوْا [تم سب نکال دو]۔اٰلَ لُوْطٍ[لوط علیہ السلام کی آل (لوطؑ کے ماننے والوں، پیروکاروں کو)]۔مِنْ قَرْيَتِكُمْ [اپنی بستی سے]۔لوطؑ کے مخالفین نے کہا کہ یہ کیا ہمیں ہر روز روکتے ٹوکتے رہتے ہیں۔آج بھی کسی محکمے میں کوئی ایمان دار آفیسر آ جائے تو سارے آفیسر مل کر اس کے خلاف سوچتے ہیں۔ اس کو تو یہاں سے نکالو یہ کیا ہر وقت روکتا ٹوکتا رہتا ہے۔ہماری روزی (حرام رلوٹ مار) بھی خراب کرتا ہے۔تو اس طرح وہ بھی جمع ہوئے انہوں نے بھی کہا اَخرِجُوْا اٰلَ لُوْطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ۔

ترجمہ: تم نکال دو لوط علیہ السلام کے پیروکاروں کو اپنی بستی سے۔

9 وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (ال عمران:159/3)

وَ[اور]۔شَاوِرْ[(اللہ حکم دیتا ہے) آپ ﷺ مشورہ کیجئے]۔ هُمْ [ان سے (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے)]۔فِي الْاَمْرِ [(اہم) معاملات میں]۔فَاِذَا عَزَمْتَ[توجب آپ ﷺ عزم کرلیں پختہ ارادہ کرلیں]۔ فَتَوَكَّلْ [تو توکل کریں ربھروسہ کریں]۔ عَلَى اللّٰهِ[اللہ پر]۔شَاوِرْ فعل امر ہے۔

ترجمہ: اور آپ ﷺ مشورہ کریں ان (صحابہؓ) سے (اہم) معاملات میں، توجب آپ ﷺ پختہ ارادہ کرلیں تو پھر اللہ پر توکّل کریں۔

10 اَخرِجُوْهُم مِّنْ حَيْثُ اَخرَجُوْكُمْ (البقرۃ:191/2)

اَخرِجُوْا[(اللہ حکم دیتا ہے) تم نکالو]۔اَخرِجُوْا کا مادہ (خ ر ج)۔اور باب افعال میں سے یہ مادہ گزرا تو ماضی مضارع اَخرَجَ، یُخرِجُ بن گیا۔اس سے فعل امر بھی پیچھے پڑھی گئی آیت کے فعل امر اَعْرِضْ کی طرح اَخْرِجْ بنے گا جس کا معنٰی ہے [تو نکال دے]اور اس کی جمع ہے۔ اَخرِجُوْا[تم نکال دو]هُمْ [ان کو]۔ مِنْ[سے]۔حَيْثُ[جہاں]۔حَيْثُ مبنی ہے (یعنی اس میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں ہوتی) اس لئے مِنْ حَيْثِ استعمال نہیں ہوا۔ اَخرِجُوْهُمْ[تم نکالو ان کو]۔مِّنْ حَيْثُ [جہاں سے]۔اَخرَجُوْا۔[انہوں نے نکالا] (فعل ماضی جمع مذکر غائب)۔كُمْ [تم کو]۔جہاں جمع فعل امر کے بعد هُمْ یا كُمْ کی ضمیر آ رہی ہو وہاں جمع کے آخر میں جو الف[ا] ہوتا ہے اسے نہیں لکھا جاتا۔اسلئے اَخرِجُوْاهُمْ کے بجائے اَخرِجُوْهُمْ لکھیں گے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اب تم بھی مشرکین مکّہ سے وہی برتاؤ کرو جو اُنہوں نے تمہارے ساتھ کیا تھا۔تم بھی اِنہیں نکالو وہاں سے جہاں سے اُنہوں نے تمہیں نکالا تھا۔

ترجمہ: (اللہ حکم دیتا ہے) نکالو ان کو جہاں سے نکالا انہوں نے تم کو۔

11 قَاتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ (البقرۃ:190/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ [(اللہ حکم دیتا ہے) تم قتال کرو/لڑو اللہ کی راہ میں]۔ اَلَّذِیْنَ [ان لوگوں سے جو]۔ یُقَاتِلُوْنَ [لڑتے ہیں]۔ کُمْ [تم سے]۔ تم اللہ کی راہ میں لڑائی کرو ان سے جو لڑائی کرتے ہیں تم سے۔ قرآن میں دوسری گال (رخسار) آگے پیش کرنے کا کوئی تصور نہیں ہے کہا! اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔ فعل امر قَاتِلْ کی جمع قَاتِلُوْا ہے۔

ترجمہ: (اللہ حکم دیتا ہے) تم لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں۔

12 فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ (النصر:3/110)

فَ [تو]۔ سَبِّحْ [آپ ﷺ تسبیح بیان کیجئے]۔ بِحَمْدِ رَبِّکَ [اپنے رب کی حمد وثناء کے ساتھ] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ کر۔ وَاسْتَغْفِرْهُ [اور مغفرت طلب کیجئے اس سے]۔ آپ ﷺ تسبیح بیان کیجئے یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ کر اللہ کو ہر عیب سے پاک قرار دیجئے۔ بِحَمْدِ رَبِّکَ (اپنے رب کی حمد کے ساتھ)۔ وَاسْتَغْفِرْهُ اور اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہہ کر یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہہ کر۔ سَبِّحْ اور اِسْتَغْفِرْ دونوں فعل امر ہیں۔

ترجمہ: تو (اللہ حکم دیتا ہے) آپ ﷺ تسبیح کریں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور اس رب سے مغفرت طلب کر۔

www.KitaboSunnat.com

13 اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ (ھود:90/11)

اِسْتَغْفِرُوْا [(اللہ حکم دیتا ہے) تم سب مغفرت طلب کرو]۔ رَبَّکُمْ [اپنے رب سے]۔ اِسْتَغْفِرُوْا فعل امر ہے۔

ترجمہ: (اللہ حکم دیتا ہے) تم سب مغفرت طلب کرو اپنے رب سے۔

14 اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج (المومن:7/40)

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ [وہ (فرشتے) جو اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو]۔ وَمَنْ حَوْلَهٗ [اور وہ (فرشتے) جو اس کے اردگرد ہیں]۔ اللہ کا اپنا نظام ہے کچھ فرشتوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور کچھ فرشتے آداب وتسلیمات بجالانے کے لئے، احکامات کی تکمیل کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ وہ عرش کے ارد گرد کھڑے ہیں۔ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ [وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد وثناء کے ساتھ]۔ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ [اور ایمان رکھتے ہیں اس پر]۔ یہ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اسلئے کہا کہ یہ ضروری نہیں جو زبان سے کسی کی تعریف کر رہا ہو وہ دل سے بھی اس کو اسی طرح کا سمجھتا ہو۔ جیسا کہ ہماری دنیا میں اکثر ہوتا ہے۔ یہ استقبال کے لئے کھڑے ہوئے نہ معلوم دل سے کیا کہہ رہے ہوتے ہیں کہ صبح سے ان (دنیاوی حکمرانوں) کی خاطر بھوکے پیاسے کھڑے ہیں۔ کہا ایسا نہیں ہے جو کچھ بھی فرشتے کہہ رہے ہوتے ہیں دل سے کہہ رہے ہوتے ہیں۔ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ [وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد وثناء کے ساتھ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں]۔ جو بھی ان کی زبانوں سے ادا ہو رہا ہوتا ہے وہ ان کے دل سے ادا ہو رہا ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ [اور وہ (فرشتے) مغفرت طلب کرتے ہیں]۔ کن کے لئے؟ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا [ان لوگوں (انسانوں) کے لئے جو ایمان لائے]۔ انسان کو اس کے مقام، اس کی اہمیت کا احساس دلایا گیا ہے۔

ترجمہ: وہ (فرشتے) جو اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور وہ اس پر ایمان (بھی) رکھتے ہیں اور وہ استغفار کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے۔

15 **رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؀**

(المومن:8/40)

اور وہ فرشتے کہتے ہیں رَبَّنَا [اے ہمارے رب]۔ وَاَدْخِلْهُمْ [اور تو داخل کرا نہیں]۔ اے ہمارے رب! تو ان کو بخش دے، تو ان پر رحم فرما اور تو داخل کر انہیں: جَنّٰتِ عَدْنِ [عدن کے باغات میں]۔ الَّتِيْ [جن کا]۔ وَعَدْتَ [تو نے وعدہ کیا ہے]۔ هُمْ [ان سے]۔ ان کے ساتھ ساتھ اور کن سے وعدہ کیا ہے؟ وَمَنْ صَلَحَ [اور ان سے جو نیک ہوا]۔ مِنْ اٰبَآئِهِمْ [ان کے آباء و اجداد میں سے]۔ یہ شرط عائد کر دی اور جو نیک ہوا ان کے آباء و اجداد میں سے۔ وَاَزْوَاجِهِمْ [اور ان کی بیویوں میں سے]۔ وَذُرِّيّٰتِهِمْ [اور ان کی اولادوں میں سے]۔ اَدْخِلْ فعل امر ہے۔

ترجمہ: اے ہمارے رب (ہماری التجا ہے / درخواست ہے تو داخل کر ان کو عدن کے باغات میں جن کا وعدہ کیا تو نے ان سے اور (ان کو بھی داخل کر) جو نیک ہوئے ان کے آباء میں سے اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولادوں میں سے۔

16 **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ..** (البقرۃ:267/2)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا [اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو]۔ اَنْفِقُوْا [(اللہ حکم دیتا ہے) تم خرچ کرو]۔ مِنْ طَيِّبٰتِ [ان حلال اور پاکیزہ اشیاء میں سے]۔ مَا كَسَبْتُمْ [جو تم نے کمائی ہیں]۔ (اپنی حلال اور پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو) یہ حکم ہے صنعت کاروں کو اور سرمایہ داروں کو اور اگلا حکم جاگیرداروں، زمینداروں کو ہے۔ وَمِمَّآ [اور اس میں سے جو]۔ (مِمَّا اصل میں ہے مِنْ+مَا۔ مِنْ [سے]۔ مَا [جو])۔ اَخْرَجْنَا۔ [ہم نے نکالا ہے]۔ لَكُمْ [تمہارے لئے]۔ مِنَ الْاَرْضِ [زمین سے]۔ وَلَا تَيَمَّمُوْا، (تَيَمَّمَ، يَتَيَمَّمُ) اس کا لفظی معنیٰ ہوتا ہے [قصد کرنا/ارادہ کرنا]، پانی کی عدم موجودگی میں، مٹی کا قصد کرنا، مٹی کا ارادہ کرنا بھی شرعی اصطلاح میں **تَیَمُّم** کہلاتا ہے۔ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ [اور نہ تم ارادہ کرو ناپاک حرام مال کا]۔ جو مال ناقص اور ردی ہو اس کو بھی خبیث کہتے ہیں۔ جو باطنی لحاظ سے ناپاک یعنی حرام ہو۔ اس کو بھی خبیث کہتے ہیں اور تم ارادہ نہ کرو، ناپاک اور حرام مال کا مِنْهُ [اس میں سے]۔ جو ناپاک اور حرام مال ہے اس کو خرچ کرنے کا تو ارادہ بھی نہ کرو اس لئے کہ اسے خرچ کرنا نہ خرچ کرنا برابر ہوگا۔ کوئی شخص لوٹ مار کی، ہیروئن کی، فحاشی اور عریانی کی کمائی سے سو دیگیں پکا کے تقسیم کر دے۔ غریبوں کا تو اس سے بھلا ہوگا لیکن اسے ادنیٰ سا بھی ثواب نہیں ملے گا۔ وہ حرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کمائی سے مسجد بھی بنادے اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔حدیث مبارک کے الفاظ ہیں۔اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ، اِلَّا طَيِّبًا. اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ [یقیناً اللہ پاک ہے]۔لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا۔[وہ نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو]۔اَنْفِقُوْا فعل امر ہے۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو(اللہ یہ حکم دیتا ہے)تم خرچ کرو ان پاکیزہ اموال میں سے جو تم نے کمائے اور اس میں سے جو ہم نے نکالا تمہارے لئے زمین میں سے،اور نہ تم ارادہ کرو ناپاک کا اس میں سے(خرچ کرنے کا)۔

17 اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَّاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ O (البقرۃ:268/2)

اس آیت میں شیطان کے دوخطرناک حربے بیان کئے جارہے ہیں جو وہ لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکنے کے لئے اختیار کرتا ہے۔وہ داؤ آزماتا ہے تاکہ وہ بندوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکے۔ایک حربہ یہ ہے کہ: اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ [شیطان وعدہ کرتا ہے تم سے فقر کا رغربت کا،]یعنی وہ وسوسہ ڈالتا ہے۔اللہ کی راہ میں خرچ کروگے،بچوں کو کہاں سے کھلاؤ گے فلاں پلاٹ ہے وہ کیسے خریدو گے، فیکٹری کیسے چلاؤ گے۔اس طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے۔اور دوسرا اس کا خطرناک حربہ،خطرناک ترین داؤ یہ ہے کہ:وَيَاْمُرُكُمْ [اور وہ حکم دیتا ہے تمہیں(یعنی تمہیں اکساتا ہے)]۔بِالْفَحْشَاءِ [بے حیائی کے کاموں پر]۔پھر انسان کی جتنی کمائی ہوتی ہے وہ اڑ جاتی ہے۔لاکھوں،کروڑوں روپے ایک ہی رات میں برباد ہوجاتے ہیں۔تمام دولت نشہ و مے نوشی اور عیاشی میں صرف ہوجاتی ہے۔لوگ اپنی جاگیریں بیچ کر مانگنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع ہی نہیں رہتا۔ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ [اور اللہ وعدہ کرتا ہے تم سے]۔مَغْفِرَةً [بخشش] گناہوں کو معاف کرنے کا۔ مِنْهُ [اپنی طرف سے]۔ وَفَضْلًا [اور زیادہ دینے کا]۔اللہ کہتا ہے خرچ کرو،گناہ بھی معاف کروں گا اور کمی بھی نہیں آنے دوں گا اور زیادہ دوں گا۔وَاللّٰهُ وَاسِعٌ [اور اللہ وسعتوں والا ہے]۔وسیع خزانوں کا مالک ہے۔یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آتی ہے۔عَلِيْمٌ[(ہر ایک کی نیت کو)بخوبی جاننے والا ہے]۔اس آیت میں کوئی فعل امر استعمال نہیں ہوا۔

ترجمہ: شیطان تم سے وعدہ کرتا ہے غربت کا اور وہ تمہیں حکم دیتا ہے فحاشی کا،اور اللہ وعدہ کرتا ہے تم سے مغفرت کا اپنی طرف سے فضل کا(زیادہ دینے کا)اور اللہ وسعت والا(وسیع خزانوں والا)،خوب جاننے والا ہے۔

18 يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر:53/39)

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا [اے میرے وہ بندو جنہوں نے اسراف کیا رزیادتی کی]۔عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ [اپنی جانوں پر](اللہ کی معصیت، اللہ کی نافرمانی کرکے)۔انسان اللہ کا تو کچھ نہیں بگاڑتا اپنے اوپر ہی زیادتی کرتا ہے۔کہا[اے میرے وہ بندو،جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر]۔لَا تَقْنَطُوْا [تم مایوس نہ ہو]۔ قَنَطَ، يَقْنَطُ،اس سے فعل نہی لَا تَقْنَطْ اور جمع لَا تَقْنَطُوْا ہے۔[تم مایوس نہ ہو تم رنا امید نہ ہو]۔ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ [اللہ کی رحمت سے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا [یقیناً اللہ معاف کردیتا ہے/بخش دیتا ہے تمام گناہوں کو]۔حدیث کے الفاظ ہیں۔اگر کوئی شخص سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ لے کر بھی اللہ کے پاس آئے، سچی توبہ کرے تو اللہ ان تمام گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔اللہ نے کوئی شرط عائد نہیں کی،ستر سال کی عمر میں بھی کوئی شخص نماز شروع کرنا چاہتا ہے جو سابقہ اس کا رویہ رہا ہے اس سے وہ سچے دل سے توبہ کرے، اس پر ندامت و پشیمانی کا اظہار کرے، آئندہ نماز نہ چھوڑنے کا عزم کرے اور اللہ کے سامنے معافی مانگتے ہوئے اپنے ہاتھ پھیلا دے۔تو پھر کسی قضائے عمری کی ضرورت نہیں ہے۔نہ قرآن میں یہ شرط ہے اور نہ حدیث میں یہ شرط ہے۔پھر نمازوں کے برابر کوئی صدقہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ شرائط، یہ پابندیاں ہم نے خود وضع کر رکھی ہیں،اللہ نے کسی پر یہ پابندی عائد نہیں کی۔

[بلکہ ایک آیت میں ہے]۔فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ..(الفرقان:70/25)۔[(جو سچی توبہ کرتے ہیں) اللہ ان کی (زندگی کی) تمام برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے]۔طرح طرح کی شرائط عائد کر کے ہم نے لوگوں کو توبہ واستغفار سے دور کر رکھا ہے۔اللہ کی طرف سے اس طرح کی کوئی شرط عائد نہیں کی گئی۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [یقیناً وہ ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے]۔

ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔اَلتَّوْبَةُ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا [توبہ تمام پچھلے گناہوں کو ختم کردیتی ہے]۔جو اس توبہ سے پہلے کئے ہوتے ہیں۔

ترجمہ: اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے تم ناامید نہ ہونا، بے شک اللہ سارے گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

19 وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرة:188/2)

اَكَلَ يَاْكُلُ [کھانا]۔فعل مضارع يَاْكُلُ سے فعل نہی بنانا ہو تو شروع میں [لَا] لگادیں اور لفظ کے آخر میں جزم [ـْ] دے دیں گے۔لَا يَاْكُلْ [وہ نہ کھائے] اور [تو نہ کھا] کی عربی لَا تَاْكُلْ ہوگی اور [تم سب نہ کھاؤ] کی عربی لَا تَاْكُلُوْا ہوگی۔وَلَا تَاْكُلُوْٓا [اور تم نہ کھاؤ]۔اَمْوَالَكُمْ [اپنے مال]۔ بَيْنَكُمْ [اپنے درمیان] یعنی آپس میں۔بِالْبَاطِلِ [ناجائز طریقے سے] باطل طریقے سے۔رشوت، بدعنوانی، ملاوٹ، چوری، ڈکیتی وغیرہ یہ سب باطل طریقے ہیں۔یہ کیوں کہا آپس میں اپنے مال نہ کھاؤ۔یہ کیوں نہیں کہا دوسروں کے مال نہ کھاؤ۔[اپنے مال] اس لئے کہا کہ آج جو شخص رشوت لے رہا ہے کل اسے اپنے کام کے لئے رشوت دینی بھی پڑے گی۔تو دراصل وہ کسی کا مال نہیں کھا رہا ہوتا اپنے ہی مال کو نقصان پہنچا رہا ہوتا ہے۔رشوت جب پورے معاشرے کو لپیٹ میں لے لے گی تو پھر انسان کسی کا نہیں اپنا ہی مال ناجائز طریقے سے کھا رہا ہوگا۔آج اگر ملاوٹ کر کے کسی کو کھلا رہا ہے تو ظاہر ہے یہ بیماری پورے معاشرے میں عام ہوجائے گی تو کل اسے بھی ملاوٹ شدہ چیز کھانی پڑے گی۔

ترجمہ: اور نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے۔

20 رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ (طٰهٰ:25-26/20)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَهَبَ، یَذْھَبُ سے فعل امر اِذْھَبْ بنتا ہے۔اسی طرح شَرَحَ، یَشْرَحُ سے فعل امر اِشْرَحْ بنے گا۔ایک فعل فَتَحَ، یَفْتَحُ ہوتا ہے۔جس کے معنٰی ہیں[کھولنا] کسی مادی چیز کو کھولنا یعنی کھڑکی کھولنا یا کتاب کھولنا یا دروازہ کھولنا، وغیرہ۔اور ایک کسی معنوی چیز کو کھولنا ہوتا ہے۔مثلاً: اے اللہ! تو میرا سینہ کھول دے۔سینہ کھول دے سے مراد عملی(Physically) طور پر کھولنا نہیں ہے۔بلکہ معنوی لحاظ سے کھولنا ہے یعنی اس میں جو انقباض ہے، جو جھجک ہے اے اللہ! تو دور فرمادے۔رَبِّ اور اِشْرَحْ دونوں کو ملا کر رَبِّ اشْرَحْ پڑھیں گے۔رَبِّ[اے میرے رب]۔اشْرَحْ لِیْ [کھول دے میرے لئے]۔صَدْرِیْ[میرا سینہ]۔اے میرے رب تو کھول دے میرے لئے میرا سینہ۔

سَبَّحَ، یُسَبِّحُ سے فعل امر سَبِّحْ بنتا ہے۔ بَشَّرَ، یُبَشِّرُ سے فعل امر بَشِّرْ بنتا ہے۔جیسے سَبِّحْ، بَشِّرْ بنتے ہے اسی طرح عربی زبان میں ایک ماضی مضارع یَسَّرَ، یُیَسِّرُ استعمال ہوتا ہے۔اس سے فعل امر بنتا ہے۔یَسِّرْ[تو آسان کردے] وَیَسِّرْلِیْ[اور تو آسان فرمادے میرے لئے]۔اَمْرِیْ [میرے(اہم) کام کو]۔اہم کام سے مراد اللہ کا دیا ہوا فریضہ ہے۔یہاں بامحاورہ ترجمہ کرسکتے ہیں کہ اور اے اللہ تو آسان فرمادے میرے لئے میرے کام کو(Mission کو)۔یہ دعا موسیٰ علیہ السلام نے مانگی تھی کہ اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کھول دے، میرے دل میں انقباض نہ رہے، بہت بڑا جابر حکمران ہے جس کے سامنے میں جارہا ہوں اور مجھے اطمینان نصیب فرما، میرے دل سے خوف دور کردے میں وہاں جاکر اس کو تیرا حکم پہنچا سکوں۔جس مشن پر اللہ تو مجھے روانہ کررہا ہے اس کو میرے لئے آسان فرمادے۔

ترجمہ: اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام (مشن) آسان کردے۔

21 **وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ** (البقرۃ:42/2)

لَبَسَ، یَلْبِسُ کا معنٰی ہے[خلط ملط کرنا یا گڈمڈ کرنا(Mixup کرنا)]۔وَلَا تَلْبِسُوْا فعل نہی ہے۔[اور نہ تم گڈمڈ کرو اور نہ تم ملاؤ]۔اَلْحَقَّ[حق کو]۔ بِالْبَاطِلِ [باطل کے ساتھ]۔حق کو باطل کے ساتھ اس طرح ایسے ملا دیا جائے کہ حق کی پہچان ہی مشکل ہوجائے۔اہل کتاب کے مذہبی پیشوا اس طرح کیا کرتے تھے۔ان کو مخاطب کرکے قرآن مجید میں کہا جارہا ہے[اور نہ تم ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ / اور تم حق کی باطل کے ساتھ آمیزش نہ کرو]۔وَتَكْتُمُوْا الْحَقَّ [اور نہ پردہ ڈالو حق پر/اور نہ چھپاؤ حق کو]۔وَ(عاطفہ) کی وجہ سے تَكْتُمُوْا میں لَا(نہی) کا معنٰی خود بخود پیدا ہورہا ہے۔(مثال کے طور پر ہم کہتے ہیں۔خالد نے کھانا کھایا، حامد نے کھانا کھایا، زاہد نے کھانا کھایا کی بجائے۔خالد اور حامد اور زاہد نے کھانا کھایا۔لفظ اور کی وجہ سے کھانا کھایا کا معنٰی سب کیلئے ہورہا ہے)۔پوری عبارت ایسے ہوگی۔وَلَا تَكْتُمُوا الْحَقَّ [اور نہ تم چھپاؤ حق کو]۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ [اور تم جانتے ہو]۔اللہ رب العزت نے زور دے کر کہا! اور تم تو جانتے ہو، تمہیں تو پتہ ہے کہ ہمارے یہ نبی ﷺ نبی آخر الزماں ﷺ ہیں۔تم تو پہچان چکے ہو لیکن خواہ مخواہ اپنے عوام کو کیوں گمراہ کررہے ہو۔عوام کی آنکھوں میں دھول کیوں جھونک رہے ہو۔حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ اور تم تو (حق بات) جانتے ہو۔قرآن پاک رہتی دنیا تک کے لئے نازل ہوا ہے اسلئے نہ صرف قرآن کے نازل ہونے کے وقت کے بلکہ قیامت تک آنے والے سب مذہبی پیشواؤں کو کہا جارہا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جانتے بوجھتے ہوئے ایسا نہ کرو خود بھی گمراہ ہو رہے ہو، عوام کو بھی گمراہ کر رہے ہو۔

ترجمہ: (اللہ حکم دیتا ہے) اور نہ تم ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ اور نہ تم چھپاؤ حق کو اور تم جانتے ہو۔

22 اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (حٰم السجدہ:34/41)

دَفَعَ، یَدْفَعُ [دفاع کرنا، بچاؤ کرنا]۔اِدْفَعْ کا لفظی معنٰی ہے [تو دفاع کر]۔ظاہر ہے اگر کوئی شخص کسی پر اعتراضات کر رہا ہو، سوالات کر رہا ہو تو دفاع کرنے کا مطلب جواب دینا ہوتا ہے۔اس کے اعتراضات کا/اس کے سوالات کا جواب دینا۔نبی آخر الزماں ﷺ کو کہا جا رہا ہے کہ اِدْفَعْ [آپ ﷺ دفاع کیجئے/آپ ﷺ جواب دیجئے]۔ بِالَّتِیْ، اصل میں ہے۔ بِالطریقةِ الَّتِیْ یعنی [اس طریقے سے جو]۔هِیَ [وہ]۔اَحْسَنُ [بہترین ہو]۔ آپ ﷺ ایسے طریقے سے جواب دیجئے جو بہترین طریقہ ہو یعنی ان لوگوں کے سوالوں کا جواب دیتے وقت بڑا اچھا، بڑا حکیمانا اسلوب اختیار کیجئے۔اگر چہ آپ کو پتہ چل جائے کہ یہ پوچھنے کے لئے نہیں محض زچ کرنے کے لئے، محض لمبی بحث کرنے کے لئے سوال کر رہا ہے۔پھر بھی آپ ﷺ اپنا لہجہ نرم رکھئے۔دعوت وتبلیغ کا کام کرتے وقت آپ ﷺ کو پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں بندہ خوامخواہ میری مخالفت کر رہا ہے۔آپ ﷺ اس کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھئے جس میں اشتعال نہ ہو۔آج اگر وہ آپ ﷺ کی مخالفت میں آستینیں چڑھا رہا ہے تو کل آپ ﷺ کی حمایت میں آپ ﷺ کے مخالفین کے خلاف آستینیں چڑھا رہا ہوگا۔تو یہ کہا جا رہا ہے۔فَاِذَا الَّذِیْ [تو اچانک وہ شخص جو]۔(اِذَا بعض اوقات اچانک (Suddenly) کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے)۔فَ [تو]۔اِذَا [اچانک]۔الَّذِیْ [جو]۔بَیْنَکَ [آپ ﷺ کے درمیان]۔وَبَیْنَهٗ [اور اس کے درمیان]۔عَدَاوَةٌ [دشمنی ہے]۔[تو اچانک وہ شخص کہ آپ ﷺ کے اور اس کے درمیان دشمنی ہے]۔کیا ہو جائے گا؟ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ [گویا کہ وہ گہرا دوست ہے/پرجوش حامی ہے]۔ایک وقت ایسا آئے گا گویا وہ ایسا ہوگا کہ آپ ﷺ کے اور اس کے درمیان کوئی دشمنی تھی ہی نہیں۔ظاہر ہے ایسا ہوا آپ ﷺ اچھے انداز سے دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے کل کا دشمن آج کا پرزور حامی بن کر سامنے آیا۔یہ ہر دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں کو حکم دیا جا رہا ہے اس طریقے کے ساتھ دفاع کیا جائے جو بہترین ہو تو ایک وقت ایسا آئے گا وہ شخص جس کے اور اس کے درمیان عداوت ہو گہرا دوست بن چکا ہوگا۔

ترجمہ: (اے نبی محترم ﷺ یہ اللہ کا حکم ہے) آپ ﷺ جواب دیں اس طریقہ سے جو بہترین ہو۔تو اچانک وہ شخص کہ آپ ﷺ اور جس کے درمیان آپ کی دشمنی ہے (ایسا ہو جائے گا) گویا کہ وہ ایک گہرا دوست ہے۔

23 یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات:12/49)

اِجْتَنَبَ، یَجْتَنِبُ [پرہیز (Avoid) کرنا] سے فعل امر اِجْتَنِبْ ہے۔یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا [اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اجتناب کرو/پرہیز کرو]۔کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ [زیادہ گمان کرنے سے]۔ظَنٌّ کا معنٰی ہے بغیر دیکھے کسی کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا کہ فلاں شخص اکیلا جا رہا ہے بس یہ فلاں جگہ جا رہا ہوگا۔خوامخواہ اپنے دل میں عجیب وغریب قسم کے وسوسے پروان چڑھاتے رہنا۔اس سے روکا جا رہا ہے۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرہیز کرو/اجتناب کروزیادہ گمان کرنے سے۔اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ [یقیناً بعض گمان گناہ ہیں/یقیناً کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں]۔کسی کے خلاف بغیر دیکھے بری رائے قائم کر کے خوامخواہ گناہگار ہو جاؤ گے۔بغیر دیکھے کوئی رائے قائم کرنا اَلظَّنُّ کہلاتا ہے۔لیکن آیت میں اَلظَّنِّ [ن] کے نیچے [ِ] زیر ہے کیونکہ اَلظَّنِّ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے جبکہ اس سے پہلے آنے والا لفظ بَعْضَ مضاف ہے۔عموماً بُری رائے زیادہ قائم کی جاتی ہے۔ کسی نے ویسے چلتے چلتے کان میں کہہ دیا فلاں شخص سے بچ کے رہنا۔بس سنتے ہی سوچنا شروع کر دیا پتہ نہیں وہ کتنا برا ہو گا نہ اس کو جانچا نہ پرکھا، نہ آزمایا ویسے ہی اس کے خلاف جذبات پروان چڑھاتے رہے۔وَلَا تَجَسَّسُوْا [اور نہ تم تجسس کرو]۔تَجَسُّسٌ کا لفظی معنیٰ [کسی کے عیوب کو تلاش کرنا] ہوتا ہے۔کسی کے عیوب کی ٹوہ میں رہنا۔اب کوئی شخص اکیلا جا رہا ہے ایک تو اس کے متعلق کوئی بری رائے قائم کر لینا اور دوسرے اس کے پیچھے چل پڑنا، دیکھتے ہیں کہاں جاتا ہے۔اس کا کوئی عیب تلاش کرنا۔کسی کی نجی زندگی میں مداخلت کر کے معیوب کہانی (Scandals) تلاش کرنا یہ تَجَسَّسَ، یَتَجَسَّسُ کہلاتا ہے۔**مثلاً:** بعض صحافی خوامخواہ پیچھے پڑے رہتے ہیں کوئی Scandal ملے۔اس سے منع کیا جا رہا ہے۔وَلَا تَجَسَّسُوْا [اور تم کسی کے عیوب کی ٹوہ میں مت رہو/کسی کے عیب مت تلاش کرو]۔لَا تَجَسَّسُوْا فعل نہی ہے (جمع مخاطب حاضر)۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو اجتناب کروزیادہ رائے قائم کرنے (گمان کرنے) سے، بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔اور نہ تم عیب تلاش کرو/ٹوہ میں مت رہو۔

24 یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ ..(یوسف:29/12)

یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا [(اے) یوسفؑ تو اعراض کر اس سے]۔ اَعْرَضَ، یُعْرِضُ سے فعل امر واحد مذکر اَعْرِضْ [منہ پھیر/بے رخی برت]۔عزیز مصر نے یوسفؑ کو کہا تھا دیکھو میری عزت کا سوال ہے، خوامخواہ اس مسئلے کو پھیلاؤ نہیں اس کو یہیں دبا دو (جس طرح کہتے ہیں 'مٹی ڈالو')۔اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا [اس سے بے پرواہ ہو جاؤ] اس مسئلے پہ مٹی ڈالو اور اس کو یہیں دبا دو۔ وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ [تُو توبہ کر، معافی مانگ اپنے گناہ کی]۔یہ حکم اس نے اپنی بیوی کو دیا۔جیسے لڑکا سے لڑکی [ی] کا ردھم مؤنث کا معنیٰ پیدا کر دیتا ہے۔اسی طرح فعل امر میں بھی [ی] کا ردھم مؤنث کا معنیٰ پیدا کر دیتا ہے۔مثلاً اِذْهَبْ [تُو جا]۔اور اگر کسی لڑکی سے کہنا ہو [تُو جا] پھر کہیں گے اِذْهَبِیْ [اے لڑکی! تُو جا] جب کسی لڑکے کو کہنا ہو [تُو بیٹھ] تو اِجْلِسْ کہیں گے اور اگر کسی لڑکی کو کہنا ہو [تُو بیٹھ] پھر اِجْلِسِیْ کہیں گے۔اور اُعْبُدْ [تُو (مذکر) عبادت کر] سے مؤنث کا صیغہ اُعْبُدِیْ بن جائے گا۔اور اِسْتَغْفِرْ (مذکر) سے مؤنث اِسْتَغْفِرِیْ بن جائے گا۔تو عزیز مصر نے اپنی بیوی سے کہا تھا۔ اِسْتَغْفِرِیْ [اے عورت! تو معافی مانگ] لِذَنْۢبِكِ (اپنے گناہ کی)۔اب پتہ تو چل ہی چکا ہے یوسفؑ سچے ہیں اور تم جھوٹی ہو۔یوسفؑ سے کہا کہ معاملے کو یہیں دبا دو اور بیوی سے کہا کہ تم اپنے گناہ کی معافی مانگو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: (عزیز مصر نے کہا:) اے یوسفؑ! آپؑ نظر انداز کریں اس (میری بیوی کی حرکت) کو اور (اے! میری بیوی) تو مغفرت طلب کر اپنے گناہ کی۔

25 اَلَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَهَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ

(التوبہ:34/9)

اَلَّذِیۡنَ [وہ لوگ جو]۔ کَنَزَ، یَکۡنِزُ [خزانہ کرنا رجمع کرنا رسٹور کرنا]۔ حدیث میں ہے؛ جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کَنۡزٌ ہے۔ اس مال کو جمع کرنا کَنَزَ، یَکۡنِزُ کہلاتا ہے اور اس کی جمع یَکۡنِزُوۡنَ ہے [ذخیرہ کرتے ہیں رجمع کرتے ہیں]۔ اَلذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ [سونے اور چاندی کو]۔ سونے چاندی سے یہاں مراد دِرَاهِمُ اور دَنَانِیۡرُ (درہم اور دینار) ہیں اور دیگر کرنسی بھی ہو سکتی ہے۔ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَهَا [اور نہیں وہ خرچ کرتے اسے]۔ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ [اللہ کی راہ میں]۔ فَبَشِّرۡهُمۡ۔ (فَ[تو]+بَشِّرۡ [آپ ﷺ خوشخبری دے دیں]) جیسے سَبَّحَ، یُسَبِّحُ سے فعل امر سَبِّحۡ [تو تسبیح بیان کر] ہے اسی طرح بَشَّرَ، یُبَشِّرُ سے فعل امر بَشِّرۡ ہے [آپ ﷺ خوشخبری دے دیں] هُمۡ [انہیں]۔ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ [دردناک عذاب کی]۔ خوشخبری کیسے ہوگئی؟ ایسا طنزاً کہا جا رہا ہے۔ (**مثلاً**: آپ کسی کو منع کرتے ہیں بھئی اس کو ہاتھ نہ لگاؤ، اس میں کرنٹ Current ہے۔ وہ باز نہیں آتا، ہاتھ لگا دیتا ہے اس پر آپ اسے کہتے ہیں، اچھا پھر اب لے لیا مزہ! حالانکہ اسے مزہ تو نہیں آیا ہوتا، اسے تو سخت تکلیف ہوئی ہے۔ آپ غصے کا اظہار کرتے ہوئے طنزاً ایسا کہتے ہیں)۔ اللہ رب العزت فرما رہے ہیں! تم مال و دولت کے ڈھیر لگا رہے ہو۔ بنک میں ذخیرہ کردہ دولت میں اضافہ کر رہے ہو۔ کیوں؟ تاکہ تمہیں عیش و آرام حاصل ہو پھر لے لو عیش و آرام! پھر عیش و آرام تمہیں ملے گا لیکن کس صورت میں۔ دردناک عذاب کی شکل میں۔ یہ اللہ کی طرف سے غیظ و غضب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

ترجمہ: جو جمع کرتے ہیں سونے اور چاندی کو اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں تو انہیں بشارت دے دیجئے دردناک عذاب کی۔

26 لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ .. (الحجرات:2/49)

ذَهَبَ، یَذۡهَبُ اس سے فعل نہی بنا لَا یَذۡهَبۡ [وہ نہ جائے]۔ اور تو نہ جا کے لئے لَا تَذۡهَبۡ کہیں گے اور اس کی جمع لَا تَذۡهَبُوۡا ہوگی۔ یہ اصل میں تَذۡهَبُوۡنَ تھا۔ فعل نہی بنانے کے لئے اس کے شروع میں لَا (لائے نہی) لگایا، فعل مضارع حالت جزم میں چلا گیا اور اس کے آخر جو نون [ن] اعرابی تھا وہ گر گیا (ساقط ہو گیا) اور بقیہ لفظ تَذۡهَبُوۡا رہ گیا۔ لَا تَذۡهَبُوۡا [تم سب نہ جاؤ] فعل نہی ہے۔

ایک ماضی مضارع رَفَعَ، یَرۡفَعُ ہے جس کا معنٰی اونچا کرنا ربلند کرنا ہے۔ یَرۡفَعُ [وہ بلند کرتا ہے] سے فعل نہی بنا لَا یَرۡفَعۡ [وہ بلند نہ کرے]۔ تو اونچا نہ کر کی عربی لَا تَرۡفَعۡ ہوگی اور اس کی جمع لَا تَرۡفَعُوۡا [تم اونچا نہ کرو رتم بلند نہ کرو]۔ اَصۡوَاتَکُمۡ (صَوۡتٌ کی جمع اَصۡوَاتٌ) [اپنی آوازیں]۔ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ [نبی ﷺ کی آواز پر]۔ آج کے دور میں اس کا مفہوم کیا ہوگا۔ آج نبی ﷺ کی آوازوں سے مراد آپ ﷺ کے فرامین، آپ ﷺ کے ارشادات،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی احادیث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وَلَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچا نہ کرو۔ افسوس کی بات ہے کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب پیرومرشد نے یوں فرمایا۔ حالانکہ جہاں حدیث آجائے پھر کسی حضرت صاحب/پیرومرشد کی رائے کو ترجیح نہ دو۔

ترجمہ: اور (اللہ رب العزت حکم دیتا ہے) نہ تم بلند کرو اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر۔

27 رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرۃ:127/2)

رَبَّنَا [اے ہمارے رب]۔ تَقَبَّلْ مِنَّا [تو قبول فرما ہم سے]۔ اِنَّکَ [یقیناً تو ہی]۔ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ [سننے والا جاننے والا ہے]۔ تَقَبَّلْ فعل امر ہے۔

ترجمہ: اے ہمارے رب تو قبول فرما ہم سے یقیناً تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

28 سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (الحدید:21/57)

سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔عربی زبان میں ایک ماضی مضارع سَابَقَ، یُسَابِقُ استعمال ہوتا ہے جس کا معنٰی ہے [ایک دوسرے پر سبقت لے جانا/ایک دوسرے سے آگے بڑھنا]۔ اس سے فعل امر بنے گا سَابِقْ اور اس کی جمع سَابِقُوْا ہوگی اور معنٰی کریں گے [تم سب ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ/ایک دوسرے سے آگے بڑھو]۔ ان دونوں ماضی مضارع سَابَقَ، یُسَابِقُ میں دونوں ماضی، مضارع کو کھینچ کر پڑھا جا رہا ہے۔ جس ماضی مضارع کو کھینچ کے پڑھا جائے اس میں مشارکت کا/ایک دوسرے کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً: قَاتَلَ، یُقَاتِلُ [ایک دوسرے سے لڑنا]۔ خَادَعَ، یُخَادِعُ [ایک دوسرے کو دھوکا دینا]۔ حَارَبَ، یُحَارِبُ [ایک دوسرے سے جنگ کرنا]۔ یہاں ہے سَابِقُوْا [تم ایک دوسرے سے آگے بڑھو]۔ اِلٰی مَغْفِرَةٍ [بخشش کی جانب]۔ مِنْ رَّبِّكُمْ [تمہارے رب کی طرف سے]۔ بامحاورہ ترجمہ کریں گے [اپنے رب کی طرف سے حاصل ہونے والی بخشش کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو] اور کس کی طرف؟۔ وَجَنَّةٍ [اور جنت کی طرف]۔ یہ ہے میدان ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا۔ فرمایا! ایک دوسرے سے آگے بڑھو اپنے رب کی طرف سے بخشش اور جنت کی طرف۔ ایسی جنت کی طرف عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ [جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین کے پھیلاؤ کی مانند ہے]۔ یعنی بہت وسیع ہے، بڑی وسعتوں والی جاگیروں اور جنتوں، بڑی وسعتوں والے باغات کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

ترجمہ: (اے مسلمانو! تمہارا رب تمہیں حکم دے رہا ہے) آگے بڑھو اپنے رب سے مغفرت کے حصول کی طرف اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کی مانند (برابر) ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

29 يَاآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرة:35/2)

عَبَدَ، يَعْبُدُ سے فعل امر اُعْبُدْ اور يَسْجُدُ سے فعل امر اُسْجُدْ بنتا ہے۔سَكَنَ، يَسْكُنُ [رہنا/رہائش رکھنا/سکونت اختیار کرنا]۔ يَسْكُنُ سے فعل امر اُسْكُنْ بنتا ہے۔مختلف فارموں میں سکنہ لکھا ہوتا ہے (فلاں جگہ کا رہائشی)۔اسی سے مسکن یعنی رہائش گاہ بنتا ہے۔اُسْكُنْ [تو رہ]۔اللہ رب العزت نے فرمایا! يَا آدَمُ اسْكُنْ زور دے کر کہا:[اے آدمؑ رہو]۔اَنْتَ[تم]۔وَزَوْجُكَ[اور تمہاری بیوی]۔اَلْجَنَّةَ[جنت میں]۔تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہائش رکھو۔اس سے آگے کہا!وَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا [جہاں سے چاہو تم دونوں کھاؤ]۔ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ [تم دونوں اس درخت کے قریب نہ آنا]۔

ترجمہ:اے آدم (علیہ السلام) رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں۔

30 فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ (النحل:29/16)

فَادْخُلُوْٓا اصل میں ہے (فَ+اُدْخُلُوْا) فَادْخُلُوْٓا [توتم سب داخل ہو جاؤ]۔اَبْوَابَ جَهَنَّمَ [جہنم کے دروازوں میں]۔جہنمیوں کو کہا جائے گا کہ آج تمہاری کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔

ترجمہ:(یہ اللہ کا حکم ہے) توتم سب داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں۔

31 رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ (ابراهيم:49/14)

رَبِّ یہ دراصل (رَبِّ+ی) رَبِّیْ ہے اور اختصار کرکے [رَبِّ] پڑھا جاتا ہے۔[اے میرے رب] ذَهَبَ، يَذْهَبُ سے فعل امر اِذْهَبْ ہے۔ ماضی، مضارع جَعَلَ يَجْعَلُ ہو تو يَجْعَلُ سے فعل امر اِجْعَلْ [تو بنا] بنے گا۔ رَبِّ اجْعَلْ [اے میرے رب تو بنا]۔نِی [مجھے]۔یاد رہے کسی اسم پر ملکیت یا اس سے نسبت قائم کرنے کے لئے اردو الفاظ [میرا یا میرے] کے لئے اس متعلقہ اسم کے آخر میں واحد متکلم کی ضمیر متصلہ [ی] لگا دی جاتی ہے۔جبکہ کسی فعل کے بعد خود مفعول بن کر یعنی اپنے آپ کو [مجھے] کہنے کے لئے فعل کے آخر میں لفظ [نی] ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔جیسے رَبِّ اجْعَلْنِیْ میں اِجْعَلْ کے بعد [نِی] لگایا گیا ہے۔رَبِّ اجْعَلْنِیْ [اے میرے رب تو مجھے بنادے]۔ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ [نماز قائم کرنے والا]۔اور اگر کسی خاتون نے کہنا ہو اے میرے رب تو مجھے نماز قائم کرنے والی بنادے،تو وہ کہے گی مُقِيْمَةَ الصَّلٰوةِ [نماز قائم کرنے والی]۔{چونکہ یہ قرآن مجید کی آیت ہے اس لئے نماز میں مرد اور عورت دونوں مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ پڑھتے ہیں}۔

ترجمہ: میرے رب تو مجھ کو بنادے نماز قائم کرنے والا۔

ویسے تو تشہد کے آخر میں درود شریف کے بعد کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے لیکن جو الفاظ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے ادا ہوئے وہ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے چاہئیں۔ اپنی طرف سے بنا کر نہیں۔ البتہ کوئی بھی مسنون دعا پڑھ لیں۔ دعائے حاجت پڑھ لیجئے۔ قرض ادا کرنے کی دعا مانگ لیجئے۔ علیٰ ھذا القیاس ۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ کے علاوہ ایک اور دعا ہے جو نبی ﷺ نے سکھائی ہے۔ یہ دعا مردوں، عورتوں، شادی شدہ، غیر شادی شدہ سب کے لئے ہے۔ **بخاری شریف کی حدیث ہے:** جناب ابو بکرؓ نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی جامع قسم کی دعا بتائیے کہ میں تشہد کے آخر میں مانگا کروں تو آپ ﷺ نے ان کو یہ دعا سکھائی: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ** (بخاری: حدیث: 834)

فَاغْفِرْلِیْ اصل میں ہے۔ (فَ+اِغْفِرْ+لِیْ) فَ [تو/پس]+اِغْفِرْ (غَفَرَ، یَغْفِرُ سے فعل امر ہے) [تو معاف کردے]+لِیْ [مجھے]۔ ملا کر پڑھیں گے۔ فَاغْفِرْلِیْ [تو تو معاف کردے مجھے] مِنْ عِنْدِکَ، (مِنْ + عِنْدِ +کَ) [اپنی طرف سے]۔ یا اللہ میرے اتنے گناہ ہیں، اتنا بڑا گناہگار ہوں میں تو اس کا اہل نہیں ہوں، میں تو اس کا استحقاق نہیں رکھتا ہوں میری استدعا ہے (تو اپنی طرف سے کوئی خصوصی عنایت کرتے ہوئے) میرے سارے گناہ معاف فرمادے، یہ مِنْ عِنْدِکَ کا معنیٰ ہے۔ وَارْحَمْنِیْ [رَحِمَ یَرْحَمُ] سے فعل امر اِرْحَمْ [تو رحم کر]+نِیْ [مجھ پر]۔ ملا کر پڑھیں گے وَارْحَمْنِیْ [اور تو مجھ پر رحم فرما]۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ [یقیناً تو ہی بخش دینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے]۔

ترجمہ: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے۔ اور تیرے سوائے کوئی بھی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ (میری استدعا ہے) تو مجھے اپنے ہاں سے معاف فرمادے اور (میری استدعا ہے) تو مجھ پر رحم فرما یقیناً تو ہی معاف کردینے (بخش دینے) والا اور رحم کرنے والا ہے۔

32 لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ط اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمٰن:13/31)

لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ [تو اللہ سے شرک نہ کر]۔ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ [یقیناً یقیناً شرک بڑا ظلم ہے]۔ یہ اللہ کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے، اللہ کی سب سے بڑی حق تلفی ہے۔ توحید اللہ کا سب سے بڑا حق کیا ہے؟ اللہ ربّ العزت کی ذات، اس کی صفات، اس کے اختیارات میں کسی اور ہستی کو شریک نہ کیا جائے۔ اللہ کے مقابلے پر اللہ کے اختیارات میں شریک کر کے کسی اور ہستی کو سامنے لے آنا یہ شرک ہے اور یہ سب سے بڑی ناانصافی ہے اس کو اللہ بالکل گوارا نہیں کرتا۔ لَا تُشْرِکْ فعل نہی ہے

ترجمہ: تو اللہ کے ساتھ شرک نہ کر۔ یقیناً یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

33 جَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (التوبہ:41/9)

جَاھِدُوْا [تم سب جہاد کرو]۔ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ [اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے]۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ [اللہ کی راہ میں]۔ اپنے مال بھی خرچ کرو اور اپنی جانیں بھی کھپاؤ۔ جَاھِدُوْا فعل امر ہے۔

ترجمہ: تم جہاد کرو اپنے مالوں کے ساتھ (کے ذریعے) اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

34 رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا (ال عمران:193/3)

رَبَّنَا [اے ہمارے رب]۔فَاغْفِرْ لَنَا اصل میں (فَ+اِغْفِرْ+لِ+نَا) ہے۔[تو بخش دے ہمارے لئے]۔ذُنُوْبَنَا [ہمارے گناہوں کو]۔وَ كَفِّرْ [اور تو مٹا دے]۔عَنَّا اصل میں ہے (عَنْ+نَا) [ہم سے]۔سَيِّاٰتِنَا [ہماری برائیوں کی]۔مفسرین کہتے ہیں کہ ذُنُوْب اور سَيِّاٰت یہ دونوں الفاظ جب ایک ساتھ استعمال ہوں تو ذُنُوْب سے مراد ہوتے ہیں کبیرہ گناہ اور سَيِّاٰت سے مراد ہوتے ہیں صغیرہ گناہ۔تو معنٰی ہے [اے ہمارے رب تو بخش دے ہمیں ہمارے لئے ہمارے کبیرہ گناہوں کو] وَ كَفِّرْ [اور تو مٹا دے، ختم کر دے]۔عَنَّا ہمارے اعمال نامے سے۔سَيِّاٰتِنَا [ہمارے صغیرہ گناہوں کو]۔

اِغْفِرْ، كَفِّرْ فعل امر ہیں۔

ترجمہ: اے ہمارے رب (ہماری درخواست ہے/التجا ہے) تُو بخش دے ہمارے لئے ہمارے گناہوں کو اور (ہماری استدعا ہے) تُو مٹا دے ہم سے ہماری برائیوں کو۔آمین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثانی والعشرون

فعل مضارع کی اعرابی حالتیں

سبق نمبر 22

حَرُوف: نَاصِبَةُ الْمَضَارِع اور جَازِمَةُ الْمَضَارِع

عربی گرامر میں اصولی طور پر فعل مضارع کے پہلے صیغے کے آخری حرف پر پیش[ُ] آتی ہے۔ **مثلاً**: فعل ماضی ضَـرَبَ سے فعل مضارع یَـضْـرِبُ بنتا ہے۔یَضْرِبُ کے آخری حرف با[ب] پر پیش[ُ] ہے۔اسی طرح یَـذْهَـبُ، یَسْـمَـعُ، یَنْصُرُ، یَفْتَحُ، یَقْتُلُ وغیرہ،ان سب افعال مضارع کے آخری حرف پر پیش[ُ] ہے۔

ثلاثی مزید فیہ کے افعال میں دیکھیں۔فعل ماضی جَاهَدَ سے فعل مضارع یُجَاهِدُ بنتا ہے۔اسی طرح بَلَّغَ سے یُبَلِّغُ، اِسْتَغْفَرَ سے یَسْتَغْفِرُ وغیرہ،ان سب ثلاثی مزید فیہ افعال مضارع کے آخری حرف پر بھی پیش[ُ] ہے۔

لہٰذا تمام فعل مضارع (مجرد اور مزید فیہ) کے پہلے صیغوں کے آخری حرف پر اپنی اصلی حالت میں پیش[ُ] آتی ہے۔

اسم اگر حالت رفع میں ہو تو اسم کے آخری حرف پر بھی پیش[ُ] آتی ہے۔جس طرح اَللّٰـهُ کے آخر میں پیش[ُ] ہے۔اسم کی اس حالت اعرابی کو عربی گرامر کی اصطلاح میں **اصلی حالت یا حالتِ رفع** کہتے ہیں۔

اسماء کی اعرابی کیفیات

اسم کی اعرابی حالتوں کے بارے میں سبق نمبر 5 میں پڑھ چکے ہیں کہ اسماء کی تین (3) اعرابی حالتیں ہیں،**حالت رفع**[اصلی حالت]،**حالت نصب** اور **حالت جر**۔اسماء کی اصلی حالت (حالتِ رفع) اس وقت بدلتی ہے جب اسماء سے پہلے کوئی حرف ناصبہ یا حرف جارّ آجائے۔

اسماء کو حالت رفع سے نکال کر حالت نصب میں لے جانے والے حروف

عربی گرامر میں کچھ حروف ایسے ہیں جن کو عربی گرامر والوں نے یہ طاقت/قوت واختیار دے رکھا ہے کہ وہ اسماء کے آخری حرف پر سے پیش[ُ] کو چھین کر یا ہٹا کر زبر[َ] لگادیتے ہیں۔یہ حروف سبق نمبر 11 میں پڑھ چکے ہیں جو کہ اِنَّ وَ اَخَوَاتُهَا [اِنَّ اور اس کی بہنیں] کہلاتی ہیں۔

اِنَّ[یقیناً]، اَنَّ[کہ]، کَاَنَّ[گویا کہ]، لَیْتَ[کاش]، لٰکِنَّ[لیکن] اور لَعَلَّ[شاید] کے معنی میں۔

نوٹ: اس کے علاوہ اسم مفعول بھی حالت نصب میں ہوتا ہے۔

اسماء کو حالت رفع سے نکال کر حالت جر میں لے جانے والے حروف

عربی گرامر میں کچھ حروف کو یہ قوت/طاقت واختیار ہوتا ہے کہ وہ اسم کے آخری حرف پر سے پیش[ُ] کو چھین کر اس کے نیچے زیر[ِ] لگادیں۔عربی گرامر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اصطلاح میں کہیں گے کہ یہ حروف اسم کو حالتِ رفع سے نکال کر حالتِ جر میں لے جاتے ہیں۔ان حروف کوحروف جارّ اور انگریزی میں Prepositions کہتے ہیں۔ان حروف کوسبق نمبر (08) میں پڑھ چکے ہیں۔

بِ[قسمیہ]، تَ[قسمیہ]، کَ[مانند رطرح]، حَتّٰی[تک]، عَلٰی[پر]، اِلٰی[طرف یاتک]، فِیْ[میں]، مِنْ[سے]، لِ[لئے]
عَنْ[کی طرف رکے متعلق]، وَ (قسمیہ)[قسم]۔

نوٹ: عربی کی جس واؤ[و] کا معنٰی اردو میں [اور] ہوتا ہے وہ حرف جر نہیں ہوتی۔

افعال کی اعرابی کیفیات

فعل ماضی کے افعال کے پہلے صیغے کے آخری حرف پر حالت رفع میں پیش نہیں ہوتی مثلاً: **ذَھَبَ، نَصَرَ، فَتَحَ، جَاھَدَ، اِکْتَسَبَ**۔

البتہ فعل مضارع کے پہلے صیغے کے آخری حرف پر پیش[ـُ] ہوتی ہے جیسے: **یَذْھَبُ، یَنْصُرُ، یَفْتَحُ، یُجَاھِدُ، یَکْتَسِبُ**۔افعال کی دنیا میں تبدیلی لانے والے کچھ ایسے حروف ہیں جن کا کام ہے کہ وہ فعل مضارع کے آخری حرف پر سے پیش[ـُ] کوچھین کر زبر[ـَ] لگا دیتے ہیں۔اور کچھ ایسے حروف بھی ہیں جو افعال مضارع کے آخری حرف پر سے پیش[ـُ] کوچھین کر جزم[ـْ] لگا دیتے ہیں۔

فعل ماضی مبنی نا قابل تبدیل (Unchangeable) ہوتا ہے۔اسلئے آخری حرف پر تبدیلی لانے والے (پیش[ـُ] کو ہٹا کر زبر[ـَ] یا جزم[ـْ] لگادینے والے) حروف نَاصِبَةُ الْمَضَارِعِ اور جَازِمَةُ الْمَضَارِعِ تبدیلی صرف فعل مضارع میں لاسکتے ہیں۔

منطق (Logic) کے مطابق بھی کسی کا ماضی تبدیل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کیا جاسکتا ہے۔کسی کا ماضی اچھا ہے تو سدا اچھا ہی رہے گا، برا ہے تو سدا برا ہی رہے گا۔اسلامی ممالک کی حکومتیں اگر اپنے ماضی کو تبدیل کرنا چاہیں بھی تو نہیں کرسکتیں۔اچھا گزرا ہے اچھا ہی ہوگا، برا گزرا ہے برا ہی ہوگا۔لیکن اسلامی ممالک کی حکومتیں اگر اپنے زمانہ حال (Present) کو اور زمانہ مستقبل (Future) کو تبدیل کرنا چاہیں تو انہوں نے اللہ رب العزت کے قوانین کے خلاف جو باغیانہ روش اپنا رکھی ہے وہ چھوڑ دیں۔اوروں (غیر اللہ) کی غلامی چھوڑ کر اللہ کی غلامی میں آجائیں ان کا حال بھی تبدیل ہوسکتا ہے اور مستقبل بھی۔اسی طرح ہر فرد بھی انفرادی طور پر توبہ واستغفار کرکے اپنا حال بھی تبدیل کرسکتا ہے اور اپنا مستقبل بھی۔

وہ حروف جو فعل مضارع کے آخری حرف پر سے پیش[ـُ] کوچھین کر زبر[ـَ] لگا دیتے ہیں **حُرُوْفِ نَاصِبَةُ الْمَضَارِعِ** کہلاتے ہیں۔

وہ حروف جو فعل مضارع کے آخری حرف پر سے پیش[ـُ] کوچھین کر جزم[ـْ] لگا دیتے ہیں **حُرُوْفِ جَازِمَةُ الْمَضَارِعِ** کہلاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماء اور افعال کی حالت کی تبدیلی کے بنیادی قوائد و اصول (Basic Concept)

اسم کے متعلق

1. عربی گرامر میں کچھ حروف ہیں جو اسم کو حالت رفع [ـُ] سے نکال کر حالت نصب [ـَ] میں لے جاتے ہیں۔
2. عربی گرامر میں کچھ اور حروف ہیں جو اسم کو حالت رفع [ـُ] سے نکال کر حالت جر [ـِ] میں لے جاتے ہیں۔
3. اسم میں حالت جزم [ـْ] نہیں ہوتی۔

فعل کے متعلق

1. عربی گرامر میں ایسے کچھ حروف ہیں جو فعل مضارع کو حالتِ رفع [ـُ] سے نکال کر حالتِ نصب [ـَ] میں لے جاتے ہیں۔
2. عربی گرامر میں کچھ حروف ایسے بھی ہیں جو فعل مضارع کو حالتِ رفع [ـُ] سے نکال کر حالتِ جزم [ـْ] میں لے جاتے ہیں۔
3. فعل میں حالت جر [ـِ] نہیں ہوتی۔

نوٹ:

(i) عربی گرامر میں کوئی حرف ایسا نہیں ہے جو اسم کے آخر میں پیش [ـُ] ہٹا کر جزم [ـْ] لگا دے۔ (اسم میں حالتِ جزم نہیں ہوتی)۔

(ii) عربی گرامر میں کوئی حرف ایسا نہیں ہے جو فعل مضارع کے آخر میں پیش [ـُ] ہٹا کر زیر [ـِ] لگا دے۔ (فعل میں حالت جر نہیں ہوتی)۔

حالت کی تبدیلی کے قاعدے کا استثناء (Exception)

فعل مضارع کے صیغوں میں جس نون [ن] سے پہلے نہ واؤ [و] ہو نہ الف [ا] ہو اور نہ ہی یاء [ی] ہو وہ نون (ن) نہیں گرتا وہ باقی رہتا ہے۔

نوٹ: الف [ا]، واؤ [و] اور یا [ی] عربی زبان کے حروف علت (Vowels) ہیں۔

فعل مضارع کے صیغوں میں صرف دو صیغے ایسے ہیں جن کے آخر میں واؤ [و]، الف [ا] اور یاء [ی] نہیں ہوتے۔ اسلئے فعل مضارع کے ان دو صیغوں جمع مونث غائب اور جمع مونث حاضر کے نون [ن] کے سوا باقی تمام صیغوں کے نون [ن] حذف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان باقی ماندہ سات (۷) صیغوں کے نون [ن] سے پہلے حروف علت آتے ہیں جو کہ کمزور حروف ہیں اور نون [ن] کی حفاظت نہیں کر سکتے۔

(i) فعل مضارع جمع مؤنث غائب کے صیغہ کا [ن] **مثلاً**: یَفْعَلْنَ۔

(ii) فعل مضارع جمع مؤنث حاضر کے صیغہ کا [ن] **مثلاً**: تَفْعَلْنَ۔

فعل مضارع ایک ھی حالت پر نھیں رھتا

فعل مضارع میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ فعل مضارع اگر اپنی اصلی حالت میں استعمال ہو رہا ہو تو اس کے آخری حرف پر پیش [ـُ] آتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل مضارع کی اس حالت کو حالت رفع کہتے ہیں۔

اسماء کے متعلق سبق نمبر 5 میں پڑھ چکے ہیں کہ اسماء میں دو طرح کی تبدیلی ہوتی ہے۔ **پہلی تبدیلی کو اعراب بالحرکت** کہا جاتا ہے۔ دوسری تبدیلی کو **اعراب بالحرف** کہا جاتا ہے۔ **اعراب بالحرف** کی یہ تبدیلی ان لفظوں میں ہوتی ہے جن لفظوں کا تعلق نون (ن) گروپ سے نہ ہو۔

فعل مضارع کی گردان میں نو (9) صیغوں کا تعلق نون [ن] گروپ سے ہے اور پانچ (5) صیغوں کا تعلق نون [ن] گروپ سے نہیں ہے۔

ذَهَبَ سے بے نون گروپ کے پانچ صیغے

يَذْهَبُ، تَذْهَبُ، تَذْهَبُ، اَذْهَبُ، نَذْهَبُ،

ذَهَبَ سے نون گروپ کے نو صیغے

يَذْهَبَانِ يَذْهَبُوْنَ تَذْهَبَانِ {يَذْهَبْنَ (نُوْنِ نِسْوَةٌ) مثنٰی}

تَذْهَبُوْنَ تَذْهَبِيْنَ تَذْهَبَانِ {تَذْهَبْنَ (نُوْنِ نِسْوَةٌ) مثنٰی} اور تَذْهَبَانِ۔

نوٹ: نون [ن] گروپ میں حرکت تبدیل نہیں ہوتی بلکہ نون [ن] گروپ میں حرف کی تبدیلی ہوتی ہے۔ اس لئے نون [ن] گروپ سے تعلق رکھنے والے لفظ میں اعراب بالحرف ہوتا ہے۔

① اعراب بالحرکت: (بے نون [ن] گروپ)

فعل مضارع حالت نصب میں: فعل مضارع **يَذْهَبُ** عربی گرامر کے لحاظ سے حالت رفع میں ہے، لیکن بعض جملوں میں **يَذْهَبُ** [ب] پر زبر [ـَ] کے ساتھ **اَنْ يَّذْهَبَ** استعمال ہوتا ہے۔ اگر حرف [اَنْ] **ناصبة المضارع** اردو میں [کہ] کے معنٰی میں آجائے تو فعل مضارع حالت نصب میں چلا جاتا ہے اور اس کے آخری حرف پر پیش [ـُ] کی جگہ زبر [ـَ] آجاتی ہے۔ پیش [ـُ] اور زبر [ـَ] کے اس عمل کو **اعراب بالحرکت** کہیں گے۔ چونکہ يَذْهَبُ کا تعلق نون [ن] گروپ سے نہیں ہے اس لئے یہاں حرکت تبدیل ہوئی ہے۔

فعل مضارع حالت جزم میں: **لَمْ** حرف **جازمة المضارع** ہے۔ **يَذْهَبُ** سے پہلے **لَمْ** آجائے تو **لَمْ يَذْهَبْ** پڑھیں گے۔ لَمْ نے **يَذْهَبُ** کی [ب] پر سے پیش [ـُ] کو ہٹا کر جزم [ـْ] لگا دی اور **يَذْهَبُ** سے **يَذْهَبْ** (حالت جزم) ہو گیا۔ یہاں بھی حرف تبدیل نہیں ہو رہا بلکہ حرکت پیش [ـُ] جزم [ـْ] میں تبدیل ہو رہی ہے۔ پیش [ـُ] اور جزم [ـْ] کے اس عمل کو بھی **اعراب بالحرکت** کہیں گے۔

يَذْهَبُ سے **يَذْهَبَ** (حالت نصب) ہو گیا اور **يَذْهَبُ** سے **يَذْهَبْ** (حالت جزم) ہو گیا۔ ان دونوں مثالوں میں حرف تبدیل نہیں ہو رہا بلکہ حرکت پیش [ـُ] حرف ناصبة المضارع اور حرف جازمة المضارع کے آجانے کے بعد زبر [ـَ] یا جزم [ـْ] میں تبدیل ہو رہی ہے۔ **يَذْهَبُ، يَذْهَبَ، يَذْهَبْ**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں چار چار حروف (ی، ذ، ہ، ب) ہیں حرف میں کوئی تبدیلی نہیں آئی بلکہ تبدیلی حرکت میں آئی ہے۔ فعل کی تبدیل شدہ حالت نمبر (1) کو حالت نصب اور فعل کی تبدیل شدہ حالت نمبر ❷ کو حالت جزم کہتے ہیں۔

ⓘⓘ اعراب بالحرف: (نون[ن] گروپ)

دو کے لئے استعمال ہونے والا فعل مضارع تثنیہ مذکر غائب کا صیغہ **يَذْهَبَانِ** ہے جس کے آخر میں زیر[ـِ] والا نون[نِ] ہوتا ہے۔

دو سے زیادہ کیلئے استعمال ہونے والا فعل مضارع جمع مذکر غائب کا صیغہ **يَذْهَبُوْنَ** ہے جس کے آخر میں زبر[ـَ] والا نون[نَ] ہوتا ہے۔

يَذْهَبَانِ اور يَذْهَبُوْنَ دونوں کا تعلق نون گروپ سے ہے۔ (نون[ن] گروپ میں حرکتیں نہیں بدلتیں حرف بدلتے ہیں)۔ اَنْ ایک ایسا حرف ہے فعل مضارع کو اصلی حالت یعنی حالت رفع سے نکال کر حالت نصب میں لے جاتا ہے۔ یہاں نون[ن] گروپ کے الفاظ میں اَنْ نے حرف کی تبدیلی بھی کرنی ہے۔ مثلاً: يَذْهَبَانِ سے پہلے اگر اَنْ آجائے تو عربی گرامر کے قاعدے کے مطابق يَذْهَبَانِ کے آخر میں جو نون[ن] ہے اس کو بالکل ختم کر دیا جاتا/گرا دیا جاتا ہے۔ کتنی بڑی تبدیلی ہوئی، ایک اچھا خاصا حرف تھا اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ اسلئے اگر يَذْهَبَانِ سے پہلے اَنْ آجائے تو اَنْ **يَّذْهَبَا** ہو جائے گا۔ يَذْهَبَا کے آخر میں الف [ا] ہمیں بتا تا رہے گا کہ یہ صیغہ تثنیہ کا ہے۔ اسی طرح اگر يَذْهَبُوْنَ سے پہلے اَنْ آجائے تو حرف نون [ن] کو ہی گرا دے گا/حذف کر دے گا۔ (اخبارات میں آتا رہتا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی سے فلاں جملے حذف کر دیئے گئے۔ ارکان اسمبلی ایک دوسرے کے خلاف جو حقائق بیان کرتے ہیں ان کو حذف کر دیا جاتا ہے لکھا نہیں جاتا)۔ **يَذْهَبَانِ** سے **اَنْ يَّذْهَبَا** ہو جاتا ہے اور **يَذْهَبُوْنَ** سے **اَنْ يَّذْهَبُوْا** ہو جاتا ہے۔ نون[ن] گروپ کے جمع مذکر کے افعال کے آخر میں بھی الف[ا] لکھا جاتا ہے اس کا پڑھنے میں کوئی کردار نہیں ہوتا لیکن فعل کے آخر میں [وْا] بتاتے رہتے ہیں کہ یہ صیغہ جمع مذکر کا ہے۔ جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے نون[ن] جو **نُوْنِ نِسْوَةٌ** کہلاتے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ اسلئے یہ دونوں نون بھی فعل ماضی کی طرح مبنی (Unchangeable) ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

نون[ن] گروپ کی حالت نصب اور حالت جزم

اسماء کے اسباق میں پڑھا تھا کہ جس اسم کا تعلق نون [ن] گروپ سے ہو اس کی حالت نصب اور حالت جر بھی ایک ہی ہوتی ہے۔

اسی طرح فعل مضارع میں بھی نون گروپ کی حالت نصب بھی اور حالت جزم بھی ایک ہی ہوتی ہے۔

چنانچہ اگر يَذْهَبَانِ سے پہلے ناصبۃ المضارع اَنْ آجائے تب بھی اَنْ يَذْهَبَا کہیں گے اور اگر يَذْهَبَانِ سے پہلے جازمۃ المضارع **لَمْ** آجائے تب بھی لَمْ يَذْهَبَا کہیں گے۔ یہ فیصلہ کرنا قطعاً مشکل نہیں ہوگا کہ اس آیت میں اس جملے میں فعل مضارع حالت نصب میں ہے یا حالت جزم میں ہے۔ اگر اس فعل سے پہلے حالت نصب میں لے جانے والا حرف ناصبۃ المضارع ہو تو یہاں فعل مضارع حالت نصب میں ہوگا اور اگر اس فعل سے پہلے حالت جزم میں لے جانے والا کوئی حرف جازمۃ المضارع ہو تو یہاں فعل مضارع حالت جزم میں ہوگا۔ حالت نصب میں بھی اور حالت جزم میں بھی فعل مضارع کے آخر سے تثنیہ اور جمع کے صیغوں کے نون اعرابی [نِ] اور [نَ] حذف ہو جاتے ہیں/گر جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل مضارع نون[ن] گروپ میں تبدیلی لانے والے حروف

فعل مضارع میں تبدیلی لانے والے صرف چودہ (14) حروف ہیں، جن میں چھ (6) حروف ناصبۃ المضارع اور آٹھ (8) حروف جازمۃ المضارع ہیں جو فعل مضارع کے نون[ن] کے دشمن ہیں۔ یہ چودہ ایجنسیاں ہیں (Agencies) ہیں جو فعل مضارع کے نون[ن] اعرابی کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیتیں۔ ان چودہ (14) حروف میں سے کوئی ایک بھی فعل مضارع کے صیغوں سے پہلے آجائے اور فعل مضارع کے اس صیغے کے آخر میں اگر نون[ن] اعرابی ہوگا تو وہ اس نون[ن] کو باقی نہیں رہنے دے گا۔ لہٰذا فعل مضارع خواہ حالت نصب میں ہو، خواہ حالت جزم میں ہو اس کا نون[ن] اعرابی باقی نہیں رہتا۔

نوٹ:

(i) زیر[ـِ] والا نون[نِ] تثنیہ کی علامت ہے اور زبر[ـَ] والا نون[نَ] جمع کی علامت ہے۔

(ii) اگر فعل مضارع کا آخری حرف نون[ن] ہو تو پھر آخری حرف پر پیش[ـُ] نہیں آتی بلکہ یا تو زیر[ـِ] آتی ہے یا زبر[ـَ] آتی ہے۔ اگر زیر[ـِ] آ رہی ہو تو اس صورت میں مضارع کے آخر میں تثنیہ کے معنٰی کے لئے زیر[ـِ] والا نون[نِ] استعمال ہوتا ہے، جیسے: یَذْهَبَانِ [وہ دو جاتے ہیں]۔ اگر فعل مضارع کا جمع کا صیغہ ہو تو نون[ن] کے اوپر زبر[ـَ] آتی ہے، جیسے: یَذْهَبُوْنَ [وہ سب جاتے ہیں یا جائیں گے]۔

(iii) ناصبۃ المضارع اَنْ فعل مضارع کو حالت رفع سے نکال کر حالت نصب میں لے جاتا ہے۔ تجوید کے مطابق نون[ن] ساکن ہو یا تنوین کے بعد اگر یاء[ی] کا حرف آ رہا ہو تو پھر وہاں غنّہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں یاء[ی] پر شد[ـّ] ڈال کر نون[ن] اور یاء[ی] کا آپس میں ادغام کر کے غنّہ کی آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ چنانچہ اس کو ملا کر اَنْ یَذْهَبَ کی بجائے اَنْ یَّذْهَبَ غنّہ کی آواز کے ساتھ پڑھیں گے۔

نون(ن) اعرابی

یَذْهَبَانِ سے پہلے اگر کوئی حرف ناصبۃ المضارع اَنْ آجائے تو یَذْهَبَانِ کے نون[ن] کو بالکل حذف کر دیں گے/گرا دیں گے۔ اور پھر اسے اَنْ یَذْهَبَانِ کی بجائے اَنْ یَّذْهَبَا پڑھیں گے۔ اور اگر جمع کے صیغے یَذْهَبُوْنَ سے پہلے حرف ناصبۃ المضارع اَنْ آجائے تو اَنْ یَذْهَبُوْنَ کی بجائے اَنْ یَّذْهَبُوْا پڑھیں گے۔ نون[ن] کا گر جانا اس بات کی علامت ہے کہ فعل مضارع اپنی اصلی حالت پر نہیں رہا۔ یہاں فعل مضارع یَذْهَبُوْنَ سے پہلے حرف ناصبۃ المضارع اَنْ آ رہا ہے جو تبدیلی کی وجہ بنا۔ اس لئے جو اسم یا فعل تبدیلی قبول کر لیتا ہے یا تبدیل ہو جاتا ہے عربی زبان میں اس کو مُعْرَبْ کہتے ہیں اور تبدیلی قبول کرنا اعراب کہلاتا ہے۔ اگر قرآن مجید میں فعل مضارع کا کوئی ایسا صیغہ نظر آجائے کہ جو تثنیہ کا صیغہ ہو لیکن وہاں نون[نِ] نظر نہ آ رہا ہو اور اسی طرح قرآن مجید میں جمع کا صیغہ ہو لیکن نون[نَ] نظر نہ آ رہا ہو تو سمجھ جائیں گے کہ یہاں فعل مضارع اپنی اصلی حالت میں نہیں رہا اور حالت رفع سے نکل کر حالت نصب میں یا حالت جزم میں چلا گیا ہے۔

تثنیہ یَذْهَبَانِ میں حرف نون[ن] اور جمع یَذْهَبُوْنَ میں موجود نون[ن] نے بھی تبدیلی قبول کر لی اور حذف ہو گیا/گر گیا۔ فعل مضارع میں اس زیر[ـِ]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے اور زبر[ـَ] والے نون[ن] کو نون اعرابی (نُوْنِ اَعْرَابِیْ) کہتے ہیں۔

نون نسوة

فعل مضارع کے صیغوں میں ایک نون[ن] ہے جس نون[ن] سے پہلے نہ واوٗ[و] ہوتی ہے نہ الف[ا] نہ ہی یاء[ی] ہوتی ہے ایسا نون[ن] اپنی جگہ چھوڑنے پر تبدیلی قبول کرنے پر آمادہ و تیار نہیں ہوتا۔ لہذا جس نون[ن] سے پہلے عربی کے حروف علت میں سے نہ واوٗ[و] ہو یا نہ الف[ا] ہو یا نہ ہی یاء[ی] ہو وہ نون[ن] حذف نہیں ہوتا وہ نون[ن] بدستور اپنی جگہ پر ہی برقرار اور قائم رہتا ہے۔ وہ چودہ**(14)** کے چودہ**(14)** حروف ناصبۃ المضارع اور جازمة المضارع جو نون[ن] اعرابی کے دشمن ہیں مل کر بھی اس نون کو اپنی جگہ سے ہٹانے میں/حذف کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ایسا نون[ن] مضارع کے **جمع مؤنث غائب** اور **جمع مؤنث حاضر** کے صیغوں میں استعمال ہوتا ہے اس نون[ن] کو جمع مؤنث کا نون[ن] یا نون نسوۃ (نُوْنِ نِسْوَةٌ) کہیں گے۔ افعال کی دنیا کے یہ دو جمع مؤنث کے صیغے مبنی (Unchangeable) ہیں۔

{عربی زبان میں ایک عورت کو اِمْـرَاَۃٌ کہتے ہیں اور دو عورتوں کو اِمْـرَاَتَانِ، یا اِمْـرَءَ تَانِ کہیں گے۔ دو سے زیادہ عورتوں کے لئے عربی زبان کے دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں:۔

❶ **نِسَآءٌ**: قرآن پاک میں سورۃ النساء میں استعمال ہوا! اَلـرِّجَـالُ قَـوّٰمُـوْنَ عَلَى النِّسَآءِ..(النساء :34/4) اور اسی طرح لِـلـرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ..(النساء:32/4) اور

❷ **نِسْوَةٌ**: کا لفظ بھی دو سے زیادہ عورتوں کے لئے سورۃ یوسف میں استعمال ہوا ہے! وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ ..(یوسف 30:12/)}۔

يَـذْهَبْنَ [وہ سب جاتی ہیں یا جائیں گی] جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ مضارع کے نون[ن] کے دشمن چودہ کے چودہ حروف ناصبۃ المضارع اور جازمة المضارع اس جمع مؤنث کے نون[ن] کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتے۔ اس نون[ن] کو نُوْنِ نِسْوَةٌ کہتے ہیں۔ پڑھتے وقت نِسْوَةٌ کی گول تاء[ۃ] کو وقف کر کے [ۃ] کو [ہ] کی آواز میں بدل دیتے ہیں۔

فعل مضارع کی گردان میں نون[ن] اور بے نون[ن] کے صیغے

يَذْهَبُ، يَذْهَبَانِ، يَذْهَبُوْنَ، **تَذْهَبُ**، تَذْهَبَانِ، يَذْهَبْنَ، **تَذْهَبُ**، تَذْهَبَانِ، تَذْهَبُوْنَ،

تَذْهَبِيْنَ، تَذْهَبَانِ، تَذْهَبْنَ، **اَذْهَبُ، نَذْهَبُ**۔

فعل مضارع میں پانچ **(5)** اور نو **(9)** کی نسبت کے ساتھ نون[ن] گروپ کی اکثریت ہے۔ پانچ **(5)** صیغے **بے نون گروپ** سے اور نو **(9)** صیغے **نون[ن] گروپ** سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ نون(ن) گروپ کا حشر کرنے کے لئے چودہ**(14)** ایجنسیاں چودہ**(14)** حروف ناصبۃ المضارع اور جازمة المضارع نون (ن) گروپ سے تعلق رکھنے والے کسی بھی فعل مضارع کے شروع میں آ جائیں تو پھر فعل مضارع کے آخر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نو(9) میں سے سات (7) فعل مضارع کے نون (ن) کو گرا دے گا۔ لیکن ان میں موجود دو (2) نون (ن) جن سے پہلے نہ واؤ [و] ہو نہ الف [ا] ہو نہ یاء [ی] ہو ان چودہ (14) حروف سے بھی نہیں گرتے۔ یہ نون [ن] جمع مؤنث (دو سے زیادہ عورتوں) کے دو صیغوں یَذْهَبْنَ [وہ سب عورتیں جاتی ہیں] اور تَذْهَبْنَ [تم سب عورتیں جاتی ہو یا جاؤ گی] کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس نون [ن] کو نُونِ نِسْوَةٌ کہتے ہیں۔

امر اور جواب امر کا قاعدہ

کسی کو کوئی حکم دیتے ہیں اس کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے یہ حکم کیوں دیا جا رہا ہے۔ جو لفظ یا جملہ اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہو گا وہ جملہ بھی بعض دفعہ حکم دینے والا خود ہی کہہ دیتا ہے۔ **اس جوابی لفظ یا جملے کا قاعدہ اب پڑھتے ہیں۔ مثلاً**: باپ اپنے بیٹے کو حکم (امر) دیتا ہے، **اِجْتَهِدْ** [محنت کرو]۔ بیٹے کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے اگر میں محنت کروں گا تو پھر کیا ہو گا؟ آگے باپ خود ہی اپنے لفظ **تَنْجَحْ** سے اس کا جواب دے رہا ہے [تم کامیاب ہو جاؤ گے]۔ یہ جواب حکم یعنی جواب امر ہے۔ عربی گرامر کے لحاظ سے قاعدہ یہ ہے کہ **فعل امر بھی حالت جزم میں** استعمال ہوتا ہے اور **جواب امر بھی حالت جزم میں** استعمال ہوتا ہے۔ اسلئے **اِجْتَهِدْ تَنْجَحُ** نہیں بلکہ **اِجْتَهِدْ تَنْجَحْ** کہیں گے (آخری حرف [ح] پر پیش [ـُ] کے بجائے جزم [ـْ] لکھیں گے)۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو ایک حکم دیا! **فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ** (البقرة:152/2) **فَاذْكُرُوْنِيْ** [تو تم مجھے یاد کرو رکھو]۔ اے اللہ اگر ہم تجھے یاد کریں گے تو پھر کیا ہو گا؟ کیا ملے گا؟ اللہ رب العزت نے خود ہی اس کا جواب دیا! **اَذْكُرْكُمْ** [میں تمہیں یاد رکھوں گا]۔ اَذْكُرُ نہیں بلکہ اَذْكُرْ کہا، کیونکہ اَذْكُرْ جوابِ امر ہے۔ **وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ** [تم میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری سے بچو]۔ حالات اچھے ہوں **فَاذْكُرُوْنِيْ** [تو تم مجھے یاد رکھو]۔ حالات برے ہو گئے تو **اَذْكُرْكُمْ** [میں تمہیں یاد رکھوں گا]۔ حدیث میں اس کی تشریح بھی آئی ہے کہ اللہ نے فرمایا! ”تم مجھے یاد رکھو خوشحالی میں، میں تمہیں یاد رکھوں گا بدحالی میں“۔

شرط اور جواب شرط کا قاعدہ

اِنْ [اگر] کے معنی میں حرف شرط ہے۔ **اِنْ تَذْهَبْ اَذْهَبْ** [اگر تو جائے گا، میں جاؤں گا] یہاں ایک شرط ہے اور ایک جواب شرط ہے۔ شرط ہے **اِنْ تَذْهَبْ** [اگر تو جائے گا] اور اس کا جواب شرط ہے **اَذْهَبْ** [میں جاؤں گا]۔ تم جاؤ گے تو میں جاؤں گا، تم خود تو سکول نہ جاؤ اور مجھے کہو میں چلا جاؤں ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہاں بھی قاعدہ یہی ہے کہ: **شرط بھی حالت جزم میں اور جواب شرط بھی حالت جزم میں ہوتا ہے۔**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف نَاصِبَةُ الْمَضَارِع

[حالت جزم] اور [حالت نصب] میں فعل مضارع کے صیغوں کی تبدیل شدہ شکلیں

مقام	جنس	عدد	حالت جزم	حالت نصب
غائب	مذکر	واحد	يَفْعَلْ	يَفْعَلَ
		تثنیہ	يَفْعَلَا	يَفْعَلَا
		جمع	يَفْعَلُوْا	يَفْعَلُوْا
	مؤنث	واحد	تَفْعَلْ	تَفْعَلَ
		تثنیہ	تَفْعَلَا	تَفْعَلَا
		جمع	✿ يفعلن ⟷	يفعلن نون نسوۃ والا صیغہ
حاضر مخاطب	مذکر	واحد	تَفْعَلْ	تَفْعَلَ
		تثنیہ	تَفْعَلَا	تَفْعَلَا
		جمع	تَفْعَلُوْا	تَفْعَلُوْا
	مؤنث	واحد	تَفْعَلِيْ	تَفْعَلِيْ
		تثنیہ	تَفْعَلَا	تَفْعَلَا
		جمع	✿ تفعلن ⟷	تفعلن نون نسوۃ والا صیغہ
متکلم	(مذکر و مؤنث)	واحد	اَفْعَلْ	اَفْعَلَ
		تثنیہ/جمع	نَفْعَلْ	نَفْعَلَ

نوٹ: فعل ماضی کی طرح فعل مضارع کے بھی چودہ (14) صیغے ہوتے ہیں۔

1. پانچ (5) صیغوں کے آخر میں نون (ن) نہیں ہوتا۔
2. سات (7) صیغوں کے آخر میں جو نون (ن) ہوتے ہیں وہ حالت جزم اور حالت نصب میں حذف / گر جاتے ہیں۔ ایسے حذف / گر جانے والے نون کو نون اعرابی کہتے ہیں۔
3. ✿ باقی دو (2) صیغوں (i) جمع مؤنث حاضر اور (ii) جمع مؤنث غائب کے نون (ن) حالت جزم اور حالت نصب میں بھی اپنی جگہ پر اسی طرح قائم رہتے ہیں۔ ایسے کو نون (ن) نِسْوَة کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعریف: وہ حروف جو فعل مضارع کو حالت رفع سے نکال کر حالت نصب میں لے جائیں (فعل مضارع کے آخری حرف سے پیش [ـُ] کو چھین کر زبر [ـَ] لگا دیں) حروف **نَاصِبَةُ الْمَضَارِع** کہلاتے ہیں۔

مثال کے طور پر: **یَذْهَبُ** فعل مضارع حالت رفع میں ہے۔ [اَنْ] ایک ایسا حرف ہے جو فعل مضارع کو حالت رفع سے نکال کر حالت نصب میں لے جاتا ہے۔ اگر یَذْهَبُ سے پہلے اَنْ آجائے تو اَنْ **یَذْهَبَ** ہو جائے گا، [ب] پر پیش [ـُ] کی بجائے زبر [ـَ] آجائے گی اور اس طرح فعل مضارع حالت نصب میں چلا جائے گا۔

اسم کو حالت نصب میں لے جانے والے حروف اِنَّ وَاَخَوَاتُھَا (حروف مشبہ بالفعل میں سے) [اَنَّ] کا معنٰی ہے [کہ]۔ اَشْهَدُ اَنَّ [میں گواہی دیتا ہوں (کہ)]۔ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** [محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں]۔

اَنَّ کا معنٰی بھی (کہ) اور حروف ناصبۃ المضارع میں سے اس ایک حرف اَنْ کا معنٰی بھی (کہ) دونوں میں فرق یہ ہے کہ اَنَّ (کہ) کے معنٰی میں اسم سے پہلے استعمال ہوتا ہے اور اَنْ (کہ) کے معنٰی میں **فعل مضارع** سے پہلے استعمال ہوتا ہے۔

حروفِ نَاصِبَةُ الْمَضَارِع کی تعداد چھ (6) ہے۔

1. **اَنْ (کہ):۔ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ**.. اُمِرَ [اسے حکم دیا گیا] اور اُمِرْتُ [مجھے حکم دیا گیا ہے]۔ اَنْ [کہ] اَعْبُدَ اللّٰهَ [میں عبادت کروں اللہ کی]۔ اگر اَعْبُدَ سے پہلے اَنْ نہ ہوتا تو پھر اَعْبُدَ کی بجائے اَعْبُدُ ہوتا۔ اَعْبُدَ کی اصلی حالت آخر میں پیش [ـُ] کے ساتھ ہے۔

2. **لَنْ (ہرگز نہیں):۔** قرآن مجید کی ایک آیت میں ہے! **لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ** (البقرۃ:61/2)۔ [ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے، ایک ہی کھانے پر]۔ بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ ہم یہ مَنّ اور سَلْوٰی کھا کھا کے اکتا گئے ہیں ایک ہی کھانا، روزانہ کھا رہے ہیں، ہمیں تو وہی دالیں، لہسن اور پیاز چاہیے۔ فعل مضارع نَّصْبِرَ کے شروع میں نَاصِبَةُ الْمَضَارِع لَنْ آنے سے نَصْبِرُ (حالت رفع) کی بجائے نَصْبِرَ (حالت نصب میں استعمال ہو رہا ہے۔

3. **کَیْ (تاکہ):۔ ذَهَبْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ کَیْ اَعْبُدَ اللّٰهَ۔**

ذَهَبْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ [میں مسجد کی طرف گیا] یا اِلٰی کا ترجمہ کئے بغیر کہیں گے [میں مسجد گیا]۔ کَیْ اَعْبُدَ اللّٰهَ۔ **اَعْبُدُ** کی بجائے یہاں بھی کَیْ کی وجہ سے **اَعْبُدَ** استعمال ہو رہا ہے [تاکہ میں اللہ کی عبادت کروں]۔

4. **لِ** [لام کَیْ] **(تاکہ یا چاہیے کہ):۔** لِ اگر اسم سے پہلے آئے تو اس کا معنٰی (لئے) ہوتا ہے۔ جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ [اللہ کے لئے] اور اگر فعل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے آئے تو اس کے دو معنٰی ہوتے ہیں: [تا کہ] اور [چاہیے کہ]۔

وہ لِ جس کا معنٰی (تا کہ) ہوتا ہے یہ اگر کسی فعل مضارع سے پہلے آ جائے تو فعل مضارع کو حالت نصب میں لے جاتا ہے, اس کو لَامِ کَیْ کہتے ہیں۔ اس کی مثال ہے۔ دَخَلْتُ فِي الْمَسْجِدِ لِاَ عْبُدِ اللهَ ۔ دَخَلْتُ فِي الْمَسْجِدِ [میں مسجد میں داخل ہوا]۔ لِاَ عْبُدَ اللهَ [تا کہ میں اللہ کی عبادت کروں]۔

وہ لِ جس کا معنٰی (چاہیے کہ) ہوتا ہے اسے لَامِ اَمر کہتے ہیں۔ لَامِ اَمر کا ذکر حروف جَازِمَۃُ الْمُضَارِعِ میں آ رہا ہے۔

5 اِذَنْ (تب):۔ (اِذَنْ) [Then] کے معنٰی میں ہے۔

مثلاً: بیٹا آ کے کہتا ہے: اِجْتَهَدْتُ كَثِيْرًا هٰذِهِ الْمَرَّةَ ۔ اِجْتَهَدَ کا معنٰی ہے [اس نے محنت کی] اور اِجْتَهَدْتُ کا معنٰی [میں نے محنت کی] ہے۔ ایک بیٹا اپنے باپ سے کہتا ہے۔ اِجْتَهَدْتُ كَثِيْرًا میں نے بہت محنت کی ہے۔ هٰذِهِ الْمَرَّةَ [اس مرتبہ/اس دفعہ]۔ پچھلے سال کی طرح سارا دن کھیلتا نہیں رہا بلکہ اس دفعہ میں نے بہت محنت کی ہے تو والد جواب میں کہتے ہیں، اِذَنْ تَنْجَحَ [تب تو تُو کامیاب ہو جائے گا]۔ اگر واقعتاً سارا دن کھیلتے نہیں رہے، اور تم نے بہت محنت کی ہے اِذَنْ تَنْجَحَ [تو پھر تم کامیاب ہو جاؤ گے]۔ اصل لفظ تَنْجَحُ حالت رفع میں لیکن شروع میں اِذَنْ آ جانے کی وجہ سے حالت نصب میں چلا گیا اور اِذَنْ تَنْجَحَ استعمال ہو رہا ہے۔

6 حَتّٰی (یہاں تک کہ):۔ اس کی مثال ہے اِجْلِسْ هُنَا ۔ اِجْلِسْ فعل امر ہے [تو یہاں بیٹھ]۔ حَتّٰی اَرْجِعَ [یہاں تک کہ میں واپس آ جاؤں]۔ جب تک میں واپس نہ آ جاؤں تم نے یہاں سے نہیں اٹھنا ہے۔ حَتّٰی کے بغیر اَرْجِعُ استعمال ہوگا۔ اَرْجِعُ کی [ع] پر پیش [ـُ] ہوگی یعنی حالت رفع میں ہوگا۔ حَتّٰی کی وجہ سے اَرْجِعُ کی بجائے اَرْجِعَ استعمال ہو رہا ہے اور [ع] پر زبر [ـَ] آ گئی ہے اور یہ فعل مضارع حالت نصب میں چلا گیا۔

حروف جَازِمَۃُ الْمُضَارِعِ

تعریف: وہ حروف جو فعل مضارع کو حالت رفع سے نکال کر حالت جزم (سکون کی حالت) میں لے جائیں (آخری حرف سے پیش [ـُ] کو چھین کر جزم [ـْ] لگا دیں) حروف جَازِمَۃُ الْمُضَارِعِ کہلاتے ہیں۔

حروف جَازِمَۃُ الْمُضَارِعِ آٹھ 8 ہیں۔

نوٹ: لَمْ اور لَمَّا کے بارے میں ایک اہم نکتہ ہے کہ یہ دونوں حروف فعل مضارع سے پہلے آ کر فعل مضارع میں لفظی اور معنوی تبدیلی کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں (فعل مضارع کے لفظ کو بھی بدلتے ہیں اور اس کے معنیٰ کو بھی تبدیل کر ڈالتے ہیں)۔
لفظی تبدیلی یہ کرتے ہیں کہ فعل مضارع کے آخر میں پیش [ـُ] کی بجائے جزم [ـْ] لگا دیتے ہیں۔ اور معنیٰ میں یہ تبدیلی کرتے ہیں کہ یہ دونوں حروف فعل مضارع کے معنیٰ کو فعل ماضی کے معنیٰ میں لے جاتے ہیں۔

1 **لَمْ** (نہیں)۔ لَمْ اگر یَذْهَبُ سے پہلے آجائے تو لَمْ یَذْهَبُ کی بجائے لَمْ یَذْهَبْ پڑھیں گے۔ مضارع کی آخری حرکت با [ب] پر جزم [ـْ] آجائے گی۔

عَلِمَ، یَعْلَمُ ایک ماضی مضارع ہے۔ عَلِمَ [اس نے جانا] اور یَعْلَمُ [وہ جانتا ہے یا جانے گا]۔ یَعْلَمُ میں اگر واحد مذکر حاضر کا [تُو] معنیٰ پیدا کرنا ہو تو پھر تَعْلَمُ [تُو جانتا ہے یا جانے گا] کہتے ہیں۔ تَعْلَمُ سے پہلے اگر لَمْ آجائے تو اس سے **پہلی تبدیلی یا لفظی تبدیلی** یہ ہوگی کہ لَمْ تَعْلَمُ کی بجائے لَمْ تَعْلَمْ ہو جائے گا۔ میم [م] پر پیش [ـُ] کی بجائے جزم [ـْ] آجائے گی اور **فعل مضارع حالت جزم** میں چلا جائے گا ہے۔ **دوسری تبدیلی یا معنوی تبدیلی** یہ ہوگی ہے کہ اس فعل کا معنیٰ **ماضی منفی** میں چلا جائے گا [تو نے نہیں جانا]۔ ایک حرف [اَ] ہمزہ استفہامیہ (سوالیہ) ہے جس کا معنیٰ کیا ہوتا ہے۔ ہمزہ استفہامیہ [اَ] جب لفظ لَمْ سے پہلے لگا دیں تو **اَلَمْ تَعْلَمْ** بن جائے گا اور اس کا معنیٰ [**کیا تو نہیں جانتا؟ یا جانے گا؟**] نہیں بلکہ اس کی بجائے اس فعل مضارع کا فعل ماضی میں ترجمہ کریں گے۔ صحیح ترجمہ ہوگا [**کیا تو نے نہیں جانا؟ کیا تجھے معلوم نہیں ہوا؟**]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ! ہم نے اپنی اتنی قدرتوں کو، اتنی طاقتوں کو اتنے اختیارات کو بیان کیا ہے۔ ہم نے کائنات کی وسعتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور قرآن مجید کے ان الفاظ میں اللہ رب العزت نے پوچھا ہے!
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (البقرۃ:107/2) [کیا تمہیں پتہ نہیں چلا کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے]۔ بظاہر تو اس میں مخاطب نبی آخر الزماں ﷺ کو کیا جا رہا ہے لیکن اس سے ہر اس شخص کو جو قیامت کا انکار کرتا ہو سمجھانا مقصود ہے۔ اس آیت سے پچھلی آیات میں اللہ کے اختیارات کو، اس کی طاقتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ کہا جو ہستی پہلی دفعہ اس کائنات کو پیدا کر سکتی ہے اس کے لئے دوسری دفعہ اس کائنات کو پیدا کرنا کیا مشکل ہوگا۔ جب اتنا کچھ مان رہے ہو کہ اس کائنات کو پہلی دفعہ پیدا کرنے والا اللہ رب العزت ہے تو دوسری دفعہ پیدا کرنے میں کون سی رکاوٹ ہے جس کا تم انکار کر رہے ہو۔ کافر یہ تو مانتے تھے کہ اس کائنات کو پہلی دفعہ اللہ نے تخلیق کیا ہے لیکن اس کائنات کی دوبارہ تخلیق کو نہیں مانتے تھے۔ اس لئے فرمایا! جو پہلی دفعہ پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہوگا۔

2 **لَمَّا** [ابھی تک نہیں]۔ لَمَّا بھی فعل مضارع کو حالت جزم میں اور اس کے معنیٰ کو **ماضی منفی** میں لے جاتا ہے۔ جیسے۔ لَمَّا اَذْهَبْ اِلٰى اِسْلَام آباد [میں ابھی تک اسلام آباد نہیں گیا]۔

3 **لِ** (لام امر) [چاہیے کہ]۔ اگر لِ کے بعد آنے والے فعل مضارع کے آخر میں زبر [ـَ] ہو تو (لِ) کا معنیٰ [تاکہ] ہوگا۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا وہاں اس کا تعلق حرف ناصبة المضارع سے تھا۔ چونکہ اس لام لِ (تاکہ) کا معنیٰ اور ایک ناصبة المضارع لفظ کَیْ (تاکہ) کا معنیٰ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی ہے۔اسلئے یہ لِ لَامِ کَیْ بھی کہلاتا ہے۔

لیکن ہمارے مطالعے میں اس وقت جو لام[لِ] ہے وہ یہ تبدیلی لاتا ہے کہ اگر اس لام[لِ] کے بعد آنے والے فعل مضارع کے آخر میں جزم[ْ] ہو تو لام[لِ] کا معنٰی [چاہیے کہ] ہوگا۔ جیسے کہ لِیَجْلِسْ اس لفظ کا معنٰی [چاہیے کہ وہ بیٹھے] کریں گے۔ لِیَجْلِسْ [چاہیے کہ وہ بیٹھے]۔ کُلُّ طَالِبٍ [سب کے سب طالب علم] فِیْ هٰذِهِ الْغُرْفَةِ [اس کمرے میں]۔لِیَجْلِسْ کُلُّ طَالِبٍ فِیْ هٰذِهِ الْغُرْفَةِ [ہر طالب علم کو اس کمرے میں بیٹھنا چاہیے] کوئی اٹھ کر نہ جائے۔

4 **لَا** (لائے نہی) [نہ]:۔ لَا جو کسی کو کسی کام سے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے کو [لائے نہی] کہتے ہیں۔مثلاً: ایسا نہ کرو۔ یہاں نہ بیٹھو۔ شور نہ کرو، وغیرہ۔اللہ رب العزت نے فرمایا: لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ..(لقمان:13/31) [تو شرک نہ کر اللہ سے]۔یعنی کسی اور ہستی کو اس کی ذات ،صفات اور اس کے اختیارات میں شریک نہ کرو۔

آخری چار حروف جازمة المضارع [اِنْ مَنْ مَا اور اَیْنَمَا] **حروف شرط** بھی کہلاتے ہیں۔

5 **اِنْ** (حرف شرط) [اگر]:۔ اِنْ تَذْهَبْ اَذْهَبْ [اگر تو جائے گا تو میں جاؤں گا] یعنی یہ جانا مشروط ہو گیا۔(اِنْ) بھی فعل مضارع کے آخر سے پیش کو چھین کر جزم دے دیتا ہے۔فعل مضارع سادہ انداز اَذْهَبُ ، تَذْهَبُ میں استعمال ہوتا ہے۔لیکن اِنْ کی وجہ سے اِنْ تَذْهَبْ اَذْهَبْ استعمال ہوگا۔اس طرح یہ جملہ شرطیہ بن گیا اِنْ تَذْهَبْ اَذْهَبْ اس کا معنٰی ہے [اگر تُو جائے گا میں جاؤں گا]۔

6 **مَنْ** (حرف شرط) [جو]:۔ **مثلاً**: مَنْ یَجْتَهِدْ یَنْجَحْ [جو محنت کرے گا کامیاب ہوگا]۔یعنی کامیابی مشروط ہے محنت کے ساتھ۔اس میں یہاں (مَنْ) بطور حرف شرط ہے۔اور یَجْتَهِدْ اور اس کا جواب شرط یَنْجَحْ دونوں حالت جزم میں ہیں۔

7 **مَا** (حرف شرط) [جو]:۔ جیسے مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ [جو تُو کرے گا میں کروں گا]۔اس میں مَا تَفْعَلْ شرط ہے۔جس کا مضارع حالت جزم میں ہے۔اور اَفْعَلْ چونکہ جواب شرط ہے اس لئے یہ بھی حالت جزم میں آئے گا۔مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ [جو تُو کرے گا میں کروں گا] چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے ساتھ شرط لگا کر بیٹھ جاتا ہے کہ؛ تم خود تو سو رہے ہو مجھے کہتے ہو پڑھو{جو تُو کرے گا میں کروں گا]۔

8 **اَیْنَمَا** (حرف شرط) [جہاں کہیں]:۔ **مثلاً**:اَیْنَمَا تَذْهَبْ اَذْهَبْ [جہاں کہیں تو جائے گا میں جاؤں گا]۔جملے میں اَیْنَمَا بطور حرف شرط ہے۔

نوٹ: {اگر قرآن مجید پڑھتے پڑھتے ذہن میں کہیں یہ سوال پیدا ہو کہ یہ تو فعل مضارع ہے یہاں تو پیش[ُ] آنی چاہیے تھی یہاں جزم[ْ] کیوں ہے زبر[َ] کیوں نہیں؟ تو جہاں یہ سوال پیدا ہو وہاں یہ جواب بھی ذہن میں آ جانا چاہیے کہ یہاں فعل مضارع سے پہلے فلاں حرف **ناصبة المضارع** ہے جو فعل مضارع کے آخر سے پیش[ُ] کو چھین کر اس کی جگہ زبر[َ] دے رہا ہے۔اور یہاں فلاں حرف **جازمة المضارع** ہے جو فعل مضارع کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر سے پیش[ـُ] کو چھین کر اس کی جگہ جزم[ـْ] دے رہا ہے}۔

لِ (تاکہ) لام کَیْ اور لِ (چاہیے کہ) لَامِ اَمرْ میں استعمالی فرق

لام اَمر (لِ) اور لام کَیْ (لِ) میں فرق	مضارع	عوامل	معانی	خاصیات	جملہ	نتائج
	یَخْرُجُ	لام امر لِ	چاہیے کہ	جازمۃ المضارع	فَلْیَخْرُجْ کُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْغُرْفَةِ	لام اَمر ساکن ہوگیا اور مضارع حالت جزم میں ہوگیا
	اَسْجُدُ	لام کَی لِ	تاکہ	ناصبۃ المضارع	دَخَلْتُ فِي الْمَسْجِدِ لِاَرْكَعَ وَلِاَسْجُدَ اَمَامَ اللهِ۔	لام کَی ساکن نہیں ہوا اور مضارع حالت نصب میں ہوگیا

لِ کے بارے میں ایک وضاحت ۔لِ اگر کسی اسم سے پہلے ہو تو اس کا معنٰی [لئے] ہوتا ہے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں اسم اللہ سے پہلے لِ ہے[تمام تعریفیں اللہ کے لئے]۔اور اگر[لِ] کسی **فعل مضارع** سے پہلے آ رہا ہو تو وہ دو مختلف انداز اور دو مختلف معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔لِ کا ایک معنٰی [تاکہ] جبکہ دوسرا معنٰی [چاہیے کہ] ہے۔

یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہاں لِ کا معنٰی [چاہیے کہ] ہے یا [تاکہ] ہے۔ان دونوں کے استعمال میں بڑا موٹا اور واضح فرق ہے۔

(i) **لَامِ کَیْ**:۔ اگر لِ کے بعد آنے والے **فعل مضارع** کے آخر میں زبر[ـَ] ہو تو اس لِ کا معنٰی [تاکہ] ہوگا اور ایسے زیر والے لام لِ کو **لَامِ کَیْ** کہیں گے۔(کَیْ) کا معنٰی [تاکہ] ہے۔اور اس لِ کا معنٰی بھی [تاکہ] ہے۔

نوٹ: اگر اس زیر[ـِ] والے لام لِ سے پہلے کوئی اور لفظ یا حرف آ رہا ہو اور دونوں کو ملا کر اکٹھا پڑھنے کی کوشش کی جائے تب بھی یہ زیر[ـِ] والا لام [لِ] ہی رہے گا۔اس کی حرکت زیر[ـِ] قائم رہے گی۔لہٰذا اگر جملے میں زیر[ـِ] والا لام [لِ] زیر[ـِ] والا لام ہی رہے تو اس کا معنٰی [تاکہ] ہوتا ہے۔اور اس کو لام کَیْ کہتے ہیں۔

(ii) **لَامِ اَمرْ**:۔ اگر زیر والے لام[لِ] کے بعد آنے والے **فعل مضارع** کے آخر میں جزم[ـْ] ہو اس زیر والے لام[لِ]) کا معنٰی [چاہیے کہ] ہوگا۔ اور ایسے زیر[ـِ] والے لام[لِ] کو **لَامِ اَمرْ** کہیں گے۔اور یہ زیر[ـِ] والا لام[لِ] پیچھے(اپنے سے پہلے) کسی لفظ یا حرف سے مل کر جزم[ـْ] والے لام[لْ] میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کا معنٰی [چاہیے کہ] ہوتا ہے۔اس کو لام امر کہتے ہیں۔

مثال کے ساتھ بات واضح کرتے ہیں۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ O ..(التوبة:82/9)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلْیَضْحَکُوْا اس کے اجزا یہ ہیں{(ف+لِ[جو اس لفظ میں جزم[ْ] والے(لْ) میں بدلا ہوا ہے])+یَضْحَکُوْ۔ف[تو]+(لْ) [تا کہ / چاہیے کہ]+یَضْحَکُوْا [وہ ہنسیں]تو قاعدے کے مطابق اس کا معنٰی ہوگا[تو چاہیے کہ وہ ہنسیں]۔فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلًا [تو چاہیے کہ وہ ہنسیں کم]۔وَلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا۔یہاں بھی لِ جزم[ْ] والے لْ میں بدلا ہوا ہے۔ترجمہ ہوگا۔[اور چاہئے کہ وہ روئیں زیادہ]۔انہیں ہنسنا کم چاہیے اور رونا زیادہ چاہیے۔لیکن اگر یوں استعمال ہو فَلِیَضْحَکُوْا یعنی اگر اس میں زیر[ِ] والا لام لِ جزم والے لام لْ میں نہ بدلے ویسے کا ویسا ہی (زیر والا لِ) ہی رہے تو پھر اس کا معنٰی کریں گے[تا کہ] جو یہاں جملے کے مفہوم میں نامناسب / بے ربط ہے۔آگے آیت کا باقی حصہ ہے! جَزَآءً بِمَا کَانُوْ یَکْسِبُوْنَ.. [بدلے میں اس کے جو وہ کرتے ہیں]۔

ترجمہ: (جو ان کے کرتوت ہیں ان کرتوتوں پر) انہیں ہنسنا کم چاہیے اور رونا زیادہ چاہیے۔اس کے بدلے میں جو وہ کرتے ہیں۔

سوال : مندرجہ ذیل کی تصحیح کریں۔

1 **لَا اِجْلِسْ هُنَا**۔بظاہر یہ فعل نہی بنایا گیا ہے اور یہ کہنے کی کوشش کی گئی ہے کہ تو یہاں نہ بیٹھ،مگر یہ انداز غلط ہے۔کبھی بھی فعل امر سے پہلے لَا لگا کر فعل نہی نہیں بناتے۔ **مثلاً**: اِذْهَبْ[تُو جا]اور اگر کہنا ہو[تُو نہ جا]تو لَا اِذْهَبْ نہیں کہیں گے بلکہ مضارع سے پہلے لَا لگائیں گے اور لَا تَذْهَبْ کہیں گے۔اِجْلِسْ[تُو بیٹھ]اور اگر کہنا ہو[تُو نہ بیٹھ]تو لَا اِجْلِسْ نہیں کہیں گے۔فعل امر بھی فعل مضارع سے بنتا ہے اور فعل نہی بھی فعل مضارع سے بنتا ہے۔جیسے فعل امر تو اِجْلِسْ بن گیا ہے اور لَا اِجْلِسْ فعل نہی۔لیکن ایسا کرنا غلط ہے لَا اِجْلِسْ کی بجائے فعل نہی لَا تَجْلِسْ کہیں گے فعل نہی براہ راست فعل مضارع سے بنائیں اور تَجْلِسْ سے بنائیں۔**لَا تَجْلِسْ هُنَا** [تُو یہاں نہ بیٹھ] اب یہ صحیح ہے۔

2 **لِمَا ذَا لَمْ تَذْهَبُوْنَ اِلَى الْمَدْرَسَةِ الْيَوْمَ؟**

لَمْ ان چودہ (14) حروف میں شامل ہے جو نون[ن] کے دشمن ہیں۔جب فعل مضارع سے پہلے لَمْ آ جائے گا تو وہ حالت جزم میں چلا جائے گا تو پھر نون[ن] کا وجود آخر میں باقی نہیں رہے گا۔صحیح اس طرح کہیں گے:**لِمَا ذَا لَمْ تَذْهَبُوْا اِلَى الْمَدْرَسَةِ الْيَوْمَ** اور لَمْ فعل مضارع کو نفی (نہیں) کے ساتھ ساتھ فعل ماضی کے معنٰی میں بھی لے جاتا ہے لہذا معنٰی ہوگا[تم آج سکول کیوں نہیں گئے؟]

3 **لَا تُشْرِكِيْنَ بِاللّٰهِ**

یہ لَا روکنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے جسے لائے نہی کہتے ہیں۔یہاں کہنا مراد ہے کہ؛شرک نہ کرو اللہ کے ساتھ۔لائے نہی ان چودہ (14) حروف میں شامل ہے جو فعل مضارع کے نون (ن) کے دشمن ہیں۔لہذا لَا تُشْرِكِيْنَ کی بجائے **لَا تُشْرِكِيْ بِاللّٰهِ** رہ جائے گا[تو (واحد مؤنث) شرک نہ کر]۔اور اگر کسی مرد کو یہی کہنا ہو تو **لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ** کہیں گے۔جس نون[ن] سے پہلے نہ واؤ[و] ہو نہ الف[ا] ہو اور نہ ہی یاء[ی] ہو وہ نون[ن] نہیں گرتا۔تُشْرِكِيْنَ میں نون[ن] سے پہلے یاء[ی] ہے جو کہ حرف علت ہے اسلئے تُشْرِكِيْنَ کا نون[ن] گر گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❹ فَلِيَتَوَكَّلْ كُلُّ مُؤْمِنٍ عَلَى اللّٰهِ

یہاں شروع میں فَ کے بعد آنے والا لامِ لِ [چاہیے کہ] کا معنیٰ دے رہا ہے۔ اور اس کا اردو ترجمہ [تو چاہیے کہ توکل کرے ہر مومن اللہ پر] ہوگا۔ اور [چاہیے کہ] والا لِ پیچھے مل کر ساکن ہو جاتا ہے اور اس پر جزم [ـْ] آ جاتی ہے۔ چنانچہ فَلِيَتَوَكَّلْ کی بجائے صحیح لفظ فَلْيَتَوَكَّلْ ہوگا۔ فَلْيَتَوَكَّلْ كُلُّ مُؤْمِنٍ عَلَى اللّٰهِ [تو چاہیے کہ توکل کرے ہر مومن اللہ پر]۔

❺ اُدْخُلْ وَاِجْلِسْ عَلَى الْكُرْسِيِّ۔

یہاں اردو ترجمہ [داخل ہو جاؤ اور کرسی پر بیٹھ جاؤ/اندر آ جاؤ اور کرسی پر بیٹھ جاؤ]۔

اُدْخُلْ وَاِجْلِسْ۔ فعل امر کا ہمزہ پیچھے مل کر ساکت (Silent) ہو جاتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا۔ چنانچہ وَ اور اِجْلِسْ کو وَاِجْلِسْ کی بجائے ملا کے پڑھیں گیا وَاجْلِسْ۔ [اُدْخُلْ وَاجْلِسْ عَلَى الْكُرْسِيِّ]۔

❻ اِنْ تَسْتَغْفِرُ رَبَّكَ يَغْفِرُكَ۔

اِنْ تَسْتَغْفِرُ رَبَّكَ کا ترجمہ کریں گے [اگر تو مغفرت طلب کرے گا اپنے رب سے] اتنا جملہ شرط ہے (تو پھر کیا ہوگا) یہاں آگے جواب شرط ہے يَغْفِرُكَ [وہ بخش دے گا تمہیں]۔ جواب شرط بھی لازماً حالت جزم میں ہونا چاہیے۔ اسے صحیح کر کے پڑھیں گے اِنْ تَسْتَغْفِرْ رَبَّكَ يَغْفِرْكَ [اگر تو اپنے رب سے معافی طلب کرے گا تو وہ تجھے معاف کر دے گا] يَغْفِرُ کے بجائے حالت جزم میں جانے کی وجہ سے يَغْفِرْ پڑھیں گے۔ [ر] پر پیش [ـُ] کے بجائے جزم [ـْ] آ جائے گی۔

❼ اَيْنَما تَذْهَبِيْنَ اَذْهَبُ

اس فقرے میں دو غلطیاں ہیں۔ اَيْنَما تَذْهَبِيْنَ کہنے کی کوشش کی گئی ہے۔ [جہاں کہیں تُو جائے گی]۔ اَيْنَما چودہ (۱۴) حروف میں مل جائے گا۔ یہ چودہ حروف نون [ن] کے دشمن ہیں اور تَذْهَبِيْنَ میں نون [ن] سے پہلے یاء [ی] ہے جو کمزور حرف ہے۔ لہٰذا حرف شرط اَيْنَما کی وجہ سے فعل مضارع تَذْهَبِيْنَ کا نون [ن] گر جائے گا اور اَيْنَماتَذْهَبِيْنَ کی بجائے اَيْنَما تَذْهَبِي رہ جائے گا۔ شرط بھی حالتِ جزم میں اور جواب شرط بھی حالت جزم میں ہوتا ہے۔ اسلئے جواب شرط اَذْهَبُ کی بجائے اَذْهَبْ ہوگا۔ صحیح جملہ **اَيْنَما تَذْهَبِي اَذْهَبْ** ہوگا۔

❽ اِجْلِسْنَ هُنَا حَتّٰى يَرْجِعُ وَالِدُكُنَّ

ایسا زبر والا نون [نَ] جس سے پہلے نہ واؤ [و] ہو نہ الف [ا] ہو اور نہ ہی یاء [ی] ہو اس نون [ن] کو نون نِسْوَة کہتے ہیں۔ یہ نون [ن] دو سے زیادہ عورتوں کے لئے استعمال ہو رہا ہوتا ہے اور یہ کبھی نہیں گرتا۔ اِجْلِسْنَ فعل امر ہے پھر بھی نون [ن] باقی ہے۔ اِجْلِسْنَ هُنَا [تم سب (مؤنث) یہاں بیٹھو]، حَتّٰى يَرْجِعُ وَالِدُكُنَّ [یہاں تک کہ تمہارے والد واپس آ جائیں]۔ اس وقت تک کہیں نہ جاؤ، یہیں بیٹھی رہو۔ حَتّٰى حروف ناصبۃ المضارع ہے۔ يَرْجِعُ بے نون گروپ ہے اس لئے اس میں اعراب بالحرکت ہوگا۔ فعل مضارع يَرْجِعُ کے شروع میں حَتّٰى آنے کی وجہ نصب میں چلا گیا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَرْجِعُ کی آخری پیش[ـُ]کو زبر[ـَ]میں بدل دے گا۔حَتّٰی یَرْجِعَ وَالِدُکُنَّ۔

9 لِمَا ذَا لَا تُرِیْدِیْنَ اَنْ تَذْهَبِیْنَ اِلَی الْمَدْرَسَةِ۔

لِمَا ذَا لَا تُرِیْدِیْنَ [تو کیوں نہیں چاہتی ہے]۔آگے اَنْ حرف ناصبہ ہے اور اس کے بعد آنے والے فعل مضارع کے صیغے تَذْهَبِیْنَ کا نون[ن] گر جائے گا، حذف ہو جائے گا۔اس لئے اَنْ تَذْهَبِیْنَ کی بجائے یہاں صحیح اَنْ تَذْهَبِیْ [کہ تو سکول جائے] لفظ ہوگا۔لِمَا ذَا لَا تُرِیْدِیْنَ اَنْ تَذْهَبِیْ اِلَی الْمَدْرَسَةِ[تو سکول کیوں نہیں جانا چاہتی ہے]۔

10 اُدْخُلُوْا لِاَنْصُرَکُمْ۔

[تم اندر آجاؤ تاکہ میں تمہاری مدد کروں]۔اُدْخُلُوْا [تم داخل ہو جاؤ/تم اندر آجاؤ]۔لِ[تاکہ]۔اَنْصُرَ [میں مدد کروں]۔کُمْ[تمہاری]۔
اس فقرے میں غلطی یہ ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں۔

مشق

سوال: آیات کا ترجمہ کریں اور ان میں موجود حالت جزم اور حالت نصب میں جانے والے افعال کی نشاندہی کریں؟

1 یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا..(النساء:28/4)

یُرِیْدُ اللّٰهُ [اللہ چاہتا ہے]۔اَنْ[کہ]۔بَلَّغَ، یُبَلِّغُ اور سَبَّحَ، یُسَبِّحُ کی طرح خَفَّفَ، یُخَفِّفُ ماضی مضارع استعمال ہوتا ہے۔یہاں اس آیت میں یُخَفِّفَ کے آخر میں پیش[ـُ]نہیں بلکہ زبر[ـَ]ہے اور اس کی وجہ حرف ناصبۃ المضارع اَنْ کا یُخَفِّفَ سے پہلے آنا ہے۔اَنْ نے فعل مضارع یُخَفِّفُ کے آخر سے پیش[ـُ]کو چھین کر زبر[ـَ]لگادی ہے (فعل مضارع کو حالت رفع سے نکال کر حالت نصب میں لے گیا)۔خَفَّفَ، یُخَفِّفُ کا معنٰی ہے[تخفیف کرنا/بوجھ ہلکا کرنا/آسانی کرنا]۔یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ [اللہ چاہتا ہے کہ آسانی کرے تم سے/بوجھ ہلکا کرے تم سے]۔وضو نہیں کر سکتے تیمّم کر کے نماز پڑھ لو۔کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لو۔حالت سفر میں ہو تو قصر نماز ادا کر لو اور دونوں نمازیں جمع کر کے بھی ادا کر سکتے ہو۔اس لئے کہ اللہ کو پتہ ہے: وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا[کہ پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور]۔چنانچہ جو اعمال انسان کے بس میں نہیں ہوتے ان اعمال کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مکلّف نہیں کرتا۔تجوید کا قاعدہ ہے اَنْ کے بعد یـاء[ی] آرہی ہو تو پھر یـاء[ی] پر شد[ـّ]آجاتی ہے اور اَنْ کا نون[ن] خاموش ہو جاتا ہے۔اس لئے اَنْ یُخَفِّفَ کے بجائے اَنْ یُّخَفِّفَ پڑھیں گے۔

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ آسانی کرے تم سے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❷ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ (آل عمران:41/3)

سورۃ الکافرون کے آخر میں لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ لکھا ہوتا ہے اس میں لفظ دِیْنِ اصل میں لفظ دِیْنِیْ تھا۔ لفظ دِیْنِیْ کو مختصر کر کے دِیْنِ پڑھتے ہیں۔ وَلِیَ دِیْنِ [اور میرے لئے میرا دین ہے]۔ دِیْنِیْ کے آخر سے [ی] کو گرا دیا گیا۔ لکھنے کا یہ طریقہ عربی زبان میں عام رائج ہے۔ اسی طرح رَبِّ اصل میں رَبِّیْ تھا۔ اِجْعَلْ فعل امر ہے اور اس فعل کا مادہ (ج ع ل) ہے، اس کا تعلق باب (ف) سے ہے اور اس کا ماضی مضارع جَعَلَ یَجْعَلُ ہے۔ یَجْعَلُ سے فعل امر اِجْعَلْ بن گیا۔ ان دونوں لفظوں کو ملا کر اس طرح رَبِّ اجْعَلْ [اے میرے رب تُو بنا دے] پڑھیں گے۔ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً [میرے رب تُو میرے لئے کوئی نشانی بنا دے (مقرر کر دے)]۔ جناب زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں اولاد کی بشارت دی۔ جناب زکریا علیہ السلام کہنے لگے اے میرے اللہ اس عمر میں میرے ہاں بیٹے کی ولادت ہوگی! اس بڑھاپے میں مجھ پر تیرا یہ بڑا کرم ہوگا! لیکن میں اپنی قوم کو تیرے اس انعام کا کیسے ذکر کروں۔ تو میری اس مشکل کے حل کے لئے اے میرے رب! مقرر کر دے میرے لئے اٰیَةً کوئی نشانی]۔ دعا قبول فرماتے ہوئے قَالَ [اس نے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا]۔ اٰیَتُکَ [تمہارے لئے نشانی یہ ہے]۔ اَلَّا کا تجزیہ ہے (اَنْ [کہ] + لَا [نہیں])۔ اَنْ اور + لَا کو عربی میں ملا کر اَلَّا پڑھا جاتا ہے۔ اَلَّا تُکَلِّمَ [تم بات نہیں کر سکو گے]۔ النَّاسَ [لوگوں سے]۔ کَلَامٌ [گفتگو]۔ تُکَلِّمُ کی بجائے [اَنْ] کی وجہ سے تُکَلِّمَ استعمال ہو رہا ہے۔ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ [تین دن]۔ اِلَّا رَمْزًا [مگر اشارے سے]۔ رَمْزًا اردو زبان میں بھی لفظ رمز استعمال ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں فلاں کی رمزیں فلاں ہی جانے۔ یہ نشانی کیوں مقرر کی گئی؟ اس نشانی کے مقرر کرنے میں کیا حکمت تھی؟ مفسرین کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ کسی کو کوئی قوت دے دینا یا کسی سے کوئی قوت سلب کر لینا یہ اللہ کا اختیار ہے۔ اسی طرح ایک قوت جو زکریا علیہ السلام میں نہیں تھی یعنی بڑھاپے کی وجہ سے ان میں معدوم ہو چکی تھی وہ عطا کر دی۔ اور قوت گویائی (بات کرنے کی قوت) جو اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلے سے عطا کی ہوئی تھی وہ اب سلب کر لی۔

ترجمہ: اس نے (زکریّا نے) کہا اے میرے رب! تُو بنا دے میرے لئے کوئی نشانی (اللہ نے) فرمایا! تمہاری نشانی یہ ہے کہ تُو نہ بات کر سکے گا لوگوں سے تین دن مگر اشاروں میں۔

❸ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْکُمْ ؕ (آل عمران:142/3)

اَمْ حَسِبْتُمْ [کیا تم نے گمان کر لیا (سمجھ لیا) ہے] کیا تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہو۔ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ [کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں]۔ تَدْخُلُوْا اصل میں تَدْخُلُوْنَ تھا لیکن شروع میں اَنْ آنے کی وجہ سے تَدْخُلُوْنَ حالت نصب میں چلا گیا اس وجہ سے اس کا [نَ] آخر سے حذف ہو گیا باقی تَدْخُلُوْا رہ گیا۔ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ [کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں]۔ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ [اور ابھی تک نہیں جانا اللہ نے/ابھی تک نہیں جانچا (پرکھا) اللہ نے]۔ یہ یَعْلَمِ اللّٰهُ اصل میں یَعْلَمُ اَللّٰهُ تھا لیکن لَمَّا کی وجہ سے حالت جزم میں آ جانے سے فعلِ مضارع یَعْلَمُ سے یَعْلَمْ ہو گیا۔ یَعْلَمْ کو جب لفظ اَللّٰهُ کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں تو یَعْلَمْ کی میم [مْ] کی جزم [ـْ] کو حذف کر کے میم [م] کے نیچے زیر [مِ] دے دیتے ہیں تا کہ یَعْلَمِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی میم [م] کو آگے ملا کر پڑھا جائے۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ [اور ابھی تک نہیں جانا اللہ نے یعنی ابھی تک نہیں جانچا (پرکھا) اللہ نے]۔ اَلَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ [ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے]۔ تم کیا سمجھتے ہو اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو کسی کمرے میں بند کر کے نجات حاصل کر لو گے۔ اللہ کے دین کی بالادستی کے لئے تمہیں باہر نکلنا پڑے گا۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ غلط فہمی ہے کہ اس طرح سے جنت حاصل ہو جائے گی۔ تو وہ یہ غلط فہمی اپنے ذہن سے نکال دے۔ اللہ کے دین کی بالادستی کے لئے باہر نکل کر جدوجہد کرنا ہوگی۔ ہمارے ہاں اولیاء اللہ اور مقربین کے بارے میں عجیب تصور ہے۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو کسی کمرے میں بند کر کے بٹھا لیا ہو یا صحراؤں میں نکل گئے ہوں اور اللہ کے دین کی بالادستی کے لئے انہوں نے کچھ نہ کیا ہو انہیں ہم اولیاء اللہ سمجھتے ہیں۔ یہ بات حق نہیں ہے بلکہ جو لوگ باہر نکلیں اور اللہ کے دین کی بالادستی کے لئے جدوجہد کریں وہ صحیح معنوں میں اولیاء اللہ ہیں۔

ترجمہ: کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تک نہیں جانا (پرکھا) اللہ نے تم میں سے ان کو جنہوں نے جہاد کیا۔

4 اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:48/3)

اِنَّ اللّٰهَ [یقیناً اللہ تعالیٰ]۔ لَا يَغْفِرُ [نہیں بخشا]۔ اَنْ [کہ]۔ يُشْرَكَ [شرک کیا جائے]۔ يُشْرَكُ مضارع مجہول ہے آخری کلمہ کاف [ک] پر پیش [ُ] ہے۔ لیکن (اَنْ) کی وجہ سے آخر میں پیش [ُ] کی جگہ زبر [َ] آئی تو يُشْرَكَ بن گیا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ [اور وہ بخش دیتا ہے جو اس کے علاوہ ہو]۔ یعنی جو گناہ شرک کے علاوہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ لِمَنْ يَّشَآءُ [جس کے لئے وہ چاہتا ہے]۔ {جس کے وہ چاہتا ہے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے} لیکن شرک ایک ناقابل معافی جرم ہے جس کی کوئی معافی نہیں ہو سکتی۔

ترجمہ: یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا اس کے ساتھ کہ شرک کیا جائے اور وہ بخش دے گا اس کے علاوہ (باقی گناہ) جس کے لئے چاہے گا۔

5 قُلْ هُوَالْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ (الانعام:65/6)

قُلْ هُوَالْقَادِرُ [(اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے! وہ (اللہ) قدرت رکھنے والا ہے]۔ عَلٰٓى اَنْ [اس بات پر کہ]۔ يَبْعَثَ [وہ بھیجے]۔ (يَبْعَثَ اصل میں يَبْعَثُ تھا اَنْ کی وجہ سے [ث] پر پیش [ُ] زبر [َ] میں تبدیل ہوگئی)۔ عَلَيْكُمْ [تم پر]۔ عَذَابًا [عذاب]۔ مِنْ فَوْقِكُمْ [تمہارے اوپر]۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ [یا تمہاری ٹانگوں یعنی تمہارے پاؤں کے نیچے سے]۔ وہ چاہے تو زلزلہ آئے اور تمہیں زمین میں دھنسا دے۔ وہ چاہے تو آسمان سے پتھروں کی بارش کر کے تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ اس لئے اللہ کے مقابلے پر جرأت مند اور دلیر نہ ہوا کرو۔ اگر وہ تمہیں مہلت دے رہا ہے تو اس مہلت سے فائدہ اٹھاؤ اور راہ راست پر آ جاؤ۔

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ وہ (اللہ) ہی قدرت رکھتا ہے کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔

6 قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْىَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا (الاعراف:33/7)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُل [(اے محمدﷺ) آپ کہہ دیجئے!]۔اِنَّمَا [بس]۔حَرَّمَ [حرام قرار دے دیا ہے]۔رَبِّیَ [میرے رب نے]۔اَلْفَوَاحِشَ [بے حیائی کے کاموں کو]۔مَا ظَهَرَ مِنهَا [جو ظاہر ہوان میں سے]۔وَمَا بَطَنَ [اور جو پوشیدہ ہو]۔کھلے میدان میں بھی حرام اور چار دیواریوں میں بند ہو کر بھی حرام۔اور کس کو حرام قرار دیا ہے؟وَالْاِثْمَ [اور گناہ کرنے کو]۔مفسرین کہتے ہیں۔اِثْمٌ اس گناہ کو کہتے ہیں جس کا تعلق حقوق العباد سے ہو۔چنانچہ ترجمہ کریں گے وَالْاِثْمَ [اور حق تلفی کرنے کو]۔کسی کا حق مارنے کو رکسی کا حق دبانے کو کہتے ہیں۔وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ [اور ناحق کسی پر زیادتی کرنے کو]۔کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے پر زیادتی کرے،کسی سے کسی کا مال چھینے کسی کی جان کو تکلیف پہنچائے،اس کو بھی حرام قرار دیا ہے۔اور کس کو حرام قرار دیا ہے؟ وَاَنْ تُشْرِکُوْا ۔اصل میں تُشْرِکُوْنَ تھا۔اس سے پہلے یعنی ماقبل اَنْ آ گیا تو اَنْ کے ذریعے حالت نصب میں جانے کی وجہ سے مضارع کا نون اعرابی گر گیا اور باقی وَاَنْ تُشْرِکُوْا [اور یہ کہ تم شریک کرو] رہ گیا۔بِاللّٰهِ [اللہ کے ساتھ]۔مَا [اس کو/جو]۔لَمْ یُنَزِّلْ اصلی حالت میں اس کے [ل] پر پیش [ـُ] تھی (اس کا ماضی مضارع نَزَّلَ، یُنَزِّلُ ہے)۔لَمْ نے مضارع یُنَزِّلُ کو حالت جزم دی لام [لُ] کا پیش جزم [لْ] میں تبدیل ہو گیا اور وہ لَمْ یُنَزِّلْ بن گیا اور اس کے معانی ماضی منفی میں چلے گئے۔مَالَمْ یُنَزِّلْ [اس کو کہ (جس کی نہیں نازل کی اس نے)]۔سُلْطَانًا [کوئی دلیل]۔سُلْطَانًا کا معنٰی زور رسلطنت رقوت ہوتا ہے۔انسان کی بات دلیل سے وزنی ہوتی ہے۔اس لئے دلیل کو بھی سُلْطَانٌ کہا جاتا ہے جس سے بات میں زور پیدا ہو جاتا ہے۔فرمایا!اور اس بات کو اس نے حرام قرار دیا کہ تم شریک کرو اللہ کے ساتھ اس کو جس کے لئے کوئی دلیل اس (اللہ) نے نہیں اتاری۔اللہ رب العزت نے کسی ہستی کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا،اس طرح کی نشاندہی نہیں کی کہ فلاں جگہ جو ہستی رہتی ہے اس کے پاس فلاں اختیارات ہیں اس کو میں نے فلاں اختیار دے رکھا ہے،اس کی سفارش میں کبھی بھی رد نہیں کرتا۔

ترجمہ: کہہ دیجئے بس/یقیناً حرام قرار دیا ہے میرے رب نے بے حیائی کو جو ظاہر ہے اس میں سے اور جو چھپا ہوا ہے،اور گناہ کو (حق تلفی کرنے کو) اور ناحق زیادتی کرنے کو اور یہ کہ تم شریک ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اس کو جس کی نہیں اتاری اس نے کوئی دلیل۔

7 قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (البقرة:67/2)

قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ [موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا]۔اِنَّ اللّٰهَ [یقیناً اللہ]۔یَاْمُرُکُمْ [حکم دیتا ہے تمہیں]۔اَنْ تَذْبَحُوْا [کہ تم ذبح کرو]۔مضارع تَذْبَحُوْنَ سے پہلے ناصبہ المضارع اَنْ آ گیا اس طرح حالت نصب میں جانے کی وجہ سے تَذْبَحُوْنَ کا [ن] اعرابی گر گیا۔بَقَرَةً [ایک گائے]۔(اسم نکرہ)

ترجمہ: کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہ اللہ حکم دیتا ہے تمہیں کہ تم ذبح کرو ایک گائے۔

8 عَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ (سورة البقرة:216/2)

عَسٰی [قریب ہے (عین ممکن ہے)]۔اَنْ تَکْرَهُوْا [کہ تم ناپسند کرو]۔فعل مضارع تَکْرَهُوْنَ سے پہلے اَنْ آ جانے کی وجہ سے تَکْرَهُوْنَ کا [ن] اعرابی گر گیا۔شَیْئًا [کسی چیز کو]۔وَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ [جبکہ وہ بہتر ہو تمہارے لئے]۔خواہ مخواہ تقدیر کے خلاف شکوہ شکایت اپنی زبان پر نہ لے آیا کرو،عین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہے جس چیز کو تم ناپسند کر رہے ہو اسی میں تمہارے لئے کوئی خیر کا پہلو چھپا ہوا ہو۔

ترجمہ: عین ممکن ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور اس میں تمہارے لئے کوئی خیر (کا پہلو چھپا ہوا) ہو۔

ایک واقعہ!

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے وزیر کو ہر بات پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کی عادت تھی۔ ایک دن بادشاہ کی انگلی کٹ گئی، وزیر پاس بیٹھا تھا۔ یہ دیکھ کر وزیر نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ دیا۔ یہ سن کر بادشاہ کو اپنے وزیر پر غصہ آ گیا اور اس وزیر کو جیل میں ڈال دیا۔ اس نے اپنے جیل جانے پر بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا۔ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ شکار کے لئے نکل پڑا۔ جیسے کہ بادشاہ حضرات اکثر یہ شغل فرماتے رہتے ہیں۔ بادشاہ قافلے سے بچھڑ گیا اور کسی آدم خور قبیلے کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس قبیلے کی اپنی روایات تھیں انہوں نے دیکھا کہ اس کی انگلی کٹی ہوئی ہے، اس کی تو قربانی نہیں ہو سکتی اسلئے انہوں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ وہ راستہ تلاش کرتا ہوا اپنے ملک واپس پہنچ گیا۔ آتے ہی حکم صادر کیا کہ وزیر کو رہا کر دیا جائے۔ پھر وہ وزیر سے پوچھنے لگا کہ میری انگلی کٹ جانے پر تم نے جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تھا اس کی تو مجھے سمجھ آ گئی ہے لیکن تمہارے اپنے جیل جانے پر جو تم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تھا اس کی سمجھ نہیں آئی۔ وزیر نے جواب میں کہا۔ بادشاہ سلامت اگر میں جیل میں نہ ہوتا تو آپ کے ساتھ شکار میں ہوتا اور انگلی آپ کی کٹی ہوئی تھی میری تو نہیں۔

9 اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

(الحج:22/74-73)

اِنَّ الَّذِيْنَ [بے شک وہ / یقیناً وہ لوگ]۔ تَدْعُوْنَ [جن کو تم پکارتے ہو]۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [اللہ کے علاوہ]۔ یہاں اللہ رب العزت نے اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ نہیں کہا کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو، اس لئے کہ مصیبت اور مشکل کے وقت اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا ہی تو شرک ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ [پکارنا / دعا کرنا تو عبادت کا مغز ہے]۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [یقیناً وہ لوگ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے علاوہ]۔ لَنْ يَّخْلُقُوْا [ہرگز نہیں پیدا کر سکیں گے]۔ يَخْلُقُوْنَ کے شروع میں ناصبۃ المضارع لَنْ آنے کی وجہ سے / حالت نصب میں چلے جانے کی وجہ سے نون اعرابی [ن] گر گیا اور [ن] کی جگہ الف [ا] آ گیا اور يَخْلُقُوْا بن گیا۔ ذُبَابًا [ایک مکھی]۔ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ (وَ [اور]۔ لَوْ [اگر]۔ اِجْتَمَعُوْا [وہ سب اکٹھے ہو جائیں])۔ لَوْ کو جب اِجْتَمَعُوْا سے ملا کر پڑھیں گے تو لَوْ کے واؤ [و] کے نیچے زیر [ـِ] لگا دیں گے اور اِجْتَمَعُوْا کے الف [ا] کی حرکت زیر [ـِ] گرا دیں گے اور پھر لَوِ کے واؤ [و] کو اور اِجْتَمَعُوْا کے جیم [ج] کو ملا کر وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ پڑھیں گے۔ یعنی [و] اور [ج] کے درمیان والا فعل امر کا ہمزہ [أ] پڑھا نہیں جائے گا۔ [اور اگر چہ وہ سب اکٹھے ہو جائیں اس کے لئے / اس مقصد کے لئے یعنی ایک مکھی کو بنانے کے لئے]۔ (س ل ب) کے مادے سے باب [ن] میں ماضی مضارع سَلَبَ، يَسْلُبُ بنتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں فلاں سے اختیارات سلب کر لئے گئے / چھین لئے گئے۔ يَّسْلُبْهُمُ (يَسْلُبْ + هُمْ اصل میں يَسْلُبُ + هُمْ تھا۔ جازمۃ المضارع اِنْ جو حرف شرط ہے کی وجہ سے يَسْلُبُ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں بُ پر جزم [ۡ] آ گئی اور وَاِنْ یَّسْلُبْ +هُمُ کی بجائے وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ استعمال ہوا[اور اگر چھین لے ان سے مکھی / سلب کر لے ان سے مکھی]۔ شَیْئًا [کوئی چیز]۔ لَا یَسْتَنْقِذُوْا [نہیں وہ چھڑا سکتے ہیں]۔ ہٗ[اس کو(اس ذرے کو)]۔ مِنْهُ[اس سے(اس مکھی سے)] وہ نہیں چھڑا سکتے اس کو اس مکھی سے۔کیا ثابت ہوا؟ ضَعُفَ الطَّالِبُ[کمزور واقع ہوا طلب کرنے والا / مانگنے والا]۔ وَالْمَطْلُوْبُ[اور جس سے مانگا جارہا ہے]۔ مانگنے والا تو کمزور ہے ہی کمزور نہ ہوتا تو مانگنے کیوں جاتا۔ اور حالت یہ ہے کہ جس غیر اللہ سے وہ مانگ رہا ہے وہ اس سے بھی زیادہ کمزور اور اس سے بھی زیادہ بے بس ہے۔ آگے فرمایا! ایسا کرنے والوں نے: مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ [نہیں قدر کی انہوں نے اللہ کی جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق ہے]۔ اِنَّ اللّٰـهَ لَقَوِیٌّ [یقیناً یقیناً اللہ قوت والا ہے / طاقت والا ہے]۔ عَزِیْزٌ[بالا دست ہے / بالاترین ہستی ہے]۔ جب وہ (اللہ) کسی کام کا ارادہ کرے تو صرف وہی ایک ہستی ہے جس کے ارادوں میں کوئی قوت حائل نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جس طرح کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے ورنہ اس کے در کو چھوڑ کر اوروں کے درباروں کی خاک چھاننے نہ جاتے۔ یقیناً یقیناً اللہ قوت والا غلبے والا ہے اور یہ اختیار صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔

ترجمہ: یقیناً جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے علاوہ ہرگز پیدا نہیں کرسکیں گے ایک مکھی اگر چہ وہ سب اکٹھے ہو جائیں اس کام کے لئے۔ اور اگر چھین لے ان سے مکھی کوئی چیز، نہیں چھڑا سکیں گے اس کو اس سے، کمزور واقع ہوا طلب کرنے والا اور جس سے طلب کیا جارہا ہے، نہیں قدر کی انہوں نے اللہ کی جس طرح کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے، یقیناً یقیناً اللہ قوت والا بالا دست ہے۔

10 اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (بنی اسرائیل:37/17)

اللہ کے برگزیدہ بندے لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا بیٹا اکڑ کر نہ چلو، زور زور سے، تکبر سے زمین پر پاؤں مار کر نہ چلو، جتنے مرضی زور سے زمین پر پاؤں مار کر چل لو زمین میں سوراخ تو کر نہیں سکو گے۔ جتنی مرضی گردن اکڑا لو، پہاڑوں کی بلندی تک تو نہیں پہنچ سکو گے۔ (خ ر ق) کے مادے سے باب (ض) سے ماضی مضارع خَرَقَ، یَخْرِقُ [پھاڑنا / سوراخ کرنا] ہے۔ اس سے فعل مضارع صیغہ واحد مذکر حاضر تَخْرِقُ بنا۔ ناصبة المضارع لَنْ کے شروع میں آنے سے مضارع تَخْرِقُ حالت نصب میں چلا گیا اور تَخْرِقَ ہوگیا۔ لَنْ تَخْرِقَ[یقیناً تو ہرگز نہیں پھاڑ سکے گا]۔ اَلْاَرْضَ[زمین کو]۔ وَلَنْ تَبْلُغَ [اور تو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا]۔ الْجِبَالَ[پہاڑوں کو]۔ طُوْلًا[بلندی کے لحاظ سے]۔ پھر زور سے پاؤں مار کر چلنے اور گردن اکڑا کر چلنے کی کیا ضرورت ہے؟

ترجمہ: یقیناً تو ہرگز نہیں پھاڑ سکے گا زمین کو اور ہرگز نہیں پہنچ سکے گا پہاڑوں کی بلندی کو۔

11 لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (الممتحنة:3/60)

نَفَعَ، یَنْفَعُ [نفع دینا]۔ واحد مذکر غائب یَنْفَعُ سے واحد مذکر حاضر یا واحد مونث غائب تَنْفَعُ ہوتا ہے۔ اس آیت میں تَنْفَعَ استعمال ہو رہا ہے اس لیے کہ اس سے پہلے حالت نصب میں لے جانے والا ایک حرف لَنْ موجود ہے۔ لَنْ + تَنْفَعُ ([ع] پر پیش [ُ] کی بجائے لَنْ تَنْفَعَ [ع] پر زبر [َ] لکھا اور پڑھا جائے گا)۔ یہاں تَنْفَعَ کی (ت) تُو (you) کا معنیٰ نہیں دے رہی بلکہ مؤنث کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ یہاں لَنْ یَّنْفَعَکُمْ مذکر کے صیغہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے لَنْ تَنفَعَكُمْ مؤنث کے صیغے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔اس لئے کہ آگے فاعل کے طور پر لفظ اَرْحَامُ جو آ رہا ہے وہ رِحْمٌ کی جمع مکسر ہے۔

نوٹ: فاعل جمع مکسر کے لئے فعل مذکر بھی استعمال ہو سکتا ہے اور مؤنث بھی۔ یہاں فعل مونث لَنْ تَنفَعَكُمْ استعمال کیا گیا۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ [ہرگز نہیں نفع دیں گے تمہیں]۔اَرْحَامُكُمْ [تمہارے قریب ترین رشتہ دار]۔(جن کا ایک ہی رحمِ مادر سے تعلق ہو، سگے بہن بھائی بھی)۔

وَلَا اَوْلَادُكُمْ [اور نہ تمہاری اولاد]۔کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔يَوْمَ الْقِيَامَةِ [قیامت کے دن]۔

ترجمہ: تمہیں تمہارے قریب ترین رشتہ دار اور تمہاری اولاد قیامت کے دن ہرگز نفع نہیں دیں گے۔

12 هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ..(التوبۃ:33/9)

هُوَ الَّذِیْ [وہی (اللہ) ہے جس نے]۔اَرْسَلَ [بھیجا]۔رَسُوْلَهٗ [اپنے رسول کو]۔بِالْهُدٰی [ہدایت کے ساتھ]۔یعنی ان رہنما اصولوں اور ضابطوں کے ساتھ جن کی روشنی میں انسان منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔وَدِیْنِ الْحَقِّ [اور دینِ حق کے ساتھ]۔اس دین کے ساتھ جو آج سچ کا رحق کا معیار اور کسوٹی ہے۔کس لئے؟ لِیُظْهِرَهٗ اس لفظ کا تجزیہ ہے (لِ+ یُظْهِرَ +هٗ)۔ یُظْهِرَ (ظ ہ ر) مادے کو باب افعال سے گزارا تو ماضی، مضارع اَظْهَرَ، یُظْهِرُ بن گیا۔لِ کے بعد آنے والے فعل مضارع کے صیغے کے آخر میں اگر زبر ہو تو [لِ] کا معنٰی (تا کہ) ہوتا ہے۔جیسے یہاں لِیُظْهِرَ میں ہے۔

{ فعل مضارع کے معنٰی میں (تا کہ) کا مفہوم پیدا کرنے والے لِ کو لَامِ كَیْ کہتے ہیں۔اور اگر لِ کے بعد آنے والے فعل مضارع کے صیغے کے آخر میں جزم [ـْ] ہو تو لِ کا معنٰی (چاہیے کہ) ہوتا ہے۔فعل مضارع کے اندر (چاہیے کہ) کا معنٰی پیدا کرنے والا لِ لَامِ اَمْرٍ کہلاتا ہے}۔

یہاں معنٰی (تا کہ) کریں گے کیونکہ اس لِ کی وجہ سے فعل مضارع یُظْهِرُ کی [ر] پر سے پیش [ـُ] ہٹ کر زبر [ـَ] آ گئی ہے اور یہ لِیُظْهِرَ بن کر حالت نصب میں چلا گیا ہے لہٰذا یہ لِ لَامِ كَیْ ہے۔لِیُظْهِرَ [تا کہ وہ غالب کر دے]۔هٗ [اس کو]۔عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ [ہر ایک دین پر]۔

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں لکھا ہے ؎

ملاں کو گر ہند میں ہے اذاں کی اجازت ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

کسی جگہ پر دو سجدوں کی اجازت ہو تو دین کو آزاد نہ سمجھا جائے۔ جب تک دین کو بالادستی نہ ملے اور جب تک باقی سب پرچم سرنگوں نہ ہو جائیں اور دین اسلام کا پرچم سر بلند نہ ہو جائے اس وقت تک دین کو آزاد نہ سمجھا جائے۔ یہ ہے مقصد دینِ حق دے کر اپنے پیغمبر کو مبعوث کرنے کا کہ وہ غالب کر دے اس دین کو ہر ایک دین پر، ہر ازم پر، ہر فلسفے پر اور ہر دوسرے نظام پر۔

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ تا کہ وہ غالب کرے اس (دین) کو ہر ایک دین پر۔

13 هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖٓ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (الحدید:9/57)

هُوَ الَّذِیْ [(وہی (اللہ) ہی ہے جو]۔یُنَزِّلُ [نازل کرتا ہے/اتارتا ہے]۔عَلٰی عَبْدِهٖ [اپنے بندے پر]۔اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ [واضح آیات/ واضح احکامات/دوٹوک ضابطے]۔قرآن مجید دوٹوک انداز سے بیان کر دیتا ہے تا کہ اس میں کوئی ابہام نہ رہے کہ یہ راستہ جنت کا ہے اور وہ راستہ جہنم کا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ ۔لِيُخْرِجَكُمْ ایک لفظ نہیں ہے اس کے تین اجزاء ہیں(لِ+يُخْرِجَ+كُمْ) ہیں۔(لِ[تاکہ]+ يُخْرِجَ [وہ نکالے]+كُمْ [تمہیں])۔فعل مضارع يُخْرِجُ کے آخر میں پیش[ُ] ہوتی ہے۔لیکن یہاں لِيُخْرِجُكُمْ کی بجائے لِيُخْرِجَكُمْ آرہا ہے۔جی م (ج) پر پیش[ُ] کی بجائے زبر[َ] ہے اسلئے کہ اس سے پہلے لِ آرہا ہے جو لَامِ كَيْ ہے اور لَامِ كَيْ جس کا معنیٰ (تاکہ) ہوتا ہے وہ فعل مضارع کے آخر سے پیش[ُ] کو چھین کو زبر[َ] لگا دیتا ہے۔لِيُخْرِجَكُمْ [تاکہ وہ نکالے تمہیں]۔مِنَ الظُّلُمَاتِ [تاریکیوں سے]۔ اِلَى النُّوْرِ [روشنی کی طرف]۔

ترجمہ: وہی تو ہے جو نازل فرمارہا ہے اپنے بندے پر،صاف اور واضح آیات تاکہ نکال لائے تمہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف۔

14 لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ (المائدہ:28/5)

بظاہر یہ آیت مشکل نظر آتی ہے لیکن ایک ایک لفظ کا الگ الگ ترجمہ کرتے ہیں پھر ان شاءاللہ العزیز کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔لَـئِـنْ (لِ + اِنْ) لِ[یقیناً]۔اِنْ[اگر]۔لَـئِـنْ[یقینا اگر]۔بَسَطَ[اس نے بڑھایا]۔اور بَسَـطْـتَّ[تونے بڑھایا]۔ہابیل نے قابیل سے کہا تھا مجھے تمہارے ارادے اچھے دکھائی نہیں دے رہے۔تمہاری نیت ٹھیک نہیں ہے،اگر تم نے دست درازی کی،اگر تم نے مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو آگے میرا رویہ کیا ہوگا؟میں اپنا فیصلہ بھی تمہیں سنا دینا چاہتا ہوں یقیناً اگر تو نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا:لِتَقْتُلَنِيْ اس لفظ کا تجزیہ(لِ +تَقْتُلَ+نِيْ) ہیں۔لِ [تاکہ]۔ تَقْتُلَ[تو قتل کرے]نِيْ[مجھے] ۔واحد مذکر غائب کے صیغے میں يَقْتُلُ سے واحد مذکر حاضر کا صیغہ تَقْتُلُ ہونا چاہیے تھا۔لیکن یہ تَقْتُلَ ہو گیا اور آخر میں زبر[َ] آگئی کیونکہ اس سے پہلے لِ جو لام كَـيْ (تاکہ) کے معنٰی میں آرہا ہے اور یہ فعل مضارع کو حالت نصب میں لے جاتا ہے۔ اب ترجمہ کیجئے۔لِتَقْتُلَنِيْ [تاکہ تو قتل کرے مجھے]۔مَآاَنَا بِبَاسِطٍ[مَا] کے بعد آگے چل کر[بِ] کی Preposition آرہی ہو(جو بطور توضیح ہوگی) یعنی مَا کے بعد اس کی خبر پر بِ حرف جر آرہا ہو تو وہاں ہمیشہ مَا کا معنٰی (نہیں) ہوتا ہے(جیسے مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ[اللہ بےخبر نہیں ہے]وہ صرف انہیں مہلت دیئے ہوئے ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کرلیں۔اسی طرح وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ [اور وہ مومن نہیں ہیں])۔وَمَـا اَنَا بِبَاسِطٍ کے لئے یہاں معنٰی ہوگا [اور نہیں ہوں میں بڑھانے والا]۔يَـدِيَ[اپنا ہاتھ]۔اِلَيْكَ [تیری طرف]۔ لِاَقْتُـلَكَ(لِ +اَقْتُـلَ+كَ)۔(لِ [تاکہ]۔اَقْتُـلَ[میں قتل کروں]۔كَ[تجھے])۔ہابیل نے کہا تھا میرا فیصلہ یہ ہے کہ [یقیناً اگر تو نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ تو مجھے قتل کرے لیکن میں تو اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھانے والا نہیں ہوں تاکہ میں تجھے قتل کروں]۔مقصد تھا اپنے بھائی کی حمیت اور غیرت کو بیدار کرنا کہ دیکھو میں تیرے بارے میں کیا سوچ رہا ہوں اور تُو میرے بارے میں کیا سوچ رہا ہے۔لیکن اس پر تو شیطان سوار تھا۔

ترجمہ: (اور)اگر بڑھائے گا تُو میری طرف اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے تو میں نہیں بڑھاؤں گا اپنا ہاتھ تجھے قتل کرنے کے لئے۔

15 يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ (البقرہ:185/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُرِيْدُ اللّٰهُ [اللہ چاہتا ہے]۔ بِكُمُ الْيُسْرَ [تمہارے ساتھ آسانی کرنا]۔ وَلَا يُرِيْدُ [اور وہ (اللہ) نہیں چاہتا ہے]۔ بِكُمُ الْعُسْرَ [تمہارے ساتھ تنگی کرنا]۔ یعنی اللہ تمہیں تنگی میں / مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ اللہ رب العزت نے کہا، بیمار ہو، سفر کی حالت میں ہو، روزہ رکھنے میں مشکل پیش آ رہی ہے چھوڑ دو۔ بعد میں رکھ لو کیونکہ اللہ تعالیٰ بلاوجہ کوئی سخت احکامات تمہارے اوپر عائد کر کے تمہیں تنگی میں / مشقت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا بلکہ اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ [اور تاکہ تم مکمل کرو گنتی کو] پھر تمہیں حکم دیا گیا کہ بعد میں قضا دے لو، بعد میں رکھ لو تاکہ گنتی پوری ہو جائے اور رمضان کے روزوں کا جتنا ثواب ہے وہ تمہیں مل جائے تاکہ تم اس سے محروم نہ رہو۔ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ [اور تاکہ تم کبریائی بیان کرو اللہ کی]۔ رمضان المبارک کے ختم ہوتے ہی اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے میدان میں نکل آؤ۔

ترجمہ: چاہتا ہے اللہ تمہارے لئے آسانی اور نہیں چاہتا تمہارے لئے دشواری اور تاکہ پوری کر لو تم گنتی اور تاکہ تم اللہ کی کبریائی بیان کرو۔

16 لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء:43/4)

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ [تم قریب نہ جاؤ نماز کے]۔ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى [جب تم نشے کی حالت میں ہو]۔ سَكْرَانُ کی جمع سُكْرٰى یا سُكَارٰى ہے۔ سَكْرَانُ اس شخص کو کہتے ہیں جو نشے کی حالت میں ہو۔ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى [تم نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو]۔ حَتّٰى تَعْلَمُوْا [یہاں تک کہ تم جان لو]۔ تَعْلَمُوْا اصل میں تَعْلَمُوْنَ تھا۔ لیکن حَتّٰى ان چودہ (14) حروف میں شامل ہے جو مضارع کے نون [ن] کے دشمن ہیں اور جو فعل مضارع کے آخر سے نون [ن] کو گرا دیتے ہیں۔ تو حَتّٰى شروع میں آنے کی وجہ سے حَتّٰى تَعْلَمُوْنَ کی بجائے تَعْلَمُوْا ہو گیا۔ مَا تَقُوْلُوْنَ [جو تم کہہ رہے ہو]۔ ہماری تو شائد نمازیں بھی حالت نشہ میں ہوتی ہیں (دولت کا نشہ، کاروبار کا نشہ، اولاد کا نشہ، دورانِ نماز توجہ نماز کے علاوہ کہیں اور رہے اس کا نشہ) کہنے والے کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اللہ سے کیا مانگ رہا ہے۔ اس پر غور نہیں کرتے کہ نماز در حقیقت کیا ہے۔ مُصَلّٰى پر آ کر کھڑے ہوئے رٹے رٹائے الفاظ ادا کئے اور فرض سے فارغ۔

ترجمہ: نہ قریب جاؤ نماز کے اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو، حتّٰی کہ (نشہ اتر جائے اور) تمہیں معلوم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

17 اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا (المائدہ:22/5)

اِنَّا [یقیناً ہم]۔ لَنْ نَّدْخُلَهَا باب (ن) سے ایک فعل کا ماضی مضارع دَخَلَ، يَدْخُلُ ہے اور يَدْخُلُ سے جمع متکلم کا صیغہ نَدْخُلُ ہے۔ نَدْخُلُ یہاں حالت نصب میں نَدْخُلَ استعمال ہو رہا ہے۔ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا [یقیناً ہم ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں]۔ مونث ضمیر هَا آیت میں پہلے آ چکے ہوئے لفظ اَلْاَرْض کی طرف لوٹ رہی ہے کیونکہ اَرْض مؤنث سماعی ہے۔ (اللہ رب العزت نے کہا! دیکھو موسیٰ علیہ السلام تمہیں فرعون کے پنجہ استبداد سے نجات دلا کر لے آئے ہیں۔ یہ سامنے تمہاری سرزمین فلسطین ہے جو تم سے چھینی گئی تھی یہاں تمہارا قبلہ ہے تم اسی میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ نے کہا لیکن ایک شرط ہے کہ جہاد کرو، جدوجہد کئے بغیر جہاد کے بغیر تمہیں تمہارا یہ علاقہ واپس نہیں مل سکتا۔ بنی اسرائیل کے اکابرین نے وہاں بارہ (12) آدمی بھیجے یہ رپورٹ / اطلاعات / خبر لانے کے لئے کہ (فلسطین) کے لوگ کس طرح کے انسان ہیں۔ انہوں نے واپس آ کر خبر دی: اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ [اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تو بڑے زبردست رہڑے بڑے طاقت ورلوگ رہتے ہیں]۔ہم تو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔اللہ نے کہا! تم ایک دفعہ نکلو تو سہی میں تمہاری مدد کروں گا۔لیکن انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔نہیں !اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ۔[تم اور تمہارا رب!(دونوں) چلے جاؤ]۔فَقَاتِلَا۔[تو دونوں وہاں جا کر لڑائی کرو]۔اِنَّا ھٰهُنَا قَاعِدُوْنَ [ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں]۔وہ بزبان حال کہہ رہے تھے جہاں اتنے معجزات دکھائے ہیں وہاں ایک معجزہ اور سہی۔عصاء مار کر کوئی معجزہ دکھاؤ تا کہ وہ زبردستی خود ہی فلسطین سے نکل جائیں۔جب وہ خود ہی اس زمین سے نکل جائیں گے پھر ہم وہاں چلے جائیں گے۔یہی حال آجکل ہم مسلمانوں کا ہے ہم بھی اسی انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میز پر بیٹھ کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس امید میں ہیں شاید خود ہی دشمن کی فوج وہاں سے واپس چلی جائے۔

ترجمہ: ہم ہرگز نہ داخل ہوں گے اس میں جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکل جائیں۔

18 **اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الْاَمْنُ** (الانعام:82/6)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا [وہ لوگ جو ایمان لائے]۔ وَلَمْ يَلْبِسُوْا [اور انہوں نے خلط ملط نہیں کیا]۔ لَبَسَ،يَلْبِسُ کا معنٰی گڈمڈ کرنا،خلط ملط کرنا mix-up کرنا ہے۔اِيْمَانَهُمْ [اپنے ایمان کو]۔بِظُلْمٍ [ظلم کے ساتھ]۔یعنی انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی ملاوٹ نہیں کی،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے سوال کیا۔اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کون ہے جس نے کسی پر ظلم نہ کیا ہو۔کسی نے کسی کو مارا ہوتا ہے۔کسی نے کسی کو برا بھلا کہا ہوتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔سورۃ لقمان میں آیت ہے! اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان:13/31)[بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے]۔یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کی۔اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الْاَمْنُ [وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے امن وسلامتی ہے]۔اور آخرت میں پھر ان کے لئے امن وسلامتی کی زندگی ہوگی،وہ عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ان کے لئے اللہ کے عذاب سے حفاظت ہے،امن وسلامتی ہے۔

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور نہیں آلودہ کیا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ یہی لوگ ہیں کہ ہے ان کے لئے امن۔

19 **فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ**..(الانفال:17/8)

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ [تو تم نے انہیں قتل نہیں کیا]۔اصل میں تَقْتُلُوْنَ تھا۔حرف جازمة المضارع لَمْ فعل مضارع کو حالت جزم میں لے جاتا ہے اور اس کے آخر کے نون [ن] کو گرا دیتا ہے،اس کے علاوہ اس میں ایک اور تبدیلی بھی کرتا ہے کہ فعل مضارع کو فعل ماضی کے معنٰی میں لے جاتا ہے۔چنانچہ یہاں زمانہ حال یا مستقبل والا ترجمہ[تم قتل نہیں کرتے ہو]نہیں کریں گے بلکہ اس مضارع کا ترجمہ زمانہ ماضی میں اس طرح کریں گے[تو تم نے انہیں قتل نہیں کیا]۔غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح ملی،کافروں کے بڑے بڑے سرغنہ،سرکردہ ستر (70) لیڈر تھے ان کو ہلاک کر دیا،مار دیا۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے کہا،کسی غرور میں نہ آجانا۔کہیں اپنے زور بازو پر اترانے نہ لگ جانا۔انہیں تم نے نہیں مارا بلکہ اللہ کی نصرت وتائید شامل حال نہ ہوتی تو تم انہیں مار نہیں سکتے تھے۔وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ [اور لیکن اللہ نے انہیں قتل کیا ہے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: تو (حقیقت یہ ہے کہ) نہیں قتل کیا تم نے انہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا انہیں۔

20 اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ (یٰس:60-61/36)

عَهِدَ ، یَعْهَدُ۔اس کے بعد اِلٰی کی حرف توضیح (Preposition) آ رہی ہوتو اس کا معنٰی [وعدہ لینا] ہوتا ہے اور عَهِدَ،یَعْهَدُ اِلٰی کے بغیر استعمال ہو رہا ہو تو اس کا معنٰی [وعدہ کرنا] ہوتا ہے۔اللہ رب العزت قیامت کے دن اپنے باغیوں / اپنے نافرمانوں کو فرمائے گا۔کہ اب کیوں چیخ چلا رہے ہو؟ کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا۔اَلَمْ اَعْهَدْ [کیا میں نے وعدہ نہیں لیا تھا]۔اِلَيْكُمْ [تم سے]۔يٰبَنِيْ آدَمَ [اے آدم کے بیٹو]۔اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا [کہ تم عبادت نہ کرنا]۔اَلشَّيْطَانَ [شیطان کی]۔اِنَّهٗ [یقیناً وہ]۔لَكُمْ [تمہارا]۔عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ [(واضح) کھلا دشمن ہے]۔اس کی دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔اور یہ بات میں نے واضح کر دی تھی۔وَاَنْ اِعْبُدُوْنِيْ کو ملا کر پڑھیں گے۔قرآن مجید میں وَاَنِ اعْبُدُوْانِيْ ہے۔[اور یہ کہ تم میری عبادت کرو]۔کیا میں نے تم سے یہ وعدہ نہیں لیا تھا؟ کیا میں نے تمہیں یہ حکم نہیں دیا تھا[کہ تم میری عبادت کرو]۔هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ [یہ سیدھا راستہ ہے]۔میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ شیطان کے پیچھے لگو گے تو آگے جہنم کی آگ کا گڑھا ہو گا۔جبکہ صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ شاہراہ ہدایت ہے اس پر چلو گے تو پھر تمہیں جنت اور منزل مقصود ملے گی, میں نے تو پہلے ہی بات واضح کر دی تھی اب بھگتو! جو سزا تمہیں دی جا رہی ہے۔

ترجمہ: کیا میں نے نہیں وعدہ لیا تھا تم سے اے اولادِ آدم کہ نہ عبادت کرنا تم شیطان کی، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔اور یہ کہ میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

21 اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الانشرح:1/94)

اَ [کیا]۔لَمْ [نہیں]۔نَشْرَحْ [ہم نے کھولا]۔شَرَحَ، یَشْرَحُ، کا معنٰی ہے [کھولنا]۔یَشْرَحُ فعل مضارع سے جمع متکلم کا صیغہ نَشْرَحُ ہے اس سے پہلے لَمْ آ گیا جو مضارع کو حالت جزم اور فعل ماضی کے معنٰی میں لے گیا ہے۔اَلَمْ نَشْرَحْ کا ترجمہ کریں گے [کیا ہم نے نہیں کھولا]۔لَكَ [آپ ﷺ کے لئے]۔آپ کی دل جوئی کے لئے / آپ کی حوصلہ افزائی کے لئے / آپ ﷺ کے مشن کو مکمل کرنے کے لئے [کیا ہم نے آپ ﷺ کے لئے نہیں کھولا]۔صَدْرَكَ [آپ ﷺ کا سینہ] اب آپ ﷺ کے سینے میں کوئی خوف نہیں ہے کوئی گھٹن نہیں ہے، کوئی اضطراب اور بے چینی نہیں ہے۔آپ ﷺ بڑے شرح صدر کے ساتھ اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ترجمہ: کیا ہم نے نہیں کھولا آپ ﷺ کے (مشن کے) لئے آپ ﷺ کا سینہ۔

22 اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝ (البلد:8-9/90)

اَ [کیا]۔لَمْ [نہیں]۔نَجْعَلْ [ہم نے بنائیں]۔نَجْعَلْ فعل مضارع یَجْعَلُ سے جمع متکلم کا صیغہ ہے اور نَجْعَلُ سے پہلے لَمْ آ گیا تو وہ حالت جزم میں آ کر لَمْ نَجْعَلْ بن گیا اور اس کا ترجمہ ماضی منفی میں کریں گے [کیا ہم نے نہیں بنائیں؟]۔لَهٗ [اس کے لئے]۔عَيْنَيْنِ [دو آنکھیں]۔وَلِسَانًا

www.KitaboSunnat.com

[اورایک زبان]۔ وَشَفَتَيْنِ[اوردوہونٹ]اللہ رب العزت انسان کی پیدائش کا ذکر کرنے کے بعد فرمارہا ہے۔کیا ہم نے اس کی دوآنکھیں نہیں بنائیں اورایک زبان اوردوہونٹ (نہیں بنائے)؟مفسرین لکھتے ہیں کہ ان اعضاء کا اس لئے ذکر کیا گیا کہ پیدا ہوتے ہی اول اول انسان کو اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے ان اعضاء کی ضرورت پڑتی ہے۔اسی روشنی میں فرمایا!کیا ہم نے پیدا کرنے کے بعد انسان کو خوراک دینے کا بندوبست نہیں کیا؟وہ خوراک حاصل کرنیکی جگہ کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اور زبان اور دوہونٹوں کو استعمال کر کے اپنی خوراک حاصل کرتا ہے۔

ترجمہ: کیا ہم نے اس کی دوآنکھیں نہیں بنائیں اور ایک زبان اور دوہونٹ (نہیں بنائے)۔

23 قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

(الحجرات:14/49)

ان دیہاتی عرب لوگوں کو جنہوں نے اسلام تو قبول کرلیا تھا لیکن وہ اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر نبی آخرالزمان ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر آپ ﷺ سے اللہ کے پیغامات،آپ ﷺ کے ارشادات سننے کے لئے تیار نہ تھے۔وہ وقت کی قربانی دینے کو تیار نہیں ہوتے تھے،ہروقت بہانہ بناتے رہتے تھے کیا کریں جی بڑی مصروفیات ہیں وقت نہیں ملتا۔ان کو قرآن نے اَلْاَعْرَابُ کہا ہے۔جو مدینہ منورہ سے دور رہتے تھے اور اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر نبی مکرم ﷺ کی مجلس میں آکر نہیں بیٹھتے تھے۔انہیں کہا کہ وقت کی قربانی دو،اگر تم اپنے دلوں میں ایمان داخل کرنا چاہتے ہوتو آؤ زیادہ سے زیادہ یہاں آکر بیٹھا کرو۔قرآن نے کہا:قَالَتِ الْاَعْرَابُ[کہا ہے دیہاتیوں نے]۔اٰمَنَّا[ہم ایمان لائے]۔قُلْ[(اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے]۔لَمْ تُؤْمِنُوْا[تم ایمان نہیں لائے]۔وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا[اور لیکن تم کہو(ہاں اتنا کہنے کا تمہیں حق پہنچتا ہے)]۔اَسْلَمْنَا[ہم اسلام لائے]ہم نے اسلام قبول کیا،ہم دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔يَدْخُلُ الْاِيْمَانُ تھا لیکن يَدْخُلُ کے لام[لِ] کے نیچے زیر[ــِ] لگا کر لام اگلے[لْ] سے ملا کر پڑھیں گے)۔وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ[اور ابھی تک داخل نہیں ہوا ایمان]۔فِيْ قُلُوْبِكُمْ[تمہارے دلوں میں]۔ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا،ایمان داخل کرنا چاہتے ہوتو پھر زیادہ سے زیادہ آکر وقت کی قربانی دو اور قَالَ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور قَالَ الرَّسُوْلُ (اللہ کے رسولؐ نے فرمایا) کی صداؤں پر کان لگاؤ۔

ترجمہ: دیہاتیوں نے کہا ہے،ہم ایمان لائے (اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے تم ایمان نہیں لائے اور لیکن تم کہو ہم اسلام لائے اور (کیونکہ) ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

24 وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا (النور:59/24)

اَلْحُلُمَ بلوغت کو کہتے ہیں۔وَ[اور]۔اِذَا [جب]۔ بَلَغَ الْاَطْفَالُ[پہنچ جائیں بچے]۔مِنْكُمُ الْحُلُمَ ملا کر مِنْكُمُ الْحُلُمَ[تم میں سے بلوغت کو] پڑھیں گے۔اور جب تم میں سے بچے پہنچ جائیں بلوغت کو/سنِ بلوغت کو۔پہلے پڑھ چکے ہیں کہ جزم[ــْ] والے لام[لْ] کا معنیٰ[تاکہ] نہیں بلکہ [چاہیے کہ] ہوتا ہے۔فَلْيَسْتَاْذِنُوْا(فَ[تو]+لْ[چاہیے کہ]+يَسْتَاْذِنُوْا[وہ اجازت طلب کریں])۔تو چاہیے کہ وہ اجازت طلب کریں۔ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیت کی جائے کہ جب وہ بالغ ہو جائیں تو پھر وہ دروازہ کھٹکا کر اجازت لیے بغیر والدین کے کمرے میں داخل نہ ہوں۔

ترجمہ: اور جب تم میں سے (تمہارے) بچے پہنچ جائیں بلوغت کو تو چاہیے کہ وہ اجازت طلب کریں۔

25 فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ o خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ (الطارق:86/6-5)

فَلْيَنْظُرُ اَلْاِنْسَانُ ملا کر فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ پڑھیں گے۔ جزم[ـْ] والے لام[لْ] کا معنٰی[چاہیے کہ] ہوگا۔ فَلْيَنْظُرِ اصل میں(ف+لِ+يَنْظُرُ) ہے۔ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ[تو چاہیے کہ دیکھے(غور کرے) انسان]۔(یہاں دیکھنے سے مراد غور کرنا ہے۔ ہماری اردو، پنجابی زبان میں بھی بعض اوقات دیکھنا غور کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ آپ کو کسی نے درخواست پیش کی، آپ نے کہا، اچھا پھر کل دیکھیں گے۔ دیکھ تو آپ نے لی ہے، مطلب ہے کہ کل غور کریں گے)۔ اس لئے ترجمہ ہونا چاہیے کہ[غور کرے انسان]۔ مِمَّ خُلِقَ [اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے]۔ مِمَّ اصل میں(مِنْ+مَا) ہے۔ مِمَّا کو مختصر کر کے[مِمَّ] بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ معنٰی کریں گے[کس چیز سے]۔ خُلِقَ[اسے پیدا کیا گیا ہے]۔ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ [اسے(انسان کو) پیدا کیا گیا ہے، ٹپکنے والے پانی سے]۔ وہ ہمارے مقابلے پر آنے سے پہلے، ہمارے احکامات کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہونے سے پہلے اپنی تخلیق پر تو غور کر لے۔ اس کی اپنی کیا حیثیت ہے کہ اپنے خالق کے مقابلے پر آ رہا ہے۔

ترجمہ: تو چاہیے کہ انسان غور کرے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسے ٹپکتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا۔

26 وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (آل عمران:3/122)

فَلْيَتَوَكَّلِ اَلْمُؤْمِنُوْنَ کو ملا کر فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ پڑھیں گے۔ جزم والے لام[لْ] کا مطلب[چاہیے کہ] ہوتا ہے۔ وَعَلَى اللّٰهِ[اور اللہ پر ہی]ف۔[تو]۔لَ[چاہیے کہ]۔ يَتَوَكَّلُ [وہ توکل رکھیں بھروسہ کریں]۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ [مومن]۔ غیروں سے لیے گئے قرض یا محض اپنے وسائل اور اپنی قوت بازو پر نہیں بلکہ اللہ پر ہی مومنوں کو توکل کرنا چاہیے۔

ترجمہ: اور مومنوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

27 اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.. (المائدہ:5/118)

عیسیٰؑ کے ماننے والوں کے ساتھ ساتھ ان کے دین میں تحریف کرنے والوں کو قیامت کے دن عیسیٰؑ کے سامنے لایا جائے گا۔ پوچھا جائے گا اے عیسیٰ علیہ السلام کیا تم نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ تمہیں اِلٰہ بنالیں(اللہ کی ذات کا حصہ قرار دے دیں)۔ عیسیٰؑ کہیں گے یا اللہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ عیسیٰؑ کے نام لیواؤں کا جرم ثابت ہو جائے گا۔ اللہ پوچھے گا اے عیسیٰؑ ان کے بارے میں بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے عیسیٰؑ فرمائیں گے۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ [(اے اللہ) اگر تو انہیں عذاب دے دے]۔ فَاِنَّهُمْ کا تجزیہ[ف+ اِنَّ +هُمْ] ہے۔ فَاِنَّهُمْ [تو یقیناً وہ]۔ عِبَادُكَ[تیرے بندے ہیں]۔ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ [اور اگر تو بخش دے انہیں]۔ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ [تو یقیناً تو ہی بالاترین ہستی ہے]۔ تُو بخشنا بھی چاہے، تیرا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا تیرے اس ارادے میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اَلْحَكِيْمُ [اے اللہ تیری ذات حکمت والی بھی ہے]۔ تو یقیناً تو ہی بالاترین ہستی ہے تو جو چاہے سو کر سکتا ہے مگر کرتا وہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو حکمت اور عدل وانصاف کے مطابق ہوتا ہے۔اِن حرف جازمة المضارع ہے اسکی وجہ سے دو مضارع تُعَذِّبُ اور تَغْفِرُ کے آخری حرف پر پیش[ـُ] کے بجائے جزم[ـْ] آ گئی ہے۔

ترجمہ: اگر تُو عذاب دے انہیں تو یقیناً وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تُو انہیں بخش دے تو یقیناً تُو ہی بالاترین اور حکمت والی ہستی ہے۔

28 مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ..(لقمان:12/31)

مَنْ يَّشْكُرْ [جو شکرادا کرے گا]۔اللہ کے حقوق ادا کرے گا۔فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ [تو بس وہ شکرادا کرتا ہے/وہ شکرادا کرے گا اپنی ذات کے لئے]۔ اس کا اللہ پر کوئی احسان نہیں ہوگا بلکہ وہ اپنا ہی بھلا کر رہا ہوگا۔اللہ کے احکامات مانے گا،اللہ کا شکرادا کرتے ہوئے اس کے حقوق ادا کرے گا اس میں اس کا اپنا ہی بھلا ہوگا۔وَمَنْ كَفَرَ [اور جس نے کفر کا راستہ اختیار کیا]۔ناشکری کی اور جس نے اللہ کی نعمتوں کا شکرادا کرنے سے انکار کر دیا۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ [تو یقیناً اللہ بے نیاز حمد وثناء والا ہے]۔وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا۔اللہ کے اقتدار واختیار میں کوئی کمی نہیں لائے گا۔غَنِيٌّ [بے نیاز ہے]۔(تو یقیناً اللہ بے نیاز ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں ہے،اسے کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں۔جو کوئی بھی اللہ کے حقوق ادا کرے گا اپنی ذات کے لئے کرے گا)۔ حَمِيْدٌ [حمد وثناء کے لائق ہے]۔پوری کائنات اس کی حمد وثناء بیان کر رہی ہے جس نے کفر اختیار کیا وہ نہیں بھی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو کیا فرق پڑ جائے گا۔مَنْ حرف جازمة المضارع ہے اسکی وجہ سے مضارع يَشْكُرُ کے آخری حرف پر پیش[ـُ] کے بجائے جزم[ـْ] آ گئی ہے۔

ترجمہ: جو شخص شکرادا کرے گا تو بس وہ اپنی ذات کے لئے شکرادا کرے گا اور جس نے کفر کا راستہ اختیار کیا تو (وہ سن لے) یقیناً اللہ بے نیاز ہے، قابل حمد وثناء ہے۔

29 اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ (محمد:7/47)

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ [اگر تم مدد کرو گے اللہ کی]۔اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے (تو پھر کیا ہوگا؟) کیا وہ تمہیں بے سہارا چھوڑ دے گا؟ نہیں يَنْصُرْكُمْ [وہ مدد کرے گا تمہاری]۔یہاں ماضی مضارع نَصَرَ يَنْصُرُ استعمال ہونا چاہیے لیکن یہاں يَنْصُرُ کی بجائے يَنْصُرْ (حالت جزم) میں استعمال ہو رہا ہے اس لئے کہ شرط بھی حالت جزم میں اور جواب شرط بھی حالت جزم میں ہوتا ہے۔

ترجمہ: اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔

30 فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ:152/2)

فَاذْكُرُوْنِيْ [تو تم مجھے یاد کرو]۔اَذْكُرْكُمْ [میں تمہیں یاد کروں گا]۔یا اس کا معنیٰ یوں بھی کیا جا سکتا ہے [تو تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا] حالات اچھے ہیں تو مجھے یاد رکھو بُرے حالات میں میں تمہیں یاد رکھوں گا۔شرط بھی حالت جزم میں اور جواب شرط بھی حالت جزم میں ہے۔

ترجمہ: تو تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

31 اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ (التغابن:17/42)

تُقۡرِضُوۡا اصل میں تُقۡرِضُوۡنَ تھا اِنۡ کی وجہ سے[نَ] گر گیا ہے اور اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ ہو گیا۔ ترجمہ ہوگا[اگر تم قرض دو گے اللہ کو]۔ قَرۡضًا حَسَنًا [اچھا قرض]۔ اللہ رب العزت اپنے ہی دیئے ہوئے مال میں سے جب واپس مانگتا ہے تو اسکو قرض سے تعبیر کرتا ہے۔ قرض سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرض اصل میں قرض لینے والے کے ذمے واجب الادا ہوتا ہے۔ تو اللہ رب العزت بتانا چاہتا ہے کہ جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ میرے ذمہ واجب الادا ہوگا، میں اُسے واپس کروں گا اور واپس بھی کئی گنا کر کے کروں گا، سینکڑوں ہزاروں گُنا تک لیجا کر تمہیں واپس کروں گا۔ [قَرۡضٌ حَسَنٌ] کی قرآن مجید میں تین شرائط بیان ہوئی ہیں۔

(i) اس میں ریاء کاری شامل نہ ہو۔

www.KitaboSunnat.com

(ii) جسے دیا جائے اس پر احسان نہ جتلایا جائے۔

(iii) جسے دیا جائے اس کی خودی کو مجروح نہ کیا جائے۔

اگر تم دو گے اللہ کو اچھا قرض تو يُضٰعِفۡهُ [وہ بڑھائے گا/ کئی گنا کرے گا اس کو]۔ يُضٰعِفۡ حالت جزم [ۡ] میں ہے کیونکہ جواب شرط ہے۔ لَكُمۡ [تمہارے لئے]۔ ضَاعَفَ يُضَاعِفُ [اضافہ دراضافہ کرنا (Multiply کرنا)]۔ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ [اور وہ بخش دے گا تم کو]۔ تمہارے گناہ بھی معاف کرے گا اور واپس بھی کئی گنا کر کے کرے گا۔ يُضٰعِفۡ اور يَغۡفِرۡ دونوں حالت جزم میں ہیں۔

ترجمہ: اگر تم دو گے اللہ کو اچھا قرض تو وہ بڑھا کر اس کو تمہارے لئے کئی گنا کرے گا اور وہ تم کو بخش دے گا۔

32 وَلۡيَكۡتُبۡ بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبٌۢ بِالۡعَدۡلِ (البقرہ:282/2)

وَلۡيَكۡتُبۡ جزم[ۡ] والا لام[لِ] چاہیے کہ کا معنیٰ دے رہا ہوتا ہے۔ لہذا ترجمہ کریں گے: وَلۡيَكۡتُبۡ [اور چاہیے کہ لکھے]۔ بَيۡنَكُمۡ [تمہارے درمیان]۔ كَاتِبٌ [لکھنے والا]۔ بِالۡعَدۡلِ [عدل وانصاف کے ساتھ]۔ یہ کچہریوں میں قلم لے کر بیٹھنے والوں کو بالخصوص حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ لکھتے وقت عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

ترجمہ: اور چاہیے کہ لکھے تمہارے درمیان لکھنے والا عدل وانصاف کے ساتھ۔

33 مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضۡعَافًا كَثِيۡرَةً ‌ؕ وَاللّٰهُ يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ (البقرہ:245/2)

مَنۡ ذَا الَّذِىۡ اصل میں مَنۡ ذَالِكَ الَّذِىۡ تھا، بعض اوقات ذَلِكَ کو مختصر کر کے خالی ذَا بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ [کون ہے وہ شخص جو]۔ يُقۡرِضُ اللّٰهَ [قرض دے اللہ کو]۔ قَرۡضًا حَسَنًا [اچھا قرض]۔ یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرے، وہ خرچ کیا ہوا مال اللہ کے ذمے قرض ہوگا/واجب الادا ہوگا۔ تو پھر اللہ کیا کرے گا؟ فَيُضٰعِفَهٗ [تو وہ بڑھا دے گا اس کو]۔ لَهٗ [اس کے لئے]۔ اَضۡعَافًا كَثِيۡرَةً [کئی گنا تک] اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرورش کرتے کرتے سینکڑوں گنا تک لیجائے گا۔ اللہ رب العزت نے ترغیب کے انداز میں کہا ہے کہ ایسا کرو تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے، تمہیں کئی گنا کر کے واپس کروں گا۔ یہ تو ترغیب کا انداز ہے۔ آگے دھمکی ہے سیدھے ہاتھوں دے دو گے تو ٹھیک ورنہ لینے کے طریقے تو بہت ہیں میں مقدمات میں الجھا کر اور بیماریوں میں مبتلا کر کے بھی لینا جانتا ہوں۔ (کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے تو وہ اس کے لئے اس کو کئی گنا کر دے گا) آج تمہارا ہاتھ کھلا ہے کل تنگ بھی ہوسکتا ہے، یہ تنگی اور فراخی میرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ فرما رہا ہے وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ [اور اللہ ہی تنگ کرتا ہے اور فراخ کرتا ہے]۔ آج اگر میں نے تمہیں فراخی رزق سے نواز رکھا ہے تو کل تنگ دست بھی ہو سکتے ہو۔ اس موقع کو غنیمت سمجھو اور خرچ کر و اور یہاں جو تم سمیٹ سمیٹ کر رکھ رہے ہو، تجوریوں میں بند کر کے اوپر سانپ بن کر بیٹھے ہو، سب کچھ یہیں رہ جائے گا وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ [اور اسی کی طرف تم سب واپس لوٹائے جاؤ گے]۔ یہاں جمع کر کے چالیس پچاس فیکٹریاں بنا کر بیرون ملک (forign) محلات خرید کر کیا کرلو گے وہ تو سب کچھ یہاں رہ جائے گا اور اسی کی طرف تم سب واپس لوٹائے جاؤ گے۔

ترجمہ: کون ہے وہ جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کو کئی گنا تک بڑھا دے اور اللہ تنگ کرتا ہے اور فراخ کرتا ہے اور اسی کی طرف تم سب واپس لوٹائے جاؤ گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الثالث و العشرون

اسمائے مشتقہ

سبق نمبر 23

تعریف: وہ اسم جو فعل سے نکلا ہو، بنا ہو اور اس اسم کے فعل کا ماضی مضارع بھی استعمال ہوتا ہو، اس اسم کو اسم **مشتق** [**اِسْمٌ مُشْتَقٌّ**] کہتے ہیں۔

(اِسْمٌ کی جمع اَسْمَاءٌ ہے چونکہ اَسْمَاءٌ جمع مکسر غیر عاقل ہے اس لئے اس کی صفت واحد مؤنث آئے گی۔ لہٰذا جمع کے طور پر اس کو **اَسْمَاءٌ مُشْتَقَّةٌ** کہیں گے یعنی فعل سے نکلے ہوئے اسماء)۔ **اَسْمَاءٌ مُشْتَقَّةٌ** کو اردو زبان کے لہجے میں **مشتقہ** اسماء کہیں گے۔

یہ سبق عربی زبان کی گرامر سے زیادہ اردو زبان کی گرامر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بعض اسماء فعل سے نکلتے ہیں یعنی ان اسماء کے افعال کا ماضی مضارع بھی استعمال ہوتا ہے (یعنی ہوتے وہ اسم ہیں لیکن افعال سے بنتے ہیں)۔ سبق نمبر 23 اور سبق نمبر 24 کو حصہ اسم میں اس لئے شامل نہیں کیا گیا کیونکہ ان اسباق کو سمجھنا فعل کو سمجھنے پر منحصر ہے۔ الحمد للہ فعل کے متعلق معلومات ہو چکی ہیں کہ فعل میں ایک **ماضی** اور ایک **مضارع** ہوتا ہے۔ ماضی مضارع والے فعلوں کا ایک گروپ **ثلاثی مجرد** کہلاتا ہے اور دوسرا گروپ **ثلاثی مزید فیہ** کہلاتا ہے۔

اسمائے مشتقہ کی اقسام

1 اسم الفاعل

تعریف: وہ اسم جس میں **کرنے والا** کا مفہوم ظاہر ہو یا **کرنے والا** کا معنٰی پایا جائے اسم الفاعل کہلاتا ہے۔

مثلاً: نَصَرَ [اس نے مدد کی] اس سے اسم الفاعل بنا نَاصِرٌ [مدد کرنے والا]۔

اسم الفاعل اور فاعل میں فرق: اسم الفاعل وہ اسم جس میں **کرنے والا** کا معنٰی پایا جائے۔ **مثلاً:** نَاصِرٌ [مدد کرنے والا]۔ سَامِعٌ [سننے والا]۔ سَاحِرٌ [جادو کرنے والا]۔ اسم الفاعل اور فاعل میں باریک سا فرق ہے جو ذرا توجہ طلب ہے۔ اسم الفاعل اس اسم کو کہتے ہیں جو چار حروف کا مجموعہ ہو **مثلاً:** خ، ا، ل، ق خَالِقٌ چار حروف کے اس مجموعے کو **اسم الفاعل** کہیں گے۔ اور وہ ذات وہ ہستی جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اس ہستی کو **خَالَقٌ** [پیدا کرنے والا] کہیں گے۔ لہٰذا اسم الفاعل تو کچھ حرفوں کا مجموعہ ہوتا ہے (یہ ایک لفظ ہوتا ہے)۔ لیکن فاعل ایک ذات (Person) یا ایک وجود ہوتا ہے۔ **مثلاً:** قَاتِلٌ کا لفظ ان چار حروف ق، ا، ت، ل سے بننے والے اس اسم (قَاتِلٌ) کو **اسم الفاعل** کہیں گے۔ لیکن وہ شخص جس کے ہاتھ کلاشن کوف ہے وہ ابھی شوٹ (Shoot) کر کے ہٹا ہے اس شخص کو اسم الفاعل نہیں کہیں گے بلکہ فاعل کہیں گے۔ لہٰذا **اسم الفاعل** حرفوں کا **مجموعہ** ہوتا ہے اور فاعل اس ذات کو/اس شخص (Person) کو کہا جاتا ہے جس نے کوئی کام کیا ہو۔

2 اسم المفعول

تعریف: ایسا اسم جو کیا گیا کا مفہوم ظاہر کرے اسم المفعول کہلاتا ہے۔ **مثلاً:** مَنْصُوْرٌ [جس کی مدد کی گئی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسم المفعول اور مفعول میں فرق: اسم المفعول وہ اسم جو کیا گیا کا مفہوم ظاہر کرے یا اس میں کیا گیا کا معنی پایا جائے۔ **مثلاً**: مَنْصُوْرٌ [جس کی مدد کی گئی]۔ مَسْحُوْرٌ [جس پر جادو کیا گیا]۔ اسم الفاعل اور فاعل میں فرق کی طرح اسم المفعول اور مفعول میں بھی فرق ہے۔ اسم المفعول اس اسم کو کہتے ہیں جو پانچ حروف کا مجموعہ ہے **مثلاً**: مَنْصُوْرٌ میں م، ن، ص، و، ر پانچ حروف کے مجموعے کو اسم المفعول کہیں گے اور جس شخص کی مدد کی گئی اس شخص کو مَنْصُوْرٌ کہیں گے۔ لہٰذا اسم الفاعل کی طرح اسم المفعول بھی حرفوں کا مجموعہ ہوتا ہے (ایک لفظ ہوتا ہے)۔ لیکن مفعول ایک ذات ہوتی ہے ایک (Person) ہوتا ہے۔ **مثلاً**: مَقْتُوْلٌ کا لفظ م، ق، ت، و، ل ان پانچ حرفوں سے بننے والے اس اسم کو اسم المفعول کہیں گے۔ لیکن وہ شخص جو قتل کیا گیا ہے اس کو اسم المفعول نہیں بلکہ مفعول کہیں گے۔

ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کا طریقہ

اسم الفاعل وہ اسم جس نے فعل (عمل) کیا اور اسم المفعول وہ اسم جس پر فعل (عمل) کیا گیا ہو۔ ثلاثی مجرد ماضی، مضارع کا ایک گروپ ہے (قَتَلَ يَقْتُلُ) قَتَلَ [اس نے قتل کیا]۔ يَقْتُلُ [وہ قتل کرتا ہے]۔ اگر قَتَلَ [قتل کرنا] سے اسم بنانا ہو تو قتل کرنے والے کے لئے کونسا اسم (Noun) اور جس کو قتل کیا گیا اس کے لئے کونسا اسم (Noun) استعمال کیا جائے گا؟

اردو میں ایک مثال سے سمجھتے ہیں۔ اردو میں **قتل** کرنے والے کے لئے لفظ **قاتل** استعمال ہوتا ہے اور جس کو قتل کیا گیا ہو اس کو **مقتول** کہتے ہیں۔

اب عربی زبان میں اسم الفاعل اور اسم المفعول بناتے ہیں۔

اسم الفاعل اور اسم المفعول کی ڈائیاں

اسم الفاعل کی ڈائی **فَاعِلٌ** اور اسم المفعول کی ڈائی **مَفْعُوْلٌ** ہے۔

خَلَقَ يَخْلُقُ سے اسم الفاعل بنتا ہے **خَالِقٌ** (پیدا کرنے والا) اور اسم المفعول **مَخْلُوْقٌ** (جس کو پیدا کیا گیا) بنے گا۔

سَجَدَ يَسْجُدُ اسم الفاعل **سَاجِدٌ** [سجدہ کرنے والا] بنے گا۔ اور اسم المفعول **مَسْجُوْدٌ** (جس کو سجدہ کیا گیا ہو) بنے گا۔

حَمِدَ يَحْمَدُ [حمد وثناء بیان کرنا]۔ اللہ رب العزت کو ہر اعلیٰ صفت سے متصف قرار دینا تو اسم الفاعل **حَامِدٌ** [حمد وثناء بیان کرنے والا] گا اور اسم المفعول **مَحْمُوْدٌ** [جس کی حمد وثناء بیان کی گئی ہو] بنے گا۔

ظَلَمَ يَظْلِمُ [ظلم کرنا]۔ اس سے اسم الفاعل **ظَالِمٌ** [ظلم کرنے والا] اور اس کے لئے اسم المفعول **مَظْلُوْمٌ** [جس پر ظلم کیا گیا] استعمال ہوگا۔

فَتَحَ يَفْتَحُ [کھولنا]۔ وہ فوج جو آگے بڑھ کر قلعے کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائے شہر کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائے، اس دروازہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھولنے والی فوج کو **فَاتِحٌ** کہیں گے اور جس قلعے کا رجس شہر کا دروازہ کھولا گیا ہے اس کو **مَفْتُوحٌ** کہیں گے (جیسے مفتوحہ علاقہ)۔ تو کھولنے والا فَاتِحٌ اور جس کو کھولا گیا ہوا سے مَفْتُوحٌ کہیں گے۔

شَكَرَ يَشْكُرُ [شکر ادا کرنا]۔ شکر یہ ادا کرنے والے کو **شَاكِرٌ** کہیں گے اور جس کا شکر یہ ادا کیا گیا ہو اس کے لئے اسم **مَشْكُورٌ** استعمال ہوگا۔

حَفِظَ يَحْفَظُ [حفاظت کرنا]۔ حفاظت کرنے والے کو **حَافِظٌ** کہیں گے۔ اور جس کی حفاظت کی گئی ہو اس کو **مَحْفُوظٌ** کہیں گے۔

قرآن حفظ کرنے والے کو حافظ (**حَافِظٌ**) کیوں کہتے ہیں؟ اسلئے کہ چونکہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور اللہ رب العزت کے اس دعوے کی تصدیق کرنے والا جو قرآن پاک کی حفاظت کرے اس کو اپنے سینے میں محفوظ کر لے اس کو بھی **حَافِظٌ** کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے دعوے کی لاج رکھنے والا۔ اللہ نے دعویٰ کیا اور کسی نوجوان نے اُٹھ کر اس دعوے کی لاج رکھ لی اسی لئے حافظ کا رتبہ اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔

مَنَعَ يَمْنَعُ [روکنا]۔ روکنے والے کو **مَانِعٌ** اور جس کو روکا جائے اس کے لئے اسم **مَمْنُوعٌ** استعمال ہوگا (جیسے ممنوعہ علاقے)۔

عَبَدَ يَعْبُدُ [عبادت کرنا]۔ عبادت کرنے والے کو **عَابِدٌ** کہیں گے اور جس کی عبادت کی جائے اس کو **مَعْبُودٌ** کہیں گے۔

سَحَرَ يَسْحَرُ [جادو کرنا] جادو کرنے والے کو **سَاحِرٌ** کہیں گے اور جس پر جادو کیا گیا ہو اس کو **مَسْحُورٌ** کہیں گے۔

سَمِعَ يَسْمَعُ [سننا] سننے والے کو **سَامِعٌ** کہیں گے اور جس کو سنا گیا ہو اس کو **مَسْمُوعٌ** کہیں گے۔

نَصَرَ يَنْصُرُ [مدد کرنا] مدد کرنے والے کے لئے اسم **نَاصِرٌ** استعمال ہوگا اور جس کی مدد کی گئی ہو اس کو **مَنْصُورٌ** کہیں گے۔

عَلِمَ يَعْلَمُ [جاننا] جاننے والے کو **عَالِمٌ** کہیں گے اور جس کو جانا گیا ہو اس کو **مَعْلُومٌ** کہیں گے۔

قَرَءَ يَقْرَءُ سے **قَارِئٌ** [پڑھنے والا]۔

رَكَعَ يَرْكَعُ سے **رَاكِعٌ** [رکوع کرنے والا]۔

كَفَرَ يَكْفُرُ سے **كَافِرٌ** [کفر کرنے والا]۔

صَبَرَ يَصْبِرُ سے **صَابِرٌ** [صبر کرنے والا]۔

اسی طرح اسم الفاعل کے وزن **فَاعِلٌ** پر **ثلاثی مجرد** کے کسی بھی ماضی مضارع کے گروپ سے اسم الفاعل بنایا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاثی مجرد میں ''اسم الفاعل'' اور ''اسم المفعول'' کی گردانیں

جنس	عدد	فَاعِلٌ کے وزن پر ''اسم الفاعل''	مَفْعُوْلٌ کے وزن پر ''اسم المفعول''
مذکر	واحد	ضَارِبٌ (وہ ایک مارنے والا)	مَضْرُوْبٌ (وہ ایک مار کھانے والا)
	تثنیہ	ضَارِبَانِ (وہ دو مارنے والے)	مَضْرُوْبَانِ (وہ دو مار کھانے والے)
	جمع	ضَارِبُوْنَ (وہ سب مارنے والے)	مَضْرُوْبُوْنَ (وہ سب مار کھانے والے)
مؤنث	واحد	ضَارِبَةٌ (وہ ایک مارنے والی)	مَضْرُوْبَةٌ (وہ ایک مار کھانے والی)
	تثنیہ	ضَارِبَتَانِ (وہ دو مارنے والیاں)	مَضْرُوْبَتَانِ (وہ دو مار کھانے والیاں)
	جمع	ضَارِبَاتٌ (وہ سب مارنے والیاں)	مَضْرُوْبَاتٌ (وہ سب مار کھانے والیاں)

ثلاثی مزید فیه سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کا طریقه

افعال کا ایک گروپ ثلاثی مزید فیہ کہلاتا ہے۔ ماضی مضارع کا ایسا گروپ جس کے ماضی کے پہلے صیغے میں مادے کے تین حروف کے علاوہ زائد حروف ہوں (مادے کے تین حروف میں زائد حروف ملا کر کل حروف کم از کم چار ہوں یا پانچ یا چھ حروف ہوں)۔ جب ثلاثی مزید فیہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنائیں گے تو اس کا طریقہ ثلاثی مجرد کے طریقے سے مختلف ہوگا۔

مزید فیہ سے عمل کرنے والا اور جس پر عمل کیا گیا ہو، کی طرح کے اسماء بنانے ہوں تو اس کا طریقہ بہت آسان بلکہ آسان ترین قواعد میں شمار ہوتا ہے۔

اسم الفاعل اور اسم المفعول کے الفاظ بنانے ہوں تو تین باتیں ذہن میں رکھیے:

1. ثلاثی مزید فیہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول فعل ماضی سے نہیں بلکہ فعل مضارع سے بنائیں گے۔
2. اسم الفاعل بنانے کے لئے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(i) **مضارع کی علامت** (ی) یعنی مضارع کے پہلے حرف کو ہٹا کر اس کی جگہ پر (مُ) لگادیں اور

(ii) آخری سے پہلے حرف (ع کلمہ) کے نیچے زیر [ــِ] اور

(iii) آخری حرف پر تنوین [ــٌ] لگادیں تو **اسم الفاعل** بن جائے گا [ــُـ ــُـ ــِـ ــٌ]۔

www.KitaboSunnat.com

3 **اسم المفعول** بنانے کے لئے:

(i) **مضارع کی علامت** (ی) یعنی مضارع کے پہلے حرف کو ہٹا کر اس کی جگہ پر (مُ) لگادیں

(ii) آخری سے پہلے حرف (ع کلمہ) کے اوپر زبر [ــَ] اور

(iii) آخری حرف پر تنوین [ــٌ] لگادیں تو **اسم المفعول** بن جائے گا جیسے [ــُـ ــُـ ــَـ ــٌ] یا

پہلے سے بنے ہوئے اسم الفاعل کے عین کلمہ پر زیر [ــِ] کو ہٹا کر زبر [ــَ] لگانے سے **اسم المفعول** بن جائے گا۔

نوٹ: ثلاثی مزید فیہ میں بعض اوقات فعل مضارع میں آخری سے پہلے حرف (ع کلمہ) کے نیچے زیر [ــِ] نہیں ہوتی بلکہ اس پر زبر [ــَ] ہوتی ہے۔ جبکہ قاعدے کے مطابق ثلاثی مزید فیہ سے اسم الفاعل بناتے وقت مضارع کے پہلے صیغے میں آخری سے پہلے حرف (ع کلمہ) کے نیچے زیر [ــِ] ہونی چاہیے اور اسم المفعول میں آخری سے پہلے حرف (ع کلمہ) پر زبر [ــَ] ہونی چاہیے۔

مثلاً: اسم الفاعل **مُحْتَرِمٌ** [احترام کرنے والا] اور اسم المفعول **مُحْتَرَمٌ** [جس کا احترام کیا جائے]۔ **مُبَلِّغٌ** [تبلیغ کرنے والا] اور **مُبَلَّغٌ** [جس کو تبلیغ کی جائے]۔ **مُمْتَحِنٌ** [امتحان لینے والا] اور **مُمْتَحَنٌ** [جس کا امتحان لیا جائے]۔ **مُخَاطِبٌ** [گفتگو کرنے والا] اور **مُخَاطَبٌ** [جس سے گفتگو کی جائے]۔

اگر کسی فعل مضارع کے ع کلمہ کے نیچے [ــِ] نہ ہو تو اسم الفاعل بنانے کے لئے اس کے نیچے خود زیر [ــِ] لگادیں **مثلاً**: **تَكَلَّمَ يَتَكَلَّمُ** [بات کرنے والا] سے اسم الفاعل بنانے کے لئے **مُتَكَلَّمٌ** کے ع کلمہ [لّ] پر سے زبر [ــَ] کو ہٹا کر زیر [ــِ] لگادیں اس طرح اسم الفاعل بنے گا **مُتَكَلِّمٌ** [بات کرنے والا] اور **مُتَكَلَّمٌ** اسم المفعول ہے یعنی [جس سے بات کی جارہی ہو]۔ **يَتَكَبَّرُ** سے اسم الفاعل ہے۔ **مُتَكَبِّرٌ** [تکبر کرنے والا] **يَتَنَافَسُ** سے اسم الفاعل ہے۔ **مُتَنَافِسٌ** [رشک کرنے والا]۔

اَرْسَلَ يُرْسِلُ اس ماضی مضارع کا تعلق ثلاثی مزید فیہ سے ہے اور اس کا مطلب [پیغام دے کر بھیجنا] ہے۔ **رِسَالَةٌ** پیغام (Message) کو کہتے ہیں۔ ثلاثی مزید فیہ کے مضارع سے اسم الفاعل بنانے کے لیے اس کی علامت مضارع ہٹا کر اس جگہ پر (مُ) لگانے اور آخر پر تنوین دینے سے اسم الفاعل بن جاتا ہے۔ **يُرْسِلُ** کی علامت مضارع **یاء** [ی] کے پہلے حرف کو ہٹا کر اس کی جگہ پر (مُ) لگانے اور آخر میں تنوین لگانے سے اسم الفاعل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُـرْسِلٌ بن گیا[پیغام دے کر بھیجنے والا]۔ چونکہ یہ اسم (Noun) بن گیا ہے اور ڈبل حرکت پر ہر اسم کا حق ہوتا ہے اور ہر اسم اس حق کو استعمال بھی کرتا ہے۔ لہذا اسم بن جانے کی وجہ سے اس کے آخر میں تنوین آسکے گی۔ اس لئے اسم الفاعل مُـرْسِلُ کی بجائے مُـرْسِلٌ کہیں گے۔ اگر اس کا اسم المفعول بنانا ہے یعنی [جس کو بھیجا گیا] شروع میں پیش اور (Second last) یعنی آخر سے پہلے حرف (ع کلمہ) پر زیر[ـِ] کی بجائے زبر[ـَ] لگا دیں تو مُرْسَلٌ [ـُـْـَـٌ] بن جائے گا یعنی [وہ جس کو بھیجا گیا ہو]۔ اللہ مُرْسِلٌ ہے (یعنی پیغام دے کر بھیجنے والا) اور اللہ نے اپنے جس پیغمبر کو پیغامات دے کر بھیجا ہو اس کو مُـرْسَلٌ کہیں گے۔ مُرْسَلٌ کی جمع مُـرْسَلُوْنَ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے (پیغمبر) کہہ رہے ہیں! اِنَّآاِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْن.. (یٰس:16/36)[ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں]۔

اِمْتَحَنَ يَمْتَحِنُ [امتحان لینا]۔ سے (امتحان لینے والا) مُمْتَحِنٌ کہلائے گا۔

اِسْتَغْفَرَ يَسْتَغْفِرُ [مغفرت طلب کرنا]۔ مغفرت طلب کرنے والے (گناہوں کی معافی مانگنے والے) کو مُسْتَغْفِرٌ کہیں گے۔

اِسْتَـرْزَقَ يَسْتَـرْزِقُ [رزق طلب کرنا]۔ اسی سے (رزق طلب کرنے والے) کے لئے اسم مُسْتَـرْزِقٌ استعمال ہوگا۔ حدیث میں ہے اللہ رب العزت رات کے آخری پہر میں تہجد کے وقت بندوں کے قریب ترین آجاتا ہے۔ اور وہ دنیا والے آسمان پر آکر فرماتا ہے کوئی ہے مُسْتَـغْـفِـرٌ [بخشش طلب کرنے والا]۔ جو يَسْتَـغْفِرُنِي [مجھ سے بخشش طلب کرے]۔ فَـاَغْفِرُلَهُ (فَ+اَغْفِرُ+لَهُ) [تو میں اس کو بخشوں] اس کے گناہوں کو معاف کروں۔ کوئی ہے مُسْتَـرْزِقٌ [رزق طلب کرنے والا]۔ يَسْتَـرْزِقُـنِـي [جو مجھ سے رزق طلب کرے]۔ فَـاَرْزُقُـهُ (فَ+اَرْزُقُ+هُ) [تو میں اس کو رزق دوں]۔ اسی وجہ سے تہجد کی نماز کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

بَـلَّـغَ يُبَـلِّـغُ ماضی مضارع کے اس گروپ کا تعلق ثلاثی مزید فیہ کی دنیا سے ہے۔ بَـلَّـغَ اس میں چار حرف ہیں (ب ل ل غ)۔ لّ پر شد ہے۔ شد[ـّ] جس حرف پر ہوتی ہے دوہرا حرف ہوتا ہے [لْ+لَ=لّ]۔ چنانچہ يُبَـلِّغُ سے اسم الفاعل مُبَـلِّغٌ [تبلیغ کرنے والا] بن جائے گا۔ مُبَـلِّغٌ [بات کو پہنچانے والا] اور [جس کو بات پہنچائی جائے] اس کے لئے لفظ مُبَـلِّغٌ کی بجائے مُبَـلَّغٌ استعمال ہوتا ہے۔ انگلش میں فعل (Verb) کی پہلی form فارم کے آخر میں er یا or لگانے سے جو (Noun) اسم بنتا ہے اس کو کہتے ہیں اسم الفاعل کہتے ہیں جیسے Write سے Writer (لکھنے والا) اور Create سے Creater (پیدا کرنے/بنانے والا)۔ مُبَـلِّـغٌ اسم الفاعل ہے [تبلیغ کرنے والا] اس کا اسم المفعول بنانا ہو تو آخر سے پہلے حرف کے نیچے زیر[ـِ] کی بجائے زبر[ـَ] آجاتی ہے۔ اسم الفاعل مُبَـلِّـغٌ (تبلیغ کرنے والا) اور اسم المفعول مُبَـلَّـغٌ (جس کو تبلیغ کی جائے) بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔حدیث میں ہے نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا! **بَلِّغُوْا عَنِّي وَلَوْ آيَةً** [میری طرف سے پہنچادیا کرواگرچہ ایک آیت ہی ہو]۔**فَرُبَّ مُبَلَّغٌ** [عین ممکن ہے کہ جس کو بات پہنچائی جارہی ہے]۔**اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ** [وہ زیادہ یادرکھنے والا ہواس بات کواس شخص سے جو مجھ سے براہ راست سنتا ہے]۔اس سے مراد ہے کہ ممکن ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث، کوئی آیت سنی وہ خودتواس کوسال بعد بھول جائے لیکن جس کواس نے پہنچائی ہواُسے یادرہے۔اسلئے آپ ﷺ نے فرمایا! **بَلِّغُوْا عَنِّي وَلَوْ آيَةً فَرُبَّ مُبَلَّغٌ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ**[میری طرف سے پہنچادیا کرواگرچہ ایک آیت ہی ہوعین ممکن ہے کہ جس کو بات پہنچائی جارہی ہے وہ اس بات کواس شخص سے زیادہ یادرکھنے والا ہو جو مجھ سے براہ راست سنتا ہے]۔

جَاهَدَ يُجَاهِدُ۔(جہادکرنا)اس سے اسم الفاعل (جہادکرنے والا) **مُجَاهِدٌ** کہلائے گا۔

نَافَقَ يُنَافِقُسے اسم الفاعل **مُنَافِقٌ**

اِحْتَرَمَ يَحْتَرِمُ [احترام کرنا]اسم الفاعل (احترام کرنے والے) کو **مُحْتَرِمٌ** کہیں گے ۔میرے مُحْتَرِمْ بھائیوں کی بجائے میرے مُحْتَرَمْ بھائیو! کہنا چاہیے۔**مُحْتَرَمٌ** قابل احترام (جس کا احترام کیا جائے) اس کو **مُحْتَرِمٌ** کی بجائے **مُحْتَرَمٌ** کہیں گے اس کے آخری سے پہلے حرف (ع کلمہ) پرزبر[َ] آجائے گی۔

شَاكِرٌ[شکریہ ادا کرنے والا] **مَشْكُوْرٌ** [جس کاشکریہ ادا کیا جائے]۔

آجکل کے سیاستدان جیت کرجاتے ہوئے بھی عوام سے سیاست کھیل جاتے ہیں۔جہالت کہہ لیجئے یا ان کی چالاکی کہہ لیجئے۔لوگوں کو کہتے ہیں میرے مُحْتَرِمْ بھائیومیں آپ کا مشکور ہیں۔اس کا معنٰی اور مطلب ہوگا میرے احترام کرنے والے بھائیو! میں آپ کامشکور ہوں (تم میرا شکریہ ادا کرو)۔میں جیت گیا ہوں (میں شکرگزار نہیں بلکہ تمہارا مشکور ہوں) لہذا صحیح لفظ ہوگا میں آپ کا مشکور کی بجائے **میں آپ کا شکرگزار ہوں یا میں آپ کا شاکر ہوں شاکر کا لفظ اردوزبان میں رائج نہیں ہے اگر یوں نہیں کہہ سکتے تو یوں کہہ دیجئے میں آپ کا شکرگزار ہوں۔**

حَمِدَ يَحْمَدُ [کسی کی بہت زیادہ تعریف کرنا]۔اور **مُحَمَّدٌ**[جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے]۔

مُذَمَّمٌ [جس کی بہت زیادہ مذمت کی جائے/جس کو برا بھلا کہا جائے]۔نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے آکر کہا کہ فلاں جگہ آپ ﷺ کو بہت برا بھلا کہا جارہا ہے آپ ﷺ کی مذمت کی جارہی ہے معاذ اللہ آپ ﷺ کو گالیاں دی جارہی ہیں [کسی کو گالی دینا برا بھلا کہنا] اس کے لئے عربی زبان میں لفظ استعمال ہوتا ہے **سَبَّ يَسُبُّ** آپ ﷺ نے فرمایا! **اِنَّمَا يَسُبُّوْنَ مُذَمَّمًا** بس وہ تو گالیاں دے رہے ہیں کسی مُذَمَّمْ [جس کی مذمت کی جائے] کو۔**وَاَنَا مُحَمَّدٌ** [اور میں محمد ہوں] میرا تو نام ہی **مُحَمَّدٌ** ہے مجھے کسی نے کیا برا بھلا کہنا ہے کوئی شخص کیا کہے گا؟ محمد ﷺ! (جو بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ تعریف کے قابل ہیں) وہ ایسے ہیں۔ آپ ﷺ نے مزید سمجھایا میرا تو نام ہی محمد ﷺ ہے مجھ تک کوئی گالی پہنچے گی ہی نہیں۔ وہ کسی مُذَمَّم کو کہہ رہے ہونگے۔

ثلاثی مزید فیہ میں ''اسم الفاعل'' اور ''اسم المفعول'' کی گردانیں

جنس	عدد	''یُسْلِمُ'' سے ''اسم الفاعل''	''یُسْلِمُ'' سے ''اسم المفعول''
مذکر	واحد	مُسْلِمٌ (وہ ایک مسلمان کرنے والا)	مُسْلَمٌ (وہ ایک جو مسلمان کیا گیا)
	تثنیہ	مُسْلِمَانِ (وہ دو مسلمان کرنے والے)	مُسْلَمَانِ (وہ دو جو مسلمان کئے گئے)
	جمع	مُسْلِمُوْنَ (وہ سب مسلمان کرنے والے)	مُسْلَمُوْنَ (وہ سب جو مسلمان کئے گئے)
مؤنث	واحد	مُسْلِمَةٌ (وہ ایک مسلمان کرنے والی)	مُسْلَمَةٌ (وہ ایک جو مسلمان کی گئی)
	تثنیہ	مُسْلِمَتَانِ (وہ دو مسلمان کرنے والیاں)	مُسْلَمَتَانِ (وہ دو جو مسلمان کی گئیں)
	جمع	مُسْلِمَاتٌ (وہ سب مسلمان کرنے والیاں)	مُسْلَمَاتٌ (وہ سب جو مسلمان کی گئیں)

[''یُسْلِمُ'' کی مضارع کی علامت ہٹا کر اس کی جگہ مُ لگانے اور ''ع'' کلمہ پر زیر (ـِـ) لگانے سے (اسم الفاعل)]

[''یُسْلِمُ'' کی مضارع کی علامت ہٹا کر اس کی جگہ مُ لگانے اور ''ع'' کلمہ پر زبر (ـَـ) لگانے سے (اسم المفعول)]

3 اسم ظرف

تعریف: اس اسم کو کہتے ہیں جس میں کام کرنے یا ہونے کی جگہ کا معنیٰ پایا جائے۔ اسم ظرف کی دو ڈائیاں ہیں (دو اوزان ہیں)۔

پہلا وزن مَفْعَلٌ اور دوسرا وزن مَفْعِلٌ ہے۔ ع کلمہ پر زبر [ـَـ] بھی آسکتی ہے اور زیر [ـِـ] بھی آسکتی ہے۔

مَفْعَلٌ کے ردھم پر آنے والے اسماء ظرف: ایسی مثالیں جس میں آخر سے پہلے حرف [ع کلمہ] کے اوپر زبر [ـَـ] آتی ہے۔

عَبَدَ یَعْبُدُ [عبادت کرنا]۔ مَفْعَلٌ کے ردھم پر آنے والے اسم ظرف **مَعْبَدٌ** کا معنیٰ [عبادت کرنے کی جگہ] ہے۔ عَبَدَ یَعْبُدُ سے اسم الفاعل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَابِدٌ [عبادت کرنے والا] اور اسم المفعول **مَعْبُوْدٌ** [جس کی عبادت کی جائے]۔ اور اسم ظرف **مَعْبَدٌ** [عبادت کرنے کی جگہ]۔

سَكَنَ يَسْكُنُ کا معنیٰ [رہائش رکھنا/رہنا] اور اسم ظرف **مَسْكَنٌ** کا معنیٰ [رہنے کی جگہ/رہائش گاہ] ہوگا۔

طَلَعَ يَطْلُعُ [طلوع ہونا]۔ اسم ظرف **مَطْلَعٌ** [طلوع ہونے کی جگہ]۔

طَعِمَ يَطْعَمُ [کھانا کھانا]۔ اسم ظرف **مَطْعَمٌ** [کھانا کھانے کی جگہ]۔

شَرِبَ يَشْرَبُ [پینا]۔ اسم ظرف **مَشْرَبٌ** [پینے کی جگہ]۔

قَعَدَ يَقْعُدُ [بیٹھنا]۔ اسم ظرف **مَقْعَدٌ** [بیٹھنے کی جگہ (سیٹ/بینچ وغیرہ)]۔

كَتَبَ يَكْتُبُ [لکھنا]۔ اسم ظرف **مَكْتَبٌ** [لکھنے کی جگہ]۔ چنانچہ مکتب سکول کو بھی کہتے ہیں، مکتب دفتر کو بھی کہتے ہیں مکتب (Desk) میز (Table) کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی لکھنے کی جگہ ہوتی ہے۔

دَخَلَ يَدْخُلُ [داخل ہونا]۔ اور **مَدْخَلٌ** [داخل ہونے کی جگہ]۔

خَرَجَ يَخْرُجُ [نکلنا]۔ **مَخْرَجٌ** [نکلنے کی جگہ]۔ جیسے پوچھا جاتا ہے کہ اس حرف کا مَخرَج کیا ہے؟

رَكِبَ يَرْكَبُ [سوار ہونا]۔ تو **مَرْكَبٌ** [سوار ہونے کی جگہ یعنی سواری وغیرہ]۔

مَفْعِلٌ کے ردھم پر آنے والے اسم ظرف: ایسی مثالیں جس میں آخر سے پہلے حرف (ع کلمہ) کے نیچے زیر [ِ] آتی ہے۔

جَلَسَ يَجْلِسُ کا معنیٰ [بیٹھنا]۔ اس سے (مَفْعِلٌ) کے وزن پر اسم ظرف **مَجْلِسٌ** [بیٹھنے کی جگہ]۔

نَزَلَ يَنْزِلُ [اترنا]۔ قافلے کے اترنے کی جگہ کو قافلے کی **مَنْزِلٌ** کہیں گے۔

شَرَقَ يُشْرِقُ [چمکنا] (باب افعال)۔ سورج کے چمکنے کی جگہ مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم ظرف **مَشْرِقٌ**۔ چنانچہ اشراق کی نماز کا وقت اس وقت نہیں جب سورج طلوع ہو بلکہ سورج طلوع ہونے کے بعد چمکنا شروع ہو جائے اس کی شعائیں نکل آئیں۔

غَرَبَ يَغْرِبُ [غروب ہونا/نگاہوں سے اوجھل ہونا] سورج کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کی جگہ (اسم ظرف) مَفْعِلٌ کے ردھم پر **مَغْرِبٌ** ہے۔

4 اسم آلہ

تعریف: جس لفظ میں کسی کام کرنے کے آلہ کا مفہوم پایا جائے کو اسم آلہ کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسم آلہ کے لئے عام طور پر استعمال ہونے والے الفاظ کی ڈائی **مِفْعَالٌ** ہے۔

فَتَحَ يَفْتَحُ [کھولنا]۔**فَاتِحٌ** [کھولنے والا]۔**مَفْتُوحٌ** [جس کو کھولا گیا] اور **مِفْعَالٌ** کے ردھم پر اسم آلہ **مِفْتَاحٌ** [کھولنے کا آلہ] (چابی)۔

صَبَحَ يَصْبَحُ [تاریکی کو دور کرنا]۔ جب تاریکی دور ہو جائے جب تاریکی چھٹ جائے اس وقت کو صبح کہتے ہیں۔تو **مِفْعَالٌ** کے ردھم پر اسم آلہ **مِصْبَاحٌ** کا معنیٰ ہوگا تاریکی دور کرنے کا آلہ (چراغ، بلب وغیرہ)۔

وَزَنَ يَزِنُ [وزن کرنا، تولنا]۔تو **مِفْعَالٌ** کے وزن پر اسم آلہ **مِيْزَانٌ** کا معنیٰ ہوگا [وزن کرنے یعنی تولنے کا آلہ (ترازو)]۔

5 اسم تفضیل

تعریف: ایسا اسم جو دو چیزوں کے درمیان تقابل کرنے کیلئے یا اعلیٰ ترین درجہ (Super-lative Degree) بیان کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

تفضیل کا مطلب ہوتا ہے کسی کو کسی پر فضیلت دینا۔ **فَضَّلَ يُفَضِّلُ** کا مصدر ہے **تَفْضِيْلٌ** [کسی کو فضیلت دینا]۔

اسم تفضیل کی مخصوص ڈائی اس کا مخصوص ردھم **اَفْعَلُ** ہے [ــَـ ــْـ ــَـ ــُـ]۔اس طرح کے کئی الفاظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتے ہیں مثال کے طور پر **اَصْغَرُ ، اَفْضَلُ ، اَكْبَرُ ، اَعْلَمُ** وغیرہ۔

اسم تفضیل دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

پہلا معنیٰ: اسم تفضیل تقابل (Comparison) کرنے کے لئے یعنی دو کے درمیان موازنہ کرنے کے لئے بھی آتا ہے۔مثال کے طور پر آپ کہتے ہیں خالد بھی عالم ہے حامد بھی عالم ہے لیکن خالد حامد کی نسبت زیادہ بڑا عالم ہے۔آپ تقابل کرنا چاہتے ہیں تو کہیں گے۔(**خَالِدٌ اَعْلَمُ مِنْ حَامِدٍ**) یہاں **اَعْلَمُ** کا لفظ خالد اور حامد کے درمیان تقابل (Comparison) کرنے کے لئے یعنی موازنہ کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔

دوسرا معنیٰ: بعض اوقات اسم تفضیل اعلیٰ ترین درجہ (Superlative Degree) کا معنیٰ پیدا کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کہیں کہ فلاں شخص اس کام میں اعلیٰ ترین درجے (Superlative Degree) پر فائز ہے۔**مثال کے طور پر**: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** اس کا مطلب ہوگا اللہ کبریائی کے لحاظ سے / بڑا ہونے کے اعتبار سے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہے اس سے بڑھ کر معاذ اللہ کبریائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اسی طرح **اَللّٰهُ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ** میں **اَحْكَمُ** کا لفظ اسم تفضیل ہے۔اسم تفضیل یا تو تقابل / موازنہ (Comparison) کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے یا اعلیٰ ترین درجہ بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہاں کس معنیٰ میں ہے۔ پہچان بہت آسان ہے اوراس کے لئے ایک آسان سافارمولہ ہے۔

تقابل / موازنہ اور اعلیٰ ترین درجہ کا فارمولہ: اگر اسم تفضیل یعنی اَفْعَلُ کے ردھم پر استعمال ہونیوالے اسم کے بعد مِنْ (Preposotion) حرف جر آرہا ہے تو پھر تقابل کا معنٰی پیدا کرنے کیلئے استعمال ہوگا۔اور اگر مِنْ کا حرف جر **نہیں آرہا** تو پھر اسم تفضیل اعلیٰ ترین درجے (Superlative Degree) کا معنٰی پیدا کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** یہاں تقابل نہیں ہے۔کیا مراد یہ ہے: کہ کچھ اور بھی بڑے ہیں اوراللہ ان کی نسبت زیادہ بڑا ہے۔نہیں بلکہ اللہ کبریائی کے اعتبار سے بڑے ہونے کے لحاظ سے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہے، اس سے بڑھ کر کبریائی کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ **اَللّٰہُ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ** یعنی اس کے پاس فیصلہ کرنے کی جو قوت ہے وہ اعلیٰ ترین درجے پر ہے اس سے بڑھ کر کوئی فیصلہ کرنے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح فرمایا! **اَللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ**۔ اگر ہوتا اَللّٰہُ اَحْسَنُ مِنَ الْخَالِقِیْنَ پھر ہوتا کہ یہاں تقابل کرنے کے لئے ہے کہ معاذ اللہ کچھ اور بھی پیدا کرنے والے ہیں اللہ نسبتاً بہتر پیدا کرنے والا ہے۔لیکن یہاں یہ معنٰی نہیں ہوگا کیونکہ یہاں پہلے مِنْ (Prepostion) نہیں ہے چنانچہ **اَللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ** کا معنٰی ہوگا[اللہ بہترین پیدا فرمانے والا ہے]۔یعنی پیدا کرنے کی صفت میں اللہ رب العزت اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہے، اس کی تخلیق میں کسی قسم کا کوئی نقص یا عیب نہیں ہے۔

خَیْرٌ اور **شَرٌّ** اگرچہ اَفْعَلُ کے وزن پر استعمال ہونے والے الفاظ نہیں ہیں لیکن عربی گرامر والوں نے خَیْرٌ اور شَرٌّ کو بھی اسم تفضیل قرار دیا ہے یعنی یہ دو الفاظ بھی یا تو استعمال ہوتے ہیں تقابل کرنے کے لئے یا اعلیٰ ترین درجہ (Superlative degree) کا معنٰی دینے کے لئے۔

حدیث کے الفاظ ہیں: **شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَا تُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ**.. (**صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة و الخطبة**)۔ شَرَّ الْاُمُوْرِ [بدترین کام]۔ مُحْدَثَۃٌ (نیا پیدا کیا جانے والا کام (مُحْدَثَاتٌ جمع ہے) مُحْدَثَاتُھَا میں (ھا) ضمیر اُمُوْر (جوامُرٌ کی جمع مکسر غیر عاقل ہے) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ **مُحْدَثَاتُھَا** [نئے پیدا کئے جانے والے کام] جو دین سمجھ کر نیکی سمجھ کر اپنی طرف سے ایجا کر لئے جائیں اور نبی مکرم ﷺ کی مہر تصدیق اس پر ثبت نہ ہو بدترین کام ہیں۔ دین میں اپنی طرف سے عبادت کرنے کا کوئی نیا طریقہ کوئی نیا اضافہ ایجاد کیا جائے، بظاہر وہ کام بڑا خوشنما معلوم ہوتا ہو، نیکی کا کام دکھائی دے رہا ہو لیکن ہوتا وہ بدترین کام ہے۔ **مثلاً**: نماز جنازہ سے پہلے کوئی شخص اگر تکبیر کہنا شروع کردے بظاہر تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی لے رہا ہے لیکن چونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز جنازہ ادا کی تھی اس میں یہ عمل شامل نہیں تھا اس لئے اب اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ نماز جنازہ سے پہلے اذان کہے گا یا نماز عید سے پہلے کوئی شخص اذان کہے گا تو اس کا یہ اذان کہنا گناہ کرنے سے بھی زیادہ بدترین کام ہوگا۔ نیا ایجاد کردہ کام خوشنما بڑا نیکی کا کام دکھائی دے رہا ہوتا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے تو ایسا کام گناہ سے بھی بدترین تصور کیا جائے گا۔ کوئی شخص اذان سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھنا شروع کردے، کوئی شخص اذان کے بعد دین میں نئے کام کے طور پر سورہ فاتحہ شروع کردے تو اس کا اس طرح آیت الکرسی اور سورۃ فاتحہ پڑھنا بدترین کام ہوگا۔ اگرچہ یہ کام پاکیزہ اور نیکی دکھائی دیتے ہیں لیکن ان پر اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول ﷺ کی مہر نہیں لگی، یہ اللہ کے رسول ﷺ کے قول اور فعل سے ثابت نہیں ہیں۔فرمان نبوی/حدیث رسول ﷺ ہے! اِنَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.. (سنن النسائی۔ کتاب صلوۃ العیدین باب کیف الخطبۃ رقم الحدیث 1579)

ترجمہ: بدترین کام (عمل) دین میں نیا ایجاد کردہ کام ہے۔دین میں نیا ایجاد کردہ ہر کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ڈال دی جائے گی (یعنی ایسا کام کرنے والے دوزخی ہونگے)۔

6 اسم مبالغہ

تعریف: افعال سے بنے وہ اسمائے مشتقہ جن میں کثرت کا مفہوم پایا جائے اسم مبالغہ کہلاتے ہیں۔

اسم مبالغہ کے پانچ اوزان ہیں۔

1. **فَعْلَانُ:** یہ اسم کا ایک مخصوص ردھم ہے اس ردھم پر استعمال ہونے والے اسماء اسماءِ مبالغہ ہیں۔**مثلاً:** **رَحْمَانُ** [بہت زیادہ رحم کرنے والا]۔ **غَضْبَانُ** [بہت زیادہ غضب/غصے والا]۔ **عَطْشَانُ** [بہت پیاسا]۔
2. **فَعَّالٌ** : یہ بھی ایک مخصوص ردھم ہے جو مبالغہ کا معنٰی پیدا کرتا ہے۔**مثلاً:** **عَلَّامٌ** [بہت زیادہ جاننے والا]۔
3. **فَعِيْلٌ** : **مثلاً:** **عَلِيْمٌ** اس کا معنٰی [بہت زیادہ جاننے والا]۔
4. **فَعُوْلٌ** : **مثلاً:** **غَفُوْرٌ** [بہت زیادہ بخشنے والا]۔
5. **فَعَّالَةٌ** : **مثلاً:** **عَلَّامَةٌ** [بہت زیادہ علم رکھنے والا]۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ کریں، ان میں سے اسمائے مشتقہ نکالیں اور ان کی اقسام لکھیں۔

1. اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ (المنافقون:1/63)

نَافَقَ يُنَافِقُ سے اسم الفاعل **مُنَافِقٌ** اور اسکی جمع **مُنَافِقُوْنَ** ہے۔اِنَّ کی وجہ سے **مُنَافِقُوْنَ** حالت نصب میں چلا گیا اور **مُنَافِقِيْنَ** بن گیا۔

كَذَبَ يَكْذِبُ سے اسم الفاعل ہے **كَاذِبٌ** اور اس کی جمع **كَاذِبُوْنَ** ہے۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً منافق جھوٹے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❷ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (ھود:43/11)

عَصَمَ یَعْصِمُ [بچانا]۔بچانے والے کے لئے لفظ ہوگا عَاصِمٌ اور جس کو نافرمانی سے بچالیا جائے اس کا مجہول (Passive) مَفْعُوْلٌ کے ردھم پر مَعْصُوْمٌ ہے۔ مَعْصُوْمٌ عَنِ الْخَطَاءِ [غلطی سے مبّرا، غلطی سے پاک]۔نوح علیہ اسلام نے اپنے بیٹے سے کہا! بیٹا آجاؤ سیلاب آرہا ہے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہوجاؤ کلمہ پڑھ لو۔اس نے کہا! مجھے سیلاب کی کیا پرواہ ہے میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا۔ لَا کی وجہ سے عَاصِمٌ سے عَاصِمَ ہوگیا اور حالت نصب میں چلا گیا ہے۔

ترجمہ: آج اللہ کے حکم یعنی اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

❸ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (القصص:77/28)

اَفْسَدَ یُفْسِدُ سے اسم الفاعل مُفْسِدٌ اور اس کی جمع مُفْسِدُوْنَ مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں مُفْسِدِيْنَ استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ: یقیناً اللہ نہیں پسند کرتا ہے فساد کرنے والوں کو [اللہ زمین کا نظام بگاڑنے والے لوگوں سے شدید نفرت کرتا ہے]۔

❹ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّارَيْبَ فِيْهِ (آل عمران:9/3)

جَمَعَ یَجْمَعُ سے اسم الفاعل جَامِعٌ ہے۔اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ [(اے اللہ!) یقیناً تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو]۔لِيَوْمٍ [اس دن میں]۔لَارَيْبَ فِيْهِ [جس دن (کے آنے) میں کوئی شک نہیں ہے]۔

ترجمہ: یقیناً تو (اے رب) لوگوں کو اس دن جمع کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

❺ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (الرعد:16/13)

خَلَقَ، یَخْلُقُ سے اسم الفاعل خَالِقٌ ہے۔

ترجمہ: اللہ ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) ہے۔

www.KitaboSunnat.com

❻ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ (البقرہ:153/2)

صَبَرَ یَصْبِرُ سے صَابِرٌ اسم فاعل ہے اور اس جمع کی صَابِرُوْنَ ہے۔ مَعَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے الصَّابِرِيْنَ حالت نصب میں ہوگیا۔

ترجمہ: یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

❼ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (الحج:73/22)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طَلَبَ، يَطْلُبُ[مانگنا]۔مانگنے والے کے لئے لفظ طَالِبٌ اور جس سے مانگا جائے اس کا مجہول(Passive)مَفْعُوْلٌ کے ردھم مَطْلُوْبٌ ہے۔

ترجمہ: کمزور واقع ہوا مانگنے والا اور جس سے مانگا گیا ہے۔

8 اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ (یوسف:53/12)

اَمَرَ، يَاْمُرُ [حکم دینا]اس سے مبالغے کے وزن فَعَّالٌ کے ردھم پر اسم مبالغہ کا صیغہ اَمَّارٌ استعمال ہوگا۔ غَفَّارٌ کا معنٰی [بہت زیادہ بخشنے والا]۔عَلَّامٌ [بہت زیادہ جاننے والا]۔اَمَّارٌ کا معنٰی ہوگا[بہت زیادہ حکم دینے والا]۔اَمَّارٌ کی مؤنث اَمَّارَةٌ ہے۔اِنَّ النَّفْس [یقیناً نفس]۔ لَاَمَّارَةٌ۔لَ [یقیناً]۔[یقیناً یقیناً نفس بہت زیادہ حکم دینے والا ہے]۔بِالسُّوْءِ [برائی کا]۔برائی کا بہت زیادہ حکم دینے والا سے مراد ہے کہ نفس برائی پر بہت زیادہ انگیخت کرنے والا ہے/برائی پر اکسانے والا ہے۔

نفس کے اس حصے کو جو انسان کو اللہ کی نافرمانی پر بہت زیادہ اکساتا رہتا ہے قرآن مجید کی اصطلاح میں نَفْسٌ اَمَّارَةٌ کہتے ہیں۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً نفس برائی پر بہت زیادہ اکسانے والا ہے۔

9 اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ○ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ○ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ○ (العادیات:6-8/100)

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۔(لَكَنُوْدٌ)اصل میں(لَ+كَنُوْدٌ) ہے۔كَنَدَ، يَكْنُدُ سے كَنُوْدٌ[بہت زیادہ ناشکرا]مبالغے کے ایک وزن فَعُوْلٌ کے ردھم پر كَنُوْدٌ اسم مبالغہ ہے۔[یقیناً یقیناً انسان اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے]۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۔(شَاهِدٌ)[گواہی دینے والا] فَعِيْلٌ کے وزن پر۔شَهِيْدٌ [بہت زیادہ گواہی دینے والا])۔[اور یقیناً یقیناً وہ اس بات پر اپنے عمل سے بہت زیادہ گواہی دینے والا ہے]۔اس کا ایک ایک عمل اس بات کی غمازی کر رہا ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کا ناشکرا ہے۔اس کے احکامات سے بہت زیادہ بے وفائی کا ارتکاب کرنے والا ہے۔اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈالنے والا ہے۔اذان ہوگئی ہے وہ کاروبار میں لگا ہوا ہے دنیا کو ترجیح دے رہا ہے یا وہ نیند کو ترجیح دے رہا ہے، وہ آرام طلبی کو ترجیح دے رہا ہے اور اس کا ایک ایک عمل اس بات کی گواہی (شھادت) فراہم کر رہا ہے۔

رہبانیت میں راہبوں کے نزدیک دنیا فِي نَفْسِهٖ شَرٌّ ہے۔دنیا کا مال حاصل کرنا/کسب معاش کرنا ان کے ہاں تقربّ اِلَی اللہ اور ولایت کے منافی عمل ہے۔وہ کہتے ہیں دنیا کمانے سے نعوذ باللہ! اللہ دور ہو جاتا ہے۔قرآن مجید میں خَيْرٌ کا لفظ دنیا کے مال و دولت کے لئے استعمال ہوا ہے قرآن نے کہا نہیں دنیا اپنے وجود میں تو شَرٌّ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کی حد تک خَيْرٌ ہے۔ شَرٌّ کا پہلو اس میں خود انسان پیدا کرتا ہے۔قرآن کہتا ہے زیادہ سے زیادہ کماؤ تا کہ تم زیادہ سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔قرآن مجید میں ہے! جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ(التوبہ:41/9)[جہاد کرو اپنے مالوں کے ذریعے اور اپنی جانوں کے ذریعے اللہ کے راستے میں]۔لیکن اس مال کو اللہ کی نافرمانی میں خرچ کر کے انسان خود اس میں شَرٌّ کا پہلو پیدا کرتا ہے ورنہ وہ مال اپنے وجود میں تو شَرٌّ نہیں ہے۔ہمارے ہاں بھی کچھ حضرات نے رہبانیت سے یہ عقیدہ لے کر اپنے آپ کو کسب معاش کی فکر سے آزاد کر لیا ہے، تا کہ وہ (اپنے خیال کے مطابق) اللہ کا تقربّ اور اللہ کی ولایت زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں۔جنگلوں اور صحراؤں اور بیابانوں میں نکل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور اپنے آپ کو کسب معاش کی فکر سے آزاد کرلیا۔ نہ شادی کی فکر نہ بچوں کی فکر روزگار کمانے کی فکر سے آزاد ہو گئے اور یہ ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے، رہبانیت کی طرح یہ سمجھتے ہوئے کہ اس سے انہیں اللہ کا زیادہ تقرب حاصل ہوگا۔ لیکن یہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی علامت یا دلیل نہیں ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے معاشرتی زندگی (Social life) بسر کی رعمرانی زندگی بسر کی۔ تو ایسی زندگی بسر کرنا ہی تقرّب اِلَی اللّٰہ اور ولایت کی علامت ہے۔

قرآن نے دنیا کے مال کو اس کے وجود کی حد تک خَیرٌ سے تعبیر کیا ہے۔ کہا! وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ۔ وجہ کیا ہے؟ کہ وہ (انسان) ہم سے بہت دور ہے وہ ہمارا بڑا بے وفا ہے اور یقیناً یقیناً وہ مال کی محبت میں بہت شدید واقع ہوا ہے/ بڑا سخت واقع ہوا ہے۔ معنٰی کریں گے [اور یقیناً یقیناً اسے (انسان کو) مال سے بڑی شدید محبت ہے] بس وہ اس کو ترجیح دیئے جا رہا ہے اور ہمارے احکامات سے بے وفائی کا ارتکاب کر رہا ہے۔

ترجمه: اور یقیناً انسان اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے اور یقیناً وہ اس بات پر گواہ ہے اور یقیناً وہ مال کی محبت میں شدید (منہمک) ہے۔

10 فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (الغاشیه:21/88)

ذَكَّرَ يُذَكِّرُ (کسی کو بھولی ہوئی بات یاد دلانا)۔ اللہ سے جو عہد کیا گیا ہے انسان اس عہد کو فراموش کر بیٹھا ہے اس کو وہ عہد یاد دلانا یعنی وعظ و نصیحت کرنا۔ فَذَكِّرْ (ف+ذَكِّرْ)۔ ذَكِّرْ فعل امر ہے [پس (آپ ﷺ! انسان نے اللہ سے جو عہد کیا تھا ر کر رکھا ہے) اسے اچھی طرح یاد کرائیں]۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ [بس آپ تو یاددہانی کرانے والے] آپ ﷺ تو ہیں ہی وعظ و نصیحت کرنے والے/اس سے زیادہ آپ ﷺ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ آگے آیت ہے لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ [آپ ﷺ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں] آپ ﷺ ان تک (اہتمام سے) بات پہنچا دیجیے یہ مانیں یا نہ مانیں آپ ﷺ کی ذمہ داری ختم۔ آپ ﷺ سے باز پرس نہیں کی جائے گی۔ نہیں مانتے تو نہ مانیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں ہم خود ہی ان سے نمٹ لیں گے۔ ذَكَّرَ يُذَكِّرُ کا تعلق باب تفعیل سے ہے، جس میں اہتمام، تدریج اور کثرت پائی جاتی ہے۔

ترجمه: تو (اے نبی مکرم ﷺ) ان کو (بڑے اہتمام سے/وضاحت سے) یاددہانی کرا دیجیے۔ یقیناً آپ ﷺ یاددہانی کرانے والے ہیں۔

11 وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الانعام:141/6)

وَلَا تُسْرِفُوْا [اور تم اسراف نہ کرو رفضول خرچی نہ کرو] حد سے نہ بڑھو، اپنی دولت کو بیجا سرف نہ کرو، اللّے تللّوں پر خرچ نہ کرو۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ [یقیناً وہ (اللہ) پسند نہیں کرتا ہے اسراف کرنے والوں کو]۔ وہ ایسے لوگوں سے محبت نہیں کرتا روہ پسند نہیں کرتا، یعنی وہ نفرت کرتا ہے۔

ترجمه: اور تم فضول خرچی نہ کرو یقیناً وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

12 اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرة:222/2)

تَوْبَةٌ سے فَعَّالٌ کے ردھم پر لفظ تَوَّابٌ استعمال ہوتا ہے یہ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے؛ بہت زیادہ توبہ کرنے والا رکثرت سے توبہ کرنے والا۔ اپنے گناہوں پر ندامت اور شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ سے کثرت سے معافی مانگنے والا۔ تَوَّابٌ کی جمع التَّوَّابِيْنَ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التَّوَّابِیْنَ [بے شک اللہ (کثرت سے) توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے]۔ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ مفسرین کہتے ہیں کہ توبہ باطن کی صفائی اور پاکیزگی کا نام ہے۔ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دل پر ایک نجس نکتہ بن جاتا ہے۔ پھر جب توبہ کر لیتا ہے تو وہ نکتہ ڈھل جاتا ہے۔ جبکہ طہارت ظاہر کی پاکیزگی کا نام ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جن کا باطن بھی پاک وصاف ہو اور ظاہر بھی پاک وصاف ہو (جن کا تن بھی اجلا ہو اور من بھی اجلا ہو)۔ راہبوں کے نزدیک زیادہ سے زیادہ گندا رہنا اللہ کے قریب ترین ہونے کی علامت تھی۔ کئی کئی روز تک غسل نہیں کرتے تھے، غلیظ اور نجس رہتے تھے۔ ہمارے ہاں بھی رہبانیت سے ہی یہ عقیدہ آ گیا کہ جو شخص جتنا زیادہ نجس رہے / جتنا زیادہ غلیظ اور نجس ہو، معاذ اللہ وہ اتنا ہی اللہ کے قریب سمجھا جاتا ہے / اتنا ہی پہنچا ہوا مانا جاتا ہے۔ اللہ کے قریب ہونے کا یہ عقیدہ رہبانیت کا ہے۔ قرآن اس کی نفی کر رہا ہے۔ قرآن کہتا ہے اللہ کے محبوب وہ ہیں جن کا من (باطن) بھی اجلا ہو اور جن کا تن (ظاہر) بھی اجلا ہو۔

ترجمہ: یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

13 فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ .. (القمر:10/54)

فَدَعَا رَبَّهٗٓ [تو اس نے (نوحؑ نے) اپنے رب سے دعا کی]۔ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ [میں مغلوب ہوں / بے بس ہوں]۔ مَغْلُوْبٌ اسم مفعول ہے۔ جو غلبہ والا ہو اس کو غَالِبٌ کہتے ہیں اور جس پر غلبہ پا لیا جائے اس کو مَغْلُوْبٌ کہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں بے بس ہوں حالات مجھ پر غالب آ چکے ہیں۔ فَانْتَصِرْ (فَ + اِنْتَصِرْ) نَصَرَ یَنْصُرُ [مدد کرنا] اور اِنْتَصَرَ یَنْتَصِرُ [اہتمام سے مدد کرنا / خاص مدد کرنا] لہٰذا فَانْتَصِرْ کا معنیٰ ہو گا [تو تُو مدد کرنے کا بندوبست فرما / اپنا کرم فرما / اپنی نظر عنایت فرما] اللہ حالات تو ایسے نظر نہیں آ رہے لیکن تُو ہی کوئی غیب سے مدد کرنے کا اہتمام فرما۔ اُنْصُرْ [تُو مدد کر] میں اور اِنْتَصِرْ [تو تُو مدد کرنے کا بندوبست فرما / اپنا کرم فرما / اپنی نظر عنایت فرما] میں یہ فرق ہے۔

ترجمہ: تو انھوں نے اپنے رب سے دعا کی میں مغلوب ہوں / بے بس ہوں تو تو خاص مدد فرما۔

14 وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ○ (الجن:18/72)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ [مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں]۔ مَسْجِدٌ اسم ظرف ہے۔ فَلَا تَدْعُوْا [تو تم نہ پکارو]۔ مَعَ اللّٰهِ [اللہ کے ساتھ]۔ اَحَدًا [کسی کو]۔ ایک اللہ کے علاوہ کسی کو پکارنا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور اللہ کے ساتھ کسی کو پکارنا مَعَ اللّٰهِ ہوتا ہے۔ یعنی اللہ کو بھی پکارنا اور کسی اور ہستی کو بھی پکارنا۔ اللہ کے نام سے پہلے بھی پکارنے کے معنیٰ والا حرف ندا یَا لگا دینا اور کسی اور ہستی کے ساتھ بھی پکارنے والا حرف ندا یَا لگا دینا۔ یہاں اس سے منع کیا جا رہا ہے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اللہ کو بھی پکار رہے ہو اور ساتھ ساتھ کسی اور ہستی کو بھی پکار رہے ہو، یہ شرک ہے۔

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15 فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا O (الکھف:61/18)

فَلَمَّا بَلَغَا [توجب وہ دونوں پہنچ گئے]۔ مَفْعَلٌ کے ردھم پر مَجْمَعٌ اسم ظرف ہے۔جس طرح مَعْبَدٌ عبادت کرنے کی جگہ،مَكْتَبٌ لکھنے کی جگہ، مَسْكَنٌ رہنے کی جگہ ہوتی ہے اسی طرح مَجْمَعٌ کا مطلب جمع ہونے /اکٹھے ہونے کی جگہ ہے۔مَجْمَعٌ اسم ظرف ہے۔مَجْمَعَ مفعول ہونے کی وجہ سے یہاں حالت نصب میں ہے۔ موسیٰ اوران کے ساتھی یوشع بالنونؑ دونوں پہنچ گئے، مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا [ان دونوں کے درمیان جمع (اکٹھے) ہونے کی جگہ تک] جہاں موسیٰؑ اور خضرؑ نے جمع ہونا (ملنا) تھا۔موسیٰؑ اوران کے ساتھی نے کچھ دیر آرام کیا، جب اٹھے تو مچھلی وہیں بھول گئے اور آگے چل پڑے۔ نَسِيَا حُوْتَهُمَا [اوروہ دونوں اپنی مچھلی بھول گئے]۔جب یاد آیا پھر واپس آئے تو خضرؑ وہاں موجود تھے۔

ترجمہ: توجب وہ دونوں پہنچ گئے ان دونوں کے درمیان جمع ہونے (اکٹھے ہونے) کی جگہ تک وہ دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے۔

16 وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ O (الانعام:59/6)

وَعِنْدَهٗ [اوراس (اللہ) کے پاس ہیں]۔ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ [غیب کی چابیاں]۔مِفْتَاحٌ اسم آلہ ہے اس کی جمع مَفَاتِحُ ہے۔
جس طرح کمپیوٹر کی چابیاں (Keys of Computer) ہوتی ہیں اوراس کے (Key Board) کو چابیوں کا تختہ کہتے ہیں، اللہ رب العزت کا بھی لوحِ محفوظ کا کوئی جدید ترین Computrized نظام ہوگا۔انسانی عقل سے بالا کوئی جدید ترین نظام ہوگا اوراس کی چابیاں Keys ہیں۔ اوران چابیوں کو اس (اللہ) کے علاوہ اورکوئی نہیں جانتا۔وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ [اوراس ہی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں]۔لَا يَعْلَمُهَا [کوئی نہیں جانتا ان کو]۔اِلَّا هُوَ [مگر وہ (اللہ)]۔وہی اس کائنات کے نظام کا خالق ہے اوراس کے نظام کی پیچیدگیوں کو اس کے سوا اورکوئی نہیں جانتا۔

ترجمہ: اوراس (اللہ) کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اوراس کے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔

17 فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ O (المومنون:14/23)

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ [تو بڑا بابرکت ہے اللہ]۔ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ [بہترین پیدا کرنے والا]۔اَفْعَلُ کے ردھم پر استعمال ہونے والے اسم تفضیل کے بعد حرف جر مِنْ آرہا ہو تو وہ اسم تفضیل تقابل کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اگر اسم تفضیل کے بعد مِنْ حرف جر نہ آرہا ہو تو وہ اعلیٰ ترین درجہ کا معنیٰ پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اگر یہاں اس طرح ہوتا اَحْسَنُ مِنَ الْخٰلِقِيْنَ پھر ترجمہ کرتے: (معاذ اللہ) پیدا کرنے والوں سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔لیکن یہاں مِنْ نہیں یہاں کوئی تقابل نہیں۔ یہاں اعلیٰ ترین درجہ ہے۔تو معنیٰ ہوگا: بڑا بابرکت ہے اللہ بہترین پیدا فرمانے والا (وہ پیدا کرنے کی صفت میں اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہے)۔

ترجمہ: تو اللہ بڑا بابرکت ہے بہترین پیدا فرمانے والا ہے۔

18 وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ O (المومنون:118/23)

وَقُلْ [اور کہہ دیجیے] رَّبِّ اغْفِرْ [اے میرے رب تو بخش دے]۔وَارْحَمْ [اور تو رحم فرما]۔وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ [اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے! اے میرے رب تو بخش دے اور رحم کر دے اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے۔

19 اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ ۝ (ابراھیم:14/34)

اِنَّ الۡاِنۡسَانَ [یقیناً انسان]۔لَظَلُوۡمٌ اصل میں (لَ + ظَلُوۡمٌ) ہے۔لَ [یقیناً]۔اسم مبالغہ کے وزن فَعُوۡلٌ کے ردھم پر ظَلُوۡمٌ [بہت زیادہ ظلم کرنے والا]۔اور اسم مبالغے کے وزن فَعَّالٌ کے ردھم/وزن پر كَفَّارٌ [بہت زیادہ ناشکرا ہے]۔[یقیناً انسان اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کرنے والا ہے۔كَفَّارٌ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کا بہت زیادہ ارتکاب کرنے والا ہے]۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً انسان بڑا ہی ظالم (حق بات کو نہ ماننے والا) اور بڑا ہی ناشکرا (اللہ کی نعمتوں کا ناقدردان) ہے۔

20 اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ۝ (الذاریات:51/58)

فَعَّالٌ کے ردھم پر اسم مبالغہ رَزَّاقٌ ہے۔رَزَّاقٌ [بہت زیادہ رزق عطا فرمانے والا]۔اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاق [یقیناً اللہ ہی بہت زیادہ رزق عطا فرمانے والا ہے]۔جو دینے سے کبھی اکتاہٹ محسوس نہ کرے ہر وقت دیتا رہے۔اس میں مبتدا اَللّٰهَ اور خبر الرَّزَّاقُ دونوں معرفہ ہیں اور درمیان میں اللہ کی نسبت سے هُوَ کی ضمیر ہے اس لیے اس میں حصر کا معنٰی پیدا ہو رہا ہے اور ترجمہ میں [ہی] بھی آئے گا۔یقیناً اللہ ہی بہت رزق عطا فرمانے والا ہے۔رزاق جس کا فارسی میں داتا معنٰی کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: یقیناً اللہ ہی بہت زیادہ رزق عطا فرمانے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الرابع والعشرون

منصوبات

سبق نمبر 24

تعریف: ایسے اسماء جو کسی نہ کسی وجہ سے حالت نصب میں استعمال ہوں **منصوبات** کہلاتے ہیں۔

عربی زبان میں اسماء اور مصدر میں اصلی حالت میں آخری حرف پر پیش[ـُ] آتی ہے۔ یہ پیش[ـُ] اکہری(Single)[ـُ] بھی ہوسکتی ہے اور دوہری(Double)[ـٌ] بھی۔ اسی طرح عربی زبان میں کچھ الفاظ حالت نصب میں استعمال ہوتے ہیں یعنی ان کے آخر میں اکہری(Single) زبر [ـَ] یا دوہری (Double) زبر[ـً] آتی ہے (تنوین آتی ہے)۔

سبق نمبر ⓫ میں پڑھ چکے ہیں۔

❶ اِنَّ اور اس کے ساتھی حروف کے بعد آنے والا اسم حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔ اَلْكِتَابُ سے پہلے اِنَّ آجائے تو اِنَّ الْكِتَابَ کہتے ہیں۔

❷ جو اسم کسی جملے میں مفعول بن کر استعمال ہو رہا ہو وہ اسم بھی حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کہنا ہو! **خالد نے حامد کو مارا** تو کہیں گے ضَرَبَ خَالِدٌ [خالد نے مارا] کس کو؟ حامد کو۔ تو اس کے لیے عربی زبان میں مفعول حَامِدٌ کی بجائے حَامِدًا کہیں گے۔ ضَرَبَ خَالِدٌ حَامِدًا (حَامِدًا حالت نصب میں ہے)۔

منصوبات کی اقسام: وہ اسماء جو مندرجہ بالا دو وجوہات (جن کا اوپر ذکر کر دیا گیا) کے علاوہ بھی حالت نصب میں استعمال ہوتے ہیں منصوبات کہلاتے ہیں۔ منصوبات کی دس (10) اقسام ہیں۔

❶ **حال:** وہ اسم جو کسی جملے میں استعمال ہو رہا ہو اور وہ کسی کی حالت کو بیان کر رہا ہو کہ فلاں بندے نے جب یہ کام کیا تھا تو اس کی حالت کیا تھی۔
مثلاً: کوئی شخص کمرے میں داخل ہوا۔ وہ جب کمرے میں داخل ہوا تھا تو اس کی حالت کیا تھی۔ آیا کہ وہ داخل ہوتے ہوئے اس حالت میں تھا کہ وہ رو رہا تھا یا ہنس رہا تھا یا بالکل چپ چاپ تھا۔ لہٰذا جو اسم کسی حالت کو بیان کرے اس کو اسمِ **حال** کہتے ہیں اور اسمِ **حال** حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔ **مثلاً:** **دَخَلَ الْوَلَدُ فِي الْغُرْفَةِ** [لڑکا کمرے میں داخل ہوا] **ضَاحِكًا** [ہنستے ہوئے] یا **بَاكِيًا** [روتے ہوئے] یا **سَاكِتًا** [خاموش]۔ یہ تینوں اسماء لڑکے کے داخل ہونے کی حالت کو بیان کر رہے ہیں اس لیے حالت نصب میں ہیں۔

❷ **تمیز:** اردو زبان میں بعض جملوں میں **لحاظ سے** یا **اعتبار سے** کے الفاظ استعمال ہو رہے ہوتے ہیں۔ جیسے فلاں بندہ **زبان کے لحاظ سے** اچھا ہے۔ فلاں بندہ معاملے کے لحاظ سے اچھا ہے۔ کسی بھی آدمی کا کوئی خاص امتیازی پہلو ہوسکتا ہے یا کسی چیز کا بھی کوئی خاص پہلو ہوتا ہے **مثلاً:** یہ بلڈنگ **قیمت کے لحاظ سے** یا **صفائی کے لحاظ سے** یا **محل وقوع کے لحاظ سے** اچھی ہے۔ تو جو اسم کسی پہلو کو واضح کرے ، کسی پہلو کو معین کرے یا جو اسم کسی چیز کے مختلف پہلوؤں میں تمیز یا فرق کرے اور اردو زبان میں ترجمہ کرتے وقت جس کے اردو معنٰی میں **لحاظ سے** یا **اعتبار سے** آ رہا ہو وہ اسمِ **تمیز** کہلاتا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسمِ تمیز بھی حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔ **مثلاً**: هٰذِهِ الْمَدْرَسَةُ جَيِّدَةٌ (یہ سکول اچھا ہے) دِرَاسَةً [پڑھائی کے لحاظ سے] یا نِظَامًا [انتظام Discipline کے لحاظ سے] یا نَظَافَةً [صفائی کے لحاظ سے]۔ان تمام اسماء کو اسمِ **تمیز** کہیں گے اور تمیز ہونے کی وجہ سے یہ اسماء حالت نصب میں استعمال ہوتے ہیں۔

3 مفعول مطلق یا تاکیدی مصدر: اردو زبان میں بھی بعض اوقات کوئی جملہ بولتے ہیں اور اس جملے میں فعل کا کوئی لفظ استعمال کرتے ہیں لیکن تسلی نہیں ہوتی اس لئے تاکید کا معنٰی پیدا کرنے کیلئے اس **فعل کا مصدر** پھر دوبارہ استعمال کرتے ہیں مثلاً: کسی کو کہتے ہیں [صبر کرو صبر] جب کہ صبر کرو فعل امر ہے۔لیکن پھر [صَبْرٌ] کا لفظ دوبارہ دہرایا تا کہ تاکید کا معنٰی پیدا ہو جائے۔تاکید کا معنٰی پیدا کرنے کے لیے کہا صبر کرو صبر، شکر کرو شکر۔شکر کرو جان بچ گئی خوامخواہ چیخ چلا رہے ہو شکر کرو شکر۔حالانکہ ایک ہی لفظ شکر کرو پورا جملہ ہے۔لیکن شُكْرٌ کے لفظ کو دہرایا تا کہ شکر کرو کے مفہوم میں تاکید کا زور کا (Strees) کا معنٰی پیدا کر سکیں۔

عربی زبان میں بھی بعض اوقات کسی **فعل** کے بعد اس **فعل** کا مصدر استعمال ہو رہا ہوتا ہے اس **فعل** کے مصدر کو **مفعولِ مطلق** کہیں گے۔اِصْبِرْ صَبْرًا [صبر کرو صبر]۔اُشْكُرْ شُكْرًا [شکر کرو شکر]۔یا کہنا چاہتے ہیں جس طرح کہ شکر ادا کرنے کا حق ہے تو خالی نَشْكُرُكَ (ہم تیرا شکر کرتے ہیں) نہیں کہیں گے بلکہ نَشْكُرُكَ شُكْرًا کہیں گے۔

جس طرح اردو زبان میں پورا جملہ دہرانے کے بجائے صرف ایک لفظ بول کر اس پر اکتفا کرتے ہیں۔مثال کے طور پر پورا جملہ [صبر کرو] کی بجائے خالی صبر کہہ دیتے ہیں یا صبر صبر۔مثلاً سامنے سے کوئی تیزی سے سائیکل پر آرہا ہو تو کہتے ہیں صبر صبر حالانکہ پورا جملہ صبر کرو صبر ہے۔کسی کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو اسے محض ایک لفظ **شکریہ** کہہ دیتے ہیں سننے والے کو بات سمجھ آجاتی ہے کہ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔اسی طرح عربی زبان میں بھی بعض اوقات پورا جملہ کو بولنے کی بجائے صرف ایک لفظ بولنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ایسا ایک لفظ **مفعول مطلق** کہلائے گا اور وہ **حالت نصب** میں استعمال ہوگا۔

پورا جملہ ہے اَنَا اَشْكُرُكَ شُكْرًا لیکن خالی **شُكْرًا** کہہ دیتے ہیں۔عربوں کو اگر یہ کہا جائے تو وہ جواب میں دعا دیتے ہوئے ایک لفظ مفعول مطلق عَفْوًا کہتے ہیں۔جبکہ عَفْوًا کا پورا جملہ اس طرح ہوتا ہے۔عَفَاكَ اللّٰهُ عَفْوًا [اللہ آپ کو بالکل معاف کرے/آپ کی لغزشوں سے مکمل درگزر فرمائے]۔تو پورا جملہ بولنے کی بجائے وہ **عَفْوًا** کہہ دیتے ہیں۔ایسے اسماء کو **مفعول مطلق یا تاکیدی مصدر** کہتے ہیں۔

4 مفعول لَہٗ: وہ اسم جو یہ بتائے کہ کس مقصد کے لیے کام کیا گیا ہے **مفعول لَہٗ** کہلاتا ہے۔اردو زبان میں بے شمار الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ آپ کیوں کھڑے ہوئے ہیں؟ تو جواب میں کہتے ہیں احتراماً کھڑے ہوئے ہیں۔اپنے کھڑے ہونے کا مقصد بیان کیا ہے۔وہ اسم جو کسی کام کی غرض وغایت اور مقصد بیان کرے اسم **مفعول لَہٗ** کہلاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا جائے اس کو کیوں مارا؟ جواب دیتے ہیں **اِنْتِقَامًا** [بدلہ لینے کی غرض سے]۔ اس نے میرے بیٹے کو کل مارا تھا، آج میں نے اس کو مارا۔ اسی طرح ضَرَبَ الْوَالِدُ الْوَلَدَ تَأْدِيبًا [والد نے بیٹے کو مارا ادب سکھانے کی غرض سے]۔تربیت کرنے کی غرض سے۔یہ تو اپنا بیٹا ہے تَادِیْبًا کہہ سکتے ہیں۔اگر کسی کا بیٹا ہو تو کہہ سکتے ہیں ضَرَبَ الْوَالِدُ الْوَلَدَ اِنْتِقَامًا [والد نے لڑکے کو انتقاماً مارا]۔

5 مفعول فیہ (اسم ظرف): جو اسم کام کرنے کے **وقت** کو یا جگہ کو ظاہر کرے یعنی جو اسم وقت کو یا جگہ کو متعین کرے اس کو **مفعول فیہ** کہتے ہیں۔ مفعول فیہ کو اسم ظرف بھی کہا جاتا ہے۔اسم ظرف کی دو اقسام **ظرف مکاں** اور **ظرف زماں** ہیں۔

ظرف زماں: جو اسم کسی وقت (زمانے کا) کا تعین کر رہا ہو **مثلاً** : **اِنْتَظَرْتُکَ** [میں نے آپ کا انتظار کیا] **سَاعَةً** [ایک گھنٹہ] یا **اُسْبُوْعًا** [ایک ہفتہ] یا **شَهْرًا** [ایک مہینہ] یا **عَامًا** [ایک سال]۔یہ تمام الفاظ وقت یعنی زمانے کو متعین کر رہے ہیں۔تو جو اسم وقت کو متعین کرے اس کو **ظرف زماں** کہتے ہیں۔

اِنْتَظَرْتُکَ سَاعَةً میں **سَاعَةً** کیوں ہے یہ **سَاعَةٌ** کیوں نہیں ہے؟ اس لیے کہ سَاعَةً ظرف زماں ہے اور ظرف زمان کو مفعول فیہ کہتے ہیں اور مفعول فیہ **حالت نصب** میں استعمال ہوتا ہے۔اِنْتَظَرْتُکَ [میں نے آپ کا انتظار کیا] **اُسْبُوْعًا**۔

ظرف مکاں: وہ اسم جو جگہ (Place) کو متعین کرے ظرف مکاں کہلاتا ہے۔جَلَسْنَا [ہم بیٹھے]۔کہاں؟ (سامنے یا آگے یا پیچھے یا اوپر یا نیچے) جگہ کو متعین کرنے والے یہ سب الفاظ ظرف مکاں ہیں۔جَلَسْنَا [ہم بیٹھے]۔اَمَامَ الْمُعَلِّمِ [استاد کے سامنے]۔وَرَاءَ الْجِدَارِ [دیوار کے پیچھے]۔ تَحْتَ الشَّجَرَةِ [درخت کے نیچے]۔ **اَمَامَ، وَرَاءَ، تَحْتَ** مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے یا ظرف مکاں ہونے کی وجہ سے **حالت نصب** میں ہیں۔ اوپر والے پیرے میں الفاظ اَلْمُعَلِّمِ، اَلْجِدَارِ، اَلشَّجَرَةِ **مضاف الیہ** ہونے کی وجہ سے ان کے آخر میں زیر [ـِ] آ رہی ہے اور **حالت جر** میں ہیں۔جن دو اسموں کا ترجمہ کرتے وقت کا، کے، کی، کا معنیٰ پیدا ہو رہا ہو ان دو اسموں کا عربی گرامر کے لحاظ سے آپس میں ایک رشتہ ہوتا ہے وہ یہ کہ پہلا دوسرے کا **مضاف** لگتا ہے اور دوسرا پہلے کا **مضاف الیہ** لگتا ہے اور مضاف الیہ حالت جر میں ہوتا ہے۔اور حالت جر میں اسم کے آخر میں زیر آتی ہے)۔ظرف مکان ہونے کی وجہ سے اَمَامَ، وَرَاءَ، تَحْتَ، کے آخر میں زبر [ـَ] ہے اور اَلْمُعَلِّمِ، اَلْجِدَارِ، اَلشَّجَرَةِ کے آخر میں **مضاف الیہ** ہونے کی وجہ سے زیر [ـِ] ہے۔

6 مستثنیٰ: اِلَّا ایک ایسا حرف ہے جسے حرف استثناء (Exception) کہتے ہیں۔**مثال کے طور پر** : سارے طلبہ آ گئے سوائے خالد کے یا سارے طلبہ آ گئے خالد کے **علاوہ** یا سارے طلبہ آ گئے **مگر** خالد نہیں آیا۔تو **سوا**، **علاوہ**، **مگر**، ان حروف کو **حروف استثناء** کہیں گے۔عربی زبان میں صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حرف اِلَّا [مگر] حرف **استثناء** کہلاتا ہے اور **اِلَّا** کے بعد آنے والا اسم **مستثنیٰ** کہلاتا ہے۔ مستثنیٰ عموماً حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔ **مثلاً**: تمام طلبہ آ گئے خالد کے علاوہ یا مگر خالد نہ آیا۔ عربی میں کہیں گے **جَآءَ الطُّلَّابُ کُلُّهُمْ اِلَّا خَالِدًا**۔ **اِلَّا خَالِدٌ** کی بجائے **اِلَّا خَالِدًا** حالت نصب میں استعمال ہوا ہے۔ **فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ** ..(البقرۃ:34/2) [انھوں سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے]۔ اس آیت میں اِبْلِیْسُ نہیں بلکہ اِبْلِیْسَ حالت نصب میں استعمال ہوا ہے۔

نوٹ: اگر کوئی جملہ نفی (Negative) یعنی لَا سے شروع ہو رہا ہو تو وہاں **اِلَّا** کے بعد آنے والا اسم حالت نصب میں نہیں ہوگا۔ اِلَّا کے بعد آنے والا اسم حالت نصب میں تب ہی استعمال ہوتا ہے جب جملہ مثبت (Positive) ہو۔ اور اگر جملہ منفی (Negative) ہو تو پھر اِلَّا کے بعد آنے والا اسم حالت نصب میں نہیں ہوگا۔ **مثلاً**: لَا اِلٰهَ **اِلَّا اللّٰهُ**۔ تو اِلَّا کو حرف استثناء کہا جاتا ہے اور وہ لفظ جو اِلَّا کے بعد آئے اور حالت نصب میں ہو **مستثنیٰ** کہلاتا ہے۔

7 **منادیٰ مضاف**: **یَا** ایک حرف ہے جو عربی زبان میں [اے] کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان کی اصطلاح میں **یَا** کو **حرف نداء** کہتے ہیں۔ ندا کا معنیٰ [پکارنا/آواز دینا/بلانا] ہے۔ لہٰذا وہ حرف جو کسی کو بلانے کے لیے، کسی کو پکارنے کے لیے استعمال ہوتا ہو اس کو **حرف نداء** کہتے ہیں۔ جس طرح حرف استثناء کے بعد آنے والا اسم [مستثنیٰ] کہلاتا ہے۔ اسی طرح حرف ندا کے بعد آنے والا اسم **منادیٰ** کہلاتا ہے۔ **یَا** حرف نداء ہے تو اس کے بعد آنے والا اسم **حرف ندا** کا **منادیٰ** کہلائے گا جیسے **یَا اَللّٰهُ** میں **یَا** [حرف ندا] اور لفظ **اَللّٰهُ** [منادیٰ] ہے۔ **اَللّٰهُ** یہ لفظ تو مفرد (Single) ہے اسی طرح **یَا حَیُّ** اور **یَا قَیُّوْمُ** میں **یَا** کے بعد آنے والا اسم اگر مفرد (Single) ہو مرکب نہ ہو تو وہ حالت **رفع** میں استعمال ہوگا۔ لیکن اگر **یَا** کے بعد آنے والا اسم مرکب ہو اور ہو بھی وہ **مرکب اضافی** کا حصہ تو پھر **یَا** کے بعد آنے والا ایسا اسم حالت **رفع** میں نہیں بلکہ حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے **مثلاً**: کسی کا نام عَبْدُ اللّٰهِ ہے۔ یہ مفرد نہیں بلکہ مرکب اضافی ہے [اللہ کا بندہ]۔ لیکن یَا عَبْدُ اللّٰهِ میں تو عَبْدُ منادیٰ ہے اور ساتھ ساتھ مضاف بھی ہے تو وہ منادیٰ جو مضاف بھی ہو حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم **یَا عَبْدُ اللّٰهِ** کی بجائے **یَا عَبْدَ اللّٰهِ** کہیں گے۔ اسی طرح رَسُوْلُ اللّٰهِ سے پہلے اگر یَا آ جائے تو **یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ** کی بجائے **یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ** کہیں گے۔ صحابہ کرام نبی آخر الزماں ﷺ کو **یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ** کہا کرتے تھے۔ لیکن **یَا** کا لفظ چونکہ کسی کو پکارنے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور قرآن مجید میں اللہ کے ساتھ (اللہ کے علاوہ) کسی اور کو پکارنے سے روکا گیا ہے لہٰذا کسی فوت شدہ شخص کو **یَا** کہہ کر بلانا جائز نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حکم ارشاد فرمایا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا.. (الجن:18/72)[اور یہ کہ مساجد اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو]۔لہٰذا فرمانِ الٰہی کے مطابق آج کے دور میں عقیدہ کے لحاظ سے یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہنا غلط ہوگا بلکہ شرک ہوگا۔چونکہ لفظ یَا کسی کو پکارنے کے لیے، کسی کو آواز دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے لہٰذا قرآن مجید کے واضح احکام کی روشنی میں کسی کو مافوق البشر ہستی سمجھتے ہوئے پکارنا شرک ہے۔

جس طرح اردو زبان میں ضروری نہیں کہ کسی کو پکارتے وقت لفظ اے ساتھ شامل کریں بلکہ اے کے بغیر بھی کسی کو آواز دے سکتے ہیں۔اے خالد ذرا ادھر آؤ کہنا ضروری نہیں بلکہ اے کے بغیر ہی کہہ سکتے ہیں خالد ذرا ادھر آؤ۔اسی طرح عربی زبان میں بھی بعض اوقات لفظ یَا کو حذف (Drop) کر دیتے ہیں۔مثال کے طور پر: رَبُّنَا مرکب ہے (رَبُّ+ نا)۔رَبُّ [رب]۔اور نَا [ہمارا]۔رَبُّنَا مرکب اضافی ہے۔لفظ رب کی نسبت ہم اپنی جانب کر رہے ہیں یعنی [ہمارا رب]۔اس سے پہلے اگر یَا آ جائے تو رَبُّ کی [ب] پر زبر [َ] پڑھیں گے اس طرح یہ یَا رَبَّنَا [اے ہمارے رب] ہو جائے گا۔ رَبُّنَا کا معنٰی ہے [ہمارا رب] جبکہ یَا رَبَّنَا کا معنٰی [اے ہمارے رب] ہے۔لفظ یَا بعض اوقات حذف کر دیا جاتا ہے یَا رَبَّنَا میں بھی یَا کو حذف کر دیا جائے تو باقی رَبَّنَا رہ جائے گا ۔تو یَا کو ہٹانے کے بعد بھی لفظ رَبَّنَا کا معنٰی [اے ہمارے رب] ہوگا۔

رَبُّنَا اور رَبَّنَا میں کیا فرق ہے؟ رَبُّنَا کا معنٰی ہے [ہمارا رب] جیسے مرکب رَبُّنَا اللّٰہُ کا معنٰی [اللہ ہمارا رب ہے]۔لیکن رَبَّنَا کا معنٰی [اے ہمارے رب] ہے۔رَبَّ کی [ب] پر زبر [َ] ہمیں بتا رہی ہے کہ اصل میں یہ یَا رَبَّنَا تھا لیکن اختصار کی خاطر لفظ یَا کا استعمال نہیں کیا گیا۔

یَا اَللّٰہُ کا معنٰی [اے اللہ] ہے۔اگر یَا اَللّٰہُ کے یَا کو حذف کر دیا جائے تو باقی اَللّٰہُ رہ جائے گا۔اب صرف اَللّٰہُ کے لفظ سے ہم [اے اللہ] کا معنٰی مراد نہیں لے سکتے۔اس لیے کہ اگر یَا کے بغیر بھی اَللّٰہُ اور یَا کے ساتھ بھی اَللّٰہُ ہو تو پھر ہم کیسے کہہ سکیں گے کہ اگر صرف اَللّٰہُ لکھا ہو تو اس سے مراد یَا اَللّٰہُ ہے۔اللہ ربّ العزت نے دو دفعہ حرف میم [م+م=(مّ)] کو اپنے نام اَللّٰہُ کے آخر میں لگا دیا۔چنانچہ لفظ اَللّٰھُمَّ کے آخر میں جو شدّ [ّ] والی میم مّ ہے یہ اصل میں یَا کے بدلے میں لگائی گئی ہے۔اَللّٰھُمَّ کے ذریعے اصل میں شروع کی یَا کو حذف کرنا مراد تھا۔اَللّٰھُمَّ [اے اللہ] کہہ دیا گیا۔اس طرح یَا کے بغیر ہی یَا کا معنٰی پیدا ہو گیا۔

اَللّٰہُ کو جس لفظ کی ادائیگی پسند آئی اس کو اَللّٰہُ کے آخر میں لگا دیا۔جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ یَا اَللّٰہُ ہی کیوں نہیں کہا گیا۔قرآن مجید میں بھی اور احادیث میں بھی عموماً جو دعائیں شروع ہوتی ہیں وہ اَللّٰھُمَّ سے شروع ہوتی ہیں یا پھر رَبَّنَا سے شروع ہوتی ہیں۔یَا رَبَّنَا اور یَا اَللّٰہُ سے شروع نہیں ہوتیں۔رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً اسی طرح اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وغیرہ۔عرب کہتے ہیں کہ لفظ اَللّٰھُمَّ کے استعمال کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کو یہ بھی پسند نہیں کہ اس کے درمیان اور اس کے بندوں کے درمیان یَا کا حجاب بھی حائل ہو بلکہ براہ راست اس کا نام اَللّٰھُمَّ اور رَبَّنَا ادا ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان میں کسی حجاب کو، دربانوں کو، واسطوں اور وسیلوں کو پسند کرنے والا نہیں ہے۔ایسا تو دنیا کے حکمران کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ دنیا کے حکمران اپنے درمیان اور اپنے عوام کے درمیان کئی صاحب اور دربان بٹھا دیتے ہیں تاکہ ان تک رسائی ممکن نہ ہو۔ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی واسطہ وسیلہ نہیں ہے، کوئی صاحب اور دربان نہیں ہے اللہ رب العزت نے درمیان میں کوئی پردہ حائل نہیں کر رکھا ہے۔ یہاں تو اللہ اور بندے کے درمیان رابطہ اور تعلق بغیر کسی صاحب اور واسطے اور وسیلے کے براہ راست ہوتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا کہ دعا کرتے وقت الفاظ اَللّٰھُمَّ اور رَبَّنَا ادا ہوں۔ قرآن مجید میں اَللّٰھُمَّ پانچ 5 بار استعمال ہوا ہے۔

اِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ (البقرہ:186/2)

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کریں تو (ان کو بتا دیں) میں ان کے قریب ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں (اللہ) اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ راہ راست پالیں۔

ارشاد ہوتا ہے! وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ○ (ق:16/50)..[اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں]۔

8 **لائے نفی جنس کے بعد کے اسم:** لائے نفی جنس یعنی ایسا (لَا) جو کسی چیز کی جنس کی کُلّی طور پر (مکمل طور پر) نفی کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ **مثال کے طور پر:** لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں لفظ لَا ہے۔ اس لَا کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کے بعد آنے والا اسم حالت نصب میں ہوتا ہے۔ لَا اِلٰهَ [سرے سے کوئی اِلٰه ہے ہی نہیں] سرے سے / مکمل / قطعی نفی، جڑ سے نفی۔ لَا اِلٰهَ [کوئی اِلٰہ نہیں ہے]۔ اِلَّا اللّٰهُ [اللہ کے علاوہ] یعنی اللہ کے سوا کوئی اِلٰه نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے آغاز میں ہی فرمایا! لَا رَیْبَ فِیْهِ [کوئی شک نہیں ہے] اس میں شک وشبہ کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں ہے۔ یعنی قرآن مجید کے اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہونے میں شک وشبہ کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرح ایک صحیح حدیث کی مثال ہے۔ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ [سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی بھی نماز نہیں ہوتی]۔ جس عبادت کا تعلق نماز کی جنس سے ہو فاتحہ کے بغیر وہ عبادت / نماز ہوتی ہی نہیں (امام کی نماز ہو تب بھی مقتدی کی ہو تب بھی، فرض نماز ہو تب بھی، نماز جنازہ ہو تب بھی نماز استسقاء ہو تب بھی، نماز عیدین ہو تب بھی)۔ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ. (بخاری، الاذان، 'باب وجوب القراء للا مام و المأموم فی الصلوات کلھا' ھدیث 756) [کوئی بھی نماز نہیں ہوتی سورۃ فاتحہ کتاب کے بغیر]۔ یہی امام شافعیؒ کی دلیل ہے۔ اس حدیث کو صحاح ستہ یعنی علمائے امت کی مقرر کردہ حدیث کی چھ صحیح کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

9 **افعال ناقصہ کی خبر:** کَانَ. صَارَ. اَصْبَحَ. اَمْسٰی. ظَلَّ. بَاتَ کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔

کَانَ: (تھا) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور (ہونے) کے معنی میں بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَارَ: صرف (ہونے) کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے **مثلاً**: صَارَ الْفَقِیْرُ غَنِیًّا (غریب مال دار ہوگیا)۔

اَصْبَحَ: کے دو معانی ہیں، (صبح کرنا)، یا پھر (صبح کے وقت کسی کام کا ہونا) جیسے اَصْبَحَ [اس نے صبح کی رو وہ صبح کے وقت ہوگیا]۔ **مثلاً**: اَصْبَحَ الْفَقِیْرُ غَنِیًّا غریب صبح کے وقت مالدار ہوگیا۔ رات کو اس کو کوئی بریف کیس صحیح سلامت پہنچ گیا اور راتوں رات ہی مالدار ہوگیا۔

اَمْسٰی: اس کے بھی دو معانی ہیں (شام کرنا) یا (شام کے وقت کسی کام کا ہونا)۔ جیسے بلڈوزر آیا دکانوں پر پھیر دیا گیا، ساری دکانیں گرا دی گئیں تو کیا ہوگیا اَمْسَی الْغَنِیُّ فَقِیْرًا مالدار شام کے وقت غریب ہوگیا۔

ظَلَّ: (دوپہر کے وقت کسی کام کا ہونا)۔ ظِلٌّ [سایہ] جب سایہ ڈھلنے لگے تو اس کے لیے لفظ ظَلَّ استعمال ہوتا ہے۔

بَاتَ: (رات گزارنا یا رات کے وقت کسی کام کا ہونا)۔

کَانَ، صَارَ، اَصْبَحَ، اَمْسَی، ظَلَّ، بَاتَ کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ ان افعال کا فاعل اور مفعول نہیں ہوتا بلکہ ان افعال کا ایک اسم ہوتا ہے اور ایک خبر ہوتی ہے۔ یعنی ان افعال کا ایک مبتدا ہوتا ہے اور ایک خبر۔ لہٰذا ان افعال کے مبتداء کو ان افعال کا اسم کہا جاتا ہے۔ جو کام یہ کرتے ہیں وہ اِنَّ وغیرہ کے کام کے الٹ ہوتا ہے۔ اِنَّ اور اس کے ساتھی حروف **مبتداء** کو حالت نصب میں لے جاتے ہیں۔ جس طرح اِنَّ اِبْـرَاھِیمَ نَبِیٌّ [یقیناً ابراہیم نبی ہیں]۔ اِنَّ کی وجہ سے مبتداء اِبْرَاھِیمُ حالت نصب میں چلا گیا اور اس پر زبر [ـَ] آ گئی اس طرح اِبْرَاھِیمَ ہوگیا۔ لیکن کَانَ اور اس کے ساتھی الفاظ خبر کو حالت نصب میں لے جاتے ہیں۔ (اِنَّ مبتداء کو حالت نصب میں لے جائے گا اور کَانَ خبر کو حالت نصب میں لے جائے گا) چنانچہ کہیں گے کَانَ اِبْـرٰھِیْمُ نَبِیًّا [ابراہیم علیہ السلام نبی تھے]۔ مبتدا [اِبْرٰھِیْمُ] حالت رفع یعنی اصلی حالت میں رہے گا لیکن خبر [نَبِیًّا] حالت نصب میں چلی جائے گی۔ جملہ فعلیہ میں کَانَ کا مطلب [تھا] ہوتا ہے۔ **مثلاً**: کَانَ ذَھَبَ [وہ گیا تھا] کَانَ یَذْھَبَ [وہ جایا کرتا تھا]۔ کَانَ صرف معنٰی میں تبدیلی کرے گا اور [ہے] کی بجائے معنٰی [تھا] ہوگا۔ جملہ فعلیہ میں **مثلاً**: یَـذْھَـبُ [وہ جاتا ہے] اور کَـانَ یَذْھَـبُ [وہ جاتا تھا یا وہ جا رہا تھا]۔ جملہ اسمیہ کی خبر ہمیشہ حالت رفع میں ہوتی ہے اور کبھی حالت نصب میں بھی ہوتی ہے۔ اگر کہنا ہو ابراہیم علیہ السلام نبی ہیں تو کہیں گے [اِبْـرَاھِیمُ نَبِیٌّ] خالد نیک ہے [خَالِدٌ صَـالِحٌ] کتاب نئی ہے [کِتَـابٌ جَدِیْدٌ]۔ ان میں نَبِـیٌّ صَالِحٌ اور جَدِیْدٌ سب خبریں ہیں۔ خبر حقیقتاً حالت رفع میں ہوتی ہے لیکن کَانَ اور دیگر افعال ناقصہ اس کو حالت نصب میں لے جاتے ہیں **مثلاً**: کَـانَ اِبْرَاھِیمُ نَبِیًّا [ابراھیم علیہ السلام نبی تھے یا نبی ہوئے]۔ صَـارَ الْفَقِیْرُ غَنِیًّا [غریب مال دار ہوگیا] کُـنْتُ نَائِمًا (میں سویا ہوا تھا)۔ کُنْتُ [میں تھا] اس میں [میں] کا جو معنٰی ہے وہ تو مبتداء ہوگیا اور میرے متعلق خبر کیا ہے؟ وہ اسم جو یہ خبر دے رہا ہے کہ میں سویا ہوا تھا۔ وہ نَـائِمًا ہے۔ تو نَـائِمًا کو خبر کہیں گے اور نَـائِمًا حالت نصب میں ہے۔ اسی طرح ایک جملہ اَصْبَحَ الْوَلَدُ بَاکِیًا [لڑکے نے صبح کی روتے ہوئے] ایک اور جملہ بَـاتَ خَالِدٌ قَارِئًا [خالد نے رات گزاری پڑھتے ہوئے] یہاں اسم قَارِئًا فعل ناقص بَاتَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خبر ہے اس لئے قَادِرًا حالت نصب میں ہے۔

10 مَا (نافیہ) اور لَيْسَ کی خبر: لفظ مَا کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(i) اگر کوئی مَا [جو] کے معنٰی میں ہو تو اس کو مَا موصولہ کہتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ [اللہ کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے]۔

(ii) ایک مَا کا معنٰی [کیا] ہوتا ہے۔ جیسے مَاهٰذَا؟ [یہ کیا ہے؟]۔ جب مَا [کیا] کے معنٰی میں ہو تو اس کو مَا سوالیہ یا مَا استفہامیہ کہتے ہیں۔

(iii) اور اگر مَا کا معنٰی [نہیں] ہو تو اس مَا کو مَا نافیہ کہتے ہیں۔

لہٰذا منصوبات کے قاعدے کے مطابق مَا نافیہ اور لَيْسَ کی خبر بھی حالت نصب میں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں سورۃ یوسف میں ہے! مَا هٰذَا بَشَرًا [یہ تو بشر نہیں ہے]۔ یہ تو کوئی آسمان سے اترا ہوا مقدس فرشتہ دکھائی دیتا ہے۔ یہاں مَا نافیہ کے معنٰی میں ہے اور مَا نافیہ کی خبر حالت نصب میں استعمال ہوتی ہے اس لئے بَشَرًا حالت نصب میں ہے۔

ایک جملہ ہے؛ کتاب مشکل نہیں ہے۔ اس کا ترجمہ لَيْسَ الْكِتَابُ صَعْبٌ کی بجائے لَيْسَ الْكِتَابُ صَعْبًا کریں گے۔ تو اسم صَعْبًا فعل ناقص لَيْسَ کی خبر ہے۔

لہٰذا مَا نافیہ اور لَيْسَ اپنی خبر کو حالت نصب میں لے جاتے ہیں البتہ مبتدا کو حالت رفع میں ہی رہنے دیتے ہیں یعنی اعراب بالحرکت والے مبتدا کو پیش [ـُ] کے ساتھ یا پھر اعراب بالحرف والے مبتدا کو حالت رفع میں وْنَ سمیت ہی رہنے دیتے ہیں۔

مشق

منصوبات کے قوائد پر مشتمل آیات:

www.KitaboSunnat.com

1 فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا.. (القصص:21/28)

فَخَرَجَ [تو وہ نکلا (موسیٰ نکلے)]۔ مِنْهَا [اس سے (اس بستی سے)]۔ خَآئِفًا [ڈرتے ہوئے]۔ خَآئِفًا حال ہے اس لئے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ: تو وہ (موسیٰؑ) ڈرتے ہوئے اس (بستی) سے نکلے۔

2 لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ.. (الفتح:27/48)

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ [یقیناً یقیناً تم داخل ہو گے مسجد حرام میں]۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ [اگر اللہ نے چاہا]۔ اٰمِنِيْنَ [بے خوف ہو کر (حالت امن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں)]۔مُحَلِّقِيْنَ رُءُ وْسَكُمْ [منڈواتے ہوئے اپنے سروں کو]۔وَ مُقَصِّرِيْنَ [بال چھوٹے کرواتے ہوئے]۔حَلَّقَ يُحَلِّقُ [حلق کروانا (بال بالکل منڈوانا)]۔قَصَّرَ يُقَصِّرُ [قصر کروانا (مختصر کروانا)]۔نماز کو بھی جب مختصر کر کے پڑھا جاتا ہے تو اسے [قصر نماز] کہتے ہیں۔یہ کیوں کہا گیا کہ اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال چھوٹے کرواتے ہوئے داخل ہو گے۔یہ بھی تو کہا جاسکتا تھا[طواف کرتے ہوئے تم داخل ہو گے یا تم لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہتے ہوئے داخل ہو گے]۔یہ اس لئے کہا کہ حَلْقٌ یا قَصْرٌ [بال منڈوانا یا چھوٹے کروانا] یہ حج کا یا عمرے کا آخری رکن ہوتا ہے تو مقصد ہے کہ ابھی تو تمہیں یہاں سے بے بس کر کے نکالا جا رہا ہے، مسجد حرام سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔لیکن ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم لازماً/یقیناً مسجد حرام میں داخل ہو گے۔پھر تمہیں کوئی بری آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہیں کرے گا، تمہیں عمرے یا حج کی ادائیگی سے روکنے کی جسارت نہیں کر سکے گا۔تم حج اور عمرہ ادا کرو گے اور آخری رکن بھی ادا کرو گے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخری رکن کا حوالہ دیا کہ تمہیں درمیان میں روکنے والا کوئی نہیں ہو گا۔مُحَلِّقِيْنَ رُءُ وْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ: قرآن مجید نے یہ دعویٰ اس وقت کیا کہ جب حالات سازگار نہیں تھے بلکہ حالات نامساعد/مایوس کن تھے۔چند افراد کو وہاں سے بے بس کر کے نکالا جا چکا تھا۔جبکہ مقابلے میں مخالفت کرنے والے تمام اکابرین قریش مکہ اور ان کے سرداران تھے اور اس وقت تمام وسائل انہی کے پاس تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ کیا اور یہ دعویٰ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔

اس آیت میں اٰمِنِيْنَ ، مُحَلِّقِيْنَ اور مُقَصِّرِيْنَ سب حال ہیں اسی لئے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ: اگر اللہ نے چاہا تو یقیناً یقیناً تم بے خوف ہو کر (حالت امن میں) اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال چھوٹے کرواتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہو گے۔

3 لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ..(بنی اسرائیل:37/17)

لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا [تو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا پہاڑوں کو بلندی کے لحاظ سے (بلندی کے اعتبار سے)]۔طُوْلًا یہ تمیز ہے اسی لئے حالت نصب میں ہے۔با محاورہ ترجمہ یوں بھی کر سکتے ہیں کہ [تو پہاڑوں کی بلندی کو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا]۔(جتنی مرضی گردن اکڑا کے چل لو پہاڑوں کی بلندی کو تم پھر بھی نہیں پا سکو گے)۔

ترجمہ: تو پہاڑوں کی بلندی کو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا۔

4 وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ..(التوبہ:81/9)

وَقَالُوْا [اور انھوں نے کہا]۔نَفَرَ يَنْفِرُ [جہاد کے لئے یا کسی خاص مقصد کے لئے نکلنا] (یہاں جہاد کے حوالے سے ہے)۔اس سے جمع حاضر تَنْفِرُوْنَ بنا، لائے نہی لگا کر لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ [تم نہ نکلو جہاد کے لئے گرمی میں]۔قُلْ [(آپ ﷺ) کہہ دیجئے]۔نَارُ جَهَنَّمَ [جہنم کی آگ]۔اَشَدُّ حَرًّا [سخت ترین ہے (کہیں زیادہ سخت ہے حرارت (گرمی) کے اعتبار سے)]۔اَشَدُّ اصل میں اسم تفضیل اَفْعَلُ کے ردھم پر اَشْدَدُ تھا. ادغام ہوا تو پھر اَشَدُّ بن گیا (زیادہ سخت)۔غزوۂ تبوک کے موقع پر تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا! اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا [سب نکلو ہلکے ہو یا بھاری]۔منافقین کہنے لگے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی تو فصلیں پکی ہوئی ہیں گرمی بہت شدید ہے کیسے باہر نکلیں ۔لیکن اللہ نے کہا جہنم کی آگ کی گرمی اس سے کہیں زیادہ سخت ہے اس دنیا کی گرمی کو برداشت نہیں کر سکتے ہو تو جہنم کی گرمی کو کیسے برداشت کرو گے۔قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا [(آپ ﷺ) کہہ دیجئے جہنم کی آگ سخت ترین ہے (گرمی کے اعتبار سے)]۔اللہ رب العزت نے تو جانچنا تھا/امتحان لینا مقصود تھا کہ دیکھتے ہیں کون ہے جو اللہ کا سچا اور کھرا وفادار ہے اور کون ہے جو جھوٹا اور منافق ہے۔ظاہر ہے جو پس وپیش کرے گا وہ جھوٹا اور منافق ہو گا اور جو کسی بھی چیز کی پرواہ نہیں کرے گا اور اللہ کی راہ میں نکل آئے گا وہ مومن مخلص اور سچا ہو گا۔تو اللہ رب العزت نے یہ جانچنے کے لئے ، پرکھنے کے لئے حکم دیا، گرمی ہے، فصلیں پکی ہیں، ٹھیک ہے، بس نکلو (سب نکلیں)۔منافقین نے صحابہؓ کے دلوں میں بددلی اور مایوسی پھیلانے کے لئے ان کی صفوں میں انتشار پھیلانے کے لئے اس طرح کی باتیں شروع کر دیں کہ اتنی سخت گرمی میں نکلنے کی کیا ضرورت تھی، رومیوں کا مقابلہ کرنا تھا کچھ دیر صبر کر لیا جاتا کچھ انتظار کر لیا جاتا، ایسی بھی کیا جلدی تھی ،فصلیں کاٹ لیتے ،موسم ذرا ٹھیک ہو جاتا پھر نکلتے۔قرآن نے اس کا جواب دیا فرمایا:قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا [کہہ دیجئے جہنم کی آگ کہیں زیادہ سخت ہے]۔حَرًّا یہ تمیز ہے اسی لئے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ: اورانہوں (منافقوں) نے کہا! کہ نہ نکلو گرمی میں۔(آپ ﷺ) کہہ دیجیے! کہ جہنم کی آگ (گرمی کے لحاظ سے) زیادہ سخت ہے۔

5 اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا O (الفتح:1/48)

فَتَحْنَا اور فَتْحًا۔آیت میں لفظ فَتْحًا تاکیدی مصدر ہے یعنی مفعول مطلق ہے۔گرامر کا قاعدہ ہے جب فعل کے بعد اس کا مصدر بھی آ رہا ہو تو اس مصدر کو تاکیدی مصدر کہتے ہیں۔جیسے:ضَرَبْتُهُ ضَرْبًا [میں نے اس کو مارا جس طرح کہ مارنے کا حق ہوتا ہے (ٹھیک ٹھاک مارنا)]۔لہٰذا فعل فَتَحْنَا کے بعد آنے والا اسم فَتْحًا تاکیدی مصدر مفعول مطلق ہے اور اسم مُبِيْنًا مفعول مطلق فَتْحًا کی صفت ہے [واضح اور کھلی فتح]۔کسی کو اب کوئی شک نہیں رہا ہے کہ ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ فتح یاب ہو گئے ہیں۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا [بے شک ہم نے آپ ﷺ کو فتح دی (واضح اور کھلی فتح) جس طرح کی فتح دینے کا حق ہوتا ہے]۔عوام انتظار میں تھے کہ جو کامیاب ہو گا ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ان کا خیال تھا اگر محمد مصطفٰی ﷺ کامیاب ہو گئے تو اس کا مطلب ہو گا کہ آپ ﷺ کا مؤقف درست تھا/ان کا نظریہ درست تھا۔وہ ان بتوں کی جو مذمت کرتے تھے وہ ٹھیک ہی کرتے تھے۔لہٰذا جب اللہ کے پیغمبر ﷺ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہو گئے تو قرآن نے کہا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ٹھیک ہے اب تو فتح مبین ہو گئی ہے اب کسی کے ذہن میں اس پر شک نہیں ہونا چاہیے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی دعوت سچی دعوت تھی۔ نبی آخر الزمان ﷺ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے ہیں اور مکہ مکرمہ کو ان بتوں سے پاک کر دیا۔

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے (نبی مکرم ﷺ) آپ ﷺ کو واضح فتح عطا فرما دی ہے۔

6 يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ..(السجدہ:16/32)

يَدْعُوْنَ [وہ پکارتے ہیں]۔رَبَّهُمْ[اپنے رب کو]۔خَوْفًا[ڈرتے ہوئے]۔وَ طَمَعًا [اور امید رکھتے ہوئے]۔وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ان کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلوں میں اپنے گناہوں کی وجہ سے احساس شرمندگی بھی ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت کی سزا کا خوف بھی ہوتا ہے اور اس کی رحمت کی امید بھی ہوتی ہے۔ خوف اور امید کے درمیان رہتے ہوئے اللہ کی عبادت کرنا ہی قرآن کا مطالبہ ہے۔ خَوْفًا وَّطَمَعًا گرامر کے لحاظ سے حال ہے (اس حال میں کہ وہ ڈر رہے ہوتے ہیں اللہ کے عذاب سے اور ساتھ ہی ساتھ امید کر رہے ہوتے ہیں اللہ کی رحمتوں کی)۔

ترجمہ: وہ اپنے رب کو خوف اور امید (کے ملے جلے جذبات) سے پکارتے ہیں۔

7 وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ..(البقرة:63/2)

بنی اسرائیل کے حوالے سے اللہ رب العزت فرما رہا ہے فَوْقَ [اوپر] یہ جگہ کو متعین کرنے والا اسم ہے اور ایسا اسم [اسم ظرف مکاں یا مفعول فیہ کہلاتا ہے اور ظرف مکاں حالت نصب میں ہوتا ہے۔ وَرَفَعْنَا [اور ہم نے بلند کیا]۔ (فَوْقَ + كُمْ) فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ [تمہارے اوپر طور پہاڑ کو]۔

ترجمہ: اور ہم نے بلند کیا/اٹھایا تمہارے اوپر طور پہاڑ کو۔

8 لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا..(النساء:42/4)

منافقین کے حوالے سے جو اول تو نماز کے لئے آتے نہیں اور اگر آتے ہیں تو قرآن ان کے متعلق کہتا ہے كُسَالٰى [مارے بندھے] جس طرح زبردستی ہانک کے لایا گیا ہوتا ہے اور اگر مسلمانوں کے ساتھ نماز میں کھڑے ہو ہی جاتے ہیں تو قرآن کہتا ہے کہ پھر اپنی دنیاداریوں میں مصروف رہتے ہیں بہت کم وقت اللہ کی یاد میں گزارتے ہیں۔ بس ہر وقت حساب و کتاب کرتے رہتے ہیں، ہر وقت دنیا کے خیالات میں کھوئے رہتے ہیں یا تو آتے ہی نہیں اور اگر آتے ہیں تو دنیا کے خیالوں میں محو رہتے ہیں۔ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا [وہ نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر کم (بہت تھوڑا)]۔ قَلِيْلًا اسم تمیز ہے اسی لئے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ: نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر کم (بہت تھوڑا)۔

9 يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ..(الانعام:130/6)

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ [اے جنوں اور انسانوں کی جماعت!] (جنوں کی جماعت) (مضاف + مضاف الیہ)۔ منادیٰ کہتے ہیں جس سے پہلے حرف ندا [یا] آ رہا ہو اور منادیٰ اگر مضاف ہو تو [حالت نصب] میں استعمال ہوتا ہے مثلاً: عَبْدُ اللّٰهِ سے پہلے يَا آ جائے تو يَا عَبْدَ اللّٰهِ پڑھیں گے۔ اسی طرح رَبُّنَا سے پہلے یَا آ جائے تو یَا رَبَّنَا پڑھیں گے۔ اسی طرح مَعْشَرَ الْجِنِّ [جنوں کے گروہ/جنوں کی جماعت] سے پہلے یَا آ گیا تو یَا مَعْشَرُ کی بجائے یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ پڑھیں گے۔ تو وہ اسماء جو منادیٰ مضاف ہوں وہ حالت نصب میں ہوتے ہیں۔

ترجمہ: اے جنوں اور انسانوں کی جماعت!

10 لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ..(یونس:64/10)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا یہاں لائے نفی جنس ہے۔ کسی جنس کی، کلیتاً حتمی نفی (Totally)، کسی چیز کی جڑ سے نفی کرنا اس کے لئے جو **لَا** استعمال ہوتا ہے اس کو لائے نفی جنس کہتے ہیں۔ **لَاتَبْدِيْلَ** [کوئی تبدیلی نہیں]۔تبدیلی کا ادنیٰ سا بھی احتمال/ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں ہے۔اور اس **لَا** کے بعد آنے والا اسم حالت نصب میں استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں لفظ [اِلٰهَ] اور دوسری جگہ لَا رَيْبَ فِيْهِ میں [رَيْبَ] اور لَاتَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اللہ کے ضابطوں میں/اللہ کے قوانین میں/اللہ کے قاعدوں میں تبدیلی کا ادنیٰ سا بھی احتمال نہیں، تبدیلی کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں ہے۔ یہ کوئی انسانوں کی بنائی ہوئی آٹھویں یا بارھویں آئینی ترامیم نہیں ہیں کہ جو آتا ہے جسکا جی چاہتا ہے جو اس میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے کر کے رکھ دیتا ہے۔اللہ کے دربار سے جاری ہونے والے حکم نامے (Ordinance) میں تبدیلی اور ترمیم کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں ہے۔

ترجمہ: اللہ کے ضابطوں میں/اللہ کے قوانین میں/اللہ کے قاعدوں میں کوئی تبدیلی نہیں (ہوسکتی)۔

11 **مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا**..(آل عمران:67/3)

ابراہیمؑ کی شخصیت سب کے ہاں بڑی مقدم اور محترم تھی، یہودی بھی، عیسائی بھی اور قریش مکہ بھی سب ان کا ادب واحترام کرتے تھے۔اس لئے ہر ایک کی خواہش اور کوشش یہی ہوتی تھی کہ وہ ان کو اپنی ملت کا سرپرست وبانی ظاہر کرے اپنی ملت کا حصہ سمجھے۔لوگوں کو بتائے کہ وہ تو ہمارے دین کے شارع تھے۔یہودی کہتے کہ ابراہیم (معاذاللہ) یہودی تھے۔نصرانی کہتے (معاذاللہ) ابراہیم نصرانی تھے۔قریش مکہ بھی اپنے آپ کو ان کا اصل وارث سمجھتے تھے قرآن نے کہا مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا [ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی تھے]۔قرآن پاک نے ایک اور جگہ دلیل دی کہ وہ یہودی کیسے ہوسکتے ہیں یہودیت کا تو آغاز ہی ابراہیمؑ کے بعد ہوا ہے اور نصرانی کیسے ہوسکتے ہیں نصرانیت کا آغاز بھی ابراہیمؑ کے بعد ہوا ہے۔ لٰكِنْ [اور لیکن وہ]۔كَانَ [تھا] حَنِيْفًا مُّسْلِمًا۔حَنِيْفًا [یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کرنے والا] جو پوری کائنات سے اپنا تعلق کاٹ کر ایک اللہ کا ہو جائے۔ کائنات کے تمام معبودوں سے اپنا تعلق قطع کرلے اور صرف ایک اللہ کا ہو کر رہ جائے اس کو حَنِيْفٌ کہتے ہیں۔ وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا [اور لیکن وہ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کرنے والے تھے]۔ مُسْلِمًا [فرمانبردار]۔جو بھی اللہ کا حکم آیا انھوں نے سرتسلیم خم کر دیا۔کہا نکل جاؤ گھر سے، نکل گئے۔کہا بیٹے کو ذبح کرو، کر دیا۔ **يَهُوْدِيًّا، نَصْرَانِيًّا، حَنِيْفًا** اور **مُسْلِمًا** كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے یہ سب حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی تھے اور لیکن وہ فرمانبردار تھے اور یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔

12 **مَاهٰذَا بَشَرًا**..(یوسف:31/12)

مصر کی بیگمات نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ پیکر حسن وجمال ہیں اور وہ مقدس معصومیت بھی ان کے چہرے پر جھلک رہی ہے اور سب اس کی طرف دیکھ رہی ہیں۔وہ کسی کی طرف نہیں دیکھ رہا تو انھوں نے کہا مَا هٰذَا بَشَرًا [یہ تو بشر نہیں ہے]۔یہ تو کوئی آسمان سے اترا ہوا مقدس فرشتہ دکھائی دیتا ہے۔**مَا** یہاں [نافیہ] ہے اور **مَا نافیہ** کی خبر حالت نصب میں استعمال ہوتی ہے اس لئے بَشَرًا حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ: یہ تو بشر (انسان) نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک شعر ہے۔

وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیًا وَالنَّاسُ حَوْلَکَ ضَاحِکُوْنَ
فَاعْمَلْ صَالِحًا لِّتَذْهَبَ ضَاحِکًا وَالنَّاسُ حَوْلَکَ بَاکُوْنَ

وَلَدَتْکَ اُمُّکَ [جنم دیا تمہیں تمہاری ماں نے]۔بَاکِیًا [روتے ہوئے]۔یعنی اس حال میں کہ تم رو رہے تھے۔وَالنَّاسُ حَوْلَکَ ضَاحِکُوْنَ [اور لوگ تمہارے آس پاس ہنس رہے تھے/خوشیاں منا رہے تھے]۔

فَاعْمَلْ صَالِحًا فَاعْمَلْ اصل میں ہے(فَ+ اِعْمَلْ)اس کو ملا کے پڑھیں گے فَاعْمَلْ صَالِحًا[تو تم نیک کام کرو]۔لِتَذْهَبَ ضَاحِکًا[تا کہ تم جاؤ ہنستے ہوئے]۔اس دنیا سے خوش باش جاؤ۔وَالنَّاسُ حَوْلَکَ بَاکُوْنَ [اور لوگ تمہارے آس پاس رو رہے ہوں]۔ظاہر ہے تبھی روئیں گے جب اچھے کام کئے ہونگے ورنہ تو یہی کہیں گے،اچھا ہوا خس کم جہاں پاک۔

ترجمہ: (جب)جنم دیا تمہیں تمہاری ماں نے اس حال میں کہ تم رو رہے تھے اور تمہارے آس پاس لوگ ہنس رہے تھے(خوشیاں منا رہے تھے) تو تم نیک کام کرو تا کہ تم خود تو ہنستے ہوئے جاؤ اور لوگ تمہارے آس پاس رو رہے ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس الخامس والعشرون

تعلیلات

سبق نمبر 25

علّت کیا ھے: لفظ علت فقہ کی اصطلاح میں وجہ یا سبب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔فقہ کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ شراب کے حرام ہونے کی علّت (وجہ) اس کا نشہ آور ہونا ہے۔فقہائے کرام احکامات کی علّت (وجہ) کو معلوم کرتے ہیں اور جہاں جہاں وہ علت موجود ہو اس پر وہی حکم صادر کرتے چلے جاتے ہیں۔**مثال کے طور پر:** ہیروئن حرام ہے۔کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ تو نبی ﷺ کے دور میں تھی ہی نہیں حرام کیسے ہوگئی؟ فقہی طور پر اب اس کے حرام ہونے کی علّت (وجہ) کیا ہے؟ قرآن مجید میں شراب حرام ہونے کی علت (وجہ) اس کا نشہ آور ہونا ہے۔چونکہ وہی علّت (وجہ) یعنی نشہ آور ہونا ہیروئن میں بھی موجود ہے، اِس لیے یہ بھی حرام ہوگئی۔اس فقہی عمل اور کام کو اجتہاد کرنا کہتے ہیں۔

کسی دوائی (Medicine) میں اگر کوئی ایسی اور دوائی شامل کی جائے جو سکون آور نشہ آور ہے (عقل کو ڈھانپ لیتی ہے) تو حدیث کے الفاظ ہیں! **جس چیز کی زیادہ مقدار انسان کو نشے میں مبتلا کر دے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔** اگر واقعتاً دوائی (Medicine) میں جو کیمیائی عنصر (Chemical) شامل کیا گیا ہے اگر وہ نشہ آور ہے تو پھر اس دوائی کو استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

علّت کے مقابلے پر مخالف لفظ (Opposite word) **صحت** ہوتا ہے۔صحت سے ایک لفظ **صحیح** بنتا ہے۔صحیح تندرست کو کہتے ہیں۔کہا جاتا ہے: اَلْعَقْلُ الصَّحِيْحُ فِي الْجِسْمِ الصَّحِيْحِ [تندرست عقل تندرست جسم میں ہوتی ہے]۔جس بات میں کوئی کمزوری، کوئی عیب (Fault)، کوئی نقص نہ ہو اس بات کو بھی صحیح بات کہتے ہیں۔

احادیث کے متعلق سمجھ لیں:

(i) جس حدیث میں اس کو قبول کرنے کی کوئی **علّت** نہ ہو اور اس کی سند میں کوئی کمزوری نہ ہو اس حدیث کو بھی **صحیح حدیث** کہتے ہیں۔

(ii) جس حدیث کی سند میں کوئی کمزوری، کوئی عیب، کوئی نقص ہو اس حدیث کو **ضعیف حدیث** یا **معلّل حدیث** کہتے ہیں۔

لہٰذا **صحت** کا معنیٰ تندرستی اور **علّت** کا معنیٰ بیماری ہے۔

حروف علّت: وہ حروف جو افعال کی دنیا میں بیماری پھیلانے کا باعث بنتے ہیں حروف علّت کہلاتے ہیں۔عموماً عربی زبان میں تین حروف **الف** [ا]، **واؤ** [و] اور **یاء** [ی] حروف علّت شمار کئے جاتے ہیں۔حقیقتاً الف [ا] کو حروف علّت میں شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ انتیس (29) حرف تہجی میں سے الف [ا] وہ واحد حرف ہے جو کسی فعل کے مادے کا حصہ نہیں بنتا (کسی فعل کے مادے میں شامل نہیں ہوتا)۔

صحیح / تندرست فعل: جس فعل کے مادے کے اصلی حروف میں حرف علّت شامل نہ ہو اسے صحیح یا تندرست فعل کہیں گے۔ابھی تک ماضی مضارع کے ستر [70] کے قریب افعال **ثلاثی مجرد** میں پڑھے ہیں۔**مثلاً:** فَتَحَ يَفْتَحُ، نَصَرَ يَنْصُرُ، كَسَبَ يَكْسِبُ، سَحَرَ يَسْحَرُ وغیرہ۔اور ثلاثی مزید فیہ کے چھیانوے [96] افعال سبق نمبر 18 میں ایک فہرست میں اکٹھے پڑھے ہیں **مثلاً:** جَاهَدَ يُجَاهِدُ، بَلَّغَ يُبَلِّغُ، اِكْتَسَبَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَکۡتَسِبُ وغیرہ۔ اوراس کے علاوہ کچھ افعال مختلف اسباق میں پڑھے ہیں۔ ان سب افعال کا تعلق **صحیح افعال** سے تھا۔ کیونکہ ان افعال کے مادے میں نہ تو حرف واؤ[و] اور نہ ہی حرف **یاء**[ی] شامل تھا۔

معتل / بیمار فعل: اگر کسی فعل کے مادے میں حرف علّت واؤ[و] یا یاء[ی] میں سے کوئی حرف آ جائے تو اس کو **معتل** یا **بیمار فعل** کہیں گے۔

تعلیلات: عربی گرامر کی اصطلاح میں علّت کا لفظ بیماری کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ **علّت** سے ایک لفظ **علیل** بنتا ہے۔ جب کوئی بیمار پڑ جائے تو عموماً کہتے ہیں **میری طبیعت آج علیل ہے**۔ اسی طرح کچھ الفاظ بھی بیمار الفاظ کہلاتے ہیں کیونکہ ان الفاظ میں بیماری پھیلانے والا کوئی جرثومہ (Bacteria) یا کہہ لیں کوئی وائرس (Virus) موجود ہوتا ہے۔ **افعال** میں بیماری پھیلانے والے دو حرف (جرثومے / وائرس) **حروف علت واؤ** [و] اور یاء[ی] ہیں۔ لہٰذا جب یہ کسی فعل کو لگ جائیں (فعل کے مادے میں شامل ہو جائیں) تو وہ فعل بیمار پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا جس فعل کے مادے میں حرف علّت واؤ[و] اور حرف علّت **یاء** [ی] میں سے کوئی ایک حرف شامل ہو جائے اس فعل کو بیمار فعل کہتے ہیں۔ بیمار فعل کے لئے عربی گرامر میں علیل کے بجائے لفظ **معتل** استعمال ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر: (ق و ل) ایک فعل کے مادے سے جو فعل بھی بنے گا اس فعل کو معتل فعل کہیں گے۔ اسی طرح (د ع و) کے مادے سے جو بھی فعل بنے گا وہ فعل بھی معتل فعل کہلائے گا۔ کیونکہ (ق و ل) اور (د ع و) میں حرف علت واؤ [و] موجود ہے۔ (ر م ی) فعل کے مادے سے جو فعل بھی بنے گا اس فعل کو بھی معتل فعل کہیں گے۔ کیونکہ (ر م ی) میں حرف علت یاء[ی] موجود ہے۔

موجودہ سبق نمبر 25 کے علاوہ اسباق نمبر 26، 27 اور 28 میں ماضی مضارع کے جو گروپ پڑھیں گے ان سب کے مادے میں یا تو حرف علت واؤ [و] شامل ہوگا یا حرف علّت یاء[ی] شامل ہوگا۔

کسی بیمار فعل یا کسی معتل فعل کی بیماری کو دور کرنا یعنی علاج کرنا **تعلیل** کہلاتا ہے۔ تعلیل کی جمع **تعلیلات** ہے۔

تعلیل کے طریقے

بیمار افعال یا معتل افعال کا علاج کرنے (**علّت** دور کرنے کے) دو (۲) طریقے ہیں۔

مطابقت (Co-ordination) اور تخفیف ثقل (Load Reduction)

1 مطابقت: ۔ حروف علّت واؤ[و] اور یاء[ی] کو پچھلے حرف پر موجود حرکت کے مطابق تبدیل کرنا۔

حرف واؤ[و] پیش[ـُ] سے مانوس ہے۔ یعنی پیش[ـُ] کی مطابقت (Co-ordination) واؤ[و] کے ساتھ ہوتی ہے۔ اردو میں بھی واؤ[و] سے پہلے حرف پر ہمیشہ پیش[ـُ] ہی پڑھی جاتی ہے۔ یاء[ی] کی مطابقت (Co-ordination) زیر[ـِ] کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی طرح حرف یاء[ی] کی صحیح آواز اور ادائیگی کے لئے کبھی بھی یاء[ی] سے پہلے حرف پر زبر[ـَ] یا پیش[ـُ] نہیں لکھی جاتی۔ دوسرے الفاظ میں کہیں گے کہ واؤ[و] سے پہلے حرف پر اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش[ـُ] آرہی ہوتو وہ واؤ[و] کے مزاج کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے اور یـــاء[ی] سے پہلے حرف کے نیچے اگر زیر[ـِ] ہوتو وہ یـــاء[ی] کے مزاج سے مطابقت رکھتی ہے۔واؤ[و] سے پہلے حرف پر اگر زبر[ـَ] آرہی ہو یا زیر[ـِ] ہوتو اس کو واؤ[و] کے ساتھ ملا کر پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔اسی طرح اگر صحیح انداز سے یاء[ی] سے پہلے حرف پر زبر[ـَ] ہو یا پیش[ـُ] ہوتو اس کو بھی یاء[ی] سے ملا کر پڑھنا ناممکن ہوتا ہے۔

مطابقت کا قائدہ (Rule of Co-ordination):

1. اگر واؤ[و] سے پہلے حرف (ماقبل) پر زبر[ـَ] آرہی ہو تو مطابقت پیدا کرنے کے لئے واؤ[و] کو الف[ا] سے بدل دیتے ہیں۔
2. اگر واؤ[و] سے پہلے حرف (ماقبل) کے نیچے زیر[ـِ] آرہی ہو تو مطابقت پیدا کرنے کے لئے واؤ[و] کو یاء[ی] سے بدل دیتے ہیں۔
3. اگر یاء[ی] سے پہلے حرف (ماقبل) پر پیش[ـُ] آرہی ہو تو مطابقت پیدا کرنے کے لئے یاء[ی] کو واؤ[و] سے بدل دیتے ہیں۔
4. اگر یاء[ی] سے پہلے حرف (ماقبل) پر زبر[ـَ] آرہی ہو تو مطابقت پیدا کرنے کے لئے یاء[ی] کو الف[ا] سے بدل دیتے ہیں۔

نوٹ: (i) الف[ا] کی مطابقت زبر[ـَ] کے ساتھ ہوتی ہے،اس لئے اگر الف[ا] سے پہلے زبر[ـَ] آرہی ہو تو الف[ا] کو بدلنے کی ضرورت نہیں۔

(ii) واؤ[و] کی مطابقت پیش[ـُ] کے ساتھ ہے۔اگر واؤ[و] سے پہلے پیش[ـُ] آرہی ہو تو کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(iii) یاء[ی] کی مطابقت زیر[ـِ] کے ساتھ ہے۔اگر یاء[ی] سے پہلے زیر[ـِ] آرہی ہو تو یاء[ی] کو تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

www.KitaboSunnat.com

مطابقت کے قوائد

مطابقت کے لحاظ سے تینوں حرکات اصولی طور پر اپنے بعد جو حرفِ علّت چاہتی ہیں	
حرکات	مناسب حروفِ علّت
1 ـَ	ا
2 ـُ	و
3 ـِ	ی

حرکات	حرکات کے بعد نامطابق حروف علّت	مطابقت کے ذریعے تبدیلی کے بعد
زبر ـَ	و	ا
زبر ـَ	ی	ا
زیر ـِ	و	ی
پیش ـُ	ی	و

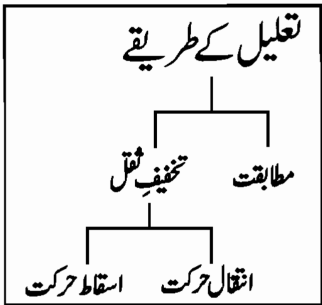

فعل ماضی اور فعل مضارع میں حرف علّت کی موجودگی

نوٹ: زیر مطالعہ حرف سے پہلے آنے والے حرف کو اسکا **ماقبل** کہتے ہیں۔جبکہ اس کے بعد آنے والے حرف کو اس کا **مابعد** کہتے ہیں۔جیسے ضَرَبَ کا مادہ (ض ر ب) ہے۔حرف را[ر] مادے کا درمیانی حرف ہے۔حرف ضاد[ض] حرف را[ر] کا ماقبل کہلائے گا اور حرف با[ب] حرف را[ر] کا مابعد کہلائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف علت واؤ[و] اور یــاء [ی] کے اوپر زبر[ـَ] ہو یا پیش[ـُ] ہو یا ان کے نیچے زیر[ـِ] ہو{[وَ، وِ، وُ][یَ، یِ، یُ]} تو یہ حرکات واؤ[و] اور یــاء[ی] کا بوجھ (ثقل) کہلاتی ہیں۔اسلئے حروف علّت واؤ[و] اور یــاء[ی] اگر مادے میں ع کلمہ کے طور پر ہو یا آخری حرف (کلمہ) کے طور پر شامل ہوں تو اپنے اوپر کسی قسم کی حرکات برداشت نہیں کرتے ،انہیں صرف جزم[ـْ] پسند ہے۔اگر حروف علّت مادے کا پہلا حرف ہو تو وہ اپنے اوپر ہر حرکت برداشت کرلیتا ہے۔

استثناء: ثقل (بوجھ) کا استثناء یہ ہے کہ اگر کسی فعل کا مادہ حرف علّت سے شروع ہو رہا ہو تو حرف علّت پر بوجھ نہیں ہوتا۔ثقل (بوجھ) اسی وقت ہوگا اگر حرف علّت عین کلمہ ہو یا مادے کا آخری حرف (لام کلمہ) ہو۔

معتل فعل ماضی پر قاعدے کا اطلاق

(ق و ل) کا مادہ فَـعَـلَ کی ڈائی میں سے گزر کر جب فعل کی دنیا میں اندر آیا تو قَـوَلَ شکل بنی۔اس فعل قَـوَلَ میں حرف واؤ[و] سے پہلے حرف (ماقبل) قاف[ق] پر زبر[ـَ] کی حرکت ہے جو واؤ[و] کے مزاج کے موافق رمطابق نہیں بلکہ اس کے مخالف ہے۔اگر ماقبل پر زبر[ـَ] کے بجائے حرکت پیش[ـُ] ہوتی تو وہ واؤ[و] کے مزاج کے ساتھ مطابقت رموافقت رکھتی۔ایسی صورت میں تعلیل کے قاعدے کے مطابق اگر واؤ[و] سے پہلے حرف پر زبر[ـَ] ہو تو واؤ[و] کو الف[ا] سے بدل دیتے ہیں۔کبھی کسی کو قَوَلَ استعمال کرتے ہوئے یا کہتے ہوئے نہیں سنا ہوگا۔

کبھی یہ نہیں کہتے! قَوَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی یا قَوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔بلکہ ہمیشہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کہتے ہیں۔

اگر قَـالَ استعمال کرتے ہیں تو پھر واؤ[و] کہاں چلی جاتی ہے اور الف [ا] کہاں سے آجاتا ہے؟ چونکہ الف [ا] کبھی بھی کسی مادے کا حصہ نہیں بنتا اسلئے قَالَ کا مادہ (ق ا ل) تو ہو نہیں سکتا۔اور اگر قَالَ کا مادہ (ق و ل) ہے تو الف [ا] کس قاعدے (Rule) کے مطابق کدھر سے آ گیا؟

ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے اگر مطابقت (Co-ordination) پیدا ہی کرنی ہے تو واؤ[و] سے پہلے حرف قاف[ق] پر جو زبر[ـَ] ہے اس کو کیوں نہ واؤ[و] کی خاطر پیش[ـُ] میں بدل دیا جاتا؟ لیکن ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ ساری بیماری واؤ[و] کی وجہ سے ہے۔چونکہ بیماری کا مرکز واؤ[و] ہے اسلئے جو نشتر چلانا ہے وہ واؤ[و] پر چلائیں گے واؤ[و] سے پہلے حرف قاف[ق] پر نہیں چلائیں گے۔ جہاں تکلیف ہوتی ہے اسی جگہ کا آپریشن کیا جاتا ہے۔ تکلیف کسی اور جگہ ہو نشتر کسی اور جگہ چلا دیا جائے اس سے بیماری دور کرنے کی بجائے بیماری میں اضافہ کر دیں گے۔لہذا نشتر واؤ[و] پر چلائیں گے اور مطابقت پیدا کرتے ہوئے واؤ[و] سے پہلے حرف (ماقبل) پر زبر[ـَ] کی وجہ سے واؤ[و] کو الف[ا] سے بدل دیں گے۔اس طرح قَـوَلَ کی بجائے قَالَ بن جائے گا جو کہ استعمالی شکل ہے۔

(ب ی ع) ایک فعل کا مادہ جب فَـعَـلَ کی ڈائی سے گزر کر فعل کی دنیا میں اندر آیا تو شکل بَیَعَ بنی جو بیماری سمیت ہے۔بَیَعَ کی بیماری حرف علت یاء[ی] کی فعل کے مادے میں موجودگی ہے۔بَیَعَ کی تعلیل کرنی ہے (بیماری دور کرنی ہے)۔یاء[ی] سے پہلے حرف (ماقبل) با[ب] پر زبر[ـَ] ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یاء[ی] کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی۔ مطابقت کے قاعدہ کے مطابق بَیَعَ کی تعلیل کرنے کے بعد بَیَعَ سے بَاعَ ہو جائے گا (بَاعَ [اس نے بیچا/فروخت کیا])۔

(د ع و) ایک فعل کا مادہ ہے اسے فَعَلَ کی ڈائی سے گزار کر فعل کی دنیا کے اندر لائے۔ تو اس کی شکل دَعَوَ بنی۔ دَعَوَ ایک بیمار فعل ہے۔ دَعَوَ میں حرف واؤ[و] سے پہلے حرف عین[ع] پر زبر[ـَ] ہے جو کہ قاعدے کے مطابق واؤ[و] سے مطابقت نہیں رکھتی۔ لہٰذا قاعدے کے مطابق واؤ[و] کو الف[ا] سے تبدیل کر دیں گے اور دَعَوَ کی بجائے دَعَا بن جائے گا۔ قرآن مجید میں بھی آیت وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَوَ اِلَى اللّٰهِ میں ایسے نہیں ہے بلکہ آیت میں یہ لفظ دَعَوَ کی بجائے دَعَا استعمال ہوا ہے: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ.. (حم السجدہ:33/41)۔ [اس سے اچھی کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلائے]۔ چنانچہ دَعَوَ کو دَعَا پڑھتے ہیں جو کہ دَعَوَ کی استعمالی شکل ہے۔

قَوَلَ، بَيَعَ اور **دَعَوَ** تو ان افعال کی علاج سے پہلے کی **اصلی شکلیں** ہیں اور تعلیل (علاج) کے بعد **قَالَ، بَاعَ** اور **دَعَا** کو **استعمالی شکلیں** کہیں گے۔ (عربی زبان میں لکھنے پڑھنے میں استعمال ہونے والی شکلیں)۔

(ق ض ی) ایک فعل کے مادے کو فَعَلَ کی ڈائی میں سے گزارا گیا تو اصلی شکل قَضَیَ بنی۔ لیکن عربی میں اور قرآن مجید میں قَضَیَ نہیں بلکہ قَضٰى استعمال ہوتا ہے۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ..(بنی اسرائیل :23/17)۔ وَقَضٰى رَبُّكَ [اور (اے نبی مکرم ﷺ) فیصلہ کر دیا ہے آپ کے رب نے]۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ [کہ تم عبادت نہ کرو مگر اس کی (اللہ کی)]۔

(ر م ی) فعل کے مادے سے فَعَلَ کے ردھم پر اصلی شکل رَمَیَ بنے گی۔ قاعدے کے مطابق تعلیل کے بعد استعمال رَمٰی ہوتا ہے۔

رَمٰی اور **رَمَا**: رَمٰی کو یوں رَمَا بھی لکھ سکتے ہیں۔ لیکن دَعَا اور رَمَا دونوں کو اگر آخر میں الف[ا] کے ساتھ لکھیں گے تو مغالطہ/شک وشبہ رہ جاتا ہے کہ دَعَا کا مادہ تو (د ع و) ہے اور رَمٰی کا مادہ (ر م ی) ہے۔ اگر دونوں کو الف[ا] کے ساتھ لکھا جائے تو کیسے پتہ چلے گا کہ دَعَا کا مادہ (د ع و) ہے اور رَمَا کا مادہ (ر م ی) ہے۔

اس کا حل عربوں نے یہ نکالا کہ جس فعل کے تین حرفی مادے کے آخر میں یاء[ی] ہو تو تعلیل/علاج کے بعد اس کو کھڑی زبر[ـٰ] کے ساتھ لکھا جائے اور اس کھڑی زبر[ـٰ] کو یاء[ی] کے اوپر لکھیں گے۔ کھڑی زبر[ـٰ] بھی الف[ا] کے قائم مقام ہوتی ہے۔ پڑھنے میں رَمَا بھی رَمَا ہے اور پڑھنے میں رَمٰی بھی رَمَا ہے۔ لیکن لکھنے میں فرق اس لیے ڈالا گیا تا کہ پتہ چلتا رہے کہ یہاں جو کھڑی زبر[ـٰ] ہے وہ یاء[ی] کی بدلی ہوئی شکل ہے (یاء[ی] لکھنے میں آتی ہے پڑھنے میں نہیں آتی)۔

لہٰذا اگر مادے کا آخری حرف یاء[ی] ہو تو کھڑی زبر[ـٰ] یاء[ی] کی اور الف[ا] عموماً واؤ[و] کی بدلی ہوئی شکل ہوتی ہے۔

(رَمٰی میں یاء[ی] پڑھنے میں نہیں آتی لکھنے میں آتی ہے جس طرح اردو میں خوش میں [و] پڑھنے میں نہیں آتی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے! وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمٰى. (الانفال:17/8)۔ وَمَا رَمَيْتَ [اور (اے نبی مکرم ﷺ) آپ نے نہیں پھینکا تھا]۔ إِذْ رَمَيْتَ [جب آپ نے پھینکا تھا (ان پتھروں کو)]۔ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمٰى [اور لیکن اللہ نے پھینکا تھا]۔ اللہ نے اس کے اندر یہ تاثیر پیدا کی تھی کہ مکہ کے کافر بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔

نوٹ: کھڑی زبر [ٰ] الف [ا] کے قائم مقام ہوتی ہے۔ عربی زبان کی املا کا قاعدہ ہے کہ کسی بھی فعل میں اگر کھڑی زبر [ٰ] استعمال کرنی ہو تو اس کے نیچے یاء [ی] لکھ دی جاتی ہے جسے کھڑی زبر کی کرسی کہا جاتا ہے **مثلاً** : هَوٰى، وَقٰى، جَزٰى، قَضٰى وغیرہ۔

اسی طرح قَضَيَ کی تعلیل کے بعد قَضَا نہیں بلکہ قَضٰى لکھا جاتا ہے تاکہ پتہ چلتا رہے کہ اس فعل کا مادہ (ق ض و) نہیں بلکہ (ق ض ی) ہے۔

فعل ماضی کے فَعَلَ کے ردھم/وزن پر چند معتل افعال (بیمار افعال) قَوَلَ، بَيَعَ، دَعَوَ، قَوَمَ، ضَيَعَ، تَلَوَ، بَلَوَ، صَوَمَ کی یہ اصلی شکلیں ہیں۔

چونکہ ان افعال کے مادے میں شامل حروف علت سے پہلے حرف (ماقبل) پر زبر [َ] ہے اس لئے تعلیل کے بعد ان افعال کی استعمالی شکلیں اور ہیں۔

(ق و ل) قَوَلَ [اس نے کہا] کی بجائے قَالَ استعمال ہوتا ہے۔

(ب ی ع) بَيَعَ [اس نے بیچا] کی بجائے بَاعَ استعمال ہوتا ہے۔

(ض ی ع) ضَيَعَ [وہ ضائع ہوا] علاج کے بعد لفظ ضَاعَ بنا۔ ضَاعَ قَلَمِيْ [میرا قلم ضائع/ گم ہو گیا]۔ ضَاعَ كِتَابِيْ [میری کتاب گم گئی]۔

(ت ل و) تَلَوَ [اس نے تلاوت کی] کی بجائے تَلَا استعمال ہوتا ہے۔ **مثلاً** : تَلَا خَالِدٌ كِتَابَ اللّٰهِ [خالد نے اللہ کی کتاب کی تلاوت کی]۔

(ب ل و) بَلَوَ [اس نے آزمایا] کی بجائے بَلَا استعمال ہوتا ہے۔

(د ع و) دَعَوَ [اس نے دعوت دی/اس نے پکارا] کی بجائے دَعَا استعمال ہوتا ہے۔

(ص و م) صَوَمَ [اس نے روزہ رکھا] کی بجائے صَامَ استعمال ہوتا ہے۔

(ق و م) قَوَمَ [اس نے قیام کیا/وہ کھڑا ہوا] کی بجائے قَامَ استعمال ہوتا ہے۔

حدیث کے الفاظ ہیں: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔ (صحيح بخارى، كتاب صلاة التراويح و كتاب الصوم، باب من صام رمضان ايماناً واحتساباً)

فُعِلَ کے ردھم پر غُفِرَ ماضی مجہول ہے۔ غُفِرَ [بخش دیا گیا (وہ)]۔ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ [بخش دیا گیا اس کے تمام (پچھلے) گناہوں کو]۔ مَنْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَامَ رَمَضَانَ [جس نے روزے رکھے رمضان کے مہینے میں]۔اور آگے ہے۔مَنْ قَامَ رَمَضَانَ [اور جس نے رمضان کا قیام کیا]۔اس کے لیے بھی غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه۔

اس حدیث میں مَنْ صَوَمَ یا مَنْ قَوَمَ نہیں ہوا بلکہ مَنْ صَامَ اور مَنْ قَامَ استعمال ہوا ہے۔

اسی طرح فَعَلَ کے ردھم پر استعمال ہونے والے فعل ماضی کی چند مثالیں هَدَیَ، وَقَیَ، جَزَیَ، مَشَیَ، جَرَیَ، ہیں لیکن یہ فعل اس شکل میں استعمال نہیں ہوتے۔

هَدَیَ کی جگہ هَدٰی استعمال کرتے ہیں۔لفظ هَدٰی کو هدا نہیں لکھتے۔یعنی آخر میں الف [ا] کے ساتھ نہیں لکھتے بلکہ اس کو اس لفظ کے آخر میں موجود یاء [ی] کے اوپر کھڑی زبر [ٰ] کے ساتھ لکھتے ہیں۔تاکہ یہ پتہ چلتا رہے کہ یہاں جو الف [ا] ہے وہ یاء [ی] کی بدلی ہوئی شکل ہے واؤ [و] کی نہیں۔اگر هَدٰی کے بجائے هَدَا لکھا ہوا ہو تو پھر شبہ پڑ سکتا ہے کہ هَدَا پتہ نہیں اصل میں هَدَیَ تھا یا هَدَوَ تھا۔

(و ق ی) وَقَیَ [اس نے بچایا] علاج کے بعد وَقٰی بن جائے گا۔

(ج ز ی) جَزَیَ [اس نے جزا دی / بدلہ دیا]۔لیکن استعمال جَزٰی ہوگا۔

(م ش ی) مَشَیَ کی بجائے مَشٰی [وہ پیدل چلا] استعمال ہوگا۔مَشٰی الطِّفْلُ [بچہ پیدل چلا]۔

(ج ر ی) جَرَیَ کی بجائے جَرٰی استعمال ہوگا [وہ تیز چلا / دوڑا]۔جَرٰی الطِّفْلُ [بچہ تیز دوڑا]۔

معتل فعل مضارع پر تخفیف ثقل کے قاعدے کا اطلاق

نوٹ: معتل افعال مضارع چاہے مجرد ہوں یا ثلاثی مزید فیہ ہوں ان پر تخفیف ثقل کے قاعدے کا اطلاق تو ضرور ہوتا ہے لیکن بعض حالتوں میں تخفیف ثقل کے ساتھ ساتھ مطابقت کے قاعدے کا بھی اطلاق ہوتا ہے۔

(ق و ل) تین حروف کا ایک مادہ ہے۔(ق و ل) کو فعل کی دنیا میں آنے کے لیے باب [ن] میں سے گذارا گیا جس کا ماضی مضارع فَعَلَ یَفْعُلُ کے وزن پر (نَصَرَ یَنْصُرُ) ہے۔(ق و ل) سے فَعَلَ کے ردھم پر فعل ماضی قَوَلَ بنا اور اس کی تعلیل کے بعد قَوَلَ کی بجائے قَالَ استعمالی شکل بنا۔

(ق و ل) کو باب نون [ن] کے مضارع یَفْعُلُ کی ڈائی / وزن سے گزار کر جب فعل کی دنیا میں لایا گیا تو یَفْعُلُ کے ردھم پر شکل یَقْوُلُ بنی۔فعل مضارع ہونے کی وجہ سے یاء [ی] تو شروع میں لازماً آجاتی ہے چاہے وہ ٹوٹ کر دو نکتوں والی بن جائے۔فعل مضارع کے پہلے صیغے میں جو نوک پلک یَفْعُلُ کی ہے وہی (ق و ل) کی بن جائے گی۔یَقْوُلُ کی حرکات زبر [َ]، جزم [ْ]، پیش [ُ] اور پیش [ُ] ہیں۔یَقْوُلُ بیمار فعل ہے کیونکہ اس کے اندر حرف علت واؤ [و] کے اوپر پیش [ُ] واؤ [و] پر بوجھ (ثقل) ہے۔یَقْوُلُ کی اس بیماری کو دور کرنا ہے۔جو تخفیف ثقل کے قاعدے سے کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② تخفیف ثقل: بیمار حروف کے اوپر سے ثقل (بوجھ) دور کرنے کا ایک اور قاعدہ ہے جسکو تخفیف ثقل کہا جاتا ہے۔ تخفیف یعنی

[ہلکا کرنا] ثقل [بوجھ] ان دو لفظوں کو جوڑ کر تخفیف ثقل (Load-Reduction) بنا۔

تخفیف ثقل کے دو طریقے ہیں: (i) انتقالِ حرکت اور (ii) اسقاطِ حرکت

(i) انتقال حرکت (Shifiting of Vowel Points):

انتقال حرکت کا قاعدہ سمجھنے کے لیے ایک مثال ذہن میں رکھیے! فرض کیجیے دو دوست سفر پر جا رہے ہیں۔ راستے میں ان میں سے ایک (اللہ محفوظ رکھے) بیمار ہو جاتا ہے اس کے پاس اپنا سامان بھی ہے۔ دوسرا ساتھی تندرست ہے اور اتفاق سے اس کے پاس کوئی سامان نہیں ہے۔ چونکہ بیمار اپنا سامان نہیں اٹھا سکتا ہے عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ بیمار دوست کا سامان صحت مند کو رتندرست ہمراہی کو دے دیا جائے۔ عربوں کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ چونکہ واؤ [و] اور یاء [ی] بیمار حروف ہیں بلکہ بیماری کا مرکز ہیں اس لیے ان پر کوئی بوجھ نہ لادا جائے۔

نوٹ: جن افعال کے مادے کے حروف میں واؤ [و] شامل ہوتا ہے وہ فعل مضارع **یَفْعُلُ** کی ڈائی میں سے گزر کر افعال کی دنیا کے اندر آتے ہیں۔

(ق و ل) کے مادے سے باب (ن) کی ڈائی یَـفْعُلُ کے ردھم پر فعل مضارع **یَقْوُلُ** بنے گا۔ اصلی حالت میں **یَقْوُلُ** ایک بیمار فعل ہے اور اسکی بیماری اس کے اندر واؤ [و] کے اوپر موجود حرکت پیش [ـُ] ہے جو کہ واؤ [و] پر ثقل (بوجھ) ہے۔ **یَقْوُلُ** میں واؤ [و] اس وقت پیش [ـُ] کے بوجھ تلے دبی جا رہی ہے۔ اتفاق سے یَـقْـوُلُ کی واؤ [و] سے پہلے حرف قاف [ق] صحت مند حرف ہے اور حسن اتفاق سے قاف [ق] کے پاس کوئی سامان بھی نہیں۔ قاف [ق] اس وقت بالکل سکون میں ہے کیونکہ اس کے اوپر جزم [ـْ] ہے (جزم [ـْ] کو سکون کی علامت کہتے ہیں)۔ تخفیف ثقل کے قاعدے انتقال حرکت کے تحت **یَقْوُلُ** کی واؤ [و] کی حرکت پیش [ـُ] واؤ [و] سے پہلے ساکن حرف (ماقبل) قاف [ق] کی طرف منتقل کر دی۔ اس طرح واؤ [و] کا بوجھ قاف [ق] کے پاس چلا جائے گیا اور قاف [ق] کا سکون [ـْ] باہمی تبادلے سے واؤ [و] کے پاس آ گیا۔ بیمار فعل مضارع **یَـقْـوُلُ** تعلیل کے بعد **یَـقُـوْلُ** ہو جائے گا جو کہ اس کی استعمالی شکل ہے۔

(ص و م) ایک فعل کا مادہ ہے (تین حروف کا گروپ ہے)۔ فَـعَـلَ کے ردھم پر اس کا فعل ماضی **صَـوَمَ** بنا اور مطابقت کے قاعدے کے تحت تعلیل کے بعد صَوَمَ سے **صَامَ** بن گیا۔ **(ص و م)** سے **یَفْعُلُ** کے ردھم پر بروزن پر فعل مضارع **یَصْوُمُ** بنے گا۔ یَصْوُمُ میں بیماری بھی وہی ہے کہ اس کے واؤ [و] کے اوپر جو پیش [ـُ] ہے وہ اس پر بوجھ ہے۔ **یَصْوُمُ** کا علاج تخفیف ثقل کے طریقے انتقال حرکت کے تحت کیا یعنی واؤ [و] کا پیش [ـُ] ماقبل صاد [ص] کو منتقل کر دیا اور صاد [ص] کا جزم [ـْ] واؤ [و] کو منتقل کر دیا تو **یَـصُـوْمُ** بن گیا۔ چنانچہ **صَـامَ** کا فعل مضارع **یَصْوُمُ** نہیں بلکہ **یَـصُـوْمُ** استعمال ہوتا ہے۔

(ق و م) سے فعل ماضی قَامَ [وہ کھڑا ہوا] بنا اور اس کا فعل مضارع تخفیف ثقل کے طریقے انتقال حرکت سے تعلیل کے بعد **یَقُوْمُ** بن گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: جس فعل کے مادے میں حرف علت یاء[ی]شامل ہواس کا ماضی مضارع باب(ض) فَعَلَ، یَفعِلُ کے وزن پر ہوتا ہے۔

(ب ی ع) تین حرفوں کے مادے کو فعل کی دنیا میں لانے کے لیے ماضی مضارع ضَرَبَ یَضرِبُ کے دروازے باب(ض) سے گزارا گیا۔ (ب ی ع) سے فَعَلَ کے ردھم پر فعل ماضی بَیَعَ بنا تھا اور مطابقت کے قاعدے کے تحت علاج کرنے کے بعد بَاعَ استعمالی شکل بنی تھی۔ جب (ب ی ع) کے مادے کو فعل مضارع بنانے کے لئے یَفعِلُ والے ردھم/وزن کی ڈائی سے گزارا تو یَبْیِعُ بنا۔(اگر حرف کے اوپر بوجھ ہو تو سمجھتے ہیں کہ اس نے بوجھ سر پر لاد رکھا ہے اور اگر نیچے ہو تو سمجھتے ہیں اس نے ہاتھ میں اٹھا رکھا ہے)۔فعل مضارع یَبْیِعُ کے مادے میں حرف علت یاء[ی] شامل ہے اور اس کی تکلیف کا سبب یہ ہے کہ یاء[ی] نے زیر[ِ] کو اٹھا رکھا ہے جو کہ یاء[ی] پر ثقل(بوجھ) ہے۔چنانچہ یاء[ی] کا ماقبل حرف با[ب] ہے جو کہ تندرست حرف ہے۔اس پر جزم[ْ] ہے اس لئے وہ بالکل سکون میں ہے۔تخفیف ثقل کے قاعدے انتقال حرکت کے تحت تعلیل کرنے سے یَبْیِعُ کی یاء[ی] کی زیر[ِ] با[ب] کے پاس چلی گئی اور با[ب] کا سکون جزم[ْ] باہمی تبادلے سے یاء[ی] کے پاس آ گیا اور یَبْیِعُ سے یَبِیْعُ ہو گیا۔بَاعَ کا فعل مضارع یَبْیِعُ استعمال نہیں ہوتا بلکہ یَبِیْعُ استعمال ہوتا ہے۔ماضی بَاعَ[اس نے بیچا] اور مضارع یَبِیْعُ [وہ بیچتا ہے یا بیچے گا]۔

(ض ی ع) مادے سے فعل ماضی تعلیل کے بعد ضَاعَ بنا اور ضَاعَ کا مضارع تعلیل کے بعد یَضِیْعُ بنے گا۔

ⓘⓘ اسقاط حرکت (Droping of Vowel Points):

اسقاط حرکت کا قاعدہ سمجھنے کے لئے،اور بیمار فعل مضارع کی بیماری کو دور کرنے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے پھر اسی مثال کی طرف چلتے ہیں۔(دو ساتھی جا رہے ہیں ان میں سے (اللہ نہ کرے) ایک بیمار ہو جاتا ہے اسکے پاس کافی سارا سامان ہے۔دوسرا ساتھی جو تندرست ہے اسکے پاس کوئی سامان نہیں ہے اس صورت حال میں بیمار کا سامان تندرست کو دے دیں گے۔لیکن دوسری صورتحال یہ ہے کہ اگر صحت مند ساتھی کے پاس پہلے ہی اپنا کافی سارا سامان موجود ہو تو پھر کیا کریں گے؟ان حالات میں بیمار ساتھی کا سامان نہیں بلکہ جان عزیز ہوتی ہے۔اس حالت میں پھر سامان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے،سامان کو پھینک دیتے ہیں۔عقلمندی کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ سامان کو پھینک دیں اور مریض کی جان بچائیں۔

(د ع و) تین حروف کے مادے سے فعل ماضی فَعَلَ کے وزن پر دَعَوَ بنا تھا۔پھر مطابقت کے قاعدے سے دَعَوَ کی تعلیل کی تو دَعَا بن گیا۔(د ع و) کے مادے کو باب(ن) کے وزن یَفعُلُ کی ڈائی میں سے گزارا تو مضارع کی شکل یَدْعُوُ بن گئی۔یَدْعُوُ بیمار فعل ہے کیونکہ یَدْعُو کے مادے میں حرفِ علت واؤ[و] شامل ہے جو اسوقت پیش[ُ] کے بوجھ تلے دبی جا رہی ہے۔علاج کرنے کے لئے اسکا بوجھ اسکے ساتھی (ماقبل) حرف عین[ع] کو منتقل کرنا چاہتے ہیں لیکن عین[ع] کے پاس پہلے سے اپنا سامان پیش[ُ] کی شکل میں موجود ہے۔اگر واؤ[و] کی پیش[ُ] بھی عین[عُ] کو دے دیں گے تو(عین[عُ] کے پاس دوہری حرکت ہو جائے گی۔جبکہ دوہری حرکت پر صرف اِسْم کا استحقاق ہے(دوہری حرکت اسم کی پہچان/نشانی ہوتی ہے)۔ یَدْعُو فعل ہے اس پر دوہری حرکت نہیں آ سکتی۔یَدْعُوُ کی (عین[عُ] پر دو پیش لگانے سے اس کی بیماری دور کرنے کی بجائے اس میں اور اضافہ کر دیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔چونکہ یَدْعُوکی واؤ[و] کے بوجھ کو عین[ع] کی طرف منتقل نہیں کر سکتے اسلئے تخفیف ثقل کے قاعدے اسقاط حرکت کے تحت واؤ[و] کے اوپر موجود بوجھ پیش[ـُ] کو گرادیں گے۔اس طرح واؤ[و] پر سے حرکت ختم ہو جائے گی اور واؤ[و] سکون میں آجائے گا اور سکون کی علامت/نشانی جزم[ـْ] ہے۔اسقاط حرکت سے تعلیل کے بعد بیمار فعل **یَدْعُوُ** کی جگہ استعمالی شکل **یَدْعُوْ** بن گئی۔

اگر ذہن میں سوال پیدا ہو کہ یَدْعُوْ کیسا فعل مضارع ہے جس کے پہلے صیغے کے آخر میں جزم[ـْ] ہے۔جبکہ فعل مضارع کے پہلے صیغے کے آخر میں اصلی حالت میں ہمیشہ پیش[ـُ] ہوتی ہے۔اسکا جواب ہے کہ یَدْعُوْ کے آخر میں واؤ[و] پر پیش[ـُ] موجود تھی،چونکہ وہ پیش[ـُ] واؤ[و] پر بوجھ بن رہی تھی اور اس پیش[ـُ] کو پیچھے بھی نہیں منتقل کر سکتے تھے اسلئے اس کی پیش[ـُ] (سامان/بوجھ) کی کوئی فکر نہیں کی اور اس کو گرادیا تا کہ **یَدْعُوْ** صحت مند ہو جائے۔اس طرح استعمالی شکل یَدْعُوْ بن گی۔

(ہ د ی) مادے کے ماضی ھَدَیَ سے فعل مضارع بنانے کے لئے اسے **یَضْرِبُ** یعنی **یَفْعِلُ** کی ڈائی/سانچے سے گزارا تو شکل **یَھْدِیُ** بن گئی۔ یَھْدِیُ کی بیماری اس کی یاء[یُ] کے اوپر پیش[ـُ] اس پر بوجھ ہے۔یاء[ی] کا بوجھ ماقبل دال[د] کو بھی نہیں دے سکتے کیونکہ دال[د] کے پاس پہلے ہی اپنا سامان زیر[ـِ] کی شکل میں موجود ہے۔ایسی صورت میں تخفیف ثقل کے قاعدے **اسقاط حرکت** کے تحت **یاء**[ی] کی پیش[ـُ] کو گرادیں گے۔چنانچہ تعلیل کے بعد یَھْدِیُ استعمالی شکل میں **یَھْدِیْ** ہو جائے گا۔ھَدٰی[اس نے ہدایت دی] یَھْدِیْ[وہ ہدایت دیتا ہے یا دے گا]۔اور اگر یَھْدِیْ سے پہلے لَا لگادیں تو لَا یَھْدِیْ ہو جائے گا[وہ ہدایت نہیں دیتا ہے یا نہیں دے گا]۔قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے حکم ارشاد فرمایا!

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ ۘ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّهٗ مِنْھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ..(المائدہ:51/5)۔[اے ایمان والو! تم یہودیوں اور نصاریٰ(عیسائیوں) کو دوست نہ بناؤ، یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو کوئی بھی ان سے دوستی کرے گا وہ یقیناً انہیں میں سے ہے(شمار کیا جائے گا)، یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ہے]۔اللہ کے ہاں زبردستی کا اصول نہیں ہے کہ کسی کو زبردستی ہدایت دے دے۔

(ج ز ی) جَزٰی کا فعل مضارع **یَجْزِیْ** ہوگا۔ **(م ش ی)** مَشٰی کا فعل مضارع **یَمْشِیْ** ہوگا۔

(ج ر ی) جَرٰی کا فعل مضارع **یَجْرِیْ** ہوگا۔ جَرٰی[وہ تیز چلا]۔یَجْرِیْ[وہ تیز چلتا ہے یا چلے گا]۔کیونکہ سورج کو اَلشَّمْسُ کہتے ہیں جو مؤنث سماعی ہے اور مؤنث کے لئے یَجْرِیْ کے بجائے تَجْرِیْ استعمال ہوگا۔قرآن پاک میں ہے! **اَلشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا**.. (یٰسٓ:38/36) [سورج اپنی منزل کی طرف تیزی سے چل رہا ہے]۔کیونکہ کائنات پھیل رہی ہے اسلئے اسکی ایک گردش نامعلوم منزل کی طرف ہے۔ قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا! **کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی** ..(الرعد:2/13)۔[ہر ایک معیاد معین پر گشت کر رہا ہے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف علت واؤ[و] یا حرف علت یاء[ی] والے ثلاثی مجرد افعال کی مثالیں:

(ق و ل) قَالَ، یَقُوْلُ [کہنا]۔ (ب ع ی) بَاعَ، یَبِیْعُ [بیچنا]۔ (ت ل و) تَلَا یَتْلُوْ [تلاوت کرنا]۔

(ب ل و) بَلاَ یَبْلُوْ [آزمانا]۔ (د ع و) دَعَا، یَدْعُوْ [دعوت دینا/پکارنا]۔ (ص و م) صَامَ، یَصُوْمُ [روزہ رکھنا]۔

(ق و م) قَامَ، یَقُوْمُ [کھڑا ہونا]۔ (ض ی ع) ضَاعَ، یَضِیْعُ [ضائع ہونا]۔ (ہ د ی) ھَدٰی، یَھْدِیْ [ہدایت دینا]۔

(ج ز ی) جَزٰی، یَجْزِیْ [بدلہ دینا]۔ (م ش ی) مَشٰی، یَمْشِیْ [چلنا/ پیدل چلنا]۔

(ج ر ی) جَرٰی، یَجْرِیْ [تیز دوڑنا]۔ (ر ج و) رَجَا، یَرْجُوْ [امید رکھنا/امید کرنا]۔

(د ر ی) دَرٰی، یَدْرِیْ [کسی چیز کا علم حاصل کرنا/جاننا/اسکی واقفیت/اس سے آگاہ ہونا]۔ یَدْرِیْ [وہ جانتا ہے یا جانے گا] اور اَدْرِیْ کا معنٰی [میں جانتا ہوں یا جانوں گا] اور لَا اَدْرِیْ [میں نہیں جانتا ہوں یا نہیں جانوں گا]۔ کہا جاتا ہے! لَا اَدْرِیْ نِصْفُ الْعِلْمِ۔ لَا اَدْرِیْ (ناواقفیت) بھی آدھا علم ہے یعنی کم از کم اسے یہ تو پتہ ہوتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔

یہ تمام افعال تعلیل کے بعد قرآن پاک میں استعمال ہوئے ہیں۔

رَجَا اگر رَجٰی لکھا ہوتا (آخر میں یاء[ی] پر کھڑی زبر[ٰ] کے ساتھ) پھر کہتے اسکا مادہ (ر ج ی) ہے لیکن یہ رَجَا آخر میں الف[ا] کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ اسلئے اسکا مادہ (ر ج و) ہوگا۔ اگر فعل ماضی سے مادے کے حروف کا پتہ نہ چل سکے تو اسکے فعل مضارع سے پتہ چل جائے گا۔ ماضی مضارع رَجَا یَرْجُوْ ہے چونکہ مضارع کے آخر میں واؤ[و] ہے اسلئے اس کا مادے کا آخری حرف واؤ[و] ہے۔ (ر ج و) اگر رَجَا یَرْجِی ہوتا تو پھر مضارع کے آخر میں جو یاء[ی] ہے اس وجہ سے رَجَا کا مادہ (ر ج ی) ہے۔

مثال کے طور: پر ایک فعل قَالَ کا مادہ (ق و ل) ہے اور ایک دوسرے فعل بَاعَ کا مادہ (ب ی ع) ہے جبکہ دونوں کی ادائیگی کا ردھم ایک جیسا ہے جیسے قَوَلَ اور بَیَعَ لیکن استعمالی حالت میں دونوں افعال کے آخری حرف سے پہلے الف[ا] آ رہا ہے اور یہ الف[ا] (ق و ل) کے واؤ[و] کی جگہ پر اور (ب ی ع) کے یاء[ی] کی جگہ پر آیا ہے۔ ایسی صورت میں واؤ[و] اور یاء[ی] کے درمیان فرق کا فعل مضارع سے پتہ چلے گا کہ حقیقت میں اس کے مادے میں حرف واؤ[و] ہے یا حرف یاء[ی] ہے (الف[ا] فعل کی استعمالی شکل میں واؤ[و] کی جگہ پر آیا ہے یا یاء[ی] کی جگہ پر آیا ہے)۔ جیسے قَالَ یَقُوْلُ کا فعل مضارع یَقُوْلُ استعمال ہوتا ہے۔ اس کے مضارع میں واؤ[و] اس لیے اس فعل کا مادہ (ق و ل) ہے اور دوسرا فعل بَاعَ یَبُوْعُ نہیں بلکہ بَاعَ یَبِیْعُ استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے مضارع میں یاء[ی] ہے اس لیے اسکا مادہ (ب ی ع) ہے۔

ایک فعل کا ماضی مضارع قَالَ یَقُوْلُ استعمال ہوتا ہے اور دوسرے فعل کا ماضی مضارع قَالَ یَقِیْلُ استعمال ہوتا ہے۔ اگر قَالَ یَقِیْلُ ہو تو اوپر دی گئی مثال کے مطابق ہم کہیں گے کہ یہاں قَالَ کا مادہ (ق و ل) نہیں بلکہ (ق ی ل) ہے اور اگر قَالَ یَقُوْلُ ہو تو مادہ (ق و ل) ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ یَقِیْلُ کا معنیٰ [قیلولہ کرنا/ آرام کرنا]۔

ایک بجھارت (Quiz) ھے۔

مَنْ قَالَ قَالَ اللّٰہُ فَقَدْ کَفَرَ کیا یہ جملہ درست ہے؟ جی ہاں! یہ درست ہے۔

پہلے قَالَ کا ماضی مضارع قَالَ یَقُوْلُ ہے جس کا معنیٰ ہے [کہنا] اور دوسرے قَالَ کا ماضی مضارع قَالَ یَقِیْلُ سے ہے جس کا معنیٰ [قیلولہ کرنا/ آرام کرنا]۔

مَنْ قَالَ [جس نے کہا]۔ قَالَ اللّٰہُ [اللہ نے آرام کیا]۔ فَقَدْ کَفَرَ [تو یقیناً اس نے کفر کیا]۔ جیسے کہ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ اللہ رب العزت نے پوری کائنات آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا جو کہ اتوار کا دن تھا۔ اسلئے ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم آرام کریں۔ فَقَدْ کَفَرَ [تو یقیناً اس نے کفر کیا]۔

عربی زبان کی گرامر میں پیش [ـُ] کو ضَمَّہ کہتے ہیں۔ عربی گرامر کی اصطلاح میں تعلیل کے اس عمل کو اس طرح کہیں گے کہ بیا رفعل یَقْوُلُ کی واؤ [و] پر ضَمَّہ [ـُ] ثقیل ہے لہذا واؤ [و] کا ضَمَّہ اس کے ماقبل یعنی قاف [ق] کو منتقل کیا تو یَقْوُلُ سے یَقُوْلُ ہو گیا۔ جو کہ یَقُوْلُ کی استعمالی شکل ہے اور یہ تخفیف ثقل کے قاعدے انتقال حرکت سے ہوا۔

اسی طرح یَدْعُوُ کی واؤ [و] پر ضَمَّہ ثقیل ہے۔ واؤ [و] کا ضَمَّہ [ـُ] اس کے ماقبل حرف عین [ع] کو منتقل نہیں کر سکتے کیونکہ ماقبل عین [ع] پر اس کا اپنا بوجھ پیش [ـُ] موجود ہے۔ لہذا واؤ [و] کے اوپر جو ضَمَّہ [ـُ] ہے اسے گرادیا/ ساقط کر دیا۔ اس طرح یَدْعُوْ رہ گیا جو کہ یَدْعُوْ کی استعمالی شکل ہے۔ یہ تخفیف ثقل کے قاعدے اسقاط حرکت سے ہوا۔

نوٹ: ضَمَّہ، فَتْحَہ، اور کَسْرَہ حرکات ہیں۔ ضَمَّہ پیش [ـُ] کو، فَتْحَہ زبر [ـَ] کو اور کَسْرَہ زیر [ـِ] کو کہتے ہیں۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات میں تعلیل شدہ افعال کی نشاندہی کریں اور ان کے پہلے صیغے کی اصلی حالت لکھیں۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

1 قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً .. (النمل: 34/27)

فعل قَالَتْ مؤنث کا صیغہ ہے یہ بتلا رہا ہے یہاں کوئی کہنے والا نہیں بلکہ کہنے والی ہے۔ یہ بات ہے ملکۂ سبا سے متعلق ہے۔ ملکۂ سبا جس کا نام بلقیس کہا جاتا ہے قَالَتْ [اس نے کہا]۔ ملکہ سبا کو سلیمان علیہ السلام نے خط بھیجا کہ دیکھو سیدھے سادھے طریقے سے مسلمان ہو جاؤ ورنہ میں فوج لے کر آ رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ ملکہ سبا نے اپنے وزراء سے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا۔ وزراء اور مشیر ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہنے لگے، قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن عورت سمجھ دار تھی اس نے کہا یہی جو ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہہ رہے ہیں وقت آنے پر یہ نظر بھی نہیں آئیں گے۔ کہنے لگی جوش سے نہیں ہوش سے کام لو۔ اس لئے اس نے کہا: اِنَّ الْمُلُوْكَ [یقیناً بادشاہ/حکمران]۔ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً [جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں]۔ اَفْسَدُوْا [وہ خراب کر دیتے ہیں/درہم برہم کر دیتے ہیں]۔ هَا [اس بستی کو] اس بستی کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ وَجَعَلُوْا [اور بنا دیتے ہیں]۔ (عَزِيْزٌ کی جمع اَعِزَّةٌ ہے اور ذَلِيْلٌ کی جمع اَذِلَّةٌ ہے)۔ اَعِزَّةَ اَهْلِهَا [اس بستی کے رہنے والے معززین کو]۔ اَذِلَّةً [ذلیل]۔ اور وہ اس بستی کے رہنے والوں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ اس لیے خواہ مخواہ انھیں جنگ کرنے کی دعوت نہ دو۔ آزماتے ہیں وہ چاہتے کیا ہیں۔ اس نے کچھ ہدیے بھیجے آگے قرآن مجید میں پورا واقعہ موجود ہے۔

ترجمہ: اس نے کہا بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں، وہ اس کو خراب کر دیتے ہیں اور اس بستی کے رہنے والوں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

2 لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ.. (المائدہ:73/5)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا [یقیناً یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا]۔ قَالَ یا اس سے بننے والے کسی فعل کے بعد اِنَّ آئے تو اس کا معنیٰ [کہ] کیا جاتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ [کہ اللہ تین کا تیسرا ہے]۔ یعنی معاذ اللہ انہوں نے اللہ رب العزت کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور کہا اللہ تین میں سے تیسرا حصہ ہے اس کے باقی دو حصے عیسیٰؑ اور مریمؑ ہیں (عَيَاذًا بِاللّٰهِ) باپ، بیٹا، روح القدس۔

ترجمہ: یقیناً یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین کا تیسرا ہے۔

3 اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

اَعُوْذُ [میں پناہ میں آتا ہوں/آتی ہوں]۔ بِاللّٰهِ [اللہ کی] یعنی میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ لفظ (رَجِيْمٌ) لفظ رَجْمٌ سے ہے۔ رَجْمٌ کا لفظی معنیٰ سنگسار کرنا/پتھر مارنا ہے۔ رَجِيْمٌ ایسے شخص کو بھی کہتے ہیں جس کو ذلیل کر کے/رسوا کر کے کسی مجلس سے/محفل سے نکال دیا گیا ہو۔ اللہ رب العزت نے شیطان کو اس کے تکبر کی بنا پر، اپنے دربار سے ذلیل کر کے نکال دیا تھا۔ اس لیے شیطان کو رَجِيْمٌ کہا جاتا ہے۔ رَجِيْمٌ کا معنیٰ مردود ہے کہ جس کو اللہ رب العزت کے دربار سے ذلیل و رسوا کر کے نکالا جا چکا ہے۔ اس شیطان نے اسی وقت ہی ٹھان لیا تھا کہ جس انسان کی وجہ سے مجھے ذلیل کر کے نکالا گیا ہے، میں نے اس سے بدلہ لینا ہے اور ثابت کرنا ہے کہ وہ اس اعزاز کا/اس منصب کا اہل نہیں۔ اب یہاں اس کلمے میں انسان کہہ رہا ہے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس شیطان کے شر سے بچنے کے لیے/اس کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لیے کہ جس کو تو نے اپنے دربار سے ذلیل کر کے نکال دیا تھا۔ میں اس کے وسوسوں سے/اس کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا تاوقتیکہ تو مجھے اپنے دامن پناہ میں نہ لے لے۔

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔

4 لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى.. (النجم:39/53)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے انسان کے لیے مگر جو اس نے کوشش کی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یہی ضابطہ ہے۔ سَعْی کا مادہ (س ع ی) ہے۔ اصل شکل سَعَیَ تھی تعلیل کے بعد سَعٰی استعمالی شکل بن گئی۔

ترجمہ: نہیں ہے انسان کے لیے مگر جو اس نے کوشش کی۔

5 اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ..(فاطر:28/35)

اِنَّمَا [بس] کلمہ حصر ہے۔ یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا [ڈرتے ہیں اللہ ہی سے اس کے بندوں میں سے علماء]۔ یہاں علماء کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کائنات کے مطالعہ کے حوالے سے جو کائنات کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرتے ہیں/مشاہدہ کرتے ہیں/نتائج اخذ کرتے ہیں/اللہ کی معرفت اور کبریائی کو اپنے دل میں جاگزیں کرتے ہیں۔ جن کے دل میں مطالعہ کائنات کی وجہ سے اللہ کی زیادہ سے زیادہ ہیبت پیدا ہو جاتی ہے، حقیقی معنوں میں وہی لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ ظاہر ہے کائنات کی وسعتیں جب انسان پر عیاں ہوتی ہیں تو اللہ کا خوف، اللہ کا دبدبہ، اللہ کی خشیت بھی اس کے دل میں زیادہ سے زیادہ پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

ترجمہ: بس ڈرتے ہیں اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء۔

6 اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ ..(الاعراف:194/7)

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ [یقیناً وہ جن کو تم پکارتے ہو۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [اللہ کے علاوہ]۔ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ [بندے ہیں تمہارے جیسے]۔ عِبَادٌ جمع ہے عَبْدٌ کی اور اَمْثَالٌ جمع ہے مَثَلٌ کی]۔ (مَثَلٌ [جیسا])۔ اَمْثَالٌ [جیسے]۔ [یقیناً وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے علاوہ بندے ہیں تمہارے جیسے]۔ یہ نہیں کہا وہ لکڑیاں ہیں وہ پتھر ہیں، اس لیے کہ ابوجہل اور ابولہب لکڑیوں اور پتھروں کو نہیں پکارتے تھے وہ تو اپنے آپ کو بڑے فلسفی، مفکر، دانشور سمجھتے تھے۔ وہ ان ہستیوں کو پکارتے تھے جن ہستیوں کے نام پر انھوں نے بت بنا رکھے ہوتے تھے۔ وہ لکڑیوں اور پتھروں کو سمجھتے تھے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

ترجمہ: یقیناً وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے علاوہ بندے ہیں تمہارے جیسے۔

7 قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ..(الجن:20/72)

قُلْ [(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے!]۔ اِنَّمَا کلمہ حصر ہے۔ اِنَّمَآ اَدْعُوْا [بس میں تو پکارتا ہوں]۔ رَبِّيْ [اپنے رب ہی کو]۔ وَلَآ اُشْرِكُ [اور نہیں میں شریک کرتا]۔ بِهٖ [اس کے ساتھ]۔ اَحَدًا [کسی کو]۔ پکارتے وقت میں کسی اور ہستی کو اس (اللہ) کا شریک نہیں کرتا ہوں، کہ ابراہیم کے واسطے سے مجھے یہ عطا فرما۔ میں صرف اسی (اللہ) کو پکارتا ہوں۔ امت کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے! بس میں تو پکارتا ہوں اپنے رب ہی کو اور نہیں میں شریک بناتا اس کے ساتھ کسی کو۔

8 وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ ○ اِنۡ تَدۡعُوۡھُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡا دُعَآءَکُمۡ ..(فاطر:12-14/35)

وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ [اوراس (اللہ) نے مسخر کیا ہے (کام/خدمت پر لگا رکھا ہے/تابع کر دیا ہے) سورج اور چاند کو]۔ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ [ہر ایک (سورج اور چاند) تیزی سے چل رہا ہے]۔ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی (اَجَلٌ [موت] مُسَمًّی [معین/مقررہ])۔ [ایک مقررہ مدت تک کے لیے]۔ یہ قرآن مجید کی آیات ہیں، سائنس کو غلطی لگ سکتی ہے لیکن قرآن مجید کا بیان کردہ کوئی بھی نظریہ فطری حقیقت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ آج سے چند سال پہلے ایک دور ایسا تھا سائنس کہتی تھی کہ سورج ساکن ہے وہ نہیں گھوم رہا اور زمین اس کے گرد گھوم رہی ہے لیکن قرآن نے اس وقت بھی کہا کہ تمہیں غلطی لگی کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی 'ہر ایک (سورج اور چاند) **ایک مقررہ مدت تک چل رہا ہے'۔**

سورہ یٰسین میں سورج کا نام لے کر کہا! وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّھَا ..(یٰس:38/36)۔ (سورج معینہ مدت تک کے لیے اپنے ٹھکانے کی طرف جا رہا ہے)۔ سورج کی ایک حرکت اس کے اپنے اردگرد ہے اور ایک حرکت ایسی جگہ کی طرف ہے جس کا کسی کو کوئی علم نہیں اس جگہ کو مُسۡتَقَرٌّ کہا ہے۔

کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی [ہر ایک تیزی سے چل رہا ہے (سورج بھی اور چاند بھی) ایک معینہ مدت کے لیے]۔ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ [وہ اللہ جو تمہارا رب ہے]۔ وہ جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے جس کے ہاتھ میں یہ پوری کائنات کا نظام ہے۔ لَہُ الۡمُلۡکُ [اس کے لیے (اسی کا) تمام اقتدار و اختیار ہے]۔ وَالَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ [اور وہ جن کو تم پکارتے ہو اس (اللہ) کے علاوہ]۔ مَا یَمۡلِکُوۡنَ [وہ اختیار نہیں رکھتے]۔ مِنۡ [جیسا برابر]۔ قِطۡمِیۡرٍ [کھجور کی گٹھلی کے اوپر کا چھلکا یا کھجور کی گٹھلی پر باریک سا سیاہ نقطہ]۔ فرمایا! اور جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اس (اللہ) کے علاوہ وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر یا کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو نقطہ ہوتا ہے اس کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے ہیں (ان کے پاس ادنیٰ سا بھی اختیار نہیں ہے)۔ تم خواہ مخواہ سمجھتے رہتے ہو کہ یہ ہماری باتیں سن رہے ہیں۔ اور آگے پہنچا رہے ہیں۔ فرمایا! یہ تصور غلط ہے اِنۡ تَدۡعُوۡھُمۡ [اگر تم انھیں پکارو گے]۔ لَا یَسۡمَعُوۡا [وہ نہیں سنیں گے یا نہیں سنتے]۔ دُعَآءَکُمۡ [تمہاری پکار کو]۔

ترجمہ: وہی ہے اللہ تمہارا رب اس کے لیے ہے اقتدار و اختیار اور وہ جن کو تم اس کے علاوہ پکارتے ہو نہیں اختیار رکھتے کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر (ادنیٰ سا) بھی اگر تم پکارو گے ان کو تو نہیں سنیں گے تمہاری پکار کو۔

9 اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ..(الانعام:144/6)

جنھوں نے اپنے آپ کو تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرانے کا تہیہ کر رکھا ہو اللہ زبردستی ان کو ہدایت نہیں دیتا۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں! گرتے ہو تو پھر جاؤ گرو! میں بھی تمہارا ہاتھ نہیں پکڑوں گا اس لیے کہ میرے ہاں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ جو راستہ تم اختیار کرنا چاہتے ہو سو کر لو یہ اللہ کا ضابطہ ہے! اللہ ایسے لوگوں کو (زبردستی) ہدایت نہیں دیتا۔

ترجمہ: یقیناً اللہ ظلم کرنے والے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

10 عَفَا اللّٰہُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنۡ عَادَ فَیَنۡتَقِمُ اللّٰہُ مِنۡہُ ؕ وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ..(المائدہ:95/5)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَفَا اللّٰهُ [معاف کر دیا اللہ نے]۔ عَمَّا (عَنْ + مَا)۔ عَنْ [سے]۔ مَا [جو]۔ اللہ نے معاف کر دیا اس سے جو۔ سَلَفَ [گزر چکا]۔ یہ آیت سود کے حوالے سے ہے، اس آیت سے پہلے سود کا ذکر ہے۔ جو سودی لین دین کر چکے ہو۔ وَمَنْ عَادَ [اور جو شخص واپس پلٹا/اعادہ کیا (پھر اُس سودی لین دین کی طرف)]۔ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ [تو پھر انتقام/بدلہ لے گا اللہ اس سے]۔ پھر اسی سودی لین دین کی طرف واپس پلٹ آئے تو پھر اللہ تمہاری معیشت کو کبھی بھی سہارا نہیں دے گا۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ [اور اللہ غالب/بالاترین ہستی ہے]۔ ذُو انْتِقَامٍ [انتقام لینے والا ہے]۔

ترجمہ: معاف کر دیا اللہ نے اس سے جو گزر چکا اور جو شخص واپس پلٹا (اعادہ کیا) اور اللہ غالب/بالاترین ہستی ہے انتقام لینے والا ہے۔

11 وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ..(الشوریٰ:25/42)

وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ [اور وہی ہے (اللہ) جو قبول کرتا ہے توبہ کو]۔ عَنْ عِبَادِهٖ [اپنے بندوں سے]۔ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ [اور وہ معاف کر دیتا ہے/مٹا دیتا ہے برائیوں (گناہوں) کو]۔ تمہاری توبہ قبول ہو جائے گی، توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا، سابقہ ساری برائیاں معاف ہو جائیں گی، آج بھی واپس پلٹ آؤ۔ کیونکہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں (گناہوں) کو مٹا دیتا ہے، اعمال نامے سے ان کا نام ونشان ہی ختم کر دیتا ہے۔

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور وہ معاف کر دیتا ہے/مٹا دیتا ہے برائیوں (گناہوں) کو۔

اللہ رب العزت ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

12 فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَالَا يَرْجُوْنَ..(النساء:104/4)

(ء ل م) کے مادے سے ماضی مضارع اَلِمَ، يَاْلَمُ ہے۔ اَلَمٌ [درد] کو کہتے ہیں۔ ہمزہ پر زبر (اَ) کے ساتھ۔ ایک اور لفظ بار بار سنا اور پڑھا جاتا ہے وہ ہے عَذَابٌ اَلِيْمٌ [دردناک عذاب]۔ اَلِيْمٌ [دردناک (Painfull)]۔ یہاں آیت کا معنیٰ اس طرح کریں گے۔ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ [تو بیشک وہ تکلیف محسوس کرتے ہیں/درد محسوس کرتے ہیں]۔ كَمَا تَاْلَمُوْنَ [جیسا کہ تم تکلیف محسوس کرتے ہو/درد محسوس کرتے ہو]۔ یہاں تک تو تمہارا اور کافروں کا معاملہ برابر ہے تمہیں بھی میدان جہاد میں چر کے لگتے ہیں انہیں بھی لگتے ہیں۔ تمہیں بھی تکلیفیں پہنچتی ہیں انہیں بھی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ تکلیف تو ظاہر ہے کافر کو بھی ہوتی ہے مسلمان کو بھی ہوتی ہے۔ پھر فرق کیا ہے؟ آگے فرق بیان کیا جا رہا ہے۔ فرمایا! وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَالَا يَرْجُوْنَ [اور تم وہ (اجر و ثواب کی) امید رکھتے ہو اللہ سے جو امید وہ نہیں رکھتے]۔ کسی مومن کو تو کانٹا بھی چبھے تو اسکے بدلے میں اسکو اجر وثواب ملتا ہے۔ کافر کی ساری تکلیفیں رائیگاں چلی جاتی ہیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں: اَمْرُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ كُلُّهٗ [مومن کا معاملہ سارے کا سارا خیر ہی خیر ہوتا ہے]۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے وہ شکر ادا کرتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے تب بھی اُسے اجر وثواب ملتا ہے۔ لیکن کافر کی خوشیاں بھی رائیگاں کافر کی تکلیفیں بھی رائیگاں۔ کہا! [تو بیشک وہ تکلیف محسوس کرتے ہیں جیسا کہ تم تکلیف محسوس کرتے ہو]۔ غزوہ بدر میں انکے بندے مارے گئے غزوہ اُحد میں تمہارے شہید ہوئے معاملہ برابر پھر فرق کیا ہے؟ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَالَا يَرْجُوْنَ [تم (وہ) امید رکھتے ہو اللہ سے جو امید وہ نہیں رکھتے]۔ وہ کافر جہنم رسید ہوئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں (مسلمانوں کو) شہادتوں کا کتنا عظیم اجر ملے گا۔

ترجمہ: تو بیشک وہ تکلیف محسوس کرتے ہیں جیسا کہ تم تکلیف محسوس کرتے ہو اور تم اللہ سے وہ (اجر وثواب کی) امید رکھتے ہو جو امید وہ نہیں رکھتے۔

13 يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡجَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوۡرِ ..(یونس:57/10)

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡجَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ [اے لوگو! یقیناً آ گئی ہے تمہارے پاس وعظ ونصیحت تمہارے رب کی طرف سے]۔ وَشِفَآءٌ لِّمَا [اور شفا (علاج) اسکی یعنی ان بیماریوں کی جو]۔ فِى الصُّدُوۡرِ [سینوں میں ہیں]۔ روحانی امراض کا علاج وعظ ونصیحت یعنی قرآن مجید ہے۔

ترجمہ: اے لوگو! یقیناً آ گئی ہے تمہارے پاس وعظ ونصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور شفا (علاج) اسکی (ان بیماریوں کی) جو سینوں میں ہیں۔

14 يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ..(النبا:18/78)

يَوۡمَ [جس دن]۔ مضارع مجہول يُفۡعَلُ کے روزن پر يُنۡفَخُ [پھونکا جائے گا]۔ فِى الصُّوۡرِ [صور میں]۔ فَتَاۡتُوۡنَ اصل میں (ف + تَاۡتُوۡنَ) ہے۔ اَتٰى [آنا] يَاۡتِىۡ [وہ آتا ہے یا آئے گا]۔ تَاۡتِىۡ [تُوۡ (واحد) آتا ہے یا آئے گا)] اور تَاۡتُوۡنَ [تم سب آتے ہو یا آؤ گے]۔ اَفۡوَاجًا [گروہ درگروہ]۔ قبروں سے نکل کر گروہ درگروہ اس آواز کی طرف بھاگے آؤ گے۔ زوردار دھما کہ (Big Bang) ہوا تو کائنات کی تخلیق کا آغاز ہوا۔ پھر يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ جس دن صور میں پھونکا جائے گا پھر ایک اور زوردار دھما کہ (Big Bang) ہوگا کائنات ختم ہو جائے گی۔ پھر ایک زوردار دھما کہ ہوگا اور نئے سرے سے کائنات کی تخلیق ہوگی۔ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا [تو تم گروہ درگروہ آؤ گے]۔

ترجمہ: جس دن صور میں پھونکا جائے گا تم سب گروہ درگروہ (قبروں سے نکل کر اس آواز کی طرف) بھاگے آؤ گے۔

15 وَالَّذِيۡنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهَا وَاٰمَنُوۡۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ..

(الاعراف:153/7)

وَالَّذِيۡنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ [اور وہ لوگ جنہوں نے برائیاں کیں / جنہوں نے گناہ کئے]۔ ثُمَّ تَابُوۡا [پھر انہوں نے توبہ کی]۔ مِنۡۢ بَعۡدِهَا [ان گناہوں / ان برائیوں کے بعد]۔ وَاٰمَنُوۡۤا [اور ایمان لے آئے]۔ یعنی جو کچھ وہ حالتِ کفر میں کرتے رہے اس سے توبہ کی اور اسلام کی حقانیت وصداقت پر ایمان لے آئے تو: اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ الرَّحِيۡمٌ [یقیناً یقیناً آپکا رب اس کے بعد (توبہ کے بعد) بخشنے والا ہے / بڑا رحم کرنے والا ہے]۔ ضمیر هَا اسم تَوۡبَةٌ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ توبہ کا دروازہ اب بھی یقیناً کھلا ہوا ہے اب بھی اگر اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں اور سرورِ کائنات ﷺ کی نبوت کو مان لیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میں ساری غلطیوں کو ساری خطاؤں کو معاف کر دوں گا اور انکی نیکیوں کی انہیں جزا دوں گا۔

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے گناہ کئے پھر انہوں نے توبہ کی اور ایمان لے آئے یقیناً یقیناً آپکا رب اس (توبہ) کے بعد بخشنے والا ہے۔

16 فَاَمَّا مَنۡ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ۝ فَاِنَّ الۡجَحِيۡمَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ۝ وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى ۝ فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ..(النازعات:37-41/79)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَمَّا[توجہاں تک تعلق ہے]۔مَنْ طَغٰی[اس شخص کا جس نے سرکشی کی]۔طَغٰی کا معنٰی ہے اللہ کے مقابلے پر سینہ تان کر کھڑے ہوجانا/اسکے احکامات کے خلاف باغیانہ روش اختیار کرلینا۔وَ آثَرَ الْحَیَاۃَ الدُّنْیَا [اوراس نے دنیوی زندگی کو ترجیح دی]۔فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی [تو یقیناً جہنم ہی اسکی پناہ گاہ ہے]۔اسکوآخرت میں کہیں پناہ نہیں ملے گی سوائے جہنم کی آگ کے۔وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ [اور جہاں تک تعلق ہے اس شخص کا جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا]وَنَهَی النَّفْسَ [اوراسنے روکے رکھا نفس کو]۔عَنِ الْهَوٰی[خواہشات سے]۔یعنی اس نے اپنے نفس کی خواہشات سے اپنے آپ کوروکے رکھا اوراسکی بے کار اور ناجائز خواہش کو پورانہ کیا۔فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی[تو یقیناً جنت ہی اسکی پناہ گاہ ہے]۔

ترجمہ: توجہاں تک معاملہ ہے اس شخص کا جس نے سرکشی کی (اللہ کے احکامات کے خلاف باغیانہ رویہ اپنایا) اوراس نے دنیاوی زندگی کو ترجیح دی تو یقیناً جہنم ہی اسکی پناہ گاہ ہے۔اور جہاں تک معاملہ ہے اس شخص کا جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اسنے روکے رکھا نفس کو خواہشات سے (اسنے قابو پایا نفس پر) تو یقیناً جنت ہی اسکی پناہ گاہ ہے۔

17 اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ..(العنکبوت:45/29)

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ[یقیناً نماز روکتی ہے بے حیائی کے کاموں سے]۔وَالْمُنْكَرِ[اورعام برائیوں سے]۔

ترجمہ: یقیناً نماز بے حیائی کے کاموں سے اور عام برائیوں سے روکتی ہے۔

18 مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ..(بنی اسرائیل:15/17)

مَنِ اهْتَدٰی[جس نے ہدایت اختیار کی] یعنی جس نے سیدھا راستہ اختیار کیا۔فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ[توبس وہ سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے اپنی ذات کے لئے]۔وہ کسی پر احسان نہیں کررہا ہوتا اس میں اسکا اپنا ہی بھلا ہوتا ہے۔اس آیت کا اگلا حصہ سبق نمبر 29 **ادغام و مهموز** میں پڑھیں گے جو مندرجہ ذیل ہے:وَمَنْ ضَلَّ [جوگمراہ ہوجاتا ہے]۔فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا[تو اسکے گمراہ ہوجانے کا نقصان بھی اسی کو ہوگا]وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ رہا ہوگا۔

ترجمہ: جس نے ہدایت اختیار کی توبس وہ سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے اپنی ہی ذات کے لئے۔

19 وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ..(الشوریٰ:22/42)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ[اوروہ لوگ جوایمان لائے اورانہوں نے نیک اعمال کئے]۔فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ[باغات کے باغیچوں میں ہوں گے]بڑے بڑے باغات ان میں خوبصورت باغیچے (Lawn) ہونگے۔لَهُمْ[انکے لئے ہوگا]۔مَا یَشَاءُوْنَ [جو وہ چاہیں گے]۔عِنْدَ رَبِّهِمْ [انکے رب کے پاس]۔ذَالِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ[وہ (جسکا ذکر پیچھے گزر چکا) بہت بڑا فضل ہے] (آخرت میں ان نعمتوں کا حاصل ہوجانا)۔

ترجمہ: اوروہ لوگ جوایمان لائے اورانہوں نے نیک اعمال کئے باغات کے باغیچوں میں ہونگے۔انکے لئے ہوگا انکے رب کے پاس جو وہ چاہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے وہ (جسکا ذکر پیچھے گزر چکا یعنی آخرت میں ان نعمتوں کا حاصل ہو جانا) ہی بہت بڑا فضل ہے۔

20 مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.. (الشوریٰ:52/42)

دَرٰی یَدْرِیْ [جاننا]۔مَا كُنْتَ تَدْرِيْ [آپ ﷺ! نہیں جانتے تھے]۔(نبی آخر الزماں ﷺ کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے) آپ ﷺ! نہیں جانتے تھے۔مَا الْكِتَابُ؟ [کتاب کیا ہے؟]۔وَلَا الْإِيْمَانُ [اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟]۔وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ [اور لیکن ہم نے بنایا اسکو]۔نُوْرًا [روشنی]۔اس روشنی سے وحی کی شکل میں ہم نے آپکو نوازا (اور لیکن ہم نے اسے روشنی بنایا)۔نَهْدِيْ [ہم ہدایت دیتے ہیں]۔بِهٖ [اسکے ذریعے سے]۔مَنْ نَشَاءُ [جسے ہم چاہتے ہیں]۔مِنْ عِبَادِنَا [اپنے بندوں میں سے]۔وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ (اِنَّ اور لَ) یعنی دو دفعہ تاکید سے کہا گیا [اور یقیناً یقیناً آپ ﷺ ہدایت دیتے ہیں]۔اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [سیدھے راستے کی طرف]۔

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اب شاہراہ ہدایت کو (سیدھی راہ کو) سب گم کر چکے ہیں یہودی بھی عیسائی بھی اور قریش مکہ بھی اب صرف آپ ﷺ ہیں جو سیدھے راستے کی طرف لوگوں کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔

ترجمہ: آپ ﷺ! نہیں جانتے تھے، کتاب کیا ہے؟ اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ اور لیکن ہم نے اسے روشنی بنایا۔ ہم اسکے ذریعے سے اپنے بندوں میں سے جسے ہم چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ اور یقیناً یقیناً آپ ﷺ ہدایت دیتے (راہنمائی کرتے) ہیں سیدھے راستے کی طرف۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس السادس والعشرون

تخفیف ثِقل + مطابقت

سبق نمبر 26

حروف علّت والے افعال کی اشکال

(i) اصلی شکل:۔ حرف علّت والے کسی فعل کی تعلیل (علاج) سے پہلے کی شکل اصلی شکل ہوتی ہے۔ **مثلاً**: قَوَلَ یَقْوُلُ اور بَیَعَ یَبْیِعُ وغیرہ اصلی شکلیں ہیں۔

(ii) استعمالی شکل:۔ تعلیل (علاج) کے بعد اصلی شکل کی تبدیل شدہ حالت استعمالی شکل کہلائے گی۔ **مثلاً**: اصلی شکل بَیَعَ یَبْیِعُ کی علاج کے بعد استعمالی شکل بَاعَ یَبِیْعُ ہوگی۔

ایک ھی فعل میں دو قاعدوں کا استعمال تخفیف ثِقل + مطابقت کے ذریعے تعلیل کرنا۔

بعض مریض انتہائی شدید بیمار ہوتے ہیں (ایک ہی وقت میں مختلف اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں) جب تک ان کا دوہرا علاج / دوہرا آپریشن (Double Operation) نہ کیا جائے اسوقت تک انکی بیماری دور نہیں ہوتی۔ اسطرح افعال میں بھی کچھ افعال شدید بیمار ہوتے ہیں۔ جب تک ان افعال کے حروف علّت کا دوہرا آپریشن نہ کیا جائے اسوقت تک ان افعال کی بیماری دور نہیں ہوتی۔ لہذا بعض معتل (بیمار افعال) کی تعلیل (علاج) میں بیک وقت دونوں قواعد استعمال ہوتے ہیں۔ چونکہ ان دوہرے بیمار افعال کے اندر موجود حرف علّت کے اوپر یا نیچے دونوں دفعہ علاج سے پہلے کوئی نہ کوئی ثِقل (بوجھ) زبر [ـَ]، زیر [ـِ] یا پیش [ـُ] کی شکل میں ہوتا ہے اسلئے پہلے **تخفیف ثِقل** کا اور پھر **مطابقت** کا قاعدہ استعمال کیا جاتا ہے۔

(ع و ن) تین حرفوں کا ایک مادہ ہے اس سے ایک لفظ **عَوْنٌ** بنتا ہے۔ **عَوْنٌ** کا معنٰی [مدد کرنا] ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں! اِنَّ اللّٰهَ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ [یقیناً اللہ بندے کی مدد میں ہوتا ہے]۔ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ [جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے]۔ یعنی جب تک بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد یا اس کا کام سنوار رہا ہوتا ہے اسوقت تک اللہ اسکی مدد کرتا رہتا ہے اور اسکے کام سنوارتا رہتا ہے۔ اسی (ع و ن) کے مادے سے فعل کا ماضی مضارع کا وہ گروپ بنانا ہے جس میں طلب کرنے کا معنٰی پیدا ہو جائے (مدد کرنا نہیں بلکہ مدد طلب کرنا)۔

کسی فعل کے مادے کے تین حروف کے کسی گروپ میں طلب کرنے کا معنٰی پیدا کرنا ہو تو اسکو **بَابِ اِسْتِفْعَالٌ** کے وزن میں سے گزارا جاتا ہے جو کہ ثلاثی مزید فیہ افعال کا آخری باب ہے۔ اس باب کے فعل ماضی کے لئے ڈائی / سانچہ **اِسْتَفْعَلَ** ہے اور فعل مضارع کی ڈائی / سانچہ **یَسْتَفْعِلُ** ہے۔ اسی وزن پر (غ ف ر) کے مادہ سے **اِسْتَغْفَرَ یَسْتَغْفِرُ** بنتے ہیں۔

(ع و ن) کے مادے کو **بَابِ اِسْتِفْعَالٌ** میں ماضی مضارع کی ڈائی **اِسْتَفْعَلَ ، یَسْتَفْعِلُ** سے گزار کر فعل کی دنیا میں لایا گیا۔ (ع و ن) سے فعل ماضی اور مضارع **اِسْتَعْوَنَ، یَسْتَعْوِنُ** بن جائے گا۔ ثلاثی مذید فیہ کے ابواب سے گزار کر مادے کے حروف سے ماضی مضارع بنانا بہت آسان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابِ اِسْتِفْعَالٌ کے ماضی کے پہلے تین حروف زائد حروف ہیں اور آخری تین حروف مادے کے ہوتے ہیں۔

ماضی	زائد حروف	+ مادے کے حروف
اِسْتَفْعَلَ	اِسْتَ	+ ف عَ لَ
اِسْتَعْوَنَ	اِسْتَ	+ عْ وَ نَ

مضارع	زائد حروف	+ مادے کے حروف
یَسْتَفْعِلُ	یَسْتَ	+ ف عِ لُ
یَسْتَعْوِنُ	یَسْتَ	+ عْ وِ نُ

جونوک پلک (آگے پیچھے کے حروف اور اوپر نیچے کی حرکات، زبر[ـَ]، زیر[ـِ] اور پیش[ـُ]) اِسْتَفْعَلَ، یَسْتَفْعِلُ کے زائد حروف اِسْتَ اور یَسْتَ کی اور اس کے مادے (ف ع ل) کی ہے وہی نیچے مطلوبہ/زیر مطالعہ فعل کے مادے (ع و ن) کو دے دیں تو (ع و ن) کے مادہ سے طلب کرنے کا معنٰی پیدا کرنے والا لفظ اِسْتَعْوَنَ اور یَسْتَعْوِنُ بن گیا۔ اِسْتَعْوَنَ کا معنٰی اس نے مدد طلب کی اور یَسْتَعْوِنُ کا معنٰی وہ مدد طلب کرتا ہے یا وہ مدد طلب کرے گا ہوگا۔ لیکن اس ماضی، مضارع میں بیماری موجود ہے۔ ان کی تعلیل (علاج) کرتے ہیں۔

فعل ماضی

(ع و ن) کے مادے سے بنے فعل ماضی اِسْتَعْوَنَ کی بیماری کی تشخیص پہلے کرنی ہے (بیماری کو پہچاننا ہے) اور پھر اُسے دور کرنا ہے۔ اِسْتَعْوَنَ کی واؤ[و] پر جو زبر[ـَ] ہے وہ ثقل (بوجھ) ہے۔ اس لئے واؤ[و] اسوقت شدید تکلیف میں ہے اسکے اوپر زبر[ـَ] کا بوجھ ہے اور واؤ[و] کو زبر[ـَ] کے بوجھ سے نجات دلانی ہے۔

بیمار فعل اِسْتَعْوَنَ کی تعلیل کے عمل میں سب سے پہلے تخفیف ثقل کے قاعدے انتقال حرکت کو استعمال کیا اور اِسْتَعْوَنَ کی واؤ[و] کی زبر[ـَ] اس کے ماقبل کو یعنی عین[عْ] کو دے دیں گے کیونکہ عین[عْ] پر جزم[ـْ] ہے کوئی حرکت نہیں ہے۔ تخفیف ثقل کے اس سے پہلے طریقہ علاج (نقال حرکت) کے ذریعے واؤ[و] کی زبر[ـَ] عین[ع] کے پاس چلی گئی اور عین[ع] کا سکون جزم[ـْ] واؤ[و] کو مل گیا۔ اس طرح [عْ وَ] سے [عَ وْ] بن گیا۔ تخفیف ثقل کے قاعدے انتقال حرکت سے ایک نیا لفظ اِسْتَعَوْنَ بن گیا۔ ایک آپریشن تو کرلیا ہے لیکن بیماری پھر بھی موجود ہے۔

اِسْتَعَوْنَ میں دوسری بیماری یہ ہے کہ اِسْتَعَوْنَ کی واؤ[و] خود تو سکون میں ہوگئی ہے لیکن واؤ[و] سے پہلے جو حرکت ہے وہ اس کے مطابق/موافق نہیں ہے۔ یعنی واؤ[و] سے پہلے حرف (ماقبل) پر جو زبر[ـَ] کی حرکت ہے وہ واؤ[و] سے مطابقت نہیں کررہی۔ اصولاً واؤ[و] سے پہلے پیش[ـُ] ہو تو واؤ[و] کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن واؤ[و] سے پہلے حرف پر زبر[ـَ] ہو تو وہ حرکت واؤ[و] سے مانوس نہیں ہوتی۔

مطابقت کے قاعدے میں پڑھ چکے ہیں کہ واؤ[و] سے پہلے زبر[ـَ] ہو یا[ی] سے پہلے زبر[ـَ] تو واؤ[و] کو بھی الف[ا] میں بدل دیتے ہیں اور[ی] کو بھی الف[ا] میں بدل دیتے ہیں۔ اِسْتَعَوْنَ میں واؤ[و] سے پہلے زبر[ـَ] ہے لہٰذا اس بیمار فعل کی مزید تعلیل کے لیے (دوسرے علاج کے لئے) دوسرا آپریشن کیا۔ اور مطابقت کے قاعدے کے ذریعے زبر[ـَ] کا لحاظ رکھتے ہوئے واؤ[و] کو الف[ا] میں بدل دیا اس طرح بیمار فعل اِسْتَعَوْنَ علاج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اِسْتَعَانَ ہو گیا۔ اِسْتَعْوَنَ سے اِسْتَعَانَ استعمالی شکل بن گئی۔

اِسْتَعْوَنَ (اصلی شکل) ← انتقال حرکت ← اِسْتَعَوْنَ ← مطابقت ← اِسْتَعَانَ (استعمالی شکل)

حدیث کے الفاظ ہیں: مَنِ اسْتَعَانَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (مَنْ اور اِسْتَعَانَ دونوں لفظوں کو ملا کر پڑھیں گے)۔

ترجمہ: جس نے غیر اللہ (اللہ کے علاوہ کسی اور ہستی) سے مدد طلب کی تو یقیناً اس نے شرک کیا۔

ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ فعل ماضی اِسْتَعَانَ [اس نے مدد طلب کی] اسکا مادہ (ع و ن) ہے تو اس کے درمیان سے واؤ [و] کہاں چلی گئی اور استعمالی شکل میں اس کی جگہ پر الف [ا] کہاں سے آ گیا تو جواب بھی ذہن میں آنا چاہیے کہ تعلیلات کے عمل کے ذریعے بیمار لفظ اِسْتَعْوَنَ کی واؤ [و] الف [ا] میں بدل گئی اور استعمالی شکل اِسْتَعَانَ بن گئی۔

فعل مضارع

(ع و ن) کا مادہ فعل مضارع یَسْتَفْعِلُ کے وزن پر فعل کی دنیا کے اندر آیا تو یَسْتَعْوِنُ بن گیا۔ یہ فعل مضارع بھی بیماری سمیت آیا ہے۔ یَسْتَعْوِنُ کی واؤ [و] کے نیچے جو زیر [ـِ] ہے وہ ثقل (بوجھ) ہے۔ کسی کے اوپر بوجھ ہو تو اس نے سر پر لاد رکھا ہوتا ہے نیچے ہو تو ہاتھ میں اٹھا رکھا ہے۔ یہاں زیر [ـِ] واؤ [و] کے ہاتھ میں بوجھ ہے۔ چونکہ واؤ [و] ایک بیمار حرف ہے بلکہ بیماری کا مرکز ہے اس لئے وہ کسی بوجھ کو نہیں اٹھا سکتی۔ یَسْتَعْوِنُ کی واؤ [و] کو زیر [ـِ] سے نجات دلانے کے لئے تخفیف ثقل کا قاعدہ انتقال حرکت ستعمال کریں گے۔ کیونکہ واؤ [و] کے ماقبل عین [ع] کے پاس اتفاق سے کوئی حرکت نہیں ہے یعنی عین [ع] پر جزم ہے اور اسطرح واؤ [و] کا بوجھ عین [ع] کی طرف منتقل کرنے میں مدد مل گئی۔ لہذا واؤ [وِ] کی زیر [ـِ] عین [ع] کو دے دی۔ اس طرح عین [ع] اور واؤ [و] کی حرکت جزم [ـْ] اور زیر [ـِ] کا باہمی تبادلہ سے عین [عْ] کا سکون جزم [ـْ] واؤ [و] کو منتقل ہو جائے گا اور واؤ [و] کی زیر [ـِ] عین [ع] کو مل جائے گی۔ اور پھر شکل (عْ وِ) سے (عِ وْ) بن جائے گی۔ اس طرح ایک نیا لفظ یَسْتَعِوْنُ بن گیا۔ اس نئے لفظ میں بیماری اب بھی موجود ہے۔ پہلے اپریشن کے بعد اب یَسْتَعِوْنُ کی بیماری واؤ [و] سے پہلے حرف (ماقبل) عین [ع] پر حرکت زیر [ـِ] ہے کیونکہ وہ عین [ع] کے بعد آنے والی واؤ [و] کے مطابق یعنی اسکے موافق نہیں ہے لہذا اس نئی بیماری کو دور کرنے کے لیے فعل کا ایک اور آپریشن کرنا ہوگا۔ مطابقت کے قاعدے کے مطابق [و] سے پہلے زیر [ـِ] ہو تو [و] کو یاء [ی] میں بدل دیتے ہیں۔ {خیال آسکتا ہے کہ یَسْتَعِوْنُ کی واؤ [و] سے پہلے جو زیر [ـِ] ہے اسکو واؤ [و] کی خاطر پیش [ـُ] میں کیوں نہیں بدل دیا جاتا تاکہ واؤ [و] کے ساتھ مطابقت پیدا ہو جائے اور یَسْتَعِوْنُ کی بجائے یَسْتَعُوْنُ بن جائے۔ لیکن چونکہ ساری بیماری تو واؤ [و] کی وجہ سے ہے جبکہ [ع] صحت مند حرف ہے۔ صحت مند حرف کی حرکت بھی صحت مند ہوتی ہے۔ جبکہ واؤ [و] بیمار حرف ہے اس لئے نشتر بھی واؤ [و] پر چلانا ہے۔ واؤ [و] سے پہلے چونکہ زیر [ـِ] ہے لہذا مطابقت پیدا کرنے کے لئے واؤ [و] کو یاء [ی] میں بدل دیتے ہیں}۔ چنانچہ بیمار لفظ یَسْتَعِوْنُ مطابقت کے قاعدے کے ذریعے علاج ہونے کے بعد یَسْتَعِیْنُ ہو جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَسْتَعْوِنُ (اصلی شکل) ← انتقالِ حرکت ← یَسْتَعِوْنُ ← مطابقت ← یَسْتَعِیْنُ (استعمالی شکل)

یَسْتَعِیْنُ [وہ مدد طلب کرتا ہے/وہ مدد طلب کرے گا]۔تَسْتَعِیْنُ [تو مدد طلب کرتا ہے/تو مدد طلب کرے گا]۔اَسْتَعِیْنُ [میں مدد طلب کرتا ہوں/میں مدد طلب کروں گا]۔اور نَسْتَعِیْنُ [ہم مدد طلب کرتے ہیں/ہم مدد طلب کریں گے]۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ..(الفاتحۃ:4/1)[محض تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور محض تجھ ہی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں]۔

یہ لفظ نَسْتَعِیْنُ لغت کی کتابوں (مُعْجَمْ) یعنی ڈکشنری (Dictionary) میں (ع ی ن) سے نہیں بلکہ مادے کے تین حروف (ع و ن) کے صفحے سے ملے گا۔کیونکہ اوپر کی گئی تعلیلات سے مادے کے تین حروف (ع و ن) کے درمیان کی واؤ [و] استعمالی شکل میں آ کر یاء [ی] میں بدل گئی۔ڈکشنری کی ترتیب مادے کے حروف کے مطابق ہوتی ہے۔

فعل ثلاثی مزید فیہ کی مثالیں

(ق و م) کے مادے سے باب افعال کے ماضی مضارع اَفْعَلَ یُفْعِلُ کے وزن پر پہلا صیغہ اَقْوَمَ یُقْوِمُ بنا یہ ایک شدید بیمار فعل ہے۔اس کے بھی دو آپریشن ہونگے۔اس فعل ماضی کی بیماری سمیت اصلی شکل اَقْــوَمَ ہے۔تخفیف ثقل کے ایک قاعدے انتقال حرکت کے عمل سے اَقَــوْمَ بنا۔چونکہ اَقَوْمَ ابھی بھی بیمار ہے تو پھر یہی مطابقت کے قاعدے کے سے اَقَامَ بنا۔یہی اَقْوَمَ کی استعمالی شکل ہے۔اور اسی مادے (ق و م) سے باب افعال کے مضارع یُفْعِلُ کے وزن پر فعل مضارع یُقْوِمُ بنا۔پھر پہلے انتقال حرکت کے عمل کے ذریعے یُقِوْمُ بنا پھر یہی لفظ مطابقت کے قاعدے کے عمل سے یُقِیْمُ بنا جو استعمالی شکل ہے۔

مجہول فعل کی مثال

(ق و ل) سے مضارع مجہول کے وزن یُـفْـعَـلُ کے ردھم پر اصلی شکل یُـقْـوَلُ بنے گی۔انتقال حرکت کے ذریعے علاج کرنے سے یُقَوْلُ بنے گا۔اور پھر یہ یُقَوْلُ لفظ مطابقت کے قاعدے سے تعلیل کے بعد یُقَالُ بنے گا جو (ق و ل) کے مادہ سے مضارع مجہول کی استعمالی شکل ہے۔قرآن مجید میں ہے! سَـمِـعْـنَـا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ؕ (الانبیاء:60/21) سَـمِعْنَا فَتًى [ہم نے سنا ہے ایک نوجوان لڑکے کے متعلق]۔یَذْکُرُھُمْ [وہ بات کرتا رہتا ہے ان کی (بتوں کے متعلق)]۔یُقَالُ لَهٗ [کہا جاتا ہے اسکو]۔اِبْرٰهِيْمُ [ابراہیمؑ]۔

مثالیں

(ثلاثی مزید فیہ کے باب افعال سے)

1 فعل کے ایک مادے (خ و ف) سے باب افعال کا ماضی/مضارع استعمالی شکل میں اَخَـافَ یُـخِیْفُ ہے۔(خ و ف) کے مادے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں واوٗ[و] ہے لیکن واوٗ[و] نہ اَخَافَ میں نظر آرہی ہے نہ ہی یُخِیْفُ میں نظر آرہی ہے۔ماضی کے وزن اَفْعَلَ پر اَخَافَ اصل میں اَخْوَفَ تھا۔پہلے تخفیف ثقل کے قاعدے انتقال حرکت کے تحت تعلیل کے بعد اَخْوَفَ سے اَخَوْفَ بنا اور پھر مطابقت کے عمل کے ذریعے تعلیل کے بعد اس کی واوٗ[و] کو الف[ا] میں بدل دیا اور اس طرح یہ لفظ اَخَافَ بن گیا جو اَخْوَفَ کی استعمالی شکل ہے۔اسی طرح تعلیل شدہ یعنی استعمالی شکل والا فعل مضارع یُخِیْفُ دراصل باب افعال کے مضارع کی ڈائی یُفْعِلُ کے وزن پر یُخْوِفُ بنا تھا جو بیمار فعل ہے کیونکہ اس کیونکہ اس کی واوٗ[و] بیمار حرف ہے جو پہلے انتقال حرکت اور پھر مطابقت کے قاعدے سے تعلیل کے بعد[ی] میں بدل گئی۔اس طرح اصلی شکل یُخْوِفُ سے استعمالی شکل یُخِیْفُ بن گیا۔

(خ و ف)باب افعال ← (فعل ماضی اصلی شکل) اَخْوَفَ ← (انتقال حرکت) ← اَخَوْفَ ← (مطابقت) ← اَخَافَ ← (استعمالی شکل)

(خ و ف)باب افعال ← (فعل مضارع اصلی شکل) یُخْوِفُ ← (انتقال حرکت) ← یُخِوْفُ ← (مطابقت) ← یُخِیْفُ ← (استعمالی شکل)

(خ و ف) سے ایک لفظ خَوْفٌ[ڈر] بنتا ہے۔باب افعال سے ماضی مضارع اَخَافَ یُخِیْفُ[ڈرانا] ہے اور یہ متعدی فعل ہے۔اس کا معنیٰ ڈرنا نہیں ہے بلکہ ڈرانا ہے۔

❷ فعل کے ایک مادے(ط و ع) سے باب افعال سے فعل کی استعمالی شکل اَطَاعَ یُطِیْعُ ہے۔

(ط و ع) سے ایک لفظ طَوْعٌ[خوشی سے(کوئی کام کرنا)] بنتا ہے۔حالت نصب میں طَوْعًا[خوشی سے] کہتے ہیں اور اس کے متضاد لفظ کَرْهًا[مجبوری سے] ہے۔اَطَاعَ یُطِیْعُ کا لفظی معنیٰ[اپنے نفس کو، دل کو خوش کرنا، آمادہ کرنا، تیار کرنا] ہے۔قرآن مجید میں اللہ کا حکم ہے!اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ[اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو(خوشی سے کہا مانو)]۔اپنے نفس کو اپنے آپ کو انکا کہا ماننے پر آمادہ و تیار کرو۔

(ط و ع) ← اَطْوَعَ (فعل ماضی میں اصلی شکل) ← (انتقال حرکت) ← اَطَوْعَ ← (مطابقت) ← اَطَاعَ (استعمالی شکل)

(ط و ع) ← یُطْوِعُ (فعل مضارع میں اصلی شکل) ← (انتقال حرکت) ← یُطِوْعُ ← (مطابقت) ← یُطِیْعُ (استعمالی شکل)

❸ فعل کے ایک مادے(م و ت) سے باب افعال سے استعمالی شکل میں ماضی مضارع اَمَاتَ یُمِیْتُ بنتا ہے۔(م و ت) سے ہی ایک لفظ مَوْتٌ بنتا ہے۔اَمَاتَ یُمِیْتُ باب افعال سے متعلق ہونے کی وجہ سے متعدی فعل ہے لہٰذا اس کا معنیٰ مرنا نہیں بلکہ مارنا ہے۔اَمَاتَ(معنیٰ متعدی میں کریں گے)[اس نے مارا] اور(ح ی ی) کے مادے سے اَحْیٰ[اس نے زندہ کیا]۔اسی طرح فعل مضارع یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ ہیں۔نیند سے جاگ کر نبی اکرم ﷺ کی فرمائی ہوئی یہ دعا مانگنی چاہیے:اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (صحیح بخاری؛مع الفتح: 138/11، صحیح مسلم حدیث نمبر 2711)[تمام تعریف اور شکر اللہ کا ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ اس نے ہمیں مارا اور اسی کی طرف ہمارا دوبارہ اٹھ کر جانا ہے]۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا[اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں زندہ کیا] بَعْدَ مَا[بعد اسکے کہ]۔اَمَاتَنَا[اس نے ہمیں مارا]۔یعنی ہمیں مارنے کے بعد پھر اس نے ہمیں زندہ کیا۔ہمارے شعور کو نیند کی حالت میں اللہ نے سلب کر لیا تھا(اسے موت وحیات سے تعبیر کیا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے)۔اب اللہ نے ہمارے شعور کو واپس کر دیا ہے۔وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ(اور اسی طرح مرنے کے بعد)[ہم پھر دوبارہ پیدا ہونگے (اللہ کی طرف واپس جانے کے لئے)]۔

یہ نیند بھی ایک قسم کی مرنے کے بعد اللہ کی طرف سے دوبارہ اٹھائے جانے کی تیاری/مشق (Rehearsal) ہے۔

(م و ت) ← (باب افعال فعل ماضی میں اصلی شکل) اَمْوَتَ ← (انتقال حرکت) ← اَمُوْتَ ← (مطابقت) ← اَمَاتَ (استعمالی شکل)

(م و ت) ← (باب افعال فعل مضارع میں اصلی شکل) یُمْوِتُ ← (انتقال حرکت) ← یُمِوْتُ ← (مطابقت) ← یُمِیْتُ (استعمالی شکل)

4 فعل کے ایک مادے (ض و ء) باب افعال سے استعمالی شکل میں ماضی مضارع اَضَاءَ یُضِیْئُ ہے۔اَضاءَ میں واؤ[و] الف[ا] میں بدل گئی ہے اور یُضِیْئُ میں واؤ[و] حرف یاء[ی] میں بدل گئی۔اَضاءَ یُضِیْئُ [روشن کرنا]۔

(ض و ء) ← (باب افعال فعل ماضی میں اصلی شکل) اَضْوَءَ ← (انتقال حرکت) ← اَضُوْءَ ← (مطابقت) ← اَضَاءَ (استعمالی شکل)

(ض و ء) ← (باب افعال فعل مضارع میں اصلی شکل) یُضْوِءُ ← (انتقال حرکت) ← یُضِوْءُ ← (مطابقت) ← یُضِیْئُ (استعمالی شکل)

5 فعل کے ایک اور مادے (ر و د) سے باب افعال سے ماضی مضارع استعمالی شکل میں اَرَادَ، یُرِیْدُ [ارادہ کرنا/چاہنا] بنتا ہے۔یُرِیْدُ [وہ چاہتا ہے]۔

عرب لوگ کہا کرتے ہیں! هُوَ یُرِیْدُ وَاَنْتَ تُرِیْدُ وَاَنَا اُرِیْدُ وَنَحْنُ نُرِیْدُ [وہ بھی چاہ رہا ہوتا ہے، تم بھی چاہ رہے ہوتے ہو، میں بھی چاہ رہا ہوتا ہوں، اور ہم سب بھی چاہ رہے ہوتے ہیں]۔لیکن! اَللّٰهُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ..(البروج:16/85) اللہ کر گزرتا ہے جو وہ چاہتا ہے یعنی[ہوتا وہی ہے جو وہ (اللہ) چاہتا ہے]۔

(ر و د) ← (باب افعال فعل ماضی میں اصلی شکل) اَرْوَدَ ← (انتقال حرکت) ← اَرُوْدَ ← (مطابقت) ← اَرَادَ (استعمالی شکل)

(ر و د) ← (باب افعال فعل مضارع میں اصلی شکل) یُرْوِدُ ← (انتقال حرکت) ← یُرِوْدُ ← (مطابقت) ← یُرِیْدُ (استعمالی شکل)

6 فعل کے مادے (غ و ث) سے باب افعال سے ماضی مضارع استعمالی شکل میں اَغَاثَ یُغِیْثُ بنتا ہے۔

(غ و ث) سے ایک لفظ غَوْثٌ [مدد کرنا] بنتا ہے۔یہ ایک ایسی ہستی کا صفاتی نام ہے جو فریاد پوری کر کے ایسے مقام پر آجائے کہ فریاد پوری کرنا خود اس کی ذات ہی کا نام بن جائے۔گویا کہ فریاد پوری کرنا اسی ہی کی ذات کا نام ہے۔عربی زبان میں بہت زیادہ فریاد پوری کرنے والا/مدد کرنے والا غَوْثٌ اور اردو زبان میں غَوْث کہلاتا ہے۔

7 فعل کے مادے (ہ و ن) باب افعال سے استعمالی شکل میں بن گیا اَهَانَ یُهِیْنُ [اہانت کرنا] کسی کی توہین کرنا/کسی کو رسوا کرنا۔

8 فعل کے مادے (ع و ن) باب افعال سے استعمالی شکل میں بن گیا اَعَانَ یُعِیْنُ [مدد کرنا] اعانت کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9 فعل کے مادے (ص و ب) باب افعال سے استعمالی شکل میں بن گیا **اَصَابَ یُصِیبُ** [نشانے پر لگانا/پہنچانا]۔

10 فعل کے مادے (ث و ب) باب افعال سے استعمالی شکل میں بن گیا **اَثَابَ یُثِیبُ** [کسی کو ثواب یعنی بدلہ دینا]۔

11 فعل کے مادے (ض و ع) باب افعال سے استعمالی شکل میں بن گیا **اَضَاعَ یُضِیعُ** [ضائع کرنا]۔

مثالیں

ثلاثی مزید فیہ باب استفعال

1 فعل کے مادے (غ و ث) کو باب استفعال سے گزارا تو ماضی مضارع **اِسْتَغَاثَ یَسْتَغِیثُ** بنا ہے [فریاد طلب کرنا]۔ جب عدالت سے فریاد طلب کرتے ہیں تو اس عمل کو **اِسْتِغَاثَه** دائر کرنا کہا جاتا ہے۔

(غ و ث) ← اِسْتَغْوَثَ (ماضی اصلی شکل) ← (انتقال حرکت) ← اِسْتَغَوْثَ ← (مطابقت) ← اِسْتَغَاثَ (استعمالی فعل ماضی)

(غ و ث) ← یَسْتَغْوِثُ (مضارع اصلی شکل) ← (انتقال حرکت) ← یَسْتَغِوْثُ ← (مطابقت) ← یَسْتَغِیثُ (استعمالی فعل مضارع)

2 فعل کے مادے (ط و ع) کو باب استفعال سے گزارنے کے بعد ماضی مضارع **اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیعُ** بنا [اپنے نفس کو، دل کو کسی کام کے لئے تیار کرنا/اپنے نفس سے یہ خواہش کرنا کہ کام کرو/یعنی طاقت رکھنا]۔ اگر نفس (دل) آمادہ ہو جائے تو کہتے ہیں: اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیعُ۔

3 فعل کے مادے (ق و م) باب استفعال سے گزارنے کے بعد ماضی مضارع **اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیمُ** بنا۔ [اپنے نفس (دل) سے کھڑے رہنے کا مطالبہ کرنا/ڈٹ جانا/استقامت کا مظاہرہ کرنا]۔

4 فعل کے مادے (ج و ب) باب استفعال سے گزارنے کے بعد استعمالی شکل میں ماضی مضارع **اِسْتَجَابَ یَسْتَجِیبُ** بنتا ہے۔ [کسی سے جواب طلب کرنا] کسی سے مانگنا/کسی سے قبولیت کی استدعا کرنا۔

قرآن پاک میں ہے:۔ **وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ O** (البقرة 186/2:) **وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ**. [اے نبی مکرم ﷺ! جب میرے بندے آپ ﷺ سے سوال کریں میرے بارے میں (تو ان سے کہہ دیں کہ) میں یقیناً نزدیک/قریب ہوں]۔ مجھ تک پہنچنے کے لئے لمبی چوڑی سیڑھیوں، یعنی بڑے لمبے چوڑے واسطوں کی ضرورت نہیں لمبے چوڑے وسیلوں کی ضرورت نہیں۔ چارپائی سے اترو، وضو کرو، سجدہ کرو! میں تمہیں مل جاؤں گا۔ **اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ** [میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو]۔ **اِذَا دَعَانِ** [جب وہ مجھ کو پکارتا ہے]۔ یعنی کوئی پکارنے والا جب بھی مجھے پکارے میں اسکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکار کو سنتا ہوں، مانتا بھی ہوں اور قبول بھی کرتا ہوں۔ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي [تو چاہئے کہ وہ جواب طلب کریں مجھ سے (تو چاہیے کہ وہ مانگیں مجھ سے)]۔ وَلْيُؤْمِنُوا بِي [اور چاہیے کہ وہ ایمان رکھیں مجھ پر]۔ کسی اور کو ماننے کی ضرورت نہیں ہے، کہ فلاں کو کیوں نہیں مانتے اور فلاں کو کیوں نہیں مانا۔ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي [تو چاہیے کہ وہ مجھ سے مانگیں اور چاہیے کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں]۔ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ [تا کہ وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں] یعنی ایسا کریں گے تو وہ راہِ راست پر چلنے والے بنیں گے۔

5 فعل کے مادے (خ ی ر) کے مادے کو باب استفعال سے گذارنے کے بعد استعمالی شکل میں اِسْتَخَارَ يَسْتَخِيرُ [خیر طلب کرنا] بنتا ہے۔ اِسْتَخَارَ يَسْتَخِيرُ کا مصدر اِسْتِخَارَةٌ (خیر طلب کرنا) ہے۔ انسان استخارہ کرتا ہے کیونکہ انسان کو تو پتہ نہیں ہوتا کہ میں جو کام کرنے لگا ہوں میرے لئے اس میں خیر کا پہلو ہے یا شر کا پہلو ہے۔ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا جاتا ہے یعنی خیر کا پہلو طلب کیا جاتا ہے اور دعا کی جاتی ہے کہ اے اللہ! میرے اس کام میں میرے لئے خیر کا پہلو پیدا فرما دے۔ اگر یہ کام میرے لئے بہتر اور مفید ہے تو میرے لئے اس کام کو آسان کر دے اور میرا دل اس کی طرف مائل کر دے اور اگر اس میں میرے لئے خیر کا پہلو نہیں ہے تو اے اللہ! اس کام کے راستے میں میرے لئے رکاوٹیں پیدا فرما دے، میرا دل اس کام سے اُچاٹ کر دے۔

استخارہ کے متعلق ہمارے ہاں ایک غلط تصور ہے کہ استخارہ کسی مذہبی شخصیت سے کروایا جائے۔ اسلام میں اسطرح کا کوئی تصور نہیں۔

استخارہ خود کیجئے، اللہ رب العزت سے خیر کا پہلو خود مانگیے!

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں دعائے استخارہ قرآن مجید کی سورت کی طرح سکھاتے اور فرمایا! جس کو کوئی حاجت ہو وہ دو رکعت نماز ادا کرے پھر یہ دعائے استخارہ پڑھے اور پڑھنے کے دوران دعا میں موجود لفظ [هٰذَا الْاَمْرَ] کی جگہ پر اپنی حاجت کا نام لے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ. (صحیح بخاری، حدیث:1162)

ترجمہ وتشریح:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ [اے اللہ! میں تیرے علم کی بنا پر تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں]۔ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ [اور میں اس کام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سے]۔ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ [اور میں کچھ حصہ تیرے عظیم فضل میں سے مانگتا ہوں] یعنی میں سوال کرتا ہوں تیرے بہت بڑے فضل میں سے فضل کا۔ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ [بیشک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا ہوں]۔ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ [اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں]۔ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ [اور تو سب غیبوں کا جاننے والا ہے]۔ عَلَّامٌ [سب سے زیادہ جاننے والا]۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ [اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ بات ہے]۔ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ [کہ یہ کام (جو میں شروع کرنے لگا ہوں، شادی کا معاملہ / کاروبار یا سفر وغیرہ)]۔ اَنَّ [کہ]۔ ھٰذَا الْاَمْرَ [یہاں انسان اپنے کام کی نیت کرے یا نام لے]۔

اے اللہ تو جاننے والا ہے جو معاملات ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں جو نتائج ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں اے اللہ! تو ہی انکو جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ کام اگر خَیْرٌ لِّیْ [میرے لئے بہتر ہے]۔ فِیْ دِیْنِیْ [میرے دین کے حوالے سے] میرے دین کو اس کام سے بھلائی ملے اور کوئی نقصان نہ پہنچے۔ وَمَعَاشِیْ [اور میری معاش] میری معیشت (گزران) کے حوالے سے بھی اگر بہتر ہے۔ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ [اور میرے اس کام کے انجام کے حوالے سے] کہ انجام بہتر ہو۔ فَاقْدُرْہُ لِیْ (قَدَرَ یَقْدُرُ قسمت میں کرنا) فَاقْدُرْہُ (فعل امر) [(میری استدعا ہے) تو تُو اس کام کو میری قسمت میں کردے]۔ وَیَسِّرْہُ لِیْ [اور تُو اس کام کو میرے لئے آسان فرمادے]۔ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ [پھر تُو میرے لئے اس کام میں برکت پیدا فرمادے]۔ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ [اور اگر تیرے علم میں یہ بات ہے]۔ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ (صَرَفَ یَصْرِفُ / پھیرنا) [کہ اگر یہ کام (بہتر نہیں) بُرا ہے میرے لئے میرے دین کے حوالے سے میری معاش کے حوالے سے اور میرے اس کام کے انجام کے حوالے سے]۔ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ [تو تُو اس کام کو مجھ سے پھیر دے، دور لے جا]۔ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ [اور تو مجھے پھیر دے اس سے / (یعنی اس کام کو مجھ سے اور مجھے اس کام سے پھیر دے / یعنی میری طبیعت اس سے اُچاٹ کردے)]۔ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ [اور تو میری قسمت میں کردے خیر کو]۔ حَیْثُ کَانَ [جہاں کہیں بھی وہ ہو] اس کام کے ہونے میں یا اس کام کے نہ ہونے میں جس میں بھی خیر ہو میری قسمت میں کردے]۔ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ (اَرْضٰی یُرْضِیُ [راضی کرنا]) سے فعل امر ثُمَّ اَرْضِنِیْ [(میری استدعا ہے) پھر تو راضی کر مجھے]۔ بِہٖ [اس کام پر]۔ یعنی پھر تو مجھے اس کام پر مطمئن کردے۔

یہ ایک مشورہ ہے، ایک دعا ہے جب کبھی کوئی اہم کام کرنا ہو استخارہ کر لیجئے لیکن جو کام شریعت کا حکم ہے / فرض ہے اور اگر شریعت نے واضح کر دیا ہے کہ یہ کام نیکی کا کام ہے۔ اسکے لئے استخارہ کرنے کی ضرورت نہیں **مثلاً**: کہ میں زکوٰۃ دوں یا نہ دوں میں حج کروں یا نہ کروں۔

دعائے استخارہ کے یہ مخصوص الفاظ ہیں جو اللہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو خود بتائے اور پھر رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو سکھائے ہیں۔ الفاظ کی اپنی ایک تاثیر ہوتی ہے اسلئے یہ جو نبی اکرم ﷺ کی عربی زبان میں سکھائی ہوئی دعا ہے یہ یاد کیجئے اور یہ پڑھا کیجئے۔ اس کا مسنون (سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق) طریقہ یہ ہے کہ دو نفل استخارے کی نیت کرکے پڑھیے اسکے بعد ہاتھ اٹھا دیجئے یا نفلوں میں درود شریف پڑھ کر یہ دعا مانگ لیجئے اس طرح ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ، استخارہ کرتے رہیے۔

یہ مت تصور کیجئے کہ استخارہ کرنے کے بعد کوئی خواب آئے گا اور پھر ایک بزرگ آئیں گے وہ رہنمائی کریں گے۔ ایسی باتیں سب خُرافات ہیں۔ خواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے یا نہ آئے یہ ایک دعا ہے اللہ سے ایک مشورہ ہے اگر کام بہتر ہوگا تو اللہ رب العزت اسکے لئے راستہ ہموار کردے گا۔نہیں بہتر ہوگا تو اللہ اس میں رکاوٹیں پیدا کردے گا۔پھر جو ہوگا وہ بہتر ہی ہوگا اللہ رب العزت وقتی طور پر آزمائش میں سے ضرور گزارتا ہے لیکن بالآخر انجام کار بہتر ہی ہوتا ہے۔یہ ایک پہلو ہوتا ہے اللہ سے مشورہ کرنے کا اور اگر وقتی طور پر اللہ تعالیٰ انسان کو آزمائش کے مراحل سے گزارے بھی، پھر بھی اطمینان و امید رکھے کہ میرے لئے بالآخر کوئی بہتری کا پہلو اللہ تعالیٰ پیدا فرمادے گا۔استخارہ اللہ رب العزت سے ایک مشورہ ہے اللہ رب العزت سے ایک دعا ہے اسکے نہ لمبے چوڑے طریقے ہیں اور نہ کوئی خواب یا اس طرح کی کوئی باتیں ہیں۔اللہ رب العزت ہمیں صحیح طریقے سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

تخفیف ثقل اور مطابقت کا ثلاثی مزید فیہ کے افعال پر مشترکہ اطلاق

باب اِفْتِعَالٌ

1 (ہ د ی) فعل کا مادہ ہے جو باب اِفْتِعَالٌ سے بھی گزارا جاسکتا ہے۔(ہ د ی) کو باب افتعال کے ماضی، مضارع اِفْتَعَلَ یَفْتَعِلُ کی ڈائیوں سے کو گزارا گیا تو اِفْتَعَلَ کے ردھم پر فعل ماضی کی اصلی شکل اِهْتَدَيَ بنی۔اِهْتَدَيَ بیمار فعل ہے مطابقت کے قاعدے سے تعلیل کے بعد اِهْتَدَيَ کی بجائے اِهْتَدٰی [اس نے سیدھا راستہ اختیار کیا] استعمال ہوتا ہے۔اور یَفْتَعِلُ کے وزن/ردھم پر فعل مضارع یَهْتَدِيُ بنا۔یَهْتَدِيُ بیمار فعل مضارع ہے اس کی تعلیل تخفیف ثقل کے قاعدے اسقاط حرکت سے کرنے کے بعد استعمالی شکل یَهْتَدِیْ بنی۔اس کا معنٰی [وہ سیدھے راستے پر چلتا ہے یا چلے گا/صحیح راستہ اختیار کرتا ہے یا کرے گا/راہ ہدایت اختیار کرتا ہے یا کرے گا] ہے۔اگر کوئی شخص سیدھے راستے پر چلنے کی بجائے کسی پگڈنڈی پر جانکلے کسی کج راہ پر جانکلے صحیح راستہ گم کر بیٹھے یعنی گمراہ ہوجائے اسکے لئے عربی زبان میں لفظ ضَلَّ. یَضِلُّ استعمال کرتے ہیں۔اس لفظ کے متعلق قاعدہ ادغام کے سبق نمبر 29 میں پڑھیں گے۔ضَلَّ. یَضِلُّ [گمراہ ہوجانا/صحیح راستہ چھوڑ کر کسی پگڈنڈی پر جانکلنا/کسی لمبے کج راہ/ٹیڑھے راہ پر جانکلنا]۔

قرآن مجید ارشاد فرمایا ہے! مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا . . (بنی اسرائیل:15/17)

مَنِ اهْتَدٰی [جو شخص سیدھے راستے پر چلا]۔فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ [تو بس وہ سیدھے راستے پر چلتا ہے اپنی ذات کے لئے/اپنے بھلے کے لئے/اپنے ہی فائدہ کے لئے]۔وَمَنْ ضَلَّ [اور جو گمراہ (جس نے اللہ کے راستے کو چھوڑا/اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر وہ کسی اور پگڈنڈی پر جانکلا)]۔فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا۔فَاِنَّمَا [تو بس]۔یَضِلّ [وہ گمراہ ہوتا ہے]۔عَلَیْهَا (ھَا ضمیر لوٹ رہی ہے نَفْسٌ کی طرف) عَلَیْهَا [اسی پر]۔یعنی اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔اپنے ہی خلاف وہ گمراہ ہوتا ہے/گمراہی اختیار کرتا ہے۔اسکا نقصان بھی خود اُسی کو ہوگا وہ اللہ رب العزت کا کچھ نہیں بگاڑ رہا ہوگا۔اللہ کی نافرمانی کرکے وہ اللہ کے اقتدار و اختیار میں کوئی کمی نہیں کرسکتا وہ جس راستے کو اختیار کررہا ہے اُسے پتہ چل جائے گا کہ آگے تو جہنم کی آگ کا گڑھا ہے۔

اِهْتَدٰی، یَهْتَدِیْ اور ضَلَّ، یَضِلُّ اس آیت میں استعمال ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: جس نے ہدایت پائی تو اس نے ہدایت پائی اپنے ہی لئے اور جو بھٹکا تو بھٹکا اپنے ہی لئے (برے انجام کو)۔

❷ فعل کے مادے (ب غ ی) کی باب اِفْتِعَالٌ کے وزن اِفْتَعَلَ، یَفْتَعِلُ پر اصلی اِبْتَغَیَ، یَبْتَغِیُ شکل بنی۔ یہ دونوں ماضی اور مضارع بیمار ہیں۔ بیمار اِبْتَغَیَ تعلیل کے بعد اِبْتَغٰی استعمال ہوگا۔ تعلیل کے اس قاعدے میں پہلے واؤ [و] اور یاء [ی] کے ماقبل کی حرکت کو دیکھا جاتا ہے۔ یاء [ی] سے پہلے زبر [ـَ] ہے تو یاء [ی] کو الف [ا] میں بدل دیں گے۔ لیکن اس الف [ا] کو فعل میں اس طرح اضافہ کرکے یا لفظ میں سموکر اِبْتَغَا نہیں لکھیں گے بلکہ تعلیل کرتے وقت جب آخری حرف یاء [ی] ہو اور اس کو الف [ا] میں تبدیل کرنا ہو تو پھر تعلیل شدہ لفظ میں الف [ا] کے بجائے یاء [ی] کے اوپر کھڑی زبر [ـٰ] کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ اس طرح اِبْتَغَیَ مطابقت کے قاعدے کے ذریعے تعلیل کے بعد اِبْتَغٰی سے اِبْتَغٰی بنا ہے۔ مضارع کی اصلی شکل یَبْتَغِیُ کی یاء [ی] کے اوپر پیش [ـُ] ثقیل ہے/ بوجھل ہے۔ اس کی تعلیل اسی طرح کریں گے کہ چونکہ یاء [ی] کا بوجھ اس کے ماقبل غین [غ] کو دے نہیں سکتے لہٰذا یاء [ی] کی پیش [ـُ] کو حذف کر دیں گے/ گرا دیں گے۔ اس طرح یَبْتَغِیُ سے [یْ] پر جزم [ـْ] ڈال کر استعمالی شکل میں یَبْتَغِیْ ہو جائے گا ہے۔ لہٰذا ماضی مضارع کی استعمالی شکل اِبْتَغٰی. یَبْتَغِیْ ہوگی اسکا معنٰی [تلاش کرنا/ چاہنا] ہے۔

❸ فعل کے مادے (ن ہ ی) کو باب اِفْتِعَال سے گزارا تو اس کے ماضی مضارع کی اصلی شکل اِنْتَهَیَ، یَنْتَهِیُ بنے گی۔ جبکہ تعلیل کے بعد اِنْتَهٰی، یَنْتَهِیْ استعمال ہوگا۔ یہ دو معنوں میں استعمال ہونے والے ماضی مضارع ہیں۔

پہلا معنٰی: اِنْتَهٰی، یَنْتَهِیْ [ختم ہو جانا]۔ اِنْتَهَی الْکِتَابُ [کتاب ختم ہوگئی]۔ اِنْتَهَی الدَّرْسُ [سبق ختم ہوگیا]۔ اِنْتَهَی الْمَاءُ [پانی ختم ہوگیا]۔ اِنْتَهَی الطَّعَامُ [کھانا ختم ہوگیا]۔

دوسرا معنٰی: [رک جانا، باز آجانا]۔ ظاہر ہے کوئی بھی ہوا پنے کسی کام میں نقصان دیکھ کر رک جائے گا۔ مثلاً: اِنْتَهٰی خَالِدٌ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ [خالد شراب پینے سے باز آگیا/ رک گیا]۔ اِنْتَهٰی کا حرف صلہ (Preposition) مِنْ بھی ہے اور عَنْ بھی ہے۔

اِنْتَهٰی کا فعل مضارع یَنْتَهِیْ ہے اس سے (رک جانے والا) کے معنٰی میں اسم الفاعل مُنْتَهِیٌ ہے۔ مُنْتَهِیٌ کی جمع مُنْتَهُوْنَ ہے۔ جب شراب کی حرمت کا قطعی حکم آیا کہ شراب بالکل حرام اب باز آجاؤ تو اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ ہیں! **هَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ**.. (المائدہ:91/5)[کیا تم رک جانے والے ہو؟/ کیا تم شراب پینے سے باز آجاؤ گے؟/ اب کیا تم شراب پینے سے بالکل باز آجانے والے ہو؟]۔ یعنی اب بالکل باز آجاؤ! حدیث میں ہے قرآن مجید کی یہ آیت سن کر صحابہ کرام نے بیک زبان ہو کر کہا! **اِنْتَهَیْنَا! اِنْتَهَیْنَا!** [بس اب ہم باز آگئے ہم باز آگئے/ رک گئے] اب ہم شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔ اور پھر لوگوں نے شراب کے بھرے ہوئے مٹکے کے مٹکے مدینہ کی گلیوں میں توڑ دیئے/ پھینک دیئے۔

قرآن مجید کی سورۃ النجم میں ایک آیت میں بھی لفظ مُنْتَهٰی ہے: **عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی**.. (النجم:14/53). [سدرۃ المنتہٰی کے پاس]۔

❹ فعل کے مادے (س و ی) سے باب اِفْتِعَال میں سے ہو کر ماضی اور مضارع اِفْتَعَلَ، یَفْتَعِلُ کے وزن پر فعل کی دنیا میں داخل ہوا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسْتَوَیَ، یَسْتَوِیُ شکل بنی۔لیکن یہ دونوں بیمار افعال ہیں۔مطابقت کے قاعدہ سے تعلیل کے بعد اِسْتَوَیَ کی بجائے اِسْتَوٰی استعمال ہوگا۔ اور یَسْتَوِیُ کی یاء[ی] کے آخر میں جو پیش[ـُ] ہے اسکو اسقاط حرکت کے قاعدے کے مطابق گرادیا تو یَسْتَوِیْ بن گیا جو استعمالی شکل ہے۔استعمالی ماضی مضارع اِسْتَوٰی، یَسْتَوِیْ کا معنٰی[سیدھا ہونا/ برابر ہونا /متوجہ ہونا، بالکل چوکنا، ہوشیار ہو کر بیٹھنا] ہے۔مثلاً جو آدمی ڈھیلا ڈھالا ہو کر بیٹھا ہو اسکو کہتے ہیں، بھئی سیدھے ہو کر بیٹھو(ہوشیار ہو کر بیٹھو)۔قرآن پاک میں یہ لفظ اِسْتَوٰی اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے لیے اس طرح آیا ہے! تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰیO اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰیO لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰیO..(طٰہٰ:1-5/20)

تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی[(یہ قرآن) بڑے اہتمام سے اتارا گیا ہے اس(اللہ رب العزت کی طرف سے جس نے پیدا کیا ہے زمین کو بلند و بالا آسمانوں کو] آگے فرمایا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی[رحمان عرش پر مستوی ہے]۔مطلب یہ کہ مستعد اور متوجہ ہو کر بیٹھا ہے۔یعنی کائنات کے نظام کو چلانے کے لئے بالکل ہوشیار ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔کائنات کا کوئی ذرہ اسکی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے وہ کائنات کے نظام کو پیدا کر کے اختیارات کو ادھر ادھر تقسیم کر کے خود معاذ اللہ کائنات سے لاتعلق ہو کر گوشہ نشیں ہو کر نہیں بیٹھ گیا ہے بلکہ خود کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے۔(بغیر کسی حد بندی اور کیفیت بیان کرنے کے)جس طرح اس کی شان/جلالت کو لائق ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے۔لیکن کس طرح اور کیسے؟ یہ کیفیت کسی کو معلوم نہیں ہے۔

ترجمہ: یہ قرآن مجید نازل کردہ ہے اس ہستی کی طرف سے جس نے زمین کو اور بلند و بالا آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔وہ(رحمٰن)عرش پر(بڑی تمکنت سے)بیٹھ گیا ہے۔اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں(آسمانوں اور زمین)کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے۔

5 فعل کے مادے(ش ر ی)کو باب اِفْتِعَالٌ کے ماضی اور مضارع اِفْتَعَلَ، یَفْتَعِلُ سے گزارا تو اِشْتَرَیَ یَشْتَرِیُ بنا۔تعلیل کے بعد اِشْتَرٰی، یَشْتَرِیْ[خریدنا] بنا۔فعل مضارع یَشْتَرِیْ[وہ خریدتا ہے/یا خریدے گا]۔اس سے اسم الفاعل(خریدنے والا)بنانا ہو تو اس کی یاء[ی] کی جگہ پر پیش[ـُ] والا میم[مُ])لگا دیں گے تو یَشْتَرِیْ سے اسم الفاعل مُشْتَرِیْ بن جائے گا۔جو متنازعہ پلاٹ ہوتے ہیں انکے بارے میں ایسے اشتہارات دے دیتے ہیں ''مشتری ہشیار باش''(خریدنے والے ہوشیار ہو جاؤ)یعنی یہ جگہ جھگڑے کی ہے خرید کر پھنس نہ جانا۔

باب تَفْعِیْلٌ

فعل کے مادے(و ل ی)کو باب تَفْعِیْلٌ جس کے ماضی اور مضارع کا وزن ہے(فَعَّلَ، یُفَعِّلُ)سے گزارا جائے تو شکل وَلَّیَ یُوَلِّیُ بن گئی جو اصلی شکل ہے۔لیکن مطابقت کے قاعدے سے تعلیل کے بعد ماضی وَلَّیَ کی بجائے وَلّٰی استعمال ہوگا اور اسقاط حرکت کے قاعدے سے مضارع یُوَلِّیُ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیل کی تو یـاء [ی] پر سے پیش [ـُ] گرنے سے جزم [ـْ] آ گئی اور استعمالی شکل میں مضارع یُـوَلِّـیْ بن گیا۔ اس کا معنیٰ [رخ پھیر لینا، پیٹھ پھیر لینا] ہے۔

فعل ماضی: (و ل ی) وَلَّیَ ←(مطابقت)← وَلّٰی **فعل مضارع**: (و ل ی) یُوَلِّیُ ←(اسقاط حرکت)← یُوَلِّیْ

باب مُفَاعَلَةٌ

فعل کے مادے (ن د ی) کو باب مفاعلہ کے ماضی اور مضارع کے وزن فَـاعَـلَ. یُفَاعِلُ کے ردھم سے گزارا تو اصل شکل نـادَیَ، یُنَادِیُ بنے گی۔ لیکن مطابقت کے قاعدے سے تعلیل کے بعد نـادَیَ کی بجائے نَـادٰی استعمال ہوتا ہے۔ مضارع یُـنَـادِیُ کی اسقاط حرکت کے قاعدے کے ذریعے تعلیل کے بعد یُنَادِیْ استعمال ہوگا۔ اسکا معنیٰ [ایک کا دوسرے کو پکارنا/ایک کا دوسرے کو آواز دینا/ایک کا دوسرے کو ندا دینا] ہے۔

باب اِفْعَالٌ

(ف ت ی) کے مادہ کو باب اِفْعَالٌ (جسکا ماضی اَفْعَلَ کے ردھم پر اور مضارع یُفْعِلُ کے ردھم پر ہوتا ہے) میں سے گزارا تو اصلی شکل بنی اَفْتَیَ، یُفْتِیُ۔ معتل لفظ اَفْتَیَ مطابقت کے قاعدے کے ذریعے تعلیل کے بعد اَفْتٰی استعمال ہوگا۔ اور مضارع اسقاط حرکت کے قاعدے کے ذریعے تعلیل کے بعد یُفْتِیْ استعمالی شکل میں ہوگا۔ اس کا معنیٰ ہے [فتویٰ دینا)۔ مضارع کی علامت یاء [ی] کو ہٹا کر اسکی جگہ پر پیش [ـُ] والی میم [مُ] بقیہ لفظ کے ساتھ لگا دیں تو اسم الفاعل مُفْتِیْ [فتویٰ دینے والا] بن جائے گیا۔ فتویٰ دینے والے کو مُفْتِیْ کہیں گے۔

اسی طرح ثلاثی مزید فیہ کے باب تَفْعِیْلٌ سے متعلق فعل مضارع یُبَلِّغُ سے اسم الفاعل (تبلیغ کرنے والے) کو مُبَلِّغْ کہتے ہیں اور باب مفاعلہ سے فعل مضارع یُجَاهِدُ سے اسم فاعل مُجَاهِدْ بن جاتا ہے۔

باب اِسْتِفْعَالٌ

(ف ت ی) کے مادے کو باب اِسْتِفْعَال میں سے گزارا جائے جسکا ماضی اور مضارع اِسْتَـفْـعَـلَ، یَسْتَفْعِلُ ہے تو (ف ت ی) کی اصلی شکل اِسْتَفْتَیَ، یَسْتَفْتِیُ بنے گی۔ لیکن مطابقت کے قاعدے سے تعلیل کے بعد اِسْتَفْتَیَ کی بجائے اِسْتَفْتٰی استعمال ہوگا۔ اور یَسْتَفْتِیُ کے آخر کی یاء [ی] کی پیش [ـُ] اسقاط حرکت کے قاعدے کے مطابق گر جائے گی اس طرح فعل مضارع کے لیے استعمالی شکل یَسْتَفْتِیْ بن جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ف ت ی) کے مادے سے باب افعال سے اَفْتٰی. یُفْتِیُ[فتویٰ دینا]اور باب اِسْتِفْعَالٌ میں[فتویٰ طلب کرنے] کا معنٰی ہوتا ہے۔

(ف ت ی) سے اِسْتَفْتٰی، یَسْتَفْتِیُ [فتویٰ طلب کرنا/کسی سے فتویٰ مانگنا/فتویٰ حاصل کرنا]۔

باب تَفَاعُلٌ

(و ص ی) باب تَفَاعُلٌ کا ماضی اور مضارع تَفَاعَلَ. یَتَفَاعَلُ ہے۔اس دروازے میں سے جب (و ص ی) کو گزار کر فعل کی دنیا میں لایا گیا تو ماضی، مضارع کی اصلی شکل تَوَاصَیَ، یَتَوَاصَیُ بنی۔دونوں کی تعلیل کے لیے مطابقت کا قاعدہ استعمال ہوا اور پھر یہ استعمالی شکل تَوَاصٰی یَتَوَاصٰی بنی ہے[ایک دوسرے کو نصیحت کرنا]۔وَصِیَّةٌ اصل میں اس نصیحت کو کہتے ہیں جو مرتے وقت کی جائے۔لیکن بعد میں وَصِیَّةٌ کا لفظ نصیحت کے لئے استعمال ہونے لگا۔تَوَاصٰی. یَتَوَاصٰی[ایک کا دوسرے کو وصیت یعنی کوئی بھی اہم نصیحت کرنا]۔قرآن مجید میں ہے: وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا [اور انھوں نے ایک دوسرے کو نصیحت کی] بِالْحَقِّ [حق/سچائی کی] وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ [ایک دوسرے کو نصیحت/تلقین کی صبر کی] (العصر:1-3/103)

باب تَفَعُّلٌ

(و ف ی) کے مادے کو باب تَفَعُّلٌ کے ماضی اور مضارع کے وزن تَفَعَّلَ، یَتَفَعَّلُ میں سے گزارا تو تَوَفَّیَ، یَتَوَفَّیُ شکل بنی۔لیکن یہ بیمار افعال ہیں ان کی تعلیل کرنے کے بعد تَوَفّٰی، یَتَوَفّٰی استعمال ہوگا۔دونوں میں تعلیل کے لئے مطابقت کا قاعدہ استعمال ہوا ہے۔

(و ف ی) ماضی (تَفَعَّلَ) ← تَوَفَّیَ ← مطابقت ← تَوَفّٰی

(و ف ی) مضارع (تَفَعَّلُ) ← یَتَوَفَّیُ ← مطابقت ← یَتَوَفّٰی

تَوَفّٰی. یَتَوَفّٰی کا معنٰی ہے کسی کو پورا پورا لے لینا/وصول (Receive) کر لینا۔کسی کو پورا پورا لے لینا یعنی فوت کرنا قرآن مجید میں ہے! اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا. .(الزمر:42/39) [اللہ پورا پورا لے لیتا ہے نفسوں کو جب ان پر موت آجاتی ہے]۔

ⓘ فعل امر اور فعل نہی اگر اللہ کی طرف سے استعمال ہو تو وہ بندوں کے لئے اللہ کا حکم ہوتا ہے۔

ⓘⓘ اگر بندہ فعل امر اللہ کے لئے استعمال کرتا ہے تو وہ اللہ سے استدعا/درخواست/التجا کر رہا ہوتا ہے۔

ⓘⓘⓘ اگر فعل امر کو انسان اسے دوسرے انسان کے لئے استعمال کرتا ہے تو وہ بھی بطور حکم ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس السابع والعشرون

معتل افعال سے فعل اَمر — فعل نہی

سبق نمبر 27

نوٹ: معتل اور صحت مند افعال سے فعل امر اور فعل نہی بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے۔

معتل افعال سے فعل امر

صحیح افعال سے فعل امر بنانے کا طریقہ سبق نمبر 21 میں پڑھا ہے کہ ایک بڑا دائرہ فعل مضارع کے شروع میں علامت مضارع (پہلے حرف) پر لگاتے ہیں پھر اس حرف کو حذف کر دیتے ہیں۔ ایک چھوٹا دائرہ اس فعل مضارع کے آخری حرف کی حرکت پر جو عموماً پیش [ـُ] ہوتی ہے لگاتے ہیں اور پیش [ـُ] کو گرا کر جزم [ـْ] لگا دی جاتی ہے۔ اس عمل کے بعد باقی جو لفظ بچتا ہے وہ فعل امر ہوتا ہے۔

(ق و ل) کے مادے سے ماضی مضارع قَالَ، یَقُوْلُ ہے۔ ایک دائرہ یَقُوْلُ کے شروع میں علامت مضارع یاء [ی] پر لگایا اور اسے حذف کر دیا، اور دوسرا دائرہ یَقُوْلُ کے آخری حرف کی حرکت پیش [ـُ] پر لگایا اور پیش [ـُ] کو حذف کر کے جزم [ـْ] لگا دی باقی لفظ قُوْلْ بچتا ہے۔ قُوْلْ میں واؤ [و] اور لام [ل] دونوں پر جزم [ـْ] ہے (دو ساکن حروف اکٹھے ہو رہے ہیں)۔

عربی گرامر والوں کو یہ پسند نہیں کہ دو ساکن حروف (جزم والے حروف) اکٹھے ہو جائیں۔ **مثلاً**: کسی جہاز کے دو پائلٹ ہوں (ایک پائلٹ اور دوسرا معاون پائلٹ [Pilot & Co-Pilot]) دونوں میں سے اگر کوئی ایک حالت سکون میں چلا جائے تو گزارا ہوتا رہتا ہے اور اللہ نہ کرے دونوں حالت سکون میں چلے جائیں تو ظاہر ہے پھر جہاز اور جہاز والوں کی خیریت نہیں ہوتی۔ عربی گرامر والوں کو بھی یہ برداشت نہیں کہ دو ساکن حروف اکٹھے استعمال ہوں جب دونوں حروف اکٹھے ایک ساتھ حالت سکون میں چلے جائیں تو ان میں سے ایک کو مُعَطَّلْ (Suspend) کر دیا جاتا ہے/گرا دیا جاتا ہے۔ اور نزلہ تو ہمیشہ عضو ضعیف (کمزور عضو) پر ہی گرتا ہے۔

قائدہ نمبر 1 علّت والے افعال فعل امر یا فعل نہی بناتے وقت جب دو ساکن حروف اکٹھے ہو جائیں (چونکہ حروف علت کمزور حروف ہوتے ہیں) تو ان ساکن حروف میں سے حرف علت کو گرا دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر: یَقُوْلُ پر قاعدے کے مطابق فعل امر بنانے کے لئے دائرے لگاتے ہیں اور دائرے میں آنے والے حرف علامتِ مضارع یاء [ی] کو اور آخری حرف پر سے حرکت کو حذف کر دیتے ہیں جس سے آخری حرف ساکن ہو جاتا ہے۔ باقی کا لفظ قُوْلْ رہ جاتا ہے۔ اس میں واؤ [و] اور لام [ل] دونوں ساکن ہیں۔ دو ساکن حروف اگر اکٹھے استعمال ہوں تو ان میں سے ایک کو یعنی حرفِ علّت کو گرا دیا جاتا ہے۔ قُوْلْ میں واؤ [و] حرفِ علّت کو گرا دیا تو باقی قُلْ رہ گیا۔ فعل امر قُوْلُ کی استعمالی شکل قُلْ ہے۔ قُلْ کا معنٰی [تو کہہ] ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ق و ل) ← یَقُوْلُ ← قُوْلُ ← قُلْ [تو کہہ]

قرآن مجید میں ہے! قُلْ [(اللہ رب العزت حکم دیتا ہے آپ ﷺ) کہہ دیجیے]۔یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ [اے کافرو!]۔ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے! قُلْ [(اللہ رب العزت حکم دیتا ہے آپ ﷺ) کہہ دیجیے]ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ [وہ اللہ ایک ہی ہے]۔

قُلْ کا معنیٰ ہے[(اللہ رب العزت کا حکم ہے) تو کہہ]۔قُلْ کا تثنیہ قُلَا نہیں ہے بلکہ قُوْلَا ہوگا۔لفظ قُلْ بناتے وقت چونکہ دو ساکن حروف اکٹھے آ رہے تھے اس لئے یَقُوْلُ کا واؤ[و] گرا دیا تھا۔لیکن قُوْلَا میں کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ قُوْلَا میں ساکن حرف ایک ہے۔دو ساکن حرف اکٹھے استعمال نہیں ہو رہے(قُوْلَا)اسلئے تثنیہ کے صیغے میں ساکن ہونے کی وجہ سے گرائی جانے والی واؤ[و] واپس آجائے گی چنانچہ قُلْ کا تثنیہ قُوْلَا [تم دونوں کہو]ہے۔اللہ رب العزت نے موسیٰؑ اور ہارونؑ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ کو فرعون کی طرف بھیجا تھا تو کہا تھا! اِذْھَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا ..(طٰہٰ:43-44/20)۔ فَ [تو]۔قُوْلَا [(تمہارے رب کا حکم ہے) تم دونوں (موسیٰؑ اور ہارونؑ) کہو]۔لَهٗ [اس سے(فرعون سے)]۔قَوْلًا لَّیِّنًا [نرم بات]۔

www.KitaboSunnat.com

قُلْ کی جمع قُوْلُوْا ہوگی۔یہاں بھی واؤ[و] موجود رہے گی کیونکہ یہاں بھی دو ساکن حروف اکٹھے نہیں ہو رہے اس میں ایک حرف واؤ[و] ساکن ہے۔حرف واؤ[و] آگے آنے والے لام[ل] کے اوپر آخر میں آنے والی جمع کی واؤ[و] کی خاطر جزم[ْ] ہٹا کر پیش[ُ] لگادی۔(قُوْلُ+ا) قرآن مجید میں ہے! قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ:83/2)[(تمہارے رب کا حکم ہے کہ تم سب) لوگوں سے اچھی بات کہو]۔جس میں انکی دل آزاری نہ ہو۔قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا .. (الاحزاب:70/33)[(تم سب) صاف صاف سچ بات کرو]۔

جیسے اردو میں لڑکا سے لڑکی[ی] کے ردھم نے مؤنث کا معنیٰ پیدا کر دیا ہے اسی طرح عربی افعال میں[یْ] کا ردھم بھی مؤنث کا معنیٰ پیدا کر دیتا ہے۔چنانچہ لڑکے کو کہنا ہو[تو کہہ] تو قُلْ کہیں گے اور کسی لڑکی کو کہنا ہو[تو کہہ] تو قُوْلِیْ کہیں گے۔اللہ رب العزت نے مریم عَلَیْھَا السَّلَامُ کو حکم دیا کہ تمہیں اگر (کوئی بشر) کوئی انسان نظر آجائے! فَقُوْلِیٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا .. (مریم:26/19) فَقُوْلِیٓ [(تمہارے رب کا حکم ہے) تو تو کہہ]۔اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا [میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی منت مانی ہوئی ہے]۔اس دور میں چپ کا روزہ (خاموشی کا روزہ) بھی ہوتا تھا۔تم سے اگر کوئی پوچھے کہ یہ بچہ کہاں سے آگیا ہے تو تم یوں منہ پر انگلی رکھ کر کہہ دو[میں نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہے]۔

(واحد مذکر) قُلْ (واحد مونث) قُوْلِیْ (تثنیہ) قُوْلَا ' اور (جمع) قُوْلُوْا

(ب ی ع) کے مادے سے ماضی مضارع بَاعَ ، یَبِیْعُ [بیچنا] بنا۔فعل مضارع یَبِیْعُ سے فعل امر بنانا ہے۔ایک بڑا دائرہ علامت مضارع پر لگایا اور ایک چھوٹا دائرہ آخری حرف کی حرکت پیش[ُ] پر لگایا اور دونوں کو حذف کر دیا گرا دیا۔باقی بِیْعْ بچ گیا۔بِیْعْ میں بھی دو حروف یاء[ی] اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عین[ع] ساکن ہے۔ان دونوں میں حرف علت یاء[ی] کمزور حرف ہے اس کو گرادیں گے۔باقی بِعْ بچ جائے گا جو فعل امر ہے۔ بِعْ کا معنٰی[تو بیچ/ فروخت کر] ہے۔

قاعدہ نمبر ② جن افعال کے فعل مضارع کے آخر میں حرفِ علّت واؤ[و] یا حرف علت یاء [ی] میں سے کوئی ایک آ جائے تو فعل امر بنانے کے لئے دائرہ صرف آخری حرف کی حرکت کے بجائے پورے آخری حرفِ علّت پر لگاتے ہیں اور اسے حذف کر دیتے ہیں (گرادیتے ہیں)۔

قاعدہ نمبر ② کی مثالیں

www.KitaboSunnat.com

(ص ل ی) کے مادے سے ماضی مضارع صَلّٰی یُصَلِّیْ کا معنٰی ہے[نماز پڑھنا]۔

صَلّٰی[اس نے نماز پڑھی]۔یُصَلِّیْ[وہ نماز پڑھتا ہے/وہ نماز پڑھے گا]۔ یُصَلِّیْ سے فعل امر بنانا ہے جس کا معنٰی[تو نماز پڑھ] ہے۔ایک دائرہ شروع میں فعل مضارع کی علامت یاء[ی] پر لگایا اور دوسرا دائرہ فعل مضارع کے آخری حرف کی حرکت پیش[ُ] پر لگانا ہے۔لیکن یہاں یُصَلِّیْ کے آخری حرف (حرف علت) یاء[ی] پر پیش[ُ] نہیں بلکہ جزم[ْ] ہے۔دائرہ لگانا ضروری بھی ہے ورنہ فعل امر نہیں بنے گا۔لہٰذا دائرہ پورے آخری حرف (حرف علت) یاء[ی] پر لگائیں گے اور اسے حذف کردیں گے۔اس قاعدے کے مطابق یُصَلِّیْ پر فعل امر بنانے کا عمل کرنے سے یُصَلِّیْ کی نئی شکل صَلِّ بن جائے گی۔اس طرح فعل امر صَلِّ[تو نماز پڑھ] بن گیا۔

اگر صَلِّ کے بعد عَلٰی کی صلہ (Preposition) آ رہی ہو تو اس کا معنٰی کسی کے لئے رحمتوں کی،عنایتوں کی دعا کرنا ہو جاتا ہے۔جیسے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ: صَلِّ عَلٰی[(اے اللہ ہم استدعا/التجا کرتے ہیں) تو (ایک مذکر پر) درود بھیج (رحمتوں کی، عنایتوں کی بارش فرما)]۔

اگر لفظ فعل امر کے آخر میں یاء[ی] لگادیں **مثلاً:** صَلِّیْ ہو تو معنٰی[تو ایک مؤنث پر درود/رحمتیں بھیج] ہوگا۔یعنی آخر میں یاء[ی] ہو تو پھر یہ جب کسی مؤنث کو حکم دینا ہو/یا درخواست کرنی ہو کے لئے استعال ہوگا۔جبکہ اللہ کے لیے کہیں گے! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّد۔[اے ہمارے اللہ!(اے اللہ ہم استدعا/التجا/درخواست کرتے ہیں) تو محمدؐ پر اور ان کی قوم پر رحمتوں کی،عنایتوں کی بارش فرما]

(و ل ی) کے مادے سے باب تفعیل سے ماضی،مضارع وَلّٰی یُوَلِّی[رخ پھیرنا] اور اس سے قاعدے کے مطابق فعل امر وَلِّ[تو رخ پھیر لے] بنے گا۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے فرمایا! وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.. (البقرۃ:144/2) وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ[اور جہاں بھی آپﷺ نکلیں]۔ فَ[تو]۔ وَلِّ[(میں اللہ رب العزت حکم دیتا ہوں) آپﷺ پھیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیں]۔وَجْهَكَ[اپنا چہرہ]۔آپ اپنا چہرہ پھیرلیں۔شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ[مسجد حرام کی طرف (نماز پڑھتے وقت)]۔

(و ف ی) سے ماضی،مضارع بنا تَوَفّٰى يَتَوَفّٰى اسکا معنٰی[فوت کرنا] ہے۔ يَتَوَفّٰى سے فعل امر بنانے کے لیے فعل مضارع يَتَوَفّٰى پر قاعدے کے مطابق ایک دائرہ شروع میں علامت مضارع پر لگایا اور ایک دائرہ اس کے آخری حرف کی حرکت پر لگایا اور حذف کردیا۔اس طرح تَوَفّٰى بنا اور چونکہ آخری حرف حرفِ علت يـاء[ی] ہے اور اس صورت میں دائرہ صرف حرکت کے بجائے پورے حرف پر لگائیں گے اس طرح آخر سے يـاء [ی] گر جائے گی اور تَـوَفّٰ رہ جائے گا۔فّٰ کے اوپر کھڑی زبر[ٰ] حرف علت يـاء[ی] کی وجہ سے تھی اس لئے یہ کھڑی زبر[ٰ] صرف زبر[َ] میں بدل جائے گی اور تَوَفّٰ سے تَوَفَّ ہوجائے گا۔يَتَوَفّٰى سے تَوَفّٰ اور پھر تَوَفّٰ سے تَوَفَّ[تو فوت کر]فعل امر بن گیا۔ یوسفؑ نے اللہ سے دعا کی تھی: تَـوَفَّنِيْ مُسْلِمًا (یوسف:101/12).. (تَـوَفَّنِي =تَوَفَّ +نِي)[(اے اللہ!میری استدعا رالتجا ردرخواست ہے)تو مجھے فوت کر مسلمان ہونے کی حالت میں]۔

قاعدہ نمبر ③ فعل امر کے قاعدے کے استعمال کے بعد باقی بچا ہوا لفظ اگر جزم والے حرف سے شروع ہو رہا ہو(حرف پر جزم[ْ] کی وجہ سے پڑھنا ممکن نہ ہو) تو ایسی صورت میں اس کو پڑھنے کے لیے ہمزہ [أ] کا سہارا لیتے ہیں۔اور اس لفظ سے پہلے ایک ہمزہ زبر والا[أَ] یا زیر والا[إِ] یا پیش والا [أُ] لگاتے ہیں۔ثلاثی مجرد افعال کے مضارع میں علامت مضارع کے بعد آنے والے حرف (مادے کا پہلا حرف) پر ہمیشہ جزم[ْ] آتی ہے۔لہذا ثلاثی مجرد کے علت والے افعال سے فعل امر بناتے وقت ہمزہ[أ] ضرور لگانا پڑتا ہے۔وہاں عموماً اکثر زیر[ِ] والے ہمزہ[أ] کی ضرورت پڑتی ہے۔

مثال کے طور پر: (ہ د ی) سے ماضی مضارع هَدٰى، يَهْدِيْ [ہدایت دینا] بنا۔مضارع يَهْدِيْ سے فعل امر بنانا ہے اس لئے ایک دائرہ شروع میں علامت مضارع پر لگایا لیکن چونکہ آخری حرف پر حرکت نہیں ہے اس لئے دوسرا دائرہ آخری پورے حرف پر لگائیں گے اور حذف کردیں گے۔اب باقی جو دو حروف بچ گئے ہیں وہ هْدِ ہیں۔ان دو حروف هْدِ کو پڑھنا ممکن نہیں ہے۔لفظ هْدِ کو پڑھنے کے قابل بنانے کے لئے قاعدے کے مطابق هْـدِ کے شروع میں زیر[ِ] والا ہمزہ[أ] لگا دینگے اور پھر یہ لفظ فعل امر کی شکل میں اِهْـدِ ہوجائے گا۔ہم ہر نماز میں ہر رکعت میں پڑھتے ہیں! اِهْـدِنَـا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ.. (الفاتحہ:6/1)۔اِهْدِ[(اے اللہ ہم درخواست رالتجا راستدعا کرتے ہیں) تو ہدایت دے]۔نَا [ہمیں]۔الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ[سیدھے راستے] کی۔

باب استفعال سے فعل امر

(ع و ن) کے مادے سے ماضی،مضارع اِسْتَـعَانَ يَسْتَعِيْـنُ بنتا ہے اس کا معنٰی[مدد طلب کرنا] ہوتا ہے۔يَسْتَعِيْـنُ سے فعل امر بنانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے(اگر کہنا ہو[تو اللہ سے مدد طلب کر/ مدد مانگ])۔ یَسْتَعِیْنُ پر ایک دائرہ فعل مضارع کے شروع میں علامت مضارع پر لگایا اور ایک دائرہ آخری حرف کی حرکت پر لگایا۔ باقی لفظ سْتَعِیْنُ بچا ہے اسکو پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا زیر والا ہمزہ [اِ] لگانے سے اِسْتَعِیْنُ بن جائے گا۔ لیکن ابھی بھی یہ بیمار فعل امر ہے کیونکہ اس کے آخر میں دو ساکن حروف یاء [ی] اور نون [ن] اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اسلئے کمزور حرف یعنی حرف علت [ی] کو گرا دیں گے تو باقی اِسْتَعِنْ رہ جائے گا۔ اِسْتَعِنْ فعل امر ہے اور اس کا معنیٰ [تو مدد طلب کر] ہے۔

حدیث کے الفاظ ہیں: ابن عباسؓ (ابن عباسؓ نوجوان لڑکے تھے اور آپ ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے) فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے بڑے پیار سے اپنا دست مبارک میرے کندھے پر رکھا، اور میرے کندھے کو تھوڑا سا جھٹکا دے کر مجھے کہنے لگے! یَا وَلَدُ [اے لڑکے]۔ اِذَا اسْتَعَنْتَ [جب تو مدد طلب کرے]۔ فَاسْتَعِنْ (ف + اِسْتَعِنْ) ان دونوں لفظوں کو ملا کر پڑھیں گے فَاسْتَعِنْ [تو تو مدد طلب کر]۔ بِاللّٰہِ [اللہ سے]۔

اِسْتَعِنْ فعل امر واحد اور اِسْتَعِیْنُوْا فعل امر جمع ہے۔ اِسْتَعِنْ میں [ی] کو گرا دیا تھا کیونکہ وہاں دو ساکن حروف اکٹھے ہو رہے تھے۔ لیکن اِسْتَعِنْ کی جمع میں آخر میں جمع کا واؤ [و] لگانے سے چونکہ نون [ن] ساکن نہیں رہے گا اس لئے یاء [ی] واپس آ جائے گی اور جمع اِسْتَعِیْنُوْا بن جائے گی۔

(د ع و) کے مادے سے ماضی، مضارع دَعَا یَدْعُوْ [پکارنا/ دعوت دینا/ بلانا] بنا۔ مضارع یَدْعُوْ سے فعل امر بنانا ہے۔ یَدْعُوْ پر ایک دائرہ شروع میں اسکی علامت مضارع یاء [ی] پر لگایا اور دوسرا دائرہ یَدْعُوْ کے آخر میں لگایا اور حذف کر دیا۔ یہ دوسرا دائرہ آخری پورے حرف پر لگے گا کیونکہ واؤ [و] پر کوئی حرکت نہیں ہے۔ اسی لیے آخری حرف واؤ [و] حرف علت ہونے کی وجہ سے گر گیا۔ باقی دْعُ رہ گیا جسے پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ جب دو دائرے لگانے کے باوجود بھی پیش [ـُ] کی حرکت نظر آتی رہے تو پھر پیش [ـُ] کے آگے کسی کی پیش نہیں چلتی سوائے پیش [ـُ] کے (دْعُ میں [ع] پر پیش [ـُ] ہے)۔ اسلئے یہاں ہمزہ بھی پیش [ـُ] والا لگائیں گے۔ اس طرح اُدْعُ فعل امر بن جائے گا [تو بلا/ تو پکار/ تو دعوت دے] قرآنِ مجید میں ہے! اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ..(النمل:125/16)

(ب ل و) کے مادے سے فعل ماضی، مضارع بَلَا یَبْلُوْ ہے۔ یہ ماضی، مضارع دَعَا یَدْعُوْ [پکارنا] اور تَلَا یَتْلُوْ [تلاوت کرنا] کے ردھم پر ہے اور اس کا معنیٰ [آزمانا] ہے۔ اس سے فعل امر اُبْلُ [تو آزما] بنتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوا! وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۙ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ (البقرة:155-157/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ [اور یقیناً یقیناً ہم (اللہ) تمہیں آزمائیں گے](آزمائش کے مراحل کے بغیر ہم کسی کو بلند درجات سے نہیں نوازا کرتے)۔بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ [(دشمن کے) ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے]۔وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ○ [اوران صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے]۔اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ماضی، مضارع اَصَابَ یُصِیْبُ کا مطلب ہے [پہنچنا]۔[(وہ لوگ) جنہیں، جب بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے]۔قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ [تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں]۔اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ [(یہی ہیں) وہ لوگ جن پر اللہ رب العزت کی عنایتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں]۔وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ [اور ایسے لوگ ہی ہیں جو صحیح راستے پر چلنے والے ہیں]۔جبکہ دوسری طرف صبر نہ کر کے رونے پیٹنے والے غلط راستے پر چل رہے ہیں۔

باب افعال کے لئے مستقل استثنائی قاعدہ

باب افعال کے افعال سے فعل امر بناتے وقت اگر وہ لفظ ہمزہ [اَ] لگائے بغیر بھی پڑھے جا سکتے ہوں تب بھی فعل امر کے شروع میں ہمزہ [اَ] لازماً لگاتے ہیں اور ہمزہ [اَ] بھی زبر [ـَ] والا لگے گا۔

باب افعال جو ثلاثی مزید فیہ کا پہلا دروازہ ہے۔اس کے ماضی مضارع کا وزن اَفْعَلَ یُفْعِلُ ہے۔اس ردھم پر وزن پر کوئی فعل ہو تو اس سے جب فعل امر بناتے ہیں تو ہمزہ [اَ] لگانے کی ضرورت نہ بھی ہو تب بھی لگانا ضروری ہے۔

مثال کے طور پر: اَقَامَ یُقِیْمُ یہ فعل بابِ افعال سے تعلق رکھتا ہے۔اَقَامَ ،یُقِیْمُ اصل میں اَفْعَلَ یُفْعِلُ کے ردھم پر اَقْوَمَ ، یُقْوِمُ تھا۔تعلیل کے بعد اس کا ماضی اَقَامَ اور مضارع یُقِیْمُ استعمال ہوا۔ یُقِیْمُ سے فعل امر بنانے کے لئے ایک دائرہ شروع میں علامتِ مضارع یاء [ی] پر لگایا اور ایک دائرہ آخر میں آخری حرف میم [م] کی پیش [ـُ] پر لگایا اور حذف کر دیا۔یُقِیْمُ کی میم [م] فعل امر کی خاطر حالتِ جزم [ـْ] میں چلی گئی اور میم [م] سے پہلے والی یاء [ی] پہلے ہی حالت جزم [ـْ] میں تھی۔باقی بچنے والے لفظ قِیْمْ میں یاء [ی] اور میم [م] دو ساکن حروف اکٹھے ہو گئے ہیں۔قاعدے کے مطابق دونوں ساکن حروف میں سے یاء [ی] کو جو حروفِ علّت ہے حذف کر دیں گے۔اس عمل کے بعد لفظ قِمْ باقی رہ گیا۔قِمْ کو پڑھا تو جا سکتا ہے۔ قاعدے کے رو سے فعل امر کو پڑھنے کے قابل بنانے کیلئے شروع میں ہمزہ اس وقت لگاتے ہیں جب لفظ کو پڑھنا ممکن نہیں ہوتا (جب لفظ کے شروع میں جزم [ـْ] ہو)۔جبکہ قِمْ میں قاف [ق] پر جزم [ـْ] نہیں بلکہ قاف [ق] کے نیچے زیر [ـِ] ہے۔ قِمْ کو بڑی آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے۔لیکن چونکہ اس فعل کا تعلق بابِ افعال سے ہے ایسے افعال کے لئے قاعدہ ہے کہ فعل امر بناتے وقت پڑھنے کے قابل بنانے کے لئے اس لفظ کے شروع میں ہمزہ لگانے کی ضرورت نہ بھی ہو تب بھی زبر [اَ] والا ہمزہ لازماً لگائیں گے۔قِمْ سے پہلے زبر [اَ] والا ہمزہ [اَ] لگانے سے اَقِمْ ہو جائے گا اور اس کا معنٰی [تو قائم کر] ہے۔بابِ افعال کی خصوصیت یہ ہے کہ اس باب کے افعال میں لازم کی بجائے متعدی کا معنٰی پیدا ہو جاتا ہے۔قَامَ کا معنٰی [وہ کھڑا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا]۔اور باب انفعال سے اَقَامَ کا معنٰی [اس نے کھڑا کیا]۔

اَقَامَ، یُقِیْمُ [کھڑا کرنا]۔مثال کے طور پر پرچم گرا ہوا ہو اس کو سیدھا کھڑا کرنا ہے۔کسی پرچم کو سیدھا کھڑا کرنے سے مطلب اس کو عزت دینا/اس کو بالادستی دینا ہوتا ہے۔اَقَامَ الصَّلٰوۃَ کا لفظی معنٰی اس نے نماز کو کھڑا کیا بنے گا۔یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ [وہ نماز کو سیدھا کھڑا کرتے ہیں]۔یعنی وہ نماز کو اسکی حیثیت اس کا مقام و مرتبہ دیتے ہیں۔نماز کو بالادستی دینا، نماز کو اوّلین حیثیت دیتے ہیں/ترجیحی مقام دیتے ہیں، وہ مقام انکی اوّلین توجہ (Priority) میں شامل ہو جاتا ہے۔نماز پڑھنا انکی ترجیحات میں شامل ہو جاتا ہے (اور اگر ترجیحات میں شامل نہ ہو۔پڑھ لی نہ پڑھی تو نہ پڑھی۔پڑھ لی تو پھر بھی ٹھیک نہ پڑھی تو پھر بھی طبیعت پہ کوئی بوجھ نہیں۔اس کو نماز قائم کرنا نہیں کہیں گے)۔اَقَامَ الصَّلٰوۃَ۔یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ اور اَقَامُوْ الصَّلٰوۃَ وغیرہ۔انہی معنوں اور مفہوم میں قرآن مجید میں انہی الفاظ کے ساتھ بار بار آیا ہے۔چنانچہ حکمرانوں کے بارے میں قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! **اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوْ الصَّلٰوۃَ**..(الحج:41/22) مسلمان حکمران کیسے ہونے چاہیں؟اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ [اگر ہم انہیں اقتدار دے دیں اپنی زمین میں]۔تو پہلا کام جو وہ کرتے ہیں:اَقَامُوْ الصَّلٰوۃَ۔یہ نہیں کہا! کہ صرف خود نمازیں پڑھتے ہیں (فلاں صدر صاحب بڑے نیک تھے بڑے تہجد گزار تھے۔سوال یہ ہے کہ ان کی نمازوں کا قوم کو کیا فائدہ ہوا)۔قرآنِ مجید نے مسلمان حکمرانوں کے متعلق یہ نہیں کہا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔بلکہ کہا اَقَامُوْ الصَّلٰوۃَ وہ نماز کا پورا انظام قائم کرتے ہیں۔وہ پھر معاشرے کی ترجیحات میں نماز کو شامل کرتے ہیں۔پھر ایسا نہیں ہوسکتا کہ اذان بھی ہو چکی ہو اور کاروبار بھی ہو رہا ہو،اَقَامُوْ الصَّلٰوۃَ کی مثال اگر دیکھنی ہو تو سعودیہ میں نظر آسکتی ہے۔ممکن ہی نہیں کہ مسجد میں نماز بھی ہو رہی ہو اور مارکیٹ بھی کھلی ہو۔اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ [جن لوگوں کو ہم زمین پر حکمرانی دیتے ہیں] وہ پہلا کام یہ کرتے ہیں! اَقَامُوْ الصَّلٰوۃَ [نماز کا پورا انظام قائم کرتے ہیں]۔اُسے معاشرے کی ترجیحات میں شامل کرتے ہیں، اس کو بالادستی دیتے ہیں، اس کو اس کا اصل مقام و مرتبہ دیتے ہیں۔اقامتِ صلوٰۃ کے کئی اوصاف بیان ہوئے ہیں، کہ باجماعت ادا ہو اس کو صحیح طریقے سے ادا کیا جائے، اس کو وقت پر ادا کیا جائے۔یہ سب اقامتِ صلوٰۃ کا حصّہ ہیں۔**یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ** بالادستی دینے کی مناسبت سے استعمال کیا گیا۔

اگر فعل کو اور اگلے حرف کو الگ الگ پڑھنا ہو تو پھر ٹھیک ہے وگرنہ اگلے لفظ سے ملا کر پڑھنے کیلئے فعل کے آخری حرف یعنی جزم [ْ] والے حرف پر زیر [ِ] دے دیتے ہیں۔اگر اَقِمْ الصَّلٰوۃَ پڑھ لیں یہ بھی ٹھیک ہے لیکن اگر ملا کر پڑھنا ہو تو پھر اَقِمِ الصَّلٰوۃَ پڑھیں گے۔اَلصَّلٰوۃَ کا ہمزہ [اَ] ساکت ہو جائے گا (لکھا رہے گا لیکن پڑھا نہیں جائے گا)۔قرآنِ مجید میں آیت ہے! **اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ** ..(طٰہٰ:14/20)۔[(یہ تمہارے رب کا حکم ہے) مجھے یاد کرنے کیلئے نماز قائم کرو]۔کسی چیز کا تصور پہلی دفعہ ذہن نشین کرنا ہو اس کو عربی زبان میں **حَفِظَ یَحْفَظُ** کہتے ہیں۔اور اگر کسی چیز کا تصور پہلے سے ذہن میں موجود ہو تو اسکے تصور کو تازہ کرنا اصل میں از سرِ نو اس کی یاددہانی کرنا ہوتا ہے۔اسلئے یہاں **لِذِکْرِیْ** کہا [(نماز قائم کرو) مجھے یاد کرنے کیلئے] میری ہیبت، میری عظمت کو تسلیم کرنے کی تجدید کیلئے۔انسان دنیا کے کاموں میں مصروف ہو کر اللہ رب العزت کی عظمت و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیبت سے غافل ہوجاتا ہے۔اس لئے کہا! اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ نئے سرے سے میری ہیبت کو اپنے ذہن میں لانے کیلئے (نئے سرے سے مجھے یاد کرنے کیلئے نماز قائم کرو)۔ ہمارے ہاں ذکر صرف الفاظ کے دہرانے کو کہا جاتا ہے حالانکہ ذکر کا معنٰی یاددہانی ہوتا ہے۔آپ ہزاردفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ دیں۔آپ کو پتہ ہی نہ ہو کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مطلوبہ ذکر نہیں ہے۔وہ ذکر جس سے ہمارے دل میں اللہ کی عظمت اور اللہ کی ہیبت میں اضافہ نہ ہو شریعت میں مطلوبہ ذکر نہیں ہے۔سُبْحَانَ اللّٰهِ ![اللہ رب العزت ہر عیب سے پاک ہے]۔کسی کام کو بے مقصد کرنا ایک عیب ہے اور اللہ رب العزت کی ذات ہر عیب سے پاک ،اسکی تخلیق ہر عیب سے پاک ،اسکے تمام فیصلے ہر عیب سے پاک ،انسان یہ تصور کرتے ہوئے کہ اللہ کے کسی فیصلے میں کوئی عیب نہیں ہوتا بار بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے پھر اسے کبھی بھی اللہ کے کسی فیصلے پر کوئی شکوہ نہیں ہوگا۔سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے لیکن یہ تصور کرتے ہوئے کہ اللہ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اس نے کائنات کو بے مقصد تخلیق نہیں کیا ہے اس نے انسان کو بے مقصد تخلیق نہیں کیا ہے اس طرح اگر دس (10) مرتبہ بھی کہیں گے وہ ہزار (1000) مرتبہ کہنے سے بہتر ہوگا۔ ہمارے ہاں ذکر ایک رسم، ایک فیشن، ایک ورزش (Exercise) بن گیا ہے۔پٹھوں کی ورزش ،سر کی ورزش /گردن کی ورزش وغیرہ۔اللہ رب العزت نے نماز کو بھی ذکر کہا ہے اور قرآنِ مجید کی تلاوت سمجھ کر کرنے کو بھی ذکر کہا گیا ہے۔

اَغَاثَ يُغِيثُ (غ و ث) کے مادے سے بابِ افعال کے ایک فعل کے ماضی ،مضارع ہیں۔قاعدے کے تحت مضارع يُغِيثُ سے فعل امر اَقِمْ کی طرح **اَغِثْ** بنے گا۔اَغَاثَ يُغِيثُ کا معنٰی [کسی کی فریاد رسی کرنا/کسی کی فریاد پوری کرنا/کسی کی دادرسی کرنا] ہوتا ہے۔فعل امر اَغِثْنِیْ (اَغِثْ + نِیْ) کا معنٰی [تو فریاد پوری کر میری] ہے۔ظاہر ہے یہ دعا پریشانی کے وقت صرف اور صرف اللہ سے کی جاسکتی ہے۔اس کی روشنی میں اَغِثْنِیْ يَا اَللّٰهُ تو کہہ سکتے ہیں۔اور اگر اَغِثْنِیْ يَا اَللّٰهُ کی بجائے کسی اور کا نام لے لیا تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی شراکت ہوجائے گی۔شریعت اسلام میں اس فعل کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اَعَانَ يُعِيْنُ [مدد کرنا/اعانت کرنا] (ع و ن) کے مادے سے بابِ افعال کے ایک فعل کے ماضی ،مضارع ہیں۔ يُعِيْنُ سے فعل امر اَعِنْ بنے گا۔اللہ کے نبی ﷺ نے نماز کے بعد کے جواذکار ہیں ،وظائف ہیں ان میں ایک دعا ،ایک ورد سکھلایا ہے۔**رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ**.. (ابو داؤد، حدیث: 1522)۔رَبِّ [اے میرے رب]۔اَعِنِّیْ (اَعِنْ+نِیْ) اَعِنْ اور نِیْ کا نون [ن] اکٹھے ہو رہے ہیں ان کو الگ الگ نہیں بلکہ ایک دوسرے میں مدغم (Merge) کر کے پڑھیں گے۔اس طرح مدغم کرنا اِدْغام کہلاتا ہے۔اَعِنِّیْ کا مطلب ہے [تو مدد کر میری]۔رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ۔[اے میرے رب! (میری درخواست ہے/التجا ہے) تو میری مدد فرما اپنے ذکر، اپنے شکر، اپنی عبادت کرنے کیلئے]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتل افعال سے فعل نہی

مثلاً: قُلْ[تو کہہ]فعل امر ہے۔فعل نہی[تونہ کہہ]کے لئے لَا قُلْ استعمال نہیں ہوگا۔فعل نہی بھی بنائیں گے تو فعل مضارع سے ہی بنائیں گے۔ فعل نہی کا قاعدہ ہے کہ مضارع کے شروع میں لَا اور آخر میں جزم[ْ]لگادیں تو فعل نہی بن جاتا ہے۔اس طرح یَقُوْلُ سے فعل نہی لَا یَقُوْلْ ہوجائے گا۔یہاں بھی دوساکن حروف(دوجزم[ْ]والے حروف)واؤ[و]اورلام[ل] لَا یَقُوْلْ میں اکٹھے ہوگئے ہیں۔اس لئے تعلیل کے قاعدے کے مطابق دوساکن حروف میں سے ایک کو گرانا ہوگا۔واؤ[و]چونکہ حرف علت ہونے کی وجہ سے کمزور حرف ہے اسلئے واؤ[و]کو ہی گرائیں گے اور باقی لَا یَقُلْ رہ جائے گا۔اس کا معنٰی[وہ نہ کہے]کریں گے۔اور اگر اسمیں(تو)واحد مذکر حاضر کا معنٰی پیدا کرنا ہو یعنی[تونہ کہہ]کہنا ہو تو پھر لفظ لَا تَقُلْ استعمال ہوگا۔ والدین کے بارے میں قرآن مجید میں ہے: فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ..(بنی اسرائیل:23/17) فَ[تو]۔لَا تَقُلْ(تیرے رب کا حکم ہے)تونہ کہہ]۔هُمَا[ان دونوں کو(یعنی ماں باپ کو)]۔اُفٍّ[اُف]۔تو ان دونوں(ماں باپ)کو اُف بھی نہ کہہ۔

مضارع کے آخر میں حرف علت ہو تو فعل نہی بنانا

ماضی مضارع دَعَا، یَدْعُوْ سے فعل نہی بنانا ہو تو اس اصول کو پیش نظر رکھیں گے کہ چونکہ فعل نہی بنانے سے مضارع حالتِ جزم میں چلا جاتا ہے اور اگر آخر میں حرف علت ہو تو وہ گرجاتا ہے۔لہذا فعل نہی لَا یَدْعُ بنے گا جس کا معنٰی ہوگا[وہ نہ پکارے]۔اور اگر کہنا ہو[تونہ پکار!]تو لَا یَدْعُ کی بجائے لَا تَدْعُ [تونہ پکار!]کہیں گے۔قرآنِ مجید میں ہے: لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ..(الشعرآء:213/26)اور(القصص:88/28)

ترجمہ: تونہ پکار اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ کریں اور افعال کے مادے لکھیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم

1. مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ..(النساء:80/4)۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ اصل میں مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ تھا۔تجوید کے قاعدے کے مطابق انہیں ملاکر پڑھیں گے۔مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[جواطاعت کرے گا رسول ﷺ کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی]۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان میں اور اللہ کے فرمان میں اطاعت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر ثابت ہو جائے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے پھر اُسی طرح اطاعت واجب ہے جس طرح اللہ کے فرمان کی اطاعت واجب ہے۔ ہم نے تو قرآنِ مجید کو بھی **قرآنِ مجید** آپ ﷺ کے فرمان پر مانا ہے۔ آپ ﷺ کہتے چلتے گئے کہ یہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے اور ہم مانتے چلے گئے۔

ترجمہ: جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

2 **فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ** O (یوسف:101/12)

قرآن مجید میں ایک دعا ہے جو اللہ کے نبی یوسفؑ نے مانگی تھی! فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے]۔ اَنْتَ وَلِيّٖ [تو میرا سرپرست ہے]۔ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ [دنیا اور آخرت میں]۔ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا (تَوَفَّنِي = تَوَفَّ + نِي)[(میری التجا ہے/درخواست ہے) تو مجھے فوت کر مسلمان ہونے کی حالت میں]۔ وَاَلْحِقْنِيْ کا مادہ (ل ح ق) اور ماضی مضارع **اَلْحَقَ. يُلْحِقُ** ہے اور اس سے مصدر **اِلْحَاقٌ** بنتا ہے۔ جب کسی ادارے کو یونیورسٹی میں شامل کیا جاتا ہے تو اسے **ادارے کا یونیورسٹی کے ساتھ الحاق** کہتے ہیں۔ وَّاَلْحِقْنِيْ [اور تو مجھے شامل فرما (میرا الحاق کردے)]۔ بِالصَّالِحِيْنَ [نیک لوگوں کے ساتھ]۔

ترجمہ: اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے۔ (میری التجا ہے/درخواست ہے/استدعا ہے) تو مجھے فوت کر مسلمان ہونے کی حالت میں اور تو مجھے نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما۔

3 **يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ** O (البقرة:153/2)

اٰمَنُوْاسْتَعِيْنُوْا ملا کر اٰمَنُوْاسْتَعِيْنُوْا پڑھیں گے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلَاةِ۔ [اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ رب العزت یہ حکم دیتا ہے) مدد طلب کرو صبر سے اور نماز سے]۔ **پہلا کام**! بِالصَّبْرِ [صبر کے ساتھ]۔ تقدیر کے خلاف شکوہ شکایت نہ شروع کر دو کہ ہمارا گھر ہی نظر آیا تھا مصیبت پریشانی کے لئے۔ معاذ اللہ! کوئی شکوے کا حرف نوکِ زبان پر نہ آئے۔ اور دوسرا کام! وَالصَّلٰوةِ [اور نماز کے ساتھ]۔ اٹھ کے ٹہلنا نہ شروع کر دیں/سر پکڑ کر بیٹھ نہ جائیں سکون آور (Tranquilizer) گولیوں/دواؤں کا سہارا نہ لیں بلکہ اٹھ کر وضو کریں، دو نفل پڑھیں اور اللہ سے مانگیں۔ پریشانی میں واویلا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں دو نفل پڑھئے **صلوٰۃِ حاجت کے بعد دعائے حاجت پڑھ** لیجئے۔ اللہ تعالیٰ خود اس پریشانی کو دور کرنے کا کوئی نہ کوئی ذریعہ/سبب پیدا فرما دے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ [یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے]۔

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان رکھتے ہو (میں حکم دیتا ہوں) مدد مانگو اللہ سے صبر اور نماز کے ذریعے۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ..(النمل:125/16)

اللہ رب العزت نے حکم دیا! اُدْعُ[(اے نبی!ﷺ!میں حکم دیتا ہوں)تو دعوت دے]۔پہلی بات کہی: اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ[اپنے رب کے راستے کی طرف]۔خودساختہ قصوں،کہانیوں کی طرف،اپنی طرف سے بنائے ہوئے فلسفوں کی طرف نہیں بلکہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کی طرف۔پھر دوسری بات کہی: بِالْحِكْمَةِ[حکمت ودانائی کے ساتھ/منطقی دلائل (Logical approach) کے ساتھ]۔اور تیسری بات کہی: وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ [اور اچھے انداز(بہترین انداز) کی وعظ ونصیحت کے ساتھ]۔آپﷺ کی دعوت میں دلائل بھی ہوں اور انداز بھی بہترین ہو اور کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

ترجمہ: (اے نبی!ﷺ!میں ربّ العزت حکم دیتا ہوں)دعوت دیجئے،اپنے رب کے راستے کی طرف،حکمت ودانائی اور اچھے انداز کی وعظ ونصیحت کے ساتھ۔

5 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ (الفاتحہ:6/1)

اِهْدِ[(اے اللہ!ہماری التجا ہے/درخواست ہے/استدعا ہے)تو ہدایت دے]۔نَا[ہمیں]۔الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ[سیدھے راستے]کی۔

ترجمہ: (اے اللہ!ہماری التجا ہے/درخواست ہے/استدعا ہے)تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔

6 لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ..(الشعرآء:213/26) اور(القصص:88/28)

ترجمہ: (یہ اللہ رب العزت کا حکم ہے)تو نہ پکار اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو۔

7 وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ..(الاعراف:197/7)

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ۔[اور وہ جن کو تم پکارتے ہو اس(اللہ)کے علاوہ]۔لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ۔[نہیں وہ طاقت رکھتے ہیں تمہاری مدد کرنے کی]۔وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ۔[اور نہ ہی وہ اپنے نفسوں کی/اپنے آپ ہی کی مدد کر سکتے ہیں]۔

ترجمہ: اور وہ جن کو تم اس(اللہ)کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ اپنے آپ ہی کی مدد کر سکتے ہیں۔

8 وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ ..(البقرة:186/2)

وَ[اور]۔اِذَا[جب]۔سَاَلَكَ[سوال کریں آپ(ﷺ)سے]۔عِبَادِيْ[میرے بندے]۔عَنِّيْ[میرے بارے میں]۔نبی کریمﷺ کو کہا جا رہا ہے!اور جب آپﷺ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو انہیں بتلا دیجیے! فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ[تو بے شک میں قریب ہوں]۔آپﷺ ان سے کہہ دیجئے یقیناً میں نزدیک ہوں،مجھ تک پہنچنے کیلئے کوئی لمبی سیڑھیوں کی،لمبے چوڑے واسطوں،ذریعوں،وسیلوں کی ضرورت نہیں ہے۔اِذَا دَعَانِ اصل میں اِذَا دَعَانِيْ تھا آخر سے[ی]کو گرا دینا/حذف کرنا اور اس کی جگہ صرف زیر[ِ]لگا دینا عربی زبان میں عام رائج ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُجِیبُ [میں قبول کرتا ہوں]۔دَعوۃَ الدَّاعِ [پکارنے والے کی پکار]۔اِذَا [جب]-دَعَا [وہ پکارتا ہے]۔نِیْ [مجھے]۔یعنی جب وہ مجھے پکارتا ہے میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ۔ پڑھ چکے ہیں کہ جو جزم [ْ] والا لام (لْ) ہوتا ہے اسکا معنٰی ہوتا ہے [چاہیئے کہ]- یَسْتَجِیْبُوْا (اِسْتَجَابَ یَسْتَجِیْبُ [کسی سے جواب طلب کرنا/یعنی کسی سے مدد مانگنا])۔فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ [تو چاہیئے کہ وہ مانگیں مجھ سے]۔ وَلْیُؤمِنُوْا بِیْ [اور چاہیئے کہ وہ ایمان رکھیں مجھ پر/مجھ پر یقین اور پورا اعتماد رکھیں]۔ مجھے پکارنے کے بعد پھر اوروں کا سہارا نہ ڈھونڈتے پھریں۔ جو اللہ کو بھی پکارتا ہے اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اُسے اللہ کی ذات پر یقین نہیں ہے۔ اگر یقین ہوتا تو وہ اُسکا در چھوڑ کر پھر کسی اور در پہ نہ جاتا۔ اسلئے کہا فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ [تو چاہیئے کہ وہ مانگیں مجھ سے]۔وَلْیُؤمِنُوْا بِیْ [اور چاہیئے کہ وہ ایمان رکھیں/یقین رکھیں مجھ پر]۔

ترجمہ: اور جب آپ ﷺ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں۔(انہیں بتلا دیجیے) تو بے شک میں قریب ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں، تو چاہیئے کہ وہ مانگیں مجھ سے اور چاہیئے کہ وہ مجھ پر ایمان رکھیں۔

9 اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ..(العنکبوت:2/29)

اَحَسِبَ النَّاسُ [کیا گمان کیا ہے لوگوں نے/کیا سمجھ لیا ہے لوگوں نے]۔اَنْ یُّتْرَکُوْٓا [کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے]۔اَنْ یَّقُوْلُوْٓا [اس بات پہ کہ وہ کہہ دیں]۔اٰمَنَّا [ہم ایمان لائے]۔صرف اتنی بات کہنے پر انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ [اور وہ آزمائے ہی نہ جائیں گے/انہیں آزمائش کے مراحل سے نہیں گزارا جائے گا]۔فرمایا ایسا نہیں ہے: ہم کسی کو بلندیٔ درجات سے نوازنے کیلئے آزمائش کے مراحل سے ضرور گزارتے ہیں۔ تا کہ ہم جانچ لیں پرکھ لیں کہ وہ صبر کرتا ہے یا ہمارے خلاف شکوہ شکایت شروع کر دیتا ہے۔

ترجمہ: کیا لوگوں نے گمان کرلیا (سمجھ لیا) ہے کہ وہ چھوڑ دیئے جائینگے اس بات پر کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے ہی نہ جائیں گے (انہیں آزمائش کے مراحل سے نہیں گزارا جائے گا)۔

10 اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْکًا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْکُرُوْا لَهٗ ..(العنکبوت:17/29)

اِنَّمَا کلمہ حصر ہے۔اِنَّمَا [بس]۔بس یعنی اسکے علاوہ اور کوئی حقیقت نہیں ہے۔تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [تم عبادت کرتے ہو اللہ کے علاوہ کی]۔ اَوْثَانًا یہ لفظ وَثَنٌ کی جمع ہے (وَثَنٌ خیالی معبود کو کہتے ہیں)۔ہم سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں وہ (وَثَنٌ/خیالی معبود) ہمارے لئے کیا کر دے گا حالانکہ اسکی کوئی حقیقت ہی نہیں ہوتی۔[بس تم عبادت کرتے ہو اللہ کے علاوہ خیالی معبودوں کی]۔وَ تَخْلُقُوْنَ اِفْکًا (خَلَقَ یَخْلُقُ [بنانا]) یہاں مراد ہے گھڑنا۔ وَ تَخْلُقُوْنَ اِفْکًا [اور تم گھڑتے ہو بہتان/جھوٹی باتیں]۔اُن خیالی معبودوں کی خدائی کو چلانے کیلئے تم جھوٹے واقعات تراشتے ہو، کہ جناب دریائے راوی اِدھر سے گذر رہا تھا، اُنہوں نے یوں اشارہ کیا دریا نے اپنا رخ موڑ لیا۔ یعنی تم (اُن کی خدائی کو چلانے کیلئے) جھوٹے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں گھڑتے ہو۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ: اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ [یقیناً جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے علاوہ کی]۔لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا [نہیں وہ اختیار رکھتے ہیں تمہارے لئے رزق کا رکچھ دینے کا] (نہ مادی، نہ معنوی نعمت، نہ رزق، نہ مال و دولت، نہ اقتدار، نہ عزت و شہرت وہ تمہیں کچھ دینے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں)۔فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الرِّزْقَ [تو تم تلاش کرو اللہ کے پاس رزق کو]۔وَاعْبُدُوْہُ [اور تم اسکی عبادت کرو]۔اسکے سامنے عجز و انکساری کا اظہار کرو۔وَاشْکُرُوْا لَہٗ [اور شکر ادا کرو اس کا] اور جب رزق (عطائے اِلٰہ) مل جائے تو شکر بھی اسی کا ادا کرو۔

ترجمہ: تم تو بس عبادت کرتے ہو اللہ کے علاوہ خیالی معبودوں کی اور تم جھوٹی باتیں گھڑ لیتے ہو۔یقیناً وہ جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو، وہ تمہیں کچھ دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔تو تم تلاش کرو اللہ کے پاس رزق کو (ہر قسم کی مادی و معنوی نعمت کو) اور تم اسکی عبادت کرو اور تم اس کا شکر ادا کرو۔

11 مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۚ وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۞..(الفتح:17/48)

(ط و ع) کے مادے سے ماضی مضارع طَاعَ، یُطِیْعُ کا مطلب ہے کوئی کام خوشی خوشی کرنا دل میں اس کام کے متعلق کوئی منفی خیال کا نہ لانا۔مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ [جو اطاعت کرے گا اللہ کی اور اسکے رسول ﷺ کی] اطاعت اللہ اور اطاعت رسول ﷺ کا یہاں مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو خوشی خوشی قبول کرنا۔بادلِ ناخواستہ (بے دلی سے) قبول کرنا منافقت ہے۔کہ جی یہ کیسے احکامات ہیں آج کل کے دور میں اس پر کیسے عمل کر سکتے ہیں۔دنیا اتنی ترقی کر گئی ہے یہ احکامات آج کل کے ماحول میں ٹھیک نہیں ہیں۔اس لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرنا ہی اطاعت ہے۔یُدْخِلْہُ (اَدْخَلَ یُدْخِلُ) یُدْخِلْ جواب شرط ہے اسلئے حالتِ جزم میں ہے۔پہلے کہا گیا جو اطاعت کرے گا اللہ کی اور اسکے رسول ﷺ کی (یہ شرط ہے) تو پھر کیا ہوگا؟ (اس شرط کا جواب چاہیے) یُدْخِلْ [وہ (اللہ) داخل کرے گا]۔ ہٗ [اس کو]۔جَنّٰتٍ [باغات میں]۔تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ [بہتی ہونگی جن کے نیچے سے نہریں]۔وَمَنْ یَّتَوَلَّ (تَوَلّٰی یَتَوَلّٰی [رخ پھیر لینا]) [اور جو رخ پھیرے گا]۔اور جو بے رُخی برتے گا (اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کے بجائے وہ اپنا رخ پھیر لے گا)۔یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا [وہ (اللہ) عذاب دے گا اس کو دردناک عذاب]۔جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات کو نہ مانے، جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے بڑا مفکر اور دانشور خیال کرتے ہوئے اللہ اور اسے رسول ﷺ کے احکامات سے بے رُخی برتے گا اُسے اللہ دردناک عذاب دیگا۔

ترجمہ: جو اطاعت کرے گا اللہ کی اور اسکے رسول ﷺ کی وہ (اللہ) اس کو باغات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی اور جو رُخ پھیرے گا (اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل نہیں کرے گا) تو پھر وہ (اللہ) اس کو دردناک عذاب دے گا۔

www.KitaboSunnat.com

12 قَالَ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ..(یوسف:86/12)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ [اس (یعقوبؑ) نے کہا]۔دو مصیبتیں اکٹھی ہوگئیں (یوسفؑ کی پریشانی پھر بنیامین کی پریشانی) تو اس وقت یعقوبؑ نے کہا! اِنَّمَا اَشْكُوْا [بس میں تو شکایات کرتا ہوں رمیں پیش کرتا ہوں]۔ جسطرح فعل کے مادے (د ع و) سے ماضی، مضارع دَعَا یَدْعُوْ ہے اسی طرح فعل کے مادے (ش ک و) سے شَكَا یَشْكُوْ ہے (اسی سے لفظ شکوہ رشکایت بنتا ہے) انسان ایک دوسرے سے تو شکوہ وشکایت کرتا ہے لیکن اللہ رب العزت کے لئے اس کا مطلب اللہ کے حضور اپنی پریشانی پیش کرنا ہے۔(شَكَا یَشْكُوْا [اپنی پریشانی کسی کے سامنے پیش کرنا])۔بَثِّيْ [اپنے ذہنی اضطراب کو راپنی بے چینی کو]۔وَحُزْنِيْٓ [اور اپنے غم واندوہ کی کیفیت کو] اِلَى اللّٰهِ [اللہ کی طرف] میں اپنی پریشانی اور غم واندوہ اللہ کے پاس پیش کرتا ہوں۔

ترجمہ: اس (یعقوبؑ) نے کہا میں تو بس اپنی پریشانی اور غم وملال اللہ کے پاس پیش کرتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند استثنائی صورتیں

الدرس الثامن والعشرون — سبق نمبر 28

فعل ماضی: (وزن) فعل کے ایک مادّے سے **وَزَنَ** فعل ماضی ہے جسکا معنٰی اس نے وزن کیا/اس نے کسی چیز کو تولا ہے۔اس فعل کے مادّے میں حرفِ علّت واؤ[و] شامل ہے۔وَزَنَ کی بیماری اس کے واؤ[و] پر زبر[ـَ] کا بوجھ ہے۔واؤ[و] کمزور حرف ہے نہ یہ زبر[ـَ] کا بوجھ اُٹھا سکتا ہے نہ پیش[ـُ] کا اور نہ ہی زیر[ـِ] کا۔واؤ[و] سے پہلے کوئی حرف (ماقبل) نہیں ہے کہ **مطابقت** کے قاعدے کے تحت واؤ[و] کو الف[ا] یا یاء[ی] میں بدل دیں۔واؤ[و] کو بوجھ سے نجات دلانی ہے۔بوجھ سے نجات دلانے کے لئے **تخفیفِ ثقل** کا ایک طریقہ **انتقالِ حرکت** ہے۔اس طریقے سے حرفِ علّت کے بوجھ (حرکت) کو ماقبل کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے۔یہاں اس واؤ[و] کا ماقبل نہیں ہے۔اگر اس کا بوجھ منتقل نہیں کر سکتے تو پھر **تخفیفِ ثقل** کا دوسرا طریقہ **اسقاطِ حرکت** بھی ہے۔اسقاط حرکت کے تحت واؤ[و] کی زبر[ـَ] کو گرا سکتے ہیں۔بطورِ آزمائش اسقاط حرکت سے علاج کرتے ہوئے واؤ[و] کی زبر[ـَ] کو گرا دیتے ہیں۔حرکت کا ختم ہونا سکون کہلاتا ہے۔واؤ[و] کی زبر[ـَ] گرانے سے واؤ[و] سکون میں چلے گئی یعنی اس پر جزم[ـْ] آ گئی اور لفظ وْزَنَ بن گیا۔لیکن **وْزَنَ** کو پڑھا نہیں جا سکتا کیونکہ اس کی واؤ[و] پر جزم[ـْ] ہے۔جس فعل کو پڑھ نہیں سکتے، اسکو فعل کی موت (Death) واقع ہو جانا کہتے ہیں۔جس بیمار کا آپریشن کرنے سے اسکی موت واقع ہونے کا خدشہ ہو تو اسکا آپریشن نہیں کیا جاتا۔اسکو بیماری سمیت ہی رہنے دیتے ہیں۔

تخفیف ثقل کے دونوں طریقوں سے علاج کرنے سے **وَزَنَ** کی موت ہو جانے کا خدشہ ہے۔ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ **وَزَنَ** کے شروع میں ہمزہ[اَ] بھی تو لگایا جا سکتا ہے؟ لیکن اگر ہمزہ[اَ] لگا دیں تو پھر اس فعل ماضی میں چار حروف ہو جائیں گے جبکہ اس فعل کا تعلق ثلاثی مجرد سے ہے اور ثلاثی مجرد افعال کے ماضی کے پہلے صیغے میں تو ہمیشہ صرف تین حروف ہوتے ہیں۔چونکہ نہ تو شروع میں ہمزہ لگا[اُ] سکتے ہیں اور نہ ہی واؤ[و] کی حرکت کو گرا کر واؤ[و] کا علاج کر سکتے ہیں، لہٰذا اس صورتحال میں **وَزَنَ** کو بیماری سمیت ہی برداشت کرنا پڑے گا۔کوئی استثنائی مریض (Exceptional Cases) بھی ہسپتالوں میں آ جاتے ہیں، جن کا علاج ممکن نہیں ہوتا۔لہٰذا اس فعل **وَزَنَ** کو بھی بیماری سمیت ہی برداشت کریں گے، کیونکہ اسکی بیماری دور کرنا ممکن نہیں ہے۔

فعل مضارع: **وَزَنَ** کا فعل مضارع باب[ض] کے فعل مضارع یَضْرِبُ کے وزن پر **یَوْزِنُ** بنا۔واؤ[و] چونکہ فعل ماضی میں زبر[ـَ] کا بوجھ اُٹھا اُٹھا کر تھک چکی ہے۔اس لئے فعل مضارع میں اس واؤ[و] کو مکمل چھٹی/مکمل آرام پر بھیج دیں گے۔واؤ[و] کو گرا دیں گے اور فعل مضارع یَوْزِنُ علاج کے بعد یَزِنُ استعمال ہوگا۔ثلاثی مجرد کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں مادے کے تین حروف اور فعل مضارع میں کم از کم چار حروف ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔لیکن یہاں فعل مضارع کا پہلا صیغہ یَزِنُ ہے اور اس میں تین حروف ہیں چوتھا حرف واؤ[و] تھا جو حذف ہو گیا ہے۔یا یوں کہہ لیجئے اُسے مکمل آرام کیلئے گرا دیا گیا۔

فعل امر: فعل مضارع یَزِنُ سے فعل امر بنانا ہے۔عربی زبان بڑی حسابی (Mathematical) زبان ہے۔حساب،الجبرا، جیومیٹری، دائرے، جمع،تفریق (Minus، Plus، Circles، Geometry، Algebra،Mathematics) کی طرح کی اصطلاحات عربی گرامر میں بھی استعمال ہوتی ہیں۔عربی گرامر میں قاعدے بالکل منطق (Logic) کے یا طبعی منطق کے مطابق ہوتے ہیں۔فعل امر بنانے کے لئے ایک دائرہ یَزِنُ کے شروع میں علامتِ مضارع یاء [ی] پر لگایا اور دوسرا دائرہ آخری حرف نون[ن] کی حرکت پیش[ـُ] پر لگایا اور دونوں کو حذف کر دیا۔باقی لفظ زِنْ رہ گیا جو کہ فعل امر ہے۔زِنْ کا معنٰی [تو وزن کر/تو تول] کریں گے۔زِنْ کی جمع بنانے کیلئے آخر میں واؤ الف[وا] کا اضافہ کرتے ہیں اور یہ لفظ زِنُوا جمع بن جائے گا۔قرآنِ مجید میں اللہ ربّ العزت نے حکم ارشاد فرمایا! وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ..(بنی اسرائیل:35/17)۔اس آیت میں واؤ[و] ایک الگ حرف ہے(وَ+ زِنُوا) زِنُوا کا حصہ نہیں ہے۔وَ[اور]۔زِنُوا [(اللہ حکم دیتا ہے)تم وزن کرو/تو لو]۔بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ [سیدھی ڈنڈی کے ساتھ]۔قِسْطَاسٌ ڈنڈی کو کہتے ہیں۔ہمارے ہاں بھی محاورۃً کہتے ہیں کہ ڈنڈی نہ مارو۔قِسْطَاسٌ وہ ڈنڈی جو ترازو کے درمیان میں ہوتی ہے۔اور تم وزن کرو سیدھی ڈنڈی کے ساتھ یعنی ڈنڈی کو اِدھر اُدھر نہ جھکاؤ۔

(و ق ی) فعل کے ایک مادے سے وَقٰی، یَقِیُ فعل ماضی مضارع کا ایک گروپ ہے۔وَقٰی، یَقِیُ کا مصدری معنٰی [بچانا] ہے۔فعل مضارع میں یہ لفظ یَقِیُ استعمال نہیں ہوا اس لئے کہ اس کے آخر میں حرفِ علّت یاء[ی] ہے اور اس پر پیش[ـُ] کا بوجھ نہیں آنا چاہیے۔لہٰذا فعل ماضی وَقٰی [اس نے بچایا] اور فعل مضارع یَقِی [وہ بچاتا ہے/بچائے گا] ہوگا۔

فعل مضارع یَقِیُ سے فعل امر بنانا ہے جس کا معنٰی تو بچا ہوگا۔یَقِیُ پر ایک دائرہ شروع میں علامت مضارع پر لگایا اور اب ایک دائرہ آخری حرف کی حرکت پر لگانا ہے۔لیکن دوسرا دائرہ پورے آخری حرف پر لگے گا کیونکہ آخری حرف یاء[ی] حرفِ علّت ہے۔دو دائرے لگانے کے بعد باقی ایک حرف قِ رہ گیا۔قِ کا معنٰی ہے[تو بچا]۔بچا کا لفظ اردو زبان میں فعل ہے اور فعل ہونے کی وجہ سے تو کا معنٰی اس فعل قِ کے اندر موجود ہے اور وہ فاعل ہے(فعل+فاعل= جملہ فعلیہ)۔اس تشریح اور تجزیے کی روشنی میں قِ پورا جملہ ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایک دعا بتلائی ہے! رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ..(البقرۃ:201/2) ۔وَقِنَا کا تجزیہ اس طرح ہے۔وَ[اور]۔قِ[(اے اللہ ہماری التجا ہے/استدعا ہے/درخواست ہے)تو بچا]۔نَا [ہمیں]۔عَذَابَ النَّارِ [جہنم کی آگ کے عذاب سے]۔

پوری عربی گرامر میں قِ ایک واحد حرف ہے جو بیک وقت حرف بھی ہے،پورا لفظ بھی ہے اور پورا جملہ بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(د ع و) سے فعل ماضی دَعَوَ بنتا تھا جو ایک بیمار فعل تھا مطابقت کے قاعدے کے تحت تعلیل کے بعد دَعَا بن گیا[(اس نے پکارا/اس نے بلایا]۔

دَعَا کا تثنیہ بناتے ہیں۔جس طرح ذَهَبَا، نَصَرا، كَسَبَا، جَلَسَا ہے اسی طرح دَعَا کا تثنیہ دَعَوَا ہوگا[ان دونے پکارا]۔دَعَوَا کی بیماری دَعَوَا کی واؤ[و] کے اوپر زبر[ـَ] ثقل (بوجھ) ہے۔واؤ[و] کی اس زبر[ـَ] کو[ع] کی طرف منتقل نہیں کر سکتے ہیں۔اسلئے واؤ[و] کی حرکت زبر[ـَ] کو ساقط کر دیں رگرا دیں گے۔حرکت گرانے سے واؤ[و] ساکن ہوگئی اور اس طرح دَعْوا بن گیا۔الف[ا] پہلے ہی ساکن ہے۔اس طرح اجتماع ساکنین ہوگیا۔ اس صورتحال میں واؤ[و] جو علّت حرف ہے اسے گرا دیں گے تو باقی دَعَا رہ گیا۔تجربے کے طور پر لفظ دَعَوَا کی بیماری دور کی لیکن یہ پتہ نہیں چل رہا کہ یہاں واحد کے لئے کونسا دَعَا استعمال ہو رہا ہے اور تثنیہ کے لئے کونسا دَعَا استعمال ہو رہا ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دَعَوَا کا جو مطلوبہ معنٰی تھا وہ ہی ختم ہوگیا اور فعل کی موت (Death) واقع ہوگئی۔ (کسی فعل کی موت واقع ہونے کا پہلا مطلب ہے کہ اس کو پڑھا نہ جاسکے، اور دوسرا مطلب کہ اس سے مطلوبہ معنٰی مراد نہ لیا جاسکے (مطلوبہ معنٰی اخذ نہ کیا جاسکے)۔

اگر بیمار کی بیماری دور کرنے سے یا آپریشن کرنے سے بیمار کی موت واقع ہوجانے کا خدشہ ہو تو اس کو بیماری سمیت ہی برداشت کرتے ہیں۔چنانچہ دَعَا جو اصل میں دَعَوَ تھا اس کا تثنیہ دَعَوَا اِسی طرح بیماری سمیت استعمال ہوگا۔

دَعَا کی جمع بناتے ہیں۔دَعَا کی جمع دَعَوُا ہوگی اور یہ بھی بیماری سمیت استعمال ہوگی۔اگر تجرباتی طور پر واؤ[و] سے پہلے زبر[ـَ] ہے واؤ[و] کو مطابقت کے قاعدے کے تحت الف[ا] سے بدلا تو دَعَوُا سے دَعَا ہوجائے گا۔مسئلہ تو پھر وہیں کا وہی رہا کیونکہ اسی لفظ دَعَا سے جمع کا معنٰی نہیں لے سکتے۔اسلئے جمع کے لیے اس کو دَعَوُا ہی رہنے دیں گے۔

چنانچہ دَعَا[اس ایک نے دعوت دی رپکارا]۔دَعَوَا[ان دونے دعوت دی رپا پکارا] اور دَعَوُا[ان سب نے پکارا]۔

دَعَا يَدْعُوْ عربی گرامر کے مشکل ترین ماضی مضارع میں شمار ہوتے ہیں۔

چند استثنائی صورتیں (Exceptional Cases) :-

وَزَنَ[اس نے وزن کیا]۔ وَعَدَ [اس نے وعدہ کیا]۔ وَدَعَ [اس نے چھوڑا]۔ وَقٰی[اس نے بچایا]۔

ان افعال کے فعل ماضی کو چونکہ بیماری سمیت ہی برداشت کیا جاتا ہے اس لئے ان کی علّت کی کسر فعل مضارع میں حرفِ علّت واؤ[و] کو سرے سے ہی غائب کرکے کی جاتی ہے۔چنانچہ ان افعال کے فعل مضارع بالترتیب یوں ہونگے۔

باب ضاد[ض] سے وَزَنَ کا فعل مضارع يَوْزِنُ کی بجائے يَزِنُ استعمال ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ضاد[ض] سے وَعَدَ کا مضارع یَوْعِدُ کی بجائے یَعِدُ استعمال ہوگا۔

باب فا[ف] سے وَدَعَ کا مضارع یَوْدَعُ کی بجائے یَدَعُ استعمال ہوگا۔

باب ضاد[ض] سے وَقٰی کا مضارع یَوْقِیُ کی بجائے یَقِیُ استعمال ہوگا۔

تعلیل سے استثناء:-

فَعِلَ کے وزن پر آنے والا ہر فعل ماضی تعلیل سے مستثنیٰ ہوتا ہے۔

رَضِیَ [وہ راضی ہوا]۔

خَشِیَ [وہ ڈر گیا]۔ کسی کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے جو مرعوبیت طاری ہو جاتی ہے اس کو خَشِیَ کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے! **رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝**

(البینۃ:8/98) اس آیت میں رَضِیَ اور خَشِیَ دونوں ہی استعمال ہوئے ہیں۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان (صحابہ کرامؓ) سے راضی ہوا اور یہ (صحابہ کرامؓ) اس (اللہ) سے راضی ہوئے۔ یہ اس لئے جو اپنے رب (پروردگار کی نافرمانی) سے ڈر (دب) گیا۔

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ لکھیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

1 **وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ۝ وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا** ..(الفرقان:63-64/25)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ [اور رحمان کے بندے وہ ہیں]۔ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا [جو چلتے ہیں زمین پر وقار اور سنجیدگی کے ساتھ]۔ ھَوْنًا کا معنیٰ کیا جاتا ہے آہستگی کے ساتھ/وقار، متانت اور سنجیدگی کے ساتھ/عجز و انکساری کے ساتھ۔ یعنی وہ سینہ تان کر گردن اکڑا کر نہیں چلتے۔ وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ [اور جب مخاطب ہوتے ہیں جاہل لوگوں سے]۔ عربی زبان میں متعصب اور اکھڑ کے لئے بھی جاھِلٌ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ قَالُوْا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَلَاماً [وہ سلام کہتے ہیں]۔اور جب ان سے جاہل لوگ (ضدی، اکھڑ مزاج قسم کے لوگ جن پر حق بات واضح ہو بھی جائے پھر بھی نہیں مانتے) مخاطب ہوتے ہیں تو پھر وہ (رحمان کے بندے) انہیں مزید چڑانے کی بجائے اچھے انداز سے رخصت لے کر آ جاتے ہیں۔یہاں سلام سے مراد ہے، سلامِ رخصت ہے (کسی سے جان چھڑانے والا سلام)۔وہ ان سے سلامِ رخصت لے کر آ جاتے ہیں ان کے ساتھ مزید کج بحثی جاری نہیں رکھتے کہ اس وقت چلتے ہیں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں بعد میں کسی مناسب موقع پر پھر دعوت حق دیں گے۔یَبِیْتُوْنَ(بَاتَ یَبِیْتُ [رات گزارنا]) اور جہاں رات گزاری جائے اس کو بَیْتٌ کہتے ہیں۔وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ [اور وہ جو رات گزارتے ہیں]۔لِرَبِّهِمْ [اپنے رب کے لئے]۔سُجَّدًا [سجدہ کرتے ہوئے]۔وَ قِيَامًا [اور قیام کرتے ہوئے]۔

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر وقار اور سنجیدگی (متانت) کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب ان سے جاہل لوگ مخاطب ہوتے ہیں تو وہ انہیں سلام (سلام رخصت) کہتے ہیں۔اور وہ جو اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں۔

2 طٰهٰ o مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى o اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى o تَنْزِيْلاً مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوَاتِ الْعُلٰى o اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى o لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى o وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى o اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى o (طٰهٰ:20/8-1)کہا جاتا ہے یہ وہ آیات ہیں جن آیات کو سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل کی کایا پلٹ گئی تھی اور وہ اسلام قبول کرنے پہ آمادہ و تیار ہو گئے تھے ان آیات کی جو ہیبت ہے، ان کی ادائیگی میں جو سطوت ہے وہ قابل غور ہے۔

طٰهٰ یہ حروفِ مُقَطَّعَات میں سے ہے جو بعض سورتوں کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ چیلنج بار بار یاد دلانے کے لئے لائے جاتے ہیں کہ یہ قرآنِ مجید بھی انہی حروف سے مل کر بنا ہے جن حروف کو تم اپنے ادبی شہ پاروں میں، شعر و شاعری میں، اپنے نثر پاروں میں استعمال کرتے ہو۔اس قرآن مجید میں کوئی الگ حروف استعمال نہیں ہوئے اگر ہمت ہے تو ان حروف کو ملا کر قرآنِ مجید جیسی کوئی سورت بنا کر دکھاؤ اگر ایسا کرنا تمہارے لئے ناممکن ہے اور یقیناً ناممکن ہے تو اس بات پر ایمان لے آؤ کہ یہ کتاب کسی انسانی ذہن کی تخلیق نہیں بلکہ اللہ کا کلام، اللہ کی کتاب ہے۔حروفِ مقطعات کے بعد عموماً قرآنِ مجید کا ذکر ہوتا ہے۔عربی زبان میں حروف کی تعداد بھی 29 (الف سیت) ہے اور جن سورتوں کے شروع میں حروفِ مقطعات آئے ہیں ان کی تعداد بھی 29 ہے۔

الٓمّٓ o ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ	قٓ o وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ	حٰمٓ o تَنْزِيلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ
صٓ o وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ	طٰهٰ o مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى	يٰسٓ o وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ [نہیں ہم نے اتارا (نازل کیا) آپ ﷺ پر قرآن کو]۔ لِتَشْقٰى [تاکہ آپ ﷺ مصیبت میں پڑ جائیں]۔ کہ لوگ آپ ﷺ کے خلاف قتل کے منصوبے بنانے لگ جائیں۔ اِلَّا تَذْكِرَةً۔ [مگر یہ تو ایک یاد دہانی ہے]۔ لِمَنْ يَّخْشٰى [اس کے لئے جو ڈرتا ہے]۔ یہ قرآن تو فقط اس کے لئے جو اللہ سے ڈرتا ہے جسکے دل میں اللہ رب العزت کی عظمت موجود ہے یاد دہانی کا ایک ذریعہ ہے۔

تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ [نازل کردہ ہے اس ذات کی طرف سے]۔ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند و بالا آسمانوں کو]۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى [وہ رحمان ہے جو عرش پر مستوی ہے]۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا ہوگا کہ یہ کتاب کوئی معمولی کتاب تو نہیں ہے یہ خالقِ ارض و سماء کی نازل کردہ ہے اس لئے اس کی مخالفت کرتے ہوئے ہزار دفعہ سوچا جائے۔ کیا وہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کر کے معاذ اللہ گوشہ نشین ہو کر لاتعلق ہو کر بیٹھ گیا ہے؟ نہیں؛ وہ تختِ اقتدار پر سیدھا ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ اِسْتَوٰى ہوشیار ہو کر تختِ اقتدار پر بیٹھا پوری کائنات کے نظام کو کنٹرول کر رہا ہے۔ تمام اختیارات کا منبع و سرچشمہ وہی ہے اس نے اختیارات کوئی اِدھر اُدھر نہیں تقسیم کر دیئے ہیں۔ (سورۃ البقرہ میں آیت الکرسی میں فرمایا: لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ [نہ اس پر نیند طاری ہوتی ہے نہ ہی اُسے اونگھ آتی ہے])۔ لَهٗ [اس کے لیے ہے (اس کے قبضۂ اختیار میں ہے)]۔ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ [جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے]۔ وَ مَا بَيْنَهُمَا [اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے]۔

ہمارے اوپر زمین سے آسمان تک جو خلا ہے اس کو سَمَاءٌ کہتے ہیں اور ہمارے نیچے زمین میں جو ہے اس کو عربی زبان میں ثرٰی کہتے ہیں۔ وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى [اور جو الثَّرٰى (زمین) کے نیچے ہے]۔ جو ہمارے اوپر ہے وہ بھی اللہ کا اور جو نیچے ہے وہ بھی اللّٰہ کا ہے۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ (جَهَرَ يَجْهَرُ [اونچی آواز سے بات کہنا])۔ وہ نمازیں جن نمازوں میں قرأت اونچی آواز سے کی جاتی ہے انہیں جہری نمازیں کہتے ہیں۔ جہری نمازوں کے مقابلے پر سِرّی نمازیں ہیں جن میں قرأت آہستہ (دل میں) کی جاتی ہے۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ [اور اگر تم بات کو اونچی آواز سے کرو گے / بات کو ظاہر کرو گے]۔ اس کو تو وہ جانتا ہی جانتا ہے۔ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ [تو یقیناً وہ جانتا ہے راز کو]۔ وَ اَخْفٰى [اور اس سے بھی پوشیدہ ترین بات کو]۔

باتیں تین اقسام کی ہوتی ہیں، پہلی بات وہ جو ہماری نوکِ زبان پر آ جاتی ہے، دوسری بات وہ جو ہمارے دل و دماغ میں، ہمارے سینے میں ہی رہتی ہے اور تیسری بات وہ جو سینے میں بھی نہیں ہوتی (ان کا ابھی وجود نہیں ہوتا)۔ بے شمار حقائق ہیں، بے شمار باتیں ہیں جو ابھی ذہن میں نہیں آئیں ہمارے سینے میں بھی نہیں ہیں آئندہ آنے والے وقت میں پیدا ہونگی۔ اس لئے فرمایا! کہ جس بات کو تم ظاہر کرتے ہو اللہ رب العزت اس کو بھی جانتا ہے، جو تمہارے سینے میں راز بن کے مدفون رہتی ہے اس کو بھی جانتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر جو تمہارے سینے میں بھی نہیں ہے (بعد میں کبھی آئے گی) اللہ اس کو بھی جانتا ہے۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى [نہیں ہے کوئی اِلٰہ (معبود) مگر وہ اللہ، اس کے لئے ہیں اچھے اچھے بہترین نام]۔ وہ نام جن میں اللہ رب العزت کے اختیارات کو اس کی صفات کو بیان کیا گیا ہے (اس کی بڑی اچھی اچھی صفات ہیں اس کے بڑے اختیارات ہیں، اس کے لئے بہترین اچھے اچھے نام ہیں)۔

ترجمہ: نہیں ہم نے اتارا (نازل کیا) آپ ﷺ پر قرآن کو تاکہ آپ ﷺ مصیبت میں پڑ جائیں، مگر یہ تو اس کے لئے جو ڈرتا ہے ایک یاد دہانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔نازل کردہ ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند و بالا آسمانوں کو۔اس کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو زمین کے نیچے ہے۔اور اگر تم بات کو اونچی آواز سے کرو گے تو یقیناً وہ جانتا ہے راز کو اور اس سے بھی پوشیدہ ترین بات کو (جو ابھی سینے میں بھی نہیں آئیں)۔نہیں ہے کوئی اور اِلٰـہ (معبود) مگر وہ اللہ، اچھے اچھے اور بہترین نام اس کے لئے ہیں۔

3 اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝.. (آل عمران:190-193/3)

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [یقیناً آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں تخلیق میں]۔وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ [اور رات اور دِن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں]۔اس دور میں تصور تھا کہ اگر رات ہے تو پوری دنیا پر رات ہی ہے، اگر دِن ہے تو پوری دنیا پر دِن ہی ہے۔لیکن قرآن نے کہارات اور دِن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں لگے ہوئے ہیں۔قرآن میں ایک جگہ لفظ ہے یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا.. (الاعراف: 54/7) کہ رات دِن کے پیچھے ہے اور دِن رات کے پیچھے ہے، دونوں ایک دوسرے کو تلاش کر رہے ہیں۔یہ سائنسی تصور اس دور میں نہیں پیش کیا جا سکتا تھا۔اس لئے فرمایا! کہ رات اور دِن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں لَاٰیٰتٍ [یقیناً نشانیاں ہیں]۔یقیناً آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اس نظام پر غور کرنے میں، کس طرح سے زمین گھومتی ہے، سورج اور چاند کا نظام، اور رات اور دِن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں ایک ہی جو لگا بندھا نظام ہے بڑا پیچیدہ ترین نظام ہے، کبھی اس میں خلل نہیں آیا۔اس پر غور کرنے میں اللہ کی معرفت کی دلیلیں ہیں۔کن کے لئے؟ لِاُوْلِی الْاَلْبَابِ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اَلْبَابٌ جمع ہے لُبٌّ کی۔چھلکے کے اندر جو گودا ہوتا ہے، جو مغز ہوتا ہے اسکو لُبٌّ کہتے ہیں۔اسی طرح انسان کا گودا، مغز، اسکا دماغ ہے جسے لُبٌّ کہا گیا ہے۔لُبٌّ کی جمع [ال] کے ساتھ اَلْبَابٌ ہے۔ ذُوْ [والا] اور ذُوْ کی جمع اُولُوْا [والے] اور اُولُوْا کی حالتِ جر اُوْلِی ہے۔ یہاں اُوْلِـی اسلئے استعمال ہوا ہے کہ اُولُـوْا سے پہلے حرفِ جر [لِ] آ رہا ہے۔اس لئے اُولُـوْا الْاَلْبَابُ حرفِ جر [لِ] کی وجہ سے لِاُوْلِـی الْاَلْبَابِ [عقلوں والوں، ارباب فکر و دانش کے لیے)] بن گیا۔

قرآن مجید انہیں اہلِ عقل اربابِ فکر و دانش، بڑے سمجھدار ماننے کے لئے تیار نہیں ہے جو کائنات کے نظام کا مشاہدہ تو کرتے ہیں لیکن انہیں اس موٹی سی حقیقت کا پتہ نہیں چلتا کہ اس کے پیچھے کسی ہستی کی خَلَّاقِیَّت کارفرما ہے۔کوئی ہستی ہے جو اس نظام کو کنٹرول کیے ہوئے ہے۔اسلئے فرمایا: یقیناً آسمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں ارباب فکر و دانش کے لیے نشانیاں ہیں /دلیلیں ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ [جو ذکر کرتے ہیں اللہ کا]۔ ذکر کرنا اللہ رب العزت کی ہیبت اسکی عظمت، اسکی معرفت کی تجدید کرنا ہے (از سر نو تجدید کرتے ہیں)۔ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا [کھڑے ہونے کی حالت میں اور بیٹھے ہونے کی حالت میں]۔ وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ [اور اپنے پہلوؤں پر]۔

ذکر اللہ کی عظمت کو از سر نو اپنے ذہن میں لانا /ذہن نشین کرنا، اللہ کی معرفت /اسکی عظمت /اسکی کبریائی کی تجدید کرنے کو کہتے ہیں۔ کھڑے ہو کر زبان سے دس ہزار دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا لیکن کچھ سمجھ نہیں کہ کیا کہا جا رہا ہے۔ جس ذکر سے نہ اللہ کی عظمت دل میں پیدا ہوئی اور نہ ہی اس کی ہیبت و کبریائی کی تجدید ہوئی، قرآنِ مجید کے ہاں یہ مطلوب ذکر نہیں ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ [پھر وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں]۔ کس طرح ذکر کرتے ہیں؟ فرمایا! وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [اور وہ غور و فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں]۔ تاکہ اللہ کی عظمت اسکی ہیبت ان کے دلوں میں پیدا ہو۔ ان آیات میں اُن لوگوں کی بات ہو رہی ہے [وہ جو ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں]۔ پھر وہ کس نتیجے پر پہنچتے ہیں؟ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا [اے رب تو نے یہ سب نہیں پیدا کیا بیکار /بے مقصد]۔ کہ یہ جو لگا بندھا پیچیدہ نظام ہے، یہ آپ سے آپ قائم نہیں، کسی حادثے کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ کسی ہستی کا پیدا کردہ ہے اور جب وہ اس نتیجے تک پہنچ جاتے ہیں کہ یہ نظام کوئی ہستی چلا رہی ہے (بے مقصد کام کرنا عیب ہے اس لئے وہ خود ہی نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں) تو وہ بے اختیار /بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں! سُبْحٰنَکَ [(اے اللہ!) تو ہر عیب سے پاک ہے]۔ تو نے یہ سب بیکار /بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (فَ+قِ+نَا) [تو+(تو بچا)+نَا [ہمیں] عَذَابَ النَّارِ [آگ کے عذاب سے]۔ ذکر اور غور و فکر کرنے والے پہلے اللہ کے وجود تک پہنچے /پھر اس کی توحید تک پھر عقیدۂ آخرت تک، اور جب عقیدۂ آخرت تک پہنچے تو جہنم کا تصور خود بخود ان کے ذہن میں آ گیا۔ تو پھر معاً انکے دل سے دعا اُٹھی: فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ [تو تو بچا ہمیں جہنم کی آگ کے عذاب سے]۔ کیسے کڑی سے کڑی ملتی جا رہی ہے۔

رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ [اے ہمارے رب یقیناً تو جس کو داخل کرے گا جہنم میں]۔ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ [تو یقیناً تو نے رسوا کر دیا اس کو]۔ دنیا میں یہاں اگرچہ جتنا ہی بڑی کروفر /بڑی شان و شوکت کا مالک ہو لیکن وہاں وہ ذلیل و رسوا ہو جائے گا۔ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ [اور نہیں ہے ظالموں کے لئے مددگاروں میں سے کوئی مدد کرنے والا]۔ ان کا سارا لاؤ لشکر یہیں رہ جائے گا اور کوئی مدد کرنے والا نہیں ہو گا۔

جو ارباب فکر و دانش ہیں جو اصحاب عقل و بصیرت ہیں ان کے لئے انبیاء کرام کی دعوت کوئی نئی دعوت /کوئی اجنبی دعوت نہیں ہوتی وہ اس دعوت پر تعجب کا /اچنبھے کا اظہار نہیں کرتے۔ اصحابِ عقل و بصیرت یہ سوال نہیں کرتے کہ جناب یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ان کو انبیاء کرام کی دعوت اپنی فطرت کی صدا /اپنے ضمیر کی آواز دکھائی دیتی ہے۔ بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ! رَبَّنَا [اے ہمارے رب]۔ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ [یقیناً ہم نے سنا ایک ندا دینے والے کو جو ایمان کے لئے ندا دے رہا تھا (لوگوں کو ایمان لانے کے لئے بلا رہا تھا)]۔ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ [یہ کہ تم ایمان لے آؤ اپنے رب پر]۔ ندا دینے والے کی ایمان لانے کی ندا کے جواب میں وہ (اصحاب عقل و بصیرت) کہتے ہیں! فَاٰمَنَّا [تو ہم ایمان لے آئے]۔ کیونکہ اس ندا دینے والے کا ندا دینا ان کی عقل و فطرت کے عین مطابق تھا، لہٰذا [ہم ایمان لے آئے]۔ ایمان و یقین کے اس برملا اور واشگاف اظہار کے بعد وہ پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مالک کے حضور درخواست کرتے ہیں۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا [تو اے رب تو بخش دے ہمارے لئے ہمارے گناہوں کو]۔ وَ کَفِّرْعَنَّا سَیِّاٰتِنَا [اور تو مٹا دے ہم سے ہماری برائیوں کو]۔ مفسرین کہتے ہیں جب ذُنُوْبٌ اور سَیِّآتٌ کے الفاظ ایک ساتھ استعمال ہوں تو ذُنُوْبٌ سے مراد کبیرہ گناہ اور سَیِّآتٌ سے مراد صغیرہ گناہ ہوتے ہیں۔ وہ پکار رہے ہوتے ہیں، اے اللہ! تو ہمارے کبیرہ گناہوں کو بھی معاف فرما دے اور ہمارے صغیرہ گناہوں کو بھی ہمارے اعمال نامے سے مٹا دے۔ وَ تَوَفَّنَا (تَوَفّٰی یَتَوَفّٰی سے فعل امر تَوَفَّ) [اور اے ہمارے رب (ہماری التجا ہے/درخواست ہے) تو فوت فرما ہمیں]۔ مَعَ الْاَبْرَارِ [نیک لوگوں کیساتھ]۔ بِرٌّ اصل میں وفاداری کو کہتے ہیں (فُلَانٌ بَآرٌ [فلاں شخص بڑا وفادار ہے])۔ قرآنِ پاک میں وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ.. (مریم :32/19) (عیسیٰ کیلئے آیا) [اپنی والدہ کا فرمانبردار]۔ کسی سے وفاداری یا والدین کے وفادار کو بَآرٌ یا بِرٌّ کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے احکامات/اس کے ضابطوں/اس کے دین سے وفاداری، اللہ کا وفادار بن کر رہنا/اس سے بے وفائی نہ کرنا/اس کے احکامات سے بے وفائی نہ کرنا بھی بِرٌّ کہلاتا ہے (بِرٌّ اور بَآرٌ [نیک وفادار])۔ بِرٌّ کی جمع اَبْرَارٌ ہے۔

ترجمہ: یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں نشانیاں ہیں/دلیلیں ہیں۔ ان کے لئے جو ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے ہونے کی حالت میں اور بیٹھے ہونے کی حالت میں اور اپنے پہلوؤں پر۔ اور وہ غور و فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، (اور پھر وہ پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ سب بیکار/بے مقصد پیدا نہیں کیا (اے اللہ!) تو عیب سے پاک ہے، تو پھر تو بچا ہمیں جہنم کی آگ کے عذاب سے۔ اے ہمارے رب! یقیناً تو نے جس کو جہنم میں داخل کر دیا تو یقیناً تو نے رسوا کر دیا اس کو، اور نہیں ہے ظالموں کے لئے مددگاروں میں سے کوئی مدد کرنے والا۔ اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے سنا ایک ندا دینے والے کو جو ایمان کے لئے ندا دے رہا تھا یہ کہ تم ایمان لے آؤ اپنے رب پر، تو (اس کی ندا پر سر تسلیم خم کر کے) ہم ایمان لے آئے۔ تو اے ہمارے رب! تو بخش دے ہمارے لئے ہمارے تمام گناہوں کو اور تو مٹا دے ہم سے ہماری برائیوں کو اور اے ہمارے رب! تو فوت فرما ہمیں نیک لوگوں کیساتھ۔

4 وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝.. (العنكبوت:61-65/29)

وَ لَئِنْ [اور یقیناً اگر]۔ سَاَلْتَهُمْ (سَاَلْتَ + هُمْ) [تو سوال کرے ان سے]۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ اگر آپ ﷺ ان (مشرکین مکہ) سے پوچھیں! مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ [کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟]۔ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ [اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس نے مسخر کیا ہے سورج اور چاند کو؟]۔کس نے سورج اور چاند کو کام پر، خدمت پر لگا دیا ہے/تمہارے تابع کر دیا ہے؟ سورج کو تمہاری خدمت پر مامور کر دیا ہے کہ وہ تمہیں روشنی اور حرارت فراہم کر رہا ہے اور چاند سے سال اور مہینوں کا پتہ چلتا ہے۔ یہ نظام کس کے ہاتھ میں ہے؟ قرآن مجید نے کہا! لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ [یقیناً یقیناً وہ جواباً کہیں گے اللہ نے]۔وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سارا کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ ہی نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ [اور یقیناً اگر آپ ﷺ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ اور سورج اور چاند کس نے مسخر کیا ہے؟ تو یقیناً یقیناً وہ کہیں گے اللہ نے]

آگے فرمایا: فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ اِفْکٌ [بہتان] کو کہتے ہیں یعنی وہ بات جو حقیقت سے ہٹی ہوئی ہو۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگا تھا اس واقعہ کو واقعۂ افک بھی کہتے ہیں۔(ء ف ک) فعل کے ایک مادے سے باب (ض) میں سے ایک فعل کا ماضی اور مضارع اَفَکَ ، یَأْفِکُ ہے اس کا معنٰی ہے (حقیقت سے/صحیح راستے سے دور لے جانا/کسی کو بہکا کر دور لے جانا)۔ یُوْفَکُوْنَ یہاں مضارع مجہول ہے۔ یُفْعَلُ کے ردھم/روزن پر مضارع مجہول یُؤْفَکُ۔ یُوْفَکُ [اُسے بہکایا جاتا ہے/بہکا کر دور لے جایا جاتا ہے]۔

فرمایا فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ [کہاں کہاں وہ بہکائے جارہے ہیں]۔ یعنی شیطان انہیں بہکا کر کہاں کہاں لے جارہا ہے۔ وہ کس طرف لے جائے جارہے ہیں۔ اس صحیح راستے کو چھوڑ کر وہ کہاں کہاں مارے مارے پھرتے ہیں کبھی اس در پر کبھی اس در پر/ جب وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سارا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے تو پھر وہ کہاں بہکا کر لے جائے جارہے ہیں۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ [اللہ فراخ کرتا ہے رزق جس کے لئے وہ چاہتا ہے]۔اختیارات تو سارے اللہ کے پاس ہیں۔ مِنْ عِبَادِهٖ [اپنے بندوں میں سے]۔ وَيَقْدِرُ لَهٗ [اور اسکو وہ مقدار کے مطابق دیتا ہے/ناپا تلا دیتا ہے (جس کے لیے وہ چاہے)]۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ [یقیناً اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے]۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ [اور یقیناً اگر آپ ﷺ پوچھیں ان (کافروں/مشرکوں) سے]۔ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً [کس نے اُتارا ہے آسمان سے پانی/کس نے نازل کیا آسمان سے پانی؟]۔ نَزَّلَ بڑے اہتمام سے تدریجاً اتارنا جتنی ضرورت ہو اتنا ہی اتارنا۔ فَاَحْيَا (فَ [تو]۔ اَحْيَا [کس نے زندہ کیا]۔ بِهٖ [اس (پانی) سے]۔ الْاَرْضَ [زمین کو]۔ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا [اس زمین کے مرجانے (یعنی بنجر اور ویران ہو جانے) کے بعد]۔ اسکو نباتات پیدا کرنے کے قابل بنایا۔ فرمایا "اگر آپ ﷺ ان سے پوچھیں کون ہے جو آسمان سے پانی اتارتا ہے اور زمین سے اناج نکالتا ہے لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ تو وہ جواباً کہیں گے! [یقیناً یقیناً وہ کہیں گے اللہ]۔ یہ کام تو اللہ کر رہا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ سے فرما رہے ہیں: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ [(آپ ﷺ) کہہ دیجئے! پھر حمد وثناء بھی (صرف) اللہ کے لئے ہے] پھر یہ عقیدتوں کے اظہار کیلئے عجز وانکساری کے اظہار کیلئے غیر اللہ/دوسروں کی طرف رخ کرنا کہاں سے آ گیا۔ دوسروں کا رخ کیوں کرتے ہو؟ پھر حمد وثنا بھی اللہ کیلئے ہے/پھر تمہاری عقیدتوں کا مستحق بھی اللہ ہی ہے۔ قریش مکہ کہتے تھے۔ کیا یہ چند لوگ ہی صحیح ہیں اتنے سارے لوگ کیا پاگل ہیں؟ قرآن کہتا ہے ہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے پاگل ہیں۔بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ۔[بلکہ ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے]۔بس اپنے مذہبی پیشواؤں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔اپنی عقل وبصیرت کواستعمال نہیں کرتے۔وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا [اورنہیں ہے یہ دنیوی زندگی]۔اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ [مگرکھیل تماشا]۔وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ [اور یقیناً آخری گھر کی ہی اصل زندگی ہے]۔(لَ [یقیناً]۔هِيَ حصرکیلئے ضمیر [اور یقیناًیقیناً آخری گھر ہی اصل زندگی ہے]۔ لَوْ [اگر/کاش]۔لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (کاش وہ جانتے ہوتے)۔

اس سے آگے قرآن مجید میں مشرکین مکّہ کاایک عقیدہ بیان کیا گیا ہے! فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ [توجب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں]۔دَعَوُاللّٰهَ اصل میں (دَعَوْا+اللّٰهَ) ملاکر پڑھیں گے دَعَوُاللّٰهَ [وہ پکارتے ہیں اللہ کو]۔مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ [خالص کرتے ہوئے اس کیلئے دین کو/ اطاعت وعبادت کو]۔خالصتاً اُس کو پکارتے ہیں، پھرسب ہستیوں کو بھول جاتے ہیں۔جب تک دریا/سمندر میں ہوتے ہیں تو تب تک یہ حالت ہوتی ہے۔فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ [توجب وہ(اللہ)نجات دے دیتا ہے انہیں خشکی کی طرف]۔لفظی معنٰی (توجب اس (اللہ) نےنجات دے دے دی ان کوخشکی کی طرف یعنی خشکی پر لے آیا)۔اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ [اچانک وہ شرک کرنے لگتے ہیں]۔جب تک کشتی بھنور میں ہوتی ہے گرداب میں پھنستی ہےتو خالصتاًاللہ کو پکارتے ہیں،ان کی فطرت عَوْد کرآتی ہے۔لیکن جب خشکی پرآتے ہیں تو پھر اللہ کے علاوہ باقی ہستیوں کو پکارنا(اللہ کے ساتھ ان کو شریک کرنا) شروع کردیتے۔یہ تو تھامشرکین مکّہ کاعقیدہ جن کانام ہی مشرکین مکّہ تھا۔**ہمارے ہاں اہل اسلام کا/اہل ایمان کاعقیدہ کیا ہے؟** کہ ان کی کشتی جب گرداب میں پھنستی ہے اس وقت بھی وہ اللہ کے علاوہ اوروں کو پکاررہے ہوتے ہیں حالانکہ مشرکین مکّہ تو مصیبت میں صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے۔

ترجمہ: اور یقیناًاگرآپ ﷺان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اورزمین کو پیدا کیا ہےاورسورج اورچاند کس نے مسخر کیا ہے؟ تویقیناًیقیناًوہ کہیں گے اللہ نے تو پھروہ کہاں کہاں بہکائے جارہے ہیں۔اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہےرزق فراخ کرتا ہے،اور(جس کے لیے چاہتا ہے)اسکووہ مقدار کے مطابق نپا تلا دیتا ہے،یقیناًاللہ ہر چیز کوخوب جاننے والا ہے۔اور یقیناًاگرآپ ﷺان سے پوچھیں کہ کس نے اُتارا ہےآسمان سے پانی اور پھرکس نے زندہ کیا اس (پانی) سے زمین کواس زمین کے مرجانے (بنجراورویران ہوجانے) کے بعدتو یقیناًیقیناًوہ کہیں گے اللہ نے۔ (آپ ﷺ) کہہ دیجئے! پھرحمدوثناءبھی اللہ کے لئے ہے،بلکہ ان میں سے اکثرعقل سے کام نہیں لیتے ہیں۔اورنہیں ہے یہ دنیوی زندگی مگرکھیل تماشااور یقیناًآخری گھر کی زندگی ہی اصل زندگی ہے کاش وہ جانتے ہوتے۔توجب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو وہ پکارتے ہیں اللہ کوخالص کرتے ہوئے اس کیلئے دین کو/اطاعت وعبادت کوتوجب وہ(اللہ)ان کوخشکی کی طرف لے آتا ہےتو پھروہ شرک کرنے لگتے ہیں۔

5 وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ..(بنی اسرائیل:35/17)

ترجمہ: اورتم وزن کرو/سیدھی ڈنڈی کے ساتھ۔

6 دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ..(الاحزاب:48/33)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَعْ اَذَاهُمْ [(تو چھوڑ دے ان کی (طرف سے) تکلیف کو)]۔جس طرح ہمارے ہاں بھی کہتے ہیں او چھڈ و جی، ان کی پرواہ ہی نہ کرو انہیں اپنا کام کرنے دو۔ دَعْ اَذَاهُمْ فرمایا: [آپ ﷺ چھوڑ دیجئے ان کی طرف سے تکلیف کو]۔وہ آپ کے خلاف جو منصوبے بنا رہے ہیں / سازشیں کر رہے ہیں، آپ ﷺ ان کی سازشوں سے بے پرواہ ہو جائیں۔وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ [اور توکل کریں اللہ پر]۔(اے نبی محترم) آپ ﷺ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا کام / اپنا مشن جاری رکھیں۔انکی طرف سے آپ بے فکر ہو جائیں / بے پروا ہو جائیں اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ اپنا کام کرتے چلے جائیں وہ جو کرتے ہیں انہیں کرنے دیں ان سے نمٹنے کیلئے ہم خود ہی کافی ہیں۔

ترجمہ: آپ ﷺ چھوڑ دیجئے ان کی تکلیف کو اور توکل کریں اللہ پر۔

یہ سارے عقائد قرآن سے دوری کی وجہ سے ہیں قرآنِ مجید سمجھ کر غور سے پڑھ لیا جائے تو پھر انسان کے عقائد اور اس کے افکار اسطرح صاف، شفاف (Clear) ہو جاتے ہیں کہ کوئی ابہام نہیں رہتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدرس التاسع والعشرون

ادغام ومہموز

سبق نمبر 29

ادغام

عربی زبان میں جب کسی فعل کے مادے میں ایک جیسے دو حروف اکٹھے ہو جائیں (ایک ہی حرف دو دفعہ/دو مرتبہ ساتھ ساتھ آ جائے یا کہہ لیں کہ مادے کے تین حروف میں ایک ہی حرف دوہرا (Double) حرف آ جائے) تو ایک ہی قسم کے ان دونوں حروف کو الگ الگ نہیں رہنے دیا جاتا بلکہ ان دونوں حروف کو ایک دوسرے میں مدغم/ضم (merge) کر دیا جاتا ہے۔

(م د د) تین حرفوں کا گروپ ہے جو ایک فعل کا مادہ ہے (Raw material) ہے۔(م د د) کے تین حرف کے مادے میں ایک جیسے دو حروف دال[د] اور دال[د] اکٹھے ساتھ ساتھ آ گئے ہیں۔(م د د) کو فعل کی دنیا میں آنے کیلئے باب 'ن' ملا جس کا وزن فَعَلَ، يَفْعُلُ ہے۔(م د د) کا مادہ جب فَعَلَ کی ڈائی سے گزر کر فعل کی دنیا میں آیا تو شکل مَدَدَ بنی۔لیکن استعمال مَدَدَ نہیں ہوتا بلکہ دونوں حروف کو یعنی دال[د] اور دال[د] کو(دَدَ) کو ایک دوسرے میں ضم/مُدْغَم کر دیں گے اور اس طرح مَدَدَ سے مَدَّ ہو جائے گا۔دو ایک جیسے حرفوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنا/ایک دوسرے میں ضم کرنا (Merge) کرنا عربی گرامر کی اصطلاح میں بھی اور تجوید کی اصطلاح میں بھی اِدْغَامٌ کہلاتا ہے۔

مَدَّ کی دال[د] پر شَدّ[ـّ] بتا رہی ہے کہ مَدَّ کی دال[د] اکہری (Single) نہیں ہے بلکہ (Double) دوہری ہے۔(م د د) کا مادہ فعل مضارع کی ڈائی يَفْعُلُ میں سے گزر کر جب فعل کی دنیا میں آیا تو يَفْعُلُ کے ردھم پر (م د د) سے فعل مضارع يَمْدُدُ بنے گا۔لیکن يَمْدُدُ استعمال نہیں کریں گے بلکہ اس لفظ کی ایک دال[د] کا اس کے ساتھ والی دال[د] میں ادغام کر دیں گے۔اس طرح یہ لفظ يَمْدُّ بن جائے گا۔لیکن (م) پر جزم(ـْ) کی وجہ سے یہ لفظ پڑھا نہیں جا سکتا۔پڑھنے کے قابل بنانے کیلئے دیکھیں گے کہ میم[م] پر حرکت کونسی دینی ہے تا کہ لفظ پڑھا جا سکے۔قاعدہ ہے کہ جو حرکت میم[م] کے بعد والے حرف پر ہوگی وہ میم[م] کی طرف منتقل ہو جائے گی۔تو اس عمل سے یہ لفظ يَمْدُّ سے يَمُدُّ بن جائے گا۔

يَمْدُدُ --- يَمْدُّ --- يَمُدُّ

استعمالی شکل میں مَدَّ يَمُدُّ ایک فعل کے ماضی مضارع ہیں۔انکا معنیٰ [لمبا کرنا] ہے۔جس حرف کی ادائیگی کو لمبا کرتے ہیں/کھینچتے ہیں اس کو بھی حرفِ مَدَّہ کہتے ہیں۔کسی کی رسی دراز کرنا/کسی کو مہلت دینا اس معنیٰ میں بھی یہ فعل استعمال ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ رب العزت نے منافقین کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے متعلق فرمایا! اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَعْمَهُوْنَ(البقرة:15/2)اللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ [اللہ تعالیٰ بھی ان (کافروں) سے مذاق کرتا ہے]۔وَیَمُدُّهُمْ [وہ(اللہ) ڈھیل دے رہا ہے انکو]۔ وہ اپنے زعم میں یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں بڑے کامیاب جا رہے ہیں/مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے میں ہماری سازشیں بڑی کامیاب جا رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کامیاب نہیں جا رہے ہوتے بلکہ وہ انہیں مہلت دے رہا ہوتا ہے(تو ایسے لوگ)۔فِیْ طُغْیَانِهِمْ [انکی (اپنی) سرکشی میں]۔یَعْمَهُوْنَ [اندھے ہوئے پھرتے ہیں]۔

(ف ر ر) اس تین حرفی مادے میں را[ر] اور را[ر] دو ایک جیسے حروف اکٹھے ساتھ ساتھ ہیں۔(ف ر ر) کو فعل کی دنیا میں آنے کیلئے جو دروزاہ ملا ہے وہ باب ُض 'ضَرَبَ یَضْرِبُ) ہے۔اِس ردھم پر ماضی مضارع فَرَرَ یَفْرِرُ بنے گا۔فعل ماضی میں ادغام کے بعد فَرَرَ کے بجائے فَرَّ استعمال ہو جائیگا لیکن فعل مضارع میں یَفْرِرُ کی دونوں (رِرُ) کا ادغام کر کے یَفِرُّ بن گیا۔اس لفظ کی [ف] کو حرکت دینی ہے اور وہ حرکت زیر[ـِ] دیں گے جو[ف] کے بعد والے حرف (مابعد) کے نیچے ہے اس طرح یَفِرُّ استعمالی شکل میں جائیگا۔ فَرَّ یَفِرُّ [فرار ہونا/بھاگنا]۔ایک جملہ ہے: فَرَّ خَالِدٌ مِنَ السِّجْنِ [خالد جیل سے فرار ہو گیا]۔

(م س سں) مادے کے تین حرف ہیں۔ان کو ماضی مضارع کے لئے باب 'ف' ملا ہے جس کا وزن فَتَحَ یَفْتَحُ ہے۔اس ردھم پر ماضی مضارع مَسَسَ یَمْسَسُ بنے گا۔دونوں سین[س] اور سین[س] کا ادغام کر دیں گے اور فعل ماضی مَسَسَ سے مَسَّ ہو جائے گا۔چونکہ میم[م] کے بعد والے حرف سین[س] پر زبر[ـَ] ہے اس لئے میم[م] پر زبر[ـَ] آ جائے گی اور فعل مضارع ادغام کے بعد یَمْسَسُ سے یَمَسُّ ہو جائیگا۔اس کے معنی [مس کرنا/چھونا/ہاتھ لگانا] ہیں۔

قرآنِ مجید میں ہے: لَا یَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ.(الواقعة:79/56)[نہیں چھوتے/ہاتھ لگاتے ہیں اس (قرآنِ مجید) کو مگر پاک لوگ]۔

فَکِّ ادغام

فَکِّ اِدْغَـام کا معنٰی ہے ادغام کا کھل جانا۔**مثلاً**: بعض اوقات دو جماعتوں کا اتحاد ہوتا ہے۔پھر ان کا اتحاد ٹوٹ جاتا ہے۔اتحاد ہونے کو ادغام کہتے ہیں۔اور ان کے اتحاد ٹوٹ جانے کو فَکِّ اِدْغَـام کہتے ہیں۔اگر کسی وجہ سے ادغام والا فعل مضارع حالتِ جزم میں ہو تو اس فعل مضارع کا فَکِّ اِدْغَام ہو جاتا ہے۔

مثلاً: یَمَسُّ ادغام والا فعل مضارع ہے۔جب اس سے پہلے کوئی ایسا حرف آ جائے۔یا ایسی وجہ/سبب ہو جائے جو فعل مضارع کو حالتِ جزم میں لے جاتا ہو مثلاً فعل مضارع کے شروع میں[لَمْ] آ جائے تو یہ حالتِ جزم میں چلا جائے گا۔لَمْ یَمَسُّ کہنے کے بجائے ادغام کھول دیں گے(لفظ میں دو سینوں (س+س) کا اتحاد توڑ دیں گے)۔اس طرح یہ لفظ لَمْ یَمْسَسْ ہو گیا۔ادغام بھی کھل گیا اور مضارع حالتِ جزم میں بھی چلا گیا اور آخر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سین[س] پر جزم[ـْ] آ گئی۔اگر قرآنِ مجید میں کوئی ایسا فعل مضارع نظر آ جائے جہاں ایک جیسے دو حرف اکٹھے آ رہے ہوں پھر بھی ان دونوں حرفوں کا ادغام نہ نظر آ رہا ہو تو سمجھ جائیں کہ یہ فعل مضارع کسی وجہ سے حالتِ جزم میں ہوگا اور حالتِ جزم میں حرفوں کا اتحاد ٹوٹ جاتا ہے (ادغام کھل جاتا ہے)۔عربی گرامر کی اصطلاح میں اِسے فَکِّ اِدْغام ہو جانا کہتے ہیں۔

قاعدہ : فَکِّ اِدْغام صرف فعل مضارع میں ہی ہوتا ہے۔حروف جازمہ المضارع اگر فعل مضارع سے پہلے آ جائیں تو ادغام کھل جاتا ہے اور آخری حرف پر جزم[ـْ] آ جائے گی۔جواب امر یا شرط بھی فعل امر کی طرح حالت جزم میں ہوتا ہے اسلئے جواب امر میں بھی ادغام کھل جائے گا۔

قرآنِ مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا! قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ..(آل عمران :31/3) فعل مضارع يُحْبِبْ میں دو حرف (ب+ب) اکٹھے ہیں ان کا ادغام ہونا چاہیے تھا۔فَاتَّبِعُوْنِي[تم میری اتباع کرو] یہ ایک امر ہے/حکم ہے۔امر کا جواب امر بھی ہوتا ہے۔جب اتباع کی تو پھر کیا ہوگا (پھر اس امر (حکم) کا ردِ عمل(Reaction) ہوگا/اُس فعل امر کا جواب ہوگا۔يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[اللہ تم سے محبت کرے گا]۔جوابِ امر میں فعل مضارع ادغام شدہ حالت يُحِبُّ کی بجائے ادغام کھول کر/بغیر ادغام کے يُحْبِبْ استعمال ہوگا۔

ثلاثی مجرد سے ادغام والے افعال کی مثالیں

غَضَّ يَغُضُّ (ن) اس کا مادہ (غ ض ض) ہے۔[نگاہ کو پست کرنا یا آواز کو آہستہ کرنا/آواز کو پست کرنا]۔

قَلَّ يَقِلُّ (ض) اس کا مادہ (ق ل ل) ہے۔[کسی چیز کا کم ہو جانا/قلت میں ہونا/ کسی چیز کی کمی ہو جانا]۔

مثال کے طور پر کہیں گے:قَلَّ الْمَاءُ فِيْ اِسلام آباد اسلام آباد میں پانی کم ہو گیا پانی کی قلت ہو گئی۔

مَنَّ يَمُنُّ (ن) اس کا مادہ (م ن ن) ہے۔[اس کا معنٰی احسان کرنا بھی ہوتا ہے اور احسان جتلانا بھی]۔

مَرَّ يَمُرُّ (ن) اس کا مادہ (م ر ر) ہے۔[گزرنا] کسی کے پاس سے گزرنا۔

هَمَّ يَهَمُّ (ف) اس کا مادہ (ہ م م) ہے۔[ارادہ کرنا] کسی چیز کا ارادہ کرنا اور اس کو کچھ دیر کیلئے اپنے دل میں رکھنا، سوچتے رہنا میں کروں یا نہ کروں۔

جب انسان ارادہ کر لیتا ہے یا ارادے کا ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے اس کو هَمَّ يَهَمُّ کہتے ہیں۔قرآنِ پاک میں ہے **وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْ لَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ** .. (یوسف:24/12)۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ یہاں هَمَّتْ مؤنث کا صیغہ ہے اور هَمَّ مذکر کا۔یہاں ارادہ کیا ایک مؤنث نے اور کہا جا رہا ہے اِرادہ کر لیتا وہ مذکر بھی۔بات ہو رہی ہے یوسفؑ اور عزیزۂ مصر کی (مصر کی خاتونِ اوّل کی)۔وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ [یقیناً یقیناً اس (عزیزۂ مصر) نے اِرادہ کر لیا تھا]۔وَهَمَّ بِهَا لَوْ لَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ [اور وہ (یوسفؑ) بھی اِرادہ کر لیتا اگر وہ اپنے رب کی واضح دلیل کو نہ دیکھتا نہ پاتا]۔

مَسَّ يَمَسُّ (ف) اس کا مادہ (م س س) ہے۔[چھونا/مس کرنا/ہاتھ لگانا]۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَلَّ يَحِلُّ (ض) اس کا مادہ (ح ل ل) ہے۔ایک معنٰی [کسی جگہ پر اترنا] ہوتا ہے اور دوسرا معنٰی [حلال ہونا] ہوتا ہے۔

تَمَّ يَتِمُّ (ض) اس کا مادہ (ت م م) ہے۔[پورا ہونا] جیسے کہتے ہیں تَمَّ الْكِتَابُ کتاب پوری ہوگئی۔

فَرَّ يَفِرُّ (ض) اس کا مادہ (ف ر ر) ہے۔[بھاگنا]۔

غَرَّ يَغُرُّ (ن) اس کا مادہ (غ ر ر) ہے۔[کسی کو دھوکا دینا/کسی کو فریب میں مبتلا کرنا] یہ دنیا انسان کو فریب نفس میں مبتلاء کر دیتی ہے۔اس لئے اس کو کہا گیا: وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔[اور دنیا کی زندگی (تو صرف) دھوکے کا سامان (ہی) ہے۔

قَصَّ يَقُصُّ (ن) اس کا مادہ (ق ص ص) ہے۔[قصہ گوئی کرنا/کوئی واقع بیان کرنا]۔

ضَلَّ يَضِلُّ (ض) اس کا مادہ (ض ل ل) ہے۔[گمراہ ہونا) صحیح راستے کو/سیدھے راستے کو چھوڑ کر کسی کج راہی پر جانکلنا۔

دَعَّ يَدُعُّ (ن) اس کا مادہ (د ع ع) ہے۔[دھتکارنا/دھکا دینا)۔

قرآنِ پاک میں ہے۔ أَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ. . (الماعون:107/1-2)۔[کیا تو نے (اسے بھی) دیکھا ہے جو (روز) جزاء کو جھٹلاتا ہے؟ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے]۔

حَضَّ يَحُضُّ (ن) اس کا مادہ (ح ض ض) ہے۔[کسی کو اکسانا/ابھارنا) مثال کے طور پر جہاد پر۔

سَبَّ يَسُبُّ (ن) اس کا مادہ (س ب ب) ہے۔[سَبّ و شتم/گالی گلوچ/کسی کو برا بھلا کہنا)

ظَنَّ يَظُنُّ (ن) اس کا مادہ (ظ ن ن) ہے۔[گمان کرنا/کسی کے متعلق بغیر دیکھے/بغیر جانے/بغیر تحقیق کئے کوئی رائے قائم کرنا)۔

ثلاثی مزید فیہ سے ادغام والے افعال کی مثالیں

اَحَلَّ يُحِلُّ اس کا مادہ (ح ل ل) ہے۔یہ بابِ افعال کا فعل اَفْعَلَ يُفْعِلُ کے وزن پر اصل میں اَحْلَلَ يُحْلِلُ تھا۔

بابِ افعال میں متعدی کا معنٰی پیدا ہوجاتا ہے (ہونے کے بجائے کرنے کا معنٰی)۔ثلاثی مجرد کے حَلَّ يَحِلُّ کا معنٰی [حلال ہونا] تو اَحَلَّ يُحِلُّ کا معنٰی [حلال کرنا] ہوگا۔

اَتَمَّ يُتِمَّ اس کا مادہ (ت م م) ہے ثلاثی مجرد میں باب (ض) سے۔ تَمَّ يَتِمُّ (پورا ہونا) اور اَتَمَّ يُتِمَّ [پورا کرنا] قرآنِ مجید میں ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ. . (المائدہ:5/3)[آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے]۔

اَضَلَّ يُضِلُّ اس کا مادہ (ض ل ل) ہے۔ثلاثی مجرد کے ضَلَّ يَضِلُّ کا معنٰی [گمراہ ہونا]۔اَضَلَّ يُضِلُّ کا معنٰی [گمراہ کرنا]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ اس کا مادہ (ت ب ع) ہے۔[اتباع کرنا]۔اِفْتَعَلَ یَفْتَعِلُ کے ردھم پر اِتْتَبَعَ یَتْتَبِعُ جس میں اہتمام کا معنیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔ [اہتمام سے کسی کے پیچھے چلنا]۔اہتمام سے کسی کو اپنا قائد سمجھ کر کسی کو اپنا رہنما سمجھ کر اس کے پیچھے چلنا اس کو اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ کہیں گے۔کوئی فٹ پاتھ پر چل رہا ہے آپ بھی اس کے پیچھے چل رہے ہوں تو یہ تَبِعَ یَتْبَعُ ہوگا۔

اِنْفَضَّ یَنْفَضُّ اس کا مادہ (ف ض ض) ہے۔اس کا معنیٰ ہے [بکھر جانا] **مثلاً**: ذکر کرنے کی گنتی کے لئے کے لیے بنائی گئی دانوں کی لڑی (تسبیح) کا دھاگا ٹوٹ جائے تو اس کے دانے بکھر جاتے ہیں اس فعل کے لئے ماضی مضارع کا لفظ اِنْفَضَّ یَنْفَضُّ [بکھر جانا] استعمال ہوگا۔

تَحَآضَّ یَتَحَآضُّ اس کا مادہ (ح ض ض) ہے۔حَضَّ یَحُضُّ کا معنیٰ (ابھارنا) ہے۔جبکہ یہ زیر بحث فعل تَحَآضَّ یَتَحَآضُّ اصل میں ادغام سے پہلے تَحَاضَضَ یَتَحَاضَضُ تھا (یہ بابِ تَفَاعُلٌ سے ہے)۔جس فعل کے ماضی مضارع کو کھینچ کر پڑھا جائے اس میں [مشارکت] کا یعنی [ایک دوسرے] کا معنیٰ پیدا ہوجاتا ہے۔تَحَاضَّ یَتَحَاضُّ کا معنیٰ [ایک دوسرے کو ابھارنا/ایک دوسرے کو ترغیب دینا] ہوگا۔قرآنِ مجید میں ہے: وَ لَا تَحَآضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ..(الماعون :3/107) جن کو ہم نے مال و دولت کی فراوانی سے نواز رکھا ہے [وہ ایک دوسرے کو مسکین کو کھانا کھلانے پر ابھارتے نہیں ہیں/ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے] اسلام میں مقصود یہ ہے کہ مل جل کر معاشرے سے فقر و غربت کو ختم کرنے کی جدوجہد کی جائے۔اس مسئلے میں ایک دوسرے کو ابھارنے میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونا (مشارکت کرنا)۔

مھموز

تعریف: جس فعل کے مادے میں ہمزہ [ء] شامل ہو اس فعل کو [مھموز] کہتے ہیں۔

لفظ مَھْمُوْزٌ مَفْعُوْلٌ کے وزن پر ہے (جس کے مادے میں ہمزہ شامل کیا گیا ہو)۔ہمزہ [ء] فعل کے شروع میں بھی ہوسکتا ہے یعنی مادے کے شروع میں بھی ہوسکتا ہے۔ہمزہ [ء] درمیان میں بھی ہوسکتا ہے اور ہمزہ [ء] آخر میں بھی ہوسکتا ہے۔

{عرب کہتے ہیں کہ ہمزہ [ء] پر زبر [ـَ] ہو تو اس وقت اسکی کرسی الف **مثلاً** [أ] ہوتا ہے۔اور اگر ہمزہ [ء] کے نیچے زیر [ـِ] ہو تو اس وقت اس کی کرسی یَـاء [ئ] ہوتی ہے۔اور اگر ہمزہ [ء] پر پیش [ـُ] ہو تو اس وقت ہمزہ [ء] کو واؤ [و] پر لکھتے ہیں، تو اس وقت ہمزہ [ء] کی کرسی واؤ [و] ہوتی ہے۔ [أَ]، [ئِ]، [ؤُ] یہ املا کے لکھنے کے طریقے ہیں اس کا گرامر سے تعلق نہیں}۔

مھموز افعال کی اقسام

(i) فعل کے شروع میں ہمزہ [ء]:۔ أَكَلَ فعل کے شروع میں ہمزہ [ء] کی مثال ہے (الف کے اوپر یا نیچے حرکت ہو تو وہ ہمزہ [ء] کہلاتا ہے)۔اَکَلَ کے شروع میں الف [ا] نہیں بلکہ ہمزہ [ء] ہے کیونکہ اس پر زبر [ـَ] ہے۔اَكل کو أَكَلَ بھی لکھ سکتے ہیں۔أَكَلَ یَاْكُلُ [کھانا]۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ⓘⓘ فعل کے درمیان میں ہمزہ [ء]:۔ سَئِمَ [وہ اکتا گیا]۔ یہاں ہمزہ [ءِ] درمیان میں آ رہا ہے۔ یہاں لفظ سَئِمَ کی طرف دیکھیں۔ ہمزہ [ء] کو دندے/شوشے پر لکھا ہے جیسے [ی] کا شوشا/دندا ہوتا ہے۔ ہمزہ [ء] کے نیچے زیر ہو تو پھر اس کو الف [أ] کے اوپر نہیں لکھتے۔ بلکہ اس طرح [ئِ] کی طرح کے شوشے کے اوپر لکھتے ہیں جیسے۔سَئِمَ یَسْئَمُ (اکتا جانا)

ⓘⓘⓘ فعل کے آخر میں ہمزہ [ء]:۔ فعل کے آخر میں ہمزہ [ء] کی مثال قَرَءَ (اس نے پڑھا) ہے۔قَرَءَ کو قَرَأَ بھی لکھا جا سکتا ہے۔قَرَأَ یَقْرَءُ (پڑھنا)۔

مہموز میں ادغام

بعض اوقات دو ہمزے اکٹھے آ جاتے ہیں مثال کے طور پر تین حرفوں کے ایک گروپ (ء م ن) کو ثلاثی مزید فیہ کے پہلے دروازے بابِ افعال میں سے گزار کر فعل کی دنیا میں لاتے ہیں جس کے ماضی مضارع کا وزن اَفْعَلَ یُفْعِلُ ہوتا ہے۔

(ء م ن) سے اَفْعَلَ کے ردھم پر فعل ماضی اَءْ مَنَ بنے گا۔ایک ہمزہ [ء] اس کا (فعل کا) اپنا یعنی مادے کے تین حرفوں میں شروع والا اور دوسرا ہمزہ [أ] جو بابِ افعال کے ہر فعل ماضی کے شروع میں لگتا ہے۔جیسے اَرْسَلَ/اَدْخَلَ/اَبْلَغَ/اَنْزَلَ وغیرہ میں لگا ہے۔تو اس طرح یہ لفظ اَ اْمَنَ ہو گیا۔ یہاں دو ہمزے اکٹھے ہونے کی وجہ سے ادائیگی میں جھٹکا پیدا ہوتا ہے۔(جھٹکا نہ تو شریعت میں جائز ہے اور نہ ہی گرامر میں جائز ہے)۔جب جھٹکا پیدا ہو جائے تو پھر وہاں نرمی پیدا کرتے ہیں۔جھٹکے کو ختم کرنے کے لیے مطابقت کا قاعدہ استعمال کرتے ہیں۔

قاعدہ: بابِ اِفْعَالٌ کے افعال میں جب دو ہمزے [ء] اکٹھے ہو جائیں تو پھر دوسرے ہمزے سے پہلے حرف پر جو حرکت ہو گی دوسرے ہمزے کو اس حرکت کے مطابق (مطابقت کے قاعدے کے تحت) تبدیل کر دیں گے۔اَ اْمَنَ میں مادے کے ہمزہ [أ] سے پہلے زبر [ـَ] آ رہی ہے لہٰذا مطابقت کے قاعدے کے تحت جزم والے ہمزہ [ء] کو الف (ا) سے بدل دیں گے اور اَ اْمَنَ سے اٰمَنَ ہو جائے گا۔

(زبر [ـَ] کی مطابقت الف [ا] سے، زیر [ـِ] کی مطابقت یاء [ی] سے اور پیش [ـُ] کی واو [و] سے ہوتی ہے)۔

اسی طرح اگر اِفْعَالٌ (مصدر) کے وزن پر اسی لفظ اٰمَنَ کا مصدر لینا ہو تو مصدر کا وزن ہو گا۔ اِ اْمَانٌ تو دونوں ہمزوں (اِ ا) کو ملا کر بغیر جھٹکے کے [اِیْ] پڑھیں گے اس طرح یہ لفظ [اِیْ مَانٌ] اِیْمَانٌ استعمال ہو گا۔

ماضی	مضارع	مصدر
اَفْعَلَ	یُفْعِلُ	اِفْعَالٌ
اَ اْمَنَ	یُ ءْ اْمِنُ	اِ اْمَانٌ
اٰمَنَ	یُؤْمِنُ	اِیْمَانٌ

لہٰذا اگر دو ہمزے اکٹھے ایک ساتھ استعمال ہو رہے ہوں تو دوسرا ہمزہ مطابقت (Cordination) کے اصول کے مطابق تبدیل ہو جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افعال کے شروع میں دو ھمزے والے ماضی مجھول

ماضی مجہول اُنْزِلَ کا معنٰی ہے[نازل کیا گیا]۔اُرْسِلَ [بھیجا گیا]۔اٰتٰی [اس نے دیا]تو اُؤْتِیَ کا معنٰی[وہ دیا گیا] گے۔لیکن اُنْزِلَ یا اُرْسِلَ کی طرح اُؤْتِـیَ استعمال نہیں ہوگا۔قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی ہمزہ[ء] سے پہلے پیش[ـُ] ہوتو مطابقت کے اصول کے مطابق ہمزہ کو واؤ[و] سے بدل دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اُؤْتِیَ کی بجائے جھٹکا ختم کرکے اُوْتِیَ پڑھیں گے(واؤ [و] کے اوپر سے ہمزہ حذف کردیا)۔قرآن پاک میں ہے! وَمَا اُوْتِـیَ مُـوْسٰی وَ عِیْسٰـی وَمَـا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ..(البقرة:136/2) وَمَا اُوْتِیَ (جودیا گیا)[ہم ایمان لاتے ہیں اس پر]۔وَمَـا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی [جودیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کو]۔پھر مومنوں نے اپنے ایمان کو وضاحت میں کہا:۔وَمَـا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ [اور جودیا گیا انبیاء کرام کو]۔مِنْ رَّبِّهِمْ [ان کے رب کی طرف سے]۔تو اس آیت میں لفظ اُوْتِـیَ اصل میں اُؤْتِـیَ تھا لیکن اس لفظ کی مطابقت کے اصول سے تعلیل کی گئی تو پھر استعمال ہونے کے لیے شکل اُوْتِیَ بنی۔

افعال کے شروع میں دو ھمزوں والے ماضی اورمضارع

اٰمَنَ .. یُؤْمِنُ .. اِیْمَانٌ [ایمان لانا]۔

اٰتٰی .. یُؤْتِیْ .. اِیْتَاءٌ [دینا]۔

اٰثَرَ .. یُؤْثِرُ .. اِیْثَارٌ [ترجیح دینا]۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے نبی ﷺ کے ساتھی کس طرح کے ہیں!ان کے ساتھیوں کی تو یہ صفت ہے[وہ اپنے ساتھیوں کو ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگر چہ ہوان پر فاقہ]۔ایک صحیح سچا اور مشہور واقعہ ہے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہمان کو ایک صحابی ابوطلحہ انصاریؓ کے حوالے کردیا یہ فرما کر کہ اس کو کھانا کھلاؤ، اپنے پاس رکھو۔وہ صحابی اس مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔بیوی سے پوچھا کھانا ہے۔ جواب میں بیوی نے کہا ایک آدمی کا کھانا ہے۔اس نے کہا رات کو تم کسی بہانے سے چراغ کو بجھا دینا، اندھیرا ہو جائے گا تو کھانا لا کر رکھ دینا مہمان کھاتا رہے گا اور میں اس کے ساتھ بیٹھ کر ویسے ہی اپنا ہاتھ ہلاتا رہوں گا۔مہمان سمجھے گا میں بھی کھا رہا ہوں وہ پیٹ بھر کے کھالے گا میری کوئی بات نہیں میں بھوکا ہی سو جاؤں گا۔اگلے دن آیت نازل ہوگئی: یُـؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ.. (الحشر:9/59) [وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود شدید بھوک ہی کیوں نہ لگی ہو]۔

اٰسَفَ .. یُـؤْسِفُ .. اِیْسَـافٌ کسی سے افسوس کروانا (کسی کو افسوس کرنے پر مجبور کرنا)۔کوئی افسوس کرنے پر مجبور تب ہوتا ہے جب کوئی کسی کو پریشان کرے یا کسی کو دکھ دے۔تو اٰسَفَ یُؤْسِفُ (أیسَافٌ)[(کسی کو دکھ دے کر کسی کو پریشان کرکے)افسوس کروانا]۔

اٰوٰی .. یُؤْوِیْ..اِیْوَاءٌ [کسی کو پناہ دینا،ٹھکانا دینا]اس سے لفظ ہے مَاْوٰی [پناہ گاہ]۔

مھموز سے فعل امر بنانے کا قاعدہ

بعض اوقات مہموز والے فعل سے فعل امر بناتے ہیں تو دو ہمزے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ **مثلاً**: ایک ماضی مضارع أَكَلَ يَأْكُلُ [کھانا] ہے۔ يَأْكُلُ سے فعل امر بنانا ہو تو ایک دائرہ يَأْكُلُ کے شروع میں علامت مضارع یاء [ی] پر لگا کر اسے حذف کر دیا اور ایک دائرہ آخری حرف کی لام [ل] کی پیش پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا کراس پیش [ُ] کو حذف کر دیا۔ باقی بچے لفظ اُکُل کو پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ایسی صورت میں ہمزہ [ء] کا سہارا لیتے ہیں۔

نوٹ: جب دو دائرے لگانے کے باوجود بھی فعل کے **عین کلمہ پر** پیش [ُ] آ رہی ہو اور اس کے شروع والا حرف ساکن رہ گیا ہو اور اس وجہ سے باقی حروف کا مجموعہ پڑھا نہ جا سکتا ہو تو پھر پیش والا [ُ] ہمزہ [ء] لگاتے ہیں۔ یَأْکُلُ سے اُکُلْ اور اُکُلْ سے اُأْکُلْ ہو جائے گا۔ یہاں اب دو ہمزہ اکٹھے ہو گئے ہیں۔ایسی صورت میں کیا کریں گے؟

قاعدہ: جب کسی فعل امر میں دو ہمزے اکٹھے آ جائیں تو ان دونوں کو (drop) گرا دیا جاتا ہے۔تو یہاں پر اس عمل کے بعد مضارع یَأْکُلُ سے استعمالی شکل میں فعل امر کُلْ [تو کھا] بن جائے گا۔ کُلْ کا تثنیہ کُلَا ہوگا۔ آیت نمبر 35 سورۃ البقرۃ میں آدم وحوا علیہم السلام کو اللہ رب العزت نے کہا تھا۔ جنت میں داخل ہو جاؤ اور رہو بے فکر ہو کر۔ فَ [تو]۔ کُلَا [تم دونوں کھاؤ]۔ مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا [اس (جنت) سے جہاں سے مرضی چاہو]۔ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ [اور دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا۔ کُلْ کی جمع کُلُوْا ہوتی ہے۔

اتنی آسان زبان بنانا عربوں کا کمال نہیں ہے، یہ آسان زبان اوپر سے ہی نازل ہوئی ہے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ..(الاعراف:31/7) [کھاؤ پیو لیکن حد سے نہ بڑھو/فضول خرچی نہ کرو]۔

جیسے لڑکا سے لڑکی [ی] کا ردھم مونث کا معنٰی پیدا کرتا ہے۔اسی طرح عربی گرامر میں فعل امر میں [اِیْ] کا ردھم مونث کا معنٰی پیدا کرتا ہے۔ تو کُلْ سے مونث کا صیغہ کُلِیْ ہوگا۔اللہ رب العزت نے مریمؑ کو کہا تھا! **كُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا** ..(مریم:26/19) درخت کے تنے کو جھٹکا دو تم پر کھجوریں آ گریں گی، تمہارے پاس ہی ہم نے پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے، اور اپنے بیٹے عیسٰیؑ کو دیکھ کر اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو۔ كُلِيْ [وہ (کھجوریں) کھاؤ]۔ وَاشْرَبِيْ [(وہاں سے) پیو]۔ وَقَرِّيْ عَيْنًا [اور (اپنے بیٹے عیسٰیؑ کو دیکھ کر) اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو]۔

اَخَذَ يَاْخُذُ سے فعل امر خُذْ بنے گا [پکڑلو]۔قرآن پاک میں ہے! **خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا** ..(التوبة :103/9) [(اے نبی محترم) آپ ﷺ لیجئے ان کے مالوں سے زکوۃ تاکہ آپ ﷺ (ان کے مالوں کو) زکوۃ کے ذریعہ سے پاک اور صاف کریں]۔ صَدَقَةً سے مراد صدقۂ واجبہ ہے جو فرض ہے۔

نبی آخرالزماں ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے! **خُذُوْا اَنِّیْ مَنَاسِكَكُمْ** [(میں ﷺ حکم دیتا ہوں) مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو]۔اس لئے حج بھی اللہ کے دربار میں تب ہی قبول ہوگا اگر وہ اللہ کے نبی ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کیا جائے گا۔

مشق

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ کریں۔اور ادغام والے افعال اور مہموز افعال کی نشاندہی کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

1 قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمُ o (آل عمران:31/3)

قُلْ [(یہ آپ ﷺ کے رب کا حکم ہے ان مومنوں سے) آپ ﷺ کہہ دیجیے]۔اِنْ كُنْتُمْ [اگر ہو تم]۔تُحِبُّوْنَ [محبت کرتے]۔اللّٰهَ [اللہ سے]۔قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ [آپ ﷺ کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو]۔تو آپ ﷺ اپنی امت کو صاف کہہ دیجئے۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ! فَاتَّبِعُوْنِيْ کا تجزیہ ہے۔ (فَ [تو]+اِتَّبِعُوْا [پیروی کرو]+نِیْ [میری])[تو تم میری پیروی کرو/تو تم میری اتباع کرو]۔

تم میری اتباع کرو، یہ فعل امر ہے۔اگر اتباع کی تو پھر کیا ہوگا؟ اس امر کا جواب اللہ رب العزت نے خود دیا! يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [اللہ تم سے محبت کرے گا]۔جوابِ امر بھی حالت جزم میں ہوتا ہے اور حالت جزم میں فعل مضارع کا ادغام کھل جاتا ہے اس لئے ادغام شدہ حالت يُحِبُّ کی بجائے ادغام کھول کر / يُحْبِبْ استعمال ہوا۔مضارع کے ادغام کھولنے کے عمل کو فَكِّ اِدْغَام کہتے ہیں۔

اللہ کا محبوب بننا ہے تو میرے جیسی زندگی بسر کرو۔عمرانی زندگی (Social life) یہ نکاح/شادی سے، کسب معاش سے دور بھاگ کر جنگلات کا رخ نہ کرو، اس دنیا میں رہو، الگ سے کٹیا ڈال کر نہ بیٹھ جاؤ۔يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [اللہ تم سے محبت کرے گا] تو قرآن مجید کے نزدیک اللہ کے محبوب ہونے کا تصور اور ہے۔رہبانیت کے نزدیک اللہ کا محبوب اللہ کا مقرب ہونے کا تصور اور ہے۔قرآن میں نبی مکرم ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ ان لوگوں سے کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری (نبی مکرم ﷺ) کی اتباع کرو، میری پیروی کرو، عمرانی زندگی (Social life) بسر کرو پھر نَتِيْجَةً اللہ تم سے محبت کرے گا۔وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ [اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ) ظاہر ہے عمرانی زندگی بسر کرو گے دنیا میں رہو گے، کچھ غلطیاں، کوتاہیاں بھی ہونگی وہ سب اللہ معاف کردے گا۔وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمُ [اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)۔

ترجمہ: (یہ آپ ﷺ کے رب کا حکم ہے ان مومنوں سے) کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو (اللہ حکم دیتا ہے) تم میری پیروی کرو/ میری اتباع کرو/ میرے نقش قدم پر چلو (تو پھر) اللہ تم سے محبت کرے گا، اور وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

2 قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ.. (النور:30/24)

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ [(آپ ﷺ) مومنوں سے کہہ دیجئے]۔يَغُضُّوْا [نیچی رکھیں/پست رکھیں]۔مِنْ اَبْصَارِهِمْ [اپنی نگاہیں]۔لفظی ترجمہ ہے: اپنی نگاہوں میں سے/اپنی نگاہوں کا کچھ حصہ۔اپنی نگاہیں اتنی بھی نیچی نہ کرلیں کہ کسی سے ٹکرا ہی جائیں، مقصد یہ ہے کہ اپنی نگاہوں پر کنٹرول رکھیں غیر محرم پر نہ پڑنے دیں۔حدیث کے الفاظ میں: اَلْاُوْلٰى لَكَ وَ ثَانِيَةُ عَلَيْكَ پہلی نظر کا تو کوئی گناہ نہیں ہوگا اور دوسری کا ہوگا۔

ترجمہ: (آپ ﷺ) کہہ دیجئے مومنوں سے وہ اپنی نگاہیں نیچی/پست رکھیں (بے باک نہ ہونے دیں)۔

3 وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ج اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئاً ط يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ . . (آل عمران:176/3)

حَزِنَ، یَحْزَنُ (باب 'ف') [پریشان ہونا/غمزدہ ہونا] اور حَزَنَ یَحْزُنُ (باب 'ن') [کسی کو پریشان کرنا/غمزدہ کرنا] فعل کے باب کے تبدیل ہونے سے معنٰی بھی تبدیل ہوجائے گا۔ وَلَا یَحْزُنْکَ [اور نہ پریشان کریں آپ ﷺ کو اور نہ غمزدہ کریں آپ ﷺ کو]۔ اَلَّذِیْنَ [وہ لوگ جو]۔ یُسَارِعُوْنَ [جو ایک دوسرے سے تیزی دکھاتے ہیں] جو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ سَارَعَ یُسَارِعُ جس ماضی مضارع کو کھینچ کر پڑھا جائے اس میں مشارکت کا/ایک دوسرے کا معنٰی پیدا ہوجاتا ہے۔ فِی الْکُفْرِ [کفر میں] یعنی کفر کی حمایت میں/کفر کی سرگرمیوں میں۔ اللہ رب العزت اپنے پیارے نبی ﷺ سے فرما رہے ہیں! اے نبی آخرالزماں، اے نبی محترم ﷺ یہ جو آپ کی مخالفت میں پیش پیش ہیں ان لوگوں کی کاروائیاں آپ کو پریشان نہ کریں۔ اِنَّهُمْ [یقیناً وہ]۔ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ [ہرگز نہیں نقصان پہنچا سکیں گے اللہ کو]۔ شَیْئًا [ذرا سا بھی]۔ وہ اللہ کے دین کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے آپ ﷺ پریشان نہ ہوں میں خود ہی ان سے نمٹ لوں گا۔ پھر اللہ انہیں مہلت کیوں دے رہا ہے؟ فرمایا! یُرِیْدُ اللّٰهُ [چاہتا ہے اللہ]۔ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا۔ اَلَّا کا تجزیہ ہے (اَنْ+لَا) [یہ کہ/نہ]۔ یَجْعَلَ [وہ بنائے]۔ یعنی [یہ کہ وہ نہ رہنے دے/یہ کہ وہ نہ رکھے]۔ لَهُمْ [ان کے لئے]۔ حَظًّا [کوئی حصہ]۔ فِی الْاٰخِرَةِ [آخرت میں]۔ اللہ چاہتا ہے کہ ان کے لئے وہ آخرت میں کوئی حصہ نہ رہنے دے۔ جتنے انہوں نے ارمان نکالنے ہیں وہ دنیا میں ہی نکال لیں، جتنا انہوں نے عیش و آرام کرنا ہے وہ دنیا میں ہی کر لیں۔ آخرت کی نعمتوں میں پھر اللہ ان کے لئے کوئی حصہ نہیں رکھنا چاہتا۔ اس لئے وہ انہیں پوری مہلت دے رہا ہے کہ جو کھیل کھیل سکتے ہیں وہ دنیا میں ہی کھیل لیں۔ آخرت میں پھر ان کے لئے کیا ہوگا؟ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ [اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے]۔ آخرت میں پھر ان کے لئے ہمارے پاس سوائے عذاب عظیم کے کچھ نہیں ہوگا۔

ترجمہ: اور نہ پریشان کریں آپ ﷺ کو اور نہ غمزدہ کریں آپ ﷺ کو وہ لوگ جو ایک دوسرے سے تیزی دکھاتے ہیں یقیناً وہ اللہ کو ذرا سا بھی نقصان ہرگز نہیں پہنچا سکیں گے، اللہ چاہتا ہے کہ ان کے لئے آخرت میں وہ کوئی حصہ نہ رہنے دے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

4 لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ . . (الانعام:109/6)

سَبَّ یَسُبُّ [گالی دینا] لَا تَسُبُّوْا [تم گالی نہ دو]۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اللہ کے علاوہ کو]۔ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ [تو وہ گالی دیں گے اللہ کو]۔ یعنی وہ اللہ کی توحید اور اللہ کی کبریائی پر تنقید شروع کردیں گے۔ عَدْوًا [زیادتی کرتے ہوئے]۔ بِغَیْرِ عِلْمٍ [بغیر علم کے]۔ حکمت کے ساتھ اچھے انداز کی وعظ و نصیحت کے ساتھ ان کو اللہ کی توحید کی طرف بلاؤ۔ نادانی اور جہالت کی وجہ سے وہ اللہ کی توحید اور اس کی کبریائی ہی کو نشانہ تنقید بنانا شروع کردیں گے اس لئے ان کے خلاف گالی گلوچ والی سخت زبان اختیار نہ کرو۔

ترجمہ: تم ان لوگوں کو گالی نہ دو جو پکارتے ہیں اللہ کے علاوہ کو، تو (پھر) زیادتی کرتے ہوئے بغیر علم کے/نادانی میں وہ اللہ کو گالی دیں گے۔

5 مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ . . (الرعد:33/13)

مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ یہاں فعل مضارع یُضِلُّ کا ادغام کھل گیا ہے (لام اور لام (ل ل) کا اتحاد ٹوٹ گیا)۔ اسلئے کہ حرف شرط مَنْ ان حروف میں شامل ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو فعل مضارع کو حالت جزم میں لے جاتے ہیں۔اور فعل مضارع جب حالت جزم میں چلا جائے تو اس کا ادغام کھل جاتا ہے۔چنانچہ مَنْ يُّضِلُّ نہیں کہا بلکہ کہا مَنْ يُّضْلِلْ آگے لفظ اَللّٰهُ ہے اس کے ساتھ ملا کر پڑھنے کے لیے يُضْلِلِ کے (ل) لام کے نیچے زیر دے دیں گے۔اس طرح مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ [جسے گمراہ کردے اللہ]۔یعنی اگر کوئی راہ ہدایت کے حصول کی کوشش ہی نہیں کرتا اپنے ذہن کو استعمال نہیں کرتا، تو اللہ بھی اس کو ہدایت نہیں دیتا اور اس کی گمراہی میں اضافہ کردیتا ہے۔مَنْ یہاں [جس کو رجسے] کے معنٰی میں ہے۔فَمَا لَهٗ (فَ+مَا+لَ+هٗ) فَ [تو]۔مَا [نہیں]۔لَ [لئے]۔هٗ [اسکے]۔

نوٹ: مَا کے بعد آگے چل کر مِنْ آ رہا ہو تو پھر مَا کا معنٰی [نہیں] ہوتا ہے۔

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ [تو نہیں ہے اس کے لئے کوئی ہدایت دینے والا]۔یعنی جو اللہ کے قانونِ گمراہی کی زد میں آ جائے تو پھر اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ایسا اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض اوقات نبی آخرالزماں ﷺ پریشان ہوجاتے تھے کہ فلاں شخص جو اسلام نہیں لا رہا ہے، ہدایت اختیار نہیں کررہا ہے شاید اس میں کوئی میرا قصور ہو، میری کوتاہی ہو۔میں اس کو صحیح طرح سے بات نہ سمجھا سکا ہوں۔آپ ﷺ کے قلبِ اطہر میں اس طرح کا خیال پیدا ہوجاتا تھا۔اللہ نے فرمایا! نہیں بلکہ یہ لوگ تعصب کا، ضد کا، عناد کا، ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔لہٰذا اللہ کے قانونِ گمراہی کی زد میں آ چکے ہیں۔انہیں اب ہدایت دینا ممکن نہیں ہے۔آپ (ﷺ) انہیں ہدایت نہیں دے سکتے، آپ (ﷺ) کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے، نہ ہی یہ آپ (ﷺ) کا اختیار ہے نہ ہی یہ آپ ﷺ کا منصب و ذمہ داری ہے۔

ترجمہ: جسے گمراہ کردے اللہ تو نہیں ہے اس کو کوئی ہدایت دینے والا۔

6 اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ.. (الانفال:60/8)۔

اَعَدَّ يُعِدُّ کا معنٰی تیار کرنا ہے۔اَعِدُّوْا فعل امر ہے [تم تیار کرو]۔لَهُمْ [ان کے لئے]۔مَا اسْتَطَعْتُمْ [جو تم کرسکو رجو تمہاری استطاعت میں ہو رجو تمہارے بس میں ہو]۔مِنْ قُوَّةٍ [قوت میں سے] افرادی قوت جتنی تیار کرسکتے ہو کرو۔رِبَاطٌ کا لفظی معنٰی باندھنا ہے اور مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ [تیار گھوڑوں میں سے] یعنی جن گھوڑوں کو باندھا ہو بالکل تیار ہوں کیونکہ ایسا نہ ہو دشمن حملہ آور ہوجائے ان کو تیار کرتے کرتے ہی آدھ گھنٹہ لگ جائے۔ خَيْلٌ (گھوڑے) یہ اُس دور کے میدانِ جنگ کا اسلحہ تھے۔آج کے دور میں اس سے مراد ٹینک، بم (Tank, Bomb) وغیرہ لئے جاسکتے ہیں۔لہٰذا آجکل کے دور میں مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ سے مراد ہے کہ اسلحہ، گولہ، بارود، میزائل، جہاز، ٹینک وغیرہ سے جتنی بھی طاقت پکڑ سکتے ہو پکڑ لو۔جتنا اسلحہ تیار کرسکتے ہو کرو، ایٹم بم (Atom bomb) تیار کرو۔ضروری نہیں کہ تم اس کو چلا بھی دو۔یہ نہیں کہا! تَقْتُلُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ [کہ تم قتل کرو اس سے اللہ کے دشمن کو] بلکہ کہا! تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ [تم خوف زدہ کرو رخوفزدہ رکھو اللہ کے دشمنوں کو]۔

جو خوف اپنوں کے خلاف ہو وہ تو حرام ہے۔مگر وہ خوف جو اللہ کے دشمنوں کے خلاف ہو وہ قرآنِ مجید کا مطلوب ہے، اس لئے کہا اس طرح کی تیاری کے ذریعہ اللہ کے دشمن کو خوف زدہ رکھو۔وَعَدُوَّكُمْ [اور اپنے دشمن کو بھی خوف میں رکھو] ان کو ڈرائے رکھو۔تُرْهِبُوْنَ کا ماضی مضارع اَرْهَبَ يُرْهِبُ ہے اور مصدر۔اِرْهَابٌ ہے [کسی کو خوفزدہ کرنا]۔

ترجمہ: تم تیار کرو جو تم کرسکو رجو تمہاری استطاعت میں ہو تیار گھوڑوں میں سے (اسلحہ سے) تاکہ تم خوف زدہ کرو / خوفزدہ رکھو اللہ کے دشمنوں کو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دشمن کو۔

7 وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ..(آل عمران:159/3)

پوری آیت یوں ہے! فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ [کہ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ﷺ نرم دل، نرم زبان ہیں]۔وَ لَوْ كُنْتَ [اور اے نبی محترم ﷺ اگر آپ ہوتے]۔فَظًّا [سخت زبان]۔غَلِيظَ الْقَلْبِ [سخت دل]۔

دانوں کی لڑی یا ہار وغیرہ اگر وہ ٹوٹ جائے تو جس طرح اس کے دانے بکھر جاتے ہیں اس طرح کسی چیز کا بکھرنا عربی میں اِنْفَضَّ يَنْفَضُّ کہلاتا ہے۔ لَانْفَضُّوا کا تجزیہ ہے (لَ+اِنْفَضُّوا)۔لَ [یقیناً]۔اِنْفَضُّوا [وہ بکھر جاتے]۔لَ+اِنْفَضُّوا کو ملا کر پڑھیں گے لَانْفَضُّوا [یقیناً وہ بکھر جاتے] وہ منتشر ہو جاتے، وہ ہٹ جاتے۔مِنْ حَوْلِكَ [آپ ﷺ کے اردگرد سے] آپ ﷺ کے آس پاس سے۔

ترجمہ: اور اگر آپ ﷺ ہوتے سخت زبان سخت دل یقیناً وہ ہٹ جاتے آپ ﷺ کے اردگرد سے۔

8 وَقَالُوا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا..(الاحزاب:67/33)

وَ [اور]۔قَالُوْا [انہوں نے کہا (فعل ماضی کا صیغہ ہے)]۔قرآن مجید میں اکثر مقامات پر آخرت کے حوالے سے فعل ماضی کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔یہ باور کرانے کیلئے کہ آخرت میں جو کچھ ہو گا وہ اس قدر یقینی ہے کہ یوں سمجھو کہ وہ ہو چکا ہے۔اس قدر یقینی ہے کہ وہ واقعات پیش آ چکے ہیں۔اس لئے یہاں ماضی کا صیغہ قَالُوْا استعمال ہوا۔ہم اردو زبان کے اسلوب میں ترجمہ کریں گے۔وَقَالُوْا [اور وہ کہیں گے]۔رَبَّنَا [اے ہمارے رب]۔اِنَّآ اَطَعْنَا [یقیناً ہم نے اطاعت کی]۔سَادَتَنَا کا تجزیہ (سَادَةَ+نَا) ہے۔سَيِّدٌ کی جمع سَادَةٌ ہے۔اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا [یقیناً ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی]۔كُبَرَآءَ نَا کا تجزیہ (كُبَرَآءَ+نَا) ہے (كَبِيْرٌ کی جمع كُبَرَآءَ ہے)۔وَكُبَرَآءَ نَا [اور اپنے وڈیروں کی، بڑوں کی بزرگوں کی، اپنے اکابرین کی]۔فَ [تو]۔اَضَلُّوْا [انہوں نے گمراہ کر دیا]۔نَا [ہمیں]۔اَلسَّبِيْلَا [(سیدھے) راستے سے]۔

اُس دور کے مذہبی پیشوا، اہل کتاب کے مذہبی اجارہ داران، اس دور کے اصحاب جبّہ و دستار وہ اپنے مفادات کی وجہ سے اسلام نہ لائے، ان کے پیروکار عوام نے کہا کہ اگر واقعی یہ کتاب اللہ کی آخری کتاب ہوتی اور آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہوتے تو پھر ہمارے مذہبی پیشوا پیچھے نہ رہتے اور آپ ﷺ پر ایمان لے آتے۔یہی بات ہر دور میں حق بات کو اختیار کرنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ رہی ہے کہ ہمارے اکابرین، ہمارے مذہبی پیشوا، ہمارے بڑے وہ تو ایسا نہیں کرتے رہے ہم کیوں ایسا کریں۔ابوجہل اور ابولہب قریش مکہ کے مذہبی پیشوا تھے، اکابرین تھے وہ ایمان نہ لائے ان کے عوام بھی اسی وجہ سے ایمان نہ لائے کہ یہ ہمارے بڑے بڑے اکابرین ایمان نہیں لا رہے تو ہم کیسے ایمان لے آئیں۔یہ چیز ہر دور میں حق کو قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ رہی ہے کہ اگر ہم نے حق کو قبول کر لیا تو بڑے بڑے اصحاب جبّہ و دستار، بڑے بڑے اہل علم و فضل کیا کہیں گے۔(آج کے اس دور میں پیر، مرشد اور حضرت صاحبان کے ماننے والے حق کو قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد اور دیگر بڑے بڑے اصحاب جبّہ و دستار، بڑے بڑے اہل علم و فضل جب ان کی بات مانتے رہے ہیں تو وہ غلط کیسے ہو سکتے ہیں) اب روز قیامت وہ اللہ رب العزت سے کیا التجا کریں گے نیچے آیت نمبر 9 میں آ رہا ہے۔

ترجمہ: اے ہمارے رب یقیناً ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی/اپنے اکابرین کی انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے گمراہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا۔

9 رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ..(الاحزاب:68/33)

ہر شخص کے اکابرین الگ الگ ہو سکتے ہیں، لہذا اگر اکابرین پر ہی بات چھوڑ دی جائے تو پھر ہر ایک کا الگ الگ مؤقف ہوگا۔اس صورت حال میں پھر صحیح بات کا فیصلہ کیسے ہوگا؟ اقرآن نے کہا! اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (الاعراف:3/7) [اتباع کرو اس کی جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف، تمہارے رب کی جانب سے،اس کے علاوہ اکابرین کی/اولیاء کی اتباع نہ کرو]۔اللہ تعالیٰ نے دوٹوک انداز میں کہہ دیا کہ اکابرین کی اتباع کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔

تو قیامت کے دن وہ لوگ جو اکابرین نے فرمایا/حضرت صاحب نے فرمایا کے الفاظ کہتے کہتے نہیں تھکتے تھے کہیں گے: رَبَّنَآ اٰتِهِمْ [اے ہمارے رب تو دے ان کو]۔ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ [عذابوں میں سے دگنا عذاب]۔اللہ ان کو دگنا چوگنا عذاب دے ان کی وجہ سے ہم گمراہ ہوئے۔وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا [اور تو لعنت فرما ان پر بہت بڑی لعنت]۔لعنت سے مراد اللہ کی رحمت سے دوری ہوتا ہے اس لئے آیت اس حصے کا مفہوم یہ ہوگا کہ: اے اللہ ان کو تو اپنی رحمت سے اتنی دور لے جا کہ ان کی واپسی کا کوئی راستہ نہ رہے۔

ترجمہ: اے ہمارے رب تو دے ان کو دگنا عذاب اور تو لعنت فرما ان پر بہت بڑی لعنت۔

10 فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ وَّ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوْ ثُبُوْرًا ۝ وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ۝ ..(الانشقاق:84/7-12)

فَاَمَّا [تو جہاں تک تعلق ہے)اس شخص کا]۔مَنْ اُوْتِيَ [جو دیا گیا]۔كِتٰبَهٗ [اپنی کتاب (اپنا اعمال نامہ)]۔بِيَمِيْنِهٖ [اپنے دائیں ہاتھ میں]۔فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا [تو جلد ہی اس سے حساب لیا جائے گا، آسان ترین حساب]۔وَ يَنْقَلِبُ [اور وہ لوٹے گا/وہ پلٹے گا]۔اِلٰٓى اَهْلِهٖ [اپنے گھر والوں کی طرف] اپنے دوست احباب کی طرف۔مَسْرُوْرًا [مسرور/خوش باش]۔اپنا نتیجہ ہاتھ میں لئے بڑا خوش باش واپس آئے گا۔ وَّ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ [اور جہاں تک تعلق ہے اس شخص کا جو دیا گیا]۔كِتٰبَهٗ [اپنا نامہ اعمال]۔وَرَآءَ ظَهْرِهٖ [اس کے پیٹھ پیچھے سے]۔یہ نفرت کا اظہار ہے۔فرشتے یہ کہیں گے اپنا منہ اس طرف رکھو ہم تمہاری شکل دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ان کو انکا اعمال نامہ دے کر کہیں گے جاؤ چلے جاؤ، یہ اظہارِ نفرت کی انتہا ہے۔[اور جہاں تک تعلق ہے اس شخص کو جو دیا گیا اپنا اعمال نامہ اپنی پیٹھ پیچھے سے]۔فَسَوْفَ يَدْعُوْ ثُبُوْرًا (ثُبُوْرَ [ہلاکت، تباہی])۔ فَسَوْفَ [تو عنقریب (تو فوراً)]۔يَدْعُوْ [وہ پکارنے لگے گا]۔ثُبُوْرًا [ہلاکت کو، تباہی کو، بربادی کو]۔واویلا کرنا شروع کر دے گا کہ میں لٹ گیا، میں تباہ ہو گیا، برباد ہو گیا۔تو کیا اللہ کو اس کی آہ وزاری پر ترس آ جائے گا؟ قرآن کہتا ہے: نہیں! وَ يَصْلٰى سَعِيْرًا اس طرح آہ وزاری کرتا ہوا[وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا]۔دَخَلَ يَدْخُلُ کا معنٰی داخل ہونا اور (صَلِيَ يَصْلٰى) کا معنٰی سزا کے طور پر داخل ہونا ہے۔ وَ يَصْلٰى سَعِيْرًا اور اپنی بداعمالیوں کی سزا کے طور پر وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: تو جہاں تک تعلق ہے اس شخص کا کہ جس کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں تو جلد ہی اس سے آسان ترین حساب لیا جائے گا، اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش باش لوٹے گا۔ اور جہاں تک تعلق ہے اس شخص کا جو دیا گیا اپنا اعمال نامہ اپنی پیٹھ پیچھے سے تو فوراً وہ پکارنے لگے گا واویلا کرنا شروع کردے گا اور (اپنی بداعمالیوں کی سزا کے طور پر وہ) جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

11 فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ..(الزخرف:55/43)

(أَسَفَ يُؤْسِفُ [کسی کو دکھ دینا/ پریشان کرنا])۔ فَلَمَّا [تو جب]۔ اٰسَفُوْنَا [انہوں نے دکھ دیا ہمیں]۔ یہاں فرعون اور آلِ فرعون کی بات ہو رہی ہے کہ فرعون اور آل فرعون نے جب ہمیں دکھ دیا۔ ہماری مسلسل نافرمانیاں کر کے ہمیں پریشان کر دیا پھر ہمارے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو گیا تو پھر ہم نے بھی جی بھر کے ان سے بدلہ لیا۔ فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا [تو جب انہوں نے ہمیں پریشان کیا]۔ اِنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ [ہم نے انتقام لیا ان سے]۔ کیسے؟ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ [تو ہم نے ان تمام کو غرق کر دیا]۔

ترجمہ: تو جب انہوں (فرعون اور آلِ فرعون) نے ہمیں دکھ دیا/ ہمیں پریشان کیا ہم نے ان سے انتقام لیا اور ہم نے ان تمام کو غرق کر دیا۔

12 وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ..(الانفال:26/8)

اللہ کا یہ کلام قرآن مجید رہتی دنیا تک ہدایت ہے۔ قیامِ پاکستان کے حوالے سے بھی اس آیت کا ترجمہ دیکھیں! وَاذْكُرُوْٓا [اور تم یاد کرو]۔ اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ [جب تم تھوڑے تھے]۔ مُسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ [کمزور سمجھے جانے والے تھے زمین میں]۔ تم محکوم تھے، تمہارے سروں پر انگریز حاکم بن کر بیٹھا ہوا تھا۔ تَخَافُوْنَ [تم ڈرتے تھے]۔ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ (اَنْ [کہ] يَّتَخَطَّفَ [اچک لیں گے] كُمْ [تمہیں] النَّاسُ [لوگ])۔ اچک لینے سے مراد یہاں اغوا کرنا۔ ہر وقت تمہیں یہ خوف رہتا تھا کہ ہمیں اغوا کر کے کہیں کالا پانی نہ بھیج دیں۔ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ [تم ڈرتے تھے کہ اچک لیں گے تمہیں لوگ]۔ فَاٰوٰىكُمْ [تو اس نے تمہیں ٹھکانا دیا]۔ اس نے تمہیں رہنے کے لیے ایک مملکت عطا کی۔ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ (اَيَّدَ يُؤَيِّدُ سے مصدر ہے تَاْيِيْدٌ [کسی کو قوت بخشنا/ کسی کو طاقت فراہم کرنا])۔ وَ اَيَّدَكُمْ [اور اس (اللہ) نے تمہیں قوت بخشی/ اس نے تمہیں مضبوط کیا]۔ بِنَصْرِهٖ [اپنی مدد سے]۔ کہنے والے کہتے تھے کہ یہ ملک (پاکستان) نہیں چل سکے گا بس چار دنوں کی بات ہے لیکن اس نے تمہیں مضبوط کیا اپنی نصرت سے/ اپنی مدد سے۔ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ [اور اس نے رزق دیا تمہیں حلال اور پاکیزہ اشیاء میں سے]۔ پھر تمہارے معاشی بحران کو ختم کیا، چند ایک کارخانے تھے پھر سینکڑوں، ہزاروں کارخانے ہوگئے۔ اللہ نے تمہیں حلال اور پاکیزہ اشیاء میں سے رزق دیا کس لئے؟ تاکہ تم قیامِ پاکستان کے مقاصد کو رقص و سرود کی محفلوں میں اُڑا دو! نہیں! لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال اور پاکیزہ رزق اس لئے عطا کیا تھا تاکہ تم شکر ادا کرو اور شکر ادا کرنے کا مطلب ہوتا ہے حق پہچاننا اور اس کی اشاعت و ترویج اور نفاذ کا حق ادا کرنا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [تاکہ تم اس کا شکر یعنی حق ادا کرو] اور اس ملک کا حق یہ ہے کہ اس کو اسلامی نظام کا گہوارہ بناؤ۔ یعنی اس کے قیام کا مقصد پہچانو اور اُسے پورا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اورتم یادکروجب تم تھوڑے تھے زمین میں کمزورسمجھے جانے والے تھے تم ڈرتے تھے کہ اچک لیں گے تمہیں لوگ، تو اس نے تمہیں ٹھکانا دیا اوراس (اللہ) نے اپنی مدد سے تمہیں قوت بخشی اوراس نے رزق دیا تمہیں حلال اور پاکیزہ اشیاء میں سے تاکہ تم شکرادا کرو۔

13 اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ.. (الانبیاء:83/21)

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ [جب اس نے پکارا اپنے رب کو]۔ یہاں اللہ کے نبی ایوبؑ کی بات ہورہی ہے جو شدید بیماری میں تھے۔ جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو اِنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّ [کہ پہنچی ہے مجھے تکلیف] بامحاورہ ترجمہ کریں گے کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے/میں اس وقت شدید تکلیف میں ہوں۔ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ [اورتو بہترین رحم فرمانے والا ہے]۔ کچھ مانگا بھی نہیں اور سب کچھ مانگ بھی لیا ہے۔ اے اللہ میں تکلیف میں ہوں اور تجھ سے بڑھ کر کوئی رحم نہیں کرسکتا۔ اوراس سے اگلی آیت میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ہم نے اس کو جتنا اس نے کھویا تھا دے دیا بلکہ اپنی خاص مہربانی سے اور بھی دے دیا۔ تاکہ سچے بندوں کے لئے سبب نصیحت ہو (یعنی جو بھی مخلص ہوکر اللہ کو پکارے گا اللہ اس پر بھی اپنا فضل کرے گا)۔

ترجمہ: جب اس (ایوبؑ) نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے (تجھ سے بڑھ کر کوئی رحم نہیں کرسکتا)۔

www.KitaboSunnat.com

مشق

سوال: درج ذیل افعال کی تعلیل کریں یعنی اصلی شکل کو استعمالی شکل میں تبدیل کریں۔

1 قَوَمَ بیماری دور کرنے کے بعد بن گیا قَامَ اور مضارع یَقْوُمُ بیماری دور کرنے کے بعد یَقُوْمُ بن گیا۔

2 وَزَنَ یَوْزِنُ کے بجائے وَزَنَ یَزِنُ استعمال ہوگا، یَوْزِنُ کی واوٗ [و] گر جائے گی۔

3 اَمْیَلَ سے تعلیل کے بعد اَمَالَ استعمال ہوگا اور یُمْیِلُ سے تعلیل کے بعد یُمِیْلُ لہٰذا استعمالی ماضی مضارع (اَمَالَ یُمِیْلُ) مائل کرنا کسی کو جھکانا۔ مثلاً: اَمَالَ الْمُسْلِمُ کَافِرًا اِلَی الْاِسْلَامِ [مسلمان نے ایک کافر کو اسلام کی طرف مائل کیا] اس سے لفظ بنا میلان (جھکاؤ)۔

4 تَوَلَّیَ سے مطابقت کے قاعدہ سے کی تعلیل کے بعد تَوَلّٰی ہوجائے گا اور یَتَوَلَّیُ کی مطابقت کے قاعدے سے تعلیل کی یاء [ی] سے پہلے زبر [ـَ] ہے تو یاء [ی] کو الف [ا] سے بدلا۔ مطابقت کے قاعدے سے تعلیل کے بعد یَتَوَلّٰی بن گیا۔ تَوَلّٰی یَتَوَلّٰی [رخ پھیر لینا/بے توجہی برتنا] یہ استعمالی حالت ہے۔

5 اِسْتَقْوَمَ سے استعمالی حالت اِسْتَقَامَ اور یَسْتَقْوِمُ کی بجائے یَسْتَقِیْمُ استعمال ہوگا۔ اس کا مصدر مُسْتَقِیْمٌ ہے۔ قرآن مجید میں ہے! اِهْدِ النِّصِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ (الفاتحة:5/1)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6 صَلَوَ يُصَلِّوُ لفظ صَلَّوَ کی تعلیل کی واؤ[و] سے پہلے زبر ہے اس لئے واؤ[و] کو الف[ا] سے بدلا تو صَلَّا بن گیا۔ یُصَلِّوُ کی تعلیل کی واؤ[و] سے پہلے زیر[ِ] ہے اس لئے واؤ کو یاء [ی] سے بدلا تو یُصَلِّيُ بن گیا۔ بوجھل ہونے کی وجہ سے یاء [ی] کے اوپر سے پیش[ُ] کو گرادیا تو استعمال کے لیے ماضی مضارع صَلّٰى يُصَلِّي [نماز پڑھنا] بن گیا۔

7 اِبْتَلَوَ يَبْتَلِوُ۔ اِبْتَلَوَ سے اِبْتَلَا استعمال ہوگا۔ اور يَبْتَلِوُ سے مطابقت کے ذریعے تعلیل کی واؤ[و] سے پہلے زیر[ِ] ہے اس لئے واؤ[و] کو مطابقت کے قائدے کے مطابق یاء[ی] سے بدل دیا اور يَبْتَلِيُ بن گیا۔ اس طرح ماضی مضارع کی استعمالی شکل اِبْتَلَا يَبْتَلِي [آزمانا/کسی کی آزمائش کرنا/جانچنا/پرکھنا] بن گئی۔

8 لَقِيُوْا تعلیل کے بعد لَقُوْا ہوجائے گا[انہوں نے ملاقات کی]۔ یاء[ی] گرجائے گی۔ کیونکہ یاء[ی] پرضمہ یعنی پیش[ُ] ہے اور ضمہ/پیش [ُ] کا رہنا بھی ضروری ہے کیونکہ آگے جمع کی واؤ[و] کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ لہذا یہ پیش[ُ] قاف[ق] کو دے دی اور لَقُوْا بن گیا۔

9 تُسْقَيُ یاء[ی] سے پہلے زبر ہے اس لئے یاء[ی] کو الف[ا] سے بدلا، تو بن گیا تُسْقَا اور واضح رہے کہ کھڑی زبر[ٰ] بھی الف[ا] کے قائم مقام ہوتی ہے۔ یوں بھی لکھ سکتے ہیں تُسْقَا۔ لیکن اِملا کے جو اصول چل رہے ہوں انہیں پر چلنا پڑتا ہے تو یہ لفظ کھڑی زبر[ٰ] کے ساتھ رائج ہے، اسے اس طرح تُسْقٰى لکھیں گے۔

مشق

سوال : درج ذیل الفاظ کے ہر جزء کو علیحدہ علیحدہ کریں۔

قرآن مجید کے جو مشکل الفاظ ہیں یہاں انہیں درج کیا ہے (سارے لفظ کا تجزیہ کرنا ہے)۔

1 فَلْيَعْبُدُوْا (قریش:3/106)۔

اس کے اجزا تین بنتے ہیں[فَ+لِ+يَعْبُدُوْا]۔ یہ وہ لام [لِ] جس کا مطلب [چاہیے کہ] ہوتا ہے اور یہ لام [لِ] پچھلے حرف یا لفظ کے ساتھ مل کر ساکن ہوجاتا ہے اس پر جزم آجاتی ہے۔ چنانچہ فَلِ کی بجائے فَلْ پڑھیں گے۔ فَلْيَعْبُدُوْا [تو چاہیے کہ وہ عبادت کریں]۔ قرآنِ پاک میں ہے! فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ [تو انہیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں]۔ الَّذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (قریش :3-4/106)[جو ان کو کھلاتا ہے اور ان کو خوف سے محفوظ رکھتا ہے]۔ یہ اختیارات تو اللہ کے ہیں تو پھر انہیں چاہیے کہ عبودیت کا اظہار بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس گھر (بیت اللہ) کے رب کے سامنے کریں۔ہبل، لات اور منات کو اور کسی غیر اللہ کو درمیان میں نہ لائیں۔

2 لَاُقَطِّعَنَّ ..(الاعراف:124/7)

جب جادوگر مسلمان ہوگئے تو فرعون نے یہ کہا تھا: لَاُقَطِّعَنَّ اَيۡدِيَكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ [یقیناً یقیناً میں کاٹوں گا ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا تمہارے ہاتھوں کے اور تمہاری ٹانگوں کے]۔لَاُقَطِّعَنَّ اس کا تجزیہ ہے (لَ+اُقَطِّعَ+نَّ)۔اُقَطِّعَ اصل میں اُقَطِّعُ تھا مضارع ہونے کی وجہ سے آخر میں پیش [ُ] تھی۔لیکن شدّ والے نون [نّ] کے پہلے جو پیش [ُ] ہوتو واحد فاعل کی خاطر وہ زبر [َ] میں بدل جاتی ہے۔

3 فَلَنَاۡتِيَنَّكَ (طٰہٰ:58/20)۔ اس کا تجزیہ ہے [فَ+لَ+نَاۡتِيُ +نَّ +كَ]۔(مضارع نَاتِيُ سے نَاتِيَ بنا کیونکہ آگے شد والے نون [نّ] کے ساتھ ملانے کیلئے نَاتِیۡ کی یاء [ی] پر زبر [َ] لگائی ہے)۔ فَ+لَ+نَاتِيَ+نَّ+كَ [تو+یقیناً+ہم لائیں گے+ضرور+آپ کے پاس]۔

4 لَنُبَوِّئَنَّهُمۡ (النحل:41/16)

اس کا تجزیہ اس طرح ہے [لَ+نُبَوِّئُ +نَّ+ هُمۡ]۔[یقیناً+ہم ٹھکانا دیں گے+ یقیناً+ان کو] بَوَّءَ يُبَوِّئُ کا مطلب کسی کو ٹھکانا دینا۔لیکن شد [ّ] والے نون [نّ] کے شروع میں آنے والی پیش [ُ] زبر [َ] سے بدل جاتی ہے۔چنانچہ لَنُبَوِّئُنَّ کی بجائے کہیں گے لَنُبَوِّئَنَّ [یقیناً یقیناً ہم ٹھکانا دیں گے] هُمۡ [ان کو]۔یعنی ہمارا یہ حتمی فیصلہ ہے کہ جن کے اعمال اچھے ہونگے ان کے لیے یقیناً یقیناً لازماً ایسا ہو کے رہے گا ہم انہیں جنت میں ٹھکانہ دیں گے اور جن کے اعمال برے ہونگے ہم یقیناً/لازماً انہیں جہنم کی آگ میں ٹھکانہ دیں گے۔

5 اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ (التوبة:13/9)

قرآن پاک میں ارشاد ہوا اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا نَّكَثُوۡا اَيۡمَانَهُمۡ [کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑتے ہو/قتال نہیں کرتے ہو جنہوں نے اپنے وعدوں کو توڑا]۔[اَ+لَا+تُقَاتِلُوۡنَ] اَ[کیا]۔لَا[نہیں] تُقَاتِلُوۡنَ[تم جنگ کرتے ہو/قتال کرتے ہو]۔

6 فَاَنۡجَيۡنَاهُمۡ (الانبياء:9/21)

[فَ+اَنۡجَيۡنَا+هُمۡ]۔ اَنۡجٰی يُنۡجِيۡ [نجات دینا]۔اَنۡجٰی[اس نے نجات دی] اور اَنۡجَيۡنَا[ہم نے نجات دی] فَاَنۡجَيۡنَاهُمۡ [تو ہم نے انہیں نجات دی]۔کسی نبی کے متبعین کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔جنہوں نے اس کی اتباع کی تو ہم (اللہ) نے انہیں نجات دے دی اور نافرمانوں کو سزا دے دی۔

7 فَجَاۤءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ..(یونس:47/10)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاءُ وْ[وہ آئے]۔لیکن اسکے بعد[بِ] کی صلہ (Preposition) آ رہی ہے،لہٰذا اب اس کا معنیٰ ہوگا[وہ لائے]۔اس کا تجزیہ ہوگا۔[فَ + جَائُوْا +هُمْ + (بِ+اَلْبَیِّنَاتِ)]۔فَ[تو]۔جَاءُوْا [وہ لائے]۔هُمْ [انکے پاس]۔بِالْبَیِّنَاتِ[واضح دلیلیں]۔تو وہ انبیاء کرام اپنی قوموں کے پاس واضح دلائل لیکر آئے۔

8 **اَلَّا تُكَلِّمَ**..(مریم:10/19)

اَلَّا (اَنْ+لَا) اَنْ [کہ]۔لَا[نہیں]۔اَنْ + لَا + تُكَلِّمَ (کہ تو بات نہیں کر سکے گا) اللہ کے نبی زکریاؑ سے کہا گیا کہ:تمہارے ہاں بیٹے کی ولادت ہونے والی ہے نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن بات نہیں کرسکو گے۔

9 **فَنَادٰاهَا**..(مریم:24/19)

[تو اس نے پکارا اس (مؤنث) کو]اللہ نے پکارا مریمؑ کو[فَ+نادٰی+هَا] کھڑی زبر[ٰ] الف [ا] کے قائم مقام ہوتی ہے۔الگ سے نادٰی لکھیں گے تو کھڑی زبر[ٰ] کے ساتھ لکھیں گے اور اگر ملا کر لکھنا ہو تو[نادٰا + هَا = نَادٰاهَا] لکھیں گے۔

10 **یٰقَوْمَنَآ**(الاحقاف:31/46)

(یَا+قَوْمَ+نَا)۔یَا[اے]حرف ندا ہے قَوْمَ [قوم]منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے نَا[ہماری]۔[اے ہماری قوم]۔

مشق

سوال: درج ذیل الفاظ سے فعل امر بنائیں۔

1. **تَدْعُوْ** سے فعل امر اُدْعُ فعل مضارع حالت جزم میں جانے کی وجہ سے آخر سے حرف علت واؤ[و] حذف ہوگیا۔
2. **تُحِبُّ** سے اَحِبُّ اور اَحِبَّ دونوں طرح سے درست ہے[تو محبت کر] اَحِبَّ اللّٰهَ وَ اَحِبَّ رَسُوْلَکَ۔
3. **تَتَّبِعُ** سے فعل امر اِتَّبِعْ (تو پیروی کر)
4. **تُطِیْعُ** سے فعل امر بنے گا۔اَطِعْ [تو اطاعت کر]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 تُنَادِیْ ایک دائرہ شروع میں اور ایک آخر میں لگایا شروع کے دائرے نے مضارع کی علامت [ت] کو ختم کردیا اور آخری دائرے نے لفظ کے آخر میں حرف علت [ی] کو ختم کردیا۔ باقی رہ گیا نَادِ تو فعل امر نَادِ [تو آواز دے]۔

6 تَتْلُوْا سے فعل امر اُتْلُ [تو تلاوت کر]۔ قرآن مجید میں ہے: وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ.. (الکہف:27/18) [آپ ﷺ تلاوت کیجئے جو وحی کی گئی ہے آپ ﷺ کی طرف اپنے رب کی کتاب میں سے]۔

7 تَهْدِیْ سے فعل امر اِهْدِ (تو ہدایت دے)

8 تُؤْتِیْ باب افعال سے ہے۔ علامت مضارع گرانے اور شروع میں زبر والا ہمزہ أ لگانے کے بعد شکل اَاْتِی بنے گی۔ لیکن پھر اس کے دونوں ہمزے ملنے سے اٰتِی ہوجائے گا اور آخر سے حرف علت یاء [ی] بھی حذف ہوجائے گا۔ اٰتِ فعل امر ہے اس میں جھٹکا بھی ختم ہوجائے گا۔

9 تُقِیْمُ سے فعل امر اَقِمْ ۔(تو قائم کر)

10 تَبْتَغِیْ سے اِبْتَغِ (تو تلاش کر)۔ وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰهُ [تم تلاش کرو اس میں جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے] کیا، کس کو تلاش کریں؟ دنیا کے مال و دولت کو؛ نہیں بلکہ: اَلدَّارَ الْاٰخِرَةَ [آخری گھر کو]۔ اس (اللہ کے عطیات) کو استعمال کرو آخرت حاصل کرنے کے لئے۔ اور آگے ہے وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا.. (القصص: 77/28) [اور دنیا کے اندر آپ کا جو حصہ ہے اس کو بھی فراموش مت کرو]۔ رہبانیت کی طرح دنیا کی نعمتوں کو اپنے اوپر حرام مت قرار دے لو۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کام کرنے والوں کا تربیتی نصاب

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم!

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. (الجمعہ:2/62)

هُوَالَّذِیْ [وہی ہے جس نے]۔ **بَعَثَ** [بھیجا]۔ بَعَثَ، یَبْعَثُ کا معنٰی کسی کو کوئی ذمہ داری سونپنا کسی کو کوئی ذمہ داری دے کر کھڑا کرنا ہے۔ **فِی الْاُمِّیّٖنَ** [اُمیوں میں (ان پڑھوں میں)]۔ اُمّیّ واحد ہے اور **اُمِّیُّوْنَ** جمع ہے۔اس سے پہلے حرف جر فِی کی وجہ سے اس آیت میں اُمِّیُّوْنَ حالت جر میں آکر اُمِّیّٖنَ استعمال ہوا ہے۔اہل کتاب (تورات انجیل کے حاملین یہود ونصاریٰ) خود کو علم وفضل کے اجارہ دار سمجھتے تھے۔قریش مکہ چونکہ اہل کتاب میں سے نہیں تھے (اس وقت تک انکے پاس اللہ کی طرف سے نازل کردہ کوئی کتاب نہیں تھی) اسلئے یہود ونصاریٰ قریش مکہ کو **اُمِّیٌّ** کہتے تھے (جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے) چنانچہ قریش مکہ کا لقب ہی اُمِّیُّوْنَ بن گیا اور وہ اسی لقب سے پہچانے جانے لگے۔اس کا ایک حد تک حقیقت سے بھی تعلق ہے کہ اگرچہ قریش مکّہ کا حافظہ بہت قوی اور مضبوط تھا لیکن ان میں اکثر لکھ اور پڑھ نہیں سکتے تھے اسلئے بھی ان کو **اُمِّیٌّ** کہا جاتا تھا۔ **رَسُوْلًا** [ایک رسول]۔وہ ذات جس پر اللہ کے پیغامات نازل ہوتے ہوں اور وہ ان پیغامات کو اللہ کے بندوں تک پہنچانے کا مکلّف ہو، ذمہ دار ہو، اس کے لئے لفظ رسول کا استعمال کیا جاتا ہے۔ **مِنْهُمْ** [ان میں سے]۔اللہ رب العزت نے فرمایا! **هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ** [وہی (اللہ ہی) ہے جس نے بھیجا (مبعوث کیا) اُمیوں (ان پڑھوں) میں ایک رسول ان ہی میں سے (اُمیّوں میں سے جو خود بھی اُمّی ہے)]۔

یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ [وہ (رسول آخر الزمان ﷺ) تلاوت کرتے ہیں ان پر]۔ **اٰیٰتِهٖ** [اس (اللہ) کی آیات (اسکے احکامات اور ضابطوں کو)]۔آیات کا معنٰی آفاق وافلاق میں اللہ کی قدرت کی پھیلی ہوئی نشانیاں بھی ہیں اور اس سے مراد اللہ کے نازل کردہ احکامات اور ضابطے بھی ہیں۔یہاں آیات سے مراد اللہ کے احکامات اور ضابطے ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر قرآنِ مجید کی عبارتوں کی شکل میں نازل کئے۔

قراءت اور تلاوت میں فرق۔ (قِرَاْءَةٌ) کا مطلب خالی پڑھنا (Read) کرنا ہے۔اس میں ضروری نہیں ہوتا کہ سمجھ آرہی ہو لیکن (تِلَاوَةٌ) تلاوت میں لفظ کے پیچھے (ساتھ ساتھ) آنا اور معنٰی کا سمجھ آنا بھی ضروری ہے۔ **تَلَا یَتْلُوْ** کا لفظی معنٰی پیچھے آنا (To Follow) ہے۔انسان الفاظ پڑھ رہا ہو اور معنٰی بھی پیچھے پیچھے چلا آرہا ہو اس کو تَلَا یَتْلُوْ کہتے ہیں۔ خالی Read کرنا کہ نہ پڑھنے والے کو سمجھ آرہی ہو نہ سننے والے کو سمجھ آرہی ہو اس کیلئے لفظ قَرَءَ، یَقْرَءُ استعمال ہوتا ہے۔خالی پڑھنے سے تو کسی کے دل کا کسی کے نفس کا تزکیہ نہیں ہوسکتا۔انسان کے ذوقِ سماعت کو تو تسکین مل سکتی ہے لیکن بات اسکے دل میں نہیں اتر سکتی جب تک اُسے سمجھ نہ آرہی ہو۔ **تَلَا یَتْلُوْ** میں خالی ذوقِ سماعت کی تسکین نہیں ہے بلکہ دل تک بات کا پہنچنا ضروری ہے۔قرآنِ مجید کی آیات کی تلاوت کرکے سننے والوں کو سمجھ آرہی ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہا! یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيُزَكِّيهِمْ ۔ ہمارے پیغمبران پر اس (اللہ) کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔ زَكَّا، يُزَكِّيْ کا مادہ (ز ک و) ہے اور ثلاثی مزید فیہ کے باب تَفْعِيْلٌ سے گزرنے کے بعد اصل شکل میں زَكَّوَ، يُزَكِّوُ تھا۔ چونکہ یہ ایک بیمار فعل تھا اسلئے تعلیل کے بعد زَكَّوَ سے زَكَّا اور يُزَكِّوُ سے يُزَكِّيْ استعمالی شکل بن گیا۔ (ز ک و) مادہ عربی زبان میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ نیچے وضاحت کی گئی ہے۔

(i) باطنی لحاظ سے کسی چیز کو پاک کرنے کے معنیٰ میں یا کسی کا اندر کسی کا من (پاک کرنے) کے معنیٰ میں (تن کو نہیں کیونکہ تن کو پاک کرنے کیلئے طہارت کا یا نظافت کا لفظ استعمال ہوتا ہے)۔ کسی کے من کو پاک کرنا کسی کے نفس کو اس کی آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک کرنا یہی زَكّٰى يُزَكِّيْ ہے۔ مال اس وقت تک باطنی لحاظ سے پاک نہیں ہوتا ہے جب تک اس کا متعینہ حصہ جسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے ادا نہ کیا جائے اسی لئے اس متعینہ مقررہ حصے کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ کسی کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے جب تک اس میں سے اڑھائی فیصد ادا نہ کر دیا جائے تب تک وہ مال **خبیث** باطنی لحاظ سے ناپاک ہی رہتا ہے۔ بظاہر وہ مال و دولت کتنی ہی اُجلی نظر آرہی ہو، بڑا خوبصورت پلازہ کیوں نہ ہو اسکی بڑی آب و تاب اور چمک دمک ہی کیوں نہ ہو عنداللہ وہ عمارت وہ بلڈنگ صاف ستھری نہیں ہے۔ عنداللہ وہ روپیہ پیسہ پاک صاف نہیں ہے جب تک کہ سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ ادا نہ کر دیا جائے اس لئے اس مقررہ متعینہ حصہ کو بھی زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ فرمایا! وَيُزَكِّيهِمْ ان کے نفس میں جو شرک، بدعات، کی اوہام کی اور خرافات کی آلودگیاں ہیں، جو ظلم و تشدد، ناانصافی، بدعنوانی کی اور بددیانتی کی میل کچیل ہے ہمارے پیغمبر ﷺ ان کے نفس کو ان کے دلوں کو اس میل کچیل سے ان آلائشوں سے ان آلودگیوں سے پاک کرتے ہیں۔ یہی ہے باطنی لحاظ سے پاک کرنا۔

(ii) (ز ک و) مادے کا دوسرا معنیٰ (پروان چڑھانا) یا کسی چیز کی (نشو و نما کرنا) ہوتا ہے۔ اسلئے يُزَكِّيهِمْ کا دوسرا معنیٰ ہوگا کہ وہ (نبی آخر الزمان ﷺ ان کے دلوں میں موجود اللہ کا خوف نیکی اور تقویٰ کو پروان چڑھاتے ہیں۔ نفس کی آلودگیوں سے پاک کر کے نیکی کے جذبات اور تقویٰ کو پروان چڑھانا بھی زَكّٰى يُزَكِّيْ کا معنیٰ ہے۔ وَيُزَكِّيهِمْ [اور وہ ان کا تزکیہ کرتے ہیں]۔ تزکیہ کا بہترین طریقہ قرآن مجید کی آیات کے ساتھ فکری اور شعوری رابطہ پیدا کرنا ہے۔ تزکیہ حاصل کرنے کے باقی سب طریقے خود ساختہ ہیں مثلاً: ترکِ دنیا اختیار کر کے صحراؤں، جنگلوں، بیابانوں اور ویرانوں کا رُخ کر لینا اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر کونوں اور حجروں میں بیٹھ کر آرام کی زندگی بسر کرنا اللہ رب العزت کے ہاں قابلِ قبول نہیں ہیں۔ بدعتوں پر مبنی معاشرے میں رائج مخصوص ریاضتیں کرنا، مخصوص کلمات کو دہرانا، عجیب و غریب فلسفوں اور تصورات پر ایمان لانا یہ فلاں شخص کا تصور ہے اور **فَنَا فِيْ** فلاں کا تصور ہے۔ بذریعہ تلاوت آیات کے علاوہ تزکیہ حاصل کرنے کے باقی سب طریقوں اور تمام تصورات کی قرآنِ مجید مکمل نفی کرتا ہے۔ کسی نے اگر اپنے دل کا اپنے نفس کا تزکیہ کرنا ہو اور اس نے دل میں موجود تقویٰ، خیر، نیکی، اللہ سے وفاداری اور بِرّ کے جذبات کو پروان چڑھانا ہو۔ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی آیات کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کیا جائے قرآنِ مجید کی آیات سے فکری اور شعوری تعلق پیدا کیا جائے پڑھنے والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سمجھ رہا ہو کہ اللہ رب العزت اس سے مخاطب ہے اور وہ اس کو سمجھا رہا ہے اس کا تزکیہ کر رہا ہے اس انداز سے قرآنِ مجید کے ساتھ فکری اور شعوری تعلق پیدا کرنا اور اُسے مضبوط کرنا، یہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے جو قرآنِ مجید اپنے پڑھنے والوں کو بتاتا ہے۔ اسلیئے فرمایا! يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ تو تلاوت آیات اور اس کے ذریعہ سے تزکیہ نفس کرنا یہ پیغمبر ہی کا منصب ہوتا ہے۔ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ [اور وہ (پیغمبر) تعلیم دیتا ہے (ہمارے وہ پیغمبر نبی آخر الزماں ﷺ ان کو سکھاتے ہیں) کتاب اور حکمت]۔ کتاب سے مراد سب لکھ لئے گئے۔ احکامات اور ضابطے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں جبکہ اس کے علاوہ ان ضابطوں کی تشریح، ان ضابطوں کی توضیح وتشریح جو ہر نبی اللہ کی طرف سے القاء کردہ یعنی وحی کردہ حکمت وبصیرت کی روشنی میں کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کو اَلۡحِكۡمَةُ سے تعبیر کیا ہے۔ تمام مفسرین کے نزدیک اس کا معنٰی سرورِ کائنات نبی آخر الزماں ﷺ کے وہ ارشادات وفرامین ہیں جو قرآنِ مجید کی توضیح کرتے ہیں۔ اَلۡحِكۡمَةُ قرآن مجید کی توضیحات قرآنِ مجید کی تشریحات مراد ہیں سے اللہ کے نبی ﷺ ان کے باطن کا تزکیہ کرتے ہیں آلودگیوں سے پاک کرتے ہیں خیر اور تقویٰ کے جذبات کو پروان چڑھاتے ہیں اور زندگی گزارنے کے طریقے سکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کا اجتماعی اور معاشرتی نظام کیا ہے ان کا سیاسی نظام کیا ہے ان کا تمدنی اور اقتصادی نظام کیا ہے کتاب اللہ کی روشنی میں اور وحی کردہ یعنی اللہ کی طرف سے القاء کردہ حکمت و بصیرت کی روشنی میں اس کے اصول اور ضابطے [اَلۡحِكۡمَةُ] انہیں سکھاتے ہیں۔

یہی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کام کرنے والوں کا تربیتی نصاب ہے۔

ترجمہ: وہی (اللہ ہی ہے) ہے جس نے بھیجا (مبعوث کیا) اُمیوں (ان پڑھوں) میں ایک رسول ان ہی میں سے، ان اُمیوں میں سے وہ (رسول ﷺ) تلاوت کرتے ہیں ان پر اس (اللہ) کی آیات اور وہ (پیغمبر ﷺ) تعلیم دیتے ہیں (ان کو) کتاب اور حکمت کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کام کرنے والوں کا عملی پروگرام

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ يُقِيمُوْنَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط (التوبہ:71/9)

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ [اور مومن مرد اور مومن عورتیں]۔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ [ان میں سے بعض بعض کے ساتھی ہیں / معاون ہیں / مددگار ہیں]۔ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ [وہ مل جل کر (مرد اپنا کردار ادا کرتا ہے عورت اپنا کردار ادا کرتی ہے) نیکی کا حکم دیتے ہیں]۔ معروف یعنی نیکی کا، وہ اقدار جو شریفانہ سوسائٹی میں شریفانہ خاندان میں معروف ہوں ان کے لئے معروف کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ اچھی اقدار جو جانی پہچانی جاتی ہوں جن کو ہر انسان کی فطرت اچھا سمجھتی ہو۔ وہ معروف، بھلائی، نیکی کی خیر اور اقدار کا حکم دیتے ہیں وہ معاشرے میں نیکی کو فروغ دیتے ہیں۔ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [اور برائی سے روکتے ہیں]۔ جس امر (بات) کو فطرت سلیمہ اخذ کرنے سے انکار کرتی ہو اس کو منکر کہا گیا ہے ہر سلیم الفطرت شخص جھوٹ سے، بدعنوانی (Corruption) سے اور کسی پر ظلم و تشدد کرنے سے نفرت کرتا ہے۔ سلیم الفطرت شخص کی فطرت ان چیزوں کو قبول کرنے سے انکار کرتی ہے اس لئے ان چیزوں کو منکر سے تعبیر کیا گیا اور شریعت کی اصطلاح میں منکرات کہا گیا ہے۔

اور جو چیز ہی سلیم الفطرت شخص کے ہاں جانی پہچانی اقدار ہوں انہیں معروف سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ [اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں]۔ قرآن مجید میں اَقَامَتِ صَلٰوۃ اور اِیْتَاءِ زَکٰوۃ کے الفاظ اکٹھے ذکر کئے جاتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا احاطہ کرنے کے لئے فرمایا! وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ [وہ اللہ کے حقوق پورا کرتے ہیں] وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ [اور بندوں کے حقوق بھی پورے کرتے ہیں]۔ يُؤْتُوْنَ کا مادہ (ء ت ی) ہے اٰتٰی يُؤْتِي [دینا]۔ اللہ کی توحید اور اس کی کبریائی پر ایمان لانے کے بعد اللہ کا سب سے بڑا حق ہے کہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق عبودیت، بندگی، عجز اور انکساری کی جائے۔ آخرت کے دن انسان جو مرضی کہہ لے کہ اللہ! میں بڑی خیرات کیا کرتا تھا۔ اللہ فرمائے گا باقی سب باتیں بعد میں پہلے یہ بتاؤ نماز پڑھا کرتے تھے یا نہیں۔ اللہ میں بڑی دیگیں پکا کے غریبوں میں تقسیم کیا کرتا تھا، اللہ میں رشتہ داروں کے حقوق کا بڑا خیال رکھا کرتا تھا، اللہ میں نے بڑے حج کئے، میں بڑے روزے رکھا کرتا تھا، اللہ میں بڑے نوافل پڑھا کرتا تھا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے کہا نہیں پہلے یہ بتاؤ جو فرض نماز ہے بتاؤ وہ پڑھا کرتے تھے یا نہیں باقی نیکیاں بعد میں۔ جو اس مرحلے کو عبور کر گیا وہ کامیاب ہوگا اور جو اس امتحان میں ہی ناکام ہوگیا۔ باقی چیزوں کا اس سے حساب کتاب نہیں لیا جائے گا اس لئے جگہ جگہ کہا ہے وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ [اور وہ نماز قائم کرتے ہیں]۔ نماز کا اہتمام کرتے ہیں اس کو ترجیحی حیثیت دیتے ہیں حقوق اللہ پورے کرتے ہیں تو اللہ کا سب سے بڑا حق ہے اس کے سامنے کھڑے ہو کر حدیث کے مطابق پانچ اوقات میں جو بھی اس کا بتلایا ہوا طریقہ ہے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبودیت اور بندگی کرنا ہے۔وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ اور بندوں کا سب سے بڑا حق ہے ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا۔انسان خود تو عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہا ہو اور دوسرے انسانوں کا ایک طبقہ پس رہا ہو اس کا اُسے کوئی خیال ہی نہ ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندوں کا سب سے بڑا حق پورا نہیں کر رہا ہے۔ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا، ان کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنا، ان کی مصیبتوں اور پریشانیوں کو حتی المقدور اپنی بساط کے مطابق دور کرنے کی جدوجہد کرنا، یہ جذبہ رکھنا یہ بندوں کا سب سے بڑا حق ہے۔وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ زندگی کے باقی معاملات میں بھی [وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کہا مانتے ہیں]۔وَ اُولٰٓئِکَ [وہ لوگ (جن کا ذکر پیچھے گزرا)]۔سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ [جلد ہی رحم کرے گا ان پر اللہ]۔ان لوگوں پر اللہ اپنی رحمتوں، شفقتوں اور عنایتوں کی برکھا برسائے گا۔

ترجمہ: اور مومن مرد اور مومن عورتیں ان میں سے بعض بعض کے ساتھی ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔وہ لوگ (جن کا ذکر پیچھے گزرا) جلد ہی ان پر اللہ رحم کرے گا۔

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی جدوجہد

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝ۭ

(الانفال:73/8)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ [اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان میں بعض بعض کے ساتھی ہیں]۔جس طرح پہلے کہا کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہوئے معاشرے کی اصلاح میں اپنا اپنا کردار انجام دیتے ہیں۔اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ ایک دوسرے کے معاون ہیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔امتِ مسلمہ کو اللہ رب العزت مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں! اِلَّا تَفْعَلُوْهُ (اِلَّا اصل میں اِنْ+لَا ہے)[اگر نہیں]۔تَفْعَلُوْ [تم کرو گے]۔ هُ [اس کام کو]۔اِلَّا تَفْعَلُوْهُ [اگر تم نہیں کرو گے اس کام کو (جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے)]۔اگر تم وہ کام نہیں کرو گے یعنی اگر تم بھی کافروں کی طرح ایک دوسرے کا ساتھ دے کر اجتماعی جدوجہد نہیں کرو گے تو کیا ہوگا؟ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ ۔تَكُنْ (كَانَ يَكُوْنُ) سے ہے جو اصل میں تَكُوْنُ تھا، یہاں حالتِ جزم میں تکُنْ ہو گیا۔تَكُنْ [ہوگا]۔فِتْنَةٌ [فتنہ]۔فِي الْاَرْضِ [زمین میں]۔وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ [اور بڑا فساد]۔

فتنہ اور فساد دو الفاظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔فتنہ کا معنٰی وہ آزمائشیں ہیں جن آزمائشوں سے اسلام قبول کرنے والے کو اسلام کی بالادستی کے لئے جدوجہد کرنے پر دوچار ہونا پڑتا ہے۔اسی وجہ سے کہا! وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:191/2)۔مشرکین مکہ سے کہا! کہ تم جو کچھ کر رہے ہو یہ کہ اللہ کے نام لیواؤں کو اللہ کا نام لینے سے روک رہے ہو ان کو صعوبتیں اور اذیتیں پہنچا رہے ہو ان پر عرصۂ حیات تنگ کر رہے ہو تمہارا یہ گناہ اَشَدُّ [سنگین تر] ہے۔مِنَ الْقَتْلِ [قتل کرنے سے بھی] اس کی سزا قتل بھی کم ہے۔جب جہاد وقتال کو حکم ہوا رقتال فی سبیل اللہ کا حکم نازل ہوا تو مشرکینِ مکہ نے امت مسلمہ کے خلاف ر دین اسلام کے خلاف بڑا پروپیگنڈا کیا کہ یہ کیسا دین ہے انکو قتل و غارت پر ابھار رہا ہے۔قرآن نے کہا! وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ تم خود فتنہ انگیزی کر رہے ہو تم نے اللہ کے نام لیواؤں کو اللہ کے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ان کو ان کے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا ان کے جان و مال کو تباہ کیا، تم خود کتنا ظلم کر رہے ہو۔اللہ کے فرمان کو اللہ کے نظام کو اللہ کی زمین پر نافذ کرنے والوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رہے ہو۔تم اپنے گریبان میں جھانک کے دیکھو تمہارا گناہ سنگین ترین ہے تو تمہاری یہ [فتنہ انگیزی قتل سے بھی زیادہ بڑا (جرم) ہے]۔آجکل پوچھتے ہیں کیا تلوار اٹھانے کا، کلاشن کوف اٹھانے کا حکم قرآن میں ہے؟ ہاں ہے! اس کے خلاف جو اللہ کے نام لیواؤں پر ظلم و تشدد کر رہا ہو۔ان کو اللہ کے نام لینے سے روک رہا ہو اللہ کی زمین پر اللہ کا پرچم بلند کرنے والوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنا رہا ہو تو ان کا گناہ سنگین تر ہے۔ایک اور جگہ کہا! وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:217/2)[فتنہ قتل سے بھی بڑا (جرم) ہے]۔فرمایا اگر تم مل کر اجتماعی جدوجہد نہیں کرو گے تو پھر یاد رکھو تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ پھر مسلمان آزمائشوں کا صعوبتوں کا دشمن کی طرف سے دی جانے والی اذیتوں کا نشانہ بنتے رہیں گے۔ اللہ رب العزت فرمارہے ہیں! تم جب تک اکھٹے نہیں ہوگے تمہاری جب تک اپنی علیحدہ سے مسلم اقوام متحدہ نہیں بنے گی تمہاری جب تک اپنی علیحدہ سے سلامتی کونسل نہیں بنے گی تمہارے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا۔ جس طرح کافر مل کر ایک دوسرے کا ساتھ دے کر تمہارے ساتھ یہ سلوک کررہے ہیں کفر کو اس معاشرے میں فروغ دے رہے ہیں فرمایا! جب تک تم اسی طرح کی اجتماعی جدوجہد نہیں کروگے زمین میں یہ فتنہ یہ صعوبتیں یہ ایذائیں اس طرح کے ظلم وستم کے حالات باقی رہیں گے۔ **وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ** فساد کا لفظ قرآنِ مجید میں اللہ کی زمین کے نظام کو بگاڑنے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ زمین اللہ کی ہے، اس لئے اللہ کی زمین کا نظام اللہ کا نازل کردہ قانون کے ذریعہ سے ہی درست رہ سکتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتو پھر کیا ہوگا؟ **وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ** [بہت بڑا بگاڑ پیدا ہوگا] اللہ کی زمین کا نظام بگڑا ہی رہے گا۔ یہاں پر اللہ کا پرچم بلند نہیں ہوسکے گا۔

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان میں بعض بعض کے ساتھی ہیں، اگر تم (بھی انہیں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھی بن کر اجتماعی جدوجہد نہیں کروگے) اس کام (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) کو جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کام کرنے والوں کے نظم و نسق کی بنیاد

(i) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ..(الانفال:64/8)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ [(یہ تمہارے رب کا حکم ہے) اور تم اطاعت کرو (کہا مانو) اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی]۔ وَلَا تَنَازَعُوْا [اور تم ایک دوسرے سے جھگڑا مت کرو]۔ تَنَازَعَ، يَتَنَازَعُ باب تفاعل سے ہے اس میں مشارکت کی خاصیت موجود ہے اور اس کا لفظی معنٰی [(ایک دوسرے سے) کھینچا تانی کرنا] ہوتا ہے۔ اس لئے کہ نَزَعَ کا معنٰی [کھینچنا] ہوا۔ جب روح کھینچی جارہی ہو اس وقت کو نَزْع کا عالم کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے! وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا o (النّٰزِعٰت:1/79)[(جسم میں) ڈوب کر (روح) کھینچنے والوں (فرشتوں) کی قسم]۔ ایک شخص کسی بات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہو دوسرا اس بات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہو ہر مسئلے پر کوئی نہ کوئی اختلاف اور جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ فرمایا: [اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا کہا مانو اور ایک دوسرے سے جھگڑا مت کرو]۔ اگر جھگڑا کریں گے تو کیا ہوگا؟ فَتَفْشَلُوْا [تو تم کمزور ہو جاؤ گے]۔ وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ [اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (یا معنٰی کریں گے اور تمہاری ہیبت چلی جائے گی ر تمہارا رعب اور تمہارا دبدبہ ختم ہو جائے گا)]۔ وَاصْبِرُوْا [اور (اس لئے ایسے حالات میں) تم صبر کرو]۔ ہر شخص کا جی چاہتا ہے کہ وہ اپنی رائے کو اپنے مؤقف کو بالا دستی دے۔ اسلئے فرمایا کہ اس طرح کی کیفیت پیدا ہو جائے تو صبر کرو فوراً آستینیں مت چڑھاؤ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ [یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے]۔

ترجمہ: اور تم اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور تم ایک دوسرے سے جھگڑا مت کرو، (اگر تم نے ایسا کیا) تو تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (تمہاری ہیبت چلی جائے گی ر تمہارا رعب اور تمہارا دبدبہ ختم ہو جائے گا)، (اس لئے ایسے حالات میں) تم صبر کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(ii) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ..(النساء:59/4)

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ [اے لوگوں جو ایمان لائے ہو (یہ تمہارے رب کا حکم ہے) اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی]۔ وَاُولِي الْاَمْرِ (اَمْر = حکم دینا) [اور جن کے پاس حکم دینے کی قوت ہو ر جن کے پاس قوتِ نافذہ ہو]۔ آج کے دور کی بدقسمتی ہے کہ جن کہ پاس کتاب وسنت کا علم ہے انکے پاس قوتِ نافذہ نہیں اور جن کے پاس قوتِ نافذہ ہے ان کہ پاس کتاب وسنت کا علم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ورنہ قرونِ اولیٰ میں اُولِی الْاَمْرِ سے مراد وہی لوگ تھے جن کے پاس قوتِ نافذہ بھی ہوتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ان کے پاس کتاب وسنت کا علم بھی ہوتا تھا۔ مِنْكُمْ [جو بھی تم میں سے ہو]۔یعنی وہ اُولِی الْاَمْرِ تمہارے اوپر مسلط کردہ نہ ہوں انہوں نے عوام کے حقوق پر ڈاکہ نہ مارا ہو۔ وہ تم ہی میں سے ہوں تمہاری طرف سے منتخب کردہ ہوں اگر تم نے خود انہیں بنایا ہے وہ اربابِ اقتدار ہیں انکے پاس قوتِ نافذہ ہے تو پھر انکی اطاعت کرو۔ انتظامی معاملات میں جو اختیار انکے پاس ہے اس کی حد میں رہتے ہوں۔ جو انتظامی معاملات ہیں ٹھیک ہے وہ کہتے ہیں تم نے بل ادا کرنا ہے، ادا کرو، فلاں کام کرنا، سڑک کے دائیں طرف چلنا ہے یا بائیں طرف چلنا ہے، چلو، انتظامی معاملات میں انکا کہا مانو انکی اطاعت کرو پھر قانون شکنی نہ کرو۔ اشارہ بند ہے تو ٹھیک ہے، رکے رہو۔ ان کو یہ اختیار تو نہیں دیا گیا کہ وہ نمازوں کی تعداد کم کردیں یا وہ نمازوں کی رکعتوں کی تعداد میں کمی بیشی کردیں۔ اللہ کے ساتھ اَطِيْعُوا [حکم مانو] کا لفظ ہے اور رسول ﷺ کے ساتھ بھی اَطِيْعُوا کا لفظ ہے لیکن اُولِی الْاَمْرِ کے ساتھ علیحدہ سے اَطِيْعُوا کا لفظ نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان (اُولِی الْاَمْرِ) کی اطاعت اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع ہو، انکا کوئی حکم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے قوانین سے متصادم نہ ہو۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ [پھر اگر تنازعہ ہو تمہارا، آپس میں]۔ فِيْ شَيْءٍ [کسی چیز میں/کسی معاملے میں]۔ فَرُدُّوْهُ [تو تم لوٹا دو اس کو]۔ رَدَّ يَرُدُّ [لوٹا دینا] اور رُدُّوْا فعل امر ہے۔ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ [اللہ اور رسول ﷺ کی جانب]۔ تو تم اُسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ کوئی بھی اختلاف ہو جائے کسی مسئلے میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے کسی اجتہادی مسئلے میں اختلاف ہوسکتا ہے کسی انتظامی مسئلے میں اختلاف ہوسکتا ہے تو اللہ اور رسول ﷺ نے جو فیصلہ کیا ہے اس کو بلا چوں چراں مان لو پھر کسی بڑی سے بڑی ہستی کے قول کو کسی بڑے سے بڑے انسان کے فرمان کو اور کسی کی رائے کو ترجیح مت دو۔

ترجمہ: اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں سے ان کی جن کے پاس بھی حکم دینے کی قوت ہو (قوتِ نافذہ ہو، پھر اگر کسی معاملے میں ان کے ساتھ تمہارا تنازعہ ہو جائے تو تم اس معاملے کو اللہ اور رسول ﷺ کی جانب (فیصلے کے لئے) لوٹا دو۔

(iii) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ.. (النساء:58/4)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ [یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ادا کرو امانتوں کو]۔ **اِلٰٓى اَهْلِهَا** [انکے اہل کی طرف]۔ [ضمیر هَا لفظ اَمٰنٰتِ کی طرف لوٹ رہی ہے]۔ جو لوگ اس کے مستحق ہیں، جو ان امانتوں، ان عہدوں اور مناصب کی اہلیت رکھتے ہیں، یہاں امانتوں سے مراد صرف کوئی مالی امانت نہیں ہے، عہدہ ومنصب بھی ایک امانت ہوتی ہے۔ تو فرمایا: عہدوں پر انہیں کو فائز کرو جو ان عہدوں کی اہلیت رکھتے ہوں اس میں رشوت اور سفارش کو کوئی دخل نہ ہو۔ عوام کو بھی حکم دیا جا رہا ہے۔ ٹھیک ہے تم نے اگر کسی کو قیادت دینی ہے تو اس کی اہلیت کو سامنے رکھتے ہوئے، انکی امانتیں ان حق اداروں کو ادا کرو۔ حکمرانوں کو بھی کہا جا رہا ہے کہ تم نے کسی عہدے کسی منصب پر کسی کو فائز کرنا ہے تو اس کی اہلیت سے مطابق ہو۔ اس کو وہ عہدہ دے دو۔ اور اس عہدہ ومنصب پر جو فائز ہو جائے انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ اب تمہارے پاس قوتِ نافذہ آ گئی ہے تمہارے پاس کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدہ و منصب آ گیا ہے۔**وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ** [اور جب تم لوگوں کے درمیان کوئی فیصلہ کرو]۔تو! **اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ** [(اللہ تمہیں حکم دیتا ہے) کہ تم فیصلہ کرو عدل و انصاف کے ساتھ]۔

ترجمہ: یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں سپرد کر دو ان کو جو ان امانتوں کے اہل ہوں اور جب تم فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان، تو تم عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلبہ دین کیلئے جدوجہد کرنے والوں کی صفات

ⓘ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (الفتح:29/48)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ [محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں (پیغمبر ہیں)] وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ [اور وہ جو انکے ساتھ ہیں]۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (اَشِدَّاءُ کی جمع شَدِيْدٌ ہے) [سخت ہیں کافروں پر]۔ کفار کے کفر کی بات آتی ہے تو پھر اس کی مذمت اور مزاحمت کرتے وقت کسی قسم کی لچک میں نہیں آتے بلکہ اصولوں پر سختی سے قائم رہتے ہیں۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ [آپس میں رحم دل ہیں رزم ہیں]۔ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا (رَاٰی، يَرٰی [دیکھنا])۔ تَرٰىهُمْ [تم دیکھو گے انہیں]۔ رَاكِعٌ کی جمع رُكَّعٌ ہے) [رکوع کرتے ہوئے]۔ سُجَّدًا [سجدہ کرتے ہوئے]۔ یعنی تم دیکھو گے انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے۔ يَبْتَغُوْنَ [وہ تلاش کرتے ہیں (ان کاموں کے ذریعے)]۔ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ [اللہ کی طرف سے فضل کو]۔ وَرِضْوَانًا [اور اس کی خوشنودی کو رضا مندی کو]۔ انکی جدوجہد کا مقصد اللہ کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ انکی راتیں اللہ کے آگے رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے گزرتی ہیں اور انکا دِن کسبِ معاش میں گزرتا ہے۔ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ سے مفسرین نے یہ معنٰی لیا ہے وہ دن کو محنت کرتے ہیں / دن کو جدوجہد کرتے ہیں اور راتیں اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔ احادیث کی روشنی میں لفظ راتیں سے مراد پوری رات نہیں ہے۔ حدیث میں ہے: جس نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی صبح سے پہلے وہ اُٹھا تہجد کے نوافل ادا کئے پھر فجر کی نماز با جماعت پڑھی! فَكَاَنَّمَا اَحْيَى اللَّيْلَ كُلَّهٗ تو گویا کہ اس نے رات بھر اللہ کی عبادت کی۔ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا یعنی انکی جدوجہد کا مقصد، انکا ہدف Target اللہ کو راضی کرنا ہوتا ہے۔ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ [انکی علامت انکی پہچان انکے چہروں میں ہوتی ہے]۔ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ [سجدوں کے نشان سے]۔ یہاں صحابہ کرام کی فضیلت کو بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ مسجد نبوی میں کنکریاں و ریت پڑی ہوتی تھی لمبے لمبے سجدوں کی کثرت کی وجہ سے انکے ماتھوں پر نشان پڑ جاتے تھے اور انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے فرمایا! آپ دیکھیں گے انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے وہ اللہ کے فضل کو تلاش کرتے ہیں۔ اللہ کو خوش کرنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں سجدوں کے نشان کی وجہ سے انکے چہروں میں انکی پیشانیوں پہ ان سجدوں کی علامتیں نشانیاں عیاں ہوتی ہیں۔

ترجمہ: محمد ﷺ اللہ کے رسول (پیغمبر) ہیں اور وہ لوگ (صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ) جو انکے ساتھ ہیں کافروں پر (تو) سخت ہیں (جبکہ) آپس میں رحم دل ہیں رزم ہیں، تم دیکھو گے انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے وہ تلاش کرتے ہیں اللہ کی طرف سے فضل اور رضا مندی کو، انکی پہچان انکے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ii) یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ؕ(الصف:11/61-10)

یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ [اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہاری رہنمائی کروں ایسی تجارت پر ایسے کاروبار پر]۔(تِجَارَۃٌ ایک چیز دینا اور اسکے بدلے میں کوئی چیز لینا کو کہتے ہیں)۔کیا میں ایسے لین دین کی طرف تمہاری رہنمائی کروں جو۔تُنْجِیْکُمْ [تمہیں نجات دے دے]۔کس چیز سے؟مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ [المناک،اذیت ناک، دردناک عذاب سے]۔اور وہ تجارت ہے! تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ [تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول ﷺ پر] اللہ کی وحدانیت اور کبریائی کو مانو اور نبی آخر الزماں ﷺ کی نبوت اور رسالت کو مانو۔اس نظریے کی صداقت وحقانیت پر جب تم ایمان لا چکو تو پھر اسی بات پر اکتفا نہ کرو کہ چلیں ہم نے تو اپنی اصلاح کر لی ہے ہم تو اللہ کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں۔نہیں! بلکہ پھر اس نظریے کی بالا دستی کے لئے جو کچھ تم سے ہوسکتا ہے وہ کرو۔پھر آرام سے نہ بیٹھو پھر گوشہ نشینی اختیار نہ کرلو۔کہا اللہ اور رسول ﷺ کی جن تعلیمات کی حقانیت وصداقت پر تم خود ایمان لا چکے ہو انکی بالا دستی کیلئے پھر گھروں سے باہر نکل پڑو۔وَ تُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ [اور تم جہاد کرو جدوجہد کرو اللہ کی راہ میں]۔بِاَمْوَالِکُمْ [اپنے مالوں کے ذریعے]۔ وَاَنْفُسِکُمْ [اور اپنی جانوں کے ذریعے]۔مال بھی خرچ کرو، اپنی جانیں بھی کھپاؤ اور اپنا وقت بھی صرف کرو۔یہ وہ تجارت ہے کہ جان و مال کی قربانی اللہ کی راہ میں پیش کرو گے تو وہ اس کے بدلے میں تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے دے گا۔اور جس کو اللہ کے عذاب سے نجات مل جائے گی وہ جنت کی نعمتوں جنت کے عیش و آرام اور اس کی آسائشوں کا مستحق ہو جائے گا۔

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہاری رہنمائی کروں ایسی تجارت پر ایسے کاروبار پر جو تمہیں نجات دے دے المناک عذاب سے (وہ یہ ہے کہ) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول ﷺ پر اور تم جہاد کرو (جدوجہد کرو) اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلبہ دین کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَـٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۗ وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِى نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَـٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا۟ مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ۝ (التوبة: 9/34-35)

اس آیت کا مفہوم ہے:۔ جب تم غلبہ دین کی راہ میں جدوجہد کرنے کے لئے نکلو گے بدقسمتی سے دو طبقات تمہارے مخالف ہو جائیں گے۔ایک وہ جن کو اپنے معاشی مفادات پر زد پڑتی ہوئی نظر آ رہی ہوگی انہیں اپنے نذرانے بند ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہونگے اور دوسرے وہ بڑے بڑے سرمایہ دار جو اپنی تجوریاں مال و دولت سے بھر کر سانپ بن کر ان کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ [اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو]۔یقیناً اُس وقت بہت سے (وہ لوگ) جن کے ذاتی مفادات کو زد پہنچ رہی تھی جنہیں اپنے نذرانے بند ہو جانے کا خدشہ تھا۔یہودیوں کے بڑے بڑے اصحاب جُبّہ و دستار، عیسائیوں کے بڑے بڑے رہبان، راہب، درویش، بظاہر وہ بڑے تارک الدنیا تھے لیکن لوگوں کی جیبوں پر نظریں رکھنے والے اور انکے نذرانوں پر پلنے والے تھے۔انکے بارے میں کہا جا رہا ہے! إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ [یقیناً یہودیوں کے عالموں میں سے اور عیسائیوں کے راہبوں میں سے اکثریت]۔لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ [یقیناً یقیناً کھا رہے ہیں لوگوں کے مال]۔بِٱلْبَـٰطِلِ [ناجائز طریقوں سے]۔وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ [اور روک رہے ہیں اللہ کی راہ سے]۔انکے علم و فضل سے مرعوب نہ ہو جانا وہ تمہیں حق بات قبول کرنے سے روکنا چاہیں گے تمہارے ذہنوں میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اللہ کی کتاب تو کچھ اور کہہ رہی ہے اور یہ بڑے بڑے اصحابِ جبہ و دستار کچھ اور کہہ رہے ہیں یہ لوگوں کو اور طرف لے جا رہے ہیں اس طرح کی خود ساختہ ہیبت اور دبدبے سے تم مرعوب نہ ہونا۔ایک اشکال پیدا ہوتا تھا سادہ لوح عوام کے دلوں میں کہ اگر واقعتاً اللہ کی کتاب کی تعلیمات سچی ہیں واقعتاً نبی آخر الزماں ﷺ اللہ کے سچے پیغامبر ہیں تو پھر یہ جو بڑے بڑے اصحابِ علم و فضل ہیں یہ جو علم و فضل کے بڑے بڑے اجارہ دار ہیں یہ جو بڑے بڑے اصحاب جبہ و دستار ہیں یہ کیوں نہیں ان باتوں پر ایمان لاتے۔فرمایا: اس طرح کی مشائخ پرستی اس طرح کی اسلاف پرستی تمہارے حق کو قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔انکے تو اپنے ذاتی مفادات وابستہ ہیں انکے اپنے معاشی مفادات پر زد پڑ رہی ہے یہ تو تمہاری مخالفت کریں گے جبکہ دوسری طرف تمہارے تو کوئی اس طرح کے مفادات نہیں ہیں۔وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ [اور وہ جو جمع (Store) کرتے ہیں سونے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاندی کو]۔حدیث میں ہے جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کَنْزٌ ہے اس مال کو جمع کرنا کَنَزَ، یَکْنِزُ کہلاتا ہے۔**وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ** [اور وہ نہیں خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کی راہ میں]۔**فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ** [تو آپ ﷺ بشارت دے دیجئے انہیں دردناک عذاب کی]۔یہاں بشارت دے دیجئے طنزاً کہا جا رہا ہے۔انسان کس لئے مال جمع کرتا ہے۔تا کہ اُسے خوشیاں مسرتیں عیش و آرام حاصل ہو تو کہا جا رہا ہے ہاں انہیں خوشیاں مسرتیں عیش و آرام حاصل ہوگا لیکن دردناک عذاب کی شکل میں۔

یَوْمَ [جس دن]۔**یُحْمٰی عَلَیْهَا** [ان پر (سونے اور چاندی) گرم کی جائے گی]لفظی معنٰی ہوگا کہ جب ان سونے اور چاندی کو تپایا جائے گا گرم کیا جائے گا۔**فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ** [جہنم کی آگ میں]۔**فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ** ۔**فَتُكْوٰی** مضارع مجہول جبکہ ماضی/مضارع (کَوٰی، یَکْوِیْ [داغنا])۔**فَتُكْوٰی** [داغا جائے گا]۔**بِهَا** [ان سے]۔جس طرح جُنُوْبٌ جمع ہے جَنْبٌ کی اور ظُهُوْرٌ جمع ہے ظَهْرٌ کی ہے اسی طرح جَبْهَةٌ کی جمع جِبَاهٌ ہے[پیشانیاں]۔**جِبَاهُهُمْ** [انکی پیشانیوں کو]۔**وَجُنُوْبُهُمْ** [اوران کے پہلوؤں کو]۔**وَظُهُوْرُهُمْ** [اوران کی پیٹھوں کو]۔تو داغا جائے گا اس (سونے اور چاندی کے خزانے) سے جنہیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جا چکا ہوگا۔**جِبَاهُهُمْ**[ان کی پیشانیوں کو] وہ سرمایہ جمع کرتے تھے تا کہ انکی عزت بنے انکی پیشانی اونچی رہے وہ بڑا غرور اور گھمنڈ کیا کرتے تھے فرمایا: جو گردنیں اکڑی ہوئی ہوتی تھیں جو پیشانیاں سرمائے کی وجہ سے غرور اور گھمنڈ کی بدولت اُٹھی رہتی تھیں، ان پیشانیوں کو داغا جائے گا۔تو فرمایا! وہ عیش و آرام حاصل کر چکے۔جن اعضاء کو وہ عیش و آرام حاصل کرنے کیلئے استعمال کیا کرتے تھے۔اب ان کو گرم کردہ سونے اور چاندی کے خزانے کے ذریعے داغا جائے گا۔اور کہا جائے گا: **هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ** [یہی ہے وہ جو تم نے ذخیرہ کیا تھا اپنے نفسوں کے لئے]۔یہی ہے جسے تم نے جمع کر کے رکھا تھا تجوریوں میں بند کر کے رکھا تھا۔**فَذُوْقُوْا** [تو تم چکھو (اس کا مزا چکھو)]۔**مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ** [جس کو تم جمع کیا کرتے تھے/جس کا تم ذخیرہ کیا کرتے تھے]۔اس لئے فرمایا کہ اے مومنوں تم انکی شان و شوکت انکے کروفر سے مرعوب نہ ہونا اور یہ جو بڑے بڑے اصحاب جبہ و دستار ہیں انکی خود ساختہ ہیبت اور علمی دبدبے سے بھی مرعوب نہ ہونا اور نہ انکی مخالفتوں کی پرواہ کرنا اور یہ ہے انکا بدترین انجام تم ان سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا انکی مخالفتوں کی پراوہ نہ کرتے ہوئے اپنی جدوجہد جاری رکھنا۔

ترجمه: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً (یہودی) عالموں میں سے اور (عیسائی) راہبوں میں سے اکثریت یقیناً یقیناً لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھا رہے ہیں اور اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں، اور وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونے اور چاندی کے خزانے کو اور وہ نہیں خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کی راہ میں تو آپ ﷺ بشارت دے دیجئے انہیں دردناک عذاب کی۔جس دن اس خزانے کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے اور ان سے داغا جائے گا انکی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پیٹھوں کو (اور کہا جائے گا) یہی ہے وہ جو تم نے ذخیرہ کیا تھا اپنے نفسوں کے لئے، تو تم چکھو (اس کا مزا) جس کو تم جمع کیا کرتے تھے/جس کا تم ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصادر و ماخذ

شرح تیسیر القرآن کی تدوین وتہذیب میں مندرجہ ذیل کتب سے افادہ کیا گیا ہے:-

1. قرآن کریم .... تَنْزِيْلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
2. احسن البیان .... حافظ صلاح الدین یوسف [مطبوعہ: دار السلام، ریاض۔ لاہور]
3. الکتاب .... ڈاکٹر محمد عثمانؒ [قرآن فاؤنڈیشن، لاہور/ مطبوعہ: ولایت سنز، لاہور]
4. تیسیر القرآن .... پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہیدؒ [قرآنی/عربی گرامر پر مبنی لیکچرز]
5. قواعد زبان قرآن .... خلیل الرحمٰن چشتی [الفوز اکیڈمی، اسلام آباد]
6. صحیح بخاری .... امام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاریؒ
7. صحیح مسلم .... امام مسلم بن حجاج بن مسلم
8. آسان لغات قرآن .... مولانا سیّد شہید الدین بنارسیؒ [مطبوعہ: حدیث پبلیکیشنز، لاہور]
9. الفرقان (الجزالاول) .... شیخ عمر فاروق [جامعہ تدبر القرآن، وحدت کالونی، لاہور]

قرآن - الاعراب
قصص قرآن

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ بے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَرَحُ تَيَسِيرُ الْقُرْآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری اور مکمل پیغام ہے جسے نبی آخر الزّمان محمد الرّسول اللہ ﷺ کے ذریعہ قیامت تک پیغام ہدایت بنا کر نازل کیا گیا ہے۔اس آخری پیغام میں دنیا میں زندگی بسر کر کے اللہ کے ہاں کامیابی و کامرانی حاصل کرنے کے راہنما اصول وضوابط اور تزکیۂ نفس کے ذرائع موجود ہیں۔ یہ راہنما اصول وضوابط صرف قرآن مجید کے ترجمہ سے اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے جب تک عربی زبان کے ابتدائی قواعد سیکھ کر براہ راست قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

قرآن مجید کا فہم حاصل کر کے اُس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے،تا کہ قیامت کے روز ہم رسول اللہ ﷺ کے اس شکوے کی زد میں آنے سے بچ سکیں۔وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ [الفرقان:30/25] {اور رسول ﷺ کہیں گے اے میرے پروردگار! بے شک میری امت نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا (نہ وہ اسے سمجھتے تھے نہ ہی اس کی تعلیمات پر عمل کرتے تھے)}۔

پروفیسر عطا الرحمٰن ثاقب شہیدؒ نے امت مسلمہ پر عائد اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے 1995ء میں لاہور سے آسان قرآنی / عربی گرامر پر مشتمل فہم قرآن کورس کا آغاز کیا اور 1996ء میں ایک مختصر سلیبس مرتب کیا جسے **تیسیر القرآن** کے نام سے شائع کیا گیا۔ پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقبؒ کی شہادت کے بعد اب تک فہم قرآن انسٹیٹیوٹ نے چار (4) ایڈیشن شائع کئے ہیں اور ہر ایڈیشن کو علمی اور تزئین و آرائش کے لحاظ سے خوب سے خوب تر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے **تیسیر القرآن** کو پاکستان اور بیرون پاکستان بے انتہا پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔فہم قرآن انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام فہم قرآن کلاسیں لاہور کے علاوہ ملک بھر میں تقریباً تمام شہروں میں باقاعدگی سے منعقد ہو رہی ہیں اور **تیسیر القرآن** اکثر مدرسوں اور سکولوں میں اضافی کورس کے طور پر پڑھائی جا رہی ہے۔

تیسیر القرآن آسان قرآنی / عربی گرامر کی ایک مختصر کتاب ہے اس لئے فہم قرآن کے طلباء کی جانب سے اس کی شرح کی اشاعت کا مطالبہ تھا۔لہذا فہم قرآن انسٹیٹیوٹ کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ **تیسیر القرآن** پر مبنی لیکچرز کو تدوین و تہذیب کے بعد **شرح تیسیر القرآن** کے نام سے شائع کیا جائے۔ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے دو سال کی مدت میں یہ کام مکمل ہوا۔

شرح تیسیر القرآن میں سب مثالیں قرآن وحدیث سے دی گئی ہیں اور ہر سبق کے بعد تفصیل سے مشقیں اور ان کا حل بھی دیا گیا ہے اور فہم قرآن کورس کو آسان تر بنانے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ کم پڑھے لکھے حضرات بھی قرآن کا فہم حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھال سکیں جو کہ ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو قرآن کا فہم حاصل کر کے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

ابو عاصم رحمت بیگ مرزا [سیکرٹری پبلیکیشن]
فہم قرآن انسٹیٹیوٹ (رجسٹرڈ)

1SBN 969-8738-03-7
9 789698 738037

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ